TEXT LIGHT
WITHIN THE BOOK
ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188951

UNIVERSAL
LIBRARY

بعون صناع مکین و مکان وفضل خلاق زمین و زمان نسخہ

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | انوار | ہے معنی | جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز | کلام

ترجمہ دفتر اول و دوم و سوم

مثنوی معنوی

از طبع سعادت کاہ مولوی محمد یوسف علی شاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بہ شکر بیان چشتی نظامی گلشن آبادی ملک دکن

مطبع نامی منشی نولکشور میں حسن و زیبائی سے مطبع ہوا

اعلان — جو تصنیف اس کتاب کا بھی مطبع ہذا میں اچھا رچھپ رہا ہے۔

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں بحیثیت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انمیں بعض کتب تصوف و اخلاق و دیگر اوصاف اہل اسلام کی درج کرتے تاکہ ہمیں فن کی یہ کتاب ہے اور اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب تصوف	منطق الطیر	مرغوب القلوب	بہار باران شرح گلستان
بے سر نامہ -	گلشن اسرار	زبدۃ المقامات	تضمین گلستان سعدی -
مثنوی راجا -	یبایہ شنید	مرغوب القلوب از شمس تبریز	گلستان حکیم قاآنی -
انیس الارواح -	یبایہ دید	کتب فصایح و اخلاق حکیمانہ	بہارستان جامی
کلمۃ الحق معہ شرح نور مطلق	مثنوی بو علی شاہ قلندر	گلستان سعدی جلی قلم کاغذ سفید گلنار	خارستان ہم پہلوی گلستان
رموز الحقیقت -	مثنوی شیخ بہلول -	ایضاً کاغذ حنائی و سفید رسمی -	۱۲۰۰ جلی قلم
مکتوبات جوابی -	مثنوی مولانا روم مخشی	گلستان متوسط قلم بالتصویر ٹیکل	مان مخشی متوسط قلم مطبوعہ نفیس
مکتوبات شیخ شرف الدین یحیی منیری	شرح مثنوی مولانا روم از	رنگین کاغذ سفید گندہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء	بوستان متوسط قلم مطبوعہ علوی
مکتوبات امام ربانی -	بحر العلوم کامل تین جلد میں -	ایضاً مطبوعہ ۱۸۸۹ء کاغذ حنائی عمدہ	بوستان مخشی مزدہ
مطلع الانوار -	شرح مثنوی رومی مسمی بہ اطائف المثنوی	ایضاً مطبوعہ ۱۸۸۹ء کاغذ حنائی و سفید رسمی	بوستان مزدہ مطبوعہ فرسنہ
حدیقہ حکیم غنای مخشی جدید کاغذ سفید گندہ	شرح مثنوی مولانا روم مصرف	گلستان متوسط قلم بیع فرہنگ	بوستان مخشی مزدہ مطبوعہ نفای
ایضاً کاغذ حنائی -	بمکاشفات رضوی -	کاغذ حنائی و سفید -	باب چہارم ہفتم بوستان
کیمیای سعادت	جواہر غیبی کاغذ سفید گندہ -	ایضاً کاغذ فاختائی -	بوستان مترجم
ہدایت المؤمنین	ایضاً کاغذ حنائی و سفید رسمی	گلستان متوسط قلم بیع فرہنگ	بہار بوستان شیخ نیکچند بہار
مطالب رشیدی	تذکرۃ اللہی	گلستان مخشی مزد	اخلاق جلالی مخشی
نفحات الانس	فتوح الغیب	گلستان مترجم -	اخلاق ناصری کاغذ سفید گلنار
فواید الفواید	دلیل العارفین مطبوعہ ۱۸۸۹ء	گلستان واضح قلم بجواشی اردو	اخلاق محسنی بہ مخشی جدید
فواید سعدیہ -	ایضاً مطبوعہ ۱۸۸۹ء -	شرح گلستان از مولانا محمد اکرم ملتانی	ایضاً متوسط قلم
مصباح الہدایت ترجمہ عوارف	مثنوی بزم وصال	شرح گلستان سمسی پریس رضوان	معدن الجواہر
مثنوی عطار	رسالہ حق نما	شرح گلستان از شیخ ولی محمد اکبر آبادی	مثنوی سلسبیل
پند نامہ عطار	مجموعہ نکات نقشہ	شرح گلستان بنام میان از	گلزار ہندی
	معرفت السلوک	شیخ آرزو مصنف -	مراۃ الادب -

فہرست حقائق توحید و تعلیم سلوک دفتر اول پیر اہن یوسفی ترجمۂ مثنوی مولوی معنوی مع تشریح و حل حکایات

صفحہ	نام داستان	حقائق توحید و مقام طلب	تعلیم سلوک	صفحہ	نام داستان	حقائق توحید و مقام طلب	تعلیم سلوک
۷	**حکایت اول تعریف مرشد کامل و طلب او سکی مین**			۲۵	استعانت کرنا خدا یعون کا	مبطل عمل نیک	دفع شر نفس
۹	علامہ مولیٰ بلخ کا	کلام عالم کا خیال پر ہے	تصور پیر	″	ایضاً		
۱۰	جانبازی کا	ذات اور اوصاف بیچون کی تعبیر چگونہ	تعلیم حکم مرشد	۲۶	مثال دوم		
۱۱	خلق خدا بیچون کا	عبرت اسیر آتی ہے	تعظیم پیر	۲۸	ایضاً		
۱۲	بی بی دانشمند کا			۲۸			
۱۳	ایضاً			۲۵			
″				″			
۱۶				″			
″	ایضاً			″			
″				۲۹			
۱۸				۳۰			
″	ایضاً			۳۰			
۱۹	**حکایت دوم اولیا کی**			۳۱			
″	حکایت درویش			۳۲			
۲۰	ایضاً			۳۰	ایضاً		
۲۱	ایضاً			″	ایضاً		
۲۲	رفع گمان محققین و مدعی			۳۹	ناسبد کرانیوالا		
″	**حکایت سوم مکر و دغا پیران ریاکار مین**			″	ذبیحہ کرنا		
″	واستان بلخ جاسوس			″	خود کو لاک کرنا		
۲۵				۴۰	طلب کرامت کا		

صفحہ	نام داستان	حقائق توحید و مقام طلب	تعلیم سلوک	صفحہ	نام داستان	حقائق توحید و مقام طلب	تعلیم سلوک
۴۰		مبطل عمل نیک	دفع شر نفس				
″	ایضاً						
۴۱							
۴۳					**حکایت چہارم خوش اعتقادی مرشد مین**		
″							
۴۵							
۴۶							
۴۸							
۴۹							
۵۱					**حکایت پنجم طالب کی خیال مین**		
″							
۵۲	ایضاً						
۵۳	ایضاً						
۵۴	ایضاً						
″	ایضاً						
۵۵	ایضاً						
۵۶	ایضاً						
۵۷	ایضاً						
″	ایضاً						

صفحہ	نام داستان	حقائق توحید مقام طلب	تعلیم سلوک	صفحہ	نام داستان	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک	صفحہ	نام داستان	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک
۵۹	قصہ شکار دزکا	آپ عیب ہیران ریاکار کو پردہ کا کام کا آشنا زبان دیکھنا چاہیے		۸۰	سوال کرنا رسول کا	تنزیہ بلات روح	احسن من خاسے	۹۲	سنتاسم عمومی کا	دم تجلی ذاتی کا توسیع	کلام ہے عرت دصورت
۶۱	زیافت دادل کھی	دیغہ قلیل پر فرزہ کرنا چاہیے		″	ایضاً	ارشاد جس روح وحی ہے	کشف العام	۹۳	ایضاً	فاش مستورہ بیشوق عاشق ہے	سیر فنا الفناد بقا البقا
۶۲	میر کا خاصہ ہونا	پوست صورت مغز جان ہے		۸۱	ایضاً	تیر و اختیار رصوفی	فقص ناقص کا کامل بین عزلی ہے	۹۴	تفسیر قصہ حکیم سنائی	جہان تن اور جان کامل حق ہی	
″	بیان کوکو گوش	نور بیہ رنگی سے رنگ لطائف	کشف اسرار لطائف خمسہ دیکھنا	″	نسبت کرنا آدم علیہ السلام کا	خلق حق خلق ہندو سے پیدا ہے	اعمال آنما جیہ ہی	۹۵	ایضاً	عین نو حقیقت بین یک ہے	مشاہدہ حقیقت سرے عین
۶۴	ایضاً	حق راہ تجلی ہا بین دیکھتا ہے		۸۲	مرتب الشمل	فرق بہت عقل ارجان بین	بنیاد محبت ہر پیغمبر بین	۹۶	ایضاً	انکشاف ہونا انوار کا دل بین	حال ہر رسول کا
۶۵	ایضاً	کمہد و اشال	عمر تیز گذرتا ہے	۸۳	تفسیر ہو سکم	صحبت حق ساتھ مخلوق کے	قیمت نو حید ہر	۹۷	پھر جمع ہونا	بیکباس فصلت بالکل بنا ہونا	جو خود ہوا ہونا
۶۶	جواب دجا بخوش کو	ضعیف بلاک کرتا ہر مغز قوی کو	رشتن کو ہفیر جانا	″	سوال کرنا رسول کا	فائدہ در تخلیق حق مثل عابد و کفار	سہ بانہ حقیقت تکلیف موقت ہر	″	باہر کھانا سانے اگر کا	خوبی تن جان پر بلا ہے	راز نہاد ہر کس بقدر
″	ایضاً	سنتی عقلی در پستی دنیا		۸۴	بیان ہیر یک	صحبت مرشد من خدا ہے		۹۸	وضت کرنا	سوتو النیل سوتو	تحقیقات نفسی آثار
۶۷	قصہ سلیمان ہدہد	مشاہدہ تنزیہ	حضوری رشد	۸۵	حکایت ہفتم نفس آثارہ کے فنا کرنے بین			۹۹	مرتعظیم خلائق	مع وتعظیم ہو فور پیدا ہوتا ہے	ترک ہ ضرت
۶۹	قصہ آدم عم	مشاہدہ تشبیہ اسماء	اسم بین سمے رکھتا ہے	″	قصہ سود اگر و طوطی کا	بلا بلچا اردا ہونا	بلا بد کی عاشق کو رحمت ہے	۱۰۰	انشاء اللہ	ہے خودی سو دا صل حق ہا	خفقان کو چھوڑ
″	ایضاً	آدم عم حکم حق سو دھو کا کھا یا	فنا جاری ہے	۸۶	ایضاً	حق نو ہے نو دانشقیا رہی کرتا ہر		۱۰۱	ایضاً	معشوقی اگر سنو عاشق جاہل کر	
۷۰	پیچھے ہٹنا	علامت چہرہ سو حال دل کا سو	چہرہ منظر حال دل ہے	″	وضت مناجات بارگاہ	عارف حق سو ملائکہ		۱۰۲	حکایت ہشتم دلت نفس بین عشق سے		
۷۱	ایضاً	حکم قضا سو جو رکل عالم کا راز ان ہے	صلح اضداد حیات دوستی اضداد دیکھ	۸۸	دیکھنا سود اگر کا	توحید قالی علمہ سو ہی	ہر جان ہیں ہی آہ ہر	″	دل زندہ آواز حق سنی	صدائے نکبہ و صدائے سلطنت	
۷۲	جو بچھنا شیر کا	استغراق در یائے حضور	تنزیہ بلات روحیہ	″	تفسیر کلام فرید الدین	توحید بین ہستی نیستی ہر		۱۰۳	تفسیر کان الصد	ارشد کا کہنا کرے نہ کرنا	ارشد کا کہنا کرے
۷۳	بیٹھنا شیر کا چاہ بین	آئینہ غیر بین اپنا حال دیکھنا	توجہ انعکاسی	۸۹	تعلیم سا حران	کلام ارشد خاموش ہو کر سمیع رشتے	نوجہ کرنے سے قبول ہوتی ہے	۱۰۴	تفسیر ان رکبم	نور عشق سو دل زندہ ہوتا ہے	تفضیل غذا ہے مؤر حیوانیت ہوا ہے
۷۴	عزیزی کو گوش	من مشق جان کے بعد مردن ہی	روح فنا کامل عالم امر کو جہاں ہے	″	ایضاً	کلام ہے سنا علم لدنی ہے	باکی گریہ سے ہے	″	ایضاً	کلام ہے مشاہدہ بلکہ کا ہوتا ہے	بعض رزمے کیفیت ہے
۷۶	نصیحت کرنا عزیز کو گوش کا	ترک دنیا بہتر ہے	تقلیل غذا	″	ایضاً	قوت حلال سے موقت ہوتی ہے	تقلیل غذا	۱۰۵	ایضاً	خوش آوازی سے دور دشت ہوتا ہے	عشق سے عقل زائل ہوتی ہے
۷۸	حکایت ششم مجاہدہ نفس آثارہ بین			۹۰	بھر کنسو سنا کرنا	اور یا حکم قضا کو بیٹ رضیہ بین	سمجھ کر کھنا	″	ایضاً	جسم کا کامل ہر رنگ جان و جان	جسم کا کامل کو فنا ہے
″	آثار رسول کو	مشاہدہ ذات حق لیشہ ہر	دفع خطرات نفسانی	″	ایضاً	انکشاف مقام دید	حسن پرستی	۱۰۶	ایضاً	باران نزول فیضان الہی	جان از حسد ہے
″	ایضاً	آدمی دید کا نام ہے	چشم دل روشن کر	۹۱	اور یا سب لوں	بعد فنا کو بقا ہے	ہر ایک اصل کو رجوع کرنا ہے	″	سوال عائشہ صدیقہ	گلستان دل اور یا سے ہر خشبوئی ہو	توجہ فیضان
۷۸	یا سار رسول کو	ہیبت فقیر ہیبت حق ہے	فقیر سو حق ہے بین	″	ثنا الطبعی کا	آفات زبان کی	انتہا تک آفات کو جانا	۱۰۷	تفسیر قل سانی	جو اس عالم بین ہے وہی	کشف باطن
۷۹	باتین کرنا نظر کی	حال و مقام کی تشریح	سیر راہ سلوک	۹۲	ایضاً	گرم		۱۰۸		سرد ہی جہاں جان و سردی	جہاں داری دل

صفحہ	نام داستان	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک	صفحہ	نام داستان	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک
۱۰۹	بوجہل کا پیغمبر خدا کو قتل کرنا	باشتر نیلیان لشکر عرکر رہے	غفلت آبادی دنیا	۱۲۰	بیان میں معرفت کے	مشاہدہ روشان	تسکین قلب
۱۱۰	باقی قصہ پیر چنگی	آواز مشتاق مضطر دل بنا	ہر کمال کو زوال ہے	۱۲۱		عورت جان کی جان ہے	سب تیک جن کے عاشق ہیں
۱۱۱	عتاب میں کنیز کا ہاتف کا	نداآ واز حق رمد آواز خلق ہے	وجود سماع	۱۲۹		زنگ بد رنگی سے جنگ ہے	عشق کو عشق سے محبت ہے
۱۱۲	رونا مسیح نجیہ کا	استدلال کی کو معرفت نہیں	مقلد اہل شک ہے	۱۳۰	بسبب قحط کے	اغماز مرید کا تجدید کی مرشد ہے	اولیا کے سب تابع ہیں
۱۱۳	ایضاً	قیاس دلیل قصاً نا بینا ہے	پیروی مرشد کامل	۱۳۱		اور میں ہوں ہے اسکے دشمن کا	دل آزاری
۱۱۴	ظہور سیمرغ کا	رسول اللہ کو بشر جانتے ہیں	مرشد ظلوم ہے	۱۳۲	ایضاً	تقاضا حق تقاضا مبرم ہوتی ہے	نارا ضی پیر
۱۱۴	ایضاً	تفسیر ہیچ ہیچ میں	ترک تعلق نفس کشی ہے	۱۳۳		دور دیا اشان میں جاری ہیں	ریا کاری
۱۱۵	ایضاً	حسرت عمر گذشتہ پر	نفس لوامہ	۱۳۶	بسبب نیاز مندی کے	بے حکم پیر کے کچھ نہ کرے	لگے مال آفت ہے
۱۱۹	پیر نا عمر کا	ہوشیار و محجاب حق ہے	عزوناز	۱۳۶		اخلاص ہجرا	محبت صغی اور نیاز روزہ قشوہ ہے
۱۱۹	ایضاً	انکشاف مقام ہجرت	حال وقال	۱۳۸	ایضاً	کمال عشق میں نماز روزہ کو کچھ نہیں جانتا	تنگی معیشت
۱۱۸	ایضاً	ذات محیط عالم ہے	تجدد امثال	۱۳۹	آنکھ کا اولیا کو	موسیٰ کا دل میں حق سمایا ہے	نفس سلطنہ
۱۱۹	انکار کرنا عشق کا	سفر کرنا نفوس کا	بے سبب یار نہیں ملتا ہے	۱۴۰		طریقہ رسول اللہ	ہدایت کرنا حق کا
۱۱۹	قفیر عاشق کا	اخلاق زمیر محمود و کمر و زمیر آہنی	تحفہ بھیجنا	۱۴۱		آب جان سپہر تن میں تجھ کو بھیجا	عرب دنیا آب شور ہے
۱۱۹	قرباتی کرنا	سخاوت سے مال زیادہ ہوتا ہے	بیان میں کے	۱۴۲		کریم عاشق گدا گر اعاشق کریم	جود و بخشش
۱۱۹	حکایت منکر قلب ماہیت جان میں		فرق میان	۱۴۳		عشق حقیقی ہر ہر عشق مجازی سے	درویشی
۱۱۹	قصہ خلیفہ حضرت عمر کا	مرشد سے فکر کرنا ہر کو سوسن کرتا	پیر ہمراز با کمال	۱۴۵		آنکھ انور اولیا کو	عاشق مجازی فنا عشق قدیم سے ہیں
۱۱۹	سفر دریا میں فقیر کا	ریگزار دریا کو سوسن کرتا		۱۴۶		من عشق حقیقی مجازی عارض ہے	مرشد کی راہ پر چلنا
۱۲۰	بیان میں سماع کے	ریاضت سے کامل ہوتا ہے	ریاضت سے صورت	۱۴۶		بیان میں عشق دنیا کا	مرتبہ آخرت کا
۱۲۱	صبر کے لیے کہنا	بیماری صورت کا پیغام ہے	تعافت	۱۴۷		پاکی جان کی حواس سے معلوم ہوتی ہے	بھیس اسا نیا بدلنا کفر
۱۲۳	نصیحت کرنا مرد کا	فقر فاقہ بہتر ہے آسودگی سے	فرق قال و حال	۱۴۸		علم ہر ہے علم با لدن بہتر ہے	محویت
۱۲۴	بیان میں اسکے	مرشد کا منہ ہر ہر چیز سے ہر سیاہ کھانا	بیہودہ کام کی ہے	۱۴۹		متوکل کا نا عقبہ	سیر بحر کاہ و سیر بر تر ہے
۱۲۶	ریاضت عاد و ثمود کی	دشمنی سے خار اتریاد رنگ بہار	نفس کو بڑا ہے	۱۵۰	ایضاً	سگ نفس کو شکار سمجھ کر	شکستگی دل
۱۲۹	ایضاً	عورت مرد پر بسبب عشق کے غالب ہے	حسن پرستی	۱۵۱		ذات و صفات عبد کا عقیدہ	تسکین قلب
۱۳۰				۱۵۲	ایضاً		سب تیک جن کے عاشق ہیں
۱۳۰				۱۵۳			عشق کو عشق سے محبت ہے
۱۳۱				۱۵۴	ایضاً		اولیا کے سب تابع ہیں
۱۳۲				۱۵۵	حکایت نیلا بنیا بنجارہ		بیعت مرشد کا کی خیر خیرات کی
۱۳۴				۱۵۸	جہاد اکبر و اصغر کا		عرف اہل توحید و اہل معاملہ
۱۳۶				۱۵۸	امتحان کرنا شیخ کا		عشق کی قسمیں ہیں
۱۳۶				۱۵۹	لشکر بادشاہ سے		مشورہ میں
۱۳۹				۱۶۱	بندہ ہونا تو کا		کلام ہے عرف و صورت علوم میں
۱۳۹				۱۶۳	ہدایت کرنا عشق کا		انبیا و اولیا میں حق ہے
۱۴۰				۱۶۴	بھاگنا کافر عشق سے		ذکر و فکر
۱۴۱				۱۶۴	آنا ایک آشنا کا		حضور سری مرشد میں ہفتاد پرده
۱۴۲				۱۶۵	طلب کرنا عشق کا		حوالہ دلیا کا
۱۴۵				۱۶۶	کہنا مہمان کا		نفس بیدار
۱۴۶				۱۶۸	مرتبہ آخرت کا		انکار عذاب پیر کا
۱۴۷				۱۶۹	ایضاً		اشغال و ریاضہ راہ عاشقی ہے
۱۴۸				۱۷۰	ایضاً		محویت
۱۴۹				۱۷۱	دعا کرنا بہم عمر کا		جہاد کفار کا
۱۵۰				۱۷۲	اعتقاد ہاروت و ماروت		عرف صورت کو مرد قرار دیتا ہے
۱۵۱				۱۷۳	باقی قصہ ہاروت		قال بے معنی

صفحہ	نام مضمون	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک
۱۸۳	مراسلہ بیعت کرنا	کاسہ بدست علمی سوتا ہوں تہی کف	نماز ریا کی
۱۸۵	ایضاً	قیاس مقابل آیہ کے اورست ہی	تفصل حق سیراث انبیا ہے
۱۸۶	ایضاً	مطلع بدر ایا عاقل نہیں جانتے	گمان کمال
۱۸۷	خیال پرخیرہ چاہتا	کار دنیا کھیل بچوں کا ہے	علم کسبی بیکار
۱۸۸	ایضاً	نور علی نور و ولایت بیعت	علم لدنی
۱۸۹	حکایت دہشم انکشاف علم باطن میں		
۱۹۰	قصہ رومی و معنی	اہل جلا جذبات میں نقش ہے	کشف ہے صورت
۱۹۱	ایضاً		
۱۹۲	در فضیلت پیغمبر صلعم		
۱۹۳	ایضاً		
۱۹۴	جواب دعا نیدگی		
۱۹۵	ایضاً		

صفحہ	نام مضمون	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک
۱۹۶	ایضاً	استحسان کرنا غلاسوں کا	صحبت نیک سے نیک ہو
۱۹۷	ایضاً	حکایت کرنا زیبا کی	گویائی راز کی نخاز ہے
۱۹۸	ایضاً	غور شید کے جو در کو افتر پر ہے	پیر نایب رسول ہی
۱۹۹	ایضاً	رسول اعتبر فرمت و الیت سے مشترک ہیں	دل عرش خدا ہے
۲۰۰	ایضاً	عصر پر نبا ما نبیا سابق کو بہت تھا	عشق جان کنی
۲۰۱	ایضاً		
۲۰۲	ایضاً		
۲۰۳	ایضاً		
۲۰۴	ایضاً		
۲۰۵	ایضاً		

صفحہ	نام مضمون	حقائق توحید مقام عشق	تعلیم سلوک
۱۹۳	جرا پارسا امیر کا	فانی ذات کو رمز مرد ہوا شنید	
۱۹۲	ایضاً	کشف راز پر موقوف ورجانا ہے	
۱۹۵	ایضاً		
۱۹۶	فرمانا پیغمبر کا	اہل خدا کو نداء وحی ملتی ہے	
۱۹۷	ایضاً		
۱۹۸			
۱۹۹	باقی قصہ اہل کم		
۲۰۰			
۲۰۱			
۲۰۲			
۲۰۳			
۲۰۴			
۲۰۵			

بہ عون ثنا مکین مکان فضل خلاق زمین زمان سخنہ

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے کشتی | جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز | تمام

مثنوی مولوی معنوی

ترجمہ دفتر اول

از طبع معارف گاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن ابدی مالک دو

مطبع نامی منشی نول کشور مین حسن و زیبائی منطبع ہوا

۹۱۶۵۱۲۵
ک - ن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم یعنے اے اللہ کہ تونے از وجود آدم کو نفخت فیہ من روحی سے با نوا کیا اور علم الاسما سے گویا خدایا تونے حسن وعشق کو پیدا کیا اور خود عشقبازی کی چال چلا کر سمانور کو ظہور دیا اور ظلمت کو نور پر مبتلا کیا خالقا مخلوق کو خود سے پیدا کیا اور معرفت سے خود پرشیدا اور دو جہیں اور پر محمد کے ایسا محمد کہ لولاک اوسکی شان ہے اور لامکان اوسکا مکان ایسا محمد کہ تیرا اہتمام وہمکلام ہے اور تیری کرسی وعرش اوسکا زمین اور بام ایسا محمد کہ خالق ومخلوق بیچ واسطہ ہے اور آدم وعالم بیچ رابطہ ایسا محمد کہ گلشن ہستی اوس سے آباد ہے اور باغ نیستی اوس سے شاد اور اوپر آل محمد کے ایسی آل کہ سرداری وسیدی عالم کی اوسکے لیئے زیبا ہے اور ولایت صغرے اور کبرے اوسکے واسطے پیدا ایسی آل کہ مدارج امامت وخلافت اوسپر تمام ہے اور شہادت خفی وجلی اوسپر اختتام ایسی آل کہ اوسکی برکت سے جہان کو تمام ہے اور تمام عالم اوسکا غلام اور برکت وسلامتی کہ تا اوکی دعا و برکت سے کلام ہم غلامون کا مقبول اور فیضان رحمت کا ہمپر نزول ہو آمین یارب العالمین واضح ہو کہ اس فقیر بیتقصیر کمترین بندگان درگاہ محمد یوسف علی شاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میان چشتی نظامی زنبیل شاہی گلشن آبادی واقع ملک مالوہ نے بر بہبری عنایت ایزدی وید عاے مرشدی ومولائی عاشق پاکباز معشوق بے نیاز مست الست قلندر زبردست رند ہشیار رحیم ہرگدا وشاہ جناب عبد الرحیم شاہ ورویش شاہجہانپوری قدس اللہ سرہ العزیز کے ترجمہ لفظی مثنوی مولانا جلال الدین رومی معنوی قدس سرہ العزیز کوشش کی اسکا پیرایہ ہمن یوسفی

ترجمۂ مثنوی معنوی کہ جبکہ بداستان رو باہ و خر واقع پانچوین دفتر کے پہونچا اس حقائق پر اسرار سے غیب گوئی مولانا کی ظاہر ہوئی اور شہیت ایزدی و خواہش معنوی مجھپر کھلی قولہ

یوسفان غیب لشکر سے کشند	تنگہائے قند مصری بے رسند	اشتران مصر را رو سوئے کاست	بشنو مدحِ او ہو طیبان بانگ درست
	شہر ہا فرہا پر از شکر شود	شکر ارزانست ارزان تر شود	

تب اس شکریے میں چند اشعار حقائق آمیز تشبیہ و تمثیل پہ بلباس مدح و تعریف تمہید اً لکھے کہ پونچے مثنوی ہر اس یوسفی ہر جلوہ گر ہوئے مولف

مرحبا اے نور وادی مرے	مرحبا اے طور طہ نوری مرے	ہدہدی سے تیرے میں نو مژدہ ہوں	اس ترے رشتے کا میں پابند ہوں
زیر و بالا دم کا تیرے زیر و ہم	مضطرب کرتا ہے مجھکو سیدم	تیری دستاری ہے میں تیری پر	تیری گوئی پہ میں قربان ہوں
گر ہو امیروں سے تو نالا کرے	گر گلو کی نے سے نغمہ کرے	جانتا ہوں میں تجھے اے یار دست	تو جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ زدست
تیری غیرتی سے تن میرن ہوئے	پر میں پیرتی کا اب خلل ان ہوئے	محفظ اب کرتی تری تمکین ہے	پر میں کھلتی تری تمکین ہے
ہر زبان سم اپنا کہتا ساز ہے	ہر زبان میں تو ہی لیتی مسار ہے	اب تو اپنی صورت اصلی میں	تاکہ تمکیں ہو تجھے تلوین کی جا
گر چہ اب ظاہر ہے تو تشبیہ میں	پر دکھاوے آپکو تنزیہ میں	بولا اچھو یاسے سمار مان	کیا کروں اب ظاہر باطن بیان
ظاہر و باطن سے اپنا گر کھون	گر جمال یوسفی ظاہر کروں	اور محمد کے میں باطن ہو کھون	
ہو مباحث اور ملاحت پر جہاں	اے خاجان اس تشبیہ سے	تاکہ باطن جانے تو تنزیہ سے	
ہم پھر اب یوسف اب بیان سیر دوم	گر ملاحت اور صباحت آوے ہم	اس ملاحت اور صباحت ہو سری	
رات دن کو دیکھتے ہو آنکھوں سے	اے سیاہی ور سفیدی میں جانتے	اور جہاں اللہ جلال پاک کے	
اسلیے پایا ہے یوسف نے جمال	اب تو جان اے دیکھو تو ظلمت میں ہم	پیر میں سے چاہے ہو یوسفی	
پیر من میں یوسفی کے معنوی	پس جمال الدین رومی معنوی	ایک ہو جاوے وجود اور لیس عدم	
ہو جمالی در ہم جلالی احد اسد	ہر جمال اللہ جلال ظاہری	ہو جمالی یوسفی میں معنوی	
گیسو حکمت دو آنکھیں بحری بیں الکریم	مجمع دو نون ہوے اسی نون	تو یہ کیجو جاند دو میں ہم ایک	
سیری آنکھوں کے ہیں یہ دو مدد گار	اک مذاق اور دوسری علم و حکیم	اور رحمہ باقی ہم جسیم مصطفا	
یدکی آنکھیں بنیاق اور رحیم	دید میری اسکے ہر یہ دو نون ہیم	تو یہ کیجو جاند دو میں ہم ایک	
آنکھیں یہ مرشد ہیں از لحظ	دید کی دیتی ہیں یہ سکو خبر	تو یہ کیجو جاند دو میں ہم ایک	
اس دو نوں کو اعتباری جانیو	اعتباری ہم کو دانشے مانیو	تو یہ کیجو عیان	
باطن رشد و ظاہر حاکمان	خلق ہیں یہ ہیں ولی لامر جہان		
بیت تحریر سنہ ۱۲۱۰	اس زمانے میں ولی لامر جہان	قبلۂ دل کی ہر و قت اونکے ساتھ	آبرو کے کعبۂ جان اونکے ہاتھ

العبد آسمیعل خان

زینت کعبہ ہے اسمعیل سے
حب محمد ملکے اسمعیل ہو
یہ ہو خراب مقدم ہو گئے
گلشن آباد اسکا نام ہوا سلیے
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن
اسکو بیت اللہ جانو در جہان
اول و آخر و ظاہر باطنا
جیسے ظاہر باطن اس تاریخ مین
ظاہر تشبیہ کو بس کر تمام
پس تو اس تنزیہ کو تشبیہ سے
تن لے مبہم معنوی کا تو بیان

رفیق قبلہ محمد سے رکھے
حاجی حرمین جان و تن کرو
کہ ہو الاول ہو الآخر وہ ہو
جاؤ رہ پاؤ تم اسمین جان سے
سر و قد سیمین بدن سیمبر تن
یہ ہو قالب ذات حق اسکی ہے جان
ایک باطن مین دوئی ہو ظاہرا
بارہ سو تیرانوے ہجری کے مین
باطنا تنزیہ مین اب کر کلام
معنوی کی مثنوی مین دیکھ لے
انکے پردے مین کرے جو عیان
تن تو لباس پیرہن ہے یوسفی

وہی بھایا کہ اسمعیل نے
وان محمد پیچھے اسمعیل کے
گلشن آباد تن کے کعبے کا
اسمین ہر اک مرغ خوش الحان ہے
عالم کبیر کا ملکہ قلب ہے
عکس جیکیہ سنگس مین ملگیا
ظاہرا تشبیہ تنزیہ ہو گئی
ظاہر و باطن تو مصرع دیکھے گر
ظاہرا تشبیہ لکھے یوسفی
ان مزامیر و نغمین ہوا سرار حق
جیسے جسم احمدی مین حق کلام
لکھتے کیا ہین مثنوی معنوی

اور محمد نے تراوس سے لیے
یان محمد پہلے اسمعیل کے
جو ہو اسمعیل قرباب خدا
طوطی دل بلبلان جان ہے
کیونکہ اسمعیل یان پیدا ہوئے
نیستی ہستی ہوئی فانی بقا
باطنا تنزیہ تشبیہ ہو گئی
مثل ایجد یہ حساب ہو جلوہ گر
باطنا تنزیہ لکھے معنوی
یعنے ان جسم نغمین ہوا سرار حق
گر تو ہو بندون سوا پیرو والسلام

تنبیہ

۱۲ گلشن آباد اسکا نام ہوا سلیے الخ ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ اسمعیل نے وان محمد پیچھے اسمعیل کے گلشن آباد تن کے کعبے کا اسمین ہر اک مرغ خوش الحان ہے عالم کبیر کا ملکہ قلب ہے عکس جیکیہ سنگس مین ملگیا ظاہرا تشبیہ تنزیہ ہو گئی ظاہر و باطن تو مصرع دیکھے گر ظاہرا تشبیہ لکھے یوسفی ان مزامیر و نغمین ہوا سرار حق جیسے جسم احمدی مین حق کلام لکھتے کیا ہین مثنوی معنوی

۱۲ یہ شعر اسلیے آوزدہ کیا ہے کہ اس شعر مین مولوی صاحب نے اپنی مثنوی کا نام لیا ہے اور اسکی تعریف کی ہے اور اسی طرح ہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز دفتر اول پیرا ہن یوسفی ترجمہ مثنوی معنوی

پیرا ہن یوسفی	مثنوی معنوی
سن کہ سلوک سے کیا حکایت کرتی ہے	بشنو از نے چون حکایت می کند
اور جدائی سے شکایت کرتی ہے	وز جدا یہا شکایت می کند
مرد و زن رو نے بنیلے سم رہے	کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
تاکسوں مین شرح درد اشتیاق	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ڈھونڈھتا ہے پھر زمانہ وصل سے	سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
جو رہے ہوا دور اپنی اصل سے	تا بگویم شرح درد اشتیاق
مین ہر اک مجلس مین گیا نالان ہوا	ہر کسے از ظن خود شد یار من
ور گمان مجھے سے سب بار ہوا	از درون من نجست اسرار من
پرنہ ڈھونڈھا مجھمین کیونکر اسرار کو	ہیچکس نور و ربدون سے مین ملی
	بانبجویہ روزگار وصل خویش
	بفت خوشحالان بر حالان شدم

بیت میر کب مرے تلے ہے دیر
تن ہو جان و جان ہو تن فرق نہیں
آگ ہو آواز نائی نے ہوا
عشق کی ہو آگ نے کے در میان
اسکی ہو بو تا رجوبے یار ہے
زیر و بم ترتیب شکل نے کہاں
پر خطر رستے کی نے کرتی ہے بات
راز داں اس ہوش کا بیہوش ہے
اپنے غم میں ہو گیا بیوقت روز
دن گیا تو جانے دو دیکھو در میں
گر سنو تا تے کا حال یا اثر
گر نہ پائے حال نے کوئی خام
جو کہ نے ہا ہی رہے سیری آب
نے سے اب تو گلہ آزاد ہے
تو نہ ہو اک دریا کو کوزے میں کرے
تنگ چشمے ہر جا رمان کب پر ہوئی
جبکہ جا رہ عشق سوزناک ہے
خوش ہوا عشق خوش سودا ہے

لیک بیحد میر کب مرے تلے ہے دیر
تن ہو جان و جان ہو تن فرق نہیں
آگ ہو آواز نائی نے ہوا
عشق کی ہو آگ نے کے در میان
اسکی ہو بو تا رجوبے یار ہے
زیر و بم ترتیب شکل نے کہاں
پر خطر رستے کی نے کرتی ہے بات
راز داں اس ہوش کا بیہوش ہے
اپنے غم میں ہو گیا بیوقت روز
دن گیا تو جانے دو دیکھو در میں
گر سنو تا تے کا حال یا اثر
گر نہ پائے حال نے کوئی خام
جو کہ نے ہا ہی رہے سیری آب
نے سے اب تو گلہ آزاد ہے
تو نہ ہو اک دریا کو کوزے میں کرے
تنگ چشمے ہر جا رمان کب پر ہوئی
جبکہ جا رہ عشق سوزناک ہے
خوش ہوا عشق خوش سودا ہے

ہمچو نے ہمدم و مشتاق و مشتاقے کہ دید
ہمچو نے ہمراز و ہمساز و مشتاقے کہ دید
ہمچو نے ہمدم و مشتاق و مشتاقے کہ دید
ہمچو نے ہمراز و ہمساز و مشتاقے کہ دید

ہمچو نے ہمدم و مشتاق و مشتاقے کہ دید
ہمچو نے ہمراز و ہمساز و مشتاقے کہ دید
ہمچو نے ہمدم و مشتاق و مشتاقے کہ دید
ہمچو نے ہمراز و ہمساز و مشتاقے کہ دید

اے تو میری دار و دی ناموس ہو | اے قوا فلاطون و جالینوس ہو | اے دوا دے تخوت و ناموس ما | اے قوا فلاطون و جالینوس ما
جسم خاکی عشق سے افلاک پر | پہونچا اور گہنا چاہیں چالاک تر | جسم خاکی از عشق بر افلاک شد | کوہ در رقص آمد و چالاک شد
طور کی جان عشق یار و ہو گیا | طور مست و خر موسیٰ صعقا | عشق جان طور آمد ناگہاں | طور مست و خر موسیٰ صعقا
دو دمان رکھوں مین کیا نسل اپنی | اک دہن پر شید او سو لب پہ سی | دو دمان وارم گو ہا ہیچ نیست | یک دہان خندان و صد لب دوختہ
تا ئی کے دم کی پیدا سا نسی سبھی | آسکی ہو ہا ہیچ ہو ہا جان کی | دم ہمایین نائی او زد ہمہ او است | ہاے و ہو ہی ہاے و ہو ہی از سماست
رو سلہ تیری طرف نالان ہوا | ہاے ہو کو آسمان مین بھر دیا | یک دہان نالان شدہ سوی خدا | ہاے و ہو ہی در رگفتہ و رسا
پردہ جانے کو کہ جیبی ہوا | آسمی دہن کی اس ہن مین سمی | لیک واند مرکرا او راشنود | کین خیال این سر ہمان سراست
لب بلب ہم دم کے مین ہو تا اگر | مثل نے کے بید کہتا سر بسر | بالبے ہمسازے خود گر جفتمے | ہمچو نی من گفتنیہا گفتمے
سمز بان سے جو ہوا اپنی جدا | لاکھ سامان رکھے پر ہو بنوا | مرکرا از ہمزبانے شد جدا | بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا
گل گیا جبکا گلستان کب رہا | یا رہا بلبل کا چہکنے سنا | چونکہ گل رفت و گلستان گشت خشت | خفتہ ہی آن بہ کہ بلبل گرگذشت
عبید حق کا زیر دم مین ہی بحرا | بر ملا کہہ دوں ہمارا دو بلا | ستر حق پنہا نست اندر زیر و بم | تا ستر گوئیم جہان بر ہم زنم
ہو کہ نا کہتی ہو یہ اندر دو باب | اگر کہون مین یہ جہان ہل جائے اب | اگر گویم من جہان گردد خراب
سب ہمارا مشرق و پرہ عاشقان | زندہ ہی معشوق و مردہ عاشقان | زندہ معشوق ست و عاشق مردہ | زندہ معشوق ست و عاشق مردہ
عشق کو خواہش نہ اسکی جو رہی | وہ مثال مرغ بے پر ہو اتی | چون نباشد عشق را برہا ہی او | او چو مرغے نا مدہ بے پروائے او
پیش چیں کا کیسے کھون مین تو ر | جو نہ سیمرغ یار کا ہو رہے نر | ہمچو نیچو مرغ دارم پیش چیں | چون نباشد نور یارم ہمنشیں
عشق و چنتا ہو کہ یہ کھلی ہے راز | کیا کرون آئینہ کو بے راز | آنچہ عمرے نبود چون بود | آنچہ عمرے نبود چون بود
آئینہ کیون راز کو تیرا نہین | رنگ مین آلودہ جا لی کی نہین | زانکہ رنگ از خرقہ ہا بیروں فتاد | زانکہ رنگ از خرقہ ہا بیروں فتاد
زیر و بالا دیکھے باتین اسکا کو | ایسے یا رکہنا ہو تو ہین ظہور | آنچہ در جانست از ان غماز نیست | بر سر و بر گردنم چون تاج و طوق
جا تو نور سے رنگ اسکے پاک کر | بعد ہ اوس نور کو دارا ک کر | نور او در دیدہ و در سینہ ہست | بعد ازان آن نور را دارا ک کن
رنگ سمو آئینہ جب ہو کہ صفا | تب ہو تا بان نور خورشید خدا | رو تو زنگار از رخ او پاک کن | پر شعاع از نور خورشید خدا ست
گوش دل سے اس حقیقت کو سنو | تا کہ آب و گل سے تم بالکل چھٹو | آئینہ کز زنگ آلایش جداست | تا برون آئی کلی ز آب و گل
گر سمجھ ہی جان کو رستا تیا | شوق سے اوسین قدم کو توڑ جا | این حقیقت را شنود از گفتہ دل | بعد ازان از شوق یابد رہنمیہ
حکایت عاشق ہونا بادشاہ کا لونڈی پر اور بعد خریدنے کے بیمار ہونا اور سکا اور معالجہ کرنا طبیبون کا | حکایت عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک و خریدن آن بادشاہ آن کنیزک را و رنجور شدن او
دوستو اس داستان کو تم سنو | ہر حقیقت حال میرا فقد و | بشنوید اے دوستان این داستان | خود حقیقت نقد حال ماست آن

بقیۂ حال اپنا اگر کہیں جان دین
بلد شاہ ایک زمانے میں تھا ایک
اتفاقاً شاہ ہوا اک دن سوار
شکار تھا جنگل میں پیر تھا شکار
ایک لونڈی راہ میں شوخ دکھی
مرغ جان بیتاب جب تن میں ہوا
پیچیدہ اور شہ اوسکا پھٹا
شہ کے پاس اور بالاں تھا
کوزہ اک کے پاس تھا پانی تھا
سب طبیبوں سے کہا یہ شاہ نے
جان یہ ہی سہل و جان کی جان ہے
تیر ہی جاں کا درماں کیا
ہوئے سب سے ہم کو جانبازی کرنا
ہو ہر اک ہم میں مسیحائے زمان
انشاء اللہ نے تقدیر سے کہا
انشاء اللہ ترک سو نہایت مری
انشاء اللہ کہتے اکثر ہیں منصبع
جانیں انکی جان حق سے ہیں جانیں
اور زیادہ ہو گیا اسکا مزاج
شاہ کو اذیں ہوا اس سے ملال
اور دوا گر لو ہوتا شیر سے
روغن بادام خشکی ہوئی
آگ بجھ کی آب سے ملنے لگت

دین و دنیا کے ہمیں گر دین ہیں
ملک دنیا تھا اُسے اور دین نیک
اور مصاحب لیگیا ہر شکار
عشق نے آ سکو کیا اپنا شکار
شہ کی جان لونڈی کی بند ہو گئی
مال و یکسر سول لونڈی کو لیا
تو نہ ہی ہوئی جیا از اتفاق
پایا بالاں گر گ حسنہ کو لیگیا
کوزہ ٹوٹا جو اوسے پانی ملا
جان دونوں کی تھی رو بہ راہ ہی
ہیں ہوں مستعد رداد در مان کی
گو ہو مرجان سود امن کو بھرا
پہلے ہم سب ملکے باہم سچ لیں
رکھتا ہے ہر در کی وا در مان
عجز او کو حق نے تب دکھلا دیا
دل کی سختی ہو ز حال عارفی
جانیں انکی جان حق سے ہیں جانیں
اور زیادہ ہو گیا اسکا مزاج
شاہ کو اذیں ہوا اس سے ملال
اور دوا گر لو ہوتا شیر سے
روغن بادام خشکی ہوئی
آگ بجھ کی آب سے ملنے لگت

نقد حال خویش اگر ہم پر یم
بود شاہے در زمان پیش از زمن
اتفاقاً شاہ شد سوز سوار
بہر صیدے می شد او بیکوہ و دشت
یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ
مرغ جانش در قفس چون بیقرار
چون خریدہ او را و بر خوردار شد
آن کہ یکی خر داشت بالانش نبود
کوزہ بود وش آب می نامد بدست
شہ بیسیبان جمع کرد از چپ و راست
جملہ گفتند ہیچ از جانبازی کنیم
ہر یکے از زمانیے حالے ست
گر خدا خواہد نگفتند از بطر
ترک استثنا مراد مہ فوت ست
ایں بیاناں در رہ استثنا بگفت
ہر چہ کرد ند از علاج و از دوا
آن کنیزک از مرض چون ہوش شد
چون قضا آید شود طبیب ابلہ
از قضا سر کنگبین صفرا فزود
از بلید قبض شد اطلاق زفت

نقد حال خویش اگر ہم پر یم
بود شاہے در زمان پیش از زمن
اتفاقاً شاہ شد سوز سوار
بہر صیدے می شد او بیکوہ و دشت
یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ
مرغ جانش در قفس چون بیقرار
چون خریدہ او را و بر خوردار شد
آن کہ یکی خر داشت بالانش نبود
کوزہ بود وش آب می نامد بدست
شہ بیسیبان جمع کرد از چپ و راست
جملہ گفتند ہیچ از جانبازی کنیم
ہر یکے از زمانیے حالے ست
گر خدا خواہد نگفتند از بطر
ترک استثنا مراد مہ فوت ست
ایں بیاناں در رہ استثنا بگفت
ہر چہ کرد ند از علاج و از دوا
آن کنیزک از مرض چون ہوش شد
چون قضا آید شود طبیب ابلہ
از قضا سر کنگبین صفرا فزود
از بلید قبض شد اطلاق زفت

ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ برخوریم
ملک دنیا بود وش ہم ملک دین
یا خواص خویش از بہر شکار
تا گہانی بر دلم عشق ہوسید گشت
شہ غلام آن کنیزک جان شاہ
رو و مال و آن کنیزک را بگیر
آن کنیزک را ز قضا بیمار شد
یافت بالاں گر گ خر را در ربود
آب را چون یافت خود کو دست
گفت جان ہر دو بدست شماست
در دمند و خستہ در ماتم دست
بر دریغ و درد مہ جان مرا
ہم گرد انیم و ایثار می کنیم
ہر الم را در کف ما مرہمیست
پس بجنبید و شان عجز و انکسر
ذہبی گفتند کہ عارف حالتست
جان او با جان استثنا گفت
گفت بر ما فزون و جانہا نارو ا
چشم شاہ از اشک خون چون جو شد
آن دوا در رفع خود گر دستود
روغن بادام خشکی بے نمود
آب آتش را مدد شد ہیچ گفت

دل کی سستی بس بڑھی اور ضبط کم — آنکھ میں سرریز ہوئی اور آستین نم
لبریز ہوا اور نے اُس بیمار کی — آبروریزی طبیبوں کی کری

عاجز ہونا طبیبوں کا علاج اور ناامید ہو کر رجوع ہونا بادشاہ کا طرف درگاہ خداوند حقیقی کے اور خواب میں دیکھنا بادشاہ کا مبشرۂ غیبی کو اور سبب صحت پانا لونڈی کا

ظاہر شدن عجز حکیمان از معالجہ کنیز ک و روی آوردن بادشاہ بدرگاہ خداوند حقیقی و بخواب دیدن بادشاہ مبشرۂ غیبی را و سبب صحت یافتن کنیز ک

عجز شہ از جملہ اطبا کہ دید — شہ چو عجز آن حکیمان را بدید
جملگی دو سجدہ بین اور محراب بین — رفت در سجدہ سوے محراب شہ
صحبت ہو ہوش جب سکھو ہوا — چون بخود بین آمد از غرقاب فنا
تب لگا کرنے وہ بس حمد و ثنا — کرد گریہ بگشست ملک جہان
کیا کنوں میں جاتا تو ہم نہان — من چہ گویم چو تو میدانی نہان
حال میرا اور طبیبوں کا ہے کیا — پیش لطف عام تو باشد بدید
آگے رحمت کی تری بار خدا — بار دیگر ما غلط کردیم راہ
تو بخشیدہ میری حاجت کو بڑھا — امر ہمیشہ حاجت ما را بخواہ
یہ بلا تو گر جو بین جانوں تیرا راز — لیک گفتی گر بھے دانم سرت
ہو کرشمۂ فزاید دل سے با خدا — چون برآرد دریا سے بخشش آگہی
سوتے روتے جو یہاں وہ سو گیا — خواب میں کہ پیر مرد آسودہ کہا
پر لا اے شہ خوش ہو بر ائی مژدہ — گفت اے شہ مژدہ حاجت بر آمد
کل مسافر آئے گا تجھ تا تو ہو شاد — گر غریبے آید فرود از سماست
جو حکیم حاذق آئے وہ امین — چو کہ آید او حکیم حاذق است
صادق اُسکو جانیو یا اہل دین — صادق است و ز ان کو امین صادق است
تو علاج اور سکے میں حکمت حق کی دیکھ — در علاجش سحر سفلی را ببین
عاقبت خواب دیکھ آگہ ہوا — خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد
وقت رمدہ آیا اور جو دن ہوا — چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد
شہ بھر وسکے میں تھا بیٹھا منتظر — بود اندر منظرہ شہ منتظر
مرد کا حل اک دکھایا آب و تاب — دید شخصے فاضلے پر مایہ را

آہ کا ہو سرد شق ہوئی اور آستین نم — سوز شق شد پر دل پر درد غم
آبروریزی طبیبوں کی کری — از طبیبان رخت یکسر برد
سستی دل شد فزوں خواب کم — شہرت و اوریہ اسباب او

پاے بر سبزہ جانب مسجد گیے — پاے بر سبزہ جانب مسجد دوید
رو بیا او بیش رو با اشک ناب بین — سجدہ گاہ از اشک شد پر آب غلط
تب لگا کرنے وہ بس حمد و ثنا — عذر خواہی زبان کھنا اور رو رونا
کیا کنوں میں جاتا تو ہم نہان — من چہ گویم چو تو میدانی نہان
آگے رحمت کی تری بار خدا — بار دیگر ما غلط کردیم راہ
اصل ہمیشہ حاجت ما را بخواہ — دو دو ہم بھیا کشش ہر ظاہرت
لیک گفتی گر بھے دانم سرت — اندر آمد بحر بخشایش بجوش
جوش میں دریا سے بخشش آگیا — در میان گریۂ نوالش در ربود
خواب میں کہ پیر مرد آسودہ کہا — گر غریبے آید فرود از سماست
کل مسافر آئے گا تجھ تا تو ہو شاد — صادق است و ز ان کو امین صادق است
صادق اُسکو جانیو یا اہل دین — در علاجش سحر سفلی را ببین
اور سکے میں حکمت حق کی دیکھ — خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد
بندہ لو بڑی کا تا وہ اب شد ہوا — چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد
نکلا خور شید اور جہان روشن ہوا — آفتاب از مشرق اختر سوز شد
تا طلوع آسکا ہو جود کی تھا سبب — تا بہ بیند پایۂ خود را مدبر
اپنے سایے میں خدا کا آفتاب — آفتاب در میان سایۂ

دور سے آتا ہو وہ مثل ہلال
میت تھا اور سبب ہے شکل خیال
سر سیدا زدور مانند ہلال
نیت بد دور ست بر فکل خیال

میت کی صورت خیال اندر جہان
دیکھ عالم کو مثال اور پیر ہان
میت وش باشد خیال اندر جہان
تو جہاں نے ہر خیال ہین رہان

پس خیال اور پیر ہو انکا صلح و جنگ
اور خیال اوپر ہوا کا نام رنگ
بر خیال صلح شان و جنگ شان
بر خیال نام شان و ننگ شان

جن خیالون سے کہ بھستے اولیا
عکس مہر و یون مثالے کو دام اولیا ست
آن خیالات کہ دام اولیا ست
عکس مہر و یان بستان مدام ست

چونکہ اس خواب مین شہ کو دیکھا
صورت مہمان مین وہ سر کھلا
آن خیالے را کہ شہ در خواب دید
در رخ مہمان ہے آمد پدید

نور حق ظاہر و لی مین ہوتا ہی
گر تو اہل دل ہو اسکو دیکھ لے
فر حق ظاہر بود در دل صلے
ننگ بین باغی اگر اہل دلے

دوڑ کے جو وہ ولی حق کا دکھا
مہر سے تابک رسے پیدا نور تھا
آن ولی حق چو پدید آمد ز دور
از سر آرایش ہمی میرفت نور

جاے در بانونکے شہ آگے نڑھا
آگے اس مہمان نبی کے گیا
شہ بجاے ما بجہان در پیش رفت
پیش آن مہمان غیب خویش رفت

پیشوائی کی جو اوس مہمان کی
گویا شکر آنکر گل سے ملی
ضیف نبی را چو استقبال کرد
چون شکر گوئی کہ پیوست او ورد

آشنا اگ سحر کے دونون ملے
لب سے لے وہ دونون دل ہم ہوے
ہر دو دیگر را در آشنا آموختند
ہر دو جان بے دو دقہ بر دو خوشتہ

ایکنشہ دو سر امانند آب
اک خارجی دوسرا اصل شراب
آن یکے چون تشنہ و دیگر چو آب
وان یکی مخمور و دیگر چون خمار

بولا تو ہے یار میرا وہ مہین
کام سے اک کام ملکے آخرین
گفت مستعد قم تو بو دستی دہان
لیکہ راز کار خیر زود جہان

اے مرا تو مصطفے من چون علی
تیری خدمت کے لیے باندی کمر
از برائے خدمت بندم کمر

چاہنا توفیق رعایت ادب و ذلت بے ادبی کا

و ذکر ہشتن توفیق رعایت ادب و خامت بے ادبی

حق سے چاہتا ہون مین توفیق ادب
بے ادب تنہا نہ خود بد تر ہوا
بے ادب ہے آسمان و سلوے و رام
قوم موسے مین کئی تھے با شعور
ہو گیا موقوف من سلوے تبھی
پھر مغارش کی جو عیسے نے بحق
آسمان سے کیون نہو دے فائدہ
پھر ادب کرنے لگے گستاخ کم
لیکہ مفایق عیسے نے کی
بد گمانی اور کرنا حرص کا
حرص انکو اور گدائی بھی سپید

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب
مائدہ از آسمان در ے رسید
از میان قوم موسے چند کس
منقطع شد نان نوال از آسمان
تان نہ رستاد و غنیمت پر طبق
مائدہ از آسمان شد عائدہ
کرد عیسے لابہ ایشان را کہ این
بد گمان کہ زند و حرص آورین
آن در رحمت بر ایشان شد فراز

آمدن سلوے کا موقوف ہونا

آمن سلوے کا موقوف ہونا

پانی کم پڑنا نیل و یرین کا

جو کہ کچھ پیر آئے تار یکی و غم

جو کہ بیابانی راہ و بار ہیں

ہو آفتاب سود یکھو نور الٰہی فلک

گمن و ریح کا ہو گستاخی کا پھل

جو طبیعت میں کرے گستاخیاں

حال مہمان اور شد کو بتمام

کچھ کسی کو بھی نہیں کھانا ملا

اور ہیضہ یہ زنا کار ساتھ

تیرہ گستاخی ہو بیابانی بہم

مرد کے رستن و خوف از مرتبہ

ہو اب سے دیکھو یا کی ملک

اور شیطان بھی گیا اس سے نکل

وادی حیرت میں ہو ہو یا ہو یا

کیونکہ حد رکھتا نہیں یہ پھلام

من سلوی نا سمان شد منقطع

ابر بر نا مد پے منع ز کوات

ہر چہ بر تو آید از طغیان و ظلم

ہر کہ بیابانی کند در راہ دست

از ادب پر نور گشت ایں خلک

باز گستاخی کسوف آفتاب

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق

حال پشاہ و مہمان ہر گز مدام

بعد ازاں خوان نشد کس منتفع

وز دعا افتد و با اندر جات

آن نہ بیابانی دگستاخیست ہم

رہزن مردان شد زاہد راست

وز با بہ معصوم و پاک آمد ملک

شد عزازیل ز جرات رو باب

گر رود اندر وادی حیرت غریق

ز انکہ پا بانے ندارد ایں کلام

ملاقات شدن بادشاہ با طبیب الٰہی کہ در خواب دیدہ بود و بشارت بقدوم دادہ شدہ بود

ملاقات مدنی بادشاہ کی ساتھ طبیب الٰہی کی کہ جو خواب میں اُسے دیکھا تھا اور اُسکے آنے کی بشارت دی گئی تھی

آگے جو مہمان کے اپنے شہ گیا

کھول ہاتھ اُسکو بغل میں لے لیا

ہاتھ پیشانی کو دا سکے چوم کر

با تمیز کر تا صدر تک لایا اُسے

شہ کہ مرکز ہا ہو مگر آ حر مین دو

بولا اے نور خدا دافع مرج

او لقا تیری جواب ہر سوال

تو وہی کہتا ہو جو دل میں ہے

مرحبا اے مجتبےٰ اے مرتضےٰ

انت مولی القوم من لا یشتہی

جسکا مجلس اور کھانا ہو کجا

قصہ رکھو رو کجوری کہنا

شاہ ہو رو لیک بس رویش رفت

ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت

او ز مقام و راہ پرسیدن گرفت

گفت گنج یا نعیم اما بصیر

میوۂ شیرین دہد پر منفعت

معنی الصبر مفتاح الفرج

او لقا تیری جواب ہر سوال

ہاتھ پکڑا اور سکا جا پاس لے

گر بھیجے تو تنگ ہو ہم پر تضا

قد رو سے کلا لین لم یمتہ

ہاتھ پکڑا اور حرم میں لے گیا

اور بٹھایا پاس او سے بوچھا

شاہ تھا لیکن گیا مثل گدا

عشق کی سپتیدہ دل جانفزیں کھا

حال رہ منزل کا پوچھا اُسے ہر

اور کہا اک گنج یا بیا صبر سے

میٹھے پھل دیتا ہر صبر کرنے والے کو

صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت

گفت اے نور حق نور فروغ مرج

او لقا سے تو جواب ہر سوال

ترجمان ہر چہ یا رد دل ست

مرحبا یا مجتبےٰ یا مرتضےٰ

انت مولی القوم من لا یشتہی

چون گذشت ایں مجلس و خوان کرم

دست او بگرفت و بر دا ندر حرم

قصہ رکھو رو کجوری کہنا

بعد ازاں در پیش تخو شد نشاند

بردن بادشاہ طبیب علمی را بر بیمار

طبیب علمی کو بیمار کے پاس لیجانا بادشاہ کا

نبض و مقارورہ کو دیکھا اور رنگ

رنگ وی و بعض و قارورہ بدید

اور علامت ہو جو ہی دار سبا بے دعا

ہم علامانش ہم سبا بش شنید

بولہب اسکا ہو درمان کیا — اوسنے اس تیر کو ویران کیا — گفت ہر دار و کہ ایشان کردہ اند — آن عمارت نیست ویران کردنست

اسکا پہچاننا نہیں حال دروں — استعیذ اللہ مما یفترون — ہیچ بو نہ داز حال درون — استعیذ اللہ مما یفترون

دیکھی بیماری چھپا اوسپر کھلا — پرچھیایا اور نہیں شبہے گیا — دید رنج و کشف شد بر دے مضمحل — لیک پنہان کرد و با سلطان بگفت

مفلسی و سودا سے بیماری نہ تھی — دو سے لکڑی کی ہو سو گھمین سی — بوسے بر سبزہ چو پدید آید زرود

جانا رونے سے کہ ہو بیمار دل — تندرست ہو اور رکھے آزار دل — تن خوش است و او گرفتار دل است

دل کی نزاری سے ہو ظاہر عاشقی — ڈکوئی ہو سچ جون سرخ و لی — نیست بیماری چو بیماری دل

عشق عاشق کا ہر بجون ہم جدا — عشق اصطرلاب ہم سر خدا — عشق اصطرلاب اسرار خداست

ہو ادھر سے یا ادھر سو عاشقی — جانب شہ ہمکو آخر رہبری — عاشقی گر زین سر و گر زان سر است — عاقبت ما را بہ ایمان شہ رساست

عشق کا شرح و بیان جو کچھ کیا — عشق بیحد سینہ چاہیں ہے مندمل — چون بعشق آیم غمل باشم از ان

جو قلم بس تیز رو لکھنے میں تھا — لیک عشق بیزبان روشن تر است — لیک عشق بیزبان روشنگر است

وصف اس حالت کا جب آیا تو رکا — عشق کے موقع پہ آیا تو رکا — جون قلم اندر نوشتن می شتافت

عقل اوسکی شرح میں عاجز ہوئی — ہم قلم ٹوٹا و ہم کاغذ بھیٹ — ہم قلم بشکست و ہم نوشت ریز

آفتاب آیا دلیل آفتاب — عشق نے خود عشق کی شرح کہی — شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت

گر دلیل اب چاہو دیکھو بیحجاب — گر دلیل آفتاب آمد دلیل — گر دلیلت باید از وی رو متاب

گر بہ پرتو اسکا دیتا ہو نشان — شمس بزم دیتا ہو پس نور جان — شمس سوی آسمان دارد مدام

شمس سا کوئی نہیں کچھ سر — شمس سے شق ہو مقر ظاہر ہو آب — سایہ خواب آرد ترا ہم چون عمر

مثل سایہ کے سایہ نیند کا — شمس جان باقی ہو اور رہے سفر — خود غریب و درجہان چون نیست است

شمس خارج میں اگر چہ فرد ہے — بھی تصور مثل اوسکا ہو سکے — شمس در خارج اگر چہ پست فرد

لیکن ایسا شمس ہو وہ دلپذیر — ذہن و خارج میں نہیں اسکا نظیر — لیک آن شمسے کہ شد مستش اثیر

اگر تصور ذات کو گنج اوسکے تو — تا تصور میں مثال آئے تجھ کو — در تصور ذات اور اگنج گو

شمس تبریزی کہ مطلق نور ہے — آفتاب اک ہے خدا کے نور سے — آفتابست ورز انوارِ حق است

جبکہ شمس الدین کا ذکر آگیا — شمس جو چھٹے آسمان کا چمکیا — شمس چارم آسمان سر کرد شید

راجع آیا نام لینے جو لیا — شرح کرنا اوسکے رمز انعام کا — شرح رمزے کردن از انعام او

یکدمے آدامن میرا سدم جان نے — بانی یوسف کے پیراہن ہے ہر — بوے پیراہن یوسف یافتست

حق صحبت سالما کے واسطے — پھر کہو اس خوشخال سے — از برائے حق صحبت سالما

تا زمین و آسمان خندان شود | تا زمین و آسمان خندان شود | عقل و روح و دیده‌ها خندان شود
پیش کمتر خنده‌ای هین جهد کن | گستراخ و دراوفتاده دامنی | هیچ نخود ریزه درست اندر نبیب
لاتکلفنی فانی فی الالف | لاتکلفنی فانی فی الالف | کلمت اخناک فلا اخفی شنا
کل شئ قاله غیر اللبیق | ان تکلف الوصف لا لبیق | ان تکلف او تصلف لا لبیق
کیف گویم شرح کن بی‌شرح را | یا بکی شرح کرد چون بار سد | شرح آن یار کی دارد نهایت
نی بیان حرف و در دریا مگر | پر کنی کهتا تواب موتون کند | این زمان بگذار تا وقت دگر
هوشها کرنا مری ترک شد | نی دلیل هستی کی هر هستی خطاست | کیست دلیل هستی و هستی خطاست
لیک سیر آمیخته با ذوق شد | چند تکلف تکلم نالایق دکھا | پس تکلف نیک نالایق نمود
قال اطعنی فانی سابع | قال اطعنی فانی سابع | فاعتجل فالوقت سیف قاطع
صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق | صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق | فاعتجل فالوقت سیف قاطع
مرد صوفی کیمیا دین کو بیا | چند کهتی کنایه کیب شرح طریق | صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق
پس کلید قفل هستان خود بدست | نیست گر تالقد کوهی بس ادعا | نیست فردا از نسیه خیر دنیستی
زرد رو بیمار و پر اندوه شد | هر حکایت کے متن دین آمکا | خود و صحن حکایت گوش دار
هوش خانه اور کهلی تم بات کو | دو سر نکی بات مین ہوتے ہیں | گفته آید در حدیث دیگران
تھوں پیلے پڑ دادھ پیلے پڑ کھو | پھر کہو اور رنگ کھلو تم نہ دو | بازگو تا چشمه مردان شود
تب کہا پیلے پڑ دودھ ہو ہم اگر | تو نہ رہو ہے اور نہ آغوش کو | من ز چشمم با صنم در پیرهن
جاؤ اسکو لیکن انداز دو سہ چاؤ | کیل رخصے کوہ کو اک برگ کاہ | پرنشاید کرد سایک برگ کاہ
روشنی عالم کو ہو خورشید سے | گر ذرا آگے بڑھے عالم جلے | اندکے گر بیش آید جمله سوخت
خانہ ہو جاؤ ہو جہان جان بتاہ | لب کو اسدم بند کر ورنہ کا بتاہ | لب بدر تو دیده و بر بندلبان
اس سے زیادہ تم خرابی مت کرو | شمس تبریزی سے زیادہ مت کہو | پیش ازین آشوب خونریزی مجو
اتنا اور انتہا اسکی کہان | کر تمام اب اس حکایت کا بیان | این مدار از آخر و آغاز گو

خلوت طلبیدن طبیب بادشاه جهت دریافت مرض کنیزک | خلوت جانا طبیب کا بادشاہ کو اسلے دریافت کرنے مرض لونڈی کے

حکیم اس بات سے آگہ ہوا | دل سے رہ ہمستان شہ ہوا | چون حکیم از این سخن آگاه شد | ورز درون همستان شاه شد
بر لاابالی شه خالی اینکر گزگفت | اپنے بیگانے کو اس سے دور کر | گفت ای شه خلوتی کن خانه را | دور کن هم خویش هم بیگانه را

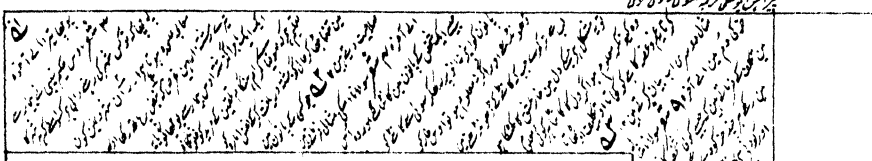

سنے دیر تک کوئی یہ بات — تاکر یہ جھون اب میں فرمٹی ہوئی
گھر کو خالی کرکے شہ باہر گیا — تاکہ موذی سم وہ پوچھے ماجرا
اگر تین پھر کوئی مہینہ ہا ضیا رتھا — اک حکیم اوس جا تھا اور بیجا تھا
پوچھا تیرا شہ ہے اب کو نسا — کہون علاج ہر بندہ کا میرا تجربا
گہون بین اوس شہر تین سیر قریب — کتنے رشتہ دار ہی جنکا نصیب
نبض پر رکھ ہاتھ پوچھا ایک ایک — ماجرا وہ رفتک کہ ہر نیک
جو کسی کے پانون مین کانٹا لگے — پانون کو زانون پانچ رکھے
اور کانٹے کو وہ دھو منھ سے نوسے — جو بچانے لب سے وہ جا تر کرے
پانون مین کانٹا تو شکل یہ ہٹ — دل مین کانٹے کا ہو کھٹکا کیا کرے
دانکا کانٹا یہ کوئی گر دیکھیا — غم کا عہد رکیک کسی پر ہو نچیا
خوشی سے دم مین کوئی کانٹے کو سکے — کودے خرا سکو دفع کرسکے
کودنے سے کانٹا اور مضبوط ہو — چاہیے عاقل کر کھینچے حت کرے
دفع کرنے خار کو حزر درد سے — لاتین مارے آپکو تھی کرے
دفع کا خیالات اوسکی کب کرے — چاہیے استاد اوسکو کھینچ لے
کانٹا بیٹھنے مین حکیم اوستاد تھا — ہاتھ رکھا جا بجا اور دیکھیا
لونڈی سے وہ برسبیل تذکرا — دوستون کا حال اُسکے پوچھیا
حال وہ کہتی تھی اپنے برملا — مالکون اور پسران عمر شہر کا
بات کی جانب تو اُسکا دھیان تھا — نبض کی حرکت پہ اوسکا دھیان تھا
کوئی وقت ہو نبض کے نام پر — تاکہ مقصد بھٹ اسکے اثر
اپنے یاروں شہر کی گفتگو کرے — عہد اور شہرون کو یاد رونکی کرے
پوچھا شہر اپنے سم تو بیکھ چلی — کونسے شہرون مین تو زیادہ ہی
تام وہ شہرون کا بیکھ چکی — نبض ورگت کچھ نہ کم زیادہ ہوئی
مالکون شہرون کا اک اک پوچھا — ہر بگیر جو جو کہا یا اور پیا
ذکر گھر گھر شہر شہرون کا کیا — رنگ ہی نے زور رنگ اسکا ہوا
نبض اُسکی جیسی تھی ویسی رہی — تا سمر قند اُسنے مینھی بات کی

اُس نہ ادر دگوش درد ہلیز ہا — تا پھر سمہ از نکنیز کہ چیز ہا
خانہ خالی کرد شاہ و شد بردون — تا پھر سد از کینہ کل او مسون
خانہ خالی کرد و بیک دنیا رفتے — ایزد علیب رحمہ جہان جا رفتے
نرم نرمک گفت شہ نوکیا ست — کہ علاج اہل ہر شہرے راست
دوستی و بیگانگی با چیست ست — خویشی و بیگانگی با چیست ست
دوست بخشش نماد یک بیک — با نبض پرسد یا ز جور فلک
چون کسے را خار در پایش خلد — پائے خود را بر سر زانو نہد
وز سہ سوزن ہی جوید مرتش — در نیاید بے کند با لب ترش
خار در رہ باشد چندین دشوار یاب — خار در دل چون بود وا دو جا ب
خار دل را گر بدیدے ہر کسے — آں خان را دست بردے ہر کسے
کس نہ پردم خز خارے نکند — خز ز بہر دفع خار از سوز دور
چون ہمہ آں خار عالم تر زند — خز ز بہر دفع خار از سوز دور
آں کہ یک دفع خار او کند — حاجت با یہ کہ بر دم کہ تند
آں طبیبے خار چندیں دستہا دارد — دست ہی زد جا بجا کہ آزمود
زاں کہ نبض کہ بر طرائق دستہا — با نبض پرسید حال بوستان
با حکیم او راز ہا ہی گفت فاش — از مقام و خواجگان شہر ہاش
نبض کی حرکت پہ او کا دھیان تھا — سے نبض جستش سید است ہوش
تا کہ نبض نام کہ گردد و جہان — او بوئے قصہ و جانش در جہان
دوستان شہر خود را پرسد — بعد ازان شہر و گر را نام برد
گفت چون ہیرون شہری نیز ہوش — در گدا می شہر بودستی تو ہیش
نام شہر گفت و زان ہم گذشت — رنگ رسے و نبض او دیگر گشت
خواجگان و شہر ہا را یک بیک — با زگفت از جا و از زمان و نمک
شہ بشد بر خانہ خانہ قصد کرد — نے رگش جنبید و نے فرق گشت زرد
نبض او بر حال خود بے گزند — تا پھر سید از سمرقند چو قند

آه چه بینی سود او شد در دسر ۔۔۔ اور جاری اشک گلگوں شد جوے ۔۔۔ آب چشم خویش دامان شد چو جوے

بوئی سود اگر دہان لایا مجھے ۔۔۔ اور زر گر نے خرید اتھا مجھے ۔۔۔ خواجہ زر گر دان شد ہم مزید

جا مجھکو چھ مہینے رکھ یہاں ۔۔۔ یہ کہا اور بجر کی اسکی نا زم ۔۔۔ چون بگفت این ذرّ آتش غم فزود

بغض کودی رنگ زرد اسکا کیا ۔۔۔ ہو سمرقندی یہ زر گر کا پتا ۔۔۔ کز سمرقندی زر گر فرد شد

جو حکیم آگہ ہوا اوس نے کہا ۔۔۔ اصل بیماری کی جانی نا ہے ۔۔۔ چون ز رنجور آن حکیم این را شنید

بولا کوچہ رستہ اوسکا کون ۔۔۔ فاتقو کوچہ سر پل رہتا ۔۔۔ گفت کو سے او کدام رست و گذر

تب حکیم با صفا نے یہ کہا ۔۔۔ لونڈی سے ہوش ہوگئی تیرے چلی ۔۔۔ آن کنیزک را کہ رستی از عذاب

جینے جانی دفن کی تیرہی دوا ۔۔۔ سحر کرتا ہوں کہ جلدی ہو شفا ۔۔۔ در علاجت سحر ہا خواہم نمود

خوش رہو بے فکر رہو فارغ رہو ۔۔۔ وہ کرد ان جیسے جو یا رسن نا کہو ۔۔۔ آن کنم با تو کہ باران باغبین

مین ترا غم کھا تا ہوں تو غم نہ کھا ۔۔۔ مین ترا عشق پدر ہی ہوں سوا ۔۔۔ بر تو مشفق تر ز صد پدر

تو بتا دے اب کسی سے راز تو ۔۔۔ مت کہو گر پوچھے شہ بھی چپ رہو ۔۔۔ گرچہ از تو شہ کند پرسش بہ جہد

ہو سکے جب تک کسی سے راز کر ۔۔۔ مت کہو مت کھول ہرگز راز تو ۔۔۔ تا توانی پیش کس بگشا ے راز

تو چھپا وے بھید دل مین پھر مگر ۔۔۔ تیری حاصل ہو مراد اب جلد تر ۔۔۔ آن مراد اندر دل خود تر و تر حاصل شود

بولے پیغمبر چھپا ہی راز جو ۔۔۔ پس مراد اپنی کو جلدی پاے دو ۔۔۔ چونکہ سر ت نہان در دل شود

جو زمین مین بیج دانہ بو شیدہ ورہے ۔۔۔ بعدہ سرسبز او تازہ رہے ۔۔۔ زود گردد با مراد خویش جفت

ہم وزیر پوشیدہ گر ہو تو عیان ۔۔۔ پروریش کب پاتا وہ زیر زمین ۔۔۔ دانہ چون اندر زمین پنہان شود

اوس حکیم اللہ کے اقرار نے ۔۔۔ خوف زائل کر دیا یار سے ۔۔۔ بعد ہاے و لطفہاے آن حکیم

کرتا ہو وعدہ حقیقی بس خوشی ۔۔۔ کرتا ہو وعدہ مجازی بیکلی ۔۔۔ وعد ہا باشد حقیقی دلپذیر

وعدہ اہل کرم جاری ہو گنج ۔۔۔ وعدہ نا اہل دیو و دل کو رنج ۔۔۔ وعدہ اہل کرم گنج روان

چاہیے وعدہ کو پس کرنا وفا ۔۔۔ جو نہ چاہے کرنا وہ ہو بیجا ۔۔۔ در رہ خواہی کرو باشی مرد خام

پہچاننا اطبائے حاذق کا مرض لونڈی کو اور بادشاہ کو اوس سے اطلاع دینا ۔۔۔ دریافتن آں طبیب آں رنج کنیزک را و بہ آگاہ دانمودن بادشاہ را

اوس حکیم مہربان نے راز جو ۔۔۔ پایا اور لونڈی کا دل پر رنج کو ۔۔۔ آن حکیم مہربان چون راز یافت ۔۔۔ صورت رنج کنیزک باز یافت

بعدہ نزدیک شہ کے وہ گیا ۔۔۔ شہ کو تھوڑے بھید سے آگہ کیا ۔۔۔ بعد ازان برخاست تا عرض شاہ کرد ۔۔۔ شاہ را زان شہ آگاہ کرد

بولا شہ اب اسکی کیا تدبیر ہے ۔۔۔ ایسے غم مین کیون بجھلا تا خیر ہے ۔۔۔ گفت شاہ اکنون بگو تدبیر چیست ۔۔۔ در چنین غم موجب تاخیر چیست

بولا یہ تدبیر ہے اس مرد کو — لائمین ہم تا ہو شفا اس درد کو
گفت تدبیر آن بود کاین دردرا — صاحتہ آریم زیں داین دردرا

بھیجو قاصد تا حضر اسکو کرے — تا وہ خواہشمند بخشش کا رہے
قاصدے نیرست کا ضایع کند — طالب این فضل و آسایش کند

مرد زرگر کو بلا و شب ہے — دے کے خلعت کر دو باعزت رہے
مرد زرگر را بخوان زاں شہر دور — باز در خلعت بدہ او را باعزور

تا ترا محبوب خوش دل اس سے ہو — اور یہ آسان تیرے مشکل اس سے ہو
گردد آسان این ہمہ مشکل ہدو — تا شود محبوب نوخوش دل بدو

سیم و زر بس دیکھے جبکو وہ کثیر — بھیجو زر ہی گھر او ر وطن اپنا فقیر
چوں بہ بیند سیم و زر آں ہیولا — ہر آں گردد روخان و مان ہنوا

عقل کو زر دو الہ و شیدا کرے — خاص کر فلس کی وہ رسوا کرے
زر حزور او الہ و شیدا کند — خانہ مفلس کی خوش رسوا کند

زر اگرچہ عقل لاتا ہے مگر — مرد عاقل چاہیے ہو بیشتر
زر اگر چہ عقل نے آرد و لیک — مرد عاقل باید او را چند نیک

بھیجنا بادشاہ کا قاصد کو طرف سمرقند کے واسطے لانے زرگر کے فرستادن بادشاہ سولان را بہ سمرقند و طلب زرگر

بیچگیر حتی سے آں شہ نے سنا — جان و دل سوزہ پذیرا گر ایا
جونکہ سلطان از بگیر این شنید — پند او را از دل و جان بر گزید

بولا تیرے حکم پر اب میں چلوں — جیسا تو فرمائے میں ویسا کروں
گفت فرمان ترا فرمان کنم — ہر چہ گوئی آنچناں کن من کنم

ایک دو دن صد کو بھیجا اس طرف — عقل و ہوائش میں ہو رفتہ شرف
عقل و ہوائش بہ ہو رفتہ شرف — جانب سمرقند آں شہ زود رفت

تا سمرقند آمدہ وہ دو نوں اشتر — وہی بشارت شدہ نے زرگر کو خبر
تا سمرقند آمد مند آں او امیر — پیش آں زرگر شتابندہ شدہ

اوعجب استاد کا ملوں وقت — شہ و نین مشہور ہر جا بر صفت
کاو لطیف استاد کامل وقت شد — فاش اندر شہر با از تو صفت

اب فلانے شد نے بہ زرگری — تنگ فلان شد از برای زرگری
اب یہ خلعت لے تو او ر یہ سیم و زر — اختیارت کرد تر یا صحتہ می

ہال و خلعت دیکھا زیادہ مرحبا — اینکہ بین خلعت بگیرد زر سیم — بون بیانی خاص باشی و ندیم

بسکہ خوش خوش مرد واں سے تو چلا — مرد مال و خلعت بسیار دید — غرہ شد از شہر و فر مرداں پدید

خوش چلا کر کے سوار ای سپہ سپہ — یہ نہ جانا قصد جان شد نے کیا — ہیچ کہاں شاہ قصد جان کرد

اے سفر کو سور ضا سے تو چلا — خونہا خلعت کو اپنا جان کر — خونہای خویش خلعت شناخت

جو خیال کے مین ملک مال تھا — اپنے پانوں سے تو خود سوئے قضا — خود بپا خویش تا سوء القضا

مبلغ سیمو نجا اس سفر سوء غریب — بولا عزرائیل جا بجل ہا تھا — گفت عزرائیل رو آری بری

آگے شہ کے لیگیا اسکو طبیب — پاس شہ کے لیگیا اسکو طبیب — اندر آورد ش پیش طبیب

تا حلاوے او سکو شمع یار سد — چوں رسید از راہ آں مرد غریب — تا بسوزد بر سر شمع طراز

اور خزانہ سونپ کر تعلیم کی — پیش شاہنشاہ برش خوش تاج — مخزن زر را بدو تسلیم کرد

باز و بند او ر ملوق گزیں کمر — شاہ دید او را بے تعظیم کرد — از سوار و ملوق و صفحاں او کمر

پس فرمودش کہ برساز و زر ز

اور بر تن ہر طرح کے تو بتا
تا کرا لائق ہوں و شایستہ کے سزا

لیکے در جاری کری کاریگری
ہیچ بر زرگر بجنگ زرگری

ایسے حکیم او سوزت بولا شاہ سے
اپنی رہ لونڈی تو اوس پر گرگ دے

تاکہ لونڈی کو ہو محبت سے سرو
آب وصل اوسکے سوز آگ اوسکی ہو تو

ساتھ اوسکے کرو یا بیمار کو
یار سے فرصت ہوئی بس یار کو

چھ مہینے تک رہے دونوں بکام
صحت آمزبائی لونڈی نے تمام

کچھ بنا کر شہرت اک اوسکو دیا
سانے لونڈی کے وہ گھلنے لگا

جبکہ پرصورت ہوا اور رنگ دار
تھوڑا تھوڑا دل ہوا لیلیٰ پر اسکا ٹھہر

راز عشق رنگت کہ جو ہوتا ہے عشق
وہ ذلت آخر میں رکھتا ہے عشق

گر ذرا ست جانتا پہ پیشتر
طاہریہ اسپر ہوتا بیشتر

چشم سے اوسکی بہا خون نہر سا
دشمن جان روے خوبان نکا ہے

دشمن طاؤس ہے بس اوسکا پر
قتل شما ہو تم کرا سے اوکا فر

اوس رفیق بے پریشت زرگر ہوا
تار کے مانند گھل گھل کر ہوا

بولا آہو میں وہ ہوں صیاد کا
واسطے ناوک کے مارا ہے مجھے

اوہ میں وہ رو باہ ہوں زیرفریب
میرے اسر کاٹے ہیں ہر پوستین

ہیں وہ باقی ہوں کہ داغی ہیں مجھے
مارتے ہیں دانت کے بل و انٹے

جھلو بارا جیسے ہے اپنے لیے
خون رہے کب میرا بے بلا لیے

آج مجھ سا واقعہ کل آسیہ ہو
خون مجھ جیسے کا ضائع کیسے ہو

گر چہ سایہ طول ہو دیوار کا
لوٹ آتا ہے پھر اوسکے زیر پا

یہ جہان ہو کوہ فعل اپنا ندا
لوٹ آتی ہو ندا ہو کر صدا

یہ کہا اور چلد یا وہ زیرخاک
ہو گئی وہ لونڈی یہ سنتے ہی پاک

عشق مردن کا سنین ہو پا بیدار
کیونکہ مردہ پھر اوٹھے زندہ نیار

عشق بس زندہ کا اندر جان کے
ہر گھڑی غنچے سے تازہ تر رہے

عشق اوس زندہ کا کریا ہی ہو
اور رمی جان سے ترا ساقی ہے وہ

عشق کرا دے ملکا کہ نبیوں نے جو
پایا اور سکے عشق سے کار نکو

ہم ذانواع اوانی بے عدد
کانچ بہان در بزم شاہنشہ سزد

ٹھگ زرگرفت آن مرد و شد مشتول کار
بہر از حالت این کار زنار

چون گزین گفت کاے سلطان مہ
آن کنیز کل را بدین خواجہ بدہ

تا کنیز ک در روشش خوش شود
آب صافی دفع آن آتش شود

شہ بہ بوسید آن مہ روے یار
جفت کردان ہر دو صحبت جوے را

تا بصحت آمد آن خستہ تمام
تا بصحت آمد آن خستہ تمام

بازگرد در پیش دفتری گذاشت
بازگرد در پیش دفتری گذاشت

اندک اندک در دل او سرد شد
عشق چون د عاقبت ننگے بود

تا نہ رفتے پردے این بدہ اوسر
دشمن جان دے آمد سر بسر

اہل لہاشہ را بگشتہ فرار
اہل لہاشہ را بگشتہ فرار

در گرفت از شق شحنہ او چو نال شد
در گرفت از شق شحنہ او چو نال شد

گفت من آن آہوم کز تاک من
اسکیخت آن صیاد خون صاف من

اہ من آن روباہ محرا کز کمین
سر بریدہ نرم بر اے پوستین

اہ من آن پیلم کہ زخم پیلبان
ریخت خونم از پیاے استخوان

گر کشتستم پے مارون من
اے مما نذکہ خونہ خون من

برین ست امروز فردا بر دست
خون چون بن کس چنین ضائع کست

گر چہ دیوار انگند سایہ دراز
باز گرد دسوے او آن سایہ باز

این جہان کوہ ست فعل ما ندا
سوے ما آید ندا ہا را صدا

این گفت و رفت و در دم ریز خاک
آن کنیز ک شد زدرد و رنج پاک

تا نگردد عشق مردگان پائندہ بست
چونکہ مردہ سوے ما آیندہ نیست

عشق زندہ در رو ان و دیدہ
ہر دے باشد زغنچہ تازہ تر

عشق آن زندہ گزین کو باقی ست
وز شراب جانفزایت ساقی ست

عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا
یافتند از عشق او کار و کیا

دفتر اول

است کز شه بندگ رسائی ہے سنین | ہام مشکل کہ گرکیون سے سنین | تو مگو ما را بدان شہ بار نیست
ما زامر زرگاخدا کے اشارے سے تھا خواہش نفسانی سے | ہر زبان آنکہ گشتہ ہم زرگر گیا شاہ الٰہی بودہ نہ بیگانہ باطل

اوس حکیم جس نے مارا اس اُسے | نے رجا کے واسطے از خوف کے | گشتن آن مرد زیردست حکیم | نے پا امید بود و نے زبیم
آسے کہ بلوا اوسے شہ کے لیے | جہنگ العام آیا تھ سے نے اوسے | از بخشش ازبراے طبع شاہ | تا میاد امر ما الہام از آلہ
حضرت نے اس طفل کا کاٹا جو خلق | بھید یا سکتی ہم کہ یہ عام خلق | آن پسر را کشش حضر ہر برید حلق | ہر رگ زنیہ بود ہر ہین صواب
جبے حق سے یا یا الہام و خطاب | ہو کرے وہ کام بالکل ہو صواب | آنکہ از حق یابد او وحی جواب | تا میت وست و دست او ست خدا ست
خواہ بخشے یا دو مارے ہر روا | وست اُس نائب کا ہی ہست خدا | آنکہ جان بخشد اگر کشد رواست | شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ
مثل اسمعیل پیش اُسکے رکھ | اور خوشی سے آپ تیغ اُسکا تو چکھ | بہر سیہو اسمعیل پیش سر نہ | ہبسیہو جان پاک احمد یار حمد
تا ہمیشہ جان تیری خوش رہے | جیسے احمد کی احد سے جان ہے | تا بماند جانت خندان تا ابد | کو بدست خویش مرہان شاکیند
عاشق اسدم جام فرحت کا پیے | ہاتھ سے جو یار کے اپنے مرے | جانفشان جام فرح انگیز شند
شہ کے شہوت کے لیے مارا نہین | بدگمانی عجمگو ان کرنا نہین | شاہ آن خون از پا شہوت نکرد | تو مگو ما را بدان شہ بار نیست
تو گمان مت کر گمنہ اونے کیے | کب صفائی مین کدورت ہیں ہے | تو گمان بردی کہ کردہ گو گی | تو بکن ہر گمانی و نیرد
بدگمانی کو تم اپنی چھوڑ دو | ابعض الظن اثم کو پڑھو | بگریزاز ظن خطا امر بدگمان | در صفائش کے بدہا لو دگی
اسلیے ہو یہ ریاضت اور جفا | تاکہ جانے ہوئی کھائی مین صفا | تا برآرد کوہ را از قعر ہا | ان بعض الظن اثم آخر بخوان
اسلیے ہو نیک و بد کا امتحان | تاکہ سونے کا ہو سیل اُس سے عیان | بہر آنست ایستان ریاضت وین جفا | تا ہمہ شہد بر سر آرد زرزید
گر نہ ہوتا کام او سکا از آلہ | اک درندہ ہوتا کشادہ نہ شاہ | گر نبودے کار رحمٰن العالم آلہ | اوبگے بودے دراندہ نہ شاہ
پاک تھا رکھتا تھا حرص و ہوا | نیک کام ارشے کیا پر بدنما | پاک بود از شہوت رحمن و ہوا | نیک کرد او لیک نیک بد نما
حضرت خضر دریا مین کشتی توڑی گر | موذ دستی تھی شکست حضر پر | اگر خضر در بحر کشتی را شکست | صد در ستی در شکست خضر ہست
ہر ہمہ سے نے کرا وصف ہنر | کھائی غلطی تو نہ آوے بال پر | دہم ہمہ سے باہمہ نور و ہنر | شد ازان محجوب تو بے میبرسپ
شرع گل سرخ ہر اسکو تو خون مت کہے | عقل کا ہست مجنون مت کہے | آن گل سرخ ست تو خونش مخوان | مسئلیت او تو مجنونش مدان
ہوتا تھا قتل مسلمان اُسکا کام | ہوتا ہین کافر جو لیتا اُسکا نام | گر بہ خون مسلمان کام او | کافرم گر بر دے من نام او
عرش کانپے جبکہ ہو مے شقی | مے بلرزد عرش از مے شقی | بدگمان گردد زمے عرش شقی
شاہ تھا اور شاہ بیل آگاہ تھا | شاہ بودے شاہ بیل گاہ بود | خاص بود و خاصہ الصدبود
جس کسی کو مار ایسے شاہ نے | آن کسے را کش چنین شاہ کشد | سوے تخت بہترین جاہ کشد

نیم جان لیدے تو سو جان بخشدت
آنچہ در وہمت نیاید آن دہد

قہر خاص اک لطف ہو وہ عام ہے
شترے دار و در او ایمن از گزند

قہر ہیں گر ہایہ او سے نہ تھا
گر ندیدے سود او در قہر او

طفل ہے روتا ہے مجامت ہو رہا ہے
طفل ہے لرزد ز پیش متجام

تو نے اپنے پر قیاس اوسکا کیا
تو قیاس از خویش می گیری کہ کیا

آگے آنجگہ کہ کمیں میں قصہ ایک
بیشتر آ تا بگویم قصہ ایک

حکایت مرد بقال کی اور روغن گرد نیا طوطی کا

حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطی

ایک تھا بقال و طوطی اوسکے پاس
مرد بقالے و او را طوطے

تھی نگہبان وہ دکانکی دن و رات
بر دکان بودے نگہبان دکان

آدمی کی گفتگو کبس یاد تھی
در خطاب آدمی ناطق بُدے

مرد بقال ایک دن گھر جو گیا
خواجہ روزے سوے خانہ رفت چوں

کود می گربہ موش پر دکان تھا
گربہ بر جست تا گہ در دکان

بھاگ کر طوطی جو اس جانب گئی
شیشۂ روغن گل را بر بخیست

گھر سے بقال آیا جو دکان پر
از سوے خانہ بیامد خواجہ اش

طوطی بنی ہو گئی اوس ضرب سے
دید پُر روغن دکان جامہ چو بید

شیشہ سے بقال نے لیں آو کی
روز کے چندے سخن کوتہ کرد

جھپگیا ہوا بر مین نعمت کا ماہ
زیں بر سکنہ زیگفت او دریغ

کسیلے اسکے چپت سر پر جو پڑی
دست من شکستہ بودے آنزمان

تکرے پھر طوطی اسکی گفتگو
ہدیہ ہائے داد ہر درویش را

اور دکان پر بیٹھا وہ حیران تھا
صد سہ روز و سہ شب حیران ز را

پھر تے طوطی سے اپنی تا نوا
با ہزاران غصہ و غم شد شگفت

چاہتا ہو تھا کہ وہ حیران تھا
می نمود آن مرغ را ہر گون شگفت

باتیں کرنے کو وہ تا کہ وے زباں
دسبد می گفت با او ہر سخن

صورتیں او سکو دکھاتا بیشتر
بر امید آنکہ مرغ آید بگفت

سر سے گنجا مثل قیراق کے تھا
جو لقے سر بر منہ می گذشت

خوش نوا سے سبز و گویا طوطے
مکتہ گفتے با ہمہ سودا گران

در نوا سے طوطیان عارف بدے
در دکان طوطی نمایانی نمود

ہر موئے طوطیک ز بہر جان
شیشۂ روغن گل را بر بخیست

بر دکان نشست فارغ از طوطیان
بر سرش زد گشت طوطی کل زخم

مرد بقال از ندامت آہ کرد
کاف تاب نعمت خدا زیر مسیح

چون زدم بر سر ان خوشتر زبان
تا بیاید فعل مرغ خوشگر را

بر دکان بنشستہ پُر فہ میدوار
کای عجیب این مرغ را آید بگفت

او ز تعجب لب بدندان ہمی گزشت
تا کہ یا شد اندر آید در سخن

چشم او را با صور میکرد پشت
با سر بے مو چو پشت طاس و مشت

ے بازار میں قالوا اتم الا بشر مثلنا یعنے کہتے تھے کہ تم تو آدمی ہمارے مثل ہو، تو یہ نہ چاہا کہ ہم میں اور اوسمیں بالکل فرق از صد ہزار

کھولا طوطی نے زبان کو اس عزیز
آواز دی کہ کیا ہے کہ تو نے کہنے لگی

کیسے اے کہ کہنے کہنوں سے ملا
تجھے بھی روغن کا کیا شیشہ گرا

سب قیاس اپنا سے کر ہنسنے لگے
کہ گو کو جانا مانند آپ کے

مت قیاس اپنا سا کر کار فقیر
اگرچہ کلغنے ہیں ہم کیسان شیر و شیر

سارا عالم سیلے گرہ ہوا
کہ کوئی ابدال سے آگہ ہوا

کافروں کو دیدہ بینا نہ تھا
تیک و بد کو دیکھتے تھے ایک سا

انبیا سے ہمسری کرنے لگے
اولیا کو مثل خود کہنے لگے

کہتے اب ہم ہیں بشر یہ بھی بشر
کھانے سونے کا ہے دونوں میں اثر

کور باطن تھے نہ سمجھے جیب
فرق ہم میں اور ان میں ہے بے انتہا

اور دونوں کھاتیں کھان اک چیز کو
بیش اک سے دوسرے سے مشتہد ہو

اور دونوں آ ہو بھی پیتے ہیں سدا اک آب کو
لید اک سے دوسرے سے مشک ہو

اور دونوں آ پانی پیتیں اک جا مگر
ایک خالی دوسری ہو پر مشک

لاکھوں ایسی ہیں مثالیں جان لے
راہ و شہر سال فرق اتنیں ہے

یہ جو کھاتیں بیک چو کہیں ہو جدا
وہ جو کھاتیں ہو وہی کل نور خدا

یہ جو طاعت پیدا ہو بخل و حسد
وہ جو کھاتیں پیدا ہو نور احد

یہ میں پاک وہ شود اور بری
یہ فرشتہ پاک وہ دیو و پری

دونوں صورت گر ہیں یکساں ہو ادا
پانی کھارا میٹھا دکھاوے صفا

وہ ہی پیمانے جو صاحب ذوق ہے
تلخ و شیریں آب میں فرق ہے

ہر مزاجانے جو صاحب ذوق ہو
سب چکھے کب جانے سوم اور شہد کو

سنجھو پرکھ کو لکھیں قیاس
کہتے ہیں کہ کر ہے دونوں کے پاس

جاؤ گر موسیٰ سے لیں لڑنے کو آ
اک عصا لائے وہ مانند عصا

فرق ان دونوں عصا میں ہے بڑا
فرق ان دونوں عمل میں ہے پڑا

ہمسری کافران بندر سناں
کرتے ہیں جو دیکھتے مردے میں

آمد اندر گفت طوطی آن زمان
بانگ بر دہ ہر دو بگفتش در زمان

گر چہ ہمیشہ روغن کیا شیشہ گرا
تر گرا ہمیشہ روغن کی نہ شی

از قیاسش خندہ آمد مخلصان را
کہ چو خود پندند صاحب دل را

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گر چہ ماند در نوشتن شیر و شیر

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کہ کسے زا بدال حق آگاہ شد

تیک و بد را ہمچو خود پندند شان
کہ بدر دیدہ شان یکسان نمود

اولیا را ہمچو خود پندند اشتند
ہمسری با انبیا بر داشتند

اما دایشان بسۃ خواہیم و خور
گفت ایشان مانشر ایشان بشر

ہست فرقے در میان بے منتہا
این نہ فشتند ایشان از علی

ایک خندہ زین بیش و زان گریہ عمل
ہر دو گون زین خورد و زان پر کند محل

زین کیے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو گون آ ہو گیا خورد ند آب

آن یکے خالی و آن پر از مشک
ہر دو از خورد ند از یک آبخور

فرق شان ہفتاد سالہ راہ ہین
صد ہزاران اینچنین اشباہ ہین

ان خورد گرد و پلیدی نور خدا
این خورد گرد و نور خدا

ان خورد زاید ہمہ بخل و حسد
این خورد زاید ہمہ نور احد

این نوشتہ پاک آن دیو و ست و دد
این رمین پاک وان شورست و بد

آب تلخ و آب شیرین را صفات
ہر دو صورت گر ہم ماند راست

از شناسد آب خوش را ز شور و آب
جز کہ صاحب ذوق کر شناسد آب

شہد را نا مزد و مکرد اند موم
ہر کہ صاحب ذوق نشناسد علوم

ہر دو را بر ہم نکر پندار قیاس
سحر را با معجزہ کرد و قیاس

ہر گرفتہ چون عصائے اوعصا
ساحران با موسی از اہنیہ ورا

زین عمل تا آن عمل راہے شگرف
زین عصا تا آن عصا فرسنگ فرسنگ

رحمۃ اللہ آن عمل را و رو فا
لعنۃ اللہ این عمل را و رقف

آفتے آمد درون سینہ ہا
کافران اندر ہری بوزینہ ہا

آن کند کز مرد بیند و بسد
ہر چہ مردم میکند بوزینہ ہم

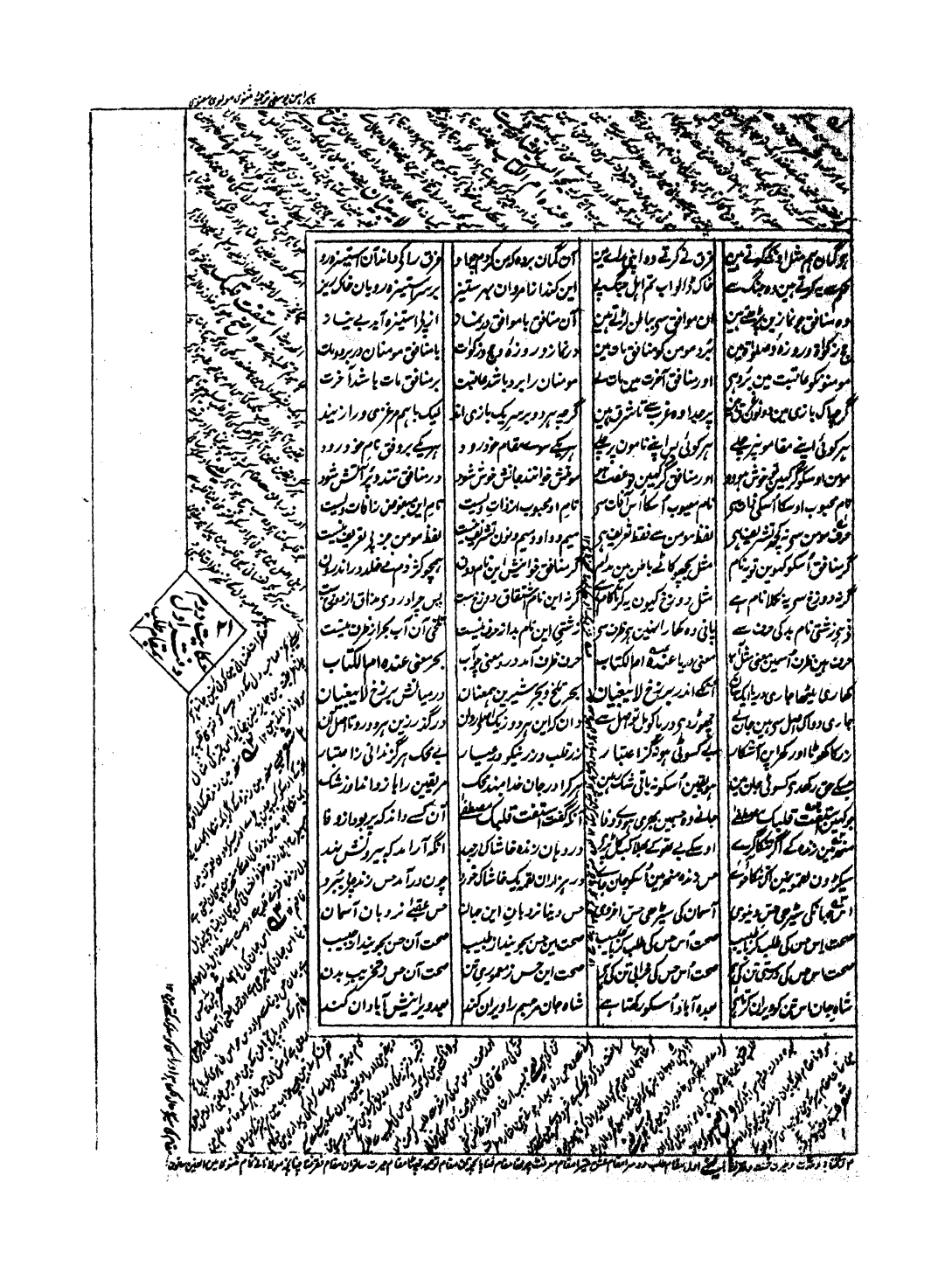

جان وہ اچھی عشق کے چوراستے — مال و گھر اگر گیا برباد ہے
گھر خزانے کے ہے ویران کیا — اُس خزانے سے اُسے پھر بھر دیا
شہر کو کر صاف پانی روک کر — پھر تو اُس میں آب جاری کر مدام
جال کو سینچے جلد کو بس پھیر کر — جلد تازی آئے پھر اُس جائے پر
کاخ دن سے قلعے ویران کیا — پھر کیا دیوار و بُرج اُس میں بنا
کام ہے چون کا بیان کب ہو سکے — یا کہے جینے ضرورت سے کسے
گاہے ایسا کرتا ہے گاہے ہے خلاف — دین کے کامون میں میرانی ہے شان
جرگہ کامل بصیر سے آگاہ ہیں — مست و بیخود عاشق اللہ ہیں
ایسا ہے حیران کہ اوس سے ہو نہ بیخی — بلکہ وہ حیران کہ اُس میں ہو نہ فنی
ایک عزم رویار کی جانب کیے — دوسرا حزم یار کا رد ہی رہے
ہر یقین ہر شک کا دیکھو اور کر تو خیال — ہے یقین عزمت سر تو ہے ہل مال

اے عزیز اگر تو عشق کے راستے میں اپنا مال و گھر بار سب کچھ برباد کر دے تو کچھ غم نہیں کیونکہ عشق کے راستے میں مال و گھر بار کو برباد کر دینا ایسا ہے جیسا کہ خزانے کے لیے ویرانہ کیا جاتا ہے کہ خزانہ نکالنے کے بعد پھر اُس ویرانے کو آباد کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح شہر کو صاف کرنے کے لیے پانی روک کر پھر اُس میں پانی جاری کر لیا جاتا ہے۔ جال کو سینچنے سے جلد تازی آ جاتی ہے اور پھر اُس جگہ پر جال بچھا لیا جاتا ہے۔ کاخ کے ویران کرنے سے قلعے اور دیوار و بُرج بنا لیے جاتے ہیں۔ کام چون کا بیان کب ہو سکتا ہے یا کہے جینے ضرورت سے کسے۔ کبھی ایسا کرنا پڑتا ہے کبھی ویسا کرنا پڑتا ہے۔ دین کے کاموں میں میرانی ہے شان۔ جرگہ کامل بصیر سے آگاہ ہیں۔ مست و بیخود عاشق اللہ ہیں۔ ایسا ہے حیران کہ اوس سے ہو نہ بیخی۔ بلکہ وہ حیران کہ اُس میں ہو نہ فنی۔ ایک عزم رویار کی جانب کیے۔ دوسرا حزم یار کا رد ہی رہے۔ ہر یقین ہر شک کا دیکھو اور کر تو خیال۔ ہے یقین عزمت سر تو ہے ہل مال۔

فرق درمیان محقق و مدعی کے بموجب حدیث النظر الے وجہ العالم عبادۃ

فرق درمیان محقق و مدعی حدیث النظر الے وجہ العالم عبادۃ

ہر عبادت دیکھنا و انا کار او — یہ سعادت کا ہر سر تہ جان تو
آفت ابلیس آدم شکل ہیں — ہاتھ تربت دہ مر ہر کس کہ ہا تو ہیں
اسلیے دنیا شکاری ہے صفیر — تا کہ دھوکا مرغ کھا کر ہو اسیر
مرغ مسکن آوا ز دانہ جنس کے — آن پرستا رام ہیں ہر آب سے
قول صوفی کا چو اگر اہل خیال — اُس سے سنتے ہیں سلیم الحال
روشنی گر ہی ہے دون کا کام — حیلہ بے شرمی ہے نا اہلون کا کام
عزوہ شیہن مانگے کو پہن لیں — یوسلم کاتب احمد رکھیں
یوسلم کا لقب کذاب ہے — اور محمد تو ابو الالباب ہے
مشک کی شہرہ اُس شراب ہی پہ ہے — آنتون کی مہرہ بادہ رکھے

ہر عبادت دیکھنا و انا کار او۔ یہ سعادت کا ہر سر تہ جان تو۔ آفت ابلیس آدم شکل ہیں۔ ہاتھ تربت دہ مر ہر کس کہ ہا تو ہیں۔ اسلیے دنیا شکاری ہے صفیر۔ تا کہ دھوکا مرغ کھا کر ہو اسیر۔ مرغ مسکن آوا ز دانہ جنس کے۔ آن پرستا رام ہیں ہر آب سے۔ قول صوفی کا چو اگر اہل خیال۔ اُس سے سنتے ہیں سلیم الحال۔ روشنی گر ہی ہے دون کا کام۔ حیلہ بے شرمی ہے نا اہلون کا کام۔ عزوہ شیہن مانگے کو پہن لیں۔ یوسلم کاتب احمد رکھیں۔ یوسلم کا لقب کذاب ہے۔ اور محمد تو ابو الالباب ہے۔ مشک کی شہرہ اُس شراب ہی پہ ہے۔ آنتون کی مہرہ بادہ رکھے۔

داستان بادشاہ جہود یو کی کہ نصرانیون کو بسبب تعصب مذہب کے ہلاک کرتا تھا مع حکایت اُستاد شاگرد کے

داستان بادشاہ جہودیو کہ نصرانیان را بسبب تعصب بہ قتل رسانید مع حکایت آن استاد و شاگرد

دیدن دانا عبادت این بود — فتح ابواب سعادت این بود
ابلیسے ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست
تا نہ گردد مرغ را آن مرغ گیر — تا نہ سد صید آورد بانگ صفیر
بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش — از ہوا آید بیابد دام پیش
حرف درد دشمنان ہر دو جہود — تا بجوشاند بر سلیمے زان فسون
کار روان روشنی دگری ست — کار روان حیلہ و بے شرمی ست
عزوہ شیہن از برائے گر کنند — بر سلیم الکتب احمد کنند
بر سلیم الکتب کذاب ماند — بر محمد ابو الالباب ماند
آن شراب کہنہ خاص مشک ناب — باد و را فتش بود کندر عذاب

اک گروہ دین تھا فارم بادشاہ — دشمن اک عیسیٰ و نصرانی کا تھا — بود در شاہے در جہودان ظلم و ساز — دشمن عیسیٰ و نصرانی گداز

صد عیسیٰ کا تھا وہ دور زمان — جان وہ موسیٰ کی اوسی اسکی جان — صد عیسیٰ بود و نوبت آن او — جان موسیٰ او و موسیٰ جان او

اخیر کی راہ خدا میں شیشے کی — عمر کے دو دہم میں کی اُسنے دوئی — شاہِ اہول کرد در را آخذا — آن دو دمساز خدا و یار خدا

بولا اک اُستاد اہول سے کہ جا — گھر میں تو اور بابر اس شیشے کو لا — گفت اُستاد اہول را کاندر آ — رو برون آر از دکاں آں شیشہ را

گھر میں اہول جو گیا یوں دل میں کہ — شیشہ اک تھا اور گھسے روزانہ تو — چوں درون خانہ اہول نوش نوش — شیشہ یک بود و ہزاراں نقش و نمود

بولا اہول شیشہ دو ہیں کیا کہا — لاؤں تیرے پاس تو مجھکو بتا — گفت اہول زنان دو شیشہ مر کرا — پیش تو آرم کہ کس شش ہ تمام

دو ہیں شیشے کہا اُستاد نے — اہولی اور دوئی کو تو سمجھ ذرا — گفت اُستاد آن دو شیشہ نیست آں — اہول بگذار از دو اندیشہ برون

بولا اُستاد ایک ہیں دو ہیں ہمو — مرد اہول ہو کے خشم و حرص سے — گفت اہم اُستاد اہم الصبر زن — مرد اہول شد ز خشم و حرص خشن

ایک کو توڑا تو دونوں گر گئے — دوسرا کب ہو جو توڑا ایک کو — چوں بیک بگذاشت آن دو شیشہ را — چوں شکست آن شیشہ را برگو تو زود

شیشہ اک بھائی اُسے دکھتے ہے دو — استقامت روح کی زائل کرے — زاستقامت روح را مبدل کند — زاستقامت روح را مبدل کنند

خشم و شہوت مرد کو اہول کرے — لاکھ پردے دل سے آنکھوں پر پڑے — چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

جب غرض آئی ہنر سب چھپ گئے — جائے گریاں کو رہے مظلوم سے — چوں بدید حاجی اہل رشوت قزاں — کہ شنا سد ظالم از مظلوم زار

دل میں رشوت لینا جانی کہ — ایسا اہول کر امان دیر ہو خدا — گشت اہول کالا یا ں یا رب امان

شاہ کینہ سے جہودوں کے ہوا — کہ پناہ ہوں دین موسیٰ کا کہو — کہ بیا ہم دین ما موسیٰ را و بہشت

مارا صد باموسیٰ مظلوم کو — صد ہزاراں مومن بگذشت

سکھلانا وزیر کا لشکر بادشاہ کو آموختن وزیر لشکر مر بادشاہ را

تھا وزیر اُس شاہ کا آنف بڑہ — لشکر سے پانی پر دیتا تھا گرہ — گوہر از آب از بکر بر بستے گرہ

بولا نصرانی بنیا دین کریں — دین اپنا شاہ سے پنہاں کریں — دین خود را از ملک پنہاں کنند

مارا ضعیف مت مانیا اچھا نہیں — لشکر نے آئے مجھکو بوے دین — دین ندارد بوئے مشک و عود نیست

مرد پوشیدہ اندر صد غلاف — وہ تر ہے ظاہر بطن خلاف — ظاہر حق باشد و باطن خلاف

شاہ بولا اسکی تدبیر اب بتا — کہ علاج اس کرو جیسا کا ہو کیا — چارہ این کردن تزویر چیست

تا نہ اک عالم میں نصرانی رہے — اور نہ ظاہر دین نے مخفی رہے — تا مناند در جہان نصرانیے

بولا اے شہ کاظ میرے ناک کان — اور دست و لب کو یا حکم گران — گفت اے شہ گوش تو دستور اگیر

عہدہ دار کے نیچے مجھے — اور کوئی میری شفاعت تا کرے — تا بجوئد ہر یک شفاعت گر مرا

برسبد بارِ تو یہ کام کرتا — تاکہ ہو چاروں طرف میں شہرتا — بر سر راہے کہ باشد چار سُو

شہر سے تو ڈال اپنے تئیں کو دور
تاکہ ڈالوں اُنپر جاکر شور و فتور

انگیم از خود بیان تا شہر دور

جب وہ دیکھے قوم مجھے دین کو
کلام بالکل انکا ابتر خواہد

جون شنوند آن قوم ادبین دین کو

ڈالوں میں اُس قوم میں فتنہ و جنگ
ہووے شیطان مکر میرا اُسکے درنگ

در میان شان فتنہ و شور افگنم

وہ کرون نفرا نیکے ساتھ مین
جاجا اُسکا ذکر آئے قال مین

آنچہ خواہم کرد با نصرانیان

جبکہ پہچانے وہ مجھکو راز دان
دوسرا پھر مین پھاؤں جال لون

چون شمارند ہم ایمن و راز دان

لون مین میلے سفر غیون ایمین
اور ڈالون اونکے اندر آفتین

در خیال بغریبم ایشان را رہم

تا رہے ہاتھ اپنے سے اینا خون تن
ایمن مین پڑوالین کوتہ کر سخن

تا بدست خویش خون خود بریختن

فریب چنا وزیر کا ساتھ نصرانیو نکے اور مکر کرنا اُسکا تلبیس ابلیس و وزیر با نصاریٰ و مکر او

پس کہون کہ مین ہون نصرانی پسر
اے خدا تو جانے مجھکو خوبتر

پس بگیریم من پسر نصرانیم

شاہ ایمان سہر ہے واقف ہوا
مارنا چاہا تعصب سے مرا

شاہ و واقف گشت از ایمان من

چاہا شہ سے دین پوشیدہ رکھون
جو کہ دین اُسکا ہے وہ ظاہر کرون

خواستم تا دین ز شہ پنہان کنم

شاہ میرے بھید سے واقف ہوا
شک کو میری بات مین شک کیا

شاہ بوے بر دراز اسرار من

بولا سو زن نان مین تیری بات ہم
میرے دل سہ روزن اک ان سے ہے

گفت گفتہ تو چنان در سود من ست

دیکھا اُس روزن سے تیرا حال کو
اسلیے کہ سنتا ہون تیرے قال کو

من ازان روزن بدیدم حال تو

گر سنوتی مجھسے عیسیٰ کی مدد
شاہ میرے تکو ہو کر تابعے عدد

گر نبودے جان عیسیٰ چارہ ام

واسطے عیسیٰ کے جان دیتا ہون مین
اُسکا احسان جان پر رکھتا ہون مین

ہر عیسیٰ جان بسپارم سر بہم

جان تک مجھکو درینغ عیسیٰ سے ہے کب
جانتا ہون علم دین اُسکا مین سب

جان در یغم نیست از عیسیٰ و ولیک

مجھکو حسرت ہے کہ آسکا دین پاک
جا ملونگے درمیان ہووے ہلاک

حیف می آید مرا کان دین پاک

شکر حق کا اور عیسیٰ کا مین
میں ہوا ہون رہنما اُس دین مین

شکر یزدان را و عیسیٰ را کہ ما

اور جہودی و جہود و سے پوچھا
اُس ترسا کو جیسے لیا

از جہودی در جہودان پرسیدہ ام

دُور دُور و اب ہے عیسیٰ کا سمن
اُسکے ذمہ خاص کے تم ہیں کہ

دُور دُور و عیسیٰ ست اے مردمان

جب وہ جانین بنا مجھکو پیشوا
سر رکھین سب پائین مجھ سے خدا

چون شمارند ہم امین و مقتدا

جب شہ نے زیر اس مکر کو تہلا چکا
شہ کے دل سے فکر بالکل گیا

چون وزیر آن مکر را پرداختہ شد

جو کیا تھا دیسی ہی شے نے کیا
خلق حیران تھی نہ بھیدا کچھ کھلا

کرد باد ے شاہ آن کار پرگفت

پس کیا رسوا اُسے دربار مین
تا کہ واقف ہو ہر اک بازار مین

کرد رسوا پیش میان انجمن

بیجاپور اسکو جانب نصرانیان — پس ہدایت کی شروع آشنا ہوئی — ہر مضار رسنے یہ دیکھا حال زار — آگے ازیں ہو گئے وہ غمگسار

حال عالم کا یہی ایسا ہے سبب — کہ حسد سے پیدا ہو یہ سر بسر — از حسد می خیزد اینہا سر بسر

جمع ہونا نصاریٰ کا وزیر کے پاس اور اُسکا بصیدیان کی نہ مانکر جمع آمدن نصاریٰ باوزیر و رادگفتن او با ایشان

سیکڑوں نصرانی پاس اس شخص کے — تھوڑی تھوڑی آکے وہاں جمع ہوئے — از ذکر اذکر جمع شدہ دکو ہوا

وہ بیان کرتا تھا اُنے بیان — بھیشکیل اور نارو نار — ستر انگلیوں ورخسار و دہان

وہ بیان کرتا تھا اُنے بیں صحیح — ہر گھڑی سب فضل اور قول صحیح — دانمازا قوال و اضال صحیح

ظاہرا سمجھا تا وہ احکام ما — پردہ باطن ہیں صغیر و دام تھا — نیک در باطن صغیر و دام بود

معظم سے سب صحابہ ایسے — پوچھتے تھے گر خیالات نفس کے — ملتمس بودند کز نفس غول

کو وہ دیکھا فرعونوں سے پنہاں ہیں — بس عبادت ہیں وہ اور اخلاص ہیں — در عبادتہا تو در اخلاص جان

فضل ظاہر کو نہ کہتے زہد ہیں — عیب باطن کو بیں اونے پوچھے — عیب باطن را بجستندے ز راز

ذرہ ذرہ کر دیے جیسے نفس کے — مثل بوے گل وحی پہچانتے — می شناسید ذرہ ذرہ کز نفس

جو حذیفہ سے حسن نے پایا فضل — ورنہ اُنکا اس سبب رکھتا تھا فضل — تا بدان شد و عظا و تہ کیرش حسن

اون صحابہ ہیں جو ہے ہیں باریک بین — ہیر گشتند ہمہ دران مفوذ بیان — ہر شگافان صحابہ جملہ شان

متابعت کرنا نصرانیوں کا اس وزیر یہودی کے ساتھ متابعت نصاریٰ آن وزیر جہود را

آگے نصرانی ہوے پیرو تمام — اصل کچھ رکھتی نہیں تقلید عام — حزد جہ باشد قوت تقلید عام

مہر اُسکی اپنے دل ہیں رکھتے تھے — نائب عیسیٰ اُسے وہ کہتے تھے — نائب عیسیٰ اش می پندا شتند

وہ پسر دجال کا نے کا ہیں — اے خدا فریاد دشمن تو ہے ہیں — اے خدا فریاد رس نعم المعین

سیکڑوں ہیں دام و دانا جو خدا — ہم مثال مرغ پر حرص و ہوا — ناجو ہر غان حریص بے نوا

ہم پھنسے ہر دم ہیں تیرے دام میں — ناں و حیرے گر ہوں کیا کریں — ہر رہے گر بازو سیمرغ شویم

تو مجھڑائے ہمکو ہر دم اور ہم — پھر پھنسیں پھنسنے ہیں ہم — سوے دامے رویم ما او بازیم

ہم یہاں گندم کو جمع کرتے ہیں — اُس ذخیرے کو ہما پوکرتے ہیں — اگندم جمع آمد گاہے کنسیم

ہنسنے سو چایا آخر ہوش نے — ہو ہوش نے سوراخ کو موشی ہیں کیا — از فشش انبار ما ویران شدہ است

پہلے اے جان موش کا شور و شر
پھر تو گر گندم کو جمع اپنے کرے
یہ حدیثِ مصطفےٰ سن لو ذرا
لاصلوٰۃ تم الّا بالحضور
موش کو تجھ میں اگر نے چور ہے
گندم اس سال کھل کے کیا ہوئے
ریزہ ریزہ نیکی ہر دن کی تری
کیوں نہ تن تن میر مصطفےٰ میں ہو
آگ کا بھی شرر حقاق سے
سوختہ دل آسکو اور خوشہ چینے
پرسیا ہی میں چھپا اک چور ہے
ان شراروں پر ہو وہ انگلی رکھے
اور رچھیا ہی شر سا اک چور ہے
تا چراغ افلاک پر روشن نہ ہو
سا تو اپنے ہو عنایت تیر ہی جو
کب بھیں اس چور کا خوف ہو
اگر ہزاروں دام ہوں ہر قدم
تو جوانے ساتھ ہو پھر کیا ہے غم
رنج کو ہر ہر قدم تن کے دام سے
تو بچے اگر احسان خفیہ کو کرے
اس قصص سے روز چھٹے رات کو
اور نکھوی سے فارغ نہ ہو
شب کو تو نیند ہی نہ دے خود سے بہم
اور رشتہ دولت سوا ہے بے اثر
اور نہ کچھ غم نفع و نقصان کا
نے وہ جانے کون ہے اور کون تھا
حال یہ عارف کا بیداری میں ہے
حق ہی کہتا ہے۔ قولہ اس کا حق
حال دنیا سے جو سویا رہ گیا
جون تم کہے پھرے اسکو رست کا
ہو کو کھٹنے میں نہ دیکھے دست کو
وہ تسلم کا مثل جانے اے مکو

اول اے جان مرغ شر موش کن
انتشوا ازا جبار آن صید صید
گر نہ موشے دزد و راہزن ہست
ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ بچن
پس ستارہ آتش از آہن جہید
ایک دو ظلمت یکے دزدے نہاں
اے کشد استارگان را ایک بیک
تا کرد نور و چراغے بر فلک
چون ضیافت شود با مقیم
گر ہزاران دام باشد ہر قدم
ہر شبے از دام تن ارواح را
می رہند ارواح ہر شب تن قفص
شب رز زندان پیچر زندانیان
اے عم واندیشہ سود و زیان
حال عارف این بود بے خواب ہم
نعمتہ انا حوال و بنار و زشب
آنکہ او بیچہ نہ بیند در رتم

مثال مرد عارف کی اور تفسیر اس آیۃ کی
اللہ یتوفی الانفس حین موتہا

حال عارف سے ز اطاقی ہر کیا
خلق کو بس خواب ہستی نے لیا
جان انکی لامکان کو بس گئی
رفع و تن آرام سر اوندگی ہوا
ترک شد بدن کی زندانی حال
ماند سر ہندوے شب کا بیخ سے

تمثیل مرد عارف و تفسیر
اللہ یتوفی الانفس حین موتہا

شمہ زین حال عارف والمزا
خلق را ہم خواب حس و در ربود
رفت در صحرا ہیچون جان شان
رفع شان آسودہ ابدان شان
ہر کہ روز آمد بجا باز زین سپر
ہندو شب را پیچ افگند سر

جان سب بایل ہوئی سوے جاناں — روح سے پُر پُر ہوا ہر ایک تن — اسپل ہر جانے ہوے تن بود — ہر تنے از روح آبستن بود

پھر تو جانے دام میں دیگر شفیر — حکم حاکم ہین کرے سبکو اسیر — از صفیر بازو ام اندر کشی — جملہ ساور رام رو دار و کشی

جبکہ نور صبح پھر ہو جلوہ گر — گرگس زرین کڑھی ہر سو پرے — پیونکہ نور صبحدم سر بر زند — گرگس زرین گردون پر زند

فالق الاصباح اسرافیل را — لالے تن مین جان سے سبکو جیا — فالق الاصباح اسرافیل وار — جلوہ راد رصورت آر وزان دیار

منبسط روحون کو کرتا ہے بدن — اور جو آس سی ہر ایک تن — رو حہاے منبسط راتن کند — ہر تنے را با ز آبستن کند

اسپ جان کو زین سوکرتا ہی تھی — ہیلیکنوم اخ الموت ہر جی — اسپ جانہا را کند عاری ز زین — ستر الکنوم اخ الموت ستاین

دن کو آجا مین دا پس لیلے — باندھتا ہے ڈور لا بانی یا نون سے — ایک ہر آنکہ روز آمد بانگ — برشد ہر پاے ایشان بند ہر ان

تا کہ دن کو پھینکے آنکے تئین — آس چرا گہ سے دو لاے زیر زمین — نگہبان ہوتا جون کشتی نوح کے — وز چرا گاہ آرد ش در زیر پاے

کاش چون اصحاب کہف آس سی کے — گوش و چشم و جان و دل سب پھوٹتے — ہوش و بیداری کہ تا طوفان سے — حفظ گردے ما چو کشتی نوح را

ہوش و بیداری کہ تا طوفان سے — تیر پاس آرسانے سوتے مین — وارہیدی این صفیر و چشم و گوش

او بہت اصحاب کہف عالم ہین ہین — او بسا اصحاب کہف اندر جہان — پہلو تو بیتست تو بہ ست این زمان

تجھے باتین کرتے ہین اور یار غار — تیری چشم و گوش پر مہرین ہین — ہر چہ ہشیم ست بر گوشت پہ سود

جان نور و پہ شان ہین کیلیے — مہر حق کی ہو لگی کان آنکہ ہے — شد حق چشم و گوش شما او گو شما

سوال کردن خلیفہ از لیلی و جواب او را

سوال کرنا خلیفہ کا لیلی سے اور جواب دینا او سکا

تو ہی ہے لیلی خلیفہ نے کہا — جبکے او پر قیس دیوانہ ہوا — گرد تو مجنون شد پریشان خاطری

حسن مین اور رو سے تو او مین ہین — بولی وہ چپ رہ کہ تو مجنون ہین — گفت خاشن چون تو مجنون تو ہستی

آنکھ مجنون کی سمجھے ہوتی اگر — دونون عالم تجھکو ہوتے بے خطر — ہر دو عالم بے خطر بوے ترا

مجنونی مجنو کو تجھکو ہو خودی — عشق کے رستے مین بیداری ہی بھلی — در طریق عشق بیداری بہ ست

خواب مین ہو وہ کہ جو بیدار ہی — آسکی بیداری بڑی ہو خواب ہے — ہست بیدار یش از خوابش بتر

خواب والے کی تو بیداری ہے خواب — مست غفلت اسکی تو ہشیاری ہے جہل — مست غفلت عین ہشیار یش ہ ست

میری جان حق سی سنو بیدار گر — ہر دو ہے بیداری جون تیسری — ہست بیداری چہ در بندان ما

جان ہا نالی سو دن پھر فکر کے — اور زوال و خوف نوعی نفع سے — در زبان و سود ما زون زوال

ذ صفائی ذ لطافت وہ رہے — اور نہ جانے پاے وہ افلاک پے — ذ بہے آسمان راہ سفر

خواب مین وہ ہو کہ وہ ہر کو وہ ہر کے — رکھے امید اس سی اور باتین کرے — دار د امید دکند بالا و مقال

ذ خیال ایسا کہ ہو وے اس سے حال — وہ خیال او سپر ہوا سکا سر — آن خیالش گرد و او را مد د ہال

خواب میں دیکھا پری سان دیو کو | اُسکے ساتھ ہمصحبتی خلوت ہوا | دیو را چون حور بنیداد و بخواب | پس زشہوت ریزد او با دیو آب

بیج بویا شور میں جو نسل کا | ہوش آیا تو خیال اُس سی گیا | چونکہ تخم نسل در شورہ بریخت | ایکخویش آمد خیال اندوہ گرفت

تن بلیدہ اور صفت سرخے بائی راہ | نقش اوس پیدا ان وتن بلید | ضعف سر بنیداز ان وتن بلید | آہ از ان نقش پر چیدہ پدید

مرغ اوپر اُڑتا سایہ خاک پہ | اُڑتا جاتا ہے مثال مرغ کے | مرغ بر بالا پران وسایہ اُس | می دود بر خاک پتان مرغ وش

بیوقوف ہووہ شکاری سایہ کا | یان ملک دوڑا کہ عاجز ہوگیا | ایسے صیاد آن سایہ شود | می دود چندا کہ بے مایہ شود

یہ نجانا سایہ ہی اُس مرغ کا | اور نجانا یہ کہ اصل اسکی ہی کیا | ہیچ کان عکس آن مرغ ہوست | ہیچ بر کہ اصل آن سایہ کجاست

تیر مارے وہ طرف اوس سایہ کے | خالی ترکش ہووہ اور نے وہ ہم | تیر انداز دربے سایہ اد | ترکشش خالی شود زد جستجو

ترکش اُسکی عمر کا خالی ہوا | اور شکار سایہ میں دوڑا کیا | ترکش عمرش تہی شد عمر رفت | از دویدن در شکار سایہ کیفت

بیچ حرص ولانے متابعت مرشد ولی اللہ کے | در ترک لیس متابعت ولی مرشد

سایہ حق کا کیا ہووا نا اسکی ہم | اک چھوا تی ہر خیال و سایہ کے | سایہ یزدان بہ باشد تا ابد | وا رہاند از خیال سایہ اش

سایہ اللہ کا ہووہ بندہ خدا | مردہو یہ عالم اور نہ مردہ خدا | سایہ یزدان بود بندہ خدا | مردہ این عالم و زندہ خدا

جلد دامن اُسکا پکڑ دے گمان | تا نہ آئے آفت آخر زمان | دامن او گیر زود تر بے گمان | تا رہی از آفت آخر زمان

کیف مد الظل ہم نقش دلیل | وہ دلیل نور خورشید خدا | کو دلیل نور خورشید خداست | کیف مد الظل نقش ولیاست

جا تو اس جنگل میں لیکر دلیل | لا احب الآفلین کہ چون خلیل | اندرین وادی مروبے این دلیل | لا احب الآفلین گو چون خلیل

سایہ سے خورشید لے تو جلد دوڑ | شمس تبریزی کہ دامن گیر تست | زود سایہ آفتاب را بیاب | ای دامن شمس تبریزی شتاب

اگر نہیں ہے کچھ کھلا اب اُس کی سوجھ | یہ ضیاء الحق حسام الدین ہی ہے یہ سوجھ | رہ ضیائی جانب این سرور رس | ای ضیاء الحق حسام الدین برس

گر حسد پکڑے ترا راہ میں گلو | کہ حسد میں ہو غلو شیطان کو | ور حسد گردد ترا در رہ گلو | ور حسد ابلیس را باشد غلو

وہ حسد سو ہر رکھتا ہے آر سو جنگ | او حسد سو با سعادت اسکو جنگ | گر ز آدم جنگ دارد او رواست | با سعادت جنگ او را روا نہ

اُسکے گھائی راہ میں مشکل نہیں | ہو وہ اچھا جبکہ حاسد دل نہیں | عقبہ زین معبر تو راہ نیست | او خنک آن کس حسد ہمراہ نیست

بنگیا ہو گر حسد کا یہ جسد | این جسد خانہ حسد آمد بدان | گر حسد آلودہ گردد خاندان

خاندان اُسکا حسد سو ہو تباہ | خانہ اش ہم از حسد گردد خراب | بلکہ شہر ہے از حسد گردد خراب

نزاع بنیاد ہر حسد سے بار شاہ | گر حسد خانہ حسد گردد ولیک | آن حسد را پاک کرد اللہ نیک

گر حسد کو جن کر و پاکار نیکیں | جو کہ تن کہ در ریا کینہ رکھے | ہیم پرداز کبر و از حقد و ریا

پاک پاکی اُسے بس اللہ سے | یافت پاکی از خدا پاکے کہ ست

طہارتیں ہو پاکی کا طور | گو طلسم خاک ہو پر گنج نور | گنج نورست از طلسم خاکی ست

بے حسد پرکر کرے مکر و حسد | اُس حسد سو دل ہو کالا اور سیہ | چون کنی بر بے حسد مکر و حسد | زان حسد دل را سیا ہی بہار حسد

خاک بادزان حق جوید و رنگ | الحاکہ ٹال ابتو حسد پیشہ رنگ | الحاکہ شو مردان حق را زیر پا | خاک بر سر کن حسد را تا کجا

پیچ بیان حسد کرنے وزیر جہود کے — در بیان حسد کردن وزیر جہود

وہ وزیر اکی تھا حسد کا بس بسیر | الحاکہ کان اپنے گمانی جھوٹ پر | آن وزیر کہ از حسد بود وش نزاد | اے باطل گوش و بینی باد داد

اس طمع پر کہ حسد کے نیش سے | سم از جان مین مسالکین کرو | برامید آنکہ از نیش حسد | زہر او در جان مسکینان رسد

جو کوئی کرتا حسد بینی ہو رد | اگر تا ہو بے ناک و اکان آپ کہ | ہر کسے کو از حسد بینی گسند | خویش را بے گوش و بے بینی کند

ناک اُسے کہتے ہین سونگھے جو کہ بو | اور بو لیوے اُسکو تا بہ کو | یعنی آن باشد کہ او بوے برد | بوے او را جانب کوے برد

مسکو بو اُسکی نہ بے ناک ہے | بُو وہ بُو ہو کر جو وین پاک ہے | ہر کہ بو بیش نیست بے بینی بود | بوے آن بو لیست کان دینی بود

لیگیا بو اور نا شکر ہی کرے | کہ نعمت آئے ناک اُسکی کٹے | ہر کہ بوے بُرد او نشکران نکرد | کفر نعمت آمد و بینیش خورد

شکر کر اور شاکر ی نگاہ بند و رہ | اگے اُنکے مُردہ ہو اور زندہ رہ | شاکران را بندہ باش شاکر ش مرغان را بندہ باش | پیش ایشان مردہ شو تا یابی حیات

پہچان لینا دانایان نصارے کا مکر وزیر کو — فہم کردن حاذقان نصارے مکر وزیر را

جون وزیر اب رہزنی سو اوہ مال | خلق کو تو مت نماز و نسکال | چون وزیر از رہزنی مایوس شد | خلق را تو بر بساد راز نماز

دین کا ناصح ہوا کا فروز یر | ملک ملے مین ڈالا اُسنے سیر | ناصح دین گشتہ آن کافر وزیر | کردہ او از مکر و روز مزہ سیر

جو تھا صاحب ذوق اُسکی بات سو | پاتا اک تلخی تھا وہ لذات سو | ہر کہ صاحب ذوق بود از گفتہ او | لرزتے دید و تلخی جنت او

کہتے وہ کہتا تھا بجل لب آسمین | زہر بود تا تھا گلاب و قند مین | مکتسای گفت او آسیختہ | در حلاب قند و زہرے ریختہ

تو ہو معذور اُسکی بات بے | سو بُرائی اُسمین ہو اسواسطے | ہان مشو معذور زان گفت نکو | نہ انکہ دارد صد بدی در زیر او

جو کہ زشت ہو باتین اُسکی زشت تا | جو کہین مردہ نہین ہو آسمان | ہر کہ باشد زشت گفتش زشت جان | ہر چہ گوید مردہ آنرا نیست جان

بات انسان کی ہو جزو انسان کا | نان ہو وہ جو ہو یارہ نان کا | گفت انسان پارۂ انسان بود | پارۂ از نان یقین کہ نان بود

وہی علمی نے یہ مثال جاہلان | کر اگاہ زیل یہ ہر سبزہ و بیان | زان علی فرمود نقل جاہلان | جز ز اہل سبز سبزہ سان خوان

ایسے سبزے پر اگر بیٹھا کوئی | بے شبہ بیٹھا نجاست پر ضرور | بر چنان سبزہ ہر آنکو بر نشست | پر نجاست بیشکے نشستہ است

دور کر اپنے سے تو اب یہ عدت | تا نماند فرض نے ہود و بیعت | با دیوش خود را بشستن از حدث | تا نماند فرض او ہیچ و عبث

ظاہر اُسنا کہ دین مین چست ہو | اور اترے سے کہتا جان کر ست ہو | ظاہر ش میگفت در روے چست شو | در ازار میگفت جان سست شو

ظاہر چاندی تو دیکھتی ہے صفید | دست و جامہ ہو سیاہ ای نا امید | ظاہر نقرہ گر سپید ست و نو | دست و جامہ ہی سیہ گردد از و

سر حزو آتش شرر سو گر چہ ہو | فضل سے اُسکے سیاہی کیرلے | آتش ار چہ سرخ روست از شرر | تو ز فضل او سیہ کاری نگر

برق روشن گر چہ آتی ہو نظر | لیک ہیتی ہے بلبر کو وہ مزر | برق اگر چہ نور آید در نظر | لیک ہست از خاصیت در دیدہ شر

جو ملا وہ اہل ہوش و ذوق تھا | اُسکی باتونکے دو پیچ ہی پہچانتے | ہر کہ مرد آگاہ و صاحب ذوق بود | گفت او در گردن او طوق بود

طوطی رسالہ بار شاہ حقیقی سے غافل ہو کر فرض رہنے کے لیے محنت نہ اکرے تو ہین والسلام

چھ برس تک سیر شہ میں وہ رہا — رکھتا تھا عیسائیوں پر وہ نگہ
دین و دل پاتا اسے وہ تھی خلق — آگے آ سکے حکم کے مرتی تھی خلق
الغرض اوس اپنے مقصد کے لیے — تا کیا بر بادا آھنین چون خاک کے
آ زما لا راز برائے آن مراد — تا دہد چون خاک الیشہ را بباد

پوشیدہ پیغام بھیجنا بادشاہ کا طرف اوس وزیر مکار کے — پیغام شاہ نبانی بسوے وزیر پر تزویر

شاہ کے اسکے بھیجے آپس میں پیام — شہ کو نبانی اوس سے تھی تسکین تمام
شاہ نے لکھا اُسے اے رازدان — وقت ہو کر سیری فارغ جملہ جان
منتظر ہوں آنکہ دل انکا ہو راہ — کر مجھے بے غم اگر ہے دستگاہ
بولا شاہ ہوں اسی بس کام میں — ڈالوں فتنے دین میں عیسے کے میں
قوم عیسے کی تھی اندر دار و گیر — اور حاکم اونکے تھے بارہ امیر
ہو کر وہ ہر اک سطیع اک میر کا — اور علماے میر کا تابع ہوا
وہ جو تھے اوس قوم کے بارہ امیر — ہو گئے دل جان سے تابع وزیر
اعتماد اون سبکو اُسکے قال پر — اقتدا اون سبکو اسکی چال پر
برس سی وقت او کسی دم جو نہ کا — کہتا مرنے کو تو مرتا ہر امیر
اُس جہودی نے کیا سبکو خراب — مکر سے بس ڈالے فتنے بیحساب

گذرنا وزیر کا احکام انجیل کو از راہ مکر و فریب کے — تخلیط و تزویر احکام انجیل و مکر آن

نام ۴ پر ہر اک کے اک لکھی کتاب — ہر طریقے پر علیحدہ تھی کتاب
ملک تھا ہر ایک کا نوع دگر — یہ خلاف اُسکا تھا یا سے نامبر
ایک ۵ میں لکھا ریاضت اور جوع — رکن توبہ کا ہوا در شہ وار جوع
ایک ۶ میں لکھا ریاضت کچھ نہیں — مخلصی بے جود نے ہو بیقین
ایک ۵ میں لکھا کہ بھوکا اور جوے — شرک ہوتا ہی تجھے معبود سے
جز توکل اور جز تسلیم کے — سبع اور راحت میں کرد وام ہی
ایک ۵ میں لکھا ہو فدیت واجبات — اور توکل پر ہو چلنا واہیات
ایک ۵ میں لکھا کہ نبی اور امام ہی — واسطے کرنے کے نیل عجز کے
تا کہ عجز خود نہ بینیم اندران — قدرت حق کو ہم اسدم جان لین
ایک ۵ میں لکھا نہ دیکھو اب عجز تو — کفر نعمت ہر وجود دیکھے عجز کو

تخلیط و تزویر در احکام انجیل و مکر آن

سافت طوارے بنام ہر یکے — نقش ہر طوارہ کیر سالکے
حکمہاے ہر یکے نوعے دگر — این خلاف آن زبایان تا بسر
در یکے راہ ریاضت او جوع — رکن توبہ کا ہوا در شہ وار جوع
در یکے گفتہ ریاضت شد نخست — از برین رہ مخلصی جز جود نیست
در یکے گفتہ کہ جوع و جود تو — شرک باشد از تو تا معبود تو
جز توکل جز کہ تسلیم تمام — در عزم و راحت ہمہ کر ستام
در یکے گفتہ کہ واجب قدرت ست — ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست
در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست — ہر کر دن نیست شرع عجز ہاست
در یکے گفتہ کہ عجز خود بلیس — قدرت حق باید ایم آن زمان
در یکے گفتہ کہ عجز خود بلیس — کفر نعمت کر دنست آن عجز بین

قدرت اپنی دیکھ قدرت اُسکی معنت جان لے | تیری قدرت اُسکی معنت جان لے | قدرت خود بین کو این قدرت اندر بیستے
ایک ۱ مین لکھا کان دو نو کھو | بت مین تیری راہ مین بتوانے مو | دریکے گفتہ کزین رو دور گرد
ایک ۲ مین لکھا بجھا است شمع کو | یہ نظر جون شمع آئی جمع کو | دریکے گفتہ مکش این شمع را
بھوڑ دیوے گر نظر تو اور خیال | نیم شب مین وہ بجھا شمع وصال | از نظر چون بگذری دانی چنان
ایک ۳ مین لکھا نہ ڈر تو اسکو مار | اُس کے بدلے مین تو بائے سو ہزار | دریکے گفتہ بکش با کے مدار
جان زیادہ ہو سکے جو شمع بجھے | تیری مجنون ہو سکے لیلی صفت | کز نکشتن شمع جان افزون شود
ترک دنیا جسنے کی بس زبدہ سے | دنیا اُسکو ہیچ سے زیادہ ہے | ترک دنیا ہر کرا افزون ز هوئیش
ایک ۴ مین لکھا ریا جو حق نے ہے | نجیر شیرین کر دیا اللہ نے | دیکے گفتہ کرا نخواند او حق
کر دیا آسان نجیر دہ تو لے | رنج محرومی مین ہرگز مت پھنسے | بر تو آسان کرد و خوشتر نازگیر
ایک ۵ مین لکھا کہ ملک اپنی کو چھوڑ | ہیہو مرغوب طبع منحط اس سے مو | دریکے گفت کہ بگزار آن مزو
مختلف راہ مین یہ سب آسان ہیں | ملتین سکو مثال جان ہو مین | راہہاے مختلف آسان شده
حق کو راحت کرنا ہو تو راہ کا | ہر جہود و گیر او سکو جانتا | ہر جہود و گیر از و آگاه شدے
ایک ۶ مین لکھا کہ بیراحت ہو رو | کر حیات دل غذا اے جان ہو | دریکے گفتہ میر آن بود
جو کہ مرغوب طبع کو چھوڑ دے | جون زمین شور تخم کب پلے | ہر کہ ذوق طبع باشد چون گذشت
جز پشیمانی نہ کھتے سے حصول | جز حسارہ کے نہ میتت تخم حول | جز پشیمانی نباشد ربح او
عاقبت مین وہ نہیں حسب نے | نام اُسکا ربح ہو وہ جان لے | آن میسر خود اندر عاقبت
ربح کو راحت سے اتبر جان لے | اب جمال اسکا و اُسکا دیکھنا | تو میسر از میسر یا بہ دان
ایک ۷ مین لکھا طلب اُستاد کر | لے نسب مین عاقبت مین ہو شہر | دریکے گفتہ کز استادے طلب
عاقبت کو دیکھا ہر است نے ہی | ذلتون مین پڑ گئے اسواسطے | عاقبت دید مہر گون آستے
عاقبت بینی منین ہو ستیاب | اختلاف دین ہوتا بیحساب | عاقبت دیدن نباشد دست یابا
ایک ۸ مین لکھا کہ اُستاد ہو بھی | کیونکہ اُستاد کا شناسا ہے تو ہی | دریکے گفتہ کہ استاد ہم توئی
رو ہو اور تابع شیخ مردان ہو | جاتو قایم ہو دو سر گردان ہو | مرو باش و سخرۂ مردان مشو

قدرت خود بین کو این قدرت اندر بیستے | قدرت تو نعت او دان کہ ہر ہست
دریکے گفتہ کزین رو دور گرد | ہست پور ہر چہ چیز دلنظر
دریکے گفتہ مکش این شمع را | کہ این نظر چون شمع آمد قبع را
از نظر چون بگذری دانی چنان | گشتہ باشی تو شب شمع وصال
دریکے گفتہ بکش با کے مدار | تا خون مبنی یکے را صد ہزار
کز نکشتن شمع جان افزون شود | لیلیست از سر چون مجنون شود
ترک دنیا ہر کرا داد از زہد خویش | پیش آید پیش او دنیا و بیش
دریکے گفتہ کرا نخواند او حق | بر تو آسان کرد و رایگان او حق
بر تو آسان کرد و خوشتر نازگیر | خوشتر ش را در سینگین در زمیر
دریکے گفتہ کہ بگزار آن مزو | کان نبول طبع تو دست دہد
راہہاے مختلف آسان شده | ہر یکے راہتے چون جان شده
گر میسر کردن حق رہ بدے | ہر جہود و گیر از و آگاہ شدے
دریکے گفتہ میسر آن بود | کہ حیات دل غذا اے جان بود
ہر کہ ذوق طبع باشد چون گذشت | ہر بنا کہ بیہودہ شورہ ربع و کشت
جز پشیمانی نباشد ربح او | جز حسارت پیش نارد بیع او
آن میسر خود اندر عاقبت | تمام او باشد میسر عاقبت
تو میسر از میسر یا بہ دان | عاقبت بنگر جمال این و آن
دریکے گفتہ کز استادے طلب | عاقبت بینی نیابی در حسب
عاقبت دید مہر گون آستے | لاجرم گشتند اسیر ذلتے
عاقبت دیدن نباشد دست یابا | ور نہ کی بود مزور دینہا اختلاف
دریکے گفتہ کہ استاد ہم توئی | زانکہ استاد ناشنا سا ہم توئی
مرو باش و سخرۂ مردان مشو | رو سر خود گیر و سر گردان مشو

ایک عین لکھا کہ سب کچھ ایک ہے
مرد احول ہر چہ بیند دو بیند

ایک عین لکھا کہ سوا اک کیونکر ہو
یہ جو سوچے اُسکو دیوانہ کہو

ایک کی صد دو سحر کا قول تھا
زہر و شکر کہ ایک کیونکر ہو بھلا

اختلاف اندر معانی لفظ کے
رات روں او خار و گل گوید یکے

عیب ملک چھوڑ عرصۂ شکر زہر تھا
کہ بہ گلزار و حدت ست یہ بو

وحدت اندر وحدت اک ہو مثنوی
جانہ زیں سے آسمان تک معنوی

پیچ بیان اس بات کے کہ اختلاف صورت مین ہمہ حقیقت ہے

اس طرح بارہ کتابون کو لکھا
آس عدد وین عیسے نے دلا

اُسکو کیرنگی عیسے سے نہ لو
اور مزاج مریمے سے نہ خو

کرتا رنگا رنگ دو شم صفا
ہو تا گر اک رنگ جامہ جون مینا

نے وہ اک رنگی کہ جس سے سو ملال
بلکہ مثل ماہی اور آب زلال

گرچہ منگی مین ہزارون رنگ ہین
مچھلیان منگی سہ رکھتی جنگ ہین

لوٹھی مچھلی کیسا دریائی اشتمل
مثل اُسکے کب تنہ اعزو جل

سیکڑون دریا و مچھلی جسم مین
سجدہ اُس دریا کے بخشش کر کرین

ہوئی ہر بارش بخشنو کی جنبدا
اُس سے دریا ہو گوہر شہوار

چمکا کتنی بار خورشید کرم
سیکھے تا جو ابر دریا نے سم

آشنا ہے جو چمکا چند بار
ذرہ سر گردان ہو کب تا خورشد

آب و گل پر ذات نے پرتو کیا
تب مین نے دانہ لعل مین لیا

خاکیان مین ہو تو نے بو یا آسمین
بے خیانت اُس سے پالے مُنبع کرم

یہ امانت اُس عنایت سے ملی
چمکا شمس عدل اور سیر جو انی

تا نشان حق کہا پائے نو بہار
خاک نے کرتی ہو ا سرار آشکار

اُس جمادی کو دیا جو اون نے
یہ خبر اور یہ امانت جان نے

وہ جمادی لطف سے ہو تا ہے جان
زمہ یر اُس قہر سے بلس ہو نہان

ہو جمادی فضل ہو اُسکے لطیف
کل شی من ظرائف ہو طریف

ہر کرا و در رسید احول گردیست
در یکے گفتہ کہ این جملہ کیست

این کہ اندیشہ مگر مجنون بود
در یکے گفتہ کہ صد یک چون بود

چون یکے باشد بگو نہ ہر شکر
ہر یکے تولیست صنع یکدگر

سوز و شب بین خار و گل شد گر گر
در رسانی اختلاف و در رصد

تا نہ زہر و داد شکر در گلبنی
کو تو از گلزار وحدت بو بری

وحدت اندر وحدت ست این مثنوی
از سمک تا ثریا ساما معنوی

در بیان آنکہ اختلاف در صورت روش ست نہ در حقیقت

زین نمط زین نوع وہ طومار دو
آس عدد وین عیسے نے دلا

اور یکرنگی عیسے بود نداشت
اور مزاج مریمے سے نہ خواست

جامہ صد رنگ از ان نم صفا
ہو تا گر اک رنگ جامہ جون مینا

منیت یکرنگی کہ وحدت و طلال
بلکہ مثل ماہی اور آب زلال

اگر چہ در خشکی ہزاران رنگہاست
مچھلیان خشکی سہ رکھتی جنگ ہین

کیست ماہی چیست دریائی اشتمل
مثل اُسکے کب تنہ اعزو جل

صد ہزاران بحر و ماہی در وجود
سجدہ اُس دریا کے بخشش کر کرین

چند باران عطا باران بدہ
اُس سے دریا ہو گوہر شہوار

چند خورشید کرم افروختہ
سیکھے تا جو ابر دریا نے سم

چند خورشید کرم تا بان بدہ
ذرہ سر گردان ہو کب تا خورشد

پرتو ذاتش زدہ بر ماو طین
تب مین نے دانہ لعل مین لیا

خاک این ہو ہر چہ در وے کاشتی
بے خیانت اُس سے پالے مُنبع کرم

این امانت زان عنایت نیست
چمکا شمس عدل اور سیر جو انی

تا نشان حق نیابد نو بہار
خاک نے کرتی ہو ا سرار آشکار

آن جوادی کہ جمادی را بداد
یہ خبر اور یہ امانت جان نے

آن جمادی گشت انفاسش لطیف
زمہ یر اُس قہر سے بلس ہو نہان

آن جمادی گشت انفاسش لطیف
کل شی من ظرائف ہو طریف

فضل را داناہر جا وہی کو کرے — قہر نا بینا عقیلون کو رسے — ہر جا دہی را کند فضلش خبیر — عاقلان را کرد وقہر او اسیر

جان و دل ہین ہوش تیرے کیلئے — گوش شنوا آکہ ہین کس ہر کہون — جان و دل را طاقت این ہوش نیست — با کرا گویم جہان یکسر خموش نیست

کان تماہین جا و ہیچ اس سے ہوا — سنگ تجلی پشم اوس سے بنا — ہر کجا آئینہ بیند زود ہی تیغم گشت — ہر کجا سنگے بیند زود ہی پشم گشت

کیمیا گر ہو وہ کیا ہے کیمیا — معجز بخش ہو وہ کیا ہے معجزہ — کیمیا سازیست چہ بود کیمیا — معجز بخشے ست پیمبر یا عصا

ہوش نما کر نامری ترک شناس — یہ دلیل ہستی اور ہستی خطا — این شناسائی فتن زین ترک شناست — کین دلیل ہستی و ہستی خطاست

آگے اُسکے ہست کے تو نیست بن — ہست ہونا کیا ہوا نہ حایۂ بن — ہست نیست ہیچ پیش ہست او — چیست ہستی پیش او کو رد کجو

گر نہ اندر حایہ ہوتا کلمہ اُس سے تو — جانست تو گرمی خورشید کو — گر نبودے کور را زو بگلہا فتے — گرمی خورشید را کشتاختے

گر نہ ہوتا تیرہ این کا عم تجھے — مثل ریگ کب جیتا اندر دہے — ور نبودے او کجا و از تغریت — کی فسردے ہمچو یخ این نایست

بیان گمراہی وزیر کا اس مکر و فریب مین — در بیان مشارت وزیر درین ضدعہ و مکر

مثل شہ نادان و قابل شاورے — ایزنا قابل باشد شاہ قدیر — پنجہ زد با قدرتم نا گزیر

اوسکے سب ممتاز وہ فخر قدم — نا گزیر جملگان حق تقدیر — لایزال و لم یزل فرد بصیر

ایسے من کے ساتھ کہ از راہ عدم — باچنان قادر خدائے کز عدم — صد چو عالم ہست کرد اندر دم

تجھکو بینا آپ سے گر وہ کرے — ایسے سو عالم رو دکھلا دے تجھے — صد چو عالم در نظر پیدا کند

یہ جہان تجھکو بڑا گر چہ دکھے — اُسکے آگے ذرّہ اک معدوم ہے — چونکہ حشمت را بخود بینا کند

قید خانہ تیری جان کو ہے جہان — ہوش کر اور بھاگ سوئے لامکان — گر جہان حشمت بزرگ و بے نہایت ہست

یہ جہان محدود و بیحد وہ جہان — نقش و صورت پر وہ اُس سے نکی جان — پیش قدرت ذرہ و صحرا یکسان ہست

لاکھون تیرے لشکر فرعون کے — تو تنہا ہو موسے نے عصا ہی پاک سے — این جہان خود جمله خانہا شماست

سیکڑون حکمت تھی جالینوس کی — اُس دم ایسے اک آگے ہیچ تھی — این جہان محدود و آن خود بیحد ست

ایسے غالب حق کے گوئی سامنے — حرف انی کہ وہ آگے خوار تھے — نقش و صورت پیش آن معنی سد ست

دل او کھڑا ہو کوہ کے تماشل ہو — کیون نہ جان ہے اگر نہین پوچھ ہے — تو شہ موسے نے عصاے پاک سے

بے ذکاوت سے ملے ہے حق کی راہ — آشنا ہیں لنگایا دانا مرغ کو — در شکست آن موسی با یک عصا

اہ ہیبت سے اہل دولت گنج سے — دل شکستہ کو ہو لیتا فتح شاہ — پیش چوب او مار آمد چیست

گاؤ کیا ہو ریش کی کس نے پنے — ریش گاؤ آخر ہوے سکا رکے — پیش حرف انی اش عار بود

کیا ہو سیم و زر کہ تو مفتون ہے — خاک کیا ہے گھاس اوپر ترے — چون نرید گر تباشد اژدہے

کیا ہو صورت جسکا تو مجنون ہے — کیا ہو صورت تا مفتون نہ ہے — مرغ زیرک بادو پا آوبخت او

زر و نقرہ چیست تا مفتون ہے — چیست صورت تا چنین مجنون ہے — جز شکستے نگیرد فضل شاہ

اہو بسا گنج اکنان گنج کا ؤ — گمان خیال اندیش را شد ریش گاؤ — ہمچو اہو

گاؤ کہ بود تو تا ریش او شوی — خاک چہ بود تا عشیش او شوی — ہمچو اہو

یہ ترا باغ اے پسر زندان ہے
مال تیرا سب بلائے جان ہے

اس جماعت کو کہ حق نے مسخ کی
آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد

زن جو بکاری سر شہ زندہ ہوئی
چون زن از کار بد برگشت مرد رست

زن کا زہرہ ہونا یہ بس مسخ ہے
عودتے را زہرہ کردن مسخ بود

روح جانی در طرف افلاک کے
روحے پرد سوے چرخ بریں

مسخ اس سفلی میں ایزد کو کیے
خوئیشتن را مسخ کردی چوں عقول

اس سے ہر ترمسخ اب کیا اور ہے
پیش آن مسخے بغایت دون بود

اسپ ہمت کو ہنایا ہے ترین
آدم مسجود را آموختند

آخر آدم زاد ہے اے ناخلف
چند پنداری تو پستی را شرف

تو کہے کب تک کہ میں عالم کو لوں
وین جہان را پر ز خود معمور ہے

اس جہان کو اک تماخوسے سمجھ
تا بہ خود بگذاد روش از یک نظر

پر جہان پتھر کا سا رہ پر ہے سے
منیت گرداند خدا از یک شرار

مکر اک سکا اور مکر ایسے سو ہزار
وز او وو زاد چوں صد مزار

عین اس تمثیل کو حکمت کرے
عین آن تمثیل را حکمت کند

کینہ ویرانے میں وہ پنہاں کرے
ور عزا بی گنجہا پنہاں کند

وہ یقین اہل گمان کو سکھ دی
آن گمان انگیز را ساز یقین

آگ میں پالے ہے ابراہیم کو
پرورد آتش ابراہیم را

اسکے سا یوں تین میں مرا ہی ہوئی
انہ سبب سا زیش من سودا یم

اسکی بے سببی سے میں حیران ہوں
وز سبب سا زیش سرگردان شدم

اے سپر ان باغ تو زندان تست
ملک مال تو بلائے جان تست

آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد
آئینہ تصویر انکی مسخ کی

چون زن از کار بد برگشت مرد
مسخ کر حق نے تسے زہرہ کر کے

عودتے را زہرہ کردن مسخ بود
آب و گل ہونا مین یہ مسخ ہے

روحے پرد سوے چرخ بریں
آب و گل سے تو طرف اسفل کے ہے

خوئیشتن را مسخ کردی چوں عقول
اس بدت سے جو ہنا علوی سے تھا

پس ترمسخ کردن چون بود
مسخ عالی تھو کر دانا بنے

اسپ ہمت سوے آخر تاختند
آدم مسجود کو جانا مین

آخر آدم زاد ہے اے ناخلف
اب تلک جانیگا پستی کا شرف

چند پنداری تو پستی را شرف
اس جہان کو اک تماخوسے سمجھ

وین جہان را پر ز خود معمور ہے
پر تو خور شید سو دم مین گلے

تا بہ خود بگذاد روش از یک نظر
منیت کرد ہے اک شرر سے کر دیگا

منیت گرداند خدا از یک شرار
عین اس زہر اب کو شربت کرے

عین آن تمثیل را حکمت کند
خار کو گل سم کو دہ جان کرے

ور عزا بی گنجہا پنہاں کند
کینہ سے ظاہر محبت کو کرے

آن گمان انگیز را ساز یقین
روح پر امین کرے ہے بیم کو

پرورد آتش ابراہیم را
اسکی بے سببی سے میں حیران ہوں

انہ سبب سا زیش من سودا یم
اسکی بے سببی سے میں حیران ہوں

وز سبب سا زیش سرگردان شدم

مکر کردن وزیر کا اور خلوت میں بیٹھنا اور شور مچا دینا قوم میں

جو وزیر بے حیا مکار نے
دین کو حیلے کے بدلا کر سے

مکر اک تازہ کیا آئینے وہن
وعظ چھوڑا اور رہا خلوت نشین

شرق کے ہادی مرید و نکو تھا شتے
دور رہا پہلے میں لیں آہیں سوز

خلق دیوانہ تھی آسکے شوق ہی
اور فراز حال و قال ذوق ہی

یہ خوشامد کرتی اور زاری ہمیں
وہ ریاضت سی تھا پہلے میں کمال

چون وزیر کرد بد اعتقاد
دین حیلی را بدل کرد از فساد

مکر دیگر آن وزیر از خود بست
وعظ را بگذاشت و خلوت نشست

بود در خلوت چہل ہنگاہ روز
در میان در نگفت از شوق سوز

خلق دیوانہ شد از شوق او
از فراق حال و قال و ذوق او

لابہ زاری ہمی کردند و او
از ریاضت گشتہ در خلوت تو

بے عصا کش جیسے تا جز کور ہو
اس سے زیادہ دست کرنا نیز موہو

گفت ایشان بے تو ما را نیست نوم
از سر اکرام او را باز جو

بے عصا کش چون بود احوال کور
پیش زین از خود مکن مارا ہجو

بے عصا کے تیرے نہ ہو کوئی نور رہے
تو کرم سے ہو کو اور بہتر خدا

ما چو طفلانیم و ما را دایہ تو
بر سر ما گستران آن سایہ تو

شکل کو دیکھ کر ہم ہماری ہے تمیز
بر لاتے جان مری کیسے ہے تیز

گفت جاہم از مجہان در نیست
لیک بیرون آمدن شد سخت زیست

وہ علیؓ میرا کی سفارش کرتے تھے
اور مرحبا الحق وزاری کرتے تھے

آن امیدان در شفاعت آمدند
وان مریدان در رضاعت آمدند

کیا ہماری بر نفیسی ہے کرم
وین دل اسی ہم ہیں ہے تیرے قیم

گاہ کہ تو بیچیست مارا امی کریم
از دل و دین بندہ ہے تو تیم

آہ کرتے ہیں دول میں سوز ہو
تو ہما شہ کہتی و ما از درد

ہے ز نیم از سوز دل وہ ما سمر
شیر حکمت کی تری عادت ہیں

ما بجفتار خوشت مغرور کردہ ایم
باز شیر حکمت تو خوز دہ ایم

خوش مذاکی کی تری عادت ہیں
لطف کر تو آج اور کل پر نہ دھر

اللہ اللہ علم ہمیشہ تو نہ کر
اللہ اللہ ایں جفا با ما مکن

لطف کن امروز را فردا مکن
بے ترے ناکام ہو دیں یہ قدم

مجھکو دل دیتے ہیں یہ بیدل تمام
سید بدل مر ترا کین بیدلان

بے تہے گر دنداریے حاصلان
شکل باہی ہیں یہ لیان خشکی ہیں

جلد خشکی چو ماہی بے طپند
آب را کہ بشناسد جو بردار بند

ہو مالے ہیں یہ تجسا کو کی کس
اگر تجویں تو در زمانہ نیست کس

اللہ اللہ خلق را فریاد رس
اللہ اللہ خلق کا فریاد رس

دفع کردن وزیر کا مرید و مکر و اسطے متابعت اپنی کے
دفع کردن وزیر مریدان را اتباع خود را

بحر ہا یاں او تشنہ یاں گفتگو
وہ تھا اور باتو کی مکو تشنہ گو

روئی کو تم تھو منو اندر کان کے
جس کا پردہ تم او عطا دیکھ کے

گوش باطن کا ہو پنبہ گوش سر
تا نہ بویہ کردہ باطن کا ہو کر

بے حس وبے کان اربے فکر ہو
تا مخاطب ارجعی کو تم سنو

قال علیؓ وبیداری میں جب تک تم رہو
خواب کی باتو تکو تم پھر کبھی سنو

میرے قول و فعل سیر ظاہری
آسمانوں پر ہو سیر یا طنی

جس خشکی و دیکھی خشکی تا دنے
جان کے موسی کا پار دریا میں ہے

سیر چشم خشک پر کرے
سیر جان دریا کے دل میں یا ہے

عمر تیری راہ خشکی میں گئی
گاہ کہ وہ و گاہ صحرا میں گئی

آب حیوان کر کہاں تو پا گئی
موج دریا میں کہاں تو جا گئی

موج خاکی فہم و وہم و فکر یا
موج آبی سکر اور محو و فنا

فکر چوب تک ہر دو کرس شکر کا
مستی چوب تک ہر دو ہے کسب کا

گفت ہن اہ سخن کان گفتگو
ہر مقالت را زبان و گوش جو

پنبہ اندر گوش جس دون کنند
بند حس از چشم خود بیرون کنند

پنبہ آن گوش سر گوش سریست
تا نگردد این کران باطن کرست

سے حس وبے گوش و ادراکات شد
تا مخاطب ارجعی را بشنود یہ

تو ز گفت خواب کے برے بری
تا نگفت و گوے و بیدار اندری

سیر ہر ز نیست قول و فعل ما
سیر باطن ہست بالاے سما

حس خشکی دیدہ کز خشکی بزاد
موسی جان پاے در دریا نہاد

سیر حس خشاب بر خشکی فتاد
سیر جان پا در دل دریا نہاد

چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت
گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت

آب حیوان را کجا خواہی تو یافت
موج دریا را کجا خواہی شناخت

سیر خاکی نہم و وہم و فکر ہاست
موج آبی سکر و محو و فنا ست

ہاد ریں فکر ہا ز ان سکر پر تو دہ
ہا ز ریں مستی ز ان جامے فتو

گفتگو ظاہر کی ہو مثلِ عبار | خامشی کی کر تو عادت پیشہ یار | گفتگوے ظاہر آمد چون عبار | مدتے خاموش کن ہین ہوشدار

مکرر کرنا مریدون کا کہ خلوت کو چھوڑ دے — مکرر کرن مُریدان کہ خلوت را بشکن

بولے وہ سب اے حکیم عیب جو | ہمسے مت کر یہ فریب اور مکر تو | جملہ گفتند اے حکیم خنجو | این فریب و این بہانہا تا کجا تو

اتقا اسکے ہم وہی رکھو قبول | انتقا تا یک دم او ہی رکھ نزول | چون پذیرفتی تو ما را اتقیا | مرحمت کن ہمچنین تا انتہا

تو ہمارے ضعف سے آگہ ہوا | تو ہمارا رہ در دکی جانے دوا | ضعف و عجز و فقر ما را دانستہ | در دما را ہم تو دانا دانستہ

جانور پر قدر طاقت بار رکھ | عاجزون پر قدر قوت کار رکھ | چارپا را قدر طاقت بار نہ | ضعیفان قدر قوت کار نہ

دانہ ہر مرغ اپنے اندازہ سے | طعمہ ہر مرغ کب انجیر ہے | دانۂ مرغ اندازہ و بہست | طعمۂ ہر مرغ انجیر کے ست

شیر کی جا طفل کو روٹی جو دے | طفل عاجز کی وہ روٹی جان ہے | طفل را گر نان دہی بر جای شیر | طفل مسکین را ازان نامی بگیر

بسکہ تکلین راحت اُسکے بعد | خود کرے ہر روٹی کی دل جستجو | چونکہ دندانہا برآید بعد ازان | ہم بخود گردد دلش جویای نان

مرغ بے پر کا اگر انڈا اوڑے | گر پہ سکتا کا ہے بے | مرغِ نارستہ چون پرّان شود | لقمہ ہر گربہ دران شود

پھل آئین تو دا ڈرنے لگے | بے تکلف بے خطر پھرنے لگے | چون بر آرد پر پسر دار بخود | بے تکلف بے مضر نیک و بد

دیو کو گو بلائے تیری جیب کرے | اور ہمارہ گوش کو وہ ہوش دے | دیو را لطق تو خاموش مے کند | گوش ما را گفت تو نوش مے کند

ہوش ہمارہ گوش کا ہے تیز فال | خشک ہمارا بحر تو دریا مثال | گوش ما ہوش ست چون گوید تو قال | خشک ما بحرست چون دریا توئی

خاک بہتر تیرہ ساتھ افلاک سے | آسمان روشن زمین تاریک ہے | ای سماک از تو منور تا سماک | ای سماک از تو منور تا سماک

بے ترہ سفلی ہین ہم افلاک پر | باترہ علوی ہین ہم آب خاک پر | بے تو ما را بر فلک تاریک ست | بے تو ما را بر فلک تاریک ست

صورتِ رفعت لکھے ہر پاک جان | سفلے رفعت لکھے ہر پاک جان | صورتِ رفعت بود افلاک را | صورتِ رفعت بود افلاک را

صورتِ رفعت کو رکھتا ہے سما | تسمہ سفلے کے مقابل اسم ہے | صورتِ رفعت برائے سمہات | صورتِ رفعت برائے سمہات

اللہ اللہ دیکھ ہمارا جان تن | اللہ اللہ یک نظر بہ ما نگن | الا لقسطنا فقد طال الحزن | الا لقسطنا فقد طال الحزن

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نہ شکنم — جواب دینا وزیر کا کہ مین خلوت کو نہین چھوڑ سکتا ہون

بولا محبت اپنی تم کو تہ کرو | یہ ضعیفت جان دل مین تم رکھو | گفت محبتا ہا خود کو تہ کنید | پند را در جان و در دل کہ کنید

گر امین ہون تو متم کب ہو امین | آسمان کو گر گھومن مین ہر زمین | گر امینم متہم ہنود امین | گر امینم متہم ہنود امین

گر مین کامل ہون تو پھر نگاہ کرون | اور نہین ہون تو پھر ہمسر زمین | گر کمالم با کمال کار چیست | کہ بگویم آسمان را من زمین

مین نہین نکلونگا خالی خلوت سے ابا | کیونکہ مشغول اب ہو ہون ساتھ سے | ور نیم این زمست و آزار چیست | ور نیم این زمست و آزار چیست

من نخواہم از زمین خلوت برون | نہ انکہ مشغولم بہ احوال درون | من نخواہم از زمین خلوت برون | نہ انکہ مشغولم بہ احوال درون

اعتراض کرنا مریدونکا خلوت پذیری زیر سے مکرر — اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

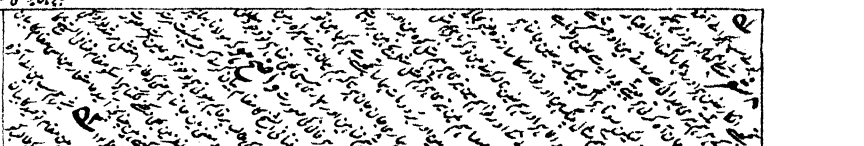

بولے سب ہکو و زیر نکارنے
سنے ہمارا کہنا چون ہا نیارکے

رونے ہم ہین ہمین ہین ائی ہے تری
آہ نکلے جان سے حسرت بھری

بچہ دایہ سے سنین لوا تا ویک
رہتا ہی گرچہ کنانے بدونیک

ہم مثال چنگ سانہ تو ہے
ہم نہین کرتے ہمین نالہ تو کرے

ہم ہین مثل ذر نوا ہم ہین تری
مثل کہ ہم ہین صدا ہم ہین تری

ہم ہین جون شطرنج ہر ہو مات ہین
تو ہمارا پردہ ہات ہمکا کہین

ہم ہین کیا ہو تو ہماری جا ہے جان
تاکہ ہم رہوین تری ہم ہو میان

ہم فنا ہستی ہماری بھی فنا
تو وجود مطلقی فانی نما

شیر ہم سب ہین ولے شیر علم
حملہ شان از باد باشد دمبدم

حملہ ظاہر ہر ہر ظاہر ہے ہوا
جونہ ظاہر ہو رہے وہ وا کا

ہے ہماری ہستی تیری وا سے
اور کل ہستی تری ایجاد سے

لذت ہستی دکھائی نیست کو
عاشق اپنا کر لیا بھی نیست کو

لذت بخشش کو اپنی تو نہ جین
اور شراب و نقل پیالا کو نہ جین

گر نہ تو جیسے کون دہ عہدے ہو تو
نقش کیا نقاش پر قدرت رکھے

ترنہ بالون کو ہمارے کر نظر
رکھ تو اپنی خود بخشش پر نظر

رہتے اور کرتے تقاضا بھی نہ تھا
بے کہے تیرے عنایت نے سنا

نقش ہو نقش کے یون سامنے
جیسے بچہ پیٹ مین عاجز ہے

خلق یون ہر آگے قدرت اسکی کے
جیسے عاجز کا رخانہ سوی سے

گاہ نقش دیو گہ آدم کرے
گاہ نقش شادی و غم گہ کرے

ہاتھ نے تا ہاتھ سے دفع کرے
نفع نے تا نفع و نقصان سے کرے

پڑھ تو قرآن سو یہ نظم سر بست
کہ ستا ہی ہمارے ہست اور ہست

تیر ہم پھینکین تو کب ہمسے پھینکا
ہم کہان اور تیر پھینکے ہے خدا

معنی جباری کا ہے جبر نے
ذکر جباری ہی ہر زاری کے لیے

زاری اپنی ہو دلیل عجز کا
خجلت اپنی ہو دلیل اضطرار

اختیار اب گر نہین ہے مملت ہی کر دین
یہ دریغ اور شرم اور ذلت ہی کر دین

مارسے شاگردون کو استاد کیسے
گر کہے تو وہ ہو غافل جبر سے
ہو جواب آں مذہب اسکا گر نہ
میرزا وزاری کہ بیماری ہیں ہے
ہیں گھڑی ہوتا ہو بس بیمار تو
دیکھتا ہے رشتی اعمال تو
عمد کرتا ہے کہ اسکے بعد میں
بس یقین سو جانا بیماری تجھے
جان تو اس اصل کو ہو اصل تم
جو کہ ہو بیدار تر پر درد تر
جبر سکا جانا پھر زاری کہاں
کیسے یا رنجیر آزادی کرے
کب اسیر ہیں آزادی کرے
گر تو دیکھے کہ مرا باہے پھنسا
عاجزون پر بھر سپاہی پنج کر
جبر سکا تو نہ دیکھے چپ رہو
تجھکو ہر جس کام میں غفلت ہیان
اور نہیں جس کام میں غفلت تجھے
کار دنیا میں ہیں ہیری مرسلان
کار دنیا میں نبی کو اختیار
جو کہ ہر اک مرغ اپنی جنس کو
جنس و نوع کی ہے یہ کھا رہیں
انبیا جو جنس علیین کے تھے
اہ مزار دکھلا تو جان کو رہ مقام
انتہا یہ بات تو رکھی سنین

دل کا تدبیرون سے بھر نا کیسے
ماہ حق پوشید اُسکے ابر سے
کفر چھپ اسلام تو ہیں کر سکے
وقت بیماری کی بیداری ہیں ہے
جرم سو کرتا ہو استغفار تو
کرتا ہو نیت کہ پاؤں راہ کو
لے کرونگا کام میں جزمی یقین
بخشتی ہو ہوش و بیداری تجھے
جبکہ اُسکا درد ہو پاتا ہو تو
جو کہ ہو آگاہ ترنج زرد تر
دیکھے تو زنجیر جبا ری کہاں
ٹوٹی لکڑی ہو تو تم کیسے بنے
کب گرفتار بلا شادی کرے
ہو سپاہی شاہ کا مجھ سے کہے
عاجزون سو ہو یہ عارت در تر
اور اگر دیکھے نشان اُسکا کہیں
قدرت اپنی دیکھے تو اسمین عیان
تبکہ جبری جانے تو اللہ سے
کار عقلی ہین جبری کافران
کار دنیا میں عقلی کو اختیار
جاہو تو جان اُسکی آگے اس سے ہو
دو نوع دنیا پسند آئی دو یہین
جان و دل سو حق علیین کے
جسمین بے حرف و صدا کے کلام
پھر بیان کرتا ہون قصہ ادا مین

زجیا ستادان بشاگردان چہ راست
ور تو گوئی غافل ست از جبر او
ہست این ما فوق جبار اشوری
صیرت و زاری کہ در بیداریست
آنزمان کہ مے شوی بیمار تو
اے خنا یہ بر تو زشتی گفتہ
عہد و پیمان مے کنی کہ جبا ریم
پس یقین گشت آنکہ بیمار تی
پس بدان این اصل را اے مقبل
ہر کہ او بیدار تر پر درد تر
ہر کہ او آگاہ تر رنج زرد تر
بنبش زنجیر جبا ریست کو
جوب اشکستہ عماری چون کند
کے گرفتار بلا شادی کند
بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند
زانکہ بنود طبع و خوے عاجزان
رہ بہے بینی نشان و بدگو
قدرت خود را ہمی بینی عیان
اندران جبر بشوی کاین از فعالست
کافران در کار عقلی جبری اند
کافران را کار دنیا اختیار
میرد او در پیش جان پیش پیش
سوے علیین بجان و دل شدند
کاندر و بے حرف میرسد کلام
باز گویم آن تمامی مقصد را

خاطر از تدبیر ہا گردان چہ راست
ماہ حق پنہان شد اندر ابر او
انگبزی از کفر و بزین بگروی
وقت بیماری ہمہ بیدار ہست
اے گنی از جرم استغفار تو
اے کنی نیت کہ باز آیم بپرہ
چونکہ طاعت بنود مکن گزین
اے بخشتہ ہوش و بیداری ترا
ہر کہ را در دست او بُرست کے
ہر کہ او آگاہ تر رنج زرد تر
بنبش زنجیر جبا ریست کو
جوب اشکستہ عماری چون کند
کے گرفتار بلا شادی کند
بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند
زانکہ بنود طبع و خوے عاجزان
رہ بہے بینی نشان و بدگو
قدرت خود را ہمی بینی عیان
اندران جبر بشوی کاین از فعالست
کافران در کار عقلی جبری اند
کافران را کار دنیا اختیار
میرد او در پیش جان پیش پیش
سوے علیین بجان و دل شدند
کاندر و بے حرف میرسد کلام
باز گویم آن تمامی مقصد را

ناامید کرنا وزیر کا مریدونکو خلوت کے چھوڑنے مین

۵۵ وزیر اندر سے بولا اے مسند
اے مرید مجھسے تم اس بات کو
آن در زیر از اندرون آواز داد

۵۶ کہ مجھ پیام جیسے نے دیا
کہ تو سب یارون سے اپنے ہو جدا
کہ مرا جیسے اینچنین پیغام کرد

۵۷ ہو تو حیران اور تنہا رہ بشر
اور وجود اپنے سے تو خلوت بھی کر
رو بے بر و یار کن تنہا نشین

۵۸ جیدہ کہنے کا مجھکو کام کیا
جیدہ تو اس بات سے آگاہ ہے
جیدہ از ین گفتگو ہیچ مرا فرصت است

۵۹ الوداع اے دوستو مرتا ہون مین
آسمان چوتھے پر اب جاتا ہون مین
الوداع اے دوستان من مردوام

۶۰ مثل ہیزم چرخ ناری کی طرح
کون اس سرخ و قب مین جب جلے
تا بزیر چرخ ناری چون حطب

۶۱ جیدہ جیسے کے پہلو مین رہون
آسمان چوتھے پے جاتا ہی کہ مین
بہلوے عیسے نشینم جیدا ازین

۶۲ اور سدھارے آسمان اوپر مجھکو بلا
اس جگہ اپر ایک سے منہا کیا
واخمحانے آن امیران را بخواند

نومید کردن وزیر مریدان را در نقض خلوت خود

کاے مریدان ازسر این خلوت بیا
گر ہمہ یاران جہوفیشان باشی فرد
ہوز در جوہر خویش ہم خلوت گزین

جیدہ از ین گفتگو ہیچ مرا فرصت است
الوداع اے دوستو مرتا ہون مین
رفت بر جایم فلک بر بر دوام

بر نیاز آسمان چارمین
یک بیک تنہا بیک سو رفت الف

ولیعہد کرنا وزیر کا ہر ایک امیر کو جدا جدا

۶۳ جس کا نایب تو خلیفہ ہے مرا
دین جیسے مین یہ ہر اک سے کہا
نایب من و خلیفہ من توئی

۶۴ تا مسیح تیرہ رہین سارے امیر
تا مسیح جیسے نے کیے تیرے امیر
امران امیران دگر اتباع تو

۶۵ سرکشی تجھسے اگر کوئی کرے
ہیر امیر سے کو گشتہ گردن بگیر
گردو عیسے جملہ را اشباع تو

۶۶ مہ فلک سے مردہ ہو نہین کہنا نہین
لیک تا ہمن زندہ ام این را مگو
یا کشش یا خود ہمید ارش اسہر

۶۷ تین مرون مہ تک تو یہ جانا نہین
میرے مرنے تک یہ کچھ کرنا نہین
تا نہ میرم من ترا این پید اکمن

۶۸ یہ کتاب اب تو احکام مسیح
دعوی شاہی سو تو باہر نہ کر
از یک این طومار را احکام مسیح

۶۹ کہا ہر ایک سے اُسنے جدا
بس سنا ہر ایک کو پڑھکر نصیحت
ہیر امیرے را چنین گفت او جدا

۷۰ اُسنے ہر اک سے کہا یہ ماجرا
تجھ سوا نایب نہین دین خدا
نیست نایب جز تو در دین خدا

۷۱ وہی ہر اک کو ایک کتاب اپنے جدا
جو کہا اُس سو وہی اسنے کہا
ہر یکے را کرد اندر سر عزیز

۷۲ سب بھیجیں آپس مین کتابین مختلف
تھی ہر اک مسند دوسری کی برملا
ہر یکے را او یکے طومار داد

۷۳ حکم باہم مسند کتابون کا بیان
مثل شکل مرغابی تا الف
جملگی طومار ہا بد مختلف

۷۴ جو در اس مسند کا کیجئے بیان
اوپر اوس مسند کا کیجئے بیان
ہر یکے مسند دگر بد المراد

۷۵ حکم این طومار مسند حکم آن
ہیچ از ین کم و بیش مسند ملیان
ہیچ شکل مرغابی تا الف

خود کو بلا کر کرنا وزیر کا مریدون سے خلوت کرکے کشتن وزیر خود را و رخلوت از مریدان

۷۶ اسنے در جالتیس دن خلوت کیا
خود کو مارا تا بد تن سو خود بخود
بعد ازان چل روز دیگر ریخت

۷۷ اسکے مرنے سے ہوا خلق آگہ ہوئی
گور پر اسکے قیامت کی ہوئی
چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد

۷۸ ہوگئے سب جمع اور سسکی قریب
بال نوچے پھاڑے کپڑے دریدہ
خلق چندان شد بگورش اندر او

۷۹ اسکے مرنے سے ہوا ماتم بپا
گریہ زاری سے ہوا ماتم بپا
ہر کنان جا رہ کنان در شوراو

اونکی گنتی سے خدا کو علم ہے — رومی و ترک عرب اور کرد سے
خاک اُسکی ڈالی اپنے سر پہ جو — پہاڑ رمان دیکھا اُسکے در کا
گور پر اک ماہ اُسکی خلق سب — حزن رو در کر بہاتی رو در شب
در و فرقت مین سب اُسکے جیتے — ہم امیر و شاہ ہم چھوٹے بڑے
بعد اک مہ خلق نے سب سے کہا — کون امیر و نین سے بیٹھے اُسکی جا
تا اُسے ہم اوسکی جا جانین امام — اور ہووے اُس کا ما پنا تمام
حکم پر سر اُسکے ہم رکھین سبھی — ہاتھ دو امن اُسکا ہم پکڑین سبھی
ہو گیا خورشید اپنا دیکھے داغ — چاہیے اوسکی جگہ پر اک چراغ
ہو گیا اب سانے سے رے یار — نائب اُسکا چاہیے ہو یادگار
گل گیا جبکہ گلستان ہو خراب — گل کی بو پھر کون دے ویسے گلاب
جو خدا یان پر ہوتا ہے یہ حال — حق کے نائب ہین یہ پیغمبران

طلب کرنا اُمت عیسے علیہ السلام کا کہ ولیعہد تم مین سے کون ہے

طلب کردن امت عیسے علیہ السلام کہ ولیعہد از شما کدام ست

گلان عدو را هم خدا و اند سر — تو زعفرانے زرتر کو زرومی و کرد
تاک او کرد ند بر سر ہا خویش — در داود یہ ند در ما نہا خویش
آن خلائق بر سر گور ش ہمی — کرده حزن را از دو چشم خود رہی
ہمچو اژدر در دو اقتش رفتان — ہم شہان و ہم کمان ہم ہمانان
بعد ما ہے خلق گفتند ای مہان — از امیران کیست بر جایش شہان
تا کہ کار ما از و گردد تمام — تا بجا ہا و شناسیش امام
سر بہ بر افتیار او سنیم — دست بر دامان دولت او زیم
واجب آمد بر مقام او چراغ — نائب باید از دمان یادگار
چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ — ہمچو گل گلزار و گلشن شد فراغ
بوے گل را از کہ جوئیم از گلاب — چون خدا اندر نیا ید رہیان
نائب حق اند این پیغمبران

نے غلط بود لاکہ نائب با نصیب — رو اگر جانے قبا حت ہو منصب
دو دمین دو ہیچ تجھے صورت دیکھے — ایک رہ جانے جو صورت سے پھچے
دیکھے تو صورت تو دو آنکھین دیکھین — تو اگر اسکا کہو دونون ایک ہین
کیلیے جو ایک شے دیکھے بصر — ایک ہو وہ دو نین آئے نظر
فرق دونون جسم مین کب کر سکے — تو نظر والے جو اوسکے نور ہے

در بیان اس بات کہ کہ جملہ پیغمبر حق ہین بموجب لا نفرق بین احد من رسلہ

در بیان آنکہ جملہ پیغمبران حق اند کہ لا نفرق بین احد من رسلہ

دس چراغ اگر گھر مین گردش کرے — ظاہر اصورت ہر اک کی غیر ہے
فرق اونکے نور مین کب کر سکے — جب نظر ڈالے تو اونکے نور پہ
اطلب المعنی من الفرقان قل — لا نفرق بین آحاد الرسل
گر تو دیکھے سو کبھی سو جیب کو — اور پھر ان سو نہ رہوین ایک ہو
معنی مین تقسیم اور گنتی نہین — معنی مین تجزیہ اور روئی نہین

ده چراغ آر حاضر آرے مکان — ہر یکے باشد بصورت غیر آن
فرق نتوان کرد نور ہر یکے — چون بنور ش رو دے آمی یکے
لا نفرق بین آحاد الرسل — اطلب المعنی من الفرقان قل
گر تو قصد سیب و صد آید بشری — صد نماند یک شود چون بنگری
در معانی تجزیہ و افزا ذیست — در معانی نیست تعداد ذیست

باقی کی یاروں سو خوش ہو دوستی
معنی لے تو رکھ صورت سرکشی
ماتمی دیار یا یاراں خوش ست
پایے معنی گیر صورت سرکش ست

صورت سرکش نگلا از راہ رکھ
تا تو وحدت پاوے اس میں شامل گنج
صورتو سر کش نگہ از ان کن بریگ
تا پیہ بینی زیر آن وحدت چو گنج

گر گلا وے تو نہیں انکار گی
بس گلا وے گی عنایت یار کی
ور تو نگہ داری عنایتہاے او
ہم نگہ دارد ز ہاے و ہم مولاے او

دلنمیں وہ اپنے کو رکھا تا ہوا
مرغزہ و ریش کو سیتا ہو یار
اور خاید ہم بد لہا خویش را
او بد و نیک خرقہ و دلریش را

ہے رکھے اکہ جو ہر بسیط اس جا پے سب
ہے سرو پا ہم تھے اور وہ سر تھا سب
منبسط بودیم و یک جوہر ہمہ
بے سر و بالے بدیم آن سر ہمہ

اک گہر ہم تھے مثال آفتاب
ہے گرہ تھے اور صافی ہم چو آب
یک گہر بودیم ہمچون آفتاب
بے گرہ بودیم صافی ہمچو آب

آیا جب صورت مین وہ نور احد
شل سایہ گنگرہ ہو گئے عدد
چون بصورت آمد آن نور سرمد
شد عدد چون سایہ ہاے گنگرہ

گنگرے تم توڑ و پتھر مار کے
ازتن ان فرقون کا ہاتا جاتا ہے
گنگرہ ویران کنید از تخنیق
تا رود فرق از میان این و آن

بیچ بیان اس بات کے کہ انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ

در بیان آنکہ انبیا علیہم السلام گفتند

تکلموا الناس علی قدر عقولہم وقال رسول اللہ

علیہ السلام امرنا ان ننزل الناس منازلہم

تکلموا الناس علی قدر عقولہم وقال رسول اللہ
یعنے ہمین کہ تم آدمیون سے مراتب عقل انکے کے موافق بات کرو یہ حدیث ہے رسول اللہ کی
علیہ السلام امرنا ان ننزل الناس منازلہم
یعنے ہمکو حکم کیا ہے کہ ہم ساتھ لوگون کے اتارین ہم آدمیون کو بقدر رتبہ اور انکے کے ۱۲
شرح کہنا مثل خود مین جان کر

ایک خر تھا مثل خود مین جان کر
شرح این را گفتنے سن امرے
ایک تر سم تا نہ لغزد خاطرے

تیز نکلے مثل تیغ الماس کے
نکستا چون تیغ الماس ست تیز
گر شہ داری تو سپر واپس گریز

بھاگ کر اٹھانے سر پر تو گھاس
پیش این الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا

قتل مین پہنچے تیغ کو ہووے حیا
زین سبب سن تیغ کردم در نظاف
تا کہ کز خونش نخواند بر خلاف

بے سپر تم کہ کے آگے ذات کے
آمدیم اندر تمامی داستان
ہر زہ فاداری جمع دوستان

آیا اب مین سے سخن تم داستان
اور وفاداری جمع دوستان
بر قماش ما بیے مے خواستند

بولا اسکے بیشوا وہ سب اٹھے
اور نیابت چاہی اسکی جاے پے
کز پس آن پیشوا بر خاستند

لڑنا امیرون کا آپس مین ایک دوسرے سے منازعت کردن امرا با یکدگر

اک امیر آگے امیر آگے بڑھا
آگے قوم اس بار فاک مہ گیا
پیش آن قوم وفا اندیش رفت

بولا اب نایب مین ہون سر فروز کا
نایب عیسیٰ مین ہون مریم کا پسر
یک بیرے زان امیران پیش رفت

یہ کتاب اب ہر مری دیکھو لیل
اس نیابت کا ہوا ہون مین کفیل
گفت اینک نائب آن مرد من

دوسرا اور اک امیر اسدم بڑھا
دعوی اسنے بھی خلافت کا کیا
اینک این طومار بر بنان من ست

آن امیر دیگر آمد از کمین
دعوے اور خلافت بد بہین
کاین نیابت بعد از آن من ست

اگر کتاب اوستے نکالی پاس سے
بیان ملک کردون دور اُفتنگے

دوسرے سیر دین بھی صاف باندھ کر
کھینچیں تلوار میں برموی کمر گر

ہاتھ میں ہر ایک کے تیغ و کتاب
اژدہے باہم مثل پیل پرخاش

ہر امیر اک رکھتا تھا لشکر بڑا
کھینچکر شمشیر آپس میں لڑا

لاکھوں ترسانی وہاں ہوگئے
اور بریدہ سر کے مان تو دے لگے

ہر دو جانب خون کے ریلے بہے
کہ ہوا میں خاک سے بس جنگلے

تخم قتنوں کا وہ اوسمیں بو گیا
ایک آفت آنکے سر پر رکھ گیا

جو زلوٹے جو کہ رکھتا سغز تھا
بعد مردن روح رکھتا نغز تھا

قتل اور مرنا کہ نقش تن بے ہر
تو مثال انار اور سیب ہے

جو کہ مٹھا تھا وہ بالیقت ہوا
جو گلا ہوا اوسمیں وہی مثل خاک

جو کہ ہر پر مغز ہر چون مشک پاک
جو کہ بامعنی ہو خود شہرت کرے

جانکہ ظاہر ہیں تو اپ معنی کو پا
کیونکہ معنی تیرہ تن میں ہر بھوا

ہمنشین لو اہل معنے کا رہو
تا کہ بخشے شمل او غا بہ تجھے ہو

جان بے معنی بدن میں بے خلاف
تیغ چوبین میلے ہو اندر غلاف

تا غلاف اندر ہو قیمت دار ہے
تیغ چوبین جنگ میں مت لیکے جا

گر ہو چوبین رو سری تلوار لا
تیغ الماسی ہو گر بے خوف جا

ہر سلح خانہ میں تلوار اولیے
ہر زیارت او کی سنگ کیمیا

جملہ دانا نے کہا از روے یقین
بس ہیں دانا رحمۃ للعالمین

گر تو نے ہو زار خندان کو تو لے
خندگی او سکی جز دانہ دے

اے مبارک خندہ اسکا منہ چومیے
دل دکھائے پیسے در بعل کرے

نا مبارک خندہ اس لالہ کا تھا
دل کی ظلمت اسنے منہ تک تو بھی تبا

صحبت اکدم اولیا کی خوب ہے
سو برس کی بے ریا طاعات سے

سنگ خارہ اور مرمر گر تو ہو
اہل دل ہی جو ترے گوہر تو ہوا

از بغل او نیز طوطے سر نمود
آن اسیران دگر یک یک ہزار

ہر یکے ساتیغ و طوطے در بدست
در ہم افتاد ند چون پیلان مست

ہر امیرے داشت چندیں پیکران
تیغہا بر کشید ند از زمان

صد ہزاران مرد ترسا گشتہ شد
تا نماز شام بریدہ گشتہ شد

خون رواں شد چو سیل از پر دست
کوہ کوہ اندر ہوا اڑ گرد قامت

تنہاے فتہ ہا کو گشتہ بود
آفت سر ہا و ایشان گشتہ بود

جو زہا بشکست دران کو مغز و پشت
بعد کشتن روح پاک نغز داشت

گشتن و مردن کہ نقش تن بدست
چون انار و سیب اشکستہ ہست

آنچہ شیرین ست آن شد یار ما
چون انار و سیب اشکستہ ہست

آنچہ پر مغز ست پوست تنک پاک
آنچہ بو سیدست بنود غیر خاک

آنکہ با معنی ست خود پیدا شود
آنچہ بے معنی ست خود رسوا شود

رو بجنبانے کوش ام صورت پرست
نا نگنجے بر تن صورت پرست

ہمنشین اہل معنی باش تا
جملہ دانایان دہر ہا شی فنا

جان بے معنی دریں تن بے خلاف
ہست ہمچون تیغ چوبین در غلاف

تا غلاف اندر بود با قیمت ست
چون برون شد موقف آلت ست

تیغ چوبین را سپر در کار زار
منگر اول تا نگردد کار زار

گر بود چوبین بر و دیگر طلب
ور بود الماس پیش آ باطرب

تیغ در زر او خانہ اولیاست
زیدن ایشان شمار کیمیاست

جملہ دانایان ہمین گفتہ ہمین
ہست دانا رحمۃ للعالمین

گر انارے مزمی خندان بچم
تا دہد خندہ زداغ او خبر

اے مبارک خندہ اش کو از دہان
نی گزد دل چور اندوج جان

نا مبارک خندہ آن لالہ بود
کز دہان او سواد دل نمود

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

گر تو سنگ خارہ و مرمر مری
چون بصاحبدل رسی گوہر شوی

دل مین باکون کی محبت تو بٹھا ۔ دل کسی کو تو نہ دے جو اولیا ۔ مہر پاکان در میان جان نشان ۔ دل رہ الا کہ ہر دل خوشان

راہ نومیدی نہ چل امید ہو ۔ شوے تاریکی نہ جا نور رشید ہے ۔ گوے نومیدی مرو امید ہاست ۔ شوے تاریکی مرو نور رشید ہاست

دل تجھے کھینچے بہ کوے اہل دل ۔ تن تجھے کھینچے بہ وعدہ آب و گل ۔ دل تراور کوے اہل دل کشد ۔ تن تراور حبس آب و گل کشند

اہل دل سے دل غذا اور دل کو دے ۔ اور تو اقبال کو مقبل سے دے ۔ ہین غذاے دل بدہ از عہد لے ۔ سوے جو اقبال را از تنبلے

اہل دولت کا تو دامن گیر ہو ۔ پاے اُنکے فضل سے دولت کو جو ۔ دست زن در ذیل صاحب دولتے ۔ تا ز افضالش بیابی رفعتے

صحبت صالح تجھے صالح کرے ۔ صحبت طالح تجھے طالح کرے ۔ صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا طالح کند

نعت تعظیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ انجیل مین تھی

نعت تعظیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کہ در انجیل بود

مصطفےٰ کا نام تھا انجیل مین ۔ انبیا کے جو کہ وہ سردار ہین ۔ بود در انجیل نام مصطفےٰ ۔ آن سر پیغمبران بحر صفا

آپکے حلیہ کا اُسمین ذکر تھا ۔ ذکر غرا در روزہ وافطار کا ۔ بود ذکر حلیہ ہاو شکل او ۔ بود ذکر غزوہ و صوم و اکل او

اک گروہ اُنمین نصاریٰ کا جو تھا ۔ دیکھتا جس جا پے نام مصطفےٰ ۔ طائفہ نصرانیان بہر ثواب ۔ چون سعید بے بدان نام و خطاب

چومتے وہ لب اُسی پر ثواب ۔ اور ارب سم لیتے وہ نام و خطاب ۔ یو سعود او ذے بدان نام مبین ۔ سعد نہاد ذے بران دین لطیف

فتنۂ مذکور مین برسوں گروہ ۔ امر آن مین رہا اندر وہلو ۔ اندرین فتنہ گرفتم آن گروہ ۔ ایمن از فتنہ بدند از شکوہ

شہر یہود ون اور وزیر شوم سے ۔ این از شہر امیران دو زیر ۔ ایمن از شر امیران دو زیر ۔ در پناہ نام احمد مستجیر

اور اُنکی نسل بھی اُنمین رہی ۔ نسل ایشان نیز ہم بسیار شد ۔ نور احمد ناصر آمد یار شد

دوسرے لیتے نصاریٰ جو دلم ۔ وان گروہ دیگر از نصرانیان ۔ نام احمد کا حمایت سے تمام ۔ نام احمد کا شتند ہے ستان

وہ ذلیل و خوار فتنون سے ہوا ۔ مستمان خوار گشتند از فتن ۔ جو ز زیر شوم نے بر پا کیے ۔ ور ز و زیر شوم را ہم شوم فن

بس ذلیل و خوار ہو کر وہ فریق ۔ مستمان دو خوار گشتند آن فریق ۔ خود سے محروم اور محبوب حق ۔ گشتہ محروم از خود و شرط طریق

جبکہ دین اُنکا ہوا بالکل خراب ۔ ہم بخط دین شان حکم کتاب ۔ اون کتابون باطلہ سے دستکار ۔ از پے طومار ہاے کز بیان

نام محمد ایسی ہیبت سی کرے ۔ نام محمد چون چنین یاری کند ۔ کیون نہ نور اُنکا مددگار کرے ۔ تا کہ نور حق چون ہر دو گاری کند

نام احمد جب قلعہ مضبوط ہو ۔ نام احمد چون حصار خند صین ۔ کیا کہون روح الامین کی ذات کو ۔ تا چہ باشد ذات آن روح الامین

بعد ازین خون ریز و زران بیشمر ۔ جو ز زیر فتنہ گرنے کی دعا ۔ کاندر آمد آنما راز بلاے آن وزیر

حکایت دو سحر بادشاہ جہودی کی کہ بربادی دین عیسےٰ علیہ السلام مین کوشش کرتا تھا

حکایت پادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسےٰ علیہ السلام جہد کرد

اک جہودی بادشاہ اس نسل کا ۔ قوم عیسیٰ کی ہلاکت مین پڑا ۔ یک شہ دیگر ز نسل آن جہود ۔ در ہلاک قوم عیسیٰ رو نمود

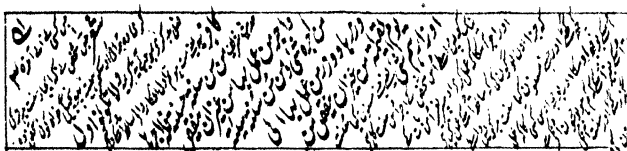

اگر کرے معلوم تو اسکا مزہ ج
پہلے شے پر جو بُرائی سنت اوا
جبکہ کسی نے رکھی جو سنت بُری
چل بسے سب نیک سنت رہگئی
تا قیامت اون بدونکی جنس سے
شور و شیریں آب جو گر بہتے ہیں
نیک کو میراث ہے شیریں خوش آب
ہے شمار طالبان گرد کیجے تو
گوہر و زر کے ساتھ شبنم بھرتے ہیں
روز و نون کا نور گھر میں بھر تا ہے
ہو خلق میں ستارہ سہ رکھے
جسکے طالع میں اگر زہرہ پڑے
اور اگر مریخ ہو خونریز خو
ان ستارو سے ستارہ ہیں سوا
ہیں وہ پھرتے دوسرے افلاک پر
تا بہ نور حق ہیں ہیں ثابت قدم
جسکا طالع اون ستارو سے ہو جمع
ششم اوسکا ششم مریخی خو
نور غالب اس ظلمت سے رکھے
حق نے جانون پر جو نور افشان کیے
جس کسی نے نور افشان وہ لیا
جسکا دامن عشق سے میدانہ تھا
مرغ کو خواہش اور رغبت گل سے ہے
گاؤ کا ہا ہر سے رنگ اور مرد کا
رنگ نیکون کا ہے ہاشم صفا

پڑھ تو سورہ والشمس والضحیٰ والیل
دوسرے نے قوم اُسپر رکھا
وہ بُرائی اُسکو ہو پہنچے ہر گھڑی
اور لیلیون پر بھی لعنت رہگئی
جو ہو پیدا اُس طرف راغب ہے
تا قیامت خلق ہیں جاری رہے
جو کہ ہو میراث ہر آشوشا الکتاب
گو ہر ے پیمبری سے شملہ کر
کان کی جانب کو شملے جاتے ہیں
کیونکہ سو سو برجون برجون پھیلتا
ساتھ وہ اپنے ستارہ کو لیے
وہ طلب اور عشق سو رغبت پیدا
وہ لڑائی ڈھونڈھے اور پہنچا نہ
احتراق و نحس سے وہ ہیں جدا
ہیں علاوہ ساتون ان شہور کے
نے جدا ہیں نے شے ہیں وہ ہمہ
فضل کا نور ہم سوا و سکا بس ہو
منقلب ہو غالب اور مغلوب خو
اصبعین نور حق ہیں ہو کے
مقبلون نے دامنون کو بھر لیا
غیر حق سے اوسنے رو گردان کیا
نور افشان سو وہ ہے ہو رہا
بلبلون کو عشق رو دے گل سے ہے
رنگ صبح اور زرد انار سے قوی
رنگ دشتون کا سیاہ آب جفا

اگر چیز خدا ہی ایسی دیگر نہ ہو
سنت بد کر شہ اول بزا د
ہر کرا جہاں دا خوش نشستے
نیکون فرشتے سنتها بجا نند
تا قیامت ہر کہ بنیش آن بنان
ہر کہ گرگست این کار پیشہ ہر کہ خود
نیکون رہست میراث از خوش آب
شد نشا طالبان ارسنگ ہم
شملها با گوہران گردان بود
نور و زن گرد خانه می رود
ہر کرا با اختر خود ہمتگی ست
طالش گر زہرہ باشد در طرب
ور بود مریخی خونریز خو
اختر اندر نحس سے اختران
سایران در آسمان ہاے دگر
راسخان در آب انوار خدا
ہر کہ باشد طالع اوزان کو زم
ششم ہر یکی باشد ششم او
نور غالب این اوکسف و شق
حق نشاند آن نور را بر جانها
وان نثار نور ہر کو یافتست
ہر کرا دامان عشقے تا بدہ
مزد ہا را رو یہا سوے گل ست
کاو را رنگ از بیرون بدرون
رنگ نیکان از تم صفاست

سورہ برخان والسماء ذات البروج
این شہ دیگر قدم بروے نہاد
سو ے او تفریح رو در ہر سا ختے
وز لیمان ظلم و لعنتها بماند
در وجود آید بور ریش بدان
در خلایق می رود تا نفع صور
اینچنین میراث ست او ثنا الکتاب
شعلۂ از گوہر ہر نیب ہی
شعلہ آن جانب رود ہم کان بور
زانکہ موز بر بے بر بے می رود
مرد را با اختر خود ہمتگی ست
میل کلی دارد و عشق و طلب
جنگ و بہتان و خصومت جو یدو
کاحتراق و نحس خود اندران
عنیہ آن ہفت آسمان شتہ
نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
نفس و اکفار سوزد در رجوع
منقلب رو غالب و مغلوب خو
در میان اصبعین نور حق
مقبلان برگشتہ و اما ماند
رو کجا از غیر خدا برتا فتند
زان نثار نور بے بہرہ شدہ
بلبلان را عشق بار دے گل ست
از درون جوشد رنگ سرخ و زرد
رنگ رشتان از سیہ آب جفاست

صبغۃ اللہ نام ہر رنگ لطیف | صبغۃ اللہ بو رکھے رنگ لطیف | صبغۃ اللہ نام آن رنگ لطیف | صبغۃ اللہ بود این رنگ کثیف

آبا جو دریا سو در یا کو گیا | آبا بیں جا سو ہوا اوس بہا کو گیا | از جہا بنگا کا مد آبہا سے رود | از سر گہ سیلہا سے تیز رو

کوہ پر سے سیل جاتی تیز ہے | تن سے جاتی جان عشق آمیز ہے | ہر زتن ما جان عشق آمیز رو

آگ روشن کرنا بادشاہ کا اور ایک بت کو آگ کے پاس رکھنا کہ جو بت کو سجدہ کرے آگ سے رہائی پائے

آتش افروختن پادشاہ و بت در پہلوے آتش نہادن کہ ہر کہ سجدۂ بت کند از آتش رہائی یابد

آں جہودی کو تو دیکھو کیا کیا | آگ کے پاس اک بت کو رکھا | آں جہود سگ بیں پرسش کرد

بت کو سجدہ جو کرے تو بچے | ورنہ دلمیں آگ کے آلا میں گئے | کاگہ این بت را سجود آرد بدست

نفس کے بت کو نہ دی اُسنے شناخ | نفس کے بت سے وہ بت پیدا ہوا | چوں سزا آں بت نفس او نداد

مان بتہ نکی ہے بت نفس اپنا تیرا | کیونکہ وہ بت سانپ بت اژدہا | دو نہ بنہاد بت نفس شما ست

نفس سنگ آہن ہے او بت پتھر | دوشیزہ پانی ہے باتمے قرار | آہن سنگست نفس و بت شما

پر نہ سنگ آہن ہو ساکن تب سے | آدمی ان دو سے اب کیسے بچے | سنگ آہن بر کف آب کم ساکن شود

سنگ آہن رکھے اندر آگ کر | آب کو اس آگ پر غلبہ نہ ہو | سنگ آہن در درون دارد فزود

آگ با ہر کہ بجھا تا آب ہے | کب وہ جائے سنگ میں پتھان کے | آب چوں نار و نی را کشد

سنگ آہن ہو مین اہل نار و دود | مین یہ در دون فعل تر سا جو ہو | ہر دو سنگست اہل نار و دود

بت سیہ آب اک ہو کوزہ مین | نفس کو آب سیہ کا چشمہ جان | بت سیہ آب سیہ در کوزہ نہان

بت سے شہرہ ہو جون سیل سیاہ | نفس بنگلہ ایک ہر چشمہ براہ | آن بت سخت چوں سیل سیاہ

بت کدر آب سا کوزہ مین ہے | اسکا چشمہ نفس بت کو جان ہے | بت درون کوزہ چون آب کدر

سو سبو کو تو ڈھو ہو اک پاروسنگ | آچشمہ پھینکدیوے بید رنگ | صد سبو را شکند یک پارہ سنگ

آب چشمہ کوزہ کا گر فانی ہوا | آب چشمہ تازہ او رہا تی رہا | آب چشمہ تازہ و باقی بود

تو نہ بت کا قوت سہل اور سہل ہے | نفس کو ملکا سمجھنا جہل ہے | سہل دید نفس را جہل ست جہل

گر ہر صورت نفس کی تو ہو نہ جنے | ہفت در دوزخ کا تختہ کیونکے | ہفت دوزخ بخوان با بصفت در

اسکا ہر دم مکر و ہر اک مکر مین | سیکڑون فرعون کی کشتی غرق مین | غرق صد فرعون یابد فرعونیان

جانداے موتے اور مو تے کو ہے | آب ایمان کو نہ فرعونی سمو ہے | آب ایمان راز فرعونی مریز

با محمد مین احمد احد کے ہاتھ سے | جاگ تو بو جہل سو اس جسم کے | ہو برادر واہ از بو جہل تن

دست را اندر احد و احمد زن

لانا بادشاہ جہود کا ایک عورت کو مع طفل اُسکے کڑاہ دالنا طفل کو آگ مین اور باتین کرنا طفل کا آگ مین

اِک زن بالمثل لایا وہ جہود
بولا اے زن سجدہ اس بُت کو تو کر
تھی وہ عورت سو منہ اور پاک دین
آگ مین کیونکر کودتا الا جبین کے
بُت کو بیجا مانتے تا سجدہ کر لان
اندر آمد زکمین خوش ہوش جان
ہر نظر بنہاد آگ بر دہ کے لیے
اندر آکرد دیکھے تو بُرہان حق
اندر آ دیکھا بہ آتش کے دھنگ
دیکھ اگر بھید ابراہیم کے
موت جانی تجھے پیدا ہو تے وقت
پیدا ہو کر چھوڑا تو نے تنگ سے
یہ جہان مثل رحمہ مجھا دیکھا
ایک عالم دیکھا اندر آگ کے
یہ جہان ہر نیست ہو تے ہست کے
اندر آمد رحق مادر می
اندر آکہ آیا اب اقبال ہے
قدرت اوس کی دیکھی ذرّہ ذرّہ
مین محبت سے بُلاتا ہون تجھے
اندر آ تو دوسرو نکو بھی بُلا
آ و اندر جملہ تم پروانہ وا
اندر آ اے مسلمانو سبھی

آگے اوس بت کے جو تھی آتش بھری
ورنہ آتش مین جلے گی بیگمے
سجدہ اُس بت کو کیا اُسنے نہین
دل او تھا یا زن اُنجا یان سے
طفل نے آواز دی مُژدہ مین ہون
اگر چہ ظاہر آگ کے ہون ہی لیان
ورنہ رحمت ہی پہ بندہ کے لیے
تا تو دیکھے عشرت فاعلان حق
اس جہان سے کہ ہو آتش آب رنگ
کہ اُسے آتش ہوئی گلزار ہے
برف را تھے سے سفوف ہو تو وقت
اس جہان مین آیا کہ خوش رنگ ہم
عبد مجھے آرام آتش مین ملا
ذرّہ ذرّہ اسمین جیسے دم کھے
نیست کی صورت جہان دو دست بر
دیکھ یہ آتش نہ رکھے آتشی
اندر آ اور رہی نہ دولت ہاتھ سے
تا تو دیکھے قدرت فضل خدا
ورنہ مین خوش ہون مین اِس پر راضی
آگ مین اک جوان ہم شہسوار تھا
آگ مین کر رکھتی ہے یہ سو بہار
تم عذاب اس دین سوا جانو سبھی

آوردن بادشاہ جہود زنے را بالطفل و انداختن او طفل را در آتش و سخن گفتن طفل در میان آتش

یک زنے با طفل آورد آن جہود
گفت ای زن پیش این بت سجدہ کن
بود آن زن پاک دین و موحد
طفل از دیدہ در آتش فگند
خواست تا سجدہ آرد پیش بت
اندر آمد رکمین بنہاد چو خشم
پشہ ہم بندہ آتش زبنہ مجیب
اندر آمد رحمین بُرہان حق
اندر آمد رآب بین آتش مثال
اندر آ سرار ابراہیم بین
ہر گرے دید مرگ را دادن ز تو
چون بزادم رستم از زندان تنگ
این جہان را چون تہم بر گشودن
اندرین آتش بدیدم حالے
تنگ جہان نیست شکل ہست تو
اندر آ مادر بحق مادر می
اندر آ مادر کہ اقبال آمدست
قدرت آن سنگ بیدی ای فرا
من ز رحمت می کشایم ہر دو
اندر آ و دیگران را ہم بخوان
اندر آ سیماہ ہمہ پروانہ وار
اندر آ سیماہ مسلمانان ہمہ

پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود
در رود در آتش لیسر زی با سخن
سجدہ آن بت نکرد آن بوالہوس
زن بر سید و دل از ایمان بجنبید
باتگ زد آن طفل کانی لم ادرست
گر چہ در صورت سیان آتشم
رحمت ست این بر آورد خوب و عجیب
تا ببینی عشرت فاعلان حق
از جہانے کہ آتش آبش شمال
کو در آتش یافت و رسہ یا ہمین
سخت خوش بود و رافتان زن ز تو
در جہانے خوش تر اینے خوش رنگ
چون درین آتش بدیدم این شگرف
ذرّہ ذرّہ آتش اندر وے بسے
وان جہان ہا ہست شکل ہا نبات
بین کہ این آتش ندارد آذری
اندر آ مادر رمہ دولت بدست
تا ببینی قدرت فضل خدا
کو طلب خود نیستم پروائے تو
کہ اندر آتش شاہ بنہاد ست خوان
اندین آتش کہ دارد صد بہا
میر عذب دین عذابست آن ہمہ

اندر آگر دیکھو اب تم اسطرح | گرم آتش سرد ہوئی ہے کسطرح | اندر آ آیدہ بہ بینید آپ چنین | سرد گشتہ آتش گرم مہین
اندر آ آ ای سبھی ست و خراب | اندر آ آ ای سبھی ہین عتاب | اندر آ آیدا ہمہ ہست و خراب | اندر آ آیدا ہمہ ہین عقاب
آ آ اس مریا گہر ہی مین تراب | روح صافی تا تمھاری ہے سبب | آیدا اندر مین بحر عمیق | تا کہ گردد رون صافی ذبیق
اُسکی مان نے ڈالا اُسمین آپکو | عقل نے ہاتھ اوسکا پکڑا اشارہ کو | مادر شفقت خود را اندرو | دست او بگرفت طفل مہ خو
آئی مادر آگ مین ڈالکے کی جو | پایا اوسنے دولت ایمان کو | اندر آمد مادر آن طفل خرد | اندر آتش گوے دولت برد
اوسکی مان بھی ویسے ہی کہنے لگی | وصف لطف من کا بس نے لگی | مادر شرح ہم زان نسخ نگفتن گرفت | ذکر وصف لطف من نگفتن گرفت
اور پکارا اُسنے مخلوق کو | بہ ہوئی جان خلق کی قیامت سو | بانگ می زد در رسیان آن گروہ | بر بھی شر جان خلقان از ستوہ
کہتی تھی وہ خلق کو اوہو دوستان | آگ مین دیکھو کھلا کا ہی مرد مان | نعرہ می زد خلق را کا ہی مردمان | اندر آتش بنگر مبین ایستان

ذالنارمدم کا اپنے کو آگ مین بسبب ذوق کے اندافتن مردمان خود را در آتش از سر ذوق

بیوی بسبب مرد زن چیتاب ہوا | ڈالتے تھے آگ مین خود آپ کو | خلق خود را بعد ازان بر خویشتن | ہی نگذند برا اندر آتش مرد و زن
بے کشش بے جذب عشق یار سے | کیونکہ شیرین تلخ کو دوست رکھے | بے سوکے کشش از عشق دوست | زانکہ شیرین کردن ہر تلخ از دست
جب ہوا یہ کو سیاہی خلق کو | منع کرتے آگ مین تو ست گرد و | تا چنان شدکان عوان خلق را | منع می کرد ذکا تش در سبا
رہ بیودی رو سیہ ہوگل ہوا | اوپر پیشانی سے وہ دل ہوا | آن بیودی شد سیہ رو و خجل | شد بہ پیشمان زین سبب پیمان دل
آگ مین مخلوق عاشق تر ہوئی | اور زنانے تن مین صادق تر ہوئی | کاندر آتش خلق عاشق تر شدند | در زنان جسم صادق تر شدند
مکر شیطان سے ہے لیتا شکر ہی | رو سیہ خود دیو آیا سکر کر | مکر شیطان ہم در و چید شکر | دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر
دور رونگے سخت ہے جو ملتا تھا رو | پایا اپنے سخت ہے وہ انجام کو | آنچہ مالید بر روے خویشان | ہیچ شد رو چہرہ آن نا کسان

ٹیڑھا سخت ہو جانا اُس شخص کا کہ جو نام پیغمبر علیہ السلام کو تمسخر سے لیتا تھا

کڑھ ماندن دہان آن شخص کہ نام پیغمبر علیہ السلام را تمسخر برد

بھاگتا تھا جو کہ جادہ خلق کا | بھٹکیا اُسکا درست اِدھکا ہوا | آسکہ بے دریہ جادہ خلق پست | شد رسیدہ آن اوزیشان دست
ٹیڑھا سخت کرکے تمسخر سے لیا | نام احمد کا تو سخت ٹیڑھا ہوا | آن دہن کژ کرد و اندر سخر خزانہ | نام احمد راہ دہانش کژ بماند
آیا پیروہ اے محمد عفو کر | تجھکو الطاف کدنی ہر گھڑی | باز آمد کای محمد عفو کن | مر ترا الطاف علم من لدن
مین پر اکتا تھا تجھکو جہل سے | آس برائی کے مین خود ہون اہل سے | من ترا افسوس می کردم ز جہل | من بدم انسوس منسوب دایل
بسکو حق چاہے کہ بس سوا کرے | طفنہ پا کو نکی رغبت اُسکو دے | چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد | ستیلش اندر طعنہ پاکان برد
جسکا حق چاہے چھپانا عیب کو | کر دہ ہو دے دوسرو کا عیب کو | ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس | کم زند در عیب معیو بان نفس

جب ہماری حق مدد گاری کرے — ہمکو اغیب جانب زاری کرے — پھون خدا خود ابکہ بان یارا کند — اسپل یار اجانب آری کند

فکر ہر اچی کہ گریان بہر یار — ہر ہ سیار ک دل کر بریان بہر یار — اخ ہمایون دل کہ آن پریان اوست — اخ خنک چشمے کہ آن گریان اوست

نعرہ گریہ خند صد مرغوب ہے — مرد آخر بین تو بندہ خوب ہے — مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

آب جاری ہو جہان سبز و اگے — پتم گریان ہو جہان رحمت ٹپکے — از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست — ہر کجا آب روان سبزہ بود — ہر کجا اشک روان رحمت شود

چشم تر ولا ب کی صورت رہو — صحن جہان پر سبزہ تر اتا کہ ہو — باش چون دولاب نالان چشم تر — تا بصحن جانت بر روید خضر

عفو سید نے کیا اس رحم سے — توبہ بجرات جو کی اس شخص نے — چون زجرات توبہ کردآن بر خورد — عفو سید شد عفو کرد

رحم چاہے رحم کر غمگین پہ تو — رحم چاہے رحم کر مسکین پہ تو — رحم خواہی بر یتیمے رحم آر — رحم خواہی بر یتیمے خان رحمت آر

غصہ ہونا جہود ی کا آگ پر کہ تو کیوں اسکے نہیں جلاتی ہے اور جواب دینا اسکا

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمی سوزی وجواب او

آگ سے شنے کہا اے تیز رو — کیا ہوئی تیری جلانیکی وہ خو — سرد آتش کرد رشتہ کای تند خو — آن جہان سوز طبیعی خوت کو

نے جلانے کیا ہوئی عادت تری — بدلی فتست سوء مزی نیت تری — چون نمی سوزی چہ شد خاصیت — یا ز بخت مادگر شد نیست

چھیڑ ہے نے آتش پرستو نکو ہے تو — جوزہ پوچہ اسکو کیونکر چھوڑے تو — می نہ بخشائی تو اے آتش پرست — آنکہ نہ پرہند تراچون اہرمست

نے جلانے کیلئے نار نہیں — ہر گز اہی آتش تو بہ صابر نہیں — ہر گز اہی آتش تو صابر ہستی — چون نسوزانی نہ چنیں شعلہ ملتہب

یہ نظر بندی ہو یا ہو ہوش بند — کیوں جلاتا ہے نہیں شعلہ ملتہب — ہیچ بندہست اہی عجب یا ہوش بند — چون نسوزانی نہ چنیں شعلہ ملتہب

تجھے جادو کر دیا یا سیمیا — کہتے جو مجھسے ہو تی ہو تو تف — جادو دے کر دت کسے یا سیمیا — بر شمائل طبع تو از کجست ماست

آگ بولی میں وہی آں ہوں — مجھسین آکر دیکھ کیا تیزی مجھ — لفت آتش من بہانم آتشم — اندر آ تا تو بینی تا تشم

نے طبیعت بدلی نے فطرت مری — تیغ حق ہوں کاٹتی ہوں حکم سے — طبع من رنگیہ نگشت و خلقم — تیغ تیغم ہم بدستوری برم

کہ درپے کیا قصد کے در بان کا — آستاں رہتا ہوں میں مہمان کا — سیر در خرگہ سگان ترکمان — چاپلوسی کردہ پیش میہمان

گر کوئی بیگانہ آئے قصد کو — دوڑے کتا اسپے مثل شیر تو — ور نخر گہ بگذرد بیگانہ رو — حملہ ہیذ از سگان شہ اندرو

بندگی میں میں نہ تنہا کتے ہوں — زندگی میں حق نہ دو بانگے ہوں — من سگم گر نیستم در بندگی — گر ز ترکی نیست حق در زندگی

آتش طبع اگر عزم سے تجھے — ارحق ہو سوز او سکا جان سے — آتش طبعت اگر غمگین کند — سوز ش نارہ علیک ہین کند

آتش طبع تجھے گر خوش کرے — ارحق ہو اس خوشی کو جان سے — آتش طبعت اگر شادی دہد — اندرون شادی علیک ہین کند

جو کہ غم دیکھے تو استغفار کر — جو کہ عم ہو تو ہو آہ و زار کر — چون نخواہد عین غم شادی شود — عین نیبو یاے آزادی شود

جو دہ چاہے عین غم ہو سوز و خوشی — تیغ کھینچو عین ہو آزادگی — بندہ آب و خاک و باد و آتش ہے — باد و خاک و آب و آتش بندہ اند — مردہ ہے نذہ حق کے سامنے — باد بی قو مردہ باحق زندہ اند

پیش حق دانم رکیک آتش ز نام — مشتعل عاشق زرات دون او چون لام — پیش حق آتش ہیشہ در تسلیم — بچہ عاشق بدر شب چون مُدام

آتش کلخے سنگ و آہن خود زنے — حکم حق سے وہ قدم باہر رکھے — سنگ برآہن زنی آتش دہد — ہم باامرِ حق قدم ہیرون نہد

سنگ و آہن خلق کا باہم نہ مار — پیدا مشتعل مرد و زن ہوا نسے خار — آہن و سنگ ستم ہر ہم مزن — کین و دوی نا یقہ چون مرد و زن

سنگ و آہن خود سبب آیا و رفیک — گر تو بالا بر نظر اے مرد نیک — سنگ و آہن خود سبب لیکن بیک — تو سبب لاتر نگر اے دوستدیک

گاہ یا خطا ہر اس سبب کو وہ سبب — بے سبب کے کب یہ پیدا ہر سبب — کاین سبب ہا آن سبب را در پیش — بے سبب ہے شد سبب گر ز پیش

اس سبب کردہ سبب حاصل کرد — اور بھی آسودہ بے حاصل کرے — این سبب را آن سبب باطل کند — بارگاہ بے پر و عاطل کند

انبیا کے جو سبب ہیں راہ اب — ان سبب ہا کا بنیاد راہبرست — دان سبب ہا راست محرم آن سبب ہا ز ہرست

اس سبب کی تھل ہزار گاہ کا گاہ — اس سبب کو آن سبب راہرم آہ — این سبب را راست محرم آن عقل — آن سبب ہا راست محرم ہر سبب

کتنے ہیں جال میں رسی کو سبب — جاہ دنیا میں ہر رسی ہر سبب — اندریں پر این رسن آمد بلکن

چرخ کی سبب ہر رسی کا سبب — چرخ والے کو نہ دیکھے ہر سبب — این رسن سبب ست و آن چرخ بلند — چرخ گردان را ندیدہ زو نژند

اس سبب کی ریسمان اندر جہان — چرخ سرگردنست مست جان او ریسمان — گردش چرخ این رسن را ملتست — الحق ہاں ریسمان گردان ہدان

تا نہ صفدر چرخ سے گردان رہے — تا نہ حل چیزے کے جلتا رہے — این رسن ہائے سبب ہا در جہان — ہانسوزی تو ز بے مغزی چو مرغ

باد و آتش امر حق سو ہو تی ہیں — مست دو لوں حر حق ہی ہر تی ہیں — باد و آتش می نخوہند ازا مر حق — ہر ز دسرست آمد مذ خیر حق

علم کا آب اور آتش خشم کی — حق سے دیکھے جو نظر ذوالمنی — آب علم و آتش خشم اے پسر — ہم حق ہیں ہی چو بکشائی نظر

گر نہ ہوتی حق سے واقف جان پاک — گر نبودے واقف از حق جان پاک — فرق کیسے کرتی ہی میان قوم عاد — فرق چون کردے میان قوم صالح

قصہ ہلاک کردن باد قوم ہود علیہ السلام را

قصہ ہلاک کردن باد قوم ہود علیہ السلام کو

موسموں کے گرد کھینچا ہو دنے — دائرہ تا باد وان نہ ی کرے — ہو و گرد موسمان خط کشید — تر م می شد باد کا نجائے رسید

جو کہ باہر دائرہ کے رہ گئے — پارہ پارہ وہ ہوا سے ہو گئے — ہر کہ بیرون بود زان خط جملہ را — پارہ پارہ می شکست اندر ہوا

ایسے ہی شیبان راعی کھینچتا — بگیرون کے گرد اپنی دائرا — ہمچنین شیبان راعی می شنید — گردہ گرگ ز درسہ خلے پدید

جب کہ وہ جانا خارج جمعہ کو — تا نہ کوئی گرگ در پے انگاہ — ہا نا یار گرگ آنجا نر کنار — گوسپند ہم گشتے زان شان

دائرہ مین گرگ پھر آتا نہین — اور نہ بکری جاتی باہر چھین — گوسپند و گرگ آنجا در زمے — نا و حرص گرگ و حرص گوسفند

بگیرون کی حرص و حرص گرگ بھی — دائرہ مین حرص حق کے بند تھی — ہمچنین تا داحل یا عازمان — نرم و خوش ہو چون نسیم بوستان

عارفون سے ایسی ہی باد اجل — ترم عوش ہے جو ان نسیم بے خلل — چون گذشتہ حرص بود و خویش گزد

کشتہ ہلاکے آگ ابراہیم کو — حق کا ہو جو یار کیسے کاٹے دم

اہل دیں کو نا بہ صورت کب جلا ہے
بانجیوں کو خاک کے اندر طلا ہے
آتش شہوت نسوزد اہل دیں را
بانیاں را زود تا قعر زمیں را

سنی در دریا آئی حکم حق سے جب
سمبط دیں کو قبطیوں سے جا بچا ہے
موج دریا چون بامر حق بجاست
قوم موسیٰ را ز قبطی وا شناخت

خاک قارون کو جو پہونچا حکم رب
اُسنے نگلا تخت و زر کو اُسکے سب
خاک قارون را چو فرمان در رسید
بازر و تختش بقعر خود کشید

آب و گل نے جو دم عیسے چرا
مرغ ہو کر اس اُڑا اندر ہوا
آب و گل چون ازدم عیسے چرید
بال و پر یکشاد و مرغی شد پرید

تیرے منہ سے نکلے جو حمد جنم
مرغ جنت اُسکو جن کر دی سدا
مرغ جنت سازد و نفس با خلق
مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل

تیری تسبیح ہو نمازِ آب و گل
مرغ جنت ہو تو نفخ صدق دل
سبحت زیت نماز آب و گل
کوہ طور از نور موسے شد چو طور

مور تھا نمل نو موسے سے ہوا
صوفی کامل بنا نقصان گیا
صوفی کا ہل شد درست او ناقص
صوفی کامل شد نقیض او درست

کیا عجب گر مور صوفی ہو گیا
جسم موسے ابھی تو اک مٹی سے تھا
چہ عجب گر کہ صوفی شد غریز
جسم موسے از کلوخے بود نیز

طعنہ و انکار کرنا بادشاہ جہودی کا اور ناصحوں کی نصیحت کرنا

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود و نصیحت ناصحان را

یہ عجب سنکر دیکھا جہودی شاہ نے
تھا بجز انکار و رد نے نہ طریق اُسکے
ایں عجائب دید آن شاہ جہود
ناصحان را گفت زہد و لابہ ران

بولے ناصح کہ تو حد سے مت گذر
ظلم کا گھوڑا نہ اتنا تیز کر
ناصحان گفتند کہ ایں را مبر
ما نگوئیم ایں سخن را باز پس

قتل کرنا چھوڑ یہ ہے نصل بد
مت جلا اس آگ کو تو جان خود
بعد ازیں آتش مزن در جان خود
بعد ازیں ما ایں سخن نہ گوئیم ہیچ

ناصحوں کو قصہ اُسنے سب کہا
ظلم پر اک ظلم اُسنے اور رکھا
ناصحان را راست بست و بند کرد
طلم بر طلم ایں ستمگر می فزود

آئی آواز اسکو ظلم از حد ہوا
تو بجہل اے سنگ کہ تہ نہ آرام
با سنگ آمد کہ چون انجا رسید
پائے دار اے سنگ کہ قہر اینجا رسید

بعدہ چالیس گز اُسکو آگ نے
آن جہودوں کو جلایا گھر کے گھر
بعد ازاں آتش گریزد در دخت
خلقے گشت و آن جہود ان سوخت

کودنا آگ جہالت کبر کا

بر جستن آتش جہل کبر

اصل آگی آگ جس چلے سے ہو
پھر گری اُسنہ کو اپنی اصل کو
اصل ایشان بود آتش را بتید
سوے اصل خویش رفتند آنہ

وہ گروہ پیدا ہوا تھا آگ سے
کل کی جانب اپنے جا تا جو رہی
ہمز آتش زادہ بودند آن فریق
ہمز آتش زادہ بودند آن سگان

بھی وہ سنگ پیدا ہوئے تھے آگ سے
دود و آتش کی وہ باتیں کرتے تھے
آتشے بودند مومن سوز رس
سوخت صورِ آتش ایشان چو مگس

ایک آتش تھی وہ مومن سوز رس
اپنی آتش میں جلے وہ مثل خس
آنکہ او بود ست اہم اہا و یہ
ہاویہ آمد مراورا زاد و جا

جس کسی کی ہوئی ہے اہم الہاویہ
ہاویہ آئی ہے اُسکی زاد و یہ
مادر فرزند چو یان دی ست
اصلہا مر فرعہا را در پے ست

مادر اُسکو ظلمت کی ہو جہان رہے
اصل بس ہوتی ہے در پے شاخ کے
آب اندر حوض گر زندانی ست
باز نقشش یکسہ کان کانی ست

حوض میں قیدی اگرچہ آب ہے
باد اُسے کھینچے کہ ہو اک کان کی

اسکو صدیوں تک آڑا جاتی ہے
اسطرح یہ دم چرائے جان کو
یا ایھا یعید الطیاب الکلم
شتر تلقی انفاسنا بالاثاقت
ثم یاتینا مکافات المقال
ثم یابینا اے اشتمالها
بلکہ التفرج وتنزل دائما
تا ابد کہتا ہوں میں یہ کھلی ہوا
ہر کہ کو ہے ذوق اپنی جنس سے
تا رہے یہ جنس کے حاصل ہووے
جنس بن جاتا ہے جنس سے ذوق
حاصل جنسیت نہ رہ کچھ اب وہاں
گر ہیں ہو ذوق غیر جنس سے
جو کہ باقی ماندہ ہے عادت
ذوق ہوتی سے گر پر مرغ کو
ذوق ہوتا ہے گو کہ دیکھے سراب
محو ہوش ہو نفس کھوئے سوائے اگر
تا طمع تجھکو نہ گرہ کرے

قصہ شکاروں کا اور بیان توکل و ترک کرنا کوشش کا

اور اس قصہ میں یا تو حصہ کو
شیر کے ہاتھوں سے تھا وہ جان سے تنگ
وہ چرا گہ اپنے اک آفات تھا
گر کہیں تجھکو خدا سے خوب سیر
حیلہ کرکے آئے وہ نزدیک شیر

قصہ نخچیران و بیان توکل و ترک جہد کردن

از کلیلہ یاد خوان این قصہ را
طائفہ نخچیر در وادی وحوش
لیک آن شیر از کمین اومی بود
حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر

دانداں ان قصہ طلب کن حصہ را
بود وہ اند از شیر اندر کمینگہ
آن چرا ریر جملہ ناخوش گشتہ بود
کز ذخیرہ ماند اوریم سیر

می رساند می بر د تا مقعد خوش
ہیں نفس جانا ہے ما را ہمچناں
یا الیہ یصعد الطیاب الکلم
صاعداً منا الی حیث علم
متخفاً منا اے دار البقا
ضعف تا کے رحمۃ من فی الجلال
کے نیال الصعد منا الما
ذوالفاذا زالت عادیت کما
اسطرح سے ہو جہاں ہم جا رہے ہیں
رہ جہاں کی رہ زیاد ذوق ہے
ذوق نفس ذوق اپنے جنس کا
جو جدا اس سے تو اسکی نفس ہو
جنس ہو ہر سو کہ قوت بھکو کا
جنس ہو ہر سو کہ قوت بھکو کا
حاصل جنسیت ہے جاں جہاں
مثل ہوتا ہے جا ہی جنس سے
عادیت باقی نہ رہے عادت
جو وہاں پہونچے تو جاتا ہے سراب
ہووے وادی العقر پہ ہیں ریگزار
حال چھ میں تکمکے کچ ڈالے تجھے

قصہ نخچیران و بیان توکل و ترک جہد کردن

از کلیلہ یاد خوان این قصہ را
طائفہ نخچیر در وادی وحوش
لیک آن شیر از کمین اومی بود
حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر

دانداں ان قصہ طلب کن حصہ را
بود وہ اند از شیر اندر کمینگہ
آن چرا ریر جملہ ناخوش گشتہ بود
کز ذخیرہ ماند اوریم سیر

انکد اند کد ہا ہمی ہر دم خوش
انکد اند کد ہا ہمی ہر دم خوش
صاعداً منا الی حیث علم
متخفاً منا اے دار البقا
ضعف تا کے رحمۃ من فی الجلال
کے نیال الصعد منا الما
ذوالفاذا زالت عادیت کما
اس طرح سے ہو جہاں ہم جا رہے ہیں
رہ جہاں کی رہ زیاد ذوق ہے
ذوق نفس ذوق اپنے جنس کا
جو جدا اس سے تو اسکی نفس ہو
جنس ہو ہر سو کہ قوت بھکو کا
جنس ہو ہر سو کہ قوت بھکو کا
حاصل جنسیت ہے جاں جہاں
مثل ہوتا ہے جا ہی جنس سے
عادیت باقی نہ رہے عادت
جو وہاں پہونچے تو جاتا ہے سراب
ہووے وادی العقر پہ ہیں ریگزار
حال چھ میں تکمکے کچ ڈالے تجھے

جزو لطیفہ تو نہ کر ہمچو شکار — یہ پر اگر تو نہ مست کر ہمچو یار — جزو لطیفہ در پے صیدست سیاں — مخ برما تا نگردد ایں گماں

جواب شیر نخچیراں او بیان خاصیت کوشش کی

برتر از چرخ ہے گر وفا دیکھو نہ کم — دیکھے ہیں سے کہ ہیں بازیدہ کم — گفت آرے گر وفا ہیم نہ کم — کم دہد بسیار ہم یابد دو چند

قول مثل انسان کا ہیوں مارا ہوا — سانپ بچھو کا ہیوں کاٹا ہوا — من ہلاک قول و فعل مرد ہم — من نہ گزیدہ زخم مار و گزد م

نفس کا بچھو ہے اندر ذات کے — مکر و حیلہ ہیں ہے بد تر خلق سے — گر دہم نفس از درد نہ م وا رہیں — ہمہ مردم تبر در مکر و کیں

گوش سن لا یلدغ المومن سنا — قول پیغمبر بجان دل لیا — گوش سن لا یلدغ المومن شنید — قول پیغمبر بجان دل گزید

پھر غالب رکھنا شکاروں کا توکل کو اوپر کوشش کے باز ترجیح نہادن نخچیراں توکل را بر جہد

برو لے شب دل اے حکیم با خبر — الحذر وسع فرخ لیس یغنی عن قدر — جملہ گفتند اے حکیم با خبر — الحذر وسع لیس یغنی عن قدر

در رکے اندر شور و شر ہا ہی بس ہوا — در رکے در شور میدان شور و شر مست — گر تو توکل کن تو توکل بہتر ست

اب قضا کے ساتھ تو پنجہ نہ مار — ہاں مبادا پنجہ زن ای تند تیز — تا نگیرد ہم قضا با آستیں

حکم حق اسکے سامنے مردہ تو ہو — مردہ باید بود پیش حکم حق — تا نیابد رحمت از رب الفلق

پھر غالب رکھنا شیر کا کوشش کو اوپر توکل و تسلیم کے باز ترجیح نہادن شیر جہد را بر توکل و تسلیم

شیر نے کہا کہ گر رکھے توکل پر تری — پر سبب ہے سنت پیغمبری — گفت آرے گر توکل بہتر ست — ایں سبب ہم سنت پیغمبر ست

بولے پیغمبر بآواز بلند — گر توکل پر شتر کو باے بند — گفت پیغمبر بآواز بلند — با توکل زانوے اشتر بہ بند

مرد اکتاسب سبب اللہ شنو — نے توکل از سبب مبتن ست — مرد اکتاسب سبب اللہ شنو — رد تو کل در سبب کاہل مشو

جا توکل کسب کے تو سا تھ کر — جہد کر توکسب کر تو بیش تر — رد تو کل کن تو با کسب آ عمر

جہد کو کوشش کر کہ آفت ہی نہ ہے — گر نہیں کوشش کرے اہمق بنے — جہد کن جد ے خدا تا دار ہی — در تواز جدش بمانی ابلہی

پھر غالب رکھنا شکاروں کا توکل کو اوپر کوشش و کسب کے باز ترجیح نخچیراں توکل را از جہد و کسب

قوم بطال کسب ضعف خلق سے — مکر کا لقمہ ہے لائق حلق کے — قوم گفتند ایں گر کسب ست ضعف خلق — تقدیر تزویر داں ہر دو مکار حلق

کسب پیدا ہے ضعف کے باعث ہوا — غیر ریکھے توکل میں خطا — پس بدانکہ کسب بہا از ضعف خاست — در توکل بیکہ بر غیرے خطاست

کسب ہے پس ہے توکل خوب تر — کیا ہے خود کو سو نہ پنہا محبوب تر — نیست کسبے از توکل خوب تر — جبلیت از تسلیم خود محبوب تر

رہزن بلا سے جاگتے سوے بلا — سانپ سے جاگو ہیں سوے اژدہا
جو کیا حیلہ وہ حیلہ دام تھا — جان جسکو جانا دشمن کام تھا
قصہ موسیٰ و فرعون سے تھا — حیلۂ فرعون اس قصے سے تھا
قتل بس کینہ سے ہو چون کو کیا — جسکی بھی تا لاش رہ گھر میں ہا
آنکھ بین نقصان ہماری جو بھرا — صد ہزاراں طفل کشت آن کیکشک
دیدہ حق بیں و دیدہ اپنی کر فنا — دیدہ ما چون بسے علت در رست
دیدہ سے اسکی ہے جھلکا کل غرض — دیدہ ارا دیدہ او نسم الحوض
گر دی بابا کے جز گھوڑا نہ تھا — طفل بیتک برتا پھر تا دد تھا
جب نکالے دست و پا ہو کر جریح — طفل تا گوید تا پر یا بنود
دست و پا سے پہلے انسا نوکی جا — چون فضولی کرد و دست و پا زنم
اژدہا کو اسطرح کی قید ہیں — چون خدا نے خلق پیش از دست و پا
ہیں عجب غم غماری کی قید ہیں پڑی — چون مارا اسطرح ابدی شد مند
بولا اخلق عیال للّٰہ کہ — ما عیال حضرتیم رشیہ خواہ
ماں بھی رحمت سے وہ دلو ہیگا — آنکہ او از آسمان باراں دہد
ہم تو اند کو بر رحمت نان دہد — بس گزیر مدار بلا سوے بلا
بس ہبنہ از مار سوئے اژدہا — حیلہ کرد انسان و حیلش قلم پور
آنکہ جان پندا ست عون آن ظلم بود — در بہ نسبت و دشمن مدعا بود
حیلہ فرعون ہیں فسانہ بود — صد ہزاراں طفل کشت آن کیکشک
وانکہ او می جست اند خانہ کش — دیدہ ما چون بسے علت در رست
مو نہ کا من دیدہ در و دیدہ دوست — دیدہ ارا دیدہ او نسم الحوض
بست اندر دیدہ او گل غرض — گر دی بابا کے جز گھوڑا نہ تھا
سر کشش بر گر دن بابا بنود — طفل تا گوید تا پر یا بنود
در عنا افتاد و در کو رو کبود — چون فضولی کرد و دست و پا زنم
مے پریدند از وفا سوی صفا — جانہا نے خلق پیش از دست و پا
صید خشم و حرص فرسندی شدند — چون مارا اسطرح ابدی شد مند
گفت الخلق عیال للّٰہ کہ — ما عیال حضرتیم رشیہ خواہ
ہم تو اند کو بر رحمت نان دہد — آنکہ او از آسمان باراں دہد

پھر بیان کرنا شیر کا غلبہ کوشش کو اوپر توکل کے و دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل

شیر تو لا پیچ ہے لیکن یار نے — گفت بیشک رے ولے رہ بسپار
پایہ پایہ آ پے جائے سخت بام — ور نہ جبری ہو یہاں پر لیم خام
پا دن کھتا ہے تو کیوں تو ہو ہیکل — ہاتھ کھتا ہے کہ کر پشہ دو بھنگ
بیلچہ آخانے بندہ کو دیا — بے کئے اسکے غرض کو پا یا
ہے اشارت ہاتھ سے جن پیلچہ — طاقت بینی کا یہ ہے زائچہ
جان پر اسکی اشارت جو رہے — اس اشارت کی وفا میں جان دے
یہ اشارت اسکی تجھکو بھیدسے — بار اٹھائے اور باسفند کرے
تو ہے حامل کر دے محمول ان تجھے — تو ہے قابل کر دے مقبول ان تجھے
حکم اسکا مانے جب قابل ہو تو — وصل و ہو ند ہے بدہ وصل تو
سعی کرنا شکر نعمت حق کا ہے — جبر ہے انکار بس نعمات سے
شکر نعمت سے تری نعمت بر ہے — کفر نعمت سے تری نعمت گئے
شکر نعمت نعمت افزون کند — کفر نعمت آکفت بیرون کند

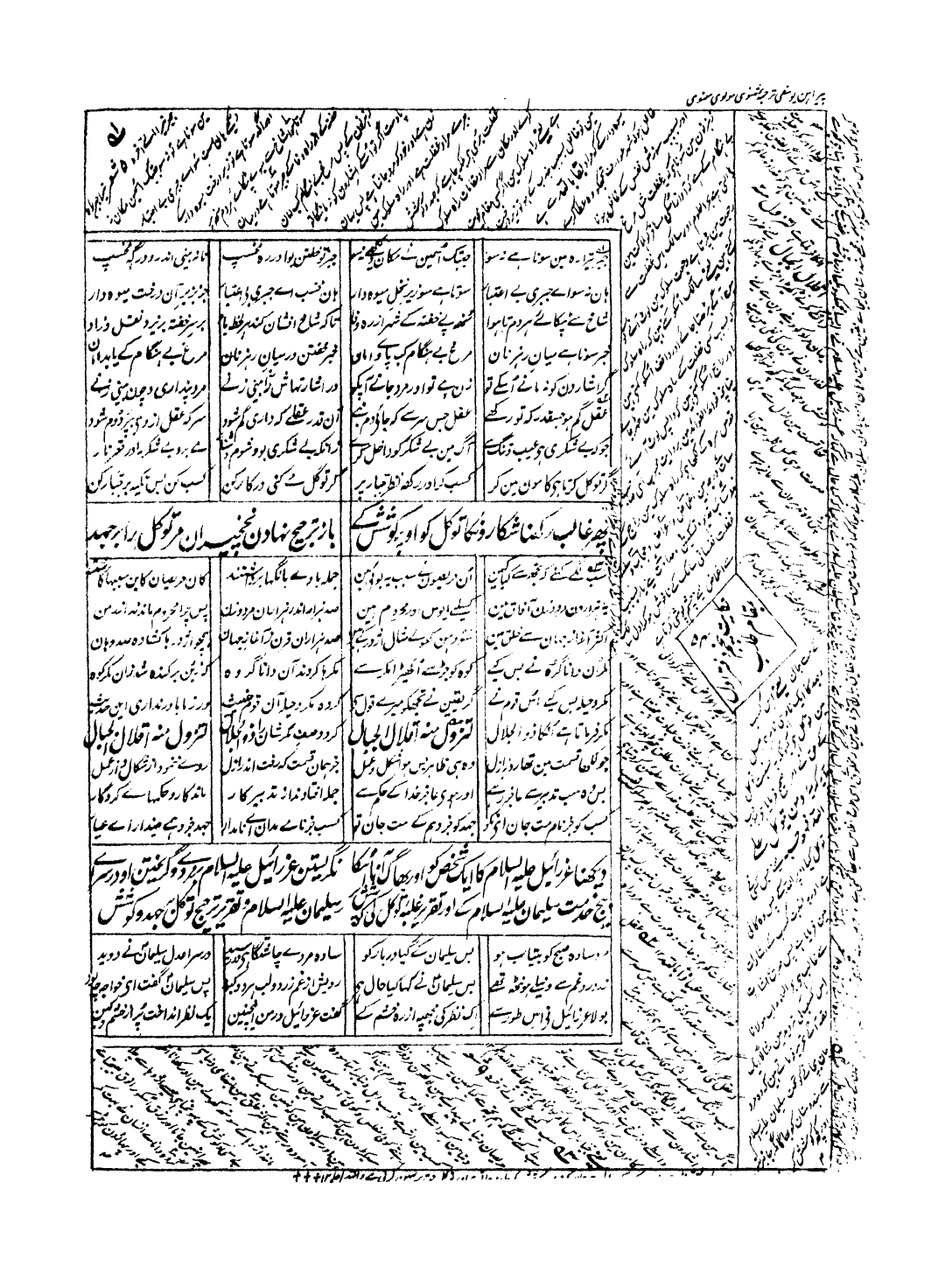

بولے کیا چاہتا ہے تو مجھ سے کہا — بولا اب تم اس ہوا کو حکم دو — گفت ہین اکنون چہ می خواہی بگو

تا مجھے لیجائے ہندوستان کو — ہو یقین سمجھو کہ وہان جا ہو — تا مرا از نجا ببند دستان برد

کی سلیمان نے ہوا پر یہ برات — لیگئی باد اسکو سو سے سو مسافت — پس سلیمان گفت باد این ہدیت

اسطرح جاگے ہے خلق اطلاع — مرض سے روز سی کرتی ہی خلق ہلاک — تاشک زد روشنی گرد امنہ خلق

خوف در ریشی جو شمل اس نموت کے — جان ہے وستان کو مرض ہوجاتی ہے — ترشی زد ریشی شمال آن سرا

باد کو فرہاد تا اسکو شتاب — خاک ہندوستان پہونچے جوں ہی آب — باد را فرمود تا او را شتاب

دوسرے ان وہ ملاقی ہو برسے — شہ سلیمان بود ہ از اسرائیل — رونے دیگر وقت دیدن رفت

شہ سے بوچھا کچھ تعجب تو نے کیا ہے اسمیں — تونے دیکھا کچھ کہ ہو تعجب رب — تا مگر تا دارد ہ بود کہ بشنود ہ است

بولا اسکی اسے شہ عالیجناں — عقل کھوئی جس نے دیکھا یہ ماجرا — از تعجب این کرد و باشی بدین

کر کہا حق نے مجھے کہ آج ہان — قبض کر ہندوستان ہین تو کسی جانیا — تا شود آوارد او از خاستان

دیکھا ہمین نے اسکو ہین ہر گردان ہوا — اس تفکر سے ہین ہر گردان ہوا — تفت فرہاد او را اے جان پناہ

تھا تامل ہین کہ اسکے پر ہون سوا — تب ہوئی یہ ہچ نہ ہندوستان کا ہو — بلکہ شہد وکان طرف شد جان برد

تین ہفتہ مین وہ ہندوستان گیا — دیکھا وان اسکو وقبض جان کیا — پرد باد آن مرد را در سو سنات

اسطرح تو سب جہان کا کام ہے — کر قیاس اور کھول چشم اور کھو تو — تفت ہین اکنون چہ می خواہی بگو

کس سے ہم جاگین کہ نوبت ہے مجال — کس سے سجدہ پیر ہین کہ حق ہے ہال — از کہ گریزیم از خود این محال

بیان غائب کھنا بشر کا کوشش اور بیان فائدہ کوشش کا — باز ترجیح پیشہ جہد را بر توکل و فوائد جہد بیان کردن

تیر و لا پیچ ہے سب کن دیکھو تو — انبیا کی کوششون او جہد کو — شیر گفت آرے ولیکن ہم چنین

سی ابرار و جہاد و مومنان — ابتدا سے آج تک اندر جہان — سی ابرار و جہاد و مومنان

آنکی کوشش ہیچ کر ہی اندنے — جو کہ دیکھا گرم و سرد ایام سے — حق تعالی جہد شان را راست کرد

جیلے آنکے ہوگئے حال لطیف — کل شی من حیث ہو خرائف — حیلہ ہا شان جملہ حال آمد لطیف

مرغ گردون پاکہ سے آشکدہ کرنے — انکے نقصان بنگئے سب فائدے — وا مہا شان مرغ گردونی گرفت

جبتلک کہ ہوسکے کر کوشش ہمین — انبیاء اولیا کی راہ مین — جہد کن تا تو توانی اے کیا

جہد کرنا کچھ نہین جنگ قضا — کیونکر ہمیہ یہ قضائے ہو رکھا — با قضا پنجہ زدن نبود جہاد

بہون مین کا فر کمر زیان مین نہ کیا ۔ بس کسی کا رہ ایمان مین ذرا ۔ کافر ہم سن از زیان کرد دست کس ۔ در رہ ایمان و طاعت یک نفس

سر نہ ڈونیا ماند است اس سر کو تو ۔ ایک عدد دن جہد کر پھر خوش ہنو ۔ شکستہ نیست این سر ما سجد ۔ یکد روزے جہد کن باقی بخند

بے عمل مت صوفی ہو کر دنیا طلب ۔ خوش عمل صوفی صفت جمع کی بجنت ملک ۔ بہ ہمہ سالے بجست کو دنیا بجست ۔ نیک سالے بجست کا بقی بجست

گر کرنا کسب دنیا مین برا ۔ گر کرنا ترک دنیا مین بلا ۔ گر ہا در کسب و دنیا یار دست ۔ گر ہا در ترک دنیا دار دست

گر خوش طبع زمان ہمی ہو ۔ گر کرہ بہ جو کر وے لعب ۔ گر آن باشد کہ زندان حفر کند ۔ آگہ حفرہ بسیب آن کر بست سر

بہ جہان زندان و زندانی ہین ہم ۔ وے لعب زندان و مانند انیان ۔ این جہان زندان و مانند انیان ۔ حفرہ کن زندان و خود را وا رہان

کیا ہو دنیا سو ناغافل یار سے ۔ مے زن و فرزند ملک و مال ہی ۔ ہیبت دنیا از خدا غافل بدست ۔ لے قماش و نقد و فرزند و زن مست

جو کرے قوتا مال بہر دین حصول ۔ نعم مال صالح بود لے رسول ۔ نعم مال صالح گفت آن سہل ۔ مال را کز بہر دین باشی عمول

آب کشتی مین کرے کشتی بتاہ ۔ زیر کشتی آب ہے پشت و پناہ ۔ آب در کشتی ہلاک کشتی ست ۔ زان سلیمانی نوشش زہر مسکین مزاج

جو کیا خالی مال کو دل سے جدا ۔ خود سلیمان اپنے مسکین بنا ۔ چونکہ مال و ملک از دل برافند ۔ ازول پر بہا دنوش آب رفت

منھ نہ بھا کوزہ جو پالی پر پڑا ۔ دل کی پر بادی سے پالی پر بہا ۔ کوزہ سر بستہ اندر آب رفت ۔ بر سر آب جہان ساکن بود

بکے ولیسن باد ور ویشی کی ہے ۔ اس جہان بکے آب پر تمامی سر ہود ۔ بادور ویشی چو دریا ملن بود ۔ کش دل از نفرت آگہی گشت شاد

آب بلس غوطہ اُسے کب دیکا ۔ ولیسن اُسکے نفع حق کا جو ہوا ۔ آب نتواند مراور انقوطہ داد ۔ ملک در چشم دول او لاشی ست

گر چہ یہ سارا جہان ملک ہکا ہی ۔ ملک اُسکی آنکھ مین لاشی دکھے ۔ گر چہ جملہ این جہان ملک رئیست ۔ بر کنش از ما و گیر من لدن

بند کر دول، اور دہن اور مُہر کر ۔ اور باد من لدن کو آسمین بھر ۔ پس و ہان دل بہ بند و مہر کن ۔ تا بدانی سر علم من لدن

حق ہے کوشش حق دوا اور دارکے ۔ تا علمے علم لدنی سب کھلے ۔ جملہ علم لدنی سب ہست در ۔ جملہ سر مست و دو اش است در

کسب کر اور جہد کر تو جان سے ۔ جہد کب جا ہل کے مُنھ مین شہد ہے ۔ کسب کن بس نا و ہبہ کن ۔ گر چہ جملہ این جہان پُر جہد شد

گر چہ یہ سارا جہان پُر درد ہو ۔ نے جواب آن جبر یان بن پڑے ۔ زین خط ابیار بہ ہان گفت شیر ۔ کز جواب آن جبریان گشتند سیر

شیر نے ایسے دلایل بس کیے ۔ جبر یان از جبر خود بیگانہ شد ۔ کز جواب آن جبریان گشتند سیر

مقرر ہونا غلبہ کوشش کا اور پر تو کل کے

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

روڑی خرگوش و گیدڑ اور ہرن ۔ یاد آئے جبر سے چھوڑا اسمن ۔ رو بہ و خرگوش دآہو و شغال ۔ جبر یا گفتند استند و قیل قال

عہد ہر جہان شیر سے سب نے کیا ۔ گہ نہ آوے فرق بہت مین ذرا ۔ عہد ہا کردند با شیر ژیان ۔ کا ندرین جمع نیفتد در زمان

حصہ ہر روز اسکو پہنچے بے کیے ۔ اور تقاضے کی نہ پھر حاجت پڑے ۔ عہد ہا کردند با شیر ژیان ۔ حاجتش نبود تقاضاے دگر

عہد کر کے اُس گھڑی وہ سب کے ۔ سوے صحرا شیر سے بے ڈر چلے ۔ قسم ہر روزش بیا بد بے ضرر ۔ ایسے سرعی این ز شیر ژیان

عہد چون بستند و رفتند آن زمان ۔

حق بهر کرمنے اک جادہ چند
در میان اُنکے ہوا فتنہ بلند
ہر کوئی ہر ایک کا خون چاہتا

ہر کوئی تدبیر کرتا سد چنا
در میان تا قرعہ آئے ظاہرا
اتفاق اُن سب کا آخر یہ ہوا

در میان تا قرعہ آئے ظاہرا
بے کسے اُس شیر کا نقد بنے
قرعہ جسکے نام پر آکر پڑے

بے کسے اُس شیر کا نقد بنے
اور ما لکِ یا قرعہ خصمیاں
اُسکی اوپر کر لیا سب نے وزر

اور ما لکِ یا قرعہ خصمیاں
بخش چلیا جاتا جانب شیر کے
قرعہ جیسے پڑتا اُس پر وزر آ سے

جواب دینا خرگوش کا اُن شکارون کو جواب گفتن خرگوش مر آن نخچیران را

دو سہ ساعت سہو جانب خرگوش سے
چیخیا تب خرگوش کہ کہاں پھرتے ہو
وہ دو سہ اُس سے ہمراہ ہی رہے

تم نے اُس سے ہاتھ تک ہی نہ لگایا
مین وہ ہے جسکو ڈھونڈتے ہو تم
تو ہمارا دل بھی ہاتھ سے گیا

تو ہمارا دل بھی ہاتھ سے گیا
انتظار کیجیے یہ ہمارے شیر سے
تو ہمارا دل بھی ہاتھ سے گیا

انکار کرنا شکارون کا اور خواب میں خرگوش کا انکار کردن نخچیران و جواب گفتن خرگوش ایشان را

تم کو مہلت ہے تو ہم کو ہے مدام
آ گئے ہیں اب کے تو چھوڑ
تم کو مہلت ہے تو ہم کو ہے مدام

جان تمہاری کیجیے یہ ہے ہمیں
اور یہ اولاد ہے ہمراہ ہمیں
جان تمہاری کیجیے یہ ہے ہمیں

ہر پہر صید ہمیں سے در میان
اسطرح سے کئی بچے تھے اُنکے
ہر پہر صید ہمیں سے در میان

رہ نکلنے کی تھی ذرہ بھی جگہ
نسل ہمیں کی نظر میں تھے ہمارے
رہ نکلنے کی تھی ذرہ بھی جگہ

نسل ہمیں کی نہ ہو زمین سے
اور یہ نسلی نہ بڑھنے پائے گی
نسل ہمیں کی نہ ہو زمین سے

اعتراض کردن شکارونکا خرگوش بر وجوب وفا خرگوش و جواب گفتن خرگوش ایشان را

قوم ہو لی اُس سے اے خرگوش کہہ
آپکا ناچار جون خرگوشی کہہ
قوم ہو لی اُس سے اے خرگوش کہہ

ہے یہ نادانی بزرگون کے تئین
جو کہ تو خاطر مین لاتا ہی نہین
ہے یہ نادانی بزرگون کے تئین

ہم قضا ہم سب کی یا تیر اغور
ورنہ دعوی ہی نہین تجھکو ضرور
ہم قضا ہم سب کی یا تیر اغور

بولا یارو یہ مجھے الہام ہے
راے غالب یہی عاجز کے لیے
بولا یارو یہ مجھے الہام ہے

حق نے زنبورون کو سکھلایا جو
وہ ذائے خیر سے اور گور سے
حق نے زنبورون کو سکھلایا جو

گھر بنا کر رکھتی ہین حلوائے تر — حق نے آنکھ علم و بخشا مگر — ٹھانا سازو پرداز حلوائے تر

ریشمی کیڑون کو جو حق نے دیا — اور کیڑون سے وو کب حیلہ کیا — سچ پہلے دانتان گون حیلہ را

آدم خاکی نے سیکھا حق سے علم — آسمان تک کر دیا روشن یہ علم — ماہ شبفتہ آسمان افروخت علم

نام ونگ اُس کی فرشتہ نکا گیا — وہ ہی اندھا جسنے حق سے تنگ کیا — کوری آن کس کہ باحق در نفتست

جو کہ زاہد تھا وہ لاکھون سال کا — مسخ پہ گوسالہ کے لب چھیکا دیا — پوزبندی ساختن آن سامری را

خانہ شیر علم دین وہ پی سکے — نا نہ اُس قصر ملی تک پہنچے — نا تانہ شیر علم دین کشید — نا تانہ گردد گرد آن قصر شید

چھیکا نکھ پہ اہل حس ہے علم کی — نا پیے نے شیر دہ اُس علم سے — علماے اہل حس شد پوزبند — نا مانگیرد شیر زان علم بلند

نطفۂ دل پر جو اک گوہر کھلے — گر نہ گردون بور در یا کو دیا — نطفۂ دل را یکے گوہر فشاند — کان بگردد نہا و در یا ہا و داد

صورت اہو صورت پرست اُترے — جان بے معنی یہ صورت سے چھپے — چند صورت آفرای صورت پرست

ہوتا گر صورت سے انسان کی — احمد و بوجہل کھتے ہمسری — گر بصورت آدمی انسان بدے

احمد و بوجہل تنہا نہ گئے — آنکے جانے مین ور اُنکی فوج تھے — احمد و بوجہل در تنہا نہ رفت

یہ گئے سجدہ بتون نے ہس کیا — وہ گیا سجدہ بتون کو بس کیا — این در آید ہمسر نیند آن را بیان

ہے جو تصویر بُت و دیوار پے — دیکھ کم شے آسمین کیا بہت رہے ہی — نقش بر جوید ز نقش آدم ست

جان کم صورت ہی آسمین جیکہ ہو — جا تو ڈھونڈھ اُس گوہر نا یاب کو — جان کم ست آن صورت بنیاد کیا

کیون نہ شیر ان جہان کا سر بھکے — جو سگ اصحاب کہف سو برس — شد سر شیران عالم جملہ پست

صورت بد سے اُسے کیا ہے زیان — تو رکے دریا مین ڈوبی اُسکی جا — چونکہ جانش غرق شد در بحر نور

وصف صورت کا نہین فی موضحین — عالم و عادل لکھا نا ممکن ہی — وصف صورت نیست اندر خار و خس

عالم و عادل تو سنی ہے تمام — تو مکان مین اُسکو لب سے یاد کر — عالم و عادل ہمہ جنسیت بس

لامکان سے تن مین آی تا ہو نہان — نے سما تا چرخ مین ہو شید جان — کس نیابی در مکان ہیچ و پس

اتنا لکھنی نہین یہ بات ہی — اب سنو قصہ کو پھر فرگوش کے — ای زنندہ بر تن زشتے لامکان

گوش خر سے قصہ خوانے اور گوش — گوش خر خُسنتا نہین یہ بات ہی — این سخن پایان ندارد گوش را

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر — گوش خر بفروش و دیگر گوش خر — کین سخن را در نیابد گوش خر

ذکر عقلمندی خرگوش اور بیان بزرگی و نفع عقل کا — ذکر دانش خرگوش و بیان فضیلت و منافع دانش

روبہ بازی دیکھ اُس خرگوش کی — شیر گیری دیکھ اُس فرگوش کی — شیر اندازی خرگوش بین

دیکھ تو مہر سلیمان علم ہے — سا راعالم صورت و جان عالم ہی — جملہ عالم صورت و جان ست علم

آدمی کے علم سے حاجت روا
شیر پھیتے شکل ہوش اس سے ڈریں
اور رکاوٹ ہوسے دیو و پری
آدمی کے ہیں بہت دشمن پیچھے
خلق بد اور نیک جیسے ہو نہاں
گر تو چاہے غسل کرنے نہر سے
گر چہ زیر آب کا ٹاپا ہے نہاں
گر چہ خشک حسوں کے اور ہموار ہے
ظلمہ تو ناحس تری جبدیل ہو
جیسے باتیں عاقلوں کی جھیڑ کی

خلق دریا خلق کوہ و دشت کی
وحشی اس سے بوشت میں بھیڑیں
ہر کسی نے اس سے پنہاں چال
ہے وہ عاقل جو کوئی پیغوث ہو
اسکی ذوقرنی ہو دل پر ہر زماں
آب میں صد رہ ہو پاک خدا سے
جب بچے یا میں تو ہو تھکا ہوا
سیکڑوں دن سے میں ہے کہا ہے
حل نہ ہو کل در کھے جس نکتہ کو
اجانبوں کی جاہلوں میں نصر ہیں

آدمی ہ اندرین شہر چیارہ گشت
ز و پلنگ و شیر ترسان ہمچو موش
ز و پری ہ و دیو سالہا گرفت
آدمی را دشمن پنہان بسے ست
خلق خوب آرشت بست از امان
ہر غسل استر روی در جوب
رہ پنہان خار و آبست پست
خار خار حسد او سوسہ
باش تا صبحی کہ مہبل خندد
تا کیان را صد ز خود کردہ

خلق دریا باد خلق کوہ و دشت
ز و شکستہ و شیر ترسان ہمچو موش
ہر یکے در جاے پنہان جا گرفت
آدمی باصد عاقل کسے ست
می زند بر دل ہر دم کو بیشا الفرار
بر تو آسیبے نزند در آب خار
چونکہ در قومی خلد دانی کہ ست
از ہزاراں کس بود اے یک کس
تا بہ بینی شان و شکل حل نمود
تا کیان را صد ز خود کردہ

پھر تلاش کرز شکاروں کا بھیدو اندیشہ فرگوش کو
باز جستن نخجیران ترو اندیشہ خرگوش را

بولہب بولے کہ اے خرگوش سب
شیر کے اب تو مقابل ہیں پڑا
شنبہ ہے ہوتی ہر شنبہ یہی
بولے پیغمبر کہ اے اہل فن
قول پیغمبر کا جان سے ہیں سنو

اگر یہاں ہو تو نے سو چا ہو گا
اے کہ یا نہیں نے تو رہے پیدہ
عقل کو تو عقل اوسے ہر پیدا ہیں
شورت کا مشتشار رہتے ہیں
آکیا تا مقصود ہو جسے کہ

اگر یہاں ہو تو نے سو چا ہو گا
اے کہ یا نہیں نے تو رہے پیدہ
عقل کو تو عقل اوسے ہر پیدا ہیں
شورت کا مشتشار رہتے ہیں
آکیا تا مقصود ہو جسے کہ

پوشیدہ رکھنا خرگوش کا بھید کو شکاروں سے
پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخجیران

بولہر بھید اپنا کسانے کبھی
گر صفائی کو تو پھو کے آئنہ
گر دل تین شے کا تم بیان
کہ صدف کثرت سے ان تینوں کے ہم
گر تو اک سے گر کے تو الوداع
باندھے گرد و تین پر ندے ہم

نبعت طاق اور طاق نبعت ہے
ہو مکدر جلد اس سے آئنہ
مذہب و دولت سفر ہے جو اب
اور لگے پڑنے ہیں انکی گھات میں
کل سر جا وز را الامنین شاع
مثل قیدی کے رہیں دو پر لم

نبعت طاق اور طاق نبعت ہے
ہو مکدر جلد اس سے آئنہ
در سیان این شکم جنبان ست
کاہیم را فصرت بسیار دہ
در گلوئی بایکے گو الوداع
گرد و شتہ پر ندہ را ندہی بہم

گفت سر راز نشاید گفت
از صفا گر دم زنی با آئنہ
از ذوباب و از ذہب و زنعمت
در کمینت ایستہ چون داند او
کل سر جا وز را الامنین شاع
بر زمین ماند محبوس از الم

جفت طاق ست یگانہ لطائی عجب
تیز دگر گرد و زود با آئنہ
از ذوباب و از ذہب و زنعمت
در کمینت ایستہ چون داند او
کل سر جا وز را الامنین شاع
بر زمین ماند محبوس از الم

مشورہ کو کر تو بس پرشیدہ تر — اور کنایہ سے غلط افگن سو کر — مشورت دار ید سر پوشیدہ تر

مشورہ کرتے ہی تو پوشیدہ تر — دیتے وہ انکو جواب اور ہنجر — گفتہ ایسا نش جواب ہنجد

اور شاہان مین وہ دیتے رائے کو — تا نہ دشمن جانے سر پر اسکو — تا نہ اند خصم سر از پاے را

اور جواب اپنا وہ لیتے اُنسے غیر — تا سوال اُنکے سے ہو بیگانہ غیر — در خیال بستہ گفتے ترا ے را

بات یہ بے انتہا ہے لوٹ تو — کر بیان خرگوش کی جیسے ہنجر — او جواب خویش نگرفتے ازو

قصہ مکر کرنا خرگوش کا ساتھ شیر کے اور انجام کو پہونچانا

قصہ مکر کردن خرگوش باشیر و بسہ بردن

راے تبلای نہین خرگوش نے — مکر طاق وحیلت سوچا آپ سے — مکر اندیشید با خود حیلہ ساز

راز مجھسون سے اپنے نے کہا — بصیدا پنا اپنی جان مین خود رکھا — با دوحش از نیک و بدگشادہ لب

آپ ساعت دیر کر کے وہ چلا — ابدا سکے شیر کے آگے گیا — بستر خود با جان خود می راند بانبا

چونکہ گیا جانے مین ہوئی تھی اسکو دیر — خاک اُڑاتا اور چلاتا تھا شیر — بعد ازان شد پیش شیر نیستان زبان

بولا مین کہتا تھا عمدہ ناکسان — انتظام ہم بہے و بے اصل و نشان — خاک راسی کند وی عزیدہ شیر

اُنکے نے مجھے تکلیف دی — گفت تن تنگ فقم کہ عمدہ آن خسان — خام باشد خام درشت و نارسا

میرا حق سخت تھا جاتا رہے — وعدہ سہ ایشان مرا از خوشگند — چند بفریبید مرا این دو چند

اگر پھیا جو نہ سونجھے جہل سے — سخت در ماند امیر بیشہ زیش — چون نہ پس بنیہ نہ پیش آنچہ تفتیش

قحط سنی و رسیان نامہ ہاست — راہ ہموارست و زیرش دامہا ست — قحط سنی و رسیان نامہ ہاست

لفظ و نامہ ہی مثال دام کے — لفظ شیرین ریگ آب آب عمر ماست — لفظ شیرین ریگ آب آب عمر ماست

عمر آبے اور وقت اُسکا نہر ہے — خلق باطن ریگ جوے عمر تو — خلق باطن ریگ جوے عمر تو

ریگ اک وہ ہے کہ نکلے اُسسے آب — وہ ہبت نا یاب ہی کر دستیاب — سوخت کیا بست زُود آنرا بجو

ریگ ہے وہ جان لے وہ دنیا — آن یکے ریگے کہ جوشد آبہ زو — گو بتن پیوست و از خود شد جدا

اُنسے حق سے ہین وہ خود ہے جدا — ہست آن ریگ آپسر رود خدا — گو بتن پیوست و از خود شد جدا

طالبون کو ہے حیات اُنسے سدا — آب خضر ایں ہی چو شد از دو — طالبان راز و حیاتست و نمو

تیرے پانی عمر کو کیسنچے ہر آن — غیر رود حق چو ریگ خشک دان — کاب عمرت را خورد او ہمزمان

تاکہ دانا بنیا ئس سے ہووے تو — طالب حکمت شو اندر دو حکیم — تا نیاز و گردی تو بنیاد علیم

ہووے فارغ وہ تحصیل سبب — منتہی حکمت خود حکمت طلب — فارغ آید او تحصیل و سبب

روح اسکی روح محفوظی بنے — روح حافظ لوح محفوظی شود — روح او اندوح محفوظی شود

بعد شاگرد اسکی ائی اصل — چون معلم بود متلش زاستبد — بعد ازان شد عقل شاگردی ورا

عقل ہیں چہرہ گلی امد سے گئے
کل تو راگے ہر احسن تو ہیں بیٹھے

عقل ہیں چہرہ گلی امد سے گئے
کل تو راگے ہر احسن تو ہیں بیٹھے

چھپر و ایمان بھلو تو اگے ہوں ہر ایمان
ہو سیری عدیری اسے سلطان جاں

گر بگے کاسنے رغو نشوہ مرا
عدسن این بود اسے سلطان جاں

قافلے ہے ہرے ہے شکر و ہیبہ
جاتا ہو وہ کہ کہ ارپا ہے خبر

عقل چوں چہر بیل کو دیا احمد
گر برا گدا ز فیل ہے شکر و ہیبہ

ہو کو ایمان ہیبہ وہ رنجو ہے
اور رنجوری سے وہ دو گر ہی

ہر کہ اندر قافلہ ہے شکر و ہیبہ
ہر کہ خبر آور د خود رنجو کرد

بولے پیغمبر آ خوبی ہر ہی
چوں چراغ آذ گو مل رسے نہ

گفت پیغمبر کہ رنجوری بلا غ
اوہے واندہ گیر دریا ے خبر

جبر کیا ہے ہی ہری باندھا
یا کل رگ کو ملا کر کھنچا

جبر چہ پو د بیتین اشکستہ را
ہا ماں رنجو ریش و گو گر کرد

پا ہے ہیں ہو ہیں نہ تو ہاتھ ہے ترا
کیسے ہیں ہو ہاں ہاتھ نہ پا

ریج آ رد تا ہیر و چوں پ اغ
یا بہ پرستن گماں مگستہ را

اس ہ د خشش ہیں ترا ہیکا پا
وا شکے ٹے پر ریج آ یا ہیا

چوں سرین رہ پا ے خود شکستہ
ہر کہ ی ہند ے چو پا را ستہ

مایل ہیں قیا د ہوا اب ہوا
قابل ذو ہاں قیا ہو ل سپہ ہوا

او انگ پا پیش رو کہ نشنید شکست
در رسید او را ہراق و ہر گشت

گر تہا ہی تیں ہیاں علو شاہ
ہر یہ خلر آ ہو ہی آ نگ سپاہ

حامل ہیں پو د از محول شد
قابل ذو ہاں قیا ہو ل سپہ ہوا

تا مکنون فرماں پذیرنتی رسد
بد ہ ہا کو ہو او د تیم پر

تا کنوں فی الجملہ گر گرے در د
بعد از ان فرخاں رسانہ بر سپاہ

گر ز ر اشکال آید در نفسہ
د یدہ از رہ یقین نشق الغر

تا زہ کو یہاں نہ شنے بات سے
تر جا کہ تا زہ یا طن ہیں رسکے

تا زہ ہوا را تا زہ کردہ در نہاں
یہ ہوا اک تفل ہو دل پسد

ایماں تا زہ نشے جو تا زہ ی ہو
تر پلپ اپنے کو نے تو ان کو

حرف قرآں کہ پانشا ہے جو تر
ہر کہ ی آ ویل کہن لے ذکر را

زیافت تاویل خشیہ کھی کی

تو ترکے تاویل قرآں با ہوا
ہی ہ شش ہوا ست در ہوا

حال تہ افضل اس کھی کے ہے
ہو کہ تجھے آپ کردہ مردے

وہ خوری سے ست ہوا تی ہ ا ست
آپ کو زہ نے سمجھا آفتاب

وصف باروں کا سنا نہ در زماں
بولی ہیں ملتفت سے وقت اک

گھانس پر شیاب خرسن ہیچہ کر
مثل کشتیاں کے کرتی گذر و فر

بولی ہیں نے کشتی و دریا سنا
مگر اسکا نجھکو اک مدت رہا

ایہ دریا او حدہ کشتی او ہیں
ہر کشتیاں ہوئی اسہ وقت ہیں

ہر سد دریا او ہی ما رتی
اسکو دیکھتا تھا وہ ہیچ اے انھی

زیافت تاویل رکیک مکس

بر ہو تاویل قرآں سے کسی
ہست و کر شد از قرنے مسی

ماند احوالت بدان طرفہ گمس
آ ہو ہی پند اشت خود را ہست کس

از خودی سرست گشتہ بے خبر
ذرہ خود را شمردہ آفتاب

وصف بازاں رشنیدہ در زماں
گفت من در یا و کشتی خواندہ ام

آں کس بر برگ کاہ و بول خر
مر تے در فکر آں سے ماندہ ام

گفت من در یا و این کشتی و ہن
مر کشتیاں را ہل راے و فن

بر سد دریا ہے راند او عمر
ہی نہ دش این قدر ہیر ون رصد

آنکہ وہ پیشاب متانے حد دکھا	لب اُسے دکھتا تھا وہ جیسے کہ شا	بود مجید آن چنین نسبت بدو
مکر اسکی متنی ہو متنی نفسد	آشنا در یابد اُسے متنی بصد	مکر تش چندان بود دشمن پیشت
صاحب تاویل کہی کی مثال	گھانس تصویر او بول فرخیال	صاحب تاویل چون یا مین گس
پیر پرتاویل کہی کو پھوڑ دے	بخت کہی کو جا بجا تیک کرے	گر گس تاویل بگذارد رو بے
وہ یہ کہی ہے کہ غیب ہو اُسے	روح لائق اُسکی کب صورت کے ہو	آن گس بنود کش این غیبت بود

خفا ہونا شیر کا خرگوش کے دیر مین آنے سے

رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش

غیر ما ہیچے اس خرگوش نے	روح کب تھی اُسکی لرزان تن کے	ہمچناں خرگوش کو بر شیر زد
شیر کتا تھا براہ قد و خشم	گوش کی رہ سے عدد بے اندکے	غیبہ سلیقت از سر تیزی خشم
چیرون کے کرنے پھانسا مجھے	انکی تیغ چوب نے مارا مجھے	کہ نہ ہائے چیر یانم لبسہ کرد
عبدہ مین تب شون اُس کر دل	ہستہ عبد رسے غول اور دیر ہو کی ہو	این سپس من نشنہ ام آن را بدم
پھاڑ انکو ہی دلا کس فکر مین	پوست کیتیغ انکا کردہ کل بوست تنا	ہمچو آن آدل نوازان را بدست
پوست کیا ہو انکی یا تین نگ نگ	جیسے لہ رین آب پر ہو بید نگ	پوست گشتہ ہا ہو گشتہ ہا ہو رنگ نگ
پوست یا تین سفر تو سی کو جان	یا تین جو سی ست بین و رسنی ہو جان	این سخن چون نقش صنعی خود مخوان
پوست یا تین سفزہ کو عیب پوش	مغز خوش کو ہو غیب پوش	مغز نیکو راز غیب غیب پوش
ہو ہو اسے خامہ کاغذ آب سے	ہو فتادہ جلد تو جو کچھ لکھے	چون قلم از باد بد تو فتر آب
وہ ہے نقش آب گر چاہے وفا	لوٹے اس سے ہاتھ اپنا کاٹنا	نقش آلست اُو وفا خواہی از ان
باد و رم مین ہو اوا آ ر رد	جو ہوا تو چھوڑ ے ہی پنیام ہو	باد و رہم ہو اوا نہ ہ ست
خوب مین پنا ہمارے کر دکا	کہ وہ سر سے پانون تک ہین پاکا	خوش بود پنا ہمارے کر دکا
بڑے خطبہ اور لقب سلطان کا	اور رہے خطبہ ولی و انبیا	کوز سر تا پاے باشد پا یدار
کیونکہ شاہون کی ہوا سے جاہ ہی	انبیا کی ہی شکوہ اللہ سے	خطبۂ شاہان بگذرد و آن کیا
نام شاہون کا تو سکے سے مٹے	نام احمدؐ کا قیامت تک رہے	جز کیا و خطبہ ہاے انبیا
نام احمدؐ انبیا کل کا ہی نام	سر بر آرے آرے نوے بے ہم تمام	ز انکہ بر عرش بادشاہان ز بر ماست
بات پورے انتہا ہے اے پسر	قصۂ خرگوش کہ اور شیر نر	نام احمدؐ تا قیامت ہے زندہ
بیان مین مکر خرگوش کے اور دیر ہونا اُسکے جانے مین		ہم در سیان مکر خرگوش و تاخیر او در رفتن

دیکھا شب کو نور وہ بے رنگ تھا
نور دیکھے پہلے چھو دیکھے تو رنگ
نور دیکھا جس کو بھی دیکھتا ہو رنگ
نور کی عقد سے تو جانے نور کو
نور کی عقد سے ہوا ہے رنگ کیب
پس نہاں اس نکتے کیلئے حق نے کیب
جو کہ حق کی عقد نہیں سمجھے نہاں
تاکہ عقد سے آسکا پیدا بخوبی
نوع حق کی عقد نہیں اندر وجود
اسلئے ابصار نا لاتدرکہ کہ نور
صورت و معنی ہے جو ہمن ہمیشہ و ضمیر
بے سخن و آواز اٹھا فکر سے
دیکھی جو موج سخن تو نے بلیقین
عقل کے جو فکر کی ہے حین و حین
بات سے صورت بنی اللہ کر گئی
آئی ہے صورت سے اک صورت برون
پس سمجھے ہر دم ہے اک موت نو
ملک ہے اک تیر نما سے با ہوا
ہوئی ہے ہر دم نئی دنیا و ہم
عمر تو آتی ہے جو ہن آب جو
واہ رے تجھکو برابر اک دکھے
جلق کاڑی کو بلائے تو اگر
تیزی صنعت سے یہ عمر دراز
طالب علمانہ اگر ہے بھید کا
وصف بے پروا ہوا اسکا نشر ہے

پہنچنا خرگوش کا کچھوے کے پاس اور خفا ہونا شیر کا اس پر

رنگ کیا تھا ایک خانہ پر سیاہ
عقد سے عقد ظاہر شوں دوم و سہ
نور کا عقد جان سکو ہے رنگ
عقد کو عقد کھلا سے رہین دیکھ تا
خود شدی اس عقد کو تا ہو برملا
جو کہ حق کی عقد نہیں سمجھے نہاں
تاکہ عقد سے آسکا پیدا بخوبی
نوع حق کی عقد نہیں اندر وجود
وہو یدرک دیکھے از حق دیکھا
تا جون آواز من بانگ خیر
بانگ کا دریا نہ جانے کان ہے
جان سے دریا ہی آسکا ہر نیب
صورت تن آواز و ہا تو ن ہ بنین
موج خود دریا کے اندر جا ملی
پھر گئی کا تا الیہ راجعون
مصطفےٰ نے ساعتہ دنیا کہا
کب ہوا سے آئے آخر تا خدا
بے خبر تجدید سے جو ہے دم
ویسے ہی دیکھے ہیئتہ آسکو تو
تو نہ کہ تو ہر گز نہ گردش جبکہ رہے
اک لکیر اس آگ کی آگے نظر
بجھکہ دکھلاتی ہو وہ صنع فراز
ہی حسام الدین کو وصف بیکار
چل حکایت کو کہ جاتا وقت ہے

شب نہ دیدی بانگ کان ہو نہ بود
کہ نظر بر نور بود و بانگ بہ بانگ
ہمہ بین نور ست و بانگ ہمہ رنگ
پس بقعہ نور دانستی تو نور
رنج و غم و راحی ہے آن آخر یہ
پس نہان پنہان بقعہ پیدا شود
نور بی انیست عقد ہ و در وجود
الیہ یصعد الکلم نا لاتدرکہ
صورت از معنی چو تصویر از بیشہ
این سخن و آواز از اندیشہ خاست
لیک چون بین سخن و بی لطیف
چون زدانش موج اندیشہ نیست
از سخن صورت نزاید و یا ز عرض
صورت از بے صورتی آمد برون
پس ہزار اندر لفظ مرگ و جنبش ست
مگر یا تیر ست از ہو تو ہوا
ہر نفس نو شد و دنیا و ما
عمر ہمچون جوے نو نو می رسد
آن نہ تیزی ست کہ تشکل آمدست
شاخ آتش را بجنبانی بساز
این دراز می آمد از تیزی صنع
طالب این سر اگر علامہ ایست
وصف او از مشرح مستغنی بود

رسیدن خرگوش بشیر و خشم شیر بروے

عذر کردن خرگوش کا شیر سے دیر ہونے میں اور خوشامد کرنا

عذر کردن خرگوش شیر از تاخیر و لابہ کردن

بولا کیسا بادشہ تم چپ رہو | اوکرنا لائق کا مجھ سے ست کرو | گفت شا ہنشہ کہ باشد نرم گو
تجھکو تیرے شاہ کو چھاڑوں ابھی | گر تو بھاگے یار کو پکڑ کبھی | گر تو بھاگے یار کو پکڑ کبھی
عرض کی کہ چھوٹا بارہ اگر | شہ کو ہم دیکھیں دین ہی نہ | گفتش گفتا ار تا بارہ اگر
بولا اہرمای کو اپنے ہرن دے | ورنہ قربانی ترا واجب تجھے | ورنہ قربانی تری واجب تجھے
بس خوشامد کی ہوا اے کچھ اثر | یار کو چھینا مجھے چھوڑا اگر | لابہ کردش بسے سودے نکرد
ہرن اُسکے پاس ہمراہی رہا | خون اُسکے دلمیں پانی ہو گیا | ماند آن ہمرہ گرد و درپیش او
یار تھا سہ چند مجھ سے بس الیم | ہم لطیف و ہم ظریف ہم جسیم | یارم از نسنی شہ چون پرگرفت
بعد ہ رہ بند ہوئی اُس شیر سے | حال یہ میرا تھا اب جان سے | بعد ازین ہمراں شیر ان و اسب
پھر ظلیفہ نے کہا ہنس کے پر | سچ ہیں کہتا ہوں کہ ہو الحق مر | ازو ظلیفہ بعد ازین اسپد بر
گر ظلیفہ چاہے تو رہ پاک کر | چل تو اسدم دفع دو بیباک کر | گر ظلیفہ بایدت رہ پاک کن
بین بیا و دفع آن بیباک کن

جواب دنیا شیر کا خرگوش کو اور روانہ ہونا اُسکا براہ | جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن در راہ

بولا بسم اللہ چلو وہ ہے کہاں | اگلے جو گرچ تو کرتا ہے بیان | گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست
اُسکو دیے سو کو بس مینی دن ہوا | گر تو چھٹا ہے وہ تجھکو دون خوار | تا سزائے او ر صد چون او دہم
شکل رہبر کے وہ بس اگلے ہوا | جانب دام اپنے اُسکو لیچلا | اندر آمد چون قلاؤزے پیش پیش
جانب اُس پہ کے کہ دیکھا مُنے تھا | دام اسکی جان کا تھا اُسکو کیا | سوے چاہے کہ کو نشانش کرد او
بس گئے وہ دو دن تا نزدیک چاہ | اور تھا یہ خرگوش آب زیر کاہ | ای شنہ مدآن ہمرہ تا نزدیک چاہ
کاہ کو صحرا سے لیجاتے ہے آب | یہ عجب کہ کوہ کو لیجاے آب | آب کا ہے راز ہامون می برد
دام کر اُسکا کند شیر تھا | ہے عجب خرگوش قاتل شیر کا | دام کرد او کند شیر بود
طرفہ خرگوشے کہ شیرے زار بود | اے گیا اک باسیا دہ جنگجو | اے کشد با لشکر و جنے ثقیل
موسیٰ نہ عون را تا رود نیل | بے تامل مغز سر کو کھا لیا | اے شگفتا ہے محابا مغز سر
پشہ نہ دود را با نیم پر | یہ سزا دشمن کا جو رکھے خیال | مبین جزا اے آنکہ شد یار بسود
حال آن کو قول دشمن راشنید | حال فرعون اک کہ ہامان کی سُنی | حال نمرود اے کہ شیطان را شنود
حال فرعون نے کہ ہامان راشنید | گرچہ دشمن دوستانہ گوید ت | دام ہا نو گرچہ دانہ سے کے
دشمن از چہ دوستانہ گوید ت | گر کسے اطلس آنکو تہ حیان | دام دان گرچہ زدانہ گویدت
گر ترا قندے دہد آن زہر دان | گر بقہ لطفے کند آن قہر دان | گر تو بایارت بگردی از بہم
گر تو بایارت بگردی از بہم | روے شہ بینم بہم از قو قبر | روے شہ بینم بہم از قو قبر
ورنہ قربانی تو اند کیستیں من | یار من بستہ مرا گلبہ شت فرو | یار من بستہ مرا گلبہ شت فرو
خون روان شد از دل خونخوار من | ہم بہ لطف و ہم بخوبی ہم بہ فن | حال ما این بود با تو گفتہ شد
حال ما این بود با تو گفتہ شد | حق ہمے گوید مرا الحق مر | حق ہمے گوید مرا الحق مر
ہین بیا و دفع آن بیباک کن | گر ظلیفہ بایدت رہ پاک کن | گر ظلیفہ بایدت رہ پاک کن

جب تقضا آئے تو دیکھے اسکو پست
اور جانے اپنا دشمن کو تو دوست

جب تقضا آئے تو دیکھے اسکو پست
اور جانے اپنا دشمن کو تو دوست

جب تقضا آئے تو دیکھے اسکو پست
اور جانے اپنا دشمن کو تو دوست

جب تقضا آئے تو دیکھے اسکو پست
اور جانے اپنا دشمن کو تو دوست

بولا اے شہ ایک ادنے سا ہنر — مین بیان کرتا ہون لیکن مختصر
پوچھا کہ تو کون سا ہے وہ ہنر — بولا عبد م آزادتا مین ہون اوج پر
تو دیکھتا اوپر سے باچشم یقین — مجھکو پانی جو کہ ہو زیر زمین
کتنا گہرا کان تلک کیا رنگ ہی — کس سے نکلے خاک ہی یا سنگ ہی
اے سلیمان جاے لشکر کے لیے — رکھ مجھے اس کار بہتر کے لیے
پس سلیمان بولے میرے ساتھ ہو — اس بیابان مین رکھے آب جو
تو ہو ہمرہ ہمارے پیشوا — تا بتائے تجکو تو پانی کی جا
آب لشکر کے لیے تا لاے تو — اور شقا ہر سفر مین تو نکو
رات دن ہمراہ میرے تو رہو — آب سے نے رنج تا لشکر کو ہو
ساتھ انکے بودہ ہُدہُد رہا — آب تحتی سے جو وہ آگاہ تھا

طعنہ مارنا زاغ کا اوپر دعوے ہُدہُد کے — طعنہ زدن زاغ در دعوے ہُدہُد

زاغ نے لشکر کہا از رہ حسد — شہ سلیمان سے کہ وہ کہتا ہی مد — زاغ چون بشنود آمد در سخن — با سلیمان گفت کز گفت وید
ہے ادب سے دور آگے شاہ کے — باتین کرنا خاص بھونی بات ہے — از ادب بنود بپیش شہ مقال — خامہ خود لالہ در وصفین مجال
ہوتی گر انکی نظر ایسی مدام — کیون نہ دکھتا خاک مین پوشیدہ دام — گر مرا در این نظر بودے مدام — چون ندیدے نیز گشت خاکسار ام
کیون وہ پکڑا جاتا اندر دام کے — کیون فنس مین پھنستا وہ ناکام کے — چون گرفتار آمدے در دام او — چون قفس اندر شدی ناکام او
بس سلیمان نے کہا ہُدہُد کو — دُور پھینکے مین رکھایا دُور کو — پس سلیمان گفت آہ ہُدہُد کجاست — گر تو در اول قدح این بد نہ جاست
ای دسی کھائے یہ سستی کیسی ہے — لات مارے تو اور آپسر جھوٹ ہے — چون خیالی سستی ای تو نموده فرع — پیش من لافے زنی واگہی دروغ

جواب دنیا ہُدہُد کا سلیمان علیہ السلام کو اس طعنہ زنی کے — جواب گفتن ہُدہُد مر سلیمان علیہ السلام را دین طعنہ

بولا اے شہ گر یہ مین اک گدا — گفت اے شہ بر من عور گدا — قول دشمن مفتنہ از بہر خدا
گر مرا باطل ہی دعوے جو کیا — بات دشمن کی نہ سن بہر خدا — گر بطلانست دعوے کردنم — تیغ نامم سر بر از گردنم
زاغ حکم حق سے جو سنکر ہوا — کاٹ سر اسکا کہ سر مین نور کہا — زاغ کو حکم خدا را منکر ست — گر ہزاران عقل دارد کافر ست
لاکھ وہ متقین رکھے کا فر ہوا — در تو تا کانے بود از کاملان — جاے گندہ و شہوتے چون کاملان
ہیبت تک بحر مین ہی کان کا دہن — جاے گندہ ہو وہ مثل کان رہن — من بہ بینم دام را اندر ہوا — گر نبیند چشم مقلم را قضا
دیکھتا ہون دام مین اندر ہوا — نے پھپائے چشم سیری گر قضا

جو قضا آئے تو دانش ہو بجا ہے | رسیاہ ہو سے جو پکڑے آفتاب | چون قضا آید شود دانش بخواب | رسیہ گردد بگیرد آفتاب
یہ تغافل کب تقاضا سے ہے جدا | اسکو انکار قضا یہ بھی تھا | از قضا ان کو قضا ان کو مفر است

قصہ آدم علیہ السلام اور باندھنا قضا کا نظر انکی کو رعایت صریح نہی ہے اور ترک نہی کا کرنا تاویل سے

قصہ آدم علیہ السلام و ابستن قضا نظر او را از مراعات صریح نہی و ترک نہی و تاویل

بو البشر سر علم الاسما گست | بو البشر سر علم الاسما گست | صد ہزاران عالش اندر سر گست
اسم ہر چیزے چناں کان چیز ہست | اسم ہر چیزے چناں کان چیز ہست | تا بپایان جان اور اولاد ہست
ہر لقب کو داد آن مسبدل شد | ہر لقب کو داد آن مسبدل شد | آنکہ پیشش خواند او کاہل شد
ہر کرا او مقبل و آنوا خواند | ہر کرا او مقبل و آنوا خواند | او عزیز و شہم و دوش و ماند
ہر کہ آخر نور حق آید پدید | ہر کہ آخر نور حق آید پدید | ہر کہ آخر کافر او را شد پدید
ہر کہ آخر مومن ست اول بدید | ہر کہ آخر مومن ست اول بدید | ہر کہ آخر مومن ست او را بود
ہر کہ آخر مومن ست او را بود | ہر کہ آخر مومن ست او را بود | جزو سر علم الاسما شنو
جزو سر علم الاسما شنو | اسم ہر چیزے بر او را شنو | اسم ہر چیزے بر حالش سرشت
اسم ہر چیزے بر او را شنو | اسم ہر چیزے بر ظاہر ش | نشو و نما حق بو و تاشش نشو و ما
نشو و موسی نام چوپن بشد مصطفا | نشو و موسی نام چوپن بشد مصطفا | ایک مومن بو و تاشش در راست
ایک مومن بو و تاشش در راست | بعد گرگ نام و اجابت پرست | پیش حق این نقش ہر گرگ یا سگی
پیش حق این نقش گرگ یا سگی | آنکہ بنز و یک ما تاشش سگی | پیش حق موجود تی بیش و کم
پیش حق موجود تی بیش و کم | صورتے بد این سگی اندر صدم | پیش حضرت کان بو و انجام ما
پیش حضرت کان بو و انجام ما | حاصل آمد آن حقیقت نام ما | نے بر اکل آن عارت نامی شدند
نے بر اکل آن عارت نامی شدند | مرد را بر عاقبت نامے شدند | جان و سنہ اسما گشتش پدید
جان و سنہ اسما گشتش پدید | چشم آدم گر بخبر پاک دید | ہر چہ جو و اتا و و در خدمت شتافت
ہر چہ جو و اتا و و در خدمت شتافت | چون ملک انوار حق بر وے بتافت | جملہ افتادند در سجدہ برو
جملہ افتادند در سجدہ برو | چون ملائک نور حق دید ند فراخ | تا محاہم گر تیاست بشرم
تا محاہم گر تیاست بشرم | مدح این آدم کہ تاش می برم | و الش یک نہی شد بر و بے خطا
و الش یک نہی شد بر و بے خطا | این ہمہ دانست چون آمد قضا | یا بتاویلے بدو تو ہیسم برو
یا بتاویلے بدو تو ہیسم برو | کاے عجب نہی از پئے تحریم بو د | یا تاتے تاویل و توہم کے پیام

ولیں چنا ویل کو ترجیح دی ۔ صبح حیران ہو سوے گندم گئی ۔ ور ویش تا ویل چون تیغ بیاں ۔ طبع و حیرت سوی گندم شتافت

باغبان کے پاخون مین کانا لگا ۔ پیر رکو فرصت ملی سامان لیا ۔ باغبان را خار چون در پا گرفت ۔ وز فرصت یافت کالا بر گرفت

آنکہ حیرانی سے سبب فرصت ملی ۔ دیکھا گل سامان کی چوری ہوئی ۔ چون حیرت بُست باز آمد براہ ۔ دیر نبُردہ رخت و مہ از کارگاہ

رنبا ظالمنا اب کیا کہا ۔ اپنے ظلمت آئی بھول راستا ۔ رنبا انا ظلمنا گفت در آہ ۔ اپنے آمد ظلمت و گم گشت راہ

یہ قضا ایک ابر تھی خورشید پوش ۔ اژدہا اور شیر ہو دین آہو مرے ۔ پس قضا ابرے بدو خورشید پوش ۔ شیر دا دور باشد زو مجو ہوش

وام اگر دیکھا نہ بین ذی کاہ حکم ۔ بین نہ اک جاہل ہوں امداد حکم ۔ من اگر دامے و بنم گاہ حکم ۔ من نہ تنہا جاہم در راہ حکم

وہ بہتر جو کوئی نیکی کرے ۔ شور اپنا چھوڑے اور تاری کرے ۔ اے خنک آن کو کہ کاری می کند ۔ نور را بگذار دو نوری کند

گر قضا کردے سیہ مانند رات ۔ پھر قضا پکڑے ترا آخر کو ہاتھ ۔ گر قضا پرشد سیہ چون مصلحت ۔ ہم قضا دستت بگیرد عاقبت

گر قضا سو بار قصد جان کرے ۔ ہی قضا جان تجھکو دے وہ ان کرے ۔ گر قضا صد بار قصد جان کند ۔ ہم قضا جانت دہد درمان کند

گر قضا صد بارہ سے نم کرے ۔ آسمان پر پھر قضا تجھکو رکھے ۔ این قضا صد بار گر رہت زند ۔ بر فراز چرخ صفر گاہت زند

جو کرم جو وہ دُور آتا تجھکو ہے ۔ امن کا رہ ملک دنیا تجھکو ہے ۔ از کرم وان آکہی تر ساخت ۔ تا ہلاکت ایمنی مشناخت

جو ڈرا تا تجھکو ہے اگر تو ہو ۔ نے ڈرا وے گر تجھے گمرہ تر ہو ۔ چون تبر ساند ترا آگہ شوی ۔ ور نہ ترساند ترا گمرہ شوی

باتیہ ہمدے اور ہتی ہی دیر ۔ سن تو اب پھر قصۂ خرگوش و شیر ۔ این بیان پایان ندارد گشت دیر ۔ گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر

پیچھے ہٹنا خرگوش کا شیر سے جو نزدیک چاہ کے آیا ۔ پھر واپس کشیدن خرگوش از شیر خون دیک چاہ آمد

شیر جو خرگوش کے ہمراہ ہوا ۔ پر غضب پر کینہ اور بدخواہ ہوا ۔ شیر باز خرگوش چون ہمراہ شد ۔ پر غضب پر کینہ و بدخواہ شد

آگے آگے تھا جو خرگوش دلیر ۔ دفعۃً پیچھے ہٹا وہ پیش شیر ۔ بود پیشا پیش خرگوش دلیر ۔ ناگہان پا باز کشید از پیش شیر

چاہ کے پاس آجو دیکھا شیر نے ۔ اٹھا خرگوش اور پھر اہوا وہ ۔ چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید ۔ کرد ہ آن خرگوش اندر پایہ

بولا کو کسواسطے اشا پھرا ۔ پاؤن کو اپنے ذرا رک آگے دھرا ۔ گفت پا واپس کشیدی تو چرا ۔ پای دلہا پس کش پیش اندر آ

بولا کیسا پاکہ دست و پا گئے ۔ جان کا پنی دل گیا بس جا سے ۔ گفت کو پایم کہ دست و پا گرفت ۔ جان من از دیدہ دل آہا گرفت

دیکھ رنگ رو مرا ہی مشتعل نہ ۔ رنگ دل کی میرے دیتا ہی خبر ۔ رانمد دون خودی او ہر زنگم خبر

حق جو سیما کو معرف کہتا ہو ۔ آنکھ عارف سے سیما کہتا ہو ۔ چشم عارف سوے سیما مانند است

رنگ تا بو شکل جو بس ہو ار گو ۔ رنگ رو بغماز آمد چون ہرس ۔ از فرس آگہ کند بانگ فرس

بانگ سے اپنے بتاتے اپنے کو ۔ بانگ ہر شے کی دیتی ہی خبر ۔ تا بو دانی بانگ خر از بانگ در

بولے حضرت آہر تیسر کسان ۔ سر مخفی لدی علی اللسان ۔ گفت پیغمبر تیسر کسان ۔ سر مخفی لدی علی اللسان

زنگ و کا حال دل سے دریغ ان
سرخروئی سفق کی ہے آواز شکر
مجھ میں وہ آیا کہ جہیں سب میں
مجھ میں وہ آیا کہ دست و پا کے
جہیں وہ آئے تو تو رہی اسکو د
یہ ہیں اخبر انکے تل بھی اس
تا جہاں صاحبی شاکر کبھی
ہو طلوع خورشید مظاہر گون
آسمان پر سب ستارے نور
ماہ جو افتہ کو دیتا ہی جمال
یاد جو اسکے زمین تسکین
کوہ مورو تی بلاسے دل فر
روح دلمی ہوا جو دم میں ہے
آب شیرین سن کا ہر شیر ہے
آگ کو رکھے ہوا سے سرکش
جو بہار گل کی مایہ بوئی ہے
حال دریا اضطراب و جوش
چرخ سرگردان کا بھی تا لاش
گر ضعیف و اوج گہ در میان
گر شرف گاہے صعود و گہ فر
اے جو اصل کلام کا ہے
جب بہ بردن کے آگے حصہ
جو کہ کلیات کو ہو رنج در
خاص وہ خبر جو بنے اعضا
نے عجب کہ بھیڑیا بھاگے

نم کر مجھ پہ محبت رکھ نہاں
رر و روئی نہ کی تبلائی ہے
آدمی و جانور جا مہ نبات
رنگ رو اور طاقت و بیما
اور اگھیڑے بڑے ہر اک
رنگ زد او بلو کو نیلہ
سبز ہو لب تان کبھی
بعد یک ساعت کی ہر سو
لحظ لحظہ ہون نہان
ہوتا ہو وہ رنج وہی ہو
نیلا رسے بس وہ تپ
اور ہوا اندھیان کے
ہو قضا آئے ہوا سفید
نیلا پیلہ خوش ہون
اک ہوا آسکو دکھا
گر یا تا گہ ہوا نے
دیکھ کیسی ہر حواسی
حال ابتر شل فرزندون
پھر نے سایے سے بیٹھ
گہ دبال و گہ ہبوط
حال مجھ پر بسط ایسا
سب سیر ہو بھلا چھو
جزو انکے کیون ہون
خاک و پانی اور آگ
یہ عجب کہ بھیڑیا

زنگ د از حال دل دار د
زنگ روی سرخ دارد با
در من آمد انچہ در گشت
در من آمد آنکہ دست و
آنکہ در ہر چہ در آمد
این خود از جزا نیدہ کلیات
تا جہان گہ صابرست و گہ
آفتاب کو بر آید نا
افتران تا نہ بر چار طاق
ماہ کو از د و انسہ در
این زمین با سکون با
اہو بسا کہ زین بلا ہو
این ہوا با روح آمد
آب خوش کو روح را
آتشے کو یا دوار د
خاک کو شد مایہ گل
حال دریا از اضطراب
چرخ سرگردان کہ اندر
گر ضعیف و گہ در میان
گر شرف گاہے صعود و
از فرود اے فیز رکہا
چون مسترات در دست
چونکہ کلیات را رایج
خاصہ جزو ے کو را اضا
این عجب بنود کہ میش از

تشم کن صبر من در دل
زنگ روی مدد و ار د صبر
آدمی و جانور جا مہ نبات
زنگ روی و قوت و بیما
ہر د رخت از برخ دین او
آزر د کرد ہ زنگ د فاسد
بوستان گہ تلہ پرشد گاہ
ساعتی دیگر شود ا سنگون
لحظ لحظہ مبتلاے اختراق
شد نرخ رق و ہمچون
اند آ د ز لرزش در
گشتہ ہست اند جہان او
چون قضا آید و با گشت
در غدیر ے ز ر د رنگ
ہم یکے با د ے بر د خواند
نا گہان با د ے بر آرد
قہم کن تبد یلما ے ہوش
حال او چون فرزندان
اندرون از سد د نخنے
گہ د بال و گہ ہبوط گہ
قہم مے کن حالت ہر
کمتر ان را کے تو اند بود
جز ر و ایشان چون نباشد
ز آب و خاک و آتش و با د
این عجب کہ شیر دل در گرگ

زندگی ہر دو ستی اضداد کی
صلح اضداد ون کی یہ عمر جہان
زندگانی آشتی دشمنان
صلح دشمن دار کی ہو ماریت
مصلحت کیو سلسلے ہین چند رہ
اپنے جوہر کو ہر اک آخر پھیرے
لطف خالق فی یہ شیر و پیر کو
لطف حق نے شیر کو اور گور کو
جب جہان جبار و زندانی ہے

مرگ ہو پس دشمنی اضداد کو
جنگ اضداد ون کی عمر جاودان
مرگ واپس ٹوٹنا سبکے مکان
جنگ پر رکھتا ہی دل کو ما بہ
اتفاق آپس مین رکھین چند رہ
جنس مین اپنی ہر اک جا کر ملے
اتفاق ایسا دیا بھگرا انھو
ایسا باہم کر دیا تا ضد نہو
کیا عجب بیجا گر فانی بنے

مرگ تن کا ندہ یان شان جنگ ہو
جنگ اضداد ہست عمر جاودان
مرگ وارستن یا صل ہو قیش ان
دل بسو ے جنگ دار و رہا قت
باہم اندازند و فا و مر حمت
ہر یکے یا جنس خود انبا گشت
الف داد و تر ور افشان جنگ
الف و داد ست این ضد و ور ا
چہ عجب ر بحور گر فانی بور

زندگانی آشتی دشمنان
صلح اضداد ست این عمر جہان
زندگی آشتی دشمنان
صلح دشمن دار با شد عاریت
روز کے چند از بر ا ی مصلحت
عاقبت ہر یک بجو ہر بازگشت
لطف باری این پلنگ و رنگ را
لطف حق این شیر را و گور را
چون جہان زنجور روزندانی بود

پوچھنا شیر کا خرگوش سے سبب پیچھے ہٹنے کا اور جواب دینا اسکا

شیر کو ایسی نصیحت سے کہا
شیر بولا یہ ہین اسباب مرض
یان پے تو کسو اسلے پیچھے ہٹا
بولا اس چہ مین وہ رہا شیر ہی
یار کو اس چاہ مین وہ لیگیا
قعر چہ مین جو رہی عاقل ہو دم
چہ کی ظلمت خوش کر ظلمتہا کا
بولا آگے بڑھکے مین مارون اسے
بولا مین ہون سب جلا اسکی گر سے
نامہ دی شیر ہی ای سلطان مین
کہ مین آسکتا ہون پشتی سو تر
شیر نے آغوش مین اسکو لیا
چہ کے اندر جھک جھانکا تو پڑا
آب مین عکس اپنا دیکھا شیر نے

بولا ان قید ون سے مین بھی رکا
یہ سبب بتلا جو ہی شیری غرض
دھوکا دونیا ہی مجھے ای بے حیا
اس اس قلعہ مین آفت سو رکھے
راہ سے پکڑا اسے بے رہ گیا
جو کہ غلوت مین ہی سانی دل ہو
دیکھ تو اس چاہ مین وہ شیر ہی
تو کہا اپنی نقل مین مجکو لے
آ لکھہ کھو مون اور دیکھون وہ مین
رکھہ گمان اس چہ مین ہو رستی مجھے
اور پناہ سیر مین چہ تک گیا
عکس اسکا آب مین اور شیر کا
کہ لیے خرگوش کو اک شیر ہے

پوچھنا شیر کا خرگوش سے سبب پیچھے ہٹنے کا اور جواب دینا اسکا

خرگوش نے ایسی نصیحت سے کہا
شیر بولا یہ ہین اسباب مرض
یان پے تو کسو اسلے پیچھے ہٹا
بولا اس چہ مین وہ رہا شیر ہی
یار کو اس چاہ مین وہ لیگیا
قعر چہ مین جو رہی عاقل ہو دم
چہ کی ظلمت خوش کر ظلمتہا کا
بولا آگے بڑھکے مین مارون اسے
بولا مین ہون سب جلا اسکی گر سے
نامہ دی شیر ہی ای سلطان مین
کہ مین آسکتا ہون پشتی سو تر
شیر نے آغوش مین اسکو لیا
چہ کے اندر جھک جھانکا تو پڑا
آب مین عکس اپنا دیکھا شیر نے

بولا ان قید ون سے مین بھی رکا
یہ سبب بتلا جو ہی شیری غرض
دھوکا دونیا ہی مجھے ای بے حیا
اس اس قلعہ مین آفت سو رکھے
راہ سے پکڑا اسے بے رہ گیا
جو کہ غلوت مین ہی سانی دل ہو
دیکھ تو اس چاہ مین وہ شیر ہی
تو کہا اپنی نقل مین مجکو لے
آ لکھہ کھو مون اور دیکھون وہ مین
رکھہ گمان اس چہ مین ہو رستی مجھے
اور پناہ سیر مین چہ تک گیا
عکس اسکا آب مین اور شیر کا
کہ لیے خرگوش کو اک شیر ہے

پسیمان شیر سبب سے واپس کشین خرگوش کا جواب اور

گفت من پس ماندہ ام زین رہ مدد
این سبب گر خاص کا فتم ترحم
ای وہی باز یچہ و واہی مرا
اندرین قلزم آفات ہین بست
بر گزیدن ازرہ و بیراہ و بد
ز انکہ در غلوت صفا ہا زائل است
سر زند از نکس کہ گیرد با خلق
تو بسیکان شیر در چہ حاضرست
تو مگر اندر بر نجو لیشم کنے
چشم بگشایم بچہ بر زنگ م
کہ نگہدارم دران چہ ہا ر سن
در پناہ شیر تا چہ می دو ید
اندر آب از شیر و او در تا فت
تمثل شیر و در بر عکس خرگوش رفت

خواند بر شیر او این رو ند ہا
شیر گفتش قر ز ا سبا بد غرض
پای را و اپس کشید ی تو چرا
گفت آن شیر اندر ین چہ کا ن ست
یار من بستد ز من در چاہ ہ بر د
تعبیہ گا بزید بر کہ عاقل ست
ظلمت چہ کہ ظلمتہا ی خلق
گفت پیش آ تا نہم او را ہ آن
گفت من سو ید ہ دار ان آ ب
ہمہ بہ پشتی تو ا ی کان کرم
من بپشت تو توانم آ مد ن
چونکہ شیر اندر بر خرگوش کشید
چونکہ در چہ بنگر ید ند اندر آب
شیر عکس خویش و ید از اضطراب

جو کر دیکھا دشمن اپنا آپ سے مین
اسکو چھوڑا آپ کو ڈالا آپ مین

ڈھایا اُس پہ مین جو کچھ وار اُسکا تھا
کیونکہ آنے والی اُسپر تھی بلا

دیکھنا شیر کا چاہ مین عکس اپنے اور حسنہ گوش کو — نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود و ماہ و عکس حسنہ گوش

چاہ مظلم ظلم ظالم ہو گیا
اسطرح سے جملہ علما نے کہا

چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان
آنچنین گفتند جملہ عالمان

جو ہے ظالم چاہ اُسکا سخت تر
عدل فرمودست پدر تر را بتر

ہر کہ ظالم تر بجنبش با ہول تر
اے کہ تو از ظلم چاہے کنی

چاہ جو تو کھودتا ہے ظلم سے
واسطے اپنے بچانا جال ہو

از برائے خویش دامے می تنی
دانکہ اندر قعر چاہے کنی

گر مضیفون پر تو ظلمے کنی
جان نوکر دُو بالا در چاہ کے

بر ضیفان گر تو ظلمے کنی
گھر و مزد بد اپنی تاخ جان لے

گر خود و چون کرد پیلہ بر تنش
اور پر ہوا و جا را نصر اللہ کو

ہر خود ہ می کنی اندازہ کن
ہر جزا طیر گر ابابیل اب تجھے

در ضیفان را تو بیگانہ مدان
ارنبی او جا را نصر اللہ بخوان

گر تو پیلی خصم تو زاغ و تذر سید
ننگ بزا طیر را ابابیلے رسید

گر ضیفے اہل گردون بین پڑے
تصور اُسکا اہل گردون بین پڑے

ملفل انفد در سپاہ آسمان
گر کرے یہ جون آسے تو دانت کا

در رود و انت بگیرد خون کنی
در رود و انتون مین تیر کیا کرے

گر بدانش کنی پر خون کنی
خود کو دشمن سے نہ جانا فرض ہے

شیر خود را دید در چہ در خلط
خود پے کھینچا تیغ کو ہر خشم ہو

عکس خود بالا عدو خویش دید
خود پے کھینچا تیغ کو ہر خشم ہو

اے بسا ظلمے کہ بینی در کسان
اُمین سب دشمنی تین مین ہی تین

اندر ایشان تا فتہ ہستی تو
باعث ظلم و حسد کہ تجھ مین تھا

آن قوی دان خصم خود را در تنی
ہمدرست اُس گھر ہی خود پے تنے

در خور این بد رائی مبنی عیان
ورنہ دشمن ہے تو تو دشمن کا

حملہ بر خود می کنی تا سادہ مرد
جیسے خود پر شیر نے حملہ کیا

چون بقعر چوے خود اندر دوے
جانے تو نا لائقی رہ مجھ سے تھی

شیر را اندر قعر چہ اشد کہ بود
نقش مین ڈوبا وہ جو جانا غیر کا

ہر کرو فر ان ضیفے مے کند
کام اُس سے غلط مین کا کرے

ای بدیدہ خال بر روے عم
نے چاہے تیرا عکس خال ہو

ہمچنان آئینہ یک دیگر ند
یہ حدیث آئی چمیر سے گر

لبے زبان ہر دم بشکر و شکایت
کہ ہاری جز بہ یا الٰہی و خدا

آنچہ ہو ذکر او در تسبیح خدا
ثنا و وقت استغاثہ یا ستو ہے

لے سرمایہ ذکر و تسبیح خدا
ثنا و وقت استغاثہ آمد فاستوے

آپ گل میں نکی جانیں صفت یاسمین
عشق حق کی چاہ میں تھا ہی یوسفین

آنچہ گل ہو در چمنہا ی شمل ہو یمن
بدرسکے مانند و نقصان ہو یمن

چون شمل شد گل چمن آرا و یوسف مصر حسن
چون ہندا تا بگلہا شاد ل

حسن حسان اور جانوں کا نہ پوچھ
شیر حق کا قہر کیا خرگوش سے

جوہر جان کے عالوں کا نہ پوچھ
آہنگ شیر حق کی خرگوشی نے ہے

ہمچو شان تعرض بیا نہا خود ہیچ ہیچ
ہمچو شان و نقصان شدند

تنگ تو ایسی دانہ دام اعجب
تو ہی خسیر اس چاہ کے اندر دے

مخزن ہوے کا چنا جو لب
فضل حق خرگوش شیر افگن کرد

تنگ و ایسی دانہ دام اعجب
تو ہی خسیر اس چاہ کے اندر دے

فضل حق خرگوش شیر افگن کرد
اور چہ چون و چرا میں تو ہے

فضل حق خرگوش شیر افگن کرد
اور چہ چون و چرا میں تو ہے

مردہ مردہ چاہ میں ظلم و ہ اب
سر بریدہ کرد ہی تجھے جینے ہ سے

کالبشر دایا قوم از جاہ الیسیع
کدہ و دمرغ مین ہو اکتا اسیر

مردہ مردہ چاہ میں ظلم و ہ اب
سر بریدہ کرد ہی تجھے جینے ہ سے

کالبشر دایا قوم از جاہ الیسیع
کدہ و دمرغ مین ہو اکتا اسیر

مسکو نہ خیر خلیل نے کچھ کام تھا
زندان اسی لوٹی سر کا لیجئے

بس کہ میرے رہنما حق اقربے
آہ مظلوم ون یا اگ کھڑ دیا

بس کہ میرے رہنما حق اقربے
آہ مظلوم ون یا اگ کھڑ دیا

فضل حق سے نیست اب وہ گیا
فضل حق سے نیست اب وہ گیا

تو وا از راہ قضا و عدل سب
جان ہماری ہو گئی نمد سے رہا

تو وا از راہ قضا و عدل سب
جان ہماری ہو گئی نمد سے رہا

شمل حق کے جھاڑ اسکو مرکے
تمکو ہن شن پے ہن طالب کیا

شمل حق کے جھاڑ اسکو مرکے
تمکو ہن شن پے ہن طالب کیا

جمع ہونا شکار و کا نہ دیکھ کر گوش کے اور تحریص مع کرنا اسکی

جمع شدن نخچیر ان نزد خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا

مجمع شد ہم سب ہے وان جانور
تھے ر اسکو دیہان و شش تھا

خوش ہو اور ہنستے تھے باہم یکدگر
ہمدہ کرتے جانور سب اسکو آہ

اصبح کشتہ آزمان جلد و حوش
شاد و خندان از طرب از ذوق و جوش

حلقہ کردند و چو شمع و دیہان
سجدہ کردند پیش ہمہ محبانیان

تو فرشتہ آسمانی یا پری
یا تو عزرائیل جان ما شیر کی

تو فرشتہ آسمانی یا پری
یا تو عزرائیل شیران نری

تو ہے ہو کچھ جان فرایی جمع ہے
تیا غلبہ دست و بازو کا تیرے

ہر چہ ہستی جان ما قربان تست
دست و بردست و بازو بردست

تجھ مین جایی آب یہ اللہ سے
آفرین بر دست و بر بازوے تو

ساند حق این آب را بر جوے تو
آفرین بر دست و بر بازوے تو

پھر کو قصہ ہماری ہو روا
پھر کہو تا در جان پائے خفا

باز گو تا قصہ در رانہا شود
باز گو تا ہم رہ جانہا شود

پیشہ تیرا اب ہوا کہ ہے نہیں ۔ تا وہی گرمی و شورش آفریں
کھائے عالم کو کرے پس نابود ۔ سعد و اسکا پھر کہے مل مین فرید
لامکان سے حق قدم پر سر زند ۔ کون نکان کو اسکو تب تکیہ ملے
جو ہوا را نفس جہنم دوزخ کا ہے ۔ خاصیت کامل کی ہمیشہ قہر کے
تیرا قدم حق کا ہے کرمارے آسی ۔ غیر حق سے کب کمالی کسی کھنچے
پس کمان مین تیر تو ہے عالمین ۔ اس کمان کی کمی کے ترے تیر ہیں
شرکے مانند سیہ عاجز گئے تو ۔ اس گمان سے چھوٹ تا نہ پاؤ قرار
جنگ فقر ہے جو مین فارغ ہوا ۔ جنگ بدلن کو رہے جماع مین آ کیا
قدر جہنا من جہاد الاصغیم ۔ یا منی اندر جہاد الاکبریم
یا جوان حق سے قوت اور قوتیں لا ۔ تا کہ کھڑدون سوی کہ ن قلعات
تیرہ و آسان کرے جو صعب کشی ۔ شیر ہ مشکل کرے جو خود کشی
ماہ دو سے اسکی ہر شے شق خدا ۔ نفس کے فرعون کی ہر دے ہوا

آغاز رسول تصیر روم کا فرنا یک عمر خطاب رضی اللہ عنہ پر حکم خطاب رضی اللہ عنہ کا رسالت

اس بیان مین ایک قصہ تحر کھنو ۔ آمدن رسول قیصر روم ہنر و حکم خطاب رضی اللہ عنہ بر رسالت
پاس عمر کے گیا قیصر کا رسول ۔ اور مدینہ مین لیا اُترے رسول
قصر تنہا و خلیفہ کا نہ ہے ۔ قہر و کشش ہو کہ ن پاسکے کہے
قصر تم پوچھی تو اسکا تم نشین ۔ ہر محمر خانہ جان دشمن نہیں
گرچہ دو تیری سے بس مشہور ہی ۔ نقش در شیشہ کے دو چیز کے
کیسے دیکھے قصر اسکا تو جلا ۔ بال تیرے ریدہ دلیس اسکا
چشم دل سے بال ملت کا کمال ۔ قصر پر اسکے نظر اسوقت ڈال
جہان ہر سو پاک جبکی ہو گئی ۔ جلد دیکھے قصہ اسکا دہ انی
جن محمد پاک نار و دود سے ۔ بسترات محمد پہ ہے اللہ ہی
مدعا جو تو و سوسہ خطرہ کا ہے ۔ کب تو دیکھے تم وجہ اللہ کو
جب کا سینہ کھلگیا باطن مین ہو ۔ دیکھے ہر ذرہ مین دو خورشید کو

تا ہری از سبزہ گفتم حصہ ۔ در بیان این مثنوی یک قصہ
در مدینہ از بیابان منزل ۔ آمدن قاصد یک رسول
نام سپ درخت را قصر جان ۔ آفت کو قصر خلیفہ زے خشہ
مرعمر را قصر جان را شد نشست ۔ قوم گفتندش کہ اور اقصر نیست
ہمچو در رشان مر اورا کاز نہ ایست ۔ گرچہ از میری در آوازہ ایست
چونکہ در چشمم دولت رشت ست شد ۔ او ہمار و چون بہ بینی قصر او
وانگہان دیدار قصرش چشم وار ۔ چشم دل از موسے علت پاک دار
رو بہ بینہ حضرت و ایوان پاک ۔ ہر کہ ار است از ہمہ ہا جان پاک
ہر کہ ار کو رکو رو وجہ اللہ بود ۔ چون محمد پاک شد از نار و دود
کے بہ بینی تم وجہ اللہ را ۔ چون رہ نیستے و سوسہ بد خواہ را
او در ہر ذرہ بہ بینہ آفتاب ۔ ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب

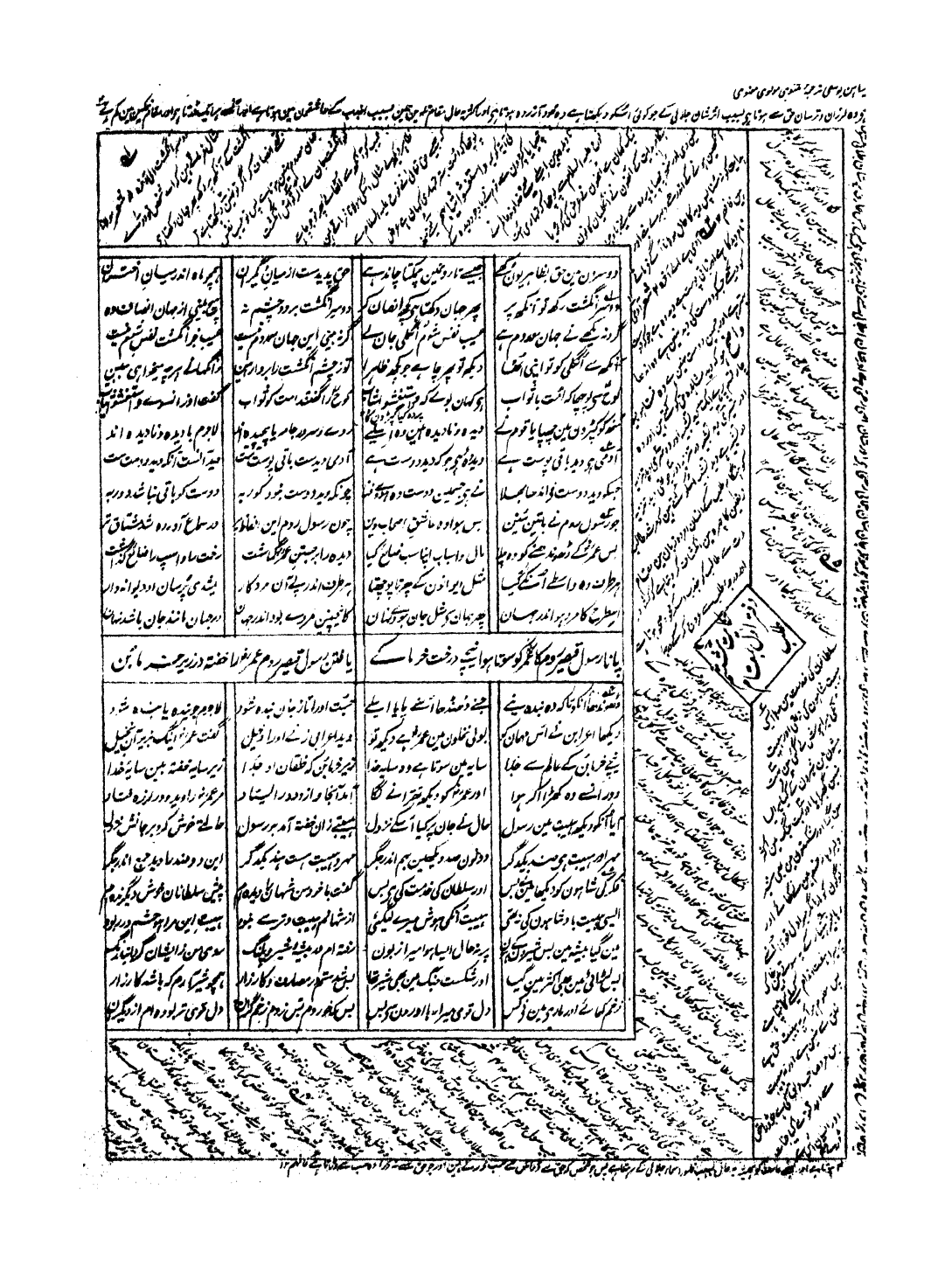

بے سلح ہوتا ہے یہ آکل خاک پے | پیراہنِ صد چاک کا اپنے کیسلیے | من ہفت اندام کا پہنے لباس
ہیبت حق ہو نہیں یہ خلق سے | اور نہ ہیبت در وصاحب حق سے | ہیبت آن مرد صاحب دل ہست
جو ڈرا اس حق سے اور تقوے کیا | جن و انس اس سے جن اور نر بلا | ترسد از وے جن و انس و ہر دو
دوست بستہ رو بہ اس کی عمر کے | کہ عمر نہ بیدار ہونے سے ہرے | بعد کیا حاصل ہر نہ از خواب ہست
پائے بوسی کی عمر کی اور سلام | ہو سے پیغمبر سلام و بوسہ کام | گفت پیغمبر سلام آنگہ کلام
بعد علیک کے سکو بلا یا اپنے پاس | اور بٹھایا پاس اپنے بے ہراس | الفتش کرد و بنوازش خود نشاند
ہو کر ڈرتا ہے اسے آمین کریں | اور پریشان دل جو جاکر ہیں | مردِ دل ترسندہ را سکن کنند

بیدار ہونا امیر کا خواب سے اور سلام کرنا رسول کا انکو | بیدار شدن امیر از خواب و سلام کردن رسول او را

لاتحافوا ہو نزل خائفاں | داستے وہ خائفوں کے ہو بیاں | لاتخافوا ہست نزل خائفاں | بست و خور نزد براے خائف آن
جو ہے ڈرے کیسے کہ ہیں تو نڈر | کر نہ لائق درس کو تو درس کر | انگہ خوشش نیست چوں گوئی بترس | ترس چہ وہی نیست او محتاج ترس
ماحو دیراں کو اسکی خوش کیا | اس دل بیہوش کو ہوش کیا | خاطر دیرانش را آباد کرد | آن دل از جا رفتہ را دلشاد کرد

باتیں کرنا عمر رضی اللہ عنہ کی ساتھ رسول قیصر روم کے | متحن گفتن عمر رضی اللہ عنہ با رسول قیصر روم و
اور سوال کرنا رسول قیصر روم کا عمر رضی اللہ عنہ سے | سوال رسول قیصر روم با عمر رضی اللہ عنہ

باتیں اس سے پھر کریں سارے | اور صفاتِ حق ہیں پس تکرر کیا | از صفات پاک حق نعم از قریں
اور لطف حق کر ہو ابدال کو | تا وہ جانے پس مقام وصل کی کو | تا بجاند او مقام وصال را
حال ہو جون جلوہ گہ زیبا عروس | اور مقام آیا ہو خلوت با عروس | چون مقام آن خلوت آمد با عروس
جلوہ دیکھے یار اور اغیار ہو | اور فقط خلوت کو پائے یار ہو | وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز
جلوہ دے ہو خاص عام کو نکو تر | کشتی خلوت ہیں ہو خاصہ کو برس | جلوہ کردہ عام را خاصان را بر رس
اہل حال از بس ہما ہیں ہیں زیاں | اور کم اہل مقام اندر میاں | ہست بسیار اہل حال از صد یکے
منزل جاں ہی آسے آگہ کیا | اور سفر سے روح کے آگہ کیا | از سفرہائے گزرگاہش بود او
اس زمانے کو وقت اُسی نہ ملا | جس مقام قدس ہیں جلوہ خدا | وز مقام قدس اصل جلالی نہ ست
اس سے ہے اہ حسین تھی سیر غ جاں | پہلے اس سے از فنی نہ داں | وز ہوا سے کاندریں سیر غ بود
ہر ہزار اں آفاق سے اسکی بڑی | سیر کی امید و حرص ہو شاق تھی | ہر یکے پر و از ش از آفاق فزیں
ہو عمر نے پایا یار اغیار کو | پایا اسکی جان کو اسرار پر | چون عمر را اغیار را دیار یافت

وقف است بر طلبہ مدرسہ

قصہ جہاں کے ذہر سے عقل سلب	لازم و ملزوم و ثانی و سبب	صور جہاں در تماشا ہے مستقبلے	لازم و ملزوم و نافی مقتضے
نور نبی کا جور کے رد شنی	وہ عصا کش اور عصا سے ہو فنی	گر انکہ بینا کا زنور شش بازغ ست	از عصا از عصا کش فارغ ست

تفسیر آیۃ وہو معکم اینما کنتم اور بیان اوسکا

تفسیر آیۃ وہو معکم اینما کنتم و بیان آن

پھر کہ آیا قصہ پر ہین اب	اور گیا قصہ سو باہر تھا ہین کب	بار دیگر یا بقصہ آمدیم	ما ازین قصہ برون خود کی شدیم
ہمکل ہین کہ آؤن ہر خدان اوسکا ہو	علم ہین کہ آؤن ایوان اوسکا ہو	گر بجہل آئیم آن زندان اوست	ور بعلم آئیم آن ایوان اوست
خواب مین کہ آؤن گی کاست ہین	گر ہون بیدار اسکے قبضہ مین ہون	گر بخواب آئیم ستان و نیم	فندہ بیدار می پستان و نیم
گر ہین ہو دی ہر باران اسکا ہین	گر ہشیون ہین تی فشان اسکا ہین	بگریم ابر بر ارزق و نیم	ور بخندیم آذرخش برق و نیم
گر زون مین اسکا عکس قہر ہے	گر امن مین اسکا عکس مہر ہے	در بشم و خلق عکس قہر اوست	در بصلح و دہد عکس مہر اوست
ہم ہین کیا اندر جہان ہیچ پیچ	جون الف رہ خورد کھو کیا ہیچ پیچ	حاکم اندر جہان ہیچ پیچ	چون الف اوخورد پہ دار و ہیچ پیچ
جون بالف آب گر بحر ہو دی تر	ایک رہ اس رہ مین مقرر ہو دی تر	چون الف گر تو بحر می شوئی	آنرین رہ رہ مرو مغرور مشوئی
جہد کر تا غیر حق سے ہو تو دور	دل ازین دنیاے فانی سے ہو دور	جہد کن تا ترک غیر حق کنی	دل ازین دنیاے فانی برکنی
بے پتے ہے اعتمایہ بات ہے	کہ عمر تو سے اور رسول رہ سے	این سخن را نیست پایان آپسر	از رسول روم برگو دز عمر
جو عمر تھا بات یہ اُسنے سنی	دلمین اُسکے بس ہی اگر گئی	از عمر تحقیق آن مرسل ہمی رسید	روشنی در دیش آمد پدید
بھولا اصمد وہ سوال دہم جو	اور گیا اُس سو خطا وہم صواب	چون سخن پیشش سوال دہم جو بود	گشت قانع از فطانت رو بسود

سوال کردن رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

سوال کردن رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

اصل پانی چھپا دی گئی ہے ذرع	واسطے حکمت کہ پرشش کی شروع	اصل را دریافت بگذشت از فروع	بر سکوت کرد و پرسش شروع
صاف پانی ہو گیا گل مین خمان	اور رہی نیدی ہون مین تا بان	آب صافی در گلے چنہاں شدہ	جان صافی لب بہ بدان شدہ
فائدہ فرما کہ حکمت تھی کیا	مرغ کہ اندر قفس کے کیون رکھا	فائدہ فرما کہ آن حکمت چہ بود	مرغ را اندر قفس کردن چہ سود
بوے شکل بحث اب کرتا ہو تو	بندہ حرفون مین کرے سخن ہو تو	گفت تو بحث شکر نے کن	سعی را بندہ حرفے نے کن
قید کن تا سعی آزاد کو	بندہ حرفون مین کرے ہو یار کو	حبس کردی مستے آزاد را	بند حرفی کردۂ تو با و را
جبکہ تو نے فائدہ کو یہ کیا	کب تو اپنے فائدہ کو ہی چہا	از برائے فائدہ این کردۂ	تو کہ خود را فائدہ در پردۂ
جو کہ اُس سے فائدہ پیدا ہوا	کیہ تو نے دیکھے تو کہ ہر بکھو دکا	آنکہ آزد سے فائدہ زایدکے	چون نہ بیند آنچہ مارا دید ہ ست
یک دون ہین ہین مثل اسد اللہ ایک ہے	صد ہزاران فائدہ اوست و ہر یکے	صد ہزاران مثل این یک اند کے	صد ہزاران مثل این یک اند کے

دفتر اول مثنوی مولانا رومی

وہ دم خلق اسکا جاں ہیں ہو تو ۔۔۔ پیچ کو سنی سے خالی کیسے ہو ۔۔۔ آن دم نطق کہ جاں بخشاں ہے ۔۔۔ چون بود خالی ز سنی گوئی سہ است

تیر انطق دم کہ زہر کا جز ہو اب ۔۔۔ فائدہ ہو کل کا مل خالی ز عیب ۔۔۔ آن دم نطقت کہ جزو ہی مرد وست ۔۔۔ فائدہ شد کل و کل خالی چرا ست

تو ہو ہر اک جز فائدہ اپنا کرے ۔۔۔ ملعن کل پہ کیوں نہ داب تر کرے ۔۔۔ تو کہ جزو سے کار تر با فائدست ۔۔۔ پس چرا در لعن کل ارسی عودت

گستاخ گر بے فائدہ چیں بہ رہ بشر ۔۔۔ ہے اگر اہل اعتراض و شکر گر ۔۔۔ گفت سا گر فائدہ بنود مگو ۔۔۔ در ربود اہل اعتراض و شکر گر

لشکر حق بون ملوق سر گردن ہے ہوا ۔۔۔ نے ز سر شروئی سے ہو ذی جنگ ہے ۔۔۔ شکر حق چون ملوق سر گردن بود ۔۔۔ نے جدال و دز دش کردن بود

گر ترش روئی کا ہم راب لشکر ہے ۔۔۔ مثل سرکہ کون شکر اسکا کرے ۔۔۔ گر ترش رو بودن آمد شکر پس ۔۔۔ ہیچ سرکہ شکر گرے نمیشد کس

گر جگر مین راہ پاہے سرکہ کو ۔۔۔ کہ کہ ہوا سنگنبین شکرے در ۔۔۔ سرکہ گر راہ یابد در جگر ۔۔۔ گوہر شد سرکنبین او از شکر

شعر مین ہو جائے معنی خبط ہین ۔۔۔ سنگ گو ہن کی طرح اسبطہ ہین ۔۔۔ معنی اندر صورتے با خبط نیست ۔۔۔ چون حلا سنگ ست اندر بیضہ نیست

در بیان حدیث کان لی وقت مع اللہ لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل الحدیث مجلس مع اللہ فطیلس مع اہل التصوف

وہ رسول این چار پر پیچا شہ ہوا ۔۔۔ اور عاشق حضرت اللہ ہوا ۔۔۔ آن رسول اینجا رسید و شاد شد ۔۔۔ وا لہ اندر قدرت اللہ شد

وہ ہوا بے ہوش اک دو جام سے ۔۔۔ نے رسالت یاد نے پیغام سے ۔۔۔ آن رسول از خود بشد بیخود بماند ۔۔۔ نے رسالت یاد ماندش نے پیام

سیل آیا محو دریا ہو گیا ۔۔۔ ابر تیغ خس شکر سے ہوا ۔۔۔ سیل چون آمد بدریا محو شد ۔۔۔ رفع شد تیغ شمسی مو گشت

سیل آیا بحر مین دریا ہوا ۔۔۔ دانہ آیا کھیت مین کھیتی بنا ۔۔۔ سیل چون آمد بدریا کہ گشت ۔۔۔ دانہ چون آمد بزرع کشت گشت

نان مطلق جو آدم سے ہوئی ۔۔۔ نان مردہ تھی تو زندہ ہو گئی ۔۔۔ چون تعلق یافت نان با او بشد ۔۔۔ نان مردہ زندہ گشت و با خبر

مرہم و ہر زہ جو کہ آتش مین جلے ۔۔۔ ذات خلت آتش نمرانی ہوئی ۔۔۔ موم و ہیزم چون خدا آتش شد ۔۔۔ ذات خلت آتش نمرانی شود

شنگ سر سبز ہو کہ انگھبین مین پڑا ۔۔۔ ہو کے بنیاد ان محافظ ہو گیا ۔۔۔ سنگ سر سبز چو نکہ شد در یہ بیان ۔۔۔ گشت بنیاد شد آنجا دیو بان

ہو وہ عمدہ تخص جو خود ہی چھکا ۔۔۔ جسم زندہ وہین وہ بس جا کر ملا ۔۔۔ ای خنک آن مرد کز خود زندہ شد ۔۔۔ در رہ حق زندہ و پیوستہ شد

آہ وہ زندہ کہ مردون سے ملا ۔۔۔ ہے وہ مردہ زندگی اُس سے جدا ۔۔۔ وا ای آن زندہ کہ با مردہ نشست ۔۔۔ مردہ گشت و زندگی از دو بجست

جو ترآن غذاؤن سے پوسے ۔۔۔ انبیا کی روح سے جا کر ملے ۔۔۔ چون تو در قرآن حق بگریختی ۔۔۔ بار وان انبیا آمیختی

ہے وہ قرآن حال جملہ انبیا ۔۔۔ مچھلیان بین بحر پاک کبریا ۔۔۔ ہست قرآن حالہا ہے انبیا ۔۔۔ ہمچنان کہ ماہیان بحر خدا

گر پڑے قرآن عمل سے باز گنگ ۔۔۔ انبیا اور اولیا کو دیکھے ہے ۔۔۔ در بحر آنی در نہ قرآن در پذیر ۔۔۔ ہمچنان کہ ماہیان بحر خدا

مرغ کہ اسکو قفس زندان ہے ۔۔۔ مرغ جان تیرا قفس مین ہو ہے تنگ ۔۔۔ در پذیرائی چو پر بہ نوائی قفس ۔۔۔ مرغ کو اندر قفس زندانی ست

نے ہوائی ڈھونڈھے وہ نا دانہی ۔۔۔ انبیا اور اولیا کی ہین ولا ۔۔۔ رو ہوا کن تا قفسہا بر ستہ اند ۔۔۔ انبیا بر سپہر شائستہ اند

اس قفس سے جو کہ ہین وہ مین ہین ۔۔۔ انبیا اور اولیا کی ہین ولا ۔۔۔ رو ہوا کن تا قفسہا بر ستہ اند ۔۔۔ انبیا بر سپہر شائستہ اند

یہ آخرین باہر سے آتی ہے صدا
کہ ہائی کا یہ رستہ ہے سدا
اگر وہ گی واز شان آید بر ین
کہ ور دستن مرا نیست این

ہم قفس سے ہیں چھٹے اس راہ سے
نے قفس سے ہیں چھٹے خواص راہ سے
ما بر ین سیقیم بر ین نگین قفس
طیر این رہ نیست چارہ این قفس

آپ کو بیمار اور صاحبزادہ تو کر
تاکہ تو شدرت سے ہو تو دور تر
خویش را در تجرد سازد نزار
ما تواں پیروں کنند از استمار

خلق کی شدرت ہے اک قید گران
بند آہن سے نہ کم جانو یہاں
کاندکی ظلم نیز حکم ست
در رہ این بند آہن سخت ست

اس حکایت تم سنو یار و نرا
اک حکایت بشنو از سے نزیار مین
تا بہ انی شد رہ این بند عسیر

قصہ سوداگر کا کہ ہندوستان کو واسطے تجارت کے جانا تھا اور لیجانا پیغام طوطی مقید کا طرف طوطیان ہندوستان کے

قصہ بازرگان کہ ہندوستان بتجارت مے رفت وپیغام دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان

ایک طوطی پاس اک تاجر کے تھی
اور قفس مین تھا وہ مدت سے پڑی
بود بازرگانے او را طوطیے
کہ قفس مین تھا وہ مدت سے پڑی

جو سفر کا نام منہ سے نے کیا
اور سوے ہندوستان جانے لگا
چون بازرگان سفر را ساز کرد
چونکہ بازرگان سفر راساز کرد

بیزبان اور بیزوبی ہے وہ بیچارہ
واسطے تیرے مین لاؤن کیا بتا
ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود
ہر یکے از وے مراد خواست کرد

یہ کسی نے اپنی عرضون کو سنا
اُسنے وعدہ سب کے لانے کا کیا
گفت ہر تحفہ کہ آرم گرسے نمود
گفت ہر تحفہ کہ آرم گرسے نمود

بولا طوطی سے تو میری تم کہیو کیا
لاؤن مین ہندوستان سے کچھ بتا
جلد را وعدہ بداد آن نیکمرد
جلد را وعدہ بداد آن نیکمرد

بولی طوطی کو دہان مین طوطیان
تو جو کہیے حال میرا کر بیان
گفتش آن طوطی کہ انبا طوطیان
کارست از نسل ہندوستان

گر تجارت کی اور بھی اک مشتاق ہے
اور تقاضا ہے تو مین بھی وعدہ کرتا ہی ہے
چون بپرسی کین زحال من بیان
چون بپرسی کین زحال من بیان

واہ وا کیا ہے رکھتی ہے بسلام
چار و ناچار ہے دو شاد و کلام
گفت طوطی کہ اندر استیاق
کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست

یہ کہا لائق کہ اندر استیاق
یہ رہا کہ مین قید ہی رہون
گفت می شاید کہ من در بند بخت
بر شما کہ داد سلام و داد خواست

ایسی ہوتی ہے ذغاے دوستان
ایسی ہوتی ہے ذغاے دوستان
این سعادتہا شد کہ من در بند بخت
گر شما بر سبزہ گاہ بر وزخت

یاد تم یارو کرو اپنے مرغ کو
یاد تم یارو کرو اپنے مرغ کو
انچنین باشد وفاہاے دوستان
من درین حبس و شمار بدوستان

یاد یارون کی ہے نافع یار کو
یاد یارون کی ہے نافع یار کو
یاد یاران یار را میمون بود
یک صبوحی در میان مرغزار

یاد وہم ہمراہ ہو مشرق کے
یاد وہم ہمراہ ہو مشرق کے
اے بسا ہمراہ کہ ہمراہی کند
حاصلہ کان لیلی و این مجنون بود

اک پیالہ یاد پر سبزی پیو
اک پیالہ یاد پر سبزی پیو
اے بسا یاران کہ از خون خود
من قدحہا نوشم از خون خود

یا بیاد اس خاک پر رکھکے پیے
یا بیاد اس خاک بر رکھکے پیے
گر ہمی خواہی کہ بہی دادِ من
اے بسا دانین قناعہ خاک نیز

اے عجب وہ وعدہ وہ تحسین کہان
وہ لب شیریں کے وعدے ہین کہان
اے عجب آن عہد و آن سوگند کہ
اے عجب آن وعدہ ہاے آن لب چون قند کہ

بندہ عشق شدی ترک ہر دو عالم کن

صفت اول

بندہ عشق از خدا جوید و جز او ہیچ نخواہد

بندہ عشق شد از ہر دو جہاں آزاد آید

عاشق کل ہے وہ جو کل آپ ہی ہو

عاشق اپنا ہے کرے عشق پہ جو

عاشق ان دونوں کے مصدر پہ ہوا

دونوں ہی عشق سے ہیں یکساں کو پہ

وہ عجب بلبل کہ کھوئے ہو وہاں

نے یہ بلبل ہو ہنگامِ آتشی

عشق بلبل ہے کہ ہو عشق پہ شیدا

عاشق گل ہے وہ جو گل آپ ہی ہو

عاشق ان دونوں کے مصدر پہ ہوا

دونوں ہی عشق سے ہیں یکساں کو پہ

وہ عجب بلبل کہ کھوئے ہو وہاں

نے یہ بلبل ہو ہنگامِ آتشی

عشق بلبل ہے کہ ہو عشق پہ شیدا

صفت صاحب بازو و طیور عقول آلہی

ایسے شہ کی ہے وہ طولی جہاں کا

وہ ہو اک مرغ ضعیف بے گناہ

جو وہ روئے زار ہے لشکر و گلہ

حق سے ستوارہ پیام آیں ہے

اسکی شہ دولت نزد حق طاعت ہے

خاص اسکو ہر دم اک معراج ہے

خاکیہ پہ صورت و جان در لامکان

دم بدم کب آئے تیرے لامکان

اسکے متعدد ہیں مکان و لامکان

ہست بیان کرا اسکی ہیاب کہ کہ تا

صفت اولی انجمہ طیور عقول آلہی

کون ہے مرغون کا جو محرم ہوا

آسکے اندر ہے سلیمانی پاسپاہ

ہفت گردون پہ پڑے ہیں ظلمہ

ساطہ لبیک گروہ اک یا بیک

گھر آسکا جملہ ایماں سے ہو خوب

تاج پر اسکے رکھے حق تاج ہے

لامکان ہو فوق دہم ہا امکان

اور خیال آمین کرے تو ہر زبان

جیسے نزدیں پر میلا اہل جنان

پیت ہر سود اللہ اعلم بالصواب

قصہ طولی جان زنہیان بود

کو کیے کو محرم مرغان بود

واندرون او سلیمانی پاسپاہ

اندر از ہفت گردون غلغلہ

یا بی ندو شصت بیک از ندا

پیش کرش بلہ ایساے خلق

بر سر تاجش ہند حق تاج خاص

لامکانے فوق دہم سا کان

ہر دے در دے خیائے زادیت

ہم وزن واللہ اعلم بالصواب

دیگر سوداگر کا طوطیوں کو سنگل میں اور پیغام پہنچانا

اس سے سن یہ تا ہوں پھر آواز دینا
ایک سوداگر چلا اُسکا پیام
وہ ہر اصحاب داخل ہندوستان
گھر کو اُٹھا یا دلسں آواز دی
ایک طوطی طوطیوں سے کہا کہ
تا جر اس کہنے سے بس نادم ہوا
دوستو اس طوطی کی تنگ شیشہ پیں
کیسے میں نے کہا اس سے پیام
بر زبان اینہ سنگ آہن ہے ہی
سنگ در آہن نا رست تو صورت ہے
گو کہ تا ریکی دہر یا روئی ہے
تو در وہ ظالم کہ آنکھیں بند کر
اک سخن عالم کو ویران کر رہا ہے
جیسی دم جانیں میں اپنی اصل تا
یہ دو جانوں سے اگر بک اُٹھے
گر تو چاہے بات میری پر شکر
صبر بے پیل اشتہا سے حاتمان
صبر جو کر کے تو گردوں پر چلے

سوے مرغ و تاجر ہندوستان
تا کہ ہمنس کو پہنچائے سلام
طوطیوں کی سمت کے اندر طوطیاں
وہ سلام اور وہ الفت دیکھی جب
مرگئی اور گر پڑی بس خاک پر
بولا کیوں میں نے ہلاک اُسکو کیا
بگذرد جسم تہی اور ایک نفس
کیوں جلایا اسکو میں فی الحال کہ
اُس سے نکلے جو ہو اللہ کے
نے ہنسی سے اور نہ از راہ دلاں کے
بولی میں کیونکہ نہ شہ زار رہے
تماں سے عالم کو زیر و زبر
دو مژی کو شعبدہ گر ان کرتا ہے
زخم اک دم ایک دم مرہم نہیں
مثل عیسیٰ کے سو تو ہر جان ہی
مرہم کا عاوانہ کھا اور عیب کر
ہے یہ حلوا آ ترے سو کو بجان
جو کہ حلوا کھائے وہ واپس چلے

وہیں خواجہ ورد شت طوطیاں را و پیغام رسانیدن

باز بیکدیم از ین اے دوستاں
مرد باز رگان پذیرفت آن پیام
چونکہ در اصفہان ہندوستان رسید
مرغ اشاند پس آواز داد
طوطے از خط طیاں لرزید و بس
شد پشیمان خواجہ از گفت خبر
این گفتوشنید ست با آن طوطیک
این چرا کردی و چرا دادی پیام
این زبان چون سنگ آہن می شکست
سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف
زانکہ تاریکیست و ہر سو پیچ زار
ظالم آن قومے کہ میسان دولتند
مانے را یک سخن ویران کند
جانہا در اصل خود عیسیٰ دمند
گر جواب از جانہا بر خاستے
گر سخن نبود الٰہی آگہی
صبر باید مشتہای زیر کان
ہر کہ صبر آرد بگردون بر رود

سوے مرغ و تاجر ہندوستان
کر سپاند سوے جنس آدمی سلام
در بیابان طوطے چندے بدید
آن سلام و آن امانت باز داد
او فتاد و در دم جستش نفس
گفت نعتم در ہلاک جانور
این گرد و جسم بود در حال یک
سوختم بیچارہ را زین گفت خام
وا نیفتد محمد از زبان ہاچ ہاں آتش است
گر نہ دے نقل گوہر از درج لآل
در میان نیہ چون باشد سخنہا ر
زان سخنہا عالمے را سر و خست
در جہان مردہ را شیر ان کند
یک زمان خشم اند گیرد مہر ہا
گفت ہر جا نے مسیح آسا ستے
صبر کن از درس و این حلوا بخور
ہست حلوا آر زوے کو بکان
ہر کہ حلوا خورد و اپس نہ شود

تفسیر کلام شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

تو صاحب نفس ہے غافل تو اند خاک کے خون کھا ہے
کہ صاحبدل جو کھائے زہر بس وہ شہد نجاے
اہل دل کو وہ نہ کر ہاے زیاں — زہر قاتل کو اگر کھائے میاں
صاحب دل راند ارد آن زیاں — گر خورد او زہر قاتل را عیاں

تفسیر قول شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون می خور
کہ صاحبدل اگر زہرے خورد آن انگبین باشد

طالب مسکین تو بس بیمار ہے
ہست کرسے مطلب سے تو ہست ہی
جانا چاہو پہلے ابراہیم ہو
آپ سے دریا مین تو ہرگز نہ گر
اور اُٹھائے خانۂ نقصان سے
درکنا ناقص یہ سے خاکستر بنے
کام مین دست اُسکا ہی دست خدا
کیونکہ دایم کہ مین وہ ہے پیشوا
علم ناقص مین جو آئے جہل ہے
کفر کامل یہ سے وہ ملت بنے
کب بچے بے پیار رہنا چاہیے

آنکہ صحت یافت از پرہیز نیست
گفت پیغمبر کہ اے طالب جری
در تو نمرودیست آتش در مرو
چون نہ مشتاق ونے دریا پیے
او ز قعر بحر گوہر آورد
کاملے گر خاک گیرد زر شود
چون قبول حق بود آن مرد راست
دست ناقص دست شیطان بود
ہمچو آہن پیش او نرمش شود
ہر چہ گیرد علتی علت نشود
اے مری کردہ پیدا دہ ہا سوا

طالب مسکین سیان تبدیست
ہان مکن باپیچ سطلب بے مری
رفت خواہی اول ابراہیم شو
در سیگین خویش ازخود رہا پیے
از زیانہا سود بیرون آورد
ناقص ار زر بود خاکستر شود
دست اور کار ہا دست خدا ست
از آنکہ اندر دام تکلیف اوفتد
جہل شد سلبے کہ در ناقص بود
گنج گیرد کاملے سنت شود

تعظیم کردن ساحران موسی علیہ السلام را کہ اول تو عصا بیفداز

جادوگران عہد مین فرعون کے
یک موسی کو مقدم رکھتے تھے
ایسلیے کہتے کہ اہل حکم ہو
بولے نے تم پہلے اے جادوگرو
ایسقدر تعظیم دین سے وہ بچے
ساحرون نے قدر جانی آنکھ نے
کھانا کھاتا کامل دین کو ہے طلال
تو ہے اور وہ زبان نے مجلس تو
پہلے پوچھ پیدا ہووے خمیر نوش
ایک مدت منبد لب کو وہ رکھے
جب تلک سیکھے نہ رک سوسی سکے
اور کہے تو پوچھ والا سینے بلے
گر نہ ہو دین کان وہ تی تی کرے

ہمسری موسی سے بیش وکم نہ تھے
چاہو گر انکو کہ ہم رکھتے تھے
تم جو چیتے ہو عصا پہلے رکھو
جو تمہارے کہ ہین بان پر کرو
ہمسری سے دست و پا گنوا بیٹھے کئی
دست و پا ہیں جرم مین تکلے کئی
تو نہ کامل ہے نہ کھا اور کہ نہ حال
گوش کو فرمایا حق نے انصتوا
ایک مدت چپ رہے اور گل نہ ہو
کردگ اول چون نزاید شیر نوش
مدتے باید کہ تا یابد لب و دہنش
تا نیامزد دگمرید صد کلے
صد بنا شد گوش تی تی میکند

ساحران در عہد فرعون لعین
ایک موسی را مقدم داشتند
از آنکہ گفتند ش کہ فرمان آن تست
گفت نہ اول شما اے ساحران
اینقدر تعظیم دین شان را خرید
ساحران چون قدر آموزش یافتند
نقد دکمتہ ست کامل را طلب
تو چہ گوئے اوز زبان نا مفیدِ تو
گوشہا را حق نفرمود انصتوا
مدتے خاموش بود او ہمچو گوش
از شنگرفیان سخن آموختند
در گریبد مشکر گریبے کلکے
خویش را گنگ کسی نیکند

ہمچو مری کردہ با موسی نکین
ساحران اور اکرم داشتند
گر تو میزاہی عصا افگن نخست
افگنید آن کہ ہا را و سپان
گر مری آن دست و پا اشان برید
دست و پا در جرم آن در بافتند
تو نہ کامل مخور سیاش لال
گوشہا را حق نفرمود انصتوا
مدتے خاموش بود او ہمچو گوش
از شنگرفیان سخن آموختند
در گریبد مشکر گریبے کلکے
خویش را گنگ کسی نیکند

پھر کہنا سوداگر کا طوطی کو جو کچھ ہندوستان مین دیکھا تھا

جبکہ تاجر نے تجارت کی تمام — تو نگہ کر اپنے وہ پیشہ کام
ہر غلام اپنے کو تحفہ بس دیا — اور ہر لونڈی کو بخشا جو کما
بولی طوطی سیر اتفاقے ہے کہان — جو کہ دیکھا اور کہا ہو کر بیان
بولا زید مین پیشیان اس سے ہون — ہاتھ اپنا چاہتا ہون کیا کہون
کیسے پیغام بہیدہ کہا — سب وقوفی سے مین اس کی ہکا بکا
بوس سوداگر پشیمان کیلئے — غسم وغصہ سے پشیان کیلئے
بولا طوطی اس شکایت کو کہا — اس گروہ طوطیان سے برملا
ایک طوطی زید میرا سنتے ہی — دل چلا اسکا وکا بچی مرگئی
ہون پشیان کیلئے مین نے کہا — پر کہا جبکہ پشیانی سے کیا
مکتہ کہ نکلے زبان سے نادہان — جون کمان سے تیر نکلے بے گمان
تیر پھیرا پھر نہین واپس پھرے — جون کمان سے تیر نکلے بے گمان
سر سے گذرا تو جہان گھیرے دریا — گر جہان ویران کرے تو کیا عجب
نصیب مین پیدا اثر ہین نحل کے — اور اثر اسکا نہ حکم خلق سے
یہ نہ کہ سب ہو مخلوق خدا — اس اثر کی ہے پھر نسبت ہو کیا
تیر تقدیر نے جو عمرو کو — اور نگایا تیر جادو عمرو کو
درد پیدا اس سے ایک مدت رہے — درد پیدا حق سے وہ زید سے
عمر و مین اک درد وہ پیدا کرے — مدت اس جاتا اجل باقی رہے
اس اثر کے درد سے جب وہ مرے — زید تو قاتل سبب اول مین ہے
درد کو پھر زید کے نسبت کرو — گرچہ جملہ صنعت حق سے ہے صدر
اسطرح کسب اجماع کر دفور — وہ اثر ہے بس سلیم حق کا ضرور
رہ اثر کی بند سببون سے کرن — یعنی پشیان تو رہے ہو مرد ہی
اولیا قدرت رکھے اللہ سے — تیر جو پھرتا ہے راہ سے
قول کو بے قول ہمت سے کرو — کامیاب ویتے نے اس سے بھلے

باز گفتن بازرگان با طوطی انچہ در ہندوستان دید و شنید

کرد بازہ گان تجارت اختتام — باز آمد سوے منزل شاد کام
ہر غلامے را بیاورد و ز ارمغان — ہر کنیزک را بخشید ارنشان
گفت طوطی را ز ارمغان چہ خواہ — انچہ دیدی وانچہ گفتی باز گو
گفت نے من خود پشیمانم ازین — دست خود خایان و انگشتان گزان
گر چرا پیغام خامی داد گزاف — بردوم از بے دانشی واز نشان
گفت اے خواجہ پشیمانی چہ سود — چیست این کین خشم و خم تقصیر چیست
با گروہ طوطیان چنان تو — گفت گفتہ آن شکایتہا ے تو
آن یکے طوطی زدردت ہا بمرد — من پشیمان گشتم این گفتن چہ سود
لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود — ہمچو تیرے دان کہ جستہ از کمان
گفتہ کہ آید بسوے ناگہ از زبان — شد بنا بدکرد و ہیچے بر نداشت
ور نگردد از رہ آن تیر ایمنیست — گر جہان ویران کند بنود نگفت
چون کند شت از سبب ہا کے گزشت — فعل کار غیب انر بنہاد نیست
وان موالید ش بحکم حسابی نیست — سبب شریکے جملہ مخلوق خداست
آن موالید انچہ بہ نسبت شان بجاست — عمر در آنگہ گفت تیرش ہمچو تیر
زید پیرانہ تیرے سوے عمرو — ور بہار آفرید حق نہ مرد
مدتے سالے ہے زایکدہ ور — عمر و دائم ماند مدد در دو دل
عمر و دائم ماند مدد در دو دل — زید تو قاتل سبب اول مین ہے
زان موالید موج چون مرد او — این وجہا را بہ دو سبب دان
ہمچنین کسب دوام جماع — تا کہ موالید ست حق را مستطاب
بستہ در ہا ے موالید از سبب — چون بپایان شد ولی در دست رب
اوبدہ ہمت قدرت از آلہ — تیر جستہ باز آرد پیش زراہ
گفتہ ناگفتہ کند از لوح یاب — تا ازین نے سبز سازد نے کتاب

سب دلوں سے جو گرہ وا ہیں کریں
آیہ بد اور محو وہ باتیں کریں

ہمت و برہان اگر ہے چاہنا
پڑھ لے اس آیت کو اور فسقیا

آیۃ انسوکم ذکرہ پڑھو
یاد نہ رکھنے قوت نسیان کو

از پئے نسیان پڑھ وہ قدرت یکمن
سب دلوں پر خلق کے قابو ہیں

بادمیں گر نسیان سے ہو واہ نظر
گر یکیں کب کام گر ہیں باشد

فعذ ما اتوا حنریۃ کو اے کلم
پڑھ لے اس آیت کو انسوکم

صاحب قرنا شما ہے
صاحب دل بادشاہ ہیں جان کے

دیکھی شانع ایک عمل ہے بالگمان
نے مجھ درد میں لیکن نہ پیشان

قدر جن چلی انھیں جن کے لکھتے
جن بے تیلی کی خبر کی جاتے

جوذ غوشی خلق اور انکی یاد
اہل مرکز تشع کرتے ہیں بیان

پس ہزار ان نیک رہ کو وہ ولی
پاس انکے ہے انھیں قرآن کا

اس صحف کو گوہر درج ہیں
کرتے ہر شب انکے دل پر ہیں جلی

وہ مقام اندیشے پیغمبر بھی ہیں
اس صحف کو گوہر درج ہیں

عقل و پیشہ تیرے پاس ہے آرزا
آگہی جانیں ہدایت سوز ہیں

پیشۂ زرگر تو آہنگ نہ لے
کھوٹے تجھ تا وہ در سیاب کا

خلق اور پیشے ہیں مانند جنیز
تو نہیں خوشخوئی کی بو خو کو لے

جو کہ صورت ہو سے غالب جسم پر
سوے مالک آئیں روز رستخیز

خلق و پیشے بعد بیداری دوچند
پھر وہی مالک کو ملتے ہیں شتاب

صبح کر پیشے راند پیشے جو ہیں
اس جگہ کے بیع ہیں کی تو وہیں

جون کبوتر ہائے قاصد شہر ہے
شہر اپنے کو وہ نامہ لائے ہے

جسکو دیکھے اہل اپنی کو طرف
طرز جرح کل کی طرف اپنی کرے

فعذ ما اتوا حنریۃ اہل السمو

دیکھ تا جر نے جو وہ ہے ماجرا — تشنہ پا اور ہاری زمین پر بس کلا
دیکھا جو اس گلہ راس پاس — خواجہ کو دامن گریبان پھاڑ کے
بولا اے طوطیِ خوش الحان مری — ہائے کیا آفت ہے کیسی الٰہی ہوئی
حسرتا اے مرغِ دورِ غم مرے — حسرتا اے محرم و ہمدم مرے
حسرتا اے مرغِ خوش الحان مرے — راحتِ جان اور فرحتِ روحِ ان مرے
گر سلیمان پاتا ایسے مرغ کو — پھر نہ مرغوں سے وہ ہرگز لاڑ جر
اے مرغ ایسا مجھے ارزاں ملا — جلد میں نے اس سے کر دی مول
اے زبان بے سی تو میری ہے زبان — تو ہے گویا کیا کروں تجھ سے بیان
اے زبان ہم گنگ و ہم خرمن تو ہے — کب تلک یہ آگ خرمن بیچ تو دے
ہمچو من جان تجھ سے بس لاکر سے — وہ کہے جو گرچہ تو ایسا کرے
اے زبان ہم گنج ہے پایاں ہے تو ہی — اے زبان ہم رنج بے درماں ہے تو ہی
صد فقیر و کدخدا ارزان ہے تو ہی — ظلمت کفر اور شیطان ہے تو ہی
ہم گمہان ہم ہر خان تو ہی — ہم انیس و وحشت ہجران تو ہی
کیان ملکو تو دے اے بے امان — تو نے کینچی مجھے کیسے سے کہاں
اب اڑایا تو نے میرے مرغ کو — اسقدر مجھ پر ستم مت کر یہ تو
یا جواب اب کے مجھے یاد اور دے — یا تو عشرت کی مجھے اب یاد دے
حسرتا اے تو ظلمت کش دے — حسرتا اے صبح روشن دش مرے
اے میرے مرغِ خوش پر واز تو — انتہا سے ارگیا اعزاز تو
سخ کا ماشق ہے ناداں تا ابد — آگہ و لا اقسم ذرہ تا ثنی کبد
سخ سے عاشق ہوا روے شریک — صاف کف شے مین ہوا جو سے قریک
حسرتا یہ اضیاعِ دیہے — امتناعات کی منجھے اتیہے
غیرتِ حق دق سے چاہ و نے — حکم حق سے کو نا دل پارہ نے
وہ ہے غیرت کدہ سبا کی غیرہے — اور زیادہ ہمچو بیان رنگ کے
ہائے ہوتے اشک گر در بار سے — تا کردہ قربان ہوتے یار سے
طوطی میری مرغ زیرک تھی مری — کہنے والی میرے اسرار کی تھی
خواجہ چون دید خس قنادہ بہ آہنین — چون بدین رنگ دید جای آہنین
گفت آے طوطی نو بہ و خوش نہ نہین — ہے چہ بودت بین ید انگشتی چنین
ای در یغا مرغ خوش راز من — اے دریغا ہم و ہمسیار من
اے دریغا مرغ خوش الحان من — راح روح و روضہ رضوان من
گر سلیمان را چنین مرغے بدے — کے دگر مشغول آن مرغان شدے
زود در راز در دے او بہ تا فتم — اے مرغ ایسا مجھے ارزان ملا
چون تو ئی گویا بہ گویم مرتزا — اے زبان تو بس زیانے مر مرا
چند این آتش درین خرمن فتی — اے نشان ہم آتش و ہم خرمنی
گرچہ ہر چہ گویش آن مسکند — در زمان جان ترا تو افغان مسکند
اے زبان ہم رنج بیدرمان توئی — اے زبان ہم گنج بے پایان توئی
ہم بلیس و ظلمت و کفران توئی — ہمچو غیر و مثل و ہمتا ان توئی
ہم انیس و وحشت ہجران توئی — ہم غیر و ہمسر و ہمتا ان توئی
اے توزہ کردہ یکمین کان کان — چند انام میدہی اے دل امان
در چہ آگاہ ستم کم کن چہ — تک بتیر امید ہ مرغ مرا
یا مرا اسباب شادی یاد دہ — یا جواب من بگو یا دار دہ
اے دریغا روز افروز من — اے دریغا نور ظلمت سوز من
از انت پر بیدہ تا آخر دمن — اے دریغا مرغ خوش پرواز من
خیز ولا اقسم بحون تا ئی کبد — عاشق مرغ ست و ان تا ابد
از کبد فارغ شد م بار دے تو — ور بدہ بعدانی بدم در جے تو
ور ز جود و لطف خود مبر دمن ست — اے دریغا ان خیال بر دمن ست
کو دلے کز حکم صد پارہ نیست — غیرت حق بود و راہی چارہ نیست
زانکہ انبود ن الجبان ود عدمست — غیرت آن باشد کہ او غیر ہم ست
تا نشاند رلب سد ریا قدے — اے دریغا اشک من در یا بدے
ترجمان فکرت و اسرار من — طوطی من مرغ زیرک سار من

بر جید ولد دگر را بر دمین
خواجہ بر جست و گریبان را درید
ہے چہ بودت بین ید انگشتی چنین
اے دریغا ہم و ہمسیار من
راح روح و روضہ رضوان من
کے دگر مشغول آن مرغان شدے
زود در راز در دے او بہ تا فتم
چون تو ئی گویا بہ گویم مرتزا
چند این آتش درین خرمن فتی
گرچہ ہر چہ گویش آن مسکند
اے زبان ہم رنج بیدرمان توئی
ہم بلیس و ظلمت و کفران توئی
ہم انیس و وحشت ہجران توئی
اے توزہ کردہ یکمین کان کان
در چہ آگاہ ستم کم کن چہ
یا مرا اسباب شادی یاد دہ
اے دریغا روز افروز من
از انت پر بیدہ تا آخر دمن
خیز ولا اقسم بحون تا ئی کبد
ور بدہ بعدانی بدم در جے تو
ور ز جود و لطف خود مبر دمن ست
کو دلے کز حکم صد پارہ نیست
زانکہ انبود ن الجبان ود عدمست
تا نشاند رلب سد ریا قدے
ترجمان فکرت و اسرار من

آئے پہلے تھا کیا باپ ہوا
پہلے تن سے دور کھے آغاز ہی
عکس اُسکا دیکھے تو اندر جہان
دار کے مانند تو ظلِ اس سے لے
جان بلا ہے پیر ورش تن کے لیے
سما جلا دے گھاس آتش سے مری
سوختہ وہ ہے کہ جو وہ آگ سے
چاند ایسا ابر میں بس چھپ گیا
ہجر کا بس شہر تو خونریز ہے
کیسا ہو جو ہاتھ میں وہ قدح لال
اور بسیط دشت ہو زیادہ دوے
تو نہ بزدیدہ اسے رکھ قرار
قافیہ دولت مرا تو ہے مکہ
کیا ہے آواز ایک یا گو خدا سے
تا بغیر ان تین کے نجھ سے کروں
قصے کتنا ہوں تو جو سر جہان
اور نہ وہ دم جانتا ہو جبرئیل
حق نے غیرت کو کہا ہے اسکے فن
مین نفی ہوں اور اثبات سے
اور عزت کھو کے لی ہیں دو تین
جملہ ست ہین ست اپنی مستی
خلق مردہ اپنے مردہ کہ ہی
تشنہ وہ کہ تشنہ کرتا ہو اپنا نگاہ
جملہ عشقان عشق و عشق عاشقان
عاشقان عشق و عشق عاشقان

ہر چہ روزی بود و نا داد ہم
طوطی کاید دروی آواز ہو
اندرون تست آن طوطی نہان
می برد شاہد ت را گوشہ راز
اسے کہ جان از ہر تن می سوختی
سوختم من سوختہ خواہد کسے
سوختہ چون خایل آتش بود
اسے صدا نیا اسے ندا نیا اسے ندیر
چون نہ دم کا تش دل تیز شد
آنکہ او پیمانہ خود تند ست دست
شیر ستے کز صفت ہیرون بود
قافیہ اندیشم و دلدار من
خوش نشین ہے قافیہ اندیش من
حرف چہ بود تا تو اندیشی از ان
حرف و صوت و گفت را ہر ہم زنم
آن رسے کز آدمش کردم نہان
دان رسے کہ آگہ گفتہ خلیل
آن رسے کز دے سیہ دم نہ زند
ما بہ باشد در نفی اثبات و نفی
من کسے و نا کسے در یا فتم
جملہ شاہان پست خود بینی
جملہ شاہان بردہ خود ہا
می شود صیاد مرغان را شکار
دلبران بر بہ لان تشنہ بجان
ہر کہ عاشق دید کہ معشوق دید

اور اول گفت تا یا تو آدم
پیش از آغاز و بود آغاز ام
عکس او دارید تو بر ہین و آن
می پذیرد عکس اچون وا دانید
سوختی جان را و تن افروختی
تا ماند سم آتش زنہ اندر خسے
سوختہ لبتان کہ آتش گرش بود
کا پنجان را بے نہان خندہ زنین
شیر ہیر آشفتہ و خونریز شد
چون بود پر چون او قصع گیر دست
از لبسیط مرغزار افزون بود
گوید ہم مندیش بزدیدہ ارمن
قافیہ دولت توئی در پیش من
گفت چہ بود خوار و بود ارزان
تا کہ بے این ہر سہ با تو دم زنم
با تو گویم اسے تو اسرار جہان
حق زغیرت نیز لے با ہم نزد
من نہ انبا تم نہ بے ذات نفی
پس کسے و نا کسے در یا فتم
جملہ شان پست خویش را
جملہ خلقان مردہ و مردہ خواند
تا کہ نہ نگاہ ایشان را شکار
جملہ عشقان عشق عاشقان
کو بہ نسبت ہست ہم این ہم آن

نشنوی نوسے زمے چون حکایت میکند
از جدائیہا شکایت میکند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح درد اشتیاق

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

من بہر جمعیتی نالان شدم
جفت بدحالان و خوشحالان شدم

ہر کسی از ظن خود شد یار من
از درون من نجست اسرار من

سر من از نالہ من دور نیست
لیک چشم و گوش را آن نور نیست

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست
لیک کس را دید جان دستور نیست

آتش است این بانگ نای و نیست باد
ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

آتش عشق است کاندر نی فتاد
جوشش عشق است کاندر مے فتاد

نی حریف ہر کہ از یاری برید
پردہ ہائش پردہ ہائے ما درید

ہمچو نی زہرے و تریاقے کہ دید
ہمچو نی دمساز و مشتاقے کہ دید

نی حدیث راہ پر خون میکند
قصہ ہائے عشق مجنون میکند

محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست
مر زبان را مشتری جز گوش نیست

در غم ما روزہا بیگاہ شد
روزہا با سوزہا ہمراہ شد

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بماں اے آنکہ چون تو پاک نیست

آب کم جو تشنگی آور بدست
تا بجوشد آبت از بالا و پست

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد
ہر کہ بے روزی شد روزش دیر شد

ما سمک وار ایں لب دریا خوشیم
ہر دمے از وے دمے ماہی شویم

ہر کہ او بیروزی ما روزی اوست
ہر کہ او بیگانہ ما بیگانہ اوست

ہر کہ او بیگانہ ما بیگانہ اوست
ہر کہ او بیروزی ما روزی

پیرایہ بیانی ترجمۂ مثنوی مولوی معنوی

وفی معنی قول النبی علیہ السلام ان اللہ سبعین الفا من خلقہ یرد انا اغیرہ منہ واللہ تعالی اغیر منی ومن غیرتہ حرم الفواحش ما ظہر منہا وما بطن

وفی معنی قول النبی علیہ السلام ان اللہ سبعین الفا من خلقہ یرد انا اغیرہ منہ واللہ تعالی اغیر منی ومن غیرتہ حرم الفواحش ما ظہر منہا وما بطن

شعار عالم ہے غیور را سوا اسکے
مثل جان حق او چہان حق بن کا الید
اسکو محراب خانہ اسکی ہی عین
جو کہ شہ کا ہو گیا ہے جارہ دار
جو کہ سلطان کا مصاحب ہو گیا
دست بوسی شہ کی جو ہو گئی نگاہ
سر کو کٹوا پاؤں پہ بندست ہو گر
شہ کی غیرت آن اسی پر جو کر لو
غیرت حق سمجھے گی تم سے خیال
اصل غیرت جانو تم اللہ سے
چھوڑ کر یہ شرح کرتا ہوں گلا
روئوں میں روٹا خوش آتا ہے مجھے
کیوں نہ ہوؤں مثل شہاب روز بے
ناخوش و خوش فی اسکی ہی مجھے
میں جان جاشن اپنی رنج و درد و بے
خاک غم سر پہ کروں میں آنکھ میں
اسکی خاطر شک برساتی ہی خلق
جلتن جاں ہی میں نکایت کرتا ہوں
دل ہی کتا ہی نار اضی سے ہیں
راستی کر تو ہے لحن راستان
استان و صدر رمی میں کمان

شعار عالم ہے غیور را سوا اسکے
مثل جان حق او چہان حق بن کا الید
اسکو محراب خانہ اسکی ہی عین
جو کہ شہ کا ہو گیا ہے جارہ دار
جو کہ سلطان کا مصاحب ہو گیا
دست بوسی شہ کی جو ہو گئی نگاہ
سر کو کٹوا پاؤں پہ بندست ہو گر
شہ کی غیرت آن اسی پر جو کر لو
غیرت حق سمجھے گی تم سے خیال
اصل غیرت جانو تم اللہ سے
چھوڑ کر یہ شرح کرتا ہوں گلا
روئوں میں روٹا خوش آتا ہے مجھے
کیوں نہ ہوؤں مثل شہاب روز بے
ناخوش و خوش فی اسکی ہی مجھے
میں جان جاشن اپنی رنج و درد و بے
خاک غم سر پہ کروں میں آنکھ میں
اسکی خاطر شک برساتی ہی خلق
جلتن جاں ہی میں نکایت کرتا ہوں
دل ہی کتا ہی نار اضی سے ہیں
راستی کر تو ہے لحن راستان
استان و صدر رمی میں کمان

حق کی غیرت غالب اس عالم پہ ہے
کا بد بتا ہے جان سے نیک و بد
اسکا ایمان سے بھلا کب آدمی
پیش شہ کر دے تجارت اسکو خوار
اسکو در پیر بتیا ہے نار وا
پاے بوسی میں آسے ہو گی نگاہ
آگئے اس خدمت کے ذلت ہو گی
رکھے بولے کر حاصل پوچھ رہا
غیرت مرد ہی جسکی مثال
خلق کی غیرت ہی اسکی شاخ ہے
ظلم سے دل بر کے جو ہی وہ دلہ
دو قوں عالم سے وہ نا راہ ہے
میں نہیں مستوں کو کیا میل و کار
بے وصالی اس کے روز افزوں ہے
جان فدا اس یار دل آزار پہ
واسطے خوشنودی اس دلدار کی
دو قوں پر چشم نا پر ہیں
ہیں و گر ہر اشک اسکو جاں فشاں
میں شاکی ہوں روایت کرتا ہوں
اور نفاق ظاہری سے ہیں نہاں
آ بجاے صدر میں ہیں استان
دل میں موج یار میرا ہی جہان

جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق
از چو جان ست و جہان چون کالبد
ہر کہ عراب خانش گشت عین
ہر کہ محمد منتہا مرا و را جارہ دار
ہر کہ با سلطان شد و از خشین
دست بوسش چون بر آرد از نشاط
گر چہ سر بر پا نہد او بر ہر کہ او
شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او
غیرت حق بر مثل گندم بود
اصل غیرتہا بداند آنکہ او
شرح این گفتار ام و گویم کلہ
ناظم این را نالہ با خوش پیش
چون نہ نالم تلخ از دستان او
چون نباشم ہم چو شب بے روز او
ناخوش او خوش بود در جان من
عاشقم بر رنج خویش و درد خویش
خاک غم بر امر سر سازم ہمی
اشک کان از ہر او بارند خلق
من ز جان جان حکایت میکنم
دل ہمی گرید از و رنجیدہ ام
راستی کن آے تو فخر راستان
آستان و صدر رو معنی بگاست

بر و در غیرت بین عالم ہمی
کا بد از جان چہ پیر و نیک و بد
سوے بیان نقش طوطی حال تنگ
ہست خسران ہر شاش پیش تہاں
رو منش شستن تو بینی خوبتر
گر گزینہ بوس یا بانہ گناہ
پیش آن قہ ست خطا و زلت ست
بوگزینہ بعد ازان کہ دید رو
گاہ جنس من غیرت مرد بود
آن غلطان فرع حق ہے نشتباہ
از دعا ہاے آن بگار رہ دلہ
از دو عالم نالہ و غم با پیش
چون غیر در حلقہ ستان او
بے وصال آن روز روزا فرد زار
جان تہ آیا رد ل رجان من
بہر خوشنودی شاہ فرخ نہیں
تا نار گوہر پر شود و دو کبر چشم
گوہر ست و اشک پند ند خلق
من ہم شاکی روایت میکنم
وز نفاق ست می خندید ام
آے تو صدر من درت مدا آستان
ما من کو تو ان طاعت کان یا ست

قیمت فی جلد ۱۰۹۵

صبح میری چل تیرے نور سے | ہے صبوحی باده منصور سے | نافت نور صبح ماز نور تو | در صبوحی باسے منصور تو
جو حق جو ایسی رکھتی ہے مجھے | کیا ہی باده چو خوشی آویگا مجھے | داده حق چون چنین دارد مرا | باده کو بود ما طرب آرد مرا
جوش سے سائل ہی پیہ جوش سے | پر نہ پھر کرانگے سیہ ہوش سے | باده در جوشش گر از جوش است | چرخ در گردش گر از هوش است
باده سے دوست ہوئے اس سے عین | مجھ سے عالم مست ہوا اس سے عین | باده از ماست شد نے ما ازو | عالم از است شد نے ما ازو
ہم عین زنجیر اور تن جان ہم ہو | خانہ خانہ تن کیا جان موم کے | ما چو نبود یم تعالیما چو موم | خانہ خانہ تن کرده قالب راچو موم
یہ ہی بے عدد بات تا بہ کی کہو | کیا ہو اور پیش عجب اس مرد کو | پس دراز است این حکایت خواجگا | تا شود پیدا کہ چون شد حال زار

بقیہ جوع شدن بحکایت خواجہ تاجر — بازرجوع شدن بحکایت خواجہ تاجر

حکایت خواجہ تاجر کی | یا تین کرتے تھا پر شان سی میں | شعلہ بر آمد آتش زد در دو جہان
گاہ و شنگ گاہ نازو رنگ کی | گاہ خواجہ بندہ وہ تفریق گر بجاز | گاہ بندہ سوداے تفریق گر بجاز
خوش تماشا اپنی بچانے جان کو | ماہ تا ہی ہاتھ سر تنگے پے دور | دست او در سر گیا ہے می نماند
تا پکڑے اس خط سے کی نی ہاتھ | ہاتھ پاؤں ما نہ ہیں ہر اک ہاتھ | تا کہ او می دست گیرد در فطنہ
دوست رکھے دوست حال اس کا کہ | سر مشوش ہو دو فطنت ہے کلہ | دوست دارد دوست را در تنگیہا
جو کہ شہ ہو دو نہیں بیکار جو | او فرشتہ کہ نہ دو ہو بیمار سے | آنکہ او شاہ است او بیکار نیست
اسلیے کہتا ہو حمان آسے پسے | اول تو ہم ہو فی شان سے پسے | اول تو ہم ہو فی شان آسے پسے
خود کہ تم ہیں اس ہ میں رکھے | تا دم آخر نہ تم نہ خارغ ہو | ہمچنین رہ می تراش تا خارغ ہو
تا دم آخر ہو آخر دم کوئی | ہو عنایت تجھ سے اہل زار کی | عنایت باشد از صاحب سرے بود
مرد ہو یا زن ہو کہ شش جہت | گوش و چشم شاہ جان زن ہو | گوش و چشم شاہ جان بندست
جھر رکھا باہر قفس سے جو اسے | اڑ گئی وہ طوطی جانب شاخ سے | طوطیک پرید تا شاخ بلند

باہر رکھنا سوداگر کا طوطی کو پنجرے سے اور اڑجانا اسکا — بیرون انداختن مرد تاجر طوطی را از قفس و پریدن آن

طوطی مردہ وہ ایسی اڑ گئی | قفس سے جو شرق کی پرواز کی | طوطی مردہ چنان پرواز کرد | کاو تاب از شرق تا غرب آورد
دیکھ تاجر رنگ ہوا انداز مرغ | بے پر نے دیکھا نگا کر انمرغ | خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ | جنبش نگ بدید اسرار مرغ
منہ اٹھا کہنے لگا بلبل سے | حال سے کچھ آگہی اپنے تو دے | روے بالا کرد و گفت آمین بسے | از بیان حال خود مان دو نصیب
کیا کیا آسے وہاں سکیں جو تو | مکر سے کی بند میری آنکھ کو | دو چہ کرد آنجا کہ تو آموختی | چشم ما از مکر خود بر دوختی
خود کیا کر اور حلاکی جان مری | اور حلا کر مجھکو خود رہنما ہوئی | ساختی مکرے و مارا سوختی | سوختی مارا و خود افروختے

ابوالمعالی خمل سے پند اُسنے دی — گر تو باتین چھوڑ اور آواز بھی — گفت طوطی کو بغلیم سپند داد — گر رہا کن طوطی آزاد و کشاد

کیونکر اس آواز سے تو ہو جھنپسی — اس نصیحت کے لیے وہ خود ہی — ترا تنگہ آواز تر اور سب کرد — خوریش اور مردہ ہے این بند کرد

یعنی اے گویائے بزم عام خاص — شکل میرے مُردہ ہوتا ہے خلاص — لیتے اہ مطرب شدہ یا عام خاص — مردہ شو چین من کہ تا یابی خلاص

دانہ ہو تو مرغ سب تجکو چگین — فتنہ ہو تو لڑکے سب تجکو چھیڑیں — دانہ باشی مرغ گفت بر چنند — غنچہ باشی کودکان بر کنند

گر نہان دانہ و بالکل دام ہو — گر نہان غنچہ سیاہ بام ہو — دانہ پنہان کن بگلی دام شو — غنچہ پنہان کن گیا ہ بام شو

بسنے اپنے مسن کو طاہر کیا — سو بلا کو اُسنے اپنے سر لیا — ہر کہ داد او حسن خود را بر فراد — صد قضاے بستہ آرد بر وفاد

چشم ہو اور خشم و کینہ اور رشک — سر پہ برسیں اُسکے مثل آب تشک — بیشمار و خشمہا در سک ہا

دشمن اُسکے وقت کو طاک کریں — دوست اُسکے وقت کو غمناک کریں — در ستان ہم ہو دگاہش می درند

جو ہوا دیسے سے غافل ہوا — اس زبردستی وہ قیمت جاتی رہی — آنکہ غافل بود از گشت بہار — اوپہ واجب قیمت این روزگار

چاہیے تجکو پناہ حق مین جا — لطف کھتا ہو وہ دھوکا سیا — در پناہ لطف حق باید گرفت — کو بہر ازان لطف ہر سو می شگفت

تا پناہ اُسکے تو کیا ہی پناہ — آبسو آتش ہو اُسے سب تیری سیاہ — تا پناہے یابی اگہ پہ پناہ — آب و آتش مرترا گردد رہا

نوح علیہ السلام کشتی — نسے عدو پر کین سے دو قا ہو ہوا — نوح و موسے آمدند دریا بدست — نے برا ہ افشان کہ کین قصا بشست

تھی نہ قلعہ آتش ابراہیم پہ — تار و ھوان کلاہ دل نمرود سے — آتش ابراہیم را نے قلعہ بود — تا حمایتہا و رادل نمرود

دشمنان کو تنگ تو دا ہین — کوہ یحیی را نرسد سوے تو ہیچ — تا حمایت باشد از جنبندہ گان

بولا اے یحیی تو بچو مین بھاگ — ہاگ رون تینون سے مین ہی بیا — گفت اے یحیی بیا در من گریز — از حمایت باشد از جنبندہ گان

رخصت کرنا طوطی کا سوداگر کو اور اُڑ جانا اُسکا — وداع کردن طوطی خواجہ را و پریدن او

پند گی طوطی نے اسکے بے نفاق — چہ کہا اُس سے سلام اللہ کہا — بعد ازان گفتش سلام افراق

الوداع خواجہ دلمن کو مین چلی — قید ظلمت سے کیا تجکو رہا — الوداع او کردی مرحمت

الوداع خواجہ دلمن کو مین چلی — سلطنت تیری یہی ہو آزادگی — الوداع اے خواجہ نعمت ہا دلمن

خواجہ بولا فی امان اللہ تو جا — راستہ تجکو بتلا دیا — خواجہ گفتش فی امان اللہ بر

اپنے ہندوستان اصلی کو گئی — بندگی طوطی اسکو راحت بس ملی — سوے ہندوستان اصلی رہ بگشت

فکر کی خواجہ نے تجکو ہے یہ پند — تا مین ہون اُن اصل کا پابند — خواجہ با خود گفت کین پند پسر ست

کہدی جان کم بجا طوطی نے یہ — جان رہ جو در رہے یحیی کے ہو — جان سن کہتر طوطی کے بود

تن تفضل ہر خدا جان کو ہو گیا — داخل خار ی کے کو دین و دل — تن گفش فصل ست دزان شیخ ما

در تعلیم خلائق و انگشت نمائی کا

یہ کہے اس سے ترا ہمراز ہو جان
وہ کہے اس سے ترا جانباز ہو

یہ کہے تجھ سا نہیں اندر وجود
اندر احسان اور اندر فضل و جود

وہ کہے دونوں جہاں یہی ہے آن
میری جان کی ہیں یہ فضیلی جملہ جان

وہ کہے ہو وقت عیش و ذوق
یہ کہے ہو وقت نوش و چاشنی

آنکھ نے دیکھا یہ ہی خواہان خلق
مارے سخت کے گیا وہ خوش سے

وہ نہ جانے شکل اسکے دیوتے
سیکڑوں کو دن کو دلا اندر آب کے

مدح اور تعلیم کی خوشی ہو نہ
تو نہ کہا وہ پڑھے آتش ہو نہ

آگ نہاں ذوق انکا آشکار
انکا ظاہر ہو ورہاں انجام کار

تو نہ کہ تین خوش نہیں اس سے
وہ ملے سے کوے نے نفع مجھے

تیری مداح ہو گر کوے ذرا
دل بتے نفس سوزے مدت تلک

تو ہو واقف یاس سے آتے کو
انکا مطلب نہ ہو تو ہے جا

وہ اثر رہتا ہو بس اندر سے
مدح کو تو سے ہا حاصل سے

وہ اثر مدت تلک باقی رہے
ہا جان کا وہ دو بس ہے

مدح ہر شیریں ہو دکھی ہے بڑی
ہجو جیسے تلخ دکھی ہے بڑی

جیسے سہل گو لبوں کا تو ہے
در تہ تک انکے تو سہ و میں ہے

کہائے گر طلوا زادوم بھر ملے
یہ اثر مانند انکے کب رہے

کیوں نہ ہو سے ہاں وہ پر فیض
صفدے تو ہر صفہ کو انکی جان ہے

جون شکر نہاں ہو آشکارا اثر
بعد وہ دل تکالمین اس سے سر

کہائے گر مسہل کی گولی کچھ
پاک بطن ہو گیا خارج مواد

ہووے فرعون مرے دفعتہ
کر ذلیل اب نفس ہو نالائق

بندگی جبتک کے سلطان نہ
مثل گو صد مرد اٹھا جا گان نہ

ورنہ جو رہوے تئیں بطلت و جہال
دوستوں کو پھیر تجھے بن طال

تجھکو جو لینے تھے اپنو دام میں
اب تجھے جو دیکھیں و شیطان میں

صفت تعلیم خلق و انگشت نما شدن

آنیش گوید من شوم ہمراز تو
دانش گوید نے منم انباز تو

آنیش گوید نیست چون تو در جہاں
در کمال و فضل و احسانی چو من

آتش گوید ہر دو عالم آن تست
جملہ جانہا مان الخیل جان تست

آتش خوانند گاہ عیش و خرمی
آتش گوید گاہ نوش و مرہمی

ہر چہ ہیذ اخلاق راست سبب خویش
از تکبر ہے رود از دست خویش

اوند اند کہ مہ ابرار ان راجع او
دیو انگارند ست اندر آب جو

لطف و سالوس جہان خویش تمہ ست
کہ تش ظہر کان پر آتش لعبہ ست

آتش پنہان رود آتش آشکار
دود او ظاہر شود پایان کار

تو مگو آن مدح را من کے خرم
از ملی میگرید او من بے پرم

تا مدحت گر ہو گوید بر ملا
روز ہا شود زود دولت زان شود

گر چہ دانی کہ زشت ماں گفت آن
کان علم کہ داشت از تو شد زیان

ور مدح این حاصلی ہست آن درون
آن اثر ہی ماند در اندرون

آن اثر ہر روز با با قے بود
مایہ گیرد و ذاع جان شود

تیک بنا ید پوشیدن ست مدح
بہ نما ید چون کہ تلخ افتاد قدح

ہمتہ مطبوع ست و جگا نراخوش
تا بدرسے سوزش و رنج اندری

در خوری طبو الہود و قوش دمی
این اثر چون او نمی باید ہے

چون نمی ماند ہمی ماند نہان
ہر صفدے را تو مفید از بدان

چون شکر ماند نہان تا غیر او
بعد مینے و نیل آرد نوش جو

در صب و مطبوع خوردی سے آگاہ
اندرون شد پاک زا خلاط مکثیف

نفس از بس مہ حافر عون شد
گوئی لیل النفس ہونا لائق شد

تا توانی بندہ شہ سلطان مباش
زخم کش چون گوسے شہ چوگان باش

ورنہ چون لطفت خانہ دان مثال
او قو آیہ آن موجفان را ملال

آن جماعت کت ہمی داد ند ریو
چون بہ بینند بگذرند کہ دیو

دفتر اول بیت ۱۰۰۰ حکایت منظوم

چکمکه چو در کیسے تو یه هر اک کے	گرده یه نکلا هے و کیمیه گر سے	جلد بنیدت پهگونیدت بدر	هرگزه از گنگر رخود بر کرده سد
شکل امرد کر خدا نام انکالیں	تا کر ان کمر دن سے یه دین ام مین	همچو امرد کر خدا نامش کنند	تا به بین سایه مس و سوا شش کنند
ریش بد نامی کو نکلے انکی جو	سنگ آئے قبحت وجه وی دیو کو	چون به بد نامی بر آید ریش او	دیو را ننگ آید از تفتیش او
سوے انسان دیو آئے بهرت	تجهسے جاگے دیو سی تو هو بتر	دیو سے کم آدمی شد بد رشه	سوے تر نا یه که آن دیو سے بتر
تو تها جب تک مرد تیرے سمر کاب	دیو پهر ساتها چلکتا تها شراب	سا تو بو دی آدمی دیو از بیت	سی و دید وی پشا شد از ریت
گونے کو دین حاد تین جو دیو کی	جاگتا هی دیو تجهسے اے شقی	چون شدی در خو سے دیو اهستر	می گریز از تو دیو او سے نا بکار
جو که وه دا من مین لپٹا تها ترے	تو هوا ویسا وه جاگے تجهسے هی	انکه اندر دا نست آدمیت او	چون مبین گشتی تو گو بد بیت او

تفسیر ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن

یه بات دل مین جی سے جو کچه کهے	هیچ هم مین بے عنایات خدا	این همه گفتیم لیک اندر پذیر	بے عنایات خدا یهم تو هیچ
بے عنایات حق و فاصان حق	گر فرشته سرشته هو سبوی ورق	گر فلک باشد سیاهش مشتمل ورق	
اے خدا اے قادر بیچون و سیر	جانے تو حال ما بدون وصف ما تیرا	واقفی بر حال ما بیرون وصف و بیان	
فضل تیرا ہے خدا حاجت روا	ساته تیرے یا کسی کی هو دعا	با تو یا در تیکیں نبود و ر ۱	
اسقدر ارشاد و بخشا تو نے هم	میرا عیب اس مین چهپا یا تو نے هم	تا به بین لب عیب ما پوشیده به	
قطره دانش هم تو نے خود دیا	تا مل دریا سے اپنے کر فدا	تا مل دریا ز هر سو جوشه زن	
جان مین هم علم کا قطره مرے	اب تجهر اتن کی هوا خاک سی	تا خ و خاشش ز هر یا آخوشه زن	
پهلے اس سے خاک کر نگلے مجهین	پهلے اس سے که هوا هو جهینے مجهین	وار دانش از هوا و خاک تن	
گر افلاطون سی چهینے قوا ور یهو تو	گر فلاطون سی چهینے قوا ور یهو تو	پیش از ان کین باد دانشش ستند	
دو ڈالا قطره هوا مین یا گرا	گر چه نقشش چون کند تو قادری	کش از ایشان داستانی و آخری	
گر عدم یا شد عدم مین جا ڈوه	قطره کو در هوا شد یا کر نیست	از خزینه قدرت تو کے گر فیت	
جو بگاڑے سر کے بل پهر آئے وه	گر در آید در عدم یا صد عدم	چون بجز انیش او کند از سر قدم	
بس هزارون لا رقی صفه صفه هو	صفه هزاران صفه صفه ها می کشد	بار شان فضل تو بیرون کی شد	
جانب هستی عدم سے هر زمان	از عدم ها سوے هستی هر زمان	هست بار بک کاروان در کاروان	
خاص کر هر شب کو فکر قول سب	غرق هو دین بحر مین با حکم رب	غیبت گردد غرق در بحر نزول	
پهر بوقت صبح وه الهیتان	سر نکالین بحر سے جون ماهیان	باز وقت صبح چون الهیتان	
پس کنار خان مین صد هزاران	جهاگ کر ها تو هین اندر بحر مرگ	در خزان این صد هزاران	از نهر بیت رفته در دریا ی مرگ

ہنگ چار سیہ چون ماهی | زاغ گلشن مین کرے زور گری
تنگ ہو وے اسکو پھر اترے | اب اگلدے اسے صدم کھا جاوے
کھا جاوے کچھ ہے اگل مرگ سیاہ | برگ و گل سے اور بھی شہ پر گیا
اے برادر خود سے اک دم ہو شیار | خود مین آ اور غرق بسہ نور ہو
اے برادر ایک دم ہو شیار | دمبدم تجدید خوان ہو اور بہار
باغ کو شہ سبز و تازہ دیکھ لے | پر گل و غنچہ سمن بنفشہ سے
اس ہوم پر کہ شاخ نیلوفر مین | اور ہوم گل سے صحرا مین پھیر
عقل کل سے ہوش باطن جان لے | بوہر اس گلزار کی پہچان لے
گل کی بو دیکھی کہ وان بلبل چلا | جوش مل دیکھا کہ وان پر گل چلا
بلبل ہر اور ہادی ہر قوی | خلعہ تک لیلا سے کرکے رہبری
بوسے بدلکھون کو بس نہ سکا کرے | بوسے یوسف اکا کہ کو بینا کرے
تو ہین یوسف ہو گر یعقوب ہو | شل اسکے رو د پہ آشوب ہو
تو نہ شیرین ہے تو پھر فرہاد ہو | تو نہ لیلی قیس سا آزاد ہو

تفسیر قول حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

ماند را، وئی بباید ہمچو ورد | چون نداری گرد بدخوئی مگرد
عیب باشد چشم نابینا و باز | زشت باشد سرو کے ناز یبا و ناز
سنت ہمچو پیر حکیم غزنوی | تا کرتن مین ہاے تو پھر جان تنی
جان دردل سے اس ریاضی کو سنے | آب و گل سے تا کہ بالکل پاک ہو
جان دل سے انس صحبت کو سنے | جان کو ہوش اور ہوش کو جان کرے
رہبر یوسف کے ناز آب ذکر | شل یعقوب آہ و زاری کر بسے
ہے مرید اس گرگ طوطی ہو نیاز | گر نیاز اندر نشانہ کو نہ ناز
ہمدم عیسے تجھے زندہ کرے | شل اپنے خوب اور خندہ کرے
کب بہاروں مین ہوا سرسبز شنگ | خاک ہوتا گل ہوون پیدا نہ تنگ

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

تا در اروئے بباید ہمچو ورد | چون نداری گرد بدخوئی مگرد
عیب باشد چشم نابینا و باز | زشت باشد سرو کے ناز یبا و ناز
لشنو این پند از حکیم غزنوی | تا بیابی در تن کشته نوے
این ریاضی را شنو از جان دل | تا بگل بیرون نشوی از آب گل
پند اور از دل روان گوش کن | ہوش را جان یاب و جان را ہوش کن
پیش یوسف نازش و خوئی کن | بر نیاز و آہ یعقوبے کن
مسنی مژون زطوطی بہ نیاز | در نیاز اندر فغو خود را مگرد
تا دم عیسے ترا زندہ کند | ہمچو خویشت خوب و خندہ کند
در بہاران کے شود سرسبز شنگ | خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

ایک مدت تک رہے تم سنگ ہو
اس بیان میں تم سُنو اک داستان

شاکر اک دم آزمانے کو نہو
شاکر جانو اعتقاد داستان

ساما اما تو سنگ ہو وی دلچسپ
بر بیان این شنو نیک داستان

ہم نہ ہوں راگ بگڑنا نے خاک باش
ما بادانی اعتقاد داستان

داستان پیر چنگی کہ عہد میں عمر رضؓ خطاب کے خدا کی سخت پکڑ سے مفلسی سے گورستان میں جا کر سنگ بجاتا تھا

داستان پیر چنگی کہ در عہد عمر از بہر خداوند تعالے در گورستان در روز جنیوائی چنگ مے زد

یہ سنا ہو تو نے باعہد حمت
پیر چنگی ایک مطرب تھا بشہ

بود چنگی سمر بے باکر دشہ

ست بلبل ہوش آواز اسکی سو
اگر خوشی سر نبتی آواز اسکی کو

بلبل از آواز دیخو دخندی

اسکا مزمار مجلس کو رونق دیتا تھا
اسکا نغرہ اک قیامت کرتا تھا

محلس رنگی و مشس آراستی

مثل اسرافیل ؑ وہ آواز سے
اُڑتا تھا جان اندر جسم سے کے

ہمچو اسرافیل کا وازش بفس

یا تھا ہم آواز اسرافیل کا
کھلے پر سنتے اُسکے فیل کا

یا رسائل بود اسرافیل را

صور پھونکا تھا کہ اسرافیل سر
جان دیگر مردہ صد سال کو

سازد اسرافیل ہمچو نادرا

اوبے کے دلیس ہیں نغمہ میرے
طالبہ ان کی ہے نغمہ کی آواز ہی

اوبے یا در دہان ہم نغمہ است

قصے وہ سنا نہیں ہم کو خوش جس
کہ ہوا باتوں سے گوش دل کش جس

نشنیدہ وآن نغمہ ہا را گوش حس

نے سنے نغمے پری کا آدمی
کہ پری سے اسکو ہے اُلفت ہی

نغمہ و لعبہ پری را آدمی

بھی پری کا نغمہ اس عالم سے ہو
دل کا نغمہ زیادہ دونوں دم سے ہو

گرچہ ہر نغمہ پری ازیں عالم است

بین پری زاد کی زندانیں
دونوں زندان ہیں ہیں نادانیں

کہ پری و آدمی زندانی اند

محشر الجن سورۂ رحمن پڑھو
تسقلیعو انفذتم فانفذوا کو جان لو

محشر الجن سورۂ رحمن خواں

سورۂ رحمن تو پڑھ اہو مبتدی
سازیہ یوں ہے آگے مبتدی

سورۂ رحمن بخواں آغاز کن

کام نکلا بھی پری کی پڑھ کے ہی
ہم تو وہ سنتے گورستانوں رہے

کار ایشاں ہست را نسو کے پری

نغمے ہائے باطنی اولیا
پہلے کہتے ہیں کہ اسے اجرا کرو

نغمہ ہائے اندرون اولیا

لاے نفی سے تو سر کو تو ڑ ہی
اس خیال و وہم کو تو چھوڑ ہے

ہمچو نالہ ے نفی سر ہا زدہ

حملہ اے پر سیدہ خاکی نہادی
جان باقی کچھ تمہاری خاک ہی

اے مر ہو سیب ہ در کون و فساد

گر کمون میں نور اعیں سے خدا
جان باقی تان زروئید نو زدا

گر بگویم شمہ از ان نغمہ ہا

گوش کو ہے سب جانیں کھلیں پر ملا
پر بیان کرنے کا نے دستور ہی

جاں فشانند ہر زمانہ صد رضہ ہا

گوش را نبود یک کان پنبہ دست
زندگی مردوں کو دیتے ہیں حیا

یک نقل آن پنبہ دستور نیست

ہین یہ اسرافیل وقت اب اٹھو
مردہ راز افشان حیا تست و نما

مردہ راز افشان حیا تست و نما

این شنیدستی کہ در عہد عمر
ہین سنا ہے تو نے عہد عمر میں

بلبل از آواز دہخو دخندی

بلبل از آواز دیخو دخندی

محلس رنگی و مشس آراستی

مجلس رنگی و مشس آراستی

ہمچو اسرافیل کا وازش بفس

ہمچو اسرافیل کا وازش بفس

یا رسائل بود اسرافیل را

یا رسائل بود اسرافیل را

سازد اسرافیل ہمچو نادرا

سازد اسرافیل ہمچو نادرا

اوبے یا در دہان ہم نغمہ است

اوبے یا در دہان ہم نغمہ است

نشنیدہ وآن نغمہ ہا را گوش حس

نشنیدہ وآن نغمہ ہا را گوش حس

نغمہ و لعبہ پری را آدمی

نغمہ و لعبہ پری را آدمی

گرچہ ہر نغمہ پری ازیں عالم است

گرچہ ہر نغمہ پری ازیں عالم است

کہ پری و آدمی زندانی اند

کہ پری و آدمی زندانی اند

محشر الجن سورۂ رحمن خواں

محشر الجن سورۂ رحمن خواں

سورۂ رحمن بخواں آغاز کن

سورۂ رحمن بخواں آغاز کن

کار ایشاں ہست را نسو کے پری

کار ایشاں ہست را نسو کے پری

نغمہ ہائے اندرون اولیا

نغمہ ہائے اندرون اولیا

ہمچو نالہ ے نفی سر ہا زدہ

ہمچو نالہ ے نفی سر ہا زدہ

اے مر ہو سیب ہ در کون و فساد

اے مر ہو سیب ہ در کون و فساد

گر بگویم شمہ از ان نغمہ ہا

گر بگویم شمہ از ان نغمہ ہا

گوش را نبود یک کان پنبہ دست

گوش را نبود یک کان پنبہ دست

این نقل آن پنبہ دستور نیست

این نقل آن پنبہ دستور نیست

مردہ راز افشان حیا تست و نما

مردہ راز افشان حیا تست و نما

بین تہ مردہ جانین اندہ گورتن | کلمتی آوازہ آنکی مرس اندہ کفن | جانہای مردہ اندہ گور رتن | بسجدہ آوازشان اندر کفن
بے پہ آوازون ہر آواز آید بدا | زندہ کنا کا یہ آواز خدا | گدامین آوازہ آوازہ واجد است | زندہ کردن کارہ آوازہ امت
مردہ اور بے یہ وہ آواز خدا | حق کی آواز آئی ہم سب جی گئے | سہ ریم وبکل کا ستیم | باتگ حق آمد ہمہ جنا تیم
ہم نہ اس صورت مین ہین فانی ہمہ | وہ ہین ہو خود سے مریم کو دیا | باتگ حق اندر تاب در بے قیب | وان دہد کہ دار مریم راز جیب
طاق اک آواز وہ ہو شاہ سے | لوٹ عدم سے یار کی آواز پے | اے فنا مان نیست کردہ زیر پا | باز آرد یہ از عدم ہر آواز درد
بولا اس سے مین ہی چشمہ زبان | کرچہ ہر حلقوم عبد اللہ سے | مطلق آن آواز خود آن شا بود | گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود
کہ بلی بسمع ولی پیر قول | مین ترا خشہ و خاہون مین بان | گفت او را مین زبان نیشہ تو | من مراس، من رضا نو خشہ تو
سرتوئی کہا جاے تھا۔ سرتوئی | سرتوئی کہا جاے تھا۔ سرتوئی | تو کہ بی بسمع ولی پیر قول | سرتوئی کہ جاے تھا۔ سرتوئی

تفسیر من کان اللہ کان اللہ لہ اور بیان اسکا — تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ وبیان آن

ہو تو ہو من کان اللہ کان اللہ لہ	حق ترا ہو وے کہ کان اللہ لہ	چون شدی من کان للہ کان اللہ لہ	حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ
گر کسون مین تجھکو تو اور گاہ مین	پکہ کسون جو رہ شید اک روشن جوہر	گر توئی گویم ترا گاہے بہ گاہے سنم	ہر چہ گویم آن تراہے رو بشنو
بس بگہ چھکون تری مشکل ہے	حل ہو مشکل وان کہ جو عالم ہے	سل شدہ آنجا بہ مشکلات حالے	ہر کجا تاریکی آمد مانسد
بس جگہ ظلمات ہو رے بدلا	میرے پہ ترسے وہ ہو مشکل انفصلے	از فروغ ماشود شمس الضحے	ظلمتے را کا فا بس بند ہشت
تو ظلمت جو نہ ہو نور رشید ہے	ہو وہ ظلمت نور رین ہم ہوے	ازدم اگرود آن ظلمت چو چاشت	آدمی را او بجوئیش اسا نبود
تست اسما اپنے آدم کر دکے	اور آدم سے سبھون کو مکمل کرے	دیگران را نز آدم اسامی کشود	آب خواہ از جُو بجو خواہ از سبو
تو ہم پانی نہ سے تو یا نہ سے	تم مین جو پانی ہو گا یا نہ سے	کین مُبدر اہم مدہ باشد ز جو	نور خواہ از مہ طلب خواہی خور
تو رے تو مے سے یا خور شید سے	مہر سہ خور شید کا ہے جان سے	تو رہ ہم از آفتابست اے پسر	سقبشش شہ زند و چون یابی بخور
تو رے آدم سے یا اُس سے رے	بو رے پیغمبر کرا اصحابی نجوم	گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم	خواہ از دم گیر و ارش خواہ از کدو
تم سے یہ خیشہ رکھے ہو مال	سے کہ تم سے لے و یا خیشہ سے	لے چرا تو نا دان کہ رے تخجیف	خواہ از تخم گیر ی خواہ از کدو
بولے طولی من رانی مصطفے	وصل خیشہ کا نہین تیر ی مثال	کین کہ و با نم بہ پیوست سخت	لے چرا تو نا دان کہ رے تخجیف
جو چراغ اک آگ شمع سے روشن ہوا	والدی بصیر لن وجہی رے	گفت طولی من رانی مصطفے	والذی بصیر لن وجہی رے
روشن اُس سے ہزہ چراغ ایسے ہوے	شمع اُسنے دکھی ہو گا وہ دکھا	چون چراغے نور شمع را کشید	ہر کہ دید آمد الیقین آن شمع دید
خواہ چراغ آخرین سے نو رے	دیکھ آخر کا چراغ اول سا ہی	ہمچنین تا صد چراغ از نقل شد	ودین آخر نقا سے اصل بد
	خواہ لے تو شمع سے نے فرق ہی	خواہ از نور پسین بستان تو را	ہیچ فرقے نیست خواہ ازشمع دان

خوشبوی ہو جیسے اُس کسی نے کہ دیکھا جلکہ بگرد یدہ ۱۲ اور اس آدمی نے جسنے دیکھا طرف اُس شخص کے کہ آنحضرت صلعم کے

تفسیر حدیث ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوا لها

خواہ شمع اولین کا نور دیکھے
اندلس مین رہ سکتے ہین ازلیس سے
کر لو حاصل ایسے تم نفحات کو
اسکو چاہا جان بخشی اور گیا
تا کہ انس سے بھی نہ تم محروم رہو
مردہ جان نے اس سے جنبش پائی
انس دیتا ہے جنبش مردہ ثاقب
اور نہین یہ خلل جنبش خلق کے
رہ نہ پانی ہو دے انکو جان نے
پھر تو ہرگز فانین ان سے نکلنا
گر نہ ڈرتے کوہ کا دل ہو تو ان
چند لقے آئے رد کے راہ کو
وقت لقمانی ہے آ لقمہ تو جا
یا تن مین لقمان کے اسکو کر جدا
پر نہ ہر اسکا نہ تھکا مرمر سے
کیونکہ تو رزقی کا ہو کاہو ہیان
پائے جان مین کیسلے کانٹا لگا
مصطفےٰ زادہ ہو مین فاقہ پہ سوار
کہ صباسے اسمین گلشن ہو کھلا
خار سے گلچینی کیا کرتا ہو پس
کب تلک کہو سے گلستان کی ہو ہوا
مجنسم نابینا ہو بھاگے کیسے تو
او وطن مین اگر خاری وہ چبھے کانٹا

ترجمہ حدیث ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوا لها

خواہ مین نور ہو از چراغ آخرین
گفت پیغمبر کہ نفحہ ہاے حق
گوش ہش دارید این اوقات را
نفحہ مدرشما رادید و رفت
لنگر دیگر رسید آنجا مباش
جان لنش یافت زان لنش مگشت
جان ناری یافت آذر گلطف
تازگی جنبش طلب زایست این
گر ز رافذ در زمین و آسمان
نور ز جم این دمے بے فسترا
ورنہ خود از شفقہ مناجر جست
دوش دیگر گوشہ این بید اوست
ہر لقمہ گشت فانی گر رود
وقت لقمانیست ای نفحہ بدہ
از لگد لقمان بیرون آمد بخاک
لیک نان از مرض آن نیست ہیچ
کہ اگر لیس نان کو مد لیس دیگر
پاے جانش بستہ خارے پست
مصطفےٰ زادی بدین اندک ضرر
کہ تمیش مرد تو ہت گلزار گشت
ناجہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
حیف گوئی آن گلستان کو بود کہ
چشم تا ریکست ہر ان چون کنی
عمر خارے ہیچ گر رود زنان

خواہ مین نور ارش شمع خاورین
اندرین ایام مے آید بدست
ور جایابید این نفحات را
ہر کہ امروز است جانش تازہ تر
تا ازین ہم وا نمانی خواجہ باش
جان مردہ یافت اذ دم مسیح
مردہ بے نفحہ ازین اوقات
ہیچ جنبشہا بے خلقان نیست حق
بہر ہستان آب گرد رودنان
با خود اندر فاقین ان یکدمہ
گر نہ از جنبش دل ہر خس کہ ہست
نفحہ چندے رد آمد بہ بست
وقت لقمانیست ای نفحہ بدہ
از لگد لقمان بیرون آمد بخاک
لیک نان از مرض آن نیست ہیچ
کہ اگر لیس نان کو مد لیس دیگر
پاے جانش بستہ خارے پست
مصطفےٰ زادی بدین اندک ضرر
کہ تمیش مرد تو ہت گلزار گشت
ناجہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
حیف گوئی آن گلستان کو بود کہ
چشم تا ریکست ہر ان چون کنی
عمر خارے ہیچ گر رود زنان

مصطفےٰ اگر کرین بس بہ دمی
اے شہیرا آگہ بین کہ بہ ہر قول
لفظ تا نیست ہمیرا و رحمان
پرندہ ہر جان کو تا نیست سے
بر حرمی یہ مرد اور زن سے رکھے
یہ زندہ جان ہر گز نہ شک در ہے
تا کہ ہر گاہ چنین گاہ چنان
کرے رائی خوش ہوا در عین خوشی
جو شکر پاشی سے بس فسیر ہے
جو شکر کی تو لے ازراہ وف
محض ہے وہ ہر ہر ہے رفا
حق سے عاشق کی جو ہے آگہ فدا
عقل جزوی عشق سے شکر وف
وہ ہو دانا اور نہ فانی ہو وے
یار تو ل و فعل مین سیری ہو
ہو وہ کامل گر چنین وہ نیست ہے
جان کمال اور یا تگ آسکی کیا
اے بلال اپنی وہ عوش تو یا تگ
سیری گلشن پہ بلال جان بار
آدم اس آدم سے ہوا پہ شش
مصطفےٰ اس یا تگ ہو فر ہے
سر نہ اس خواب مبارک ہو اٹھا
اس شب قدر اس مین ہے وہ
عشق و جان و نور چ پوشیدہ ہے
ہر تمامی خاص بلال یار سے
پر وہ کتا ہے کہ کیا عیب ہے

کلیمی یا سیہ اکلمی
بیقراری سے تری یہ گہ ہر ہل
نا تمامیت اسکا رکھنا تلی یان
مرد دل ہی رو ح فو شرکت رکھے
یہ زندہ جان ہر گز شک در ہے
اگہ ہر گاہ چنین گاہ چنان
لے خوشی کہ ہو خوشی ہوا و شوق
اور کبھی نائب لشکر تو ہر ہو
ہو وے کب تیکر ہی شیر ہی حملا
ہیب ان یار شا نہم الو فا
عقل اس جا نگم ہو اور ہوش ہوا
گر دکھائی دے وہ جیسا ہو
مانہ ہو فانی فرشتہ دیو ہے
جو کہ سکم حال آئے نفی ہو
ہو نہ رغبت ہی ہو تو ہر روز سے
مصطفےٰ رے ارتحا یا بلال
ساتھ اس دم کے جو ہو پہ نہ
مثل بلبل جان کو اپنی کر فدا
ہوش اہل چرخ کا بے ہش ہے
گئی نماز آخی شب تھر یس سے
نا ناز صبح ہوئی آخی قصف
آخی جان پاک حق ہم دست بوس
گر عرد سش آخی کہون کا عیب ہے
گر رہ رفعت ایکدم دیتا نے
ہو نہ جز خواہش تضا و عیب ہے

مصطفےٰ آمد کہ ساز دہمدمی
اے ہمیرا آتش اندر نہ تو حل
این ہمیرا لفظ تا نیست ست و جان
ایک از تا نیست جان را باک نیست
از نہ نوشت و زندہ او کہ بہ ترہ ست
این نہ آن جا نست کو فنا پذیرد
نوش کنندہ ست و نوش مرگ نیست
چون تو شیرین از شکر پاشی ایو
چون شکر کر دی ز تاثیر وف
ہر ہر محض ہست آنکہ باشد با وفا
عاشق از عن چون خدا یا بد ہر حق
عقل جزوی عشق را شکر ایو
تیر یک رو دا ماست لا نیست نیست
او بتوکل و نصل یار ما بود
لا بود چون او نہ فنا در است نیست
جان کمال ست و بقا آنرا کمال
اے بلال این یا تگ سلسلت
اے بلال این گلبست جان سپار
دراج سے آدم از وہ ہر ہش شد
مصطفےٰ چو نہ ہش شد ز ان پہ ہش شد
سر ز ان خواب مبارک بر نہ ست
در عرب تھر یس چنین آن ہر ہ
عشق و جان ہر رود نا نہ وہ تیز
از بلال یار خاش کر دے
ایک گیگہ یہ گیر ہین عیب نیست

کلیمی یا حیدر اکلمی
تا ز ہل تو شنو دین کوہ ہل
ام ہا ہش نہند این تا زیان
سوع را با مرد ان فتر ان نیست
این نہ آن جا نست کو فنا ک ست
یا گہے با شد چنین گاہے چنان
گان نکہ گاہے ز تو غائب شود
کی بود شکر ستیز نی جگر ا
ہیب لنا یار تبا نہم الو فا
عقل آنجا گم شود آہ نوش رین
گر چہ بنا یہ کہ صاحب سر بود
تا فرشتہ لا نشد ہر آدمے ست
چون کہ بکر حال آئی لا بود
چون کہ طفلا نہ شد گر با بے ست
مصطفےٰ گر یان از نہا یا بلال
ران دے کا ند ر دیدہ مر دولت
خیز بلبل را رجان می کن نثار
ہوش اہل آسمان بیہوش شد
شد خا موش از شغب تھر یس مست
نا ماز مسجد م آمد چاشت
یافت جان پاک انسان و ستبوس
گر ہر دش خوا نہ و ہم بیہے گیر
گر ہم او مہلت بد ہ ی یکبے
نیز تقاضا ی تضا عیب نیست

دفتر اول

عیب وہ ہی جو کہ دیکھے عیب کو — عیب باشد کہ نہ بیند جز عیب

عیب ہوتا ہی یہ نسبت خلق سے — عیب شد نسبت بہ مخلوق جلیل

کفر نسبت حق کے حکم جان لو — کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست

ہو کسی مین ایک عیب اور سو ہنر — در یکے عیبے بود با صد صفات

ایکسان دونون طراز مین ہین — ہر مثال چوب باشد و درنبات

جان تو تم تیرج بزرگون نے کہا — ور تراز و ہر دو در ایکسان کنند

در گرانگا اصل الکا اور بات — پس بزرگان این نگفتند مگر

جان و شمن دار انکی جسم ہے — گفت شان دشمن شمایی کز آدمست

وہ نمک جس سے محمد مین طبع — جان و دشمن دارشان ہمبست طبع

انکا باقی یہ نمک میراث ہے — آن نمک کزدے محمد الم نشرح ست

پیش تیرے میٹھے نے پیش اب بجھے — این نمک باقی ست از بہر اوا

پیش تیرے پاس آنکے ہین بات — پیش تو سخنہ تا خود پیش کی

پیش دلبس کا گر کیا تو نے گمان — گر تو خود را پیش دلبس دیدی گمان

وصف تن ہی زیر و بالا پیش دلبس — زیر و بالا پیش دلبس صد فتن ست

کھول تو اپنی بنور سنہ نظر — ہر کنا از نور پاک شد نظر

ایسے ہی ہی ہر غم و شادی مین کہ — کہ ہمہ یاری درغم و شادی دلبس

اے عدم کان ہر عدم گر پیش پا — از وجود اندر عدم گر بگذری

گر وجود اور تو عدم کو چھوڑ دے — وہ نہین باران یہ ہی باران رسد

دل ہی باران کا تو جا اے بیخبر — روز باز آنست می رسد تا شب

ایس سوا ما را یکے اور بار آن — کز نہین دلکشا سوے چشمہ جان

چشم جان کر پاک و در یکبار نگر — تا کہ اس باران سبز خود چہ بیند

سوال کرد ما عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ خدمت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آیا ہ باران بسیار و جایہ مبارک تر کیون نہین ہوتا اور جواب فرمایا آنحضرت صلعم نے

سوال کردن عائشہ رضی اللہ عنہا از پیغمبر علیہ السلام — کہ باران شد و جائہ مبارک تر تو مگشت و جواب آن

مصطفے اک روز در گورستان گذشت — خود دو عمرہ اک بنا زہ یار کے

خاک سے بس گور کو اسکی بھرا — دانہ زیر خاک وہ زندہ کیسا

مصطفے از روضہ گلزستان برفت — خاک را در گور او آگندہ کرد

با جنازہ یار سے از باران برفت — زیر خاک آن رانہ خاش را کندہ کرد

یہ غیر ہیں مثل گل مدفونیاں
خاکدان سے دست لا کے ہیں عیاں
اس در شاہند ہمون عالمیاں
دستمار کردہ اند از خاکداں

خلق کی جانب اٹھا کر کرتے ہیں
جو ہمیں سنتا گوش اُنسے تر ہیں
سے خلقان صدا اشارت می کنند
دا نکہ گر مشنفتی عبارت می کنند

میر گوش اب راز اگا سُنتے ہیں
غافل اک آواز اُنکا سُنتے ہیں
میر گرشان راز ایشان بشنوند
غافلان آواز ایشان بشنوند

وہ زبان بہتر دست نازسے
بھید کہتے ہیں وہ دل کا خاک سے
یارِ زبان بہتر و با دست و راز
از ضمیر خاک مے گویند راز

شل طاؤس اور زاغوں کے دکھیں
ہمچو لطان سر فرو برد و بآب
گشتہ طاؤسان بودہ چون غراب

حق نے پھر طاؤس کو لعنت کیا
در زمستان شان اگر عریس کرد
آن غرابان را عطا طاؤس کرد

برگ آنکو دے کے پھر زندہ کیا
حرز زمستان شان اگر بہ داد مرگ
بندہ شان کرد از بہار داد برگ

اور حوا کو یمن کو یمن ہم پا کیا
منکران گویند خود ہست این قدیم
این چرا ندہیم بر رب کریم

اور قدم سے یہ جہان قائم ہوا
جملہ بندار ند کین ہم دوام ست
در قدم این جملہ عالم قائم ست

بس کھلائے حق فراغ و بوستاں
کوری ایشاں در دن بوستان
حق برد باغ و بنوید باغ و بوستان

راز گل کرتا رہا وہ گل اظہار ہے
ہر گلے کاندر دن بویا بود
آن گل ازما سر ما گل بویا بود

پھر تری ہے عالم میں خطا ہر کو بکو
بوسے ایشاں زہر عالف منکرانند
گر دملاے رود بر بدہ دران

یا صدا ے دہل ہو نازک کی جان
منکران ہمچون جعل زان بوے گل
یا چو تارک مغز از بانگ بہل

تاب بجلی سے کریں نہ دیکھ کر دم
خوشتن خشنود می مانند و خوش
چشم می دوزند و آنجا خشم نے

آنکھ وہ ہو دیکھے جا ہے جس کو
چشم گر گستان ہمہ بر باد گشت
چون گر گستان ہمہ بر باد گشت

جانب صدیقہ آئے اس گھڑی
چشم صدیقہ نہ بیند بہر آں
سوے صدیقہ رشد ہر او گشت

بس مڑولا آپ کو سیراں ہو
چشم صدیقہ نہ بیند جز کہ پاک
پیش آمد دست ہر کے نماد

اور لباس احمد مختار کو
اور عمامہ اور نعلہ اور بال کو
بر گر بیان و بر بازو ے او

بولیں باراں تجھے برسا کے جی ہم
بولے پیغمبر اگر کیا ہو ذرہ ذرہ نادمی
گفت باراں آمد امر وز از سحاب

دیکھتی ہو تا آپ کو کیڑوں کی لب
ترضین باقی ہمون باراں پر عجب
ترضی بیغم ز باراں اے عجب

پوچھا چادر تجھے اوڑھی کون سی
بولیں میں نے چادر اوڑھی کپی
گفت کردم آن رسد اے تو خوار

بولے برکت سے دکھایا اسکی ہم
حکمہ یہ باراں خدائی غیب سے
چشم پاکت راضہ ابا راں نجیب

وہ نہ باراں اس تمہارے واسطے
آسمان اور ابر اسکا اور ہے
ہست ابر دیگر و دیگر سے

ایسا باراں ہو یہ اور ہی ابر ہے
حق کی رحمت انکیں نہ بیانی قی
رحمت حق را زنرد و تش خصم ست

تفسیر قول حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر بیت حکیم سنائی روح اللہ روحہ

آسمانیست در ولایت جان — کارفرمای آسمان جان — کارفرمای آسمان جان

ورده روح پست و بالاهاست — گر سپهاست بلند و دریاهاست — گر سپهاست بلند و دریاهاست

رمز این قول کبریائی سے سنو — ایک معنی تا کہ واقف اس سے ہو — شنو از قول کبریائی در رموز

دیده یا باطن کو اپنے کھولے اگر — شد مقبل پاگے جلد تر — گر تو بکشائی ز باطن دیده

پیر دانا نے رموز اس میں کہا — اس صفت سے موتی نے نسیں کیا — پیر دانا اندرین رمزے بگفت

غیب کا بس ابر و آب اک اور ہے — آسمان آفتاب اک اور ہے — غیب راہرے و آبے دیگرست

ہر برسے کب الاہ خاصوں پہ ہے — دوسری فی الجملہ مخلق جدید — ہر دمے ابرے بموجودے پدید

بندگی کے واسطے باراں جو ایک — ہاد و خاں کے لیے ہے باراں ایک — ہست باران از پے پرورد گی

نفع تا دردے ہر اک باراں پہ ہے — بلغ کو باراں ہوا قاتل ہے خار — بلغ کو باراں بلائے جوشہاست

وہ بہار اب پروریں آگے کرے — یہ خزاں روزوں کو خشکی کرے — آں جماعت را بپروردن خوش ست

ایسے ہی مردی ہوا اور آفتاب — جان تر رکھیں نباتوں بے حساب — ہمچنیں مہر و باد و آفتاب

غیب میں ایسی ہے ہی اقسام میں — نفع و نقصاں و غم و آلام ہیں — ہمچنیں و غیب انواع ست بیں

یہ مجاہد لوگ کاسے وہ بہار — آنے والے جان و دل میں جو سمائے ہوا — این دم ابدال باشد راں بہار

جیسے گلبن سے کرے ابر بہار — تیک کو رد آنکہ دیوے نفع کار — فعل باراں بہاری یاد رفت

گر زمیں میں اک شجر بن خشک ہو — عیب تم اس پاد کا ست جانبو — گر درخت خشک باشد در مکان

یاد کام اپنا کرے اور بس چلے — جو کہ صاحب جان ہو جاں بیچ دے — یار کار خویش کرد و بر رود

جو کہ مردہ تھے ہوے واقف نہیں — عیب اس کا ہے کہ وہ عارف نہیں — واے آں جاہل بود نور و اقف نشد

آسمانیست در ولایت جان — کارفرمای آسمان جان — کارفرمای آسمان جان

ورده روح پست و بالاهاست — گر سپهاست بلند و دریاهاست — گو سپهر بلند و دریا ہاست

رمز این قول کبریائی سے سنو — ایک معنی تا کہ واقف اس سے ہو — شنو از قول کبریائی در رموز

دیده یا باطن کو اپنے کھولے اگر — شد مقبل پاگے جلد تر — گر تو بکشائی ز باطن دیده

پیر دانا نے رموز اس میں کہا — اس صفت سے موتی نے نسیں کیا — پیر دانا اندرین رمزے بگفت

غیب کا بس ابر و آب اک اور ہے — آسمان آفتاب اک اور ہے — غیب راہرے و آبے دیگرست

ہر برسے کب الاہ خاصوں پہ ہے — دوسری فی الجملہ مخلق جدید — ہر دمے ابرے بموجودے پدید

بندگی کے واسطے باراں جو ایک — ہاد و خاں کے لیے ہے باراں ایک — ہست باران از پے پرورد گی

نفع تا دردے ہر اک باراں پہ ہے — بلغ کو باراں ہوا قاتل ہے خار — بلغ را باراں بلائے جوشہاست

وہ بہار اب پروریں آگے کرے — یہ خزاں روزوں کو خشکی کرے — آں جماعت را بپروردن خوش ست

ایسے ہی مردی ہوا اور آفتاب — جان تر رکھیں نباتوں بے حساب — ہمچنیں مہر و باد و آفتاب

غیب میں ایسی ہے ہی اقسام میں — نفع و نقصاں و غم و آلام ہیں — ہمچنیں و غیب انواع ست بیں

یہ مجاہد لوگ کاسے وہ بہار — آنے والے جان و دل میں جو سمائے ہوا — این دم ابدال باشد راں بہار

جیسے گلبن سے کرے ابر بہار — تیک کو رد آنکہ دیوے نفع کار — فعل باراں بہاری یاد رفت

گر زمیں میں اک شجر بن خشک ہو — عیب تم اس پاد کا ست جانبو — گر درخت خشک باشد در مکان

یاد کام اپنا کرے اور بس چلے — جو کہ صاحب جان ہو جاں بیچ دے — یار کار خویش کرد و بر رود

جو کہ مردہ تھے ہوے واقف نہیں — عیب اس کا ہے کہ وہ عارف نہیں — واے آں جاہل بود نور و اقف نشد

اندرمیان خطبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در تعظیم ابر و الہام خلیفہ خانہ نعیمان را بدانکہ

ورده پیغمبری صلی الله علیه وسلم — در تعظیم ابر و الهام خلیفه خانه نعیمان را بدانکه — نعیمان را بشمار که در جنبش ابر و الهام خلیفه خانه نعیمان را بدانکه گمان نبری که نعیمان را بشمار

قول پیغمبر شنو اے مہری جان — قول پیغمبر شنو اے جان من — در سخن از نوع نشیمن انکار مکن

بر لے پیغمبر ہر سے مہربار — گفت پیغمبر ز سر مے بیار — تن مپوشانید یاران ز بیار

گیسو کہ دشمہ جان سے تمار ہو کرتی ہے — جو کہ کرتی ہے بہار اظہار سے — گاں بہاراں بار در خاں ہمی کند

ہے فضیلت اسکی ہر دی آج جلوہ — عارفان وقت پر اندر جہان — در جہان بہار خان وقت جو

بس بہار اندر بر ہنہ تن مکرو — اور پر ہنہ ہو رہے گلشن میں پھر — در بہاراں جامہ از تن بر مکندید

ڈاکٹر وزیر خان

یک جا گو تم خزاں کی یاد سے — باغ سے کرتی ہو گے کسے — ایک بگریدہ فریاد خزاں — کان کندکان کرد باغ وزراں
راوی اسکو ظاہر اپرے گئے — اور اُس مدت پہ قانع ہو گئے — اور ان این را بظاہر پرورده ام — ہم بران صورت قناعت کرده ام
بے خبر اسراسے تھا وہ گروہ — کوہ کو دیکھا نہ دیکھا کان کوہ — کوہ را دیده ندیده کان کوہ
وہ خزاں ہے پیش حق نفس ہما — عقل و جان ہے جو بہار و انسا — عقل جان ہمچون بہار است و بقاست
عقل بڑی ہے اگر تجھکو نشان — عقل کامل تُعہ نہ تو اندر بیان — کامل التسلیے بجز اندر جہان
اُسکے کہل سے تیرا جز کل ہو بشر — عقل کل ہو طلق تیری نفس پر — عقل کل ہو طلق تیری در نفس
بس یہاں کا نفاس متین دیل ہے — جون بہار و زندگی دیر گ کے — چون بہار است زندگی دیر گ
اولیا کی بات نہ ست و دست ہے — مست چیا تن تیرا پشت و دین پشت — تن چو شان نا نگر دیست پشت
کھوے سرد و گرم تو نوش کھوے — تا چھٹے تو ز مہر یہ و نار سے — تا کہ بینی از سیہ روز مہریہ
گرم و سرد انکا بہار زندگی — دولت صدق و یقین بندگی — مایۂ صدق و یقین بندگیست
کیونکہ اُس بستان سدا زندہ جان ہے — اور گر سے بجز دل پر کان ہے — زان جو اہر بجز دل آگندہ است
دل یہ عاقل کے ہزار اوج ہیں — باغ دل ہے گر ہوا تک ہا بھی کم — گر باغ دل علاے کم نشود
عیسیٰ ان نے کیا خاتون نے — با ادب با عجز پوش عشق سے — با عشق ع و با ادب در حوض عشق

پوچھنا عائشہ صدیقہ کا یا رسول اللہ بعید باران مزده کا کیا تھا — پرسیدن عائشہ کہ یا رسول اللہ ستر باران مروزه چہ بود

اے خلاصہ ہر دو عالم نیک ہے — تلکتین باران میں کیا تعیین آج کے — حکمت باران مروزی چہ بود
حق کی اُس باران میں رحمت ہو دیا — واسطے خوف اور عدل کبریا — بہر چندیست وعدل کبریا
اُن بہاروں اور بطیفوں سے تھا — یا نزدان کے مرنی رفتنان سو یہ تھا — یا باز پاسیزی پر آفات بود
بولے یہ تیکین غم کیو اسطے — جو مصیبت ہووے آدم زاد پے — گفت این از بہر تسکین غم است
سہنے گر اُس آگ میں یہ آدمی — لیس آبی ہوتی اور پر تی کمی — گر بران آتش بماندے آدمی
یہ جہان ویران ہوتا اُس گھڑی — چھوڑتے بس مرض کو دیکھ کر — این جہان و بران شدے از مردمان
یہ جہان قائم تو اس غفلت سے ہے — ہوشیاری یاں کی کافت اُس سے ہے — استن این عالم ای جان غفلت است
ہوشیاری اس جہان کی جو بلا — خالب کو پست ہووے یہ جہان — ہوشیاری زان جہانست و چنان
حرف ہے مرحومی غیاری آفتاب — گندگی عالم ہے شیاری ہر ترب — ہوشیاری آفتاب و عرض نیخ
کچھ ترقی اس جہان کی این سے ہے — حاسد اور حرص تو یاں بیشتر ہے — زان جہان اندک ترقی می رسد — تا نہ خیزد در جہان حرص و حسد

آسمانهاست در ولایت جان
ورده روح پست و بالاهاست
رهنمون قول مثنوی سے سنو
دیدہ ما بالوں کو اپنے کھولے اگر
پیر دانائے رموز آسمین کہا
غیب کا بس ابر و آب اک اور ہے
ہووے کب الاء خاصوں پہ بند
بانگی کے واسطے باراں ہر ایک
نفع تا ورد ہے ہر باراں بہار
وہ بہار اب پرورش کا گلی کرے
ایسے ہی مرد ہوا اور آفتاب
غیب میں بھی ایسے ہی اسباب ہیں
یہ جہانیاں لوں کا رکھے وہ بہار
جیسے گلبن سے کرے ابر بہار
گر مکان میں اک شجر ہے خشک ہو
یاد کام اپنا کرے اور بس چلے
جو کہ مرد ہ تھے ہوے واقف نہیں

کار فرمائے آسمان جہان
کو جہاں بلند و دریا ہاست
ایک سنی تا کہ واقف اس سے ہو
مشک مقبول پاگے جلد تر
اس صدف سے موتی نہ ہیں کمیں
آسمان آفتاب اک اور ہے
وہ سحر فی لبس خلق جدید
اور خزان کے لبس لیو بار ان کی ایک
باغ کو باران ہو دمتی ہے غار
یہ خزان روز وار و شکی کرے
جان تو رکھیں آفات باحساب
نفع و نقصان و نعم و آلام ہیں
آنے آگتا جان و دل ہیں کو ارا
تیک کو دم اُنکا دیو سے نفع کار
غیب تم اس پہ کا مت جا نبو
جو کہ صاحب جان ہے حال سچ
صیت اسرار ان پہ کر وہ عارفین

آسمانہاست در ولایت جان
ورزہ روح پست و بالاہاست
لشنو از قول مثنوی در رموز
گر تو بگمانی زباطن دیدہ
پیر دانا اندرین رمزے گفت
غیب راہرے و آبے دیگرست
ہمچو آن آلاکہ برخاصان پدید
ہست باران از پے پرورد گی
نفع باران بہاری یو اجب
آن برائے نازہ پرورش کند
ہمچنین سر ہا و ہا دو آفتاب
ہمچنین دیگر انواع مت ہا
این دو ابدال باشد دان بہار
حمل باران بہاری بار دشت
گر درخت خشک باشد ور مکاں
بار کار خویش کرد و بر رسید
وانکہ جامد بود و نمو و را فتاد

کار فرمائے آسمان جہان
کو جہاں بلند و دریا ہاست
منتے تا واقف آئی بر کنز
شنو و یا بی سر مہ گنجینہ ہ
در حقیقت زین مخند در سی لفظ
آسمان و آفتابے دیگرست
باقیان فی لبس من خلق جدید
ہست باران از پے پرورد گی
بلغ را باران یا نیشی جوب
دین نزائے ناخوش و زشت
بر کفایت دان و شکر تر جواب
حذر بان و سود در رنج و حنین
در دل و جان دیہ آرد سبز ہا
آید از الفاظ شاں بانگ نجت
عیب آن از بار جان آخر مدان
آنکہ جائے راحت بر جانش گرد
وائے آن جاہ کہ او عارف نشد

اندر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ تعلموا ابرد الیہ فانہ یعیل یا بد آنکہ یعیل یا بد آنکہ
یعیل یا شعار کم و اعتقدوا ابرد الخ لیف فانہ یعیل یا بد آنکہ یعیل یا شعار کم

قول پیغمبر مشنو اے سیری جان
برلے پیغمبر بہ سے بہار
کینہ کہ دشمنی جان سے عنصر بر کرتی
ہے غنیمت آنکہ می رود آن بہار
بس بہار اندر برہنہ تن کرد
بس بہار اندر برہنہ تن کرد

قول پیغمبر مشنو اے جان من
گفت پیغمبر ز سرمائے بہار
گر آنکہ یا جان شما آن می کند
پس غنیمت باشد آن سرما و او
در بہاراں جامہ از تن بر کنید

در کمن از خویشتن انکار و ظن
تن مپوشانید یاراں زینہار
کان بہاراں یار جان شما کند
وہ جہان بہار خان و قت جو
تن برہنہ جانب گلشن روید

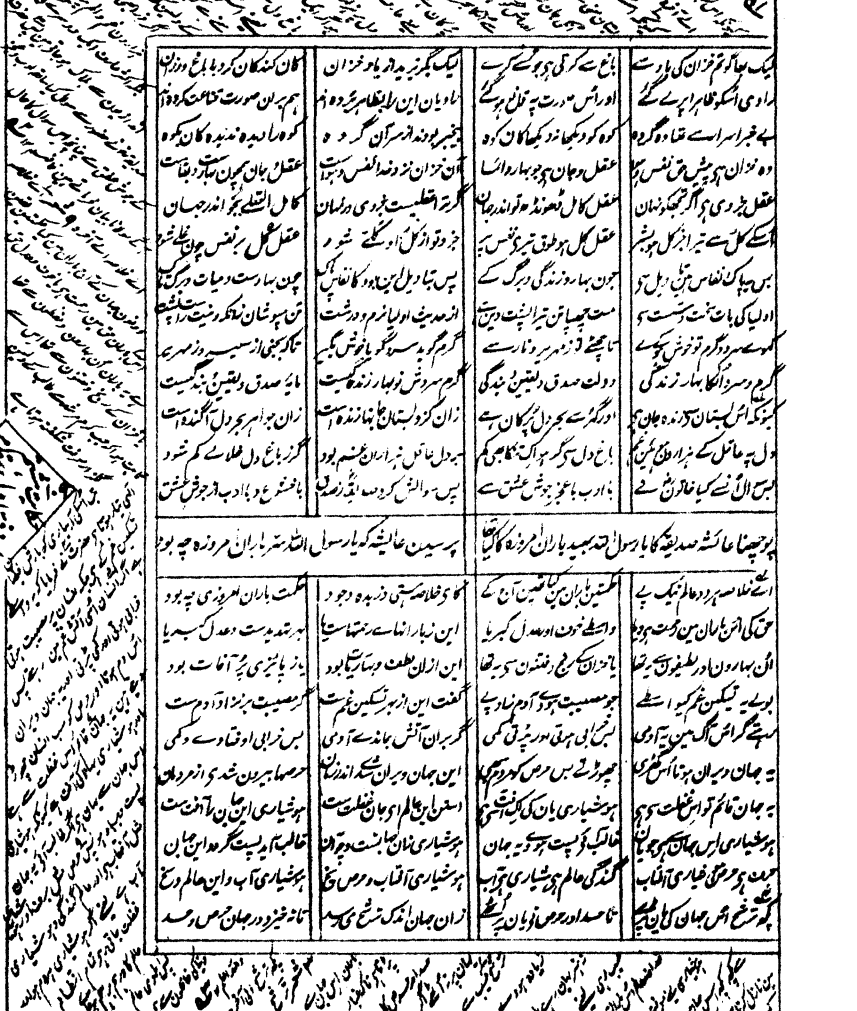

گر ترا شمع ہدیٰ نیست عجب	ور ترا چشم بینا نیست عجب	از تو صبح بیشتر گردد غریب	نے سیہ ماند درین عالم غریب
یہ ہو بے صدا ب تو بہل آخر کو	اے ہنر سے بیان رہے تو یہ کیسے	این ندارد ہیچ پایاں شب سیہ کم	سوے قصہ رو چنگی باز آ

باقی قصۂ پیر چنگی کا بیچ زمانہ عمر کے اور اخلاص اُسکا — بقیہ قصۂ پیر چنگی در زمان عمر رضہ و خلاص آن

ایسا مطرب کہ جہاں اُس سے ہو خوشحال	پیدا نہ ہے سوا اُسکی نیساں	مطرب کز و سوے جہان شود پُر طرب	رستہ زداوازش فنا لالہ عجب
مرغ دل کی ثنا نواسے اُسکی تھا	ہوش صد جان حیران حسنش گشتہ	نوا ولیش مرغ دل پُر ان شود	وز صدا ریش ہزار جان حیران شود
ہو زمانہ گذرا اور بوڑھا ہوا	با ہمہ اُسکی نہ کبھی کم گذرا ہوا	چون بر آمد روزگار پیر شد	باد جانش از عجز پیر گیر شد
با کیا گر خلیل ہو وے ہمگان	پھر نہ اُسکے سوے نوا قرار	باز چہ گم سیل باشد بنگان	پیشہ اش سازد و ضعیف فنا ران
پشت خوسے شل ہوا تھا ہو گیا	شل بھی اُسکی اور آگہ ہو گیا	پشت او نم گشت ہم پیوست تم	ابروان بر چشم ہمچون پار و م
اُسکی حق آواز عمدہ جانفزا	ہوگئی کاروہ دشت و ناروا	گشت آواز ملیت جانفزا	ناخوش و کوہ و زشت و دور شد
اُفتد اکار شاک بر ہو وے تھا	شل پر مے خرسک آواز تھا	ان نوا کر شک زہد آمدہ	ہجر آوازے ز پریے شدہ
خوش نوا خوش ہو بنا خوش نغمہ ہو	کو نسی صنعت ہو کہ خوش نہ ہو	خوی کہ می خوش کر کہ ای خوش نغمہ	یا کہ امی مقطعہ کان مفرش شد
نے سوا آواز دل کہ یہ دل اُس کو ہے	لہ ہو ہی سو دم مرد کان سے	غیر آواز خلیز ان در مدہ	کو بود از محکم و م شان نفع مدہ
ایسا اہل دل کہ یہ دل اُس کو ہے	تھا نہ ایسا وہ کہ ہے کہ ہو	ان دم زہ کاین دم زہ ناست	تیسی کاین خشنا مان ہست از زہ
تا کہ آواز اُسکی کہ سنا	لذت الہام و وحی کا رہے	گہ بسے فکر ہر آواز او	لذت الہام و وحی سازاد
جو کہ مطرب جانفزا ہونا ہوا	رہن ہر کسی او دلی کا ہوا	چو کہ مطرب پیر تر گشت و ضعیف	شد بہ لے کسی رہن یک حریف
جو لازیادہ عمر و سلت تھکا دی	اے خدا لطف و عنایت غیر کی	گشت کم و ملتہر و ادی ہست	لطف کردی خدایا یا شے
مصیبت عمر تر بس تک مین تو کی	قوۃ بخشش نہ شے مجھ کر کی	مصیبت و زیدہ ام ہفتاد سال	باز بخشی قوتی ز سن رفتہ سے نوال
تیرا امحان ہون نہین ہر کسب سی	مین بتاتا چنگ ہے تیرے لیے	نیست کسب امروز مہان تو ام	چنگ ہر تو زنم کان تو ام
چنگ لے تا لاش مین اللہ کے	غبۃ البقر گیا وہ رنج سے	چنگ ما برداشت شد اللہ مر	سوے گور ستان غریب آوگر
جو بلا خواہان اُنپر مین ہن سوا بھلا	وہ جلن کی جا ہمون کو لے بھلا	گفت خواہم از حق ابریشم بہا	کو بہ بینم ای نہ شد حاصل
رسی یا چنگ وہ یا سر رکھا	چنگ زیر سر رکھا اور سو گیا	چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد	چنگ و چنگی را رہا کرد و بخفت
سو یا وہ او رمرغ جان اُسکا چوٹا	چنگ و چنگی کو کیا اُسنے رہا	خواب بہ بود و مرغ جانش حبس بست	چنگ و چنگی رہا کرد و بخفت
مرغ عالم اور تن سے وہ چھٹا	اُس جہان اور اُس تن و جان مین وہ گیا	گفت آزاد از تن و مرغ جہان	در جہان سادہ دمحرا آجان
جاں کنی اُسکی اس جگہ کرنے لگی	رہنے رنجی گر نہ ہے یاں راحتی	جہان او آنجا سرایان ہست	کاندر نیجا گر بسا ند مے مرا

هوش خوش جان میرمی بس گلزار است | مست بی جان کے لالہ زار سے | هوش بے جانم زمین باغ و بهار | مست این هم آن غریب لاله زار
بے پر و بے پا سفر کرتی جان | بے لب و دندان شکر کھاتی جانا | بے پر و پا سفر بیکر دے | بے لب و دندان شکر میوه دی
مرغ ذکر و فکر سنے ہوتا ایسا جان | اہل گردوں سے میں کرتا نغمہ خوانی | ذکر و فکر سے فارغ از مرغ دماغ | گرده لاله ساکنان چرخ لاغ
بند آنکھوں سے میں عالم دیکھتا | پھول ہوا ہاتھوں کے باقی نوش | چشمه سبز جماے سے وه دے | در و جان بے کلکے سی پیدے
مرغ آبی ڈوبا باتعبد سل | چشمه ایوبی شراب مغسل | مرغ آبی غرق دریاے تسل | حسین ابوبی شراب مغسل
پاک ہوا بو جا سر تا پا سرا | سنے سے مانند نور صاف | کو بدو ابو آب را پاتا بوفت | پاک شد از رنجها چون نور مشرق
گر ہوا مسئل حصہ فلک اعلیٰ سا | اگے اس عالم سے جب جنگ سے | گر بود این چشمه خوش و چند کوه | نیست نزد آن جهان جز خلک پست
مشنوی کا مجمع ہو جون حسنہ چ کو | یار جان اگا کنار حسین آ کے | مشنوی در مجمع آدم و حوے چو نخ | در گلخنید سے درد زمین چو نخ
انس زمین و نخ سے تا حد دو نا | دل کو تا کو ہو دیا نگی سے ہو | گان زمین و آسمان سبز اغ | کرد از تشنگی دلم را شاخ شاخ
یہ جہان بس خواب میں جگلو کھا | بال ہو سیہ اف نیش کی لسلا | ہوین جا گان در بن خواهم نمود | از کثرت نیش پر و بالم راکشود
اس جہاں کی ہوتی پیدا گاہ کر | کوئی بھی نہیں اس ہو پر | آن جهان درمانست اے پسر | نم کسے یک لحظ در انجا بپرسے
بس نوشی کو تی بھی پیدا ہو | دشت جنت مین راندہ الوقت | سوال نرسے سے نزد آنجی جان او | در تحاشاے رحمت و احسان او
نکلو جق آ یا کرا سب طایع نہو | پاؤن سے ہو خار نکلا وہ چلا | او مرحبی آمد کہ ہین طایع منم | چون زیادت خار یہ ون شد بے

خواب مین گفتا ہاتف کا عمر کو کہ اسقدر رہے | در خواب گفتن ہاتف باعمر کہ چندین سال درین عالم خواهی بود
جیت المال سے اس کو دو کہ وہ گور ستان مین سوتا ہے | بآن مرد دہ کہ در گورستان خفتہ است

اس گھڑی تو بھی ہو چرخ نا خوب | لک سکی اسنے نہ دو ر دیکھا کو | ناگاہ خویش از خواب نشاست و گفت
وہ تب مین کہ یہ عادت نہین | عیب سو یہ آئی ہے عادت نہین | مرحبا گفتا دگین سو دنیست | این زمرحب فقاد بے مقصودنیست
سر کو کھا اور سو کو دیکھا خواب مین | حق سو آئی یہ نہ اجان مے ہستی | سر شما و خواب ہر دش خوار مے | گمان شما جا نش نخسپید
وہ ندا کہ چڑھے سب آواز کی | وہ ندا ہے اور صدا باقی انمی | ان ہمہ گا سل ہر بانگ و نداست | خود ندا آنست دین باقی صداست
اہل فارس اور عرب اور ترک یا | وہ ندا جانے نہین ہو گوش زبان | ترک گردد پارسی گو در عرب | ہم کر دست آن ندا را گوش لب
کیا جگ ترک و عرب فارس کی ہی | گر ہی تیر ہین ندا وہ جانتے | فرد چه جاے ترک تا جیک ست و تگ | ہم کر دست آن ندا را چوب سنگ
ہر دم اس کی سے بون ہی آتا ہی آ | عرض و جوہر ہر اک سے بس ہی ہین | ہر دے از دے ہمی آید ندا | ہم ہر و الموض می گردد درست
گر بلے آتا نہ آئے اور زبان | چیز پرست آتا عدم سے کیسے یان | گر بلے از زبانشان رے | آن نشان از عدم باشد بلے
جو کہا مین نے ہین گر شنگ و چوب | شئے قصہ حال مین تو آنکے خوب | او چو گفتہ نز اشناے تنگ و چوب | در بیابانش قصہ ہشتہ از خوب

رونا ستون حنانہ کا فراق پیغمبر علیہ السلام سے کہ میں رو رہا تھا
نہیں لکھتا یوں تم سے بنا کر میٹھے ہو پس ایک مخلوق کر اکٹھی ہوئی اور سننا

مالیدن ستون حنانہ از فراق پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ
محمد نہ کہ اے روئے مبارک تو چون بان نشستہ نمی پیم و بہتر ساختند

رسول خدا کا نالہ ستون کی بظاہر باتیں کرنا آنحضرت کی اسکے ساتھ
وشنیدن رسول خدا نالۂ ستون را بصبر و حکایات آن حضرت با آن

مجلس پیغمبر میں حنانہ ستون	مثل انسانوں کے روتا تھا زبون	استن حنانہ از ہجر رسول	مالہا می زد چو مہجوران ملول
وعظ کی مجلس میں رویا اسقدر	کہ ہر اک اس سے ہوا آگہ بشر	در میان مجلس وعظ آنچنان	کز رسے آگہ گشت ہم پیر و جوان
ہو گئے سیر ان اصحاب رسول	کیسے روتا ہے ستون باوصف غول	در میان ماندہ اصحاب رسول	کز پی نالہ ستون باعرض ذلول
بولے حضرت کیا تو چاہے اے ستون	بولا فرقت سے ہوئی جان پر زبون	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم از فراقت گشت خون
ہجر سے تیرے جلی ہے میری جان	میں ترے سنداقا جانا مجھے تو	از فراق تو مرا چون گشت جان	چون ستالم چیوا ای جان جہان
اس سے حضرت نے کہا اے خوش نصیب	گر تو چاہے فضل پھر تجکو کریں	سندت من بودم از من تا قیامت	بہتر ستم تو سندے ساختی
گر تو چاہے حق سے رونق کا کرے	یا تجھے حق سرو جنت کا کرے	پس سوگند گفت کاو نیکو درخت	ای شدہ بہتر تو ہمراز نخبت
بولا وہ چاہوں کہ جس سے ہو بقا	تا نہ وتازہ ہمیشہ تو رہے	گر ہی خواہی ترا خیلے کنند	مشرق و مغربی ز تو میوہ چنند
اس ستون کو گاڑا اس زیر زمیں	تا کہ جانو تم خدا چاہے ہے	یا در ان عالم جنت سروے کنند	تا تو تازہ باشی تا ابد
تا کہ عالم سے آسے یکسو کرے	جو کوئی حق سے رکھے ہے کام کا	گفت آن خواجہ کہ شہ دائم پناہ	نیست ای خاتل کم از پیر و ہباش
ہر کرا باشد زیزدان کار روا	وانکا اور انبود از اسرار واد	آن ستون را دفن کرد اندر زمین	تا چو مردم حشر تا فضل و رحیم دین
کب کرے مکر ی کے نالہ کو تمیز	گوید آرے تو ز نزدل بہر فراق	تا نہ گوید شد کہ ہست اہل نفاق	از مہ کا جہان بکار ماند
پائی کرتا ہو نہ لعین ہو خبیث	گر شنیدے واقفان امر کن	در جہان روگشتہ پیرے این سخن	یافت بار آنجا بہر دن شد کمال
گزرتا ہو تے راہ دان امر کن	صد ہزاران عاقل تقلید دان	آنگند شان فہم رہم در گمان	کے کند تصدیق او زار جاہد
سیکڑوں پس اہل تقلید و نفاق	گز بلیس تقلید مہ استد لال نیست	قائم ست و بستہ پیر جہال شان	تا نگوید شد کہ ہست اہل نفاق
پس گئے ان تقلید مہ استد لال پر	سئہ بیے اگہ ز آن شیطان مدان	در نفتند این جملہ کو یاں مستمر ند	در جہان روگشتہ پیرے این سخن
ڈاتا ہے شک میں شیطان ان کو	ہر یکی دفتہ مین سیانہ مے گمرہ	در نفتند این جملہ کو یاں مستمر ند	آنگند شان فہم رہم در گمان
پائے چوبیں اہل استد لال ہا	پائے چوبیں چست بے تمکین بود	پا ہوا ستد لالیان چوبین بود	پائے چوبیں چست بے تمکین بود

بس ہوا تطلب زادہ کے اجرا
بس عصا کو پاؤں نابینا کرے
برسو اپنی سپہ کا ہو خلفہ
گر عصا سے دیکھیں نابینا ہو راہ
گر نہ اہل دیہ ہو تو اور شاہ
کھیتی یا اندھے نہ ہو لے جائے
فضل و رحمت گر نہ کرتے وہ دل
یہ عصا کیا ہے تیاسات و دل
جو عصا آلہ ہوا ہے جنگ کا
مُنہ پھیلے کو عصا تسکر دیا
کیسے اندھوں کے تو حلقہ میں ہے
واسن اسکا تھام رہ رکھے عصا
سانپ عصا اور با خبر استون ہی
نار عصا سے گریہ استون کو ہوا
گر نہ نامعقول عقل تیری لیتی ہے
جو ہے معقول عقل تیری لیتی ہے
پیرہ انکار نامعول دیکھ
خوف سو انسان کے بھیسے دیو رو
انبیا کے معجزوں کے خوف سے
تا تشکلی کے پردہ میں چھپے
جون وفا بازوں کے کھو نا تقلبا
ظاہر الوقت وحید شرع کو کہیں
تشکلی ہو ہمارے کیا طاقت ہے
واحد یا نون میں بناد اسکے دہان
گرچہ تمت و دہان سے کرا ہیں

گر نہ ثبات آگہی سے کہ ہو بیقرار
چندوں پرندانہ نمرد کے بل گرے
اہل دین کا کہن ہے خاصہ یہ
پہرہ اہل دیہ کی اسکو چاہیے
سارے اندھے مر تو اور ہو جاتا ہے
تے عمارت از تجارت چاہیے
چوب استد اول انکو تو ڑتی
دو عصا انکو ہوا نابینا طلبیں
گر نے نکو کہ کو تو اندھے ہو عصا
خشم ہر تو مار دانسکر دو عصا
دیسیاں تم لاؤ اہل دیہ کو
بچہ آدم کر گئے سے کیا ہوا
مرسلی اور احمد کا کیا باب ہے خبرا
دین کی نوبت بجاتی ہیں سدا
کیلئے دو پیچے کئے سحرہ
بے بیان معجزہ بے نہ سکے
دلیلیں ہر قبیل کے تو مقبول کیم
ہیں خبر بر دین میں پیچے از سنت
منکر اندر یارسائی کے پیچھے
کرسے تا تو نہ جائے کون ہے
عشر شاہی دیکھ اور چاندی سے
جون دھتورہ با فنا دنی جون
مارے دم تو دین حق ظاہر کرے
ہو کے دو فون بیا لائین آتش
دست و پا آنکے گواہی دہم دین

گر نہ شاتش کو گرد و ذیہ سہ
ہا نیا ہتہ سے نگلون اور عصا
اہل دین آگاہیت سلطان بصر
دو پیادہ عاق ہو شن دیدہ
جملہ کو ران خورد ہ دندے عیان
نے عمارت از تجار تہا سود
دشکستہ چوب سے تہ اول نشان
آن عصا کو دا دشان نیا بیل
آن عصا آخر اژدہا شکن آمد
آن عصا از جسم ہم بردی دو دید
دیدہ بان را دیدہ آور دید
و انگہ کا دہم چیا دید عصا
سحرہ موسیٰ و امت در نگر
فی نوبت می زنند از مہ دین
کے بدے عاجت بچین معجزہ

سنے بیان معجزہ بے بز رو مہ
صد دل بر قبلے مقبول بین
در خزائر با رسید نہ از حد
سر کشیدہ منکر آن نیز گیں
در تسلس ماندہ ای گر کیسنہ
تفرقہ می ماند تو ام پادشاہ
با لطف آن بچو در زمان قسم ضرر
دم زندہ دین مقلس بر ہم زند
ہر چہ گوید آن دو در رسد ان او
دست و پا باشان گواہی می دہند

ظہور معجزۂ پیغمبر علیہ السلام کا بیچ باتین کرنا شنگریزوں کے ابوجہل کے ہاتھ مین جہل ہی دعا دہر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اظہار معجزۂ پیغمبر علیہ السلام بسخن من شنگریزہ در دست ابوجہل و گواہی دادن بر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہاتھ مین ابوجہل کے کنکر دیکھے — پوچھا احمدؐ سے کہو کیا ہیگے
اگر رسول ہیت در دست نہان — گفت چون فرداری ز راز آسمان
گرچہ ہو کیا ہے ترے ہاتھ مین — اگہی ہو راز گردون سے تمین
گفت چون خواہی بگو ہم کاہیست — بگذر آن کہ ماہیم در راہیست
بولے وہ کلمہ دون کہ تو چاہے جو ہو — یا کہین وہ کہ کہین خنجر اسپہ ہے
دوسری بار کہا بوجہل نے — گفت بوجہل این دوم بار نیز راست
بولے حق تعالیٰ جو ہین اسباب پر — گفت آرے حق ازین قادرتر است
بولے چھ کنکرین ترے ہاتھ مین — گفت شش پارہ محمد درست است
سنتے اب تسبیح بجھ سے وہ کہین — بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست
اسکی مٹھی مین ہر اک کنکر جو تھا — از میان مشت او ہر پارہ سنگ
پڑھنے کلمہ کو شہادت کے لگا — در شہادت گفتن آمد بیدرنگ
لا الہ کہکر کہا اللہ کہا — گوہر احمد رسول اللہ گفت
کنکرون سے یہ سننا بوجہل نے — روز خشم آن سنگہا بر ز مین
چھینکا غصہ سے انھین سب خاک پر — ساعران را سر قوی در تاج سر
بولا جادو ہے سراسر ہین — گشت در پیشہ و بسے خانہ رفت
دیکھا جو بوجہل نے وہ معجزہ — رہ گرفت و رفت از پیش رسول
راستی سے جا دیکھ ہین وہ گرا — اوفتاد و اند رہ آن زشت سفر
دیکھا اس بہ بعد نے جو معجزہ — کفر زندیقی کی جانب وہ گیا — کافر زندہ قد سر تیز رفت
خاک اسکے سر پہ تھا اندر حنین — آنکہ جون ابلیس اسکی خاک ہین — چشم او ابلیس آمد خاک بین
بات یہ پایا انتہا اے راز گو — این سخن کا نیست پایان آدمی — قصہ آن پیر جنگی باز گو

اختتام قصہ پیر جنگی کا اور پیغام پہونچانا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو جو کچھ کہ ہاتف نے آواز دیا

تمامی قصہ پیر جنگی و پیغام رسانیدن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بانچہ ہاتف آواز داده بود

نوٹو قصہ پیر جنگی کا سنو — انتظاری ہے ہوا خبر سے دو
یہ ندا آئی عمر کو اے عشہ — تو دوا اجابت مرے نبی سے کر
خاص بندہ ہی وہ میرا محترم — سمت گورستان کے اب تو کر قدم
لے ثوابت المال سے بس اے عمر — سات سو دنیا نقد اب جا بتر
لیجا اسکے پاس وہ کہتا رہے — اسقدر لے تو سوات اب کر مجھے
بازگردد حال مطرب گوش دار — زانکہ عاجز گشت مطرب انتظار
بانگ آمد مرحبا اے عمر مرا — پیش ابر دکاے تو ما را فتیا
بندہ کا مارا عجابت باز نہ — بندہ دیرم خاص و محترم
سوے گورستان تو در بحر قلزم — اسقدر لے تو سوات اب کر مجھے
ہفتصد دنیا روکن نقد تمام — اسقدر لے تو سوات اب کر مجھے
ہفتصد بستان کنون سبز و روان — اسقدر لے تو سوات اب کر مجھے

استدریہ نے کہ ہے تیرا صلا
سوئے گورستان عمر اک دم رکے
سارے گورستان میں وہ ذرہ ہے کہ
بولے حق کتنا ہی وہ بندہ مرا
پیر چنگی کب ہوا خاصان خدا
پھر پھرے وہ سارے گورستان میں
جب یقین آیا کہ یہ ہی پیر ہے
آ کر بعد ادب بیٹھے دہان
اور عمر کو دیکھ وہ پیر اس کا
عرض کی یا لیسین خدایا تو بچا
جو نظر اس پیر کے منہ پر پڑی
پس تمر بولے کہ تو مجھے نہ ڈر
استدا تو پیر جری حق کی کی
آگے میرے بیٹھ اور مت دور رہ
یعنی ہی حق سلام اور کہتا ہی
یہ صلہ ہو فقط تیرا اے جوان
پیر چنگی کا پتا مجدم یہ سنا
چینا اور کہتا ہے اے بار خدا
جو بہت سدید وار حد عمر ہوا
بولا تو میرا حجاب حق ہوا
خون کیا یا میرا جو ہفتاد سال
اے خدا اے قہربان بے وفا
حق تو دی رہ عمر پیر دون کا لیں

آپ ہی کر مہ نہ ہو جو یہ بان تو
باندھی اس خدمت کی عاطو کمر
دھونڈھنے کو اور نیل میں کر کوا
اوان نعیمین یا یا سوا اس پیر کے
نے سوا بور شے کو دیکھا اور نہ
پاک و سات اور لائق عزو لا
واہ وا اے راز پنہان واہ وا
جون نہ کاری شیر کو ستان میں
بوے رد شن دل سیاہی پیچھے
بس عمر پھینکے اٹھا پیر زمان
ڈرسے کانپا اور چلایا جانگاں
مھتسب مجھ پیر چنگی پیر را
دیکھا تھر سندہ روز روا شمس دی
مین فنارت حق کی دیتا ہوں خبر
کہ عمر ہی کی تجھ پے جان جاشق ہوئی
تا کہ سون مقبولیت کے راز کو
حال تیرا کیا ہو کس اس پیغ کی
فرج کرا سکو وہ پیر آتو میان
ہاتھ جا با اور شد سندہ مرا
بور شا ما فر شرم سے پانی ہوا
چنگ کو دہ ہوا را اور لگر کی گیا
شاہرہ سے مجھ کو گرا کیا
رو سیہ کتنے مراپیش کمال
رحم کر عمر گذشتہ پر ذرا
پیش قیمت ہو نہ جا ذکوئی کس

نبیتہ راز ہیر ارشیم بہا
پس تمر زان ہیبت آواز ہست
سوئے گورستان عمر شہا دو رو
گرد گورستان دوان شد او سے
گفت این نبود دگر بارہ دوبہ
گفت حق فرمود ما نہ دہ ایست
پیر چنگی کے بود خاصہ خدا
بارو تا کرد گورستان گشت
چون یقین گشتش کہ پیر نیست
آمد و با صد ادب آنجا نشست
سر عمر شد دیدا نہ اندر شگفت
گفت در با طن خدا یا از تو وا
چون نظر اندر رخ آن پیر کرد
پس عمر شد تفتش متر س از ستم
پینہ پیران دست نہ ہی تو کرد
پیش سن غیبین و مہجوری سا
حق سلامت میکند ہی پیر سنت
تنگ تر افتہ چنداں ریشم بہا
پیر لرزان گشت چون این شنید
با تنگ سینہ و کا ہی خدا سے بنظیر
چون بے بگر یست و زحد گذرد
گفت اے یزدہ مجا بم از آلہ
اے بخود وہ خون من ہفتاد سال
اے خدا اے با عطا ہا و با وفا
دا دی حق عمرے کہ روزے از آن

خوب کن چون چ شد انجا بیا
ملیماں را پیر این خدمت پسند
در رسل ہیماں دوان در حسب جہد
خیر آن پیرا وند یہ آنجا کسے
ماند گشت و غیر آن پیرا زمہ بد
صافی و شا کیہ فرخندہ ایست
ہمدا اے سر نہان حق دا
ہمچون چنگی کار کی گردد درست
کلفت دہ ظلمت دل کاشکی ہست
بر عمر عطسہ فتاد پیر سبت
عزم رفتن کرد از دیدن گرفت
محتسب بر پیر کہ چنگی فتاد و
دید آثر اشر سار در وے زعد
گفت بنا زتا بنا حق آوردہ ام
تا عمر را عاشق روے تو کرد
تا بگو شت کو پیم از اقبال راز
چو نی از ریخ و غمان بحمد ت
پیر خ کن این را و بانہ اینجا بیا
دست مینما ید دیر خود سے فصیل
لیک از خرم آب شد چارہ پیر
چنگ ماند و برزمین و مشد و کرد
اے مرا تو راہ زن از شاہراہ
اے فزو دیم سیہ پیش کسال
رحم کن بر عمر رفتہ بر جنا
کس نداند قیمت آن در جہان

حیرت اندکے دلیلی آں مگر ہی
جان زبن وچ سے انگی گی
کہ برون شد از زمین آسمان

حیرتے آمد وحوش آن زمان

حیرت اندکے دلیلی آں مگر ہی
جان زبن وچ سے انگی گی
کہ برون شد از زمین آسمان

حیرتے آمد وحوش آن زمان

بیخبر سے مستبر ہے جو سوا
عین جانون سی گر تو باور کہ بھلا
من نبی دانم ترسیدانی کہ

جستہ وچ تاور آ جستہ وحی

بیخبر سے مستبر ہے جو سوا
عین جانون سی گر تو باور کہ بھلا
من نبی دانم ترسیدانی کہ

جستہ وچ تاور آ جستہ وحی

حال قال اک ہی سے آحال قول
غرق ہے اندر جمال ذوالجلال
غرق گشتہ در جمال ذوالجلال

حال وقالے اندر آ حال تحل

حال قال اک ہی سے آحال قول
غرق ہے اندر جمال ذوالجلال
غرق گشتہ در جمال ذوالجلال

حال وقالے اندر آ حال تحل

تے وہ غرق ہو کہ خلاصی ہو کہ ہو
کون دریا کے سوا جانے اسے
یا بجز دریا کسے نشناسدش

غرقہ رنے کز خلاصی باشد ش

تے وہ غرق ہو کہ خلاصی ہو کہ ہو
کون دریا کے سوا جانے اسے
یا بجز دریا کسے نشناسدش

غرقہ رنے کز خلاصی باشد ش

عقل جزوی تیری ذاس کل ہو سکے
کہ تقاضا پر تقاضا نے اسے
کہ تقاضا بر تقاضا صافیستی

عقل جزوے را کل کو یا بستی

عقل جزوی تیری ذاس کل ہو سکے
کہ تقاضا پر تقاضا نے اسے
کہ تقاضا بر تقاضا صافیستی

عقل جزوے را کل کو یا بستی

جزو تقاضا پر تقاضا آئے ہے
موج اس دریا کی اسی طرح آئی ہے
موج آن دریا بدو نیا میرسد

چون تقاضا بر تقاضا میرسد

جزو تقاضا پر تقاضا آئے ہے
موج اس دریا کی اسی طرح آئی ہے
موج آن دریا بدو نیا میرسد

چون تقاضا بر تقاضا میرسد

پھر نہ پاوے عقل جائے جب
غرق ہوئی جان پیر کی دریا ایسی
پیر وجانش رست و در دریا کشید

چونکہ قعر عقل پیر اینجا رسید

پھر نہ پاوے عقل جائے جب
غرق ہوئی جان پیر کی دریا ایسی
پیر وجانش رست و در دریا کشید

چونکہ قعر عقل پیر اینجا رسید

پیر نے رہ گفتگو کی بند کی
گفتہ نے اسکے بات آدمی کی
یعنی گفتہ رو دبان او بماند

پیر دامن بر از گفت و گو فشانند

پیر نے رہ گفتگو کی بند کی
گفتہ نے اسکے بات آدمی کی
یعنی گفتہ رو دبان او بماند

پیر دامن بر از گفت و گو فشانند

ورد و ستھا بیں میش و عشرت کہ کے
بس ہزار اندر بیان دنیا چاہیے
صد ہزاران جان بسیاید باختن

از پے این میش و عشرت صد ہزار

ورد و ستھا بیں میش و عشرت کہ کے
بس ہزار اندر بیان دنیا چاہیے
صد ہزاران جان بسیاید باختن

از پے این میش و عشرت صد ہزار

باز مرہم مچھ کو جان کے کر شکار
مثل خورشید ہے جہاں کر شکار
ہمچو خورشید جہاں پایندہ باش

در شکار رخ جان باز باش

باز مرہم مچھ کو جان کے کر شکار
مثل خورشید ہے جہاں کر شکار
ہمچو خورشید جہاں پایندہ باش

در شکار رخ جان باز باش

جان ثناری کرتا جو خورشید ہے
خالی ہر دم ہو اسے ہر دم ہے جے
ہر دمے تی سی شود پرمی کند

جان فشان اقتاد خورشید بدید

جان ثناری کرتا جو خورشید ہے
خالی ہر دم ہو اسے ہر دم ہے جے
ہر دمے تی سی شود پرمی کند

جان فشان اقتاد خورشید بدید

جان نثار اب کرا ہے شمس مینوی
عالم کنہ کہ مستعار ہے کے
مر جہان کہنہ را نو نوی

جان فشان کن ہمچو آفتاب معنوی

جان نثار اب کرا ہے شمس مینوی
عالم کنہ کہ مستعار ہے کے
مر جہان کہنہ را نو نوی

جان فشان کن ہمچو آفتاب معنوی

جسم انسان عین آنی جان ہے
غیب سے مانند جاری آب کے
میرسد از غیب چون آب روان

در وجود آدمی جان و روان

جسم انسان عین آنی جان ہے
غیب سے مانند جاری آب کے
میرسد از غیب چون آب روان

در وجود آدمی جان و روان

نو بنو ہر وقت آئے غیب سے
اور جہان تن سے ہر دم جائے ہے
وز جہان تن بر ون نمیرسد

ہزران از غیب تو نو میرسد

نو بنو ہر وقت آئے غیب سے
اور جہان تن سے ہر دم جائے ہے
وز جہان تن بر ون نمیرسد

ہزران از غیب تو نو میرسد

تفسیر ما انگے آن دو فرشتہ کی کہ ہر روز بر سر بازار منادی کرتے ہیں اللھم اعط کل منفق خلفاً اللھم اعط کل ممسک تلفاً

کرتے ہیں اللھم اعط کل منفق خلفاً اللھم اعط کل ممسک تلفاً

بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حقیقت ست نہ مسرف راہ ہوا

بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حق کا ہو مسرف راہ ہوا کا مجاہد نہیں ہے

بولے پیغمبر نصیحت کے لیے
دو فرشتون سے ندا یہ آئی ہے
کہ خدا آسودہ و بخشش کرے

گفت پیغمبر کہ دو اکم ہر سپہ

بولے پیغمبر نصیحت کے لیے
دو فرشتون سے ندا یہ آئی ہے
کہ خدا آسودہ و بخشش کرے

گفت پیغمبر کہ دو اکم ہر سپہ

ممسکون کو اسے خدا اندر جہان
ہر درم کے عوض اسکو لاکھ دے
اور سخی کو اے خدا اولا دے

گاہ خدایا ممسکان را در جہان

ممسکون کو اسے خدا اندر جہان
ہر درم کے عوض اسکو لاکھ دے
اور سخی کو اے خدا اولا دے

گاہ خدایا ممسکان را در جہان

اپنی جا تحویل و منحا بستہ کے
کچھ نہ دے الا ریا یا ندر یا ں
ترمہ الازیان اندر زیان

اے خدایا منفقان را تازہ دار

اپنی جا تحویل و منحا بستہ کے
کچھ نہ دے الا ریا یا ندر یا ں
ترمہ الازیان اندر زیان

اے خدایا منفقان را تازہ دار

تحویل سبتر ہے منحا رت سو کبھی
اے خدا تحویل کر ہر مت دے کبھی
شفت و ممسک محل ہین نہ بود

اے خدایا ممسکان را تازہ دار

تحویل سبتر ہے منحا رت سو کبھی
اے خدا تحویل کر ہر مت دے کبھی
شفت و ممسک محل ہین نہ بود

اے خدایا ممسکان را تازہ دار

ہو محل ہو وہ اثر اپنا کرے
چون محل باشد موثر می شود
اے بسا ممسک کہ از انفاق بہ

مال حق را نیست باور حق مدہ

ہو محل ہو وہ اثر اپنا کرے
چون محل باشد موثر می شود
اے بسا ممسک کہ از انفاق بہ

مال حق را نیست باور حق مدہ

ن بیشہ وہ آپ شیر ان اور آپکا کرم خاندان اس سے ہم عرب ہم عجم تھا ایسے بادشاہ کے زمانہ میں ممنوعہ ایک صدر تم کو ہے آؤ ہم سنتے لیئے ایسے خلیفہ تھی کہ خدا زمین پر ہے ۔ واقع ہوا اپنی اس خلیفہ ۔ سے خدا زخلیفہ تھی لیئے مطلب رسول بمقبول اصلعم سے ہمراہ اس

عاصی و نوال پائے بے شمار	کافرون سے تا نہ ہو اندر شمار	تا عوض پا بی تو مال بیکران	تا نباشی از عدا و کافران
اونٹ قربانی وہ کرتے تھے کہ تا	مصطفےٰ پر تیغ غالب ہو خدا	کافران قربان ہی کر دند تا	پیرہ گردد تیغ شان بر مصطفےٰ
امرحق دو اصل سے تو سلام کر	امر حق جائے سخن یا کہ شبہ	امر حق را بار دان از دو اصلے	امر حق را و دنیا بہ ہم دے
عدل کر باغی غلام اب ہو کرے	باغیون کو مال شہ بخشش ہیں دے	چون غلام باغی کو عدل کرد	مال شان بر باغیان تبدل کرد
طرفہ تر رہ عدل جانو نہیں اسے	کر سخاوت کی ہو میں نو جو سے	طرفہ تر کا زاہی پسند ہست عدل	کر سخاوت کردہ ام ایثار و بذل
باغی آہستگی عدل و سخا ہی ہیں شاہ	بس نگہ کا جاے اور ہو رہ سیاہ	عدل این باغی و دادش پیش شاہ	ہیچ فزاید در دری در رد و سیاہ
غا طر کے ذرہ آیہ میں لکھا	کر یہ انفاق آکہ سبب مسرت ہوا	در بنی آدم ز اہل غفلت ست	کان ہمہ انفاقہا شان حسرت ست

قربانی کرنا سردار اعرب کی بامید قبول ہونے کے — قربانی کردن سردسان عرب بامید قبول افتادن

سردار ان کہ با جنگ رسول	کر بت قربانی بامید قبول	سردسان کہ در حرب رسول	بہر شان قربانی بامید قبول
ایسے دو سو کے نذر او بسیے	در نماز اہدنا الصراط المستقیم	ای بر این مومن بت گو یند ہیم	در نماز ما بہ الصراط المستقیم
پس ہر مرد نیا سمجھی کہ ہے	جان دنیا ما شتمش ہی کہ ہے	آن دو مرد ان صنمی را ماند ست	جان سپیرد ان خود نمای ما شست
جان دے اپنے کے لیئے جان کے تجھے	جان دو حق کے لیے جان ہے تجھے	جان دہی ز ہر حق ثابت دہند	جان دہی از بہر حق جانت دہند
گر بجا ہے تجھ پہ جان ہے جان ہا	برگ بے برگی ہے تو کر دو گار	گر بپذیر د برگ ما سے این ہما	برگ بے برگیش گردد کردگار
کر دہ بخشش سے باقی قرآں	فضل من تجھکو کرے کب پائماں	گر نماند از جود رد ست تو مال	کے کند فضل آکست پایمال
کر کرے کیسی دعملہ ہو بہتا	پر ہو کے کیسی میں برکت سو	ہر کہ کار د کرد و انبار شش تہی	لیکش اندر مزرعہ باشد ہمی
جسنے رکھا خدا اور مدت کیا	مار قون کا نہ شد گمان نہیں گیا	وانکہ در ابنا ء ما نہ د صد کرد	اسپش و مشک ہو د غمانش سود
یہ جہان نفی ہی ڈھونڈھتم انسان میں	لفظ صورت بر ہی ڈھونڈھتم انسان میں	این جہان نفی ست و اثبات جو	صورت صفورت در مثان جو
جان شور و تیغ کو تو چھوڑ دے	جان فضل ہو ہر شیر ین کو تو اسے	جان شور د تیغ پیش تیغ بر	جان چون در ریاے خیبر یاں مجر
چھوڑ سکا گر نہیں یہ آسان	لیکھے کو ہی ایک تو یہ آسان	گر نہی ثانی شان زین آستان	گوش کن باے ز زبان میاں ستان

قصہ خلیفہ کہ پیچ اپنے زمانہ سے بخشش میں حاتم سے بڑھ گیا تھا — قصہ خلیفہ کہ در زمان خود در کرم از حاتم طائی گذشتہ بود

اک خلیفہ پہلے آیا ہوں میں تھا	اسکی بخشش کا تھا حاتم بھی گدا	اک خلیفہ بود در آیام پیش	کرد حاتم را گدا ے بود از بخشیش
اسنے بخشش کا علم بر پا کیا	اسنے حاجت کو جہان سے کھو دیا	راست اگر لیم وجود افراشتہ	نقطہ حاجت از جہان برداشتہ
جہاں کہ بخشش سے اسکی شان تھا	شہرہ اسکا تا قیان ہی تا قیان تھا	جہاں کہ بخشش صافت آمدہ	داد او از حاتم تا قاں آمدہ

عالم خلق ہین ابرو آب تھا | خلد نخشالیش دآب بود | در جہان خاک ابرو آب بود | خلد نخشالیش دآب بود

بحر و کان بخشش سے اسکی کانپتے | سوے جود اسکے تحیر باد قافلہ | از عطائش بحر و کان در زلزلہ | سوے جودش تحافظ در تقافلہ

اسکا در قبلۂ حاجات تھا | شہرہ عالم مین تھا اسکے بود کا | قبلۂ حاجات در دور آوازہ اش | غلغلہ در عالم بود آوازہ اش

کیا عجم کیا روم و کیا ترک و عرب | تھے خمار خدمت اسکی سے ریان سب | ہم عجم ہم روم و ہم ترک و عرب | ماندہ از جود و سخا لیش در عجب

آب حیوان تھا و دریاے کرم | زندہ اُنسے ہم عرب تھے ہم عجم | آب حیوان بود و دریاے کرم | زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم

ایسے سلطان کے زمانہ مین سخن | ایک قصہ کہتے ہین اسے دوستو | اندر ایام چنین سلطان راد | بشنوا کنون داستانی باکشاد

قصہ درویش اعرابی در جگہ اکر نامعوت کا ساتھ اسکے بصحبت درویش | قصہ اعرابی درویش و ماجرا کردن ہن با او از فقر و درویشی

ایک شب شہر سے اعرابی نکلا کہین | با تون باتون مین وہ بات انکلی کہ ہیں | یک شب اعرابی ز شہر شد بیرون | گفت وا در صحرا برگفت و گو ہوا

نقرہ فاقہ کب تلک ہم یہ کرین | سب جہانسے خوش ہین ہم خوش نہین | کین بہ فقر و جانگاہی کشیم | جملہ عالم در خوشی ما نا خوشیم

نان ہمکو نان کہائین در دو تک | جام نے ہمکو پیین ہم آب خشک | نان مانے نان خوریش ما در دو تک | کوزہ مانے آب از دیدہ اشک

ہے ہوا جا ستاب آفتاب | رات تو خشک و دعوت آن بآب | جامہ ما در تاب آفتاب | شب نہ نالین و لوات از بہر خواب

قرص مہ کو قرص نان ہم جان کر | ہاتھ پہ پیلا ہین فلک سکل گشت پہ | قرص سر ما قرص نان پندا شتہ

ستے ہمکو فقر سے فقر اکر نک | رات دن ہے فکر بندی ہی ہمین | خشک در و درویشان زار و ریشی ما | دست سو سے آسمان بر داشتہ

اپنے بیگانے ہمین سے جا گئے | سامری مردم سے جون تہان رہے | خرقہ پشمینہ دیگانہ شدہ از ما مان | روز و شب از روز ہی مالیشی ما

گر کسی سے ہانگین اک نقمی سو | گفتے ہین جیب سے بلا ہو ہمسے دور | گر بخواہم از کسے یک گشت نسک | ہیشتال سامری از مرد مان

ہے عرب کو خوف سے نحو و عطا | ہے عرب ہین مثل خط اندر خطا | مرد عرب را نحو خود دست رطل | مرد اگر یہ خوش کہ مرگ جبک

وہ غرا کیا ہے غرا ہم مرنے ہین | ہم عدم کی تیغ پہ سر در کنے ہین | ہیہ غرا لا یہ غرا خود کشتہ ایم | در عرب با نحو خود در خط اندر خطا

کیا خطا ہے خطا ہین آگ مین | کیا نوا ہم درد و غم سے فوش ہین | ہیہ خطا ہاے خطا در آتشیم | مائیسیہ بدم سرگشتہ ایم

کیا عطا ہم آپ ہی کو بخس ہین | اور ہوا سے خود ہی کھس پس ہین | ہیہ عطا ہا بر گدائے سے منیم | ہیہ نوا ما در دو غم ما مغز شیم

گر کوئی مہمان ہو اور مین بھی ہون | شب کو سو کھی کمل اسکی بھیجون | گر کسے مہمان رسد گر ہن منم | ہر کس زار در بہار ک سے زنیم

اسطرح پر بحث اور جھگڑا ہوا | اور شہ ہر سے کلام اکثر ہوا | ز ین نمط ز ین ماجرا او گفتگو | شب بنجیہ و نقش از تن بر کنم

فقر و فاقہ نے کیا ہے کیا خوار | بیقراری سے ملے ہم بے قرار | گرد عنا و فقر ما گشتیم خوار | مرد بجز ز فقر آتشیم

کب تلک ہم ایسی خواری کو سہین | آگ کے دریا مین ہم دو ڈو بین | تا بکے ما خویشین خواری کشیم | سوختیم از اضطراب و انتظار

ناگہان آجاے اک دن میہمان | ہر دو سے بس شرمندگی ہمکو جہان | تا نگہ از روز سے در آید سیماں | غرق اندر بحر ز فقر آتشیم

شد سرا سر بیقرار و بیقرار | شد سرا سر بیقرار و بیقرار | شد سرا سر بیقرار و بیقرار | شد سرا سر بیقرار و بیقرار

ہیچ کہ آنکسی دعوت نہ ہو سکے سر و قنا آنکسی شال آنگے خدا نے ہین کہ در دیر ہان دیا کار کو ساتھ شیخ کامل کے تشبیہ دیتے ہین اور اصل و نقل نہین جانتے ہین لہذا ہم ++ ++ ++

بجز آ جائے مہمان مثل سیل | دھوت آنکی جو تیون کے بلیغیل | ایک مہمان گر دھدا یہ بانبوت | وانکا کشف سیمان سا دیم نوت

مغرور رہونا مریدون محتاج کا اور تشبیہ بنیا دیعیون نگار کو ستا تھے
شیخ و اصل کے اور اصل کو نقل سے نہ جانتا اور نہ پانا

ایسلئے کہتے ہین دانائے زمان | چاہیے محسن کے ہر نا سیمان
قوم مریدہ سیمان انکا ہوا | ہر کو ادنی سے بھی چاہی خاکرا
نے وہ غالب کب تجھے غالب کرے | نور کیا ظلمت وہ دل کو تیر کرے
نور قرآن سے نہ حاصل ہو جسے | نور کب وہ دیسرون کو دیسکے
چشمے انبہ ہا آنکھ کی دارو کرے | کیا ہوا آنکھون مین تیرے پر بال اگے
یہ ہمارا فقر سے بس حال ہی | نے کوئی مغرور مہمان آسکے
دس برس کا تھا جو دیکھا نہ ہو | آنکر صورت مین ہماری دیکھ لو
اظہر انیا چون بطون مرغے | ولسین تاریکی زبان پر روشنی
نے خدا سے ہوا سی اور نے اثر | دیکھے صورت مثل غیث دیدہ پر
اُسے شیطان بھی دیکھا ہی کبھی | خود کرا بہ الون سے دیو سے پری
بس ہوا یا اُسے درویشون کا قال | تاکہ جانین انکہ ہی صاحب کمال
عیب پکڑے وہ کلام پا نیرید | اسکدل ہو کے شرمندہ نیرید
جو کوئی جاؤ اُسے جین پا نیرید | حشر اُنکا ہو تے ہمراہ نیرید
آسمان سے خوان اُنکو کب ملے | حق ذاک بڑی بھی نوڈالی اُسی
کہتا ہی مین خوان حق کا مکتا ہون | نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون
سب سے دعوتون کی وہ کہتا ہی صلا | آؤ کھانا کاؤ میرے مجھکا
کل کسے وعدہ پر وہ پر لوخلق کی | پس پھر آتا ہی نہ ہوتی کل ہی وہ
مدتون مین آدمی کے بھیدکی | جاکے ظاہر ہوتی ہی پیش و کمی
دیر دیوار بدن ہے گنج یا | ہے وہ خانہ ایک مورد مارکا
عیب کھلا یہ بھید کر وہ کچھ نہ تھا | عرعالب گذری آگاہی سے کیا

بیانمین اسبات کے کہ کبھی مرید مرشد نگار کا اپنے صدق اعتقاد کی

ہر این گفتند و آنا یان فن | سیمان گستان باید شدن
قوم مریدہ سیمان آن کے | کوتاہ نہ حاصلت را از مے
نسیت چیرہ چون ترا پرہ کند | نور نہ ہر مزاج را تیرہ کند
چراغ را لور سد بر اندر قرآن | لور کے یابند از وے دیگران
پہ کشد در چشمہا الاکہ پسم | پیچ مہمانے سیا مغرور ما
چشمہا بگشا و اندر ما نگر | در دلش ظلمت نہ زبانش ششی
دو دلش از فزون شیخت و از بشیر | دو دلش از فزون شیخت و از بشیر
اوہی گوید ز ابدالیم بیش | ناگہان آید کہ ہست او خود کے
سنگ و ار و از درون او نپرید | تا خود پدید از خوان جو دم پیچ پیچ
روز محشر گرد و با نپرید | گرد آن مرد گشتہ فرد از دیدسان
پیش از نہ افت حق یک تنہ آن | آشکارا گر دو از بیش و کمی
نائب حقم خلیفہ زادہ ام | خانہ پرست جمود و اژدہا
تا خود پدید از خوان جو دم پیچ پیچ | عرعالب لبنفہ آگاہی پرسید

در بیان آنکہ باد زندہ کہ مرید ہی در بعضی مزور اعتقاد و کذب

پیر اہن پوشی تر جمہ شمنوی مولوی معنوی

ایک مقام کو پہونچتا ہو کہ شیخ اُسکو خواب میں بتا دیکھا ہو اور اگر پانی اُسکو میسر نہ ہو اور شیخ کو تکلیف دے و لیکن تیار ہو

وقتے کہ رسد کہ بخشش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش او را اگر نہ رساند و بخشش را گر نہ رساند وے مار است

پیر نا دیدہ ہے کہ طالب کو دروغ	اُس سے ہو جو کہ مرشد ہو دروغ	لیک نادیدہ طالب آید کہ فروغ
وہ ارادہ صدق ہی پاوے مقام	گرچہ جان جانے وہ ہو کر بستر	او بقصد نیک خود جا ئے رسد
گر کرے شب میں تحری اُس کی	گر نہ ہو قبلہ نما اُسکی ہوئی	چون تحری کرد وای شب قبلہ را
مدعی ہیں قحط جان کا باطنا	پیر ہو ہم ہیں قحط نان کا ظاہرا	مدعی را قحط جان اندر سر ست
کیوں کریں جون ہی نہاں رہے	جان کیوں ہیں شہر مرے ہم کرے	حاجرا چون مدعی نہان کنیم
حال پیدا اُسکو وہ ہونے لگا	جو نہ دیکھا شیخ نے زبسون ہیں کہا	مرورا روے نماید خالصا

صبر کے لیے کہنا اعرابی کا عورت اپنی کو

صبر فرمودن اعرابی زن خود را

بولا شہ کہ تنک تو ڈر نہ جیسے لفظ کو	غصہ گفتش چند جوئی وصل کو	خود چہ ماند از عمر افزون تر کہ	
دیکھتے عاقل کم و بیشی ہیں کب	عاقل اندر پیش و نقصان نگرد	زانکہ ہر دو چو سیلے بگذرد
صاف و تیرہ سیل جاتے گذر	خواہ صاف و خواہ سیلے تیرہ رو	چون نمی پاید دے از وی گذر
سیکڑوں عالم ہیں دیکھے جا بجا	اندریں عالم ہزاراں جا نہ	می زیہ خوش عیش پذیر و زیر و زبر
شکر کرتی ہو خدا کا خانہ	شکر می گوید خدا را خانہ	بر درخت و برگ شب ناسانہ
حمد کرتی ہو خدا کا عندلیب	حمد می گوید خدا را عندلیب	کا عنا در رزق برتست اے عجیب
باندوست شاہ پر رکھے خوشی	باز دوست شاہ را کردہ فوید	از ہمہ مرغوار ہر بریدہ امید
ایسے ہی مجھ سے یکرتا بے فیل	ہمچنین از پیشہ گیری تا بہ فیل	شد عیال اللہ و حق نعم العیل
غم نہ خیبت کا کہ جو سینہ میں ہے	این ہمہ شہا کہ اندر سینہ ہست	از غبار کرد ہا وجود ما ست
جڑ کو کاٹے فخر درانی کی مثال	این غمان بیخ کن چون واس ست	ایچنین شد و آنچنان سواس ہاست
جان آوے رنج پارہ موت کا	جز و مرگ اب خود سے کر فوج جدا	جز و مرگ از خود بران گر جاست
بھاگ سکتا گر تو اس جزو سے	جان سے کل اُسکا تیرے سر پے ہے	واندکہ گلشن بر سرت خواہند خست
موت کا بز ہو دے شیر ین گر تجھے	کل بھی ہو دے شیر ین تجھکو جان	واندکہ شیر ین سیکند کل را خدا
مرگ عمر کا یہ ورد آیا ہو رسول	نے رسول آسکے سو سے مجھ پر اُسکا	از رسولش رو مگردان اے فضول

جو بے خویش و دور سے تکلیف سے — جبر ہو تن پر ہو نہ جان آسکی نیچے — ہر کرا شیریں دہد او تلخ مرد — ہر کرا تن را پرستد جان نہ برد

اگر یار جمیل سے لائین زیخ کو — آسمین پر قرہ ہو وہ بھی یخ ہو — گوسفندان را مصور ساختند — آنکہ فربہ تر ہمی دید اسے گشتند

رات گذری اور سحر اب ہو گئی — کب تلک اب یہ کہانی ہو دیگی — شب گذشت و صبح آمد اے قمر — پند این افسانہ را گیری مگر

تو ہوان ہتی اور تضاعت تحملہ ہتی — تو ہوان پودی و تلخ تر بودی — قصد طلب کشتی خود اول نمود

تو ہتی اک انگور سیوہ کیران گھتی — نہ بڑی پر سیوہ چرکا سہ شدی — وقت سیوہ چشتنت فاسد شدی

سیوہ اے باید کہ شیریں تر شود — سیوہ اے باید کہ شیریں تر شود — چون رسن تابان فی حالش رود

تو مراجوڑا ہے جوڑا ہم صفت — خفت مائی خفت باید ہم صفت — ظاہر آید کار باہر مصلحت

چاہیے جوڑا ہو ہا ہم ایک سا — تخفت باید بر مثال ہم دگر — درد و خفت کفش و توبرہ وذ دگر

پانون مین ہو جاے اگر کفش ایک تنگ — اگر یکے کفش از دو تنگ آید پیا — ہر دو خفتش کار ناید مر ترا

جوڑا ہوتا ہے نہین چھوٹا بڑا — خفت شہ رہبتہ دیدی پیچ گرگ — خفت در یک خرد آن گیر زرگ

کب درست آوین کجا وہ آشپیہ — آن یکے خالی و دیگر مال ال

مین قناعت سے رکھون لقمہ قوتی — راست ناید بر نشستہ خفت ہر دو ال — قوت را سوے مضاعت میبری

اور ہر سے تو رکھے لقمہ زتی — من رہم سوے قناعت دال ہمی

مرد قانع از رہ اخلاص و سوز — مرد قانع از سر اخلاص سوز — زین نسق میگفت یاران تا بروز

نصیحت کردن زن مشوہر را کہ سخن فزون از مقدم و مقام خود

نصیحت کردن زن شوہر را کہ بات اپنے حد سے زیادہ نہ بنا

عمر سے عورت زکما ہے حیا — ہوم مین کب آتی ہون تین ہے بھلا — من فسون تو نخواہم خرد ریش

تو ہدایت دہی بیہودہ کرے — اور باتین کہ در نخوت کی سکے — تو سخن از کبر و از نخوت مگو

گر ذکر کی باتین تو کرتا ہے پر — حال و فعل اپنا تو دیکھ اور شرم کر — کاسد حال خود ببین و خشم دار

تو غرور اور کبر و نخوت و ابا ہیں — پھر غروری دل کہ تا ہو کے نجات — خود کن ازدل کر تا یابی نجات

کبر ہے ہم پر گدا یون کو تبہ — برف و سردی ہو د مد ہم جاتا ہے — روز سرد و برف و آنگہ جاڑہ تر

کب تلک تو ہر پخ دعوی سے لے — گھر ترا مکڑی کا جالا سا دکھے — اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت

جان قناعت ہے ندر دشن تو نوکی — نام سیکھا ہے قناعت کا سہی — از قناعت ہا تو نام آموختی

چند آخر دعوی با دو بروت — از قناعت کی تو جان افروختی

بوریه پیر خواجه گنج است
نے جدا تو گنج جدائے رنج ست
گفت پیر خواجه گنج است

یه خواجه ایک ہی گنج روان
مست کرے دوسری تو ہوشی سرا ہان
این خواجه مست ست و گنج روان

جنت مت کر محمد نے تلقین بیجا
جنت ہے کی ہون نے جنت دغا
تو مخواهم جنت و مگزین بدل

ہمیری مت بادشاہ جو ہی کرے
گیرو مگر تو تو ایک کھی پوچھ سے
چون قدم بادشاه و با بانگ نیازی

ایک ہڈی پہ تو کتون سے لڑی
گر نہ بھونکا ہے تو کیون لڑائی کرتی
با سگان سر استخوان در چاشی

مجھکو خواری ہی تو مت دے کھیل
ورنہ ہو تو تم ہین ہی کہدون ہے اصل
ہیچ سگ نجواری مست منت

عقل اپنی مجھ سے افزون جانی ہی
جانے کھاؤنگا مجھ کس راہ سے
عقل خود را از سن فزون دیده

گرگ سان حملہ کر جان پر سے
بے وقوف اچھے ہین ہی عقل سے
ہیچ گرگ زشت اندر ما مجه

عقل ہے پایند مرد موجوتی
سانپ بچھو عقل وہ تیری نہی
چونکہ عقل تو عقیله مردم ست

تیرے ظلم و مکر کو سمجھے خدا
عقل سے تیری مجھے رکھے جدا
خصم ظلم و مکر تو الله باد

تو ہی افسونگر تو ہی سانپ ہے
سانپ ہی اور سانپ والا آپ ہی
همه تو مات بر فسونگر مه عجب

ترا ہے پر اپنی بُرائی گر سنے
ہر کی بانند نعم سے دو چلے
زاغ گوید شکی خود بشناسے

گر فسون تو دشمن دشمن سانپ ہے
بین پڑے افسون تو سانپ پر سے
همچو پیرت از رنج و غم گرداند

گر نہ افسون ہو تو اژدہ دوام مار
کب فسون مار کا ہوتا نگار
او فسون مار بنوواد او فسون مار

مرد افسونگر خرس کسب کا
مارکے افسون سے ہو گر دے
مرد افسونگر ز حرص کسب کار

او فسون گر دیکھو افسون کو مرے
مار گوید اے فسون گر ہین ہین
مار گوید اے فسون گر همچنین

کرو یا سوانحے اور میر عجب
تو نے حق کے نام کا دیکر فریب
تو بنام حق فریبی مر مرا

نام حق کرتا ہے دام افسون سے
نام حق نے چھانسا تو نے مجھے
نام حق نام ست نے آن سه تو

نام حق کو سونپا جان و تن ہی
نام حق اب کچھ سے بدلا میرے
نام حق را تا ندانند نه تو او تن

یا تجھے بھی مجھسا اب قید ہی کرتا
تا عوض میرے تجھے زخمی کرے
تا نبرد چون بن بزند اے بود

تار و انامار سے اپنے کمین
اسطرح عورت ذی باتین مفت کمین
زن زبن کوته فسس گفت را

نصیحت کردن مرد زن را که ور فقیران بخواری منگر و در کار حق بچمان کمال نگر و طعن مزن در فقه فقیران و شکر کن در فقه

عورت نے یہ ملنے عورت سے سنے
مشکلے آنے کیا کما تو جان سے
مرد چون این جمله با زن گفت

سنتی شد بعد ازان مین تا گفت

بولہب آخر دمش ہے یار جنم جنگ	فقر کو فخری کما طعنہ نہ کر	گفت اے سنی قرنی یار رسول
مال وزر ہی سر کہ تو پی کی مثال	ہے وہ گنجا جو کرے ٹوپی کو زوال	گل بود او گر کند کالا بیاض
جس کسی کا رنگ و گیسو خوب ہے	گر نہ ٹوپی وہ خود محبوب ہے	آنکہ زلف و جعد عنبا بایدش
مردحق ہرچند ہیں مانند بصر	ہے عیان اچھی دیا پنہاں نظر	مردحق باشد بمانند بصر
بچے کے وقت جو بردہ فروش	تن سے کرتے دور جاوے عیب پوش	وقت عرضہ کردن آن بردہ فروش
عیب ہر جسمیں ہے کب کرے	کرے پر خبیدہ کپڑوں میں رہے	ور بود عیبے بر نہ باش کے کند
اور کے اسکو لحاظ اور شرم ہے	جا گجائے تو برہنہ گر کرے	گر بیابی شرمندہ آید از نیک و بد
اہل دنیا عیب میں ہیں غرق تمیں	عیب پر خبیدہ ہے انکا مال میں	خواجہ در عیب ست غرقہ تا بمو
عیب رکھتا انکو طامع کر نہیں	ہیگیں دکھلو طمع پر وہ یقیں	گر بطامع دلہا را طعمہا جاست
گر گدا جون زر کھرا پاتیں کسے	مال وہ دوکان میں پھر رونق کیسے	رہ نیابد کالا اورد دکان
کب گجر سکتی ہے درویسی کو تو	مست جنراب و دکیہ تو در لیس کو	سگ درویشان بکند مست مست
کینکہ درویشی ہے کامون سے سوا	حق کرے ہر دم انپر عطا	زانکہ درویشی ورائے کارہاست
بلکہ درویشان سوائے ملک و مال	روزی رکھتے ہیں بلطف ذوالجلال	وسعہم از من مراایشاں علاست
حق ہو عادل اور عادل کب کہیں	بے دلون پر ظلم کا معلوم ہیں	روزی دادنہ حرف از ذوالجلال
ایک کو دولت ہے رسائی میں	دوسرے کو آگ کے اندر رکھیں	کے کند استمگری بر بیدلان
آگ گیہ انکو یہ رکھیں یہاں	حق پاوجہ ہے خالق ہر دو جہاں	ویران دگر را بہر آتش منند
فقر فخری نہ از راہ ہنسی	سب یکے دون ہیں فرق نہیں کچھ	بہر خدائے خالق ہر دو جہاں
تام رکھے تو نے غصے سے	اگر یہ مار خو محکم کے	صد ہزاراں عز پنہاں ست زناز
مار پکڑوں توڑوں اسکے دانت	تا کہ سد کویی سے ایمن ہو گر	مارخوے و مار گیرم خو اندہ
کینکہ دانت اسکے ہیں فرض جان	کھوں میں دشمن کو علم و دستے	تا کشش از سر کو محکم ترین کنم
ہیں نہ کرتا ہوں طمع سے یہ فرض	اس طمع کو کرتا ہیں میں ہن سرنگوں	من عدو را می کشم علم و دست
حاش اللہ نے طمع بخلق سے	دلسین اک عالم قناعت سے دے	این طمع راہی کنم من سنگدلون
تخل امروزی ہے یہ ایسا کہ	تو اثر نیچے یہ تک جاتا رہے	از قناعت در دل من حاصلیست
جرکہ تو گوے و سر ترا بیند سے	گھر کو بیہ تا دیکھے اور وہ تو ہی ہے	زین فرو دآ تا خانہ این گمان
		خانہ را گر دزد بیند آن نروی

بیانیں اسکے کہ حرکت آدمی کی ان ہے کہ جو جاوے وہ ہے اور ہر ہوی | در بیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از آن جاست کہ وے بدست ہر کسے

اپنے حوصلہ کے موافق دیکھتا ہی مثلاً آئینہ میں آفتاب نہیں
نظر آتا ہی اور سرخ میں سرخ اور آئینہ از رنگ میں رنگ
تو سینہ نظر آئے سب آئینوں سے آہن صاف دیکھتا ہی

از چیز و وجود و نمود مپندیشہ کہ خود آفتاب دا کہ بود و نماید
و تا پ سرخ سرخ و چون آبہا از رنگ بیرون آید
سپید شود و از جمہ تابہا سے دیگر راست گوی تر باشد

یہ جبل نے دیکھا احمد کو کہا
او مجھے احمد اس سے کتا ہے ہو تو
اور کہا صدیق نے اے آفتاب
بولے احمد سچ تو کہتا ہے آیا
پوچھا یا دن نے کہ اے صدیق بول
بولے میں آئینہ ہوں صیقل ہوں
آئینہ میں دیکھے اپنے منہ کو جو
دیکھتی ہی اس کو جب طلوع ہو تجھے
اس طلوع پر رہ کہ بس حرمت ہو
امتحان کر چند دن تو قدر کا
صبر کر تو قدر میں پھر طرا الطال
ست ترش رو سہو فراوں کہ تلخ
تلخ و ترش جان دیکھ صدہا آبشخ
حیف ہوتی تجھ میں گنجایش اگر
جان کی پنہان میں سخن پیچھے ہے
سننے والا تشنہ جو نہ بوجھ
سننے والا مست ہو سکے جہان
گھر میں نامحرم اگر رکھے قدم
آئے محرم گر کوئی با اعتبار
جسکو دیا اور معطر کرتے ہیں
کپ بجائیں زیر دم سے چپک کر
مشک کی بو ہیہ نے والے

اے نبی با شہ ہیں تمسا جدا
سچ تو کہتا ہو دے ہو زیادہ گر
مشرق و مغرب سے تیری ہو ہوا
تو چھپا دنیا سے ہو جا بے کار
دونوں عالم کو رہے گو کیسے کل
ترک دنیا و دیکھیں ہی بدا ہوں
خوب و بد صورت کو دیکھے اپنی ذات
عکس تو کو دور ہو تا ہے اس سے
کان طمع اس جا جہان ذلت ہو
فقر میں نا آفرینا دیکھے سوا
فقر میں ہی کہ ہے تا عز و الجلال
بحر ہیں ہے شہامت میں نہاں
نسل عمل آلودہ اندر گل شکم
شرح دل کی میری جان کتی
کھینچنے والے بغیر اب کہ کھینچے
وعظ کہیے مردہ گر وعظی ہو
بہرے گونگے کی بھی ہے ہو ہو زبان
پس چمیں پردہ میں ہے اہل کرم
کردن مستوراں پردہ نگاہ
دیدہ بینا کی خاطر کرتے ہیں
والطے بہرے کی جو ہو گوش ہوش
سنگ گفتہ والے کہ ہو ذہ بہ کے

دید احمد را ابو جہل بگفت
گفت احمد مرد را کے راستی
دیر صدیقش بگفت ہے آفتاب
گفت احمد راست گفتی آخر یہ
حاضران گفتند کا صد الوا
گفت من آئینہ ام مصقول دلست
ہر کرا آئینہ باشد پیش رو
اے زن از طلاع بے بینی مرا
آن طمع را مانداو در حضرت بود
امتحان کن فقر را روزے دو تو
صبر کن با فقر و بگذار ایں خیال
کہ کہ سفروش و فرار ایں جان بین
صد ہزاران جان تلخی کش کند
اے در لجام تر آنجا بہ سے
این سخن میرست در پستان جان
مستع چون تشنہ و جوید شہ
مستع چون تازہ آید بوطال
چونکہ نامحرم در آید از درم
در چہ آید محرمے در راز گزند
ہر کسے را خوئے خوش بنیاد کند
کے بود داد الہ تنگ از زیر و بم
مشک راہ ہیہ خوشبو کرد

ارشد نفتے کہ زنی ہم تشنیف
راست گفتی گر بہ کار افراشتی
نے ز شرقی نے ز غربی فوش تاب
اے رسیدہ تو ز دنیا ہیچ چیز
راست گوئی دو صد کور اچرا
شرک ہند و در حسن آن ہند کرد
زشت و خوب خویش را بینند رو
ایں چنیں تا بی زنا نہ بر تر ا
گو ہمہ آسمانہا گردان نشست بود
تا بفطرت اند غنا بینی تو تو
تا کہ در فقر ست عز و الجلال
از قناعت طرق بحر انگبین
ہمچو گل آغشتہ اند گل شکر
تیز جانم شرح دل پیدا کنے
بے کشندہ خوش نمی گردد روان
وعظ از مردہ بود گندہ تر
صد زبان گردد بگفتن گنگ لال
پردہ در پنہان مخند اہل دم
بر کشاید آن سخنہا ان رسد بند
زیر اے گوش چیس اصم
از سر اے گوش پے افشم تہ کرد

Marginal boilerplate

گر تو بیزاری سے مجھ سے ہے اختیار
تیری بیزاری سے ہے جان ہمہ ضطر

یا کر اسوقت کو اے تند بت
مین بھی مثل بت و تو تھا بت پرست

دل مرا تیری محبت سے بھرا
تو کہ پگلا کہون مین ہان جلا

مین ہون یا لک صبط جا چکا
یا تو شیرین یا تو ترشی سے پکا

کفر کہتی تھی اب ایمان الٰہی بن
ملکے کے آگے ترے سر رکھی ہون

نوے شانہ تری جانی نہین
تجھسے کستا خانہ باتین کل کہین

شیخ رہ خشن غضب تیری کرتی
تو بنی اور اعتہ اضون چھوٹی

رکھتی ہون تیغ رکھتی ہے ترے
تو کی اور اعتہ اضون چھوٹی

چھوڑنے کو تجھے تو تا ہوا گر
پھر تو راہی چاہے کر پہ کر

عذر خواہ اک تجھین مجھسے راہی
بلے درے تجھسے سفارش دہ کرے

عذر چوتی ہون ترے اخلاق سے
اس پہ درسہ پہ کیا نیت ہم ہی

رحم کر نوے نہ ایسی جبر سے
خلق بہتر ترا اسوسن شیوہ ہے

ایسے کتنی تھی دگر ہے کرتی تھی
روتے روتے تہ کے بل دہ گر گری

واسے ویلا اسکا جب سے ہوا
رحم دلمین مرے کے بس آگیا

ہے قرار و صبر اسکے سون بجا
کیہ تکہ بے گریہ وہ خوار تھی دربار

برق اس یار ہین ہو ظاہر ہی
آل لیمن درد کے بس لگ گئی

مرد تو بندہ تھا آسکے حسن کا
بندگی اس سے ہو تب ہو جا ل کا

دل تر الزمان ہو بسکے کہ رہے
حال کیا ہو گریہ جو تجھسے کرے

جان دل ذمی ہو بسکے نا ہے
حال کیا ہو جو مذہ رانپا کرے

جسکا جو رنہ ظلم اپنا دام ہے
عذر کیسا ہو جو مذہ رانپا کرے

نے شناسا خونریزی ہی کا کام تھا
دہ رکھے گردن تو کیا کہنا بھلا

جو سوا گردن کشی کر نہ تھا
دہ کرے تیری خوشامد کیا کیا

پیدا ہو یکسکن ایسا کے ہے
کب جدا ہو اسے آدم ہو سکے

گر ہو ستمگر یا ہو ستم زال کا
ہے طبیع دہ اپنی عورت زال کا

یکسین لاناس زیبا ہے ہو
حق سے جو زیبا ہو کہ چھپ سکے

اے مقبر اسے تو جان مذہ رخواہ
تو تہ ر اکن کہ ہستت دستگاہ

چون صنم بودم تو بودی آفتاب شمس
یا دی کن آن زمانے را کہ من

ہر چہ گوئی پخت گویم ہست
بندہ بہ دقت تو طل افترست

گر بہ ترشی گر بہ شیرین می منگ
من سیا نا نم تو با ہر چہ پزی

پیش عکست از سر جان آمدم
نقد نقدم نک با بیان آمدم

پیش تو گستاخ خود دہ انخم
جوے شانہ تر انشانختہ

تو بہ کردم اعتراض اندر انخم
چون زعفو تو پر اشے ساختم

می کشم پیش تو گردن را بنہ
من نہم پیش تو شیشہ و کفن

ہر چہ خواہی کن ولیکن این سخن
در فراق تیغ سے گوئی سخن

با تو یے من او شنیدے مست
در تو از من عذر خواہی ہست سہ

از اعتماد او دل من خوش ست
عذر خواہم در دروغ ظلم ست

اے کہ طلعت بیز صد من آفرین
عہم کن پنہان ز خود آے نشگین

در بیان گریہ بر درد او فتاد و
بین نسق سیلقت بالطاف کہ شاہ

از غضبش مرور راول شد رہا
گریہ چون از حد گذشت دے آہ سے

تر انکہ بے گریہ بہ او خود در آ
چون قرار شش نہ دید صبرش نہ جا

تر و تھر ا رے ر دل مرد و حید
شد از ان باران یکے برق پدید

چون بود چون بندگیش اغاز کرد
از انکہ بندہ ر دے خوش بود نرخ

چون شوی چون پیش تو گریان رسم
انکہ از کبرش دلت لرزان بود

چون کہ آید در نیاز او چون بود
انکہ از نازش مال رجانی من رہا

مذ را او بود چو او در عذ رخاست
انکہ در درد جفایش دلم ہاست

چون نہ گردن رہے سود او سر
انکہ جز خونریزیش کارے نبود

خوش در آید با تو چون باشد گریز
انکہ جز گردن کشی تا بد ازو

کے تواند آدم از حوا بریہ
چون بہ یکسکن الہیاش آفرید

ہست دندان ہمیز زال عورتیش
ہست رستم زال او بود و خر تراپیش

از پنج حق ہمی است چون باشد حق
زین لئاس حق او آگاہ است

وقف خاندان

جبکے حالم ست ہم مقدار سے
اگر پر غالب ہے پانی عیب سے
جبکہ ان دونون کے مائل دیگ ہو
ان پر غالب تو ظاہر ہر مثل آپ
خاصیت مردم مین ایسی ہی سدا

کلینی یا حمیرا وہ کہے
آگ سے ڈرپر وہ پھر جوش مے
نسبت کر کے یاد کر تو آپ کو
چھ نکہ وہ گے حائل آمد بر درما
ظاہر ابر زن چون آب از خانہا
اطمینن خاصیتے در آدمی ست

کلینی یا حمیرا منیر دے
آنکہ حالم ست گفتش آمدے
آب غالب شد بد آتش آب شد
چھ نکہ وہ گے حائل آمد بر درما
ظاہر ابر زن چون آب از خانہا
اطمینن خاصیتے در آدمی ست

بیانمین اس حدیث کے انہن تعلمین العاقل وتعلیمین الجاہل

بولے پنجبر عقیلون پر نسا
اور جاہل ہے غالب ان پے مین
انمین کہ ہرتی ہے لطف و درستی
مہر و رقت و صف انسانی کا ہے
من کا پر تو ہے وہ عشوق ہے

ہو وین غالب اہل ال پر بس سا
کیونکہ آنسے بدنراہی کرتے ہین
کینہ کہ حیوانی ہو غالب ظاہری
خشم و غضبوت وصف حیوانی کا ہے
ہے وہ خالق اگر یا مخلوق ہی

اور بیان اس حدیث انہن تعلمین العاقل وتعلیمین الجاہل

گفت پنجبر کہ زن بر عاقلان
بانہ بر زن جاہلان غالب شوند
کہ بود شان رقت و لطف و وداد
مہر و رقت وصف انسانی بود
پر تو حق ست و آن معشوقی ست

غالبہ یہ سخت بر صاحبدلان
زانکہ ایشان تند و زشت و بیرحم کار و زند
زانکہ حیوانی ست غالب بر رضا
نفس و شہوت وصف حیوانی بود
خالق ست آن گو کہ یا خلقی ست

قبول کرنا مرد کا عورت کے کہنے کو اور جانبا اعتراض افضل کا اشارہ صحیح

تسلیم کرون و خوبا امر زن اعتراض او را شارہ نادرست

ہر نزد عقل ہر دانندہ ہست
از ان چرخہ کہ گرداند دور اپیر
قیاس چرخ گردون ہا ہمی گیر
مرد از دام زین ہوا وہ کرے حال
بولا جان جانی کا کیون دشمن ہوا
جو قضا آئے سمجھ کب ہو عبا
جب قضا آئی تو چپ جاوے بصر
اسلیے یہ وہی پیمبر نے خبر
جب قضا گذری تو کھاتا خود کو ہی
مرد بولا ین پشیمان ہو تا ہون
مین تو ا مجرم ہون اب تو رحم کر
پوڑ جانا کا فر گر پشیمان ہو تا ہے

کہ با گردندہ گردانندہ ہست
قیاس چرخ گردون ہا ہمی گیر
ہیبے و قدت مرگ ہے کو تو ان
جان کو یا عال اب کیون کیا
کوئی کب جانو قضا کو خر خدا
عقل کیا جاوے کہ یا ہے یا کہ سر
ہوے او جار قضی اعمی البصر
پھر تا تا دا سن کر بیان آپ سے
تھا مین کافر اب مسلمان ہو تا ہون
ہر کو میری ست انگیزے ہے مقدر
عذر جو لائے مسلمان ہو تا ہے

ہر نزد عقل ہر دانندہ ہست
از ان چرخہ کہ گرداند دور اپیر
قیاس چرخ گردون ہا ہمی گیر
مرد از ان گفتن پشیمان گشت و زان
گفت خصم جان جان چرا می زدم
چون قضا آید خانہ نہم در ہے
چون قضا آید فرو پوشد بصر
زان امام المتقین در ادین خبر
چون قضا گذشت مرد بر آخرد
مرد گفت آمن زان پشیمان نیستم
من گنہگار و توام رحمے بکن
کافر پیشہ از پشیمان می شود

کہ یا گردندہ گردانندہ ہست
از ان چرخہ کہ گرداند دور اپیر
قیاس چرخ گردون ہا ہمی گیر
کز عوانی ساعت مردن عیان
بر سر جان سن لکد ہا چون زدم
کس ندیدہ قضا را رخنہ ہے
تا نماند عقل ہا پا ر اسر
گفت او جار اقضی اعمی البصر
پردہ جدیدہ گر سیان می زند
گر تو ہم کافر مسلمان نیستم
بر سکن یکبا رگی از بیخ و بن
چونکہ عذر آرد مسلمان می شود

عذر تن اور کان کہ سبب ہے	عذر سن بندہ الشنوا این سخن
ما عاشق آنکا ہم وجود اور ہمدم	عاشق او ہم وجود و ہم عدم
بس دفتر ہ بندہ اور کیا	بس دفتر ہ بندہ آن کیا

بیان اینکہ کہ موسیٰ و فرعون دو نور سیر اراہ والیٰ حق ہیں مگر فرعون کا نور خلوت نور غیرت کے ساتھ ہے

و بیان آنکہ موسیٰ و فرعون ہو سخہ تشبیت حق اند بنا بر آنکہ زہر و زہر مہرہ و ظلمت و نور اند خلوت فرعونی سلامت کا زہر و پازہر و ظلمت و نور و خلوت فرعون باعتقادی

موسیٰ اور فرعون سنی کے غلام	وہ نظاہر رہ پہ یہ پارہ تمام
دین کو موسیٰ پیش حق نالان ہوا	رات کو فرعون ہی گریان ہوا
طرق کیسا سیر ہی گردون مین خدا	گر نہ طرق ہوتا مین کب کہتا انا
کیلیے تو سے کو مسہ دو کر دیا	سیری جاق کو کیون سیر ہ کر دیا
ہا وسے بہتر مرا نخست کیا	کہن مین آیا طلاق آنکا ہو گیا
شیخ بجے رب اور سلطان کا تین	نہ کہن مین لوگ تعالی کرتے ہین
وہ بجا مین تعالی اور عطا کرین	ہا و کو اس زمرے سے رسوا کرین
یعنی ہون فرعون خلق سے مہتمتا	تو نہم تعالی ربی الاعلی مرا
ہم ہین دو بندے ترے تیر اہتر	شاخ کا نے اپنے بنگلی مین مگر
بھتنے شاخون کو موصل تو کرے	بھتنے شاخون کو سطل تو کرے
شاخ کو قدرت تبر پر ہے نہین	اور ترے شاخ بس ہمہ تو ہین
ہے قدر قدرت کی وہ تیرا تبر	تو کرم سے اس کی کہ یہ جا کر
پھر تمار فرعون نے دل مین اے عجب	یعنی تو ہون یا رہنما مین سا سب
کرتا ہون اسلام غیبت مین قبول	کیون تقابل مین ہون سنگ کے فضل
رنگ نہ قلب مین نہ رکھتا ہے	پیش تر تش کیون سیر ہو تا ہے
قلب و قالب یہ را آنکے افتیار	پوست دوم مین مغز دوم مین کر دیا
ہا دوم مین کر دے دوم مین رو ستا	کون کر سکتا ہو اب یہ جز ہ اگر
سبز ہو جاون جو کہ سے کشت سا	تر و ہو جاون جو کہ سے رشت سا
اے جو جان حکم کن کہ مین چرون	بیرکان و لامکان کے اندرون

موسیٰ و فرعون سنی را رسے	طاہر آن رہ دارد و این بے رسے
روز موسیٰ پیش حق نالان بدہ	نیم شب فرعون ہم گریان شدہ
کاین بہ خل ست سخ آمد ابر گرانم	ور نہ خل باشد کہ گوید من سنم
از انکہ موسیٰ را تو صد در کردہ	ہا و جانم را سیہ رو کردہ
بہتر از ہا ہے نمود استارہ ام	چون فسون آمد چو باشد چارہ ام
نور ہم گرب و سلطان نیز ہند	مر گرفت و خلق پنگان نیز ہند
نیز ہند آن عاصل نور ہا می کنند	ہا و را از خشم رسوا می کنند
من کہ فرعونم ز خلق سیرا و امین	خشم طاس ربی الاعلی من
خود چنا ناشد ہنر ہا نیشہ ات	می شناسانند شاخ را ریشہ ات
بعض شاخت را بسوے حق کشی	شاخ دیگر را سطل سے کنی
شاخ را بر ریشہ رستے ہست نو	پیچ شاخ از دست تیشہ رستے
حق آن قدرت کہ آن تیشہ بدست	از کرم کن این کژ بیا را تو رست
با زبا خود گفت فرعون آن عجب	من نہ در یار بنا ام مجلہ شب
در خان خاکی و سبزہ زون نشیمم	چون بہ موسیٰ سیر ہم چون میشوم
رنگ نہ قلب و نہ توے خود	پیش تش آتش چون سیہ می شود
نے کہ قلبے قالبم در جسم راست	لحظہ عزم کند یک لحظہ پست
یکدم ما ہم کند یک دم سیاہ	ہر چہ و چہ باشد غیر این کار آگاہ
سبز گردم چونکہ گوید کشت سبز	زرد گردم چونکہ گوید زشت زشت
پیش چو گانہاے حکم کن نکان	می دوم اندر مکان و لامکان

مطالعہ رکھتے ہین اور آگاہ رکھتے ہین تو الحب تعدو البغض تعد کرتے ہین چنانچہ مولانا اسکا اعتراض آگے بیان فراتے ہین کہ اگر شکوی ارشاد سے کرے کہ زشت خاطی ب خلق

جبکہ پیر گمی ہوئی قبہ ہی رنگ
سوسی کی رسی ہے آئی بنگ
سوسی بادسی وزنگ شد

جبکہ پیر گمی ہیں پہ پنجے ہو کر سوسی
سوسی وزعون کہیں ہستی
سوسی وعون وانہ آہستی

اگر گوئی تجھ سے کرے اسپر سوال
بنگ خالی کب ہوا بنگ وتہی
بنگ کے خالی بود از قیل قال

جبکہ پیر گمی سے پیدا رنگ ہو
رنگ وبیر گمی ہیں کیونکہ رنگ ہے
رنگ بایزنگ چون رنگ ہست

اصل زعون کی ہی زعون ہیں ہے
آب سوآ زگروہ ضد کیوں کیے
عاقبت با آب ضد عون ہی شود

جو کہ روغن آب سے پیدا ہوا
آب کو روغن کا ضد کیونکر کیا
آب بارو غن چرا مستد نشد

جو کہ کل سے خود کل ہی خاست ہے
اون آپس میں لڑیں کیسلیے
چون کل از خاست خار آگر گشت

یا نہ جنگ ہے نہ یہ حکمت کیلیے
شکل جنگ نگر ہی ہیئت ہے
یا بہر دو در جنگ اند و اند باہوا

یا نہ یہ ہے نے وہ عبرت ایک ہی
ضد نہ ہو تو آن حیرانی ہے
ہر دو در جنگ اند و اند باہوا

گنج کا بیرہ ہم تو کر سب
وہم ہے اس گنج کو گم کر سکے
گنج بایدگنج تا گم نہ کنی

تو عمارت جاں عقل و وہم کو
سب عمارت ہا ویران گنج ہیں
گنج ہنود در عمارت ہا بیا

پس عمارت ہیں تو ہستی ہے ہنوز
ہیئت کو کون ہست سے ہستی ہے
ہیئت ہا از ہست بیرنگی بود

نے کہ کہ ہستی نیستی سے ہستی
یا کہ ہیولہ زعدم ہست کو ہی نیستی
نیست کہ ہست آن ہست اہ واہ کرد

ست کہ ہیں ہیاکل ہوں ہیئت ہی
لیکن وہ یہ گے ہی ہیئت دیکھ سے
بلکہ از تو گر یزان ہست ہیئت

اپنی جانب کھینچے ظاہر ا
وحی کرتا ہے تجھے وہ باطن
ظاہر ا ہنوز اندر او ہست شو

اگ ہیں اک قوم تو شتاں ہی
باغ ہیں اک قوم تو پامال ہے
قوم ہی اور گلستاں ہا بیچ و درد

یہ طریقہ اکتساب ترجمان سے
نفرت زعون بس ہر کسی سے ہے
نفرت فرعون ہی درون از گلیم

سبب ہدایت عقلا و شقیا کا در نون جان سے کہ خسر الدنیا والآخرۃ

ہو حکیمش کا عقیدہ واں خیال
آسمان ہفتہ زمین زرد ہی مثال
کآسمان ہفتہ زمین چون زندہ است

بولا سائل کیوں معلق ہے زمیں
اس محیط آسمان ہیں اسے امین
درمیان این محیط آسمان

مثل قندیل معلق یا ہوا
نے ہے اسفل ہیں نہ جا پایا علا
نے دو اسفل میرد و نے بر علا

وہ حکیم اب بولا باجذب سما
ششش جہت سو رہتی ہوا اندر ہوا
از جہات ششش جا نہ اندر ہوا

جیسے مقناطیس سے گنبد بنے
درمیان آہن معلق اک رہے
درمیان ماند آہنے آویختہ

دوسرا بولا سمار باصفا
کیسے کب تیرہ زمین کو وہ بلا
چون زمین اسفل کہ ہے تیرہ و سیاہ

آن دگر گفت آسمان باصفا
گفت سائل چون بآن ہا کہ دلیل
کے کشد در خود زمین تیرہ را

خشش جہت کو ہو مکدر وہ دوغ کرے
دوغ کرنے کا لوں کی جان سے
اس سال اہرمن جان کے دوغ سے
او میا سے اپنے تو اغماض کو
کہہ بار کہتے ہیں جو ظاہر کریں
گہر بار اپنے کو جو پنہاں کریں
جملہ سے مرتبہ حیوان کا
مرتبہ انسان ہے سایۂ الٰہی
اپنا بنا وہ کیا احمد نے یاد
عقل تیز ہی جوں شتر بان تیز
عقل کی عقل الٰہی عقل سبا
آنکھ اندر دیکھ از رہ اعتبار
گیا وہ سر بسر کیا شتہ بال بجبلے
یہ جہان رہتا ہوا ساکت رات کو
یہ ترا ہو خمس فرد ہیں نہاں
یہ ترا دریا نہاں ہے گوہر کا تا
یہ گمان ہشتبا ہا عالمی ہیں ہو
ہر ہمیشہ فرد آیا یاں پے ہی
عالم کبرا سے کو قدرت ہے ایسا
جانتے نادان ہیں عاجز فرد ہے
کہتے ہیں نادان کہ وہ ہی کہ ہے
دور بینی جان ہو ہے کاملی

ماہوا ہیں وہ معلق بس رہے
جان فرعون کی گہرائی میں ہو
در جہان سے گہرائی عاجز ہے
جان سے قبہ سے کہ رفتہ ہیں ہو
کاہ ہستی کو تو ہی وہ کیمیا کریں
تیرہی رغبت کو دور گر کریں
قید اور مغلوب ہے انسان کی
جیسے ہے حیوان ملیع انسان ہا
سارے عالم کو تو ہے قوت حیا
حکم حق سے کھینچے دور سے جا
مثل شتروں کے ہیں تابع کو
ایک رہبر جہان ہیں سو ہزار
ایسا دیدہ دیکھے جو خورشید ہو
منتظر خورشید کا رہتا ہو دو
پر ست ہیں تیرہ کے ہو خیر
کاہ پرست پانوں رکھ
رحمت حق رہنمائی کے لیے
سو جہان اس فرد میں نہاں
صورت کہنہ میں خود کو بس نہ
کب ہو ما نرسناہ کا جویا
دور بینی سے وہ خود ہیں
دور رہنا ہر گڑھی ہے جاہلی

بلکہ ترش ہی کہ اس خشش جہات
پس نزوغ خلط اہل کمال
بہر دفع این جہان و آن جہان
سرکشی از نبہ گان فر الجلال
گہر با دارنہ چون پیدا کنند
گہر ہائے خویش چون پنہاں کنند
آن چنان کہ مرتبہ حیوانی ست
مرتبہ انسان ہست ادیبا
نبہ با خود خواند احمد دست و
عقل تو ہمچو شتربان کو شتہ
مثل عقل اند او میا و عقلہا
اندر ایشان بنگر آخر زینہار
چہ تلاش زندہ چہ خشتہ بان بیا
یک جہان در شب بماندہ نیم دز
انیت خورشید نہان در دز
انیت دریا ہے نہان در زیر کاہ
اشتباہ ہے دگمان در دزدن
ہر ہمیشہ فرد آمد در جہان
عالم کبرا سے بقدرت تحفہ کرد
ابلہان کش فرد دیدہ ند و ضعیف
ابلہان گفتند مرد ہے بخش نیست
عاقبت دیدن بود از کاملی

تا بماند در میان عاصفات
جہان فرعونان بماند ضلال
ماند و اندر این حیرانی ایں آن
زانکہ دیدہ ناز وجود تو ظلال
کاہ ہستی تراشیدہ کنند
زور تسلیم ترا لمنیان کنند
کو اسیر و بندۂ انسانی ست
شیہ چون حیہ آن خشمناکی ہے کیا
جملہ عاقر را چو آن قتل یا عبا
ہے شیاطین طرف مدحکم مر
بہر شمال استتر ان تا انتہا
یک قلاوز ست جان صد ہزار
دیدہ گان دیدہ بینند آفتاب
تنقط بود تو خور شید ست نہ
شیہ زرد پوستین بر تنہ
پارسین کہ ہین گنہ با اشتباہ
رحمت حق ست ہر رہنون
فرد او در صد جانش مدغان
کرد خود را در کمن نقتہ نور د
کے ضعیف ست آنکہ با تنہ زند
وا ے آن کو را تبعت اند نیست

حقیر دیکھنا دشمنوں کا ناقہ صالح علیہ السلام کو کہ جب
مقتضائے چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو ہلاک کرے تو انہی کی نظر میں
خوبصورت

حقیر دین خصمان صالح علیہ السلام ناقہ را چون حقتعالے
خواہد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشان خسمان را

حقیر دیکھا تا ہو تقلیکم فی اعینہم یقضی اللہ امرًا کان مفعولاً

قصہ تجاری ایک صالح کا سننا — چھوڑو صورت اور طلب معنی کرو
کہ تا کہ صورت ہیچ در کیجے حاصل عاقبت — عاقبت بینی سے حاصل عافیت
تا قوۃ صالح تھا صورت میں پیشتر — کہ چنیں اشکی جبل سے کا ثمین گر
تو مہ پانی کے لیے دشمن ہوئی — پانی روئی کے نہ دے تم کو کبھی
تا فوقہ اتقا آب بارش کر پیے — حق کا پانی کر وہ دیتے تھے
تا قوۃ صالح جون جسم صالحان — ہر گیا خالی لسکر طالحان
موت کی روسے اس سُت پر کیا — تا فوقہ اتقہ و ستیہا ہے کیا
مُحسنہ قہر خدا آنجہ گیا — شہر خون تا قہ مین ویران کیا
روح صالح کو شتر تو جان لے — نفس کو چنیں کاٹنے والا سا ہو
روح مثل صالح تا قوۃ جسم ہے — روح واصل اور بدن نا قہ رکھو
روح صالح کو چنیں آفات ہو — زحمتم تا قہ پر ہو اور ذات پر
روح صالح کو یہ کب آزار ہے — نور حق مغلوب نے کفار سے
ایسے حق تن مین پرستہ نہاں — دے کے ایذا اسکو دیکھے تم تھان
بیخبر اس سے یہ ایذا اسکی ہے — آب خم کا متصل ہے بحر سے
ایسے گھٹن سے ہو مشتق آلہ — تا کہ ہو وے جلوہ عالم کا پناہ
آنکے دل پر کب کوئی پاکو نظر — ہو صدف پر اور نہ گوہر پر صدف
تا قوۃ جسم ولی کا ہو غلام — روح صالح کی طرح تا ہو امام
بولا صالح جو حسد تنے کیا — تیسرے دن پیدا ہو حق جیسا ہین
رنگ دیگر گون شد ہو مہ ہین — روز اول روہو مثل زعفران
تیسرے دن ہو گئے تم سبکا سیاہ — بعد اسکے ہو پنے کس قہر آلہ
اس وعید حق کا گر جا ہو ان — پھر تا قہ ہو سوے کہ روان

حقیر شاید و تقلیکم فی اعینہم یقضی اللہ امرًا کان مفعولاً

تشنہ اکنون قصہ صالح روان — تجربہ از صورت طلب معنی آن
تر اکہ صورت ہین نہ بینہ عاقبت — عاقبت بینی بیابی عافیت
تا قوۃ صالح بصورت پیشتہ — پے بہ بینہ نقش جمل آن قوم مر
از ہر اے آب جوشش شد ند — آب کو روغان شود ہا شیلن نہ بند
تا قوۃ اتقہ آب خورد از جیحین — آب حق را دا شتہ از حیلہ
تا قوۃ صالح چو جسم صالحان — تشنہ کیفے در بلاکہ طالحان
تا بزان اُمت زحکم مرگ دور — تا قوۃ اتقہ و ستیہا ہے کرد
تخمہ تہر قہر از یشان بجست — خون ہا ے انتقم سے تنہ پرست
روح صالح بر شکال شتر بست — نفس گمرہ مر دہا چون پوز بست
روح چون صالح تن و قابلیت — روح اندر وصل تن تا قابلیت
روح صالح قابل آزار نیست — نور یزدان بندہ کفار نیست
روح صالح قابل آزار نیست — نور یزدان بندہ کفار نیست
حق ازان بہ پیست با سجدہ نہان — تماش آزار ند و بندہ امتحان
بیخبر کا زار این آزار دست — آب این قہم مقفل با آب جوست
زان تعلق کرد با جنس آلہ — تا کہ گردد وجہ عالم را پناہ
کس نیا بد بر دل اشیلن ظفر — بر صدف آید نہ صدفے بر گہر
تا قوۃ جسم ولی را نبندہ باش — تا شوی یار حق صالح خوا نہ باش
گفت صالح چو کہ کردید این چنین — بعد سہ روز از خدا نقمت رسید
بعد سہ روز دگر از جانشان — آتشے آید کہ دارد تہ نشان
رنگ رنگ تخلف اند نظر — رنگ رے جلوتان گردد دگر
در دوم سوختہ ہم چون زعفران — روز اول روے تا چون زعفران
بعد ازان اندر رسد قہر آلہ — در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ
گر کشان خواہید ازین نہ عید — گر کشان خواہید ازین نہ عید

تم اگر پاؤ اسے تو ہے ڈرا
ورنہ مرغ امید کا تنکے اڑا

گر ہو اول انکا نوش تو تم پئے
اونٹ سے پیچھے گرو جو تنگ کا دو

وہ وعید حق اٹھون ذجیب سنا
جھاگا وہ اڑ کر دو مین نابود ہوا

روز اول اپنا دیکھا رسوا زرد
بھاگتی ہے جانب اللہ رو

دوسرے دن روسیہ سب کا ہوا
صورت امید یا تھون سے گئی

قیر سے دن رو سیہ سب کا ہوا
خوش کرو احسان سے تم اپنا پھل

نا امیدی سے وہ سب واخر شدہ
ورنہ کاٹو ہاتھ تو ہے یاس سے

لائے آہ مین جن جن بد عمل ایمن
ہیشم پر روشنی ہر اک ہوا

کر تو زانو طے بدہم تسلیم کے
نا امید ہی سے ہے تو آہ سرد

نقطہ تاجر ہر اک اس قصہ کا
مرتبہ امید و توبہ کا گنج

بس گئے خلوت سے صالح شہر کو
حکم صالح سے تامل سیج ہوا

انکے اجزا آتشے نالے سخت تھے
اونٹ کی مانند دوز انو بیٹھے

اور رونا جانفزا سے دلربا سے
شتر زانو کی جا پر جا نشستہ

اشک خون جاری دن سے ہو رہے آبدار
نے کو دے وقت زانو طے کرے

نوحہ کرنے والون پر نوحہ کیا
تہر آیا ہے کہ ویران کیا

پیش حق رویا تھا رہ راستے
غرق دیکھا اک دھمہ مین سر بسر

اور قصہ کر دور انکا رہا
گریہ تھا نے گریہ آگے دکھتے تھے

جوش رکھتا مہر سے ہر خیر بند
اور رونا جانفزا سے دلربا سے

رگ مین شیر بند تیری جمگیا
اشک خون جاری دن سے ہو رہے آبدار

ز زخم پہ مرہم کو تیرے مین کرون
نوحہ کرنے والون پر نوحہ کیا

گر تو امید خش گر نہ تھا چارہ ہست
پیش حق رویا تھا رہ راستے

چون نشنید ند این ذر ہمہ تنگ
اور قصہ کر دور انکا رہا

لس نتانست اندران کرد ہیچ
جوش رکھتا مہر سے ہر خیر بند

بجوید ون پاک کو ذ ننگ تن
رگ مین شیر بند تیری جمگیا

گفت دید این تقاصر شرمست
ز زخم پہ مرہم کو تیرے مین کرون

گر ہ نا نو چہ باشد خاطر تنگ
گر تو امید خش گر نہ تھا چارہ ہست

گر بجا آید دلش سر بد از ان
چون نشنید ند این ذر ہمہ تنگ

چون نشنید ند آن وعید مشکد
لس نتانست اندران کرد ہیچ

روز اول اے خود دیدہ بد رو
بجوید ون پاک کو ذ ننگ تن

شرح شد ر ہر سہ روز دوم
گفت دید این تقاصر شرمست

سہ دیہ روز سوم روسے ہمہ
گر ہ نا نو چہ باشد خاطر تنگ

چون ہمہ در نا امیدی مے زدند
گر بجا آید دلش سر بد از ان

در بنی آدم جبریل این
چون نشنید ند آن وعید مشکد

ز انو آن دم زدن کہ تعلیمت کنند
روز اول اے خود دیدہ بد رو

نطق گشتہ زنگہ قہر را
شرح شد ر ہر سہ روز دوم

صالح از خلوت سوے شہر رفت
سہ دیہ روز سوم روسے ہمہ

نالہ زار اجزا سے ایشان می شنید
چون ہمہ در نا امیدی مے زدند

گریہ چون از حد گذشت ہا مے کرد
در بنی آدم جبریل این

از استخوا نہا شان نشنید او نالہ
ز انو آن دم زدن کہ تعلیمت کنند

صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد
نطق گشتہ زنگہ قہر را

گفت اے قوم بہا نہ بہ ہیچ
صالح از خلوت سوے شہر رفت

حق گفتہ صبر کن بر جور شان
نالہ زار اجزا سے ایشان می شنید

سن گفتہ پند شد بند از جفا
گریہ چون از حد گذشت ہا مے کرد

بسکہ گریید از جفا بر جای من
از استخوا نہا شان نشنید او نالہ

حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم
صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد

بر سہ آن ز خمہا مرہم نہم
گفت اے قوم بہا نہ بہ ہیچ

حق گفتہ صبر کن بر جور شان
سن گفتہ پند شد بند از جفا

بسکہ گریید از جفا بر جای من
حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم

بر سہ آن ز خمہا مرہم نہم

صفات دل حق نے کیا شامل ہما — ظلم کو دل سے کیا میرے صفا — صفات کردہ حق دولم راحون ہما — روضہ از خاطرم خجستا

او نصیحت میں نے کی بارِ دگر — او دشمنِ لعین بس کہ میں شامل تھا کفر — و نصیحت سن شد بارِ دگر — گفتہ شامل و تنہا ہوں کفر

شیر تازہ میں شکر کھوڑا کر — باتیں کہنی ہیں شہد و شیر ہا شکر — شیر تازہ از شکر آگنیت — شیر و شہد سے باشکر آمیختہ

زہرہ و تم ہیں ہوا سیہ آہن — کیونکہ زہر ستان تم پانی ہوئی — در شما چون زہر گشتہ آن سخن — ز انکہ زہر ستان پیدا ہیں ہوئی

ہر سخن کیوں تلخ میں سم مرگ ہوں — غم مرا تم تھے اے تو مرہم آگیں — چون شخ تم تلخ میں کہ غم شدہ سنگیں — غم شما بود و دیدہ قوم حزون

غم کے مرنے پر کوئی رہتا ہی کب — کون آکھیر سے سال نہم اچھا سب — ہم چیلس سہ مرگ غم تو حد کنہ — ریش سہ چون شخ کسے کہ محور کنہ

دل سے اپنے خود کہا آہ تو نہ کر — قابل تو نہ ترے یہ کب شہر — رو بجو کردہ و گفت اے تو نہ گر — تو دات اے تیز زہد ان نہ

کی نہ پڑھ آہ راست خواہند ہیں — کیفیت آسی خلعت قوم کافرین — گر خوان آہ راست خواہند ہیں — کیفت آسی خلعت قوم کافرین

چشم ہا میں آنکی بس گریاں ہی — رحمت باد ہمیشہ باراں ہوئی — باز اندر چشم ہا دل او گریہ ہا نہ — رحمت بے ملتے ہر بے نہایت

تو مرین ہر سینہ او دیدہ ہے — بخششش قطرہ و زن ہو کیلئے — قطرہ ہی بارید ہر چندان گشتہ بود — قطرہ بے ملت از در ہا بود

عقل و آنکے کہا یہ گریہ کیوں — اور ایسے ظالموں پر رونہ کیوں — عقل می گفتش کہ ایں چہ گریہ ہیچ — ہر چہ می گرئی بگو بر نسل خان

کیلئے رونا کہ نسل آنکے پر — اور سیاہ کینہ و حیل آنکے پر — ہر زبان زہر ہجون مار شان

اور دل تاریک نکلا آنکے پر — اور زبان زہر حون مار آنکے پر — ہر دل تاریک پر زنگار شان — ہر زبان زہر ہجون مار شان

اور آہ و دود ان سیاہ آنکے پر — شکل کژدم خانہ جنبان آنکے پر — ہر دہان و چشم کژدم خانہ شان

سنگ اور ظلم اور قسوت آنکے پر — حق اگر چاہا ہے آنکو شکر کر — بر سینہ بر تفور انہوں شان — ہر دہان و چشم کژدم خانہ شان

آنکے پانی ہاتھ کی اور پشت کی — مہر کی اور صلح کی او چشم کی — دست شان نہ پاکشان آنکو نہ کر — تھکار کی چون کرد حق پیشان

اور روایت نقل و تقلید سے — یا نگاہ و ذر کھا پیر عقل پے — از زبان و چشم و گوش ہمدگر — ہر شان و چشم و گوش بند گان

پیر کیوں تقلید میں پیر خرد — آنکھ اور کان و زبان سے ہمدگر — از زبان و چشم و گوش ہمدگر — ہر شان و چشم و گوش بند گان

لا یا لیس حیث سمی ندران نبد گمان — تا سفر دہ تکمیں پگو ہر گمان — از بہشت آوردہ زیرہ ان ہمگان — تا ما خاید خان صفر پر دگان

التفسیر کریمہ مرج البحرین ملتقیان منہما برزخ لا یبغیان

اہل نار و نور کو دیکھ ہر کان — آنکے اندر برزخ لا یبغیان — در میان شان برزخ لا یبغیان

اہل نار و نور باہم ہیں ملے — کوہ قاف آگ در میان میں آنکھ گئی — در میان آنکھ گئی تھی آنکھ گئی

اہل نار و نور باہم در میان — در میان آنکے ہو بحر ریگ ہیکران — در میان شان بحر ریگ بیکران

شکل خاک مرز ملے ہیں کامنین — سیکڑوں اندر بیابان آنکھ ہیں — ہر در کان خاک و زر کردہ فتادا — در میان شان صد بیابان در باط

مثل گوهر لولوئ لالا یکین
صلح و طالع دیدهٔ صورت نشین
گر نه بودی نصف شیرین چون شکر
نصف باقی تلخ مثل زهر مار
دو دلان با هم چو زن مرد یکسان
صورت آمیزش همی پیچد بتنگ
صلح کی موجب چنین بیم و بدی
تنگ کی مرد و زن اندر بستری
مهر کفتی تلخ گر شیرین بدی
قهر کفتی شیرین جانب تلخ کی
تلخ و شیرین این نظرها کی بدی
چشم آخر مین تو دیدی راست کو
آنچه بهت شیرین همی اندر شکر
هر بزرگ عاقل مرچیزی است
بعض چیزی است کو شکر گه گه خورد
بعض چیزی است کو شکر هر بار
بعض چیزی است کو شکر هر دو را
بعض کو ظاهر گلی مین جاکه هست
بعض کو در سال مین سنبوش کرد
بعض کو در سو شین هر جا گزید
گر اسه دیدی صلحت قهر مین
لشکر اندر مصر می کو هر اندر جهان
چاپیی برسون که پس خوبی پیی
چند سال اب چاپیی تا که درست
دو مینه مین گر نه کاری پیلی

مثل مهمان ایک شب نزدیک ده رهی
کهتل آنکه اورد بره تو اگر راهی
زرق شیرین زنگ را مثل قمر
زرق تلخ اندر نگه یه پیل جبار
بس مثال آب دریا هین روان
اختلاط جان هی صلح و جنگ سی
کرتی هین اخلاص کو زیر و زبر
گیر نگه شیرین مهر کی هی اصل بر
تلخ با شیرین کهان کا نا هین هی
چشم دل سی اپنی اسکو دیکهو لے
چشم اول هین غرور و ظلم زد
مزید اندر اس شکر کے هو گر
تلخی مین هو جو کچهو دور سے
بعض چیزی هو اسکو چاکر
بعض چیزی هین شیرینی اهی
گرچه کهانے کو سکے شه طعان هی
بعض کو سو اجزا هین سی دو
جانا نا اسکا اگهی آنے سے دے
بعض کو هو گور کے اندر خبر
هو ضرور آخر وه پیدا هوتی هین
ایک مهلت بس زمانه سی عیان
صل پاوے روشنی اور زنگ لے
میوه دینے سے وه پاوے قوت
اور گلاب اک سال مین برکهلے

همچنان کاو عقد دو گوهر شبه
صلح و طالع صورت نشبه
بهر رامیشیس شیرین چون شکر
نیم دیگر تلخ همچون زهر مار
هر دو در هم نیز نند از تخت اوج
صورت بر سحر گردون از چشم تنگ
موجهای صلح برهم می زنند
موجهای جنگ بر مشکل دگر
مهر تا خان را شیرین می کشد
قهر شیرین را تا تانی سی برد
تلخ و شیرین زین نظرها پدید
چشم آخر مین تواند دید راست
اسے بسا شیرین که چون تنگ بود
آنکه زیرک تر بود در امتحانها سدش
وان دگر در شه شاسه ش چون بر کند
وان دگر در پیش و پس چون بنگرد
پس بشوش روش کند پیش اگهد
وان دگر را در گلو پیدا کند
وان دگر را در حدث سوزش دهد
وان دگر را بعد ایام و شهور
در دهندش مهلت اندر قعر گور
هر نبات و شکر سے را در جهان
سا لها باید که تا زآفتاب
پنج سال و هفت باید تا رفت
باز ترنجه در دو ماه اندر رسد

مقتطا چون سیمان کیسه
دیده بکشا به که کردی نسبه
طعم تلخ در رنگ مظلم قهر وار
بر مثال آب دریا مین موج
اختلاط جانها در صلح و جنگ
کینه ها از سینه ها بیری کند
مهر یارا می کند زیر و زبر
زانکه اصل مهرها باشد شدید
تلخ با شیرین کجا اندر خورد
از دریچه حالتست تا سند دوم
چشم اول هین غرور است و خطا
لیک زهر اندر شکر مغفر بود
چونکه دیده از دوش اندر شکست
وان دگر چون لب زدان زند
وان دگر چون دست نهد کرد رو
گرچه نوره می زند شیطان کله
وان دگر را در بدن رسوا کند
فرج آن از دغل آموزش دهد
وان دگر را بعد مرگ اندر قبور
لابد آن پیدا شود در یوم انشور
ملتے پیدا بهت از زور زان
صل یابد زود در شادی و تاب
یا بد از میوه رسانی فر بخت
باز تا سالے گل احمر رسد

ایشیے فرماے ذی عزت و جل	سورۂ انعام مین ذکر اجمل	بہر این خورد سورۂ حق عز و جل	سورۃ الانعام ذکر اجمل
کان کھ تو نے سنا اسبات کو	آب حیوان کھا یا تھکمۂ مضمحل	آب حیوان ست خور دینی غش بام	
اب حیوان کہ نہ کہ اسکو سخن	دیکھو حیوان اندر رتن حرف کہن	این تمثیلیست سوے موعظت گفتن یار	
ایک نکتہ اور سن لے اے مرنیق	جان کے مانند باریک اے رقیق	آب حیوان خوان مخوان این را گزاف	
ایک جا تو جا ہے زہر و اک جا شہد	ایک جا حکم خدا ہے خوشگوار	آنکہ یابد گوہر تو بشنود اسے رفیق	
ایک جا ہے زہر و اک جا ہے دوا	ایک جا ہے کفر و اک جا ہے روا	در مقامے زہر و در جاے دوا	
ایک جا ہے خار و اک جا شکل گل	ایک جا ہے سر کہ اک جا شکل مل	در مقامے خار و در جاے گل	
ایک جا ہے خون و اک جا ہے حرا	ایک جا ہے نسل و اک جا ہے سخا	در مقامے سست و در جاے سخا	
ایک جا ہے فقر و اک جا ہے غنا	ایک جا ہے قہر و اک جا ہے رضا	در مقامی فقر و در جاے غنا	
ایک جا ہے جور و اک جا ہے وفا	ایک جا ہے منع اک جا ہے عطا	در مقامی جور و در جاے وفا	
ایک جا ہے مرگ و اک جا ہے صفا	ایک جا ہے خاک و اک جا ہے گہر	در مقامی گور و در جاے صفا	
ایک جا ہے عیب و اک جا ہے ہنر	ایک جا ہے ننگ و اک جا ہے فخر	در مقامے عیب و در جا ہنر	
ایک جا ظلمت ہے اک جا ہے فلک	ایک جا ہے خستگی اور اک جا ہے سلک	در مقامے ظلمت و در جاے فلک	
ایک جا ظلم و اک جا نصف دل	ایک جا ہے جہل و اک جا ہے عقل	در مقامے جہل و در جاے عقل	
ہیں بگلہ گر چہ کہ زندہ جان ہے	ایں جگہ جو ہو بچا تو در زیان ہے	چون بود ابجا در رسد در نشابور	
خام انگور و ون مین پانی ہے تر شی	پختہ انگور و ون مین پختہ ہے خوشی	چون بانگور سے رسد شیرین و نیک	
سرکہ بیکے در جو مین نعم الادام	جو دو نہ مین تو تلخ ہے اور حرام	در مقام سرکگی نعم الادام	
اس طرح سے ہے تفاوت کا تین	مرد کامل جانے یہ آنام مین	مرد کامل این تفاوت در آنام	
کھانے گر طالب تو ترتیب ہے نہ شرط	کھاے گر طالب تو ترتیب ہے نہ شرط	گردولی زہر خورد نوشے شود	وخورد طالب سمیہ ہرگز نشود

پیا مین این ثابت کی کہ جو کچہ ولی کامل کے مرید کو اعتراض کرنا
اور وہ فعل کہ زمانہ پیچا ہی کے حلو الطبیب یقصان نفسین کرتا ہے اور
جیا کہ وہ نقصان کرتا ہے اور سرمے کی برف انگور پختہ کو فعل نہین کرتی اور
خلق کو خراب کرتی ہے اور نجاکہ نہین پہنچا ہے لیغفر لک اللہ

در بیان آنکہ پختہ ولی کامل کند مریدان را نہ شاید گستاخی
کردن و ہمان فعل کردن کہ حلو الطبیب یقصان دارد و مرسل
زیان دارد و سرمہ و برف انگور رسیدہ و زیان نہ دارد انخورہ را
زیان دارد کہ در راہ است و نارسیدہ و لیغفر لک اللہ

ما تقدم من ذنبک وما تاخر صدق اللہ

رثائے سب علی کہ سلیمان ثانی کہا

گر دوے یہ ملک تو ہے سوا — کہ ہے ایک سلیمان اور دوسرا
ہے حسد کی مثل لیکن احمد — غیر پر میرے نہ ذکر لطف رہے
مسر من البعد کی تخیل ایسی — نکتہ لا یعنیٰ کو پڑھ کر جان
یا کل اس ملک طہران میں نشستیں — بلکہ دیکھیں ملک میں سو آفتیں
امتحان ان کا اسکا محمد جیسا نہیں — تو بہ تو ہے اور خوف جان و زن کو
چھوڑ دے دنیا کی ہوا و آرزو کر — چاہیے ہمت سلیمان کی کرو
ملک نے آکر دکھائی عاجزی — باوجود ایسی تمنی تھی آنکھ بھی
خدمت ملک انہیں رکھے عاجزی — پڑھ کہ القصہ علی اکرمیہ
کرتے شاہان جہان پر رحم تھے — جبکہ یہ تکلیف اور صدمے ہے
مثل شیرے مگر یا این کمال — بیش مفارش سے کیا یہ ملک مال
وہ سلیمان ہے وہ ہوں میں ہی بشر — مسکوۃ دیوے کہے ملک زر
ہمرہی کیا ہوں وہ میں بادمگر — وہ نہیں ہے بعد وہ ہی ہمرہی
آتا ہوں پھر وہ زن کے حصہ — شروع اسکی قسمہ عرض ہی کرنا مگر

اخلاص ماجرا اعرابی صعوبت اسکی کا فقرہ و حکایت ہیں

چاہے پھر انداز خلاص و دولہ — مرد و زن کا ماجرا اب فصیلہ
جان تو جون نفس کے اور عقل کے — مرد و زن کا محسب آگو نقل ہے
بس پھنسے ہیں نیک و بد کہ اسلے — یہ زن و مرد ایک نفس و عقل ہی
روز و شب ہیں فسلہ و تنگ میں — خاکداں میں بس یہ دو یا بہ میں
لیتے کر و فر و آب و زن کی — زن کو حاصت گھر کے ہی سامان کی
زن ہے جو یہ مریخ خانقاہ — نفس شامل زن کرے چارہ گری
گاہ خاکی گاہ آذر صفدر سے — عقل ان مکر و حیل کب آگاہ ہی
اسکے سر میں خم نہ فرد اللہ ہے — گرچہ سر قصہ ہے دانہ و دام
صورت قصہ سنو اب تم تمام — گرچہ سر قصہ ایسا نہ ہست و رام

ماجرا اعرابی و صعوبت اسکی و حکایت

ماجرا سے مرد و زن را تخلصی — بانی مے جویہ درون مخلصی
ماجرا سے مرد و زن اینا نقل — این شمال نفس خود پیدا و شکل
این زن و مرد کہ نفست و فرد — نیک و پا لبست ست بد نیک و بد
این دو پا لبستہ درین خاکی سرا — روز و شب در رنگ و انہ را جدا
زن ہے جو یہ مریخ خانقاہ — لیتے آب سوکے زنان دخوان و جاہ
نفس پیمون زن کرے چارہ گری — گاہ خاکی گاہ جو یہ سروری
عقل خود زین فکر آگاہ نیست — دور و اغش بر غم اللہ نیست
گرچہ سر قصہ ایں نہ ہست و رام — صورت قصہ شنو اکنون تمام

رثائے سب علی کہ سلیمان ثانی کہا

رب ہب لی کہ سلیمان ثانی — وہ وزیر ایسا ملک و دست
غیر پر میرے نہ ذکر لطف رہے — این صدر را ماند این ہنر و
مکتہ لا یعنیٰ کہ پڑھ کر جان — مسر من البعد کی تخیل ایسی
بلکہ دیکھیں ملک میں سو آفتیں — سو ہو ملک جان ہم سو
تو بہ تو ہے اور خوف جان و زن کو — استحانے نیست ما را مثل این
چاہیے ہمت سلیمان کی کرو — گذرد زین صعب ہزاران ملک و
باوجود ایسی تمنی تھی آنکھ بھی — موج آن خلقش نہ دمی بست دم
پڑھ کہ القصہ علی اکرمیہ — چون بماند نہ تخت و ملک نہ
جبکہ یہ تکلیف اور صدمے ہے — بر پریشاں عالم رحم کرد
بیش مفارش سے کیا یہ ملک مال — باکسانے وہ کہ او سے مرا
مسکوۃ دیوے کہے ملک زر — او سلیمان ست و انکس ہم نہ
وہ نہیں ہے بعد وہ ہی ہمرہی — خود کسی چہ بود نہم بے ہمتے
شروع اسکی قسمہ عرض ہی کرنا مگر — بازے گردد بلقمہ مرد و زن

اخلاص ماجرا اعرابی صعوبت اسکی کا فقرہ و حکایت ہیں

مرد و زن کا ماجرا اب فصیلہ — مخلص ماجرا سے اعرابی و صعوبت او در فقر و حکایت
یہ زن و مرد ایک نفس و عقل ہی — مرد و زن کا ماجرا اب فصیلہ
خاکداں میں بس یہ دو یا بہ میں — جان تو جون نفس کے اور عقل کے
زن کو حاصت گھر کے ہی سامان کی — بس پھنسے ہیں نیک و بد کہ اسلے
نفس شامل زن کرے چارہ گری — روز و شب ہیں فسلہ و تنگ میں
عقل ان مکر و حیل کب آگاہ ہی — خاکداں میں بس یہ دو یا بہ میں
گرچہ سر قصہ ہے دانہ و دام — زن کو حاصت گھر کے ہی سامان کی
صورت قصہ سنو اب تم تمام — نفس شامل زن کرے چارہ گری
عقل ان مکر و حیل کب آگاہ ہی
گرچہ سر قصہ ایسا نہ ہست و رام

در بیان آنکه کامل نیست الا خدا

اگر محبت هوش صد چندان شود — محبت نگردد و حیرت بیان شود
ور محبت هوش صد چندان شود — هوش صد چندان شود حیران شود
تا گواهی ویوی حفظ ظاهرا — محبت نگردد و حیرت بیان شود
اظهری احسان جیسے ہیں گواہ — تا گواہی دیوے حفظ ظاہرا
گاہ گاہ سچا ہو گواہ جھوٹا کبھی — گاہ گاہ سچا ہو گواہ جھوٹا کبھی
جو وہی کھائے تو بد مستی کرے — جو وہی کھائے تو بد مستی کرے
دودھ یا کاراب نہ ناغہ معصوم ہیں — دودھ یا کاراب نہ ناغہ معصوم ہیں
تا گمان ہوتا ہے کہ وہ ہے اولیا — تا گمان ہوتا ہے کہ وہ ہے اولیا
الغرض یہ جیسے فعل ظاہری — الغرض یہ جیسے فعل ظاہری
گاہ گاہ پیچ گہ غلطی پو ہم — گاہ گاہ پیچ گہ غلطی پو ہم
مجھکو یارب دے گرم وہ دوستا — مجھکو یارب دے گرم وہ دوستا
کیسے حس کو آگہی نیست ہو — کیسے حس کو آگہی نیست ہو
ہے شبیہ مظہر ہوے گر اثر — ہے شبیہ مظہر ہوے گر اثر
نور اللہ کا ہوا حسیا امام — نور اللہ کا ہوا حسیا امام
جبکہ نور اللہ سے پرائے کام — جبکہ نور اللہ سے پرائے کام
حب محبت دلبین ہوے شتاب — حب محبت دلبین ہوے شتاب
حالت اسکو پھر نہیں ایلا عشق — حالت اسکو پھر نہیں ایلا عشق
شرح ان توں کی نے ہوے تمام — شرح ان توں کی نے ہوے تمام
گر چہ ظاہر سنی یہ صورت رکھے — گر چہ ظاہر سنی یہ صورت رکھے
ہیں نشانوں میں وہ جو آپہ دور ہے — ہیں نشانوں میں وہ جو آپہ دور ہے
دیکھیہ دانہ خاک و آب اور سرسے — دیکھیہ دانہ خاک و آب اور سرسے
گر حقیقت پر کرے اسکی نظر — گر حقیقت پر کرے اسکی نظر
جھوٹ اصابت و خاصیت کہ ہر — جھوٹ اصابت و خاصیت کہ ہر
مرد بولو امین پیش تیر اہون ہے — مرد بولو امین پیش تیر اہون ہے

در بیان آنکہ کامل نیست الا خدا

محبت نگردد و حیرت بیان شود — محبت نگردد و حیرت بیان شود
ہوش صد چندان شود حیران شود — ہوش صد چندان شود حیران شود
تا گمان آید کہ درد است و درست — تا گمان آید کہ درد است و درست
حاصل افعال پیش او ہیچ ہست — حاصل افعال پیش او ہیچ ہست
ہر بہ گر ہمی بود گاہ ہے غلط — ہر بہ گر ہمی بود گاہ ہے غلط
یا بہ آن تیزیرہ ما ایجو است — یا بہ آن تیزیرہ ما ایجو است
حس را میز ذاتی چون شود — حس را میز ذاتی چون شود
اور اثر بود و سبب ہم مظہر ست — اور اثر بود و سبب ہم مظہر ست
بود آنکہ نور نقش سد ام — بود آنکہ نور نقش سد ام
چون کہ نور اللہ در آمد در شام — چون کہ نور اللہ در آمد در شام
تا محبت در درون فضلہ زند — تا محبت در درون فضلہ زند
حاجتش نبود پے اعلام مہر — حاجتش نبود پے اعلام مہر
ہست تفصیلات تا گردد تمام — ہست تفصیلات تا گردد تمام
گر چہ چشم بینی در تیرگ رست پدید — گر چہ چشم بینی در تیرگ رست پدید
در دلالت ہمچو آب اندر درخت — در دلالت ہمچو آب اندر درخت
او نہ ہین کز آب تا خاک آفتاب — او نہ ہین کز آب تا خاک آفتاب
در بما ہیت گر روانے نظر — در بما ہیت گر روانے نظر
ترک ما ہیات و خاصیات کر — ترک ما ہیات و خاصیات کر
مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف — مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف

در بیان آنکہ کامل نیست الا خدا

محبت نگردد و حیرت بیان شود — محبت نگردد و حیرت بیان شود
ہوش صد چندان شود حیران شود — ہوش صد چندان شود حیران شود
تا گمان آید کہ درد است و درست — تا گمان آید کہ درد است و درست
حاصل افعال پیش او ہیچ ہست — حاصل افعال پیش او ہیچ ہست
ہر بہ گر ہمی بود گاہ ہے غلط — ہر بہ گر ہمی بود گاہ ہے غلط
یا بہ آن تیزیرہ ما ایجو است — یا بہ آن تیزیرہ ما ایجو است
حس را میز ذاتی چون شود — حس را میز ذاتی چون شود
اور اثر بود و سبب ہم مظہر ست — اور اثر بود و سبب ہم مظہر ست
بود آنکہ نور نقش سد ام — بود آنکہ نور نقش سد ام
چون کہ نور اللہ در آمد در شام — چون کہ نور اللہ در آمد در شام
تا محبت در درون فضلہ زند — تا محبت در درون فضلہ زند
حاجتش نبود پے اعلام مہر — حاجتش نبود پے اعلام مہر
ہست تفصیلات تا گردد تمام — ہست تفصیلات تا گردد تمام
گر چہ چشم بینی در تیرگ رست پدید — گر چہ چشم بینی در تیرگ رست پدید
در دلالت ہمچو آب اندر درخت — در دلالت ہمچو آب اندر درخت
او نہ ہین کز آب تا خاک آفتاب — او نہ ہین کز آب تا خاک آفتاب
در بما ہیت گر روانے نظر — در بما ہیت گر روانے نظر
ترک ما ہیات و خاصیات کر — ترک ما ہیات و خاصیات کر
مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف — مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف

چگونه تو پیدا بحلوا ن	اگر از او حلاوتے نکھے	ہر چہ گوئی مترجم و ناشر م	بہ دو نیک آید آنرا نشکرم

اطاعت کردن مرد موافق رضی عورت بدنیا و آخرت

از آنکہ مجملہ آیات اطاعت چیزے کہ مباہات و امتحان زین ہر دو

مردان نہادن مرد موجب بالتماس زیادہ خیر و ثواب و مبالغہ نمودن کہ مرد زین ہر دو چیز مباہات و امتحان نمیست

آفتاب ہر چند بر دیوار و بام	در وجود دقہ شوم من مشتہم	چون بہم جمع باشیم و یکجا
یا آویزد بہر سگے بیہودہ دون کہ	گفت زن آہنگ بازار می کنی	یا بیہودہ گفت تو ہم بے کنی
نیست او را ہیچ کو کی ہیچ قوت	گفت و واقف اعلم است و افضل	کاو فرید از خاک آدم را بصفی
بندہ باید ہون او را ہون چنیں	ور کسے گوید کہ غالب کرد و ہش و انوش	ایخدا را روح و روان روح پرور
ہمچو او را ہیچ نفرزاید نہ کم	یا دو او را ہیچ نفزاید وجود	ہا بر رست ایخدا و روان بود
ہمچو او را ہیچ نفرساید نہ بیش	گاہ او ہر چہ کمال است ہر چہ	ور ہمی بود از علم الاسما بہیچ
ہمچو او را ہیچ نفرساید نہ بیش	ہمی خاک نبود شد از تدریس او	قدس و نور یافت از تقدیس او
آن کشاورزان کہ او را ورد	آن کشاورزان کہ او ورد	در گذشتند و ہمہ اسما بدانند
ور فزائی ہا حصہ آن پاک جان	ور فزائی ہا حصہ آن پاک جان	ہمچنان او را حصہ ہست آنچنان
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	این بہ بحر و بر ہا ناز و نیست
ور زمین و آسمان و عرش نیز	ور زمین و آسمان و عرش نیز	حسن گنجد زین دو ہا گنجیں نہ ہیچ
زان دل موسن کہ ہم آید عجب	زان دل موسن کہ ہم آید عجب	گر ہمہ حسن است و ہم صاحب حسن
گفت خار خلق فی عباد الحق	گفت خار خلق فی عباد الحق	ہمچنانکہ حسن را نیست حسنے
عرش ہا آن نور را ہیچ نہ	عرش ہا آن نور را ہیچ نہ	چون ہمہ ہیچ اند در اسرار حق
خود زبر گی عرش را شد حسن پدید	خود زبر گی عرش را شد حسن پدید	لیک صورت کیست چون معنی نہ	
ہر خاک می گفت ما را پیش ازین	ہر خاک می گفت ما را پیش ازین	ایخنجہ ہے بود بار و سے زمین
تخم نعمت ہست زین زمین ہا	تخم نعمت ہست زین زمین ہا	زان تعلق ما عجب می داشتیم
لیک تعلق ہیست با این خاکدان	لیک تعلق ہیست با این خاکدان	چون سرشت ما پست از آسمان
الف این انوار را با علمات نیست	الف این انوار را با علمات نیست	چون تواند نور با ظلمات زیست
آدم ازین آلف از ہبط تو بود	آدم ازین آلف از ہبط تو بود	ز آنکہ ہست از زمین مجبول تار و پود
جسم خاکت را ز خاکیہا فتند	جسم خاکت را ز خاکیہا فتند	نور پاکت را ز نیہا تافتند

روح سے تیری ہماری جان نے زور
پا یا پہلے خاک سے چمکا تھا جو
لیک جان باز رحمت یا لست
پیش پیش از خاک آن باقست

ہم زمین پر رہتے و خاطر بار زمین
گر خزانہ اسکے اندر ہو دفین
ور زمین بودیم خاطر از زمین
خاطر از کھنے کہ ہو دور از یقین

اس تجربے سے جب سفر رہنے کیا
مرغ اس تحویل سے ہمکم ہوا
چون سفر فرمود ما را زان مقام
قطع شد مارا زان تحویل کلام

ہم یہی تکرار کرتے تھے سدا
کون آئیگا ہماری جا خدا
تا کہ مجتبا ہے گفتیم ما
کر بیا سے ما کہ آید سے خدا

نور اس تسبیح و اس تہلیل کو
کیسلے تو بنیے قال و مسئل کو
نور این تسبیح و این تہلیل ما
اے فروشی ہر قال و قیل ما

حکم فرمایا ہمیں اللہ نے
گر خوشی سے تم کہو جو ہیں ہم
حکم من گیرید و بر ما لب نہ ما
گر بگو بید از طریق انبساط

سنتہ ہیں جو آئے کہو اور مت ڈرو
باپ سے بیٹا کرے جو گفتگو
ہر چہ آید بر زبان تان از حذر
ہیچ لفظان نگاہ دار با پدر

جانتا ہیں ہون تمہارے بھید کو
پر سخنون میں ہی مقاصد ہو مخفی تو
ما ہے دانیم خود ز راز مشتہا
لیک ہے خواہیم آواز خوش

گرچہ نالائق ہے یہ دعوی ہمی
ہے غضب پر عالب اب چشت ہمی
گرچہ این دعا بتے نالون ہست
رحمت من غضب ہم سبقت ہست

باعث اظہار سعبت اہی تمک
ہیچ رکھا تم ہیں ہر دوی شک
از پے اظہار این سبعتی تمک
در تو شبہ و ایچ اشکال نیک

تا کہ تم اور ہیں پکہ دون ہیں
علم کا منکر یہ کہتا ہے کہ ہیں
تا بگوئی ز نگفتیم ہم تو ہیں
منکر علم نیارد دم زدن

سیکڑون ان باپ سے علم ہیں
صد ہزاران مرد ہوتے مطلع ز آن ہیں
صد ہزاران در ما اندر حکم ما
ہر نفس زاید در افتد در فنا

میری ہو علم کے علم انکے کف
سہ ہے دریا اور خال ہے کف
کف رود آید سوے دریا بجاست
کف بدریا می دہد ہستی خود

کیا کہون اس کو کہ آیا یہ ہیں
پکہ نہیں پر کف کف کف کف
نیست الا کف کف کف کف کف
خود چہ گویم پیش آن دریا ہیں

محکما اس در یا اور اس کف کی قسم
جن آن کف من آن دریا ہیں گفت
کاہ تا ہے نیست این گفت و زبان

یہ ہے از راہ محبت اور صفا
از پے ہر مہر صفا ست و نضوع
حق آن کس کہ بدہ آرام جوع

گر تو جانے اس ہوس کو امتحان
ہے قسم اسکی جو ہو سر امتحان
امتحان را امتحان کن یک نفس

تشت چھپا ہر تا ہو سر پیدا عیان
امتحان کا امتحان کر اس گھڑی
گر بہ پیشت امتحان است این ہوس

ست چھپا دل تا مراد دل بیان
حکم کر ہون چپے این تقاضا ہیان
سہ بہ پہ شان تا پدید آید سرم

کیا کرون کیا ہاتھ ہیں ہے علاج
جسکے لائق ہون وہ لاون ہیں زبان
دل سپہ شان تا پہ پہ دیدہ ام

میرے جان اس سکل کے قائل ہو جا
چہ کنم در دست من چہ چارہ ست
ز نگہ تا جان من چہ کارہ ست

مقرر کرنا عورت کا طرف بقیہ تحصیل معاش کو اور قبول کرنا خاوند کا
تعیین کرنا ان طریقوں مطالب وزمی شیخ خود را و قبول او

بولی عورت چمکاب خوشنید ہے
اور عالم ہشتی اس سے رشک ہے
حالے زر در دشتائی یافت ست

نائب حق اور خلیفہ کردگار
شہر بند او لٹنے ہے مثل بہار
شہر بلند دست آرد چون بہار

کر لے اس شاہ کی تو ہو شاہ
کب تلک او بار کی جا نیگا راہ
سے ہر او بار ما کے می روی

متہلان کی دوستی ہے کیسا
دوستی متہلان چون کیمیاست

کب نظر کی شل اگلی کیمیا
چون نظرشان کیمیا خود کاست

ولی اللہ احمد نے نظر کر کے
چشم احمد بر ابوبکر سے زدوم

صدق سے صدیق بنوا ہو گئے
او یک تصدیق صدیق آمدہ

بولا ان متہلان شہ کیمیا کہ کر ہیں
گفت سن شہ پایہ برا چون شوم

کوئی نسبت پاکہ ملیہ چاہیے
بستنے باید مرا با کیمیائے

جیسے برہمن کے کرے سے چھوٹنا
ہر چہ منہ نے کرد بگفتید از یکے

بولا جاؤں بے بہانہ کیسے آہ
گفت آوہ بے بہانہ چون روم

لیتنی کنت طیبا حاذقا
لیتنی کنت طیبا حاذقا

قل تعالوا ہے اللہ نے کہا
قل تعالوا ہے اللہ نے کہا

مجھ پہ دن کو ہو نہ گر آلہ نظر
دن کو روز روشن ہے پتہ بے پتہ

روئے گر شاہ کرم سے تو ملے
عین ہر بے التجا آ سنے

کیونکر آوے موسیٰ اور ہستی ہی کہاں
کلام ہے بے آواز ہستی ہی بس

بولا ہے آگے کب مدد اگر چاہیں
تمانہ ہیں بے التجا پیدا کر دن

مفلسی پر چاہیے میری گواہ
تا کرے بس مفلسی ہیں رحم شاہ

قرگواہی گفتگو سے ماسوا
تا کرے شہ رحم مرد و بھکتہ با

یہ گواہی گفتگو کی جو کرے
جرح کر کے قاضی اسکو رد کرے

چاہیے گواہی چاہیے اب علامتی
نے گواہی چاہیے اب علامتی

چاہیے اسکو گواہ صدق حال
تا کہ اسکا ذرہ چمکے بے مقال

تحفہ لیبا نامرد اعرابی کا گھڑا بھر کے پانی بادشاہ کے جنگل سے طرف بغداد کے خلیفہ کے پاس اس پیدہ پر کہ اس پانی کا تحفہ ہے

ہدیہ بردن آن اعرابی مسمے آب باران زمیان بادیہ سوئے بغداد نزد خلیفہ و پندداشت کہ آنجا تحفہ آب ست

بولی وہ ہم صدق کہ ہستی کو تو
گفت من صدق آن بدو کز بود طلبم

آپ ہا رش ہے سبد میں بھر دے
آبہا ران ست ما در سبد

اس سوا لے اپنے پاس اسباب ہی
این سبد آب ست با سبد دار نزد

کر خزانہ بھکا پے ہے آپ سے
گر خزانہ ہا ش پر از در نایابت

ایسا پانی پھر وہاں نایاب ہے
ایں چنیں آبش نباشد نادرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در صفت آب خوردن و شکر کردن

گر آب خوری شکر کن از بهر خدا — ور نان خوری ثنا کن از بهر خدا
ور جامه نو پوشی بر بهر خدا — ور خانه نو کنی دعا کن از بهر خدا

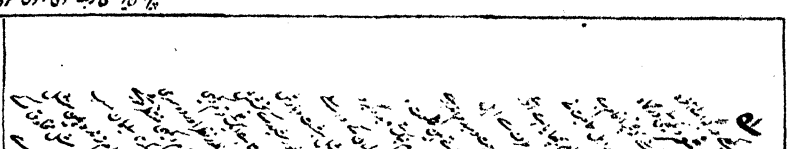

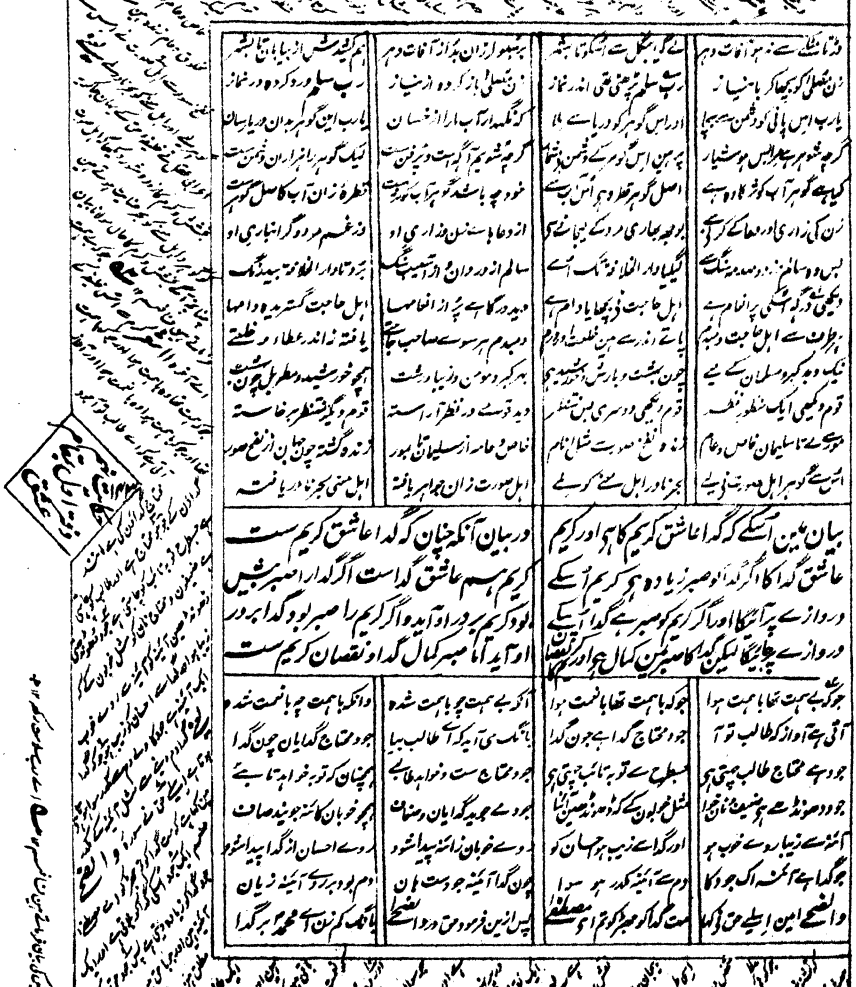

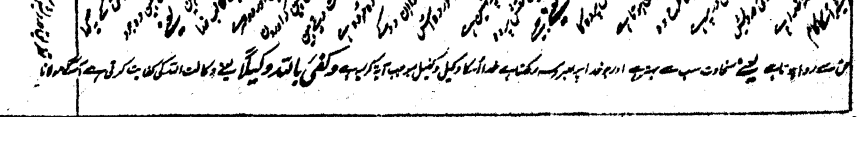

ایک جو واسکو گدا کہ لاتی ہے
جو درحق کے آستہ ہیں وہ گدا
ہے وہ مُردہ جو سوا ان دو کے ہی
جو کوئی درویش ہے تشنہ خدا

دوسری زیادہ گدا کو رتبہ ہے
جو درِ مطلق ہیں جو باحق ہیں سدا
نقش پردہ ہے نہ وہ حق پر ہے
حق سے کام نکلا ہمیشہ ہے روا

آن سے جو دوسرا گدا آرد پدید
پس گدایان آن ہمہ جود حق اند
جز انکہ جز این ہست خود مردود ہست
ایک درویشے کہ او تشنہ خدا ست

وین دگر تشنہ کہ ایمان را ببرد
و انکہ باحق اند جود مطلق اند
او بدین نیست نقش پردہ است
ہست دایم از خدا پیش کار ہست

فرق درمیان اُسکے جو درویش کہ باخدا ہے اور تشنہ خدا کا ہے اور جو درویش کہ خدا سے ہے اور تشنہ غیر کا ہے

فرق میان آنکہ درویش ست ہمہ او تشنہ خدا ست و آنکہ درویش ست از خدا او تشنہ ست بغیر

پہلے جو درویش تشنہ غیر کا
نقش ہے درویش کا نزد اہل جان
نے فقیر حق ہے روئی کا فقیر
خاک کی ماہی فقیر نان ہے
نقش ماہی ہو سوا کب درویش ہے
مرغ خانہ ہو نہ سیر مرغ ہوا
حق کا وہ عاشق ہوا ہو سربسر
گر وہ جانور ہم ہے ہو عشق ذات
وہم ہے مخلوق اور مولود سب
عاشق تصویر وہم اپنا جو ہو
گر صداقت وہم کا عاشق رکھے
یہ سخن مشروح و بیان بس چاہیا ہی
بس پُرانا قسم اور کرتہ نظر
نے سماع پر پر کوئی نظر رکھے
خاص مرغ اکہ مُردہ بوسیدہ تو
نقش ماہی خاک و دریا سے عجب
کیجیے گر غمگین کی تصویر تو
فعل غمگیں کی کسی وہ ہی سو ہوا

بے ثبوت ہی اور نہ غالب خبر کا
نقش سنگ کو تو نہ ڈال آب شور
نقش مردہ کے نہ آگے کہ پنیر
شکل ماہی لیک بھاگے جبر سے
کب وہ بہ پانی کے ہرتا ہو خوش آب
لمسہ کھاتا ہے نہ وہ لمسہ خدا
اُسکی نے جان عاشق حسن جمال
ذات کب ہو وہ ہوا سائہ صفات
علم بالحق اور نہ علم یوالہ ہو باب
ذات حق کا کب بھلا عاشق ہوئی
وہ مجاز ہے کا معیت سے ملے
پر مین ورنہ ہوں پرانے مازے
سو خیال یہ کا کرتا ہے فکر
کب خدا ہر مرغ کا انجیر ہے
اور خیال کر پر ہو راہ جو
ایک ہو زنگی کہ صحابوں پھکڑی
غم و شادی کو نہ جانے وہ کبھو
شکل خدا ان کی کسی وہ ہی سوا

ایک درویشے کہ تشنہ غیر شد
نقش او درویش ست آنجا اہل جان
قصد لقمہ دارد او نے فقر حق
ماہی خالی بود و در پے نیشکر ان
نقش ماہی کے بود درویش آب
مرغ خانہ است او نہ سیر مرغ ہوا
عاشق حق ست او بر ذوالجلال
گر تو ہم سیکنی عاشق ذات
وہم خلق ست و صورتہا ست
عاشق تصویر وہم نوشتین
عاشق آن وہم گر صادق بود
مشرع می خواہد بیان این سخن
نہی ہے کہ نہ کرتہ نظر
بر سماع ہست ہر کس پیر نیست
خاصہ مرغ مُردہ بوسیدہ
نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک
نقش اگر غمگین بگاری بر ورق
صورت نقش غمگین او فارغ تر ست

او حقیقت را بداند او نہ نیست
نقش سنگ و آب تا صیقل زند ز استخوان
پیش نقش مُردہ کہ نہ طبلچی
شکل ماہی لیک از دریا رہان
آن نہ بے آبی تنی گردد خراب
لذت نوشادہ نوشد از خدا
نیست جانش عاشق حسن و جمال
ذات نبود وہم اسماء صفات
حق نہ ذرا یکہ است او علم یوالہ ہست
کے بود راز عاشقان بد الفتن
آن نمایش تا حقیقت میبرد
ایک می ترسم رسد اسرار کہن
صد خیال بد درآرد در فکر
لقمہ ہر مرغ کے انجیر نیست
ہر خیال اعمی بے دیدہ کہ
زنگ زنگی را چہ صیقل پر ز پاک
او نداند راز و غم شادی سبق
صورت نقش غمندان او ز فارغ تر ست

یہ نغمہ شناری کہ ہے بلبلِ سین چھپے — آگے اُسکے شاہدی و نغمہ تلش ہو
صورت نقشِ ان ہر بس تیرے سخن کی کرے — ناز کہتی تیرے سخن کی کرے
صورت نگینِ ہاتھ سے واسطے — راستی کی یاد ہمکو تو کہ دے
نقش بلیش اندرین اس تمام — شل جامہ جامہ کن باہر ہے ہو
حقیقاً باہر ہے جامہ دیکھیے لب — دور کر جامہ و آ اندر نفس
کیونکہ اس جامہ سے وان پر نہ ہین — تن سے جامہ جان تن گر کہ ہین
جانب قصہ عرب آتا ہون مین — اور بیان اس ساز کا کرتا ہون مین

آگے آنا در بانون خلیفہ کا واسکے تنظیم اعرابی کے اور لیجانا اُسکے تحفہ کو

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیہ او را

عربِ بیابان کو عرب نے کیا — اور در دار الخلافہ پر گیا
اس سوا کے آگے در بانون کے جا — بس گلاب لطف چھڑکا تو نے آ
جانا حاجت کو آمدن کے بے تمام — کام تجھ بن شے کا تھا انکا یہ سوال
بولے اے وجہ الغرب ہے تو — تم کہان سے آئے ہو اور کہان کو
بولا وجہ جہان ہو تو وجہ تجھکو رہے — بے وجہ ہون تو مجھے پیچھے رکھو
اے تمہاری شکل مین ہر صورتی — فرحتہارا رکھے زرے بہتری
اے تمہارا جلوہ اک دیدار ہے — اور قربان تیرے سو دیدار ہے
آگے تو ہر نظر نور اللہ ہے — اے بخشش کے لیے حق نے تجھے
تمکو ڈالا وہ نظر کی کیمیا — مس دہو دون پر بخشے کے وہ کیا
مین غریب آیا بیابان سے یہان — لطف بھیجو تا کرے شاہ زمان
بولے لطف اسکی بیابان مین گیا — ریگ کے ذرون نے اُس سے یہ کہا
مین دم کیوا سطے آیا یہان — ہیکہ پہونچا دیدکی ہے مست جا
نانوا کے پاس نان لینے گیا — نانوا کا حسن دیکھا عاشق ہوا
سیر ارک کرنے گلستان کو گیا — سیر حسن باغبان کرنے لگا
جیسے اعرابی لب چہ پر گیا — آب حیوان حسن یوسف پہ گیا

آن اعرابی از بیابان سبب — اور در دار الخلافہ پر رسید
پس نقیبان پیش اعرابی شتند — بس گلاب لطف بر روئش زدند
حاجت او را فہم شان شد بامقال — کام بخشش کا تمہا انکا یہ سوال
پس بدو گفتند یا وجہ العرب — تم کہان سے آئے ہو اور کہان کو
گفت و بہر گر راہ بچے رسید — بے وجہ ہون تو مجھے پیچھے رکھو
اے کہ در دیدار تان نشان مہتری ست — فرحتہارا رکھے زرے بہتری
اے کہ یک دیدار تان بدار است — اور قربان تیرے سو دیدار ہے
ہے بنظر نور اللہ شاہ — اے بخشش کے لیے حق نے تجھے
نمار نید آن کیمیا ہے نظر — مس دہو دون پر بخشے کے وہ کیا
من غریبم از بیابان آمدم — لطف بھیجو تا کرے شاہ زمان
بوے الطافش بیابانم گرفت — ریگ کے ذرون نے اُس سے یہ کہا
تا بدیدہا بہر دنیا آمدم — ہیکہ پہونچا دیدکی ہے مست جا
ہر زمان تخمے ستم در دیدہ دوید — نانوا کا حسن دیکھا عاشق ہوا
ہر زمان فرحہ شدہ کیے تا گلستان — سیر حسن باغبان کرنے لگا
ہر سوے کہ او شد جمال باغبان — آب حیوان حسن یوسف پہ گیا

جیسے موسےٰ لینے آتش کو گیا
وہ بھی آتش اور آتش ہی چھٹا

جا کا عیسےٰ تا نہ پائیں دشمنان
بھاگنے سے پر پچارہ تا آسمان

دانہ گندم ہوا آدم کا دام
موشۂ مردم ہوا آدم تمام

دام مین جو باز ملعبہ سے پھنسا
بیشیا دست شاہ پر بھلا زبغا

سیکھتے ہین لڑکے مکتب مین سبق
باپ کے اقرار دینے مرغ پر

پڑھ کے مکتب سے تو وہ عاقل ہوا
ہابیانہ دے کے مہ کامل ہوا

آئے تھے عباس لڑنے کے تئین
حامد کا کرین تعزیب دین

تا قیامت ہوگئے دین کے پناہ
دو و فرزندائے آنکے دیکھی شاہ

مصطفےٰ کے قتل کو آئے عرب
تیغ لیکر اعتہ مین باندھے کمر

ہوگئے دین کے امیر المومنین
پیشوا اور مقتدا اے اہل دین

گھانس والا ایک جنگل کو گیا
تاکسان اسکو نہ دانہ ملیگا

آب کو تشنہ گیا اک خندہ پر
دیکھا اسنے نہر مین مکس قمر

آیا اک دن پر پین طالب پیر کا
چوبی پر کھنٹ صدر مین آ ٹیکا

آب تحفہ کو مین لایا بہر زبان
خواہش نان لائی تا صدر جہان

لائی ہے آدم کو جنت سے یہ نان
گیگئی جنت مین مجکو ہو نہ زبان

جون فرشتہ ہے نان سے مین پیٹ
بے غرض دور ملک مین مین ہوا

بے غرض ہو کون عالم مین بھلا
عاشقون کے جسم و جان کو بس سوا

گل کے فی عاشق ہین عشاق جز
گل سے ہین محروم پیشاق جز

جو کہ عاشق جز و کا اک جز و ہے
جملہ معشوق اسکا کل مین جا لے

احمق سے غیر کا بندہ ہوا
ہو گیا کف غرق دما خون دہا

وصف موسےٰ کا سنے آرد بیت
آتشے دید از کہ آتش شد بہشت

جنت عیسےٰ کا رہے از دشمنان
بود مش آن جستن بچارم آسمان

دام آدم خوشہ گندم شدہ
تا وجودش خوشہ مردم شدہ

باز آمد سوے دام از بہر جو
ساعد شہ یافت او ہا صد خطر

طفل شد مکتب پا کسب نہم
بر امید مرغ بالطف پدر

پس ز مکتب آن یکے صدر آ شدہ
اہیانہ داد و دید سے شدہ

آمد عباس شہ حرب الہبر کین
بہر قتل احمد دستیز دین

گشت دین را تا قیامت پشت پناہ
در خلافت او د شد زندہ نام

آمد عثمان بحرب مصطفےٰ
تیغ در کف بستہ بس بیتا تما

گشت اندر شرع امیر المومنین
پیشوا ئے مقتدا ئے اہل دین

آن خلافت کش سے دیرانہ شدہ
شیعہ بر گرگ تاکہ یا زدہ

تشنہ آمد سوے جوے آب در
دید اندر جوے سے خوبکس قمر

من بدین صد طالب پیر آمدم
صد گرشم چون بد ہلیز آمدم

آب آورد و تحفہ بہر زبان
بوسے نانم تر تا صد رجہان

نان ہمی آورد تا صد آدمی را آرزشت
نان مرا در جوے بہشے در سرشت

بیغرض گردم درین دور ملک
نرسم از آب و نان ہمچون ملک

غیر جسم و غیر جان حاشقان
بیغرض بنود بگرد دش در جہان

ماند از کل آنکہ شد مشتاق جز
عاشقان گل نہ این مشتاق جز

زود شد تشنہ بگل خود را رسد
چونکہ جز و سے عاشق جز و سے شنہ

غرقہ شد کف در شیفی در زماہ
ریش گاو بندہ غیر آمد او

در بیان آنکہ عاشق و نیا بر مثال عاشق و دیوار است

کہ بر د آفتاب تافتہ و جہد نہ کرد تا فہم کند کہ
پیش تو آفتاب از دیوار نیست از آفتاب است از آسمان چہارم

چبکه آفتاب چپیا اور تابش اُسکی جاتی رہی تو یہ محروم رہا و جیل منہیم و مین ماشیتہون

لاجرم کلی دل بردیا ارنہا دو چون پیو آفتاب آمات پیوست او محروم ماند و جیل منہیم و مین ماشیتہون

وہ ذرہ حاکم ہے کہ تا بخورشید رسے
کلام خواجہ کا ویا پنا کرے
نیست حاکم تا کند اظہار او
کار خواجہ خود کند یا کار او

گر زناکرتا ہے تو ڈرسے تو کر
اور چرا تا ہے چرا اصل دگر
قانون بالحرہ پے این عشل
فاسترق العبدہ بدین یشعل

بندہ سو سکے خواجہ شد او ماند ذار
بوسے گل گل اسے ہی وہ شل خار
بندہ سو سکے خواجہ شد او ماند ذار
بوسے گل شد سوسکے گل را مانہ خار

تشبیہ آفتاب کے عاشق ہونا

دیکھہ دیوار ان پا حیران شتاب
ترجمہ آن ابلہ کہ تاب آفتاب
شید بر دیوار و حیران شد شتاب
بیخبر کاین عکس خورشید سماست

شل احمق سے کہ تا بآ فتاب
یہ نہ جانا عکس ہے خورشید کا
بیخبر کاین عکس خورشید سماست

آفتاب پر دیوار کے عاشق ہوا
عاشق دیوار شد کاین بابتیست
عاشق دیوار شد کاین بابتیست

اصل سے جو نور اپنی مانگے
دیکھا دیوار ون کو تیرہ و بے نما
چون بصل خویش پیوست آن ضیا
اوجا نمانہ و در از مطلب خویش

دور رہ مطلب سے اپنی رہا
سایہ سے کب اُسکو حاصل ہو سکا
اوجا نمانہ و در از مطلب خویش

تمثیل مرغ حیران کی سایہ پر اور آئینہ پر

بیٹے اک صیاد پکڑا ہے سانو مرغ کو
مرغ حیران شاخ پر اس آئینہ
ہچو صیادے کہ گیرد سایہ

مرد پکڑے سخت سانو مرغ کو
سایہ مرغے گر ندہ مردم نخست
سایہ مرغ گرفتہ مردم نخست

کیسے ہے امن تو خوش ہوتا ہے آپ
ہے ترا باطل و پوشیدہ سبب
آئینہ دیدہ کہ می خندد عجب

گر تو کہوے جزو اصل کل سے ہے
خار کھاتا خار پاس اب گل کے ہے
ور تو گوئی جزو و پیوستہ کل ست

نے ملا ہے فرد اک فرد سے یہ کل
زانکہ باطل ہست ہرگز متصل
بزو یکدہ نیست پیوستہ بکل

بلکہ سول آئے ملانے کے لیے
کیا بائین جو رسب اک تن ہے
چون رسولان از پئے پیوستگند

یہ سخن دانتہا ہے اے غلام
کر کشش رکھتا ہو سمت اپنی کلام
این سخن پایان ندارد و آنچنان

سپہ دکر تا عراب کا تحفہ اپنے کو ساتھ غلامان خلیفہ کے اور شرح اسکی

سپہ دون عرب ہدیہ خود را بغلامان خلیفہ و شرح آن

حال اعرابی میں لب کر تو کلام
وقت جاتا ہو حکایت کر تمام
شرح کن حال عرب آنا نظام

حال اعرابی نو ربان سے کہا
اور طلب کا دیکھا بیگانہ سا
با نقیبان حال خود را آن عرب

آگے اُس پانی کے نکلے کر رکھا
اور کیا خدمت کو کر میں ادا
آن سبو بآب را در پیش داشت

بولا سلطان کر یہ تحفہ جاکے دو
شاہ سے حاجت کر میری بر لیو
نصف این ہدیہ بدان سلطان رسید

اب شیریں اور سکو خوشنودی ہی
آب باران ہو کہ دھون میں جو رہے
آب شیرین و سبوئے سبز نو

کیسے یہ جہان اُسے نہیں شے
پر قبول اسکو کیا جن جان سے
خندہ ہی آمد نقیبان را ازان

کیونکہ لطف شاہ ذی اخلاق کا — آنکھ اسفندیار کی شکل کہنا کا — زانکہ لطف شاہ خوب باخبر — کردہ بود اندر بیابان کان اثر

خوے شہ کرتی رعیت مین اثر — چرخ اخضر سے زمین ہو سبز تر — ہوے شاہان در رعیت جاگند — چرخ اخضر خاک راغضہ کند

شاہ مثل حوض ٹوٹی اہلکار — پانی ٹوٹی سے جو کے کر زمین یار — شہ چو حوضے دان جو چشمہ چون بود — آب از لولہ رسد در گور لب

جبکہ پانی حوض مین سب پاک ہی — ہامزا ہر راہ سے وہ آب دے — چونکہ آب جملہ از حوضیست پاک — ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک

کر جنس ہی آب حوض اور منتشر ہی — در دران حوض آبہا سورت پذیر — ہر یکے لولہ بہان آرد پدید

کیونکہ ہر ٹوٹی ملی ہے حوض سے — غور کر سنے مین جا تفاوت ہے — ہر کہ پرستد ست ہر لولہ حوض

لطف شاہنشاہ جان سے پانا — خاک تن مین کیون تخم پدید کیا — لطف شاہنشاہ جان پروین

لطف عقل خوش بتا تو نیک خو — کیون ارب مین لایا سا کے حبر کو — لطف عقل خوش ثنا و نیک نسب

عشق شورے ہا قرار و ہا سکون — خاک تن کو لایا کیون اندر غرقاب — عشق سنگ بیقرار و بے سکون

لطف آب بحر کو ترسا ہے — ذرگ رکھے دو دُرو مرجان سے — لطف آب بحر کو چون کوثر ست

جس ہر یہلی ہستا معروف ہر — آسمین شاگردون کی چلن ہو صاف — ہر ہنر کا ستا بان معروف شد

آگے استاد اصلی کے اصول — پڑھتے ہین شاگرد کر آہن مول — پیش استاد اصولی ہم چلل

آگے استاد فقیہ کے نقہ خوان — نقہ پڑھتے نا اصول و نا بیان — پیش استاد فقیہ آن نقہ خوان

آگے استاد کے کہ جو نحوی ہی دو — جان شاگردون کی نحوی سی ہو — پیش استاد سے کہ او نحوی بود

پھر وہ استاد کہ وہ مجراہ ہے — جان شاگرد اس ہی شاہ راہ ہے — باز ہستاد سے کہ آن مجرد ست

ہر قسم کی عقل یہ تا مرکب ہے — عقل فقر اک رہ کی سازد برگ — زین ہمہ انواع دانش رہ بر گ

جھگڑا کرنا مرد نحوی کا کشتی مین کشتیبان سے اور جواب بنا کا مار جواے مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب او ان او

ایک نحوی بیٹھا کشتی مین جو آ — اور کشتیبان سے یہ کہنے لگا — آن یکے نحوی بکشتی در نشست

نحو کچھ تو نے پڑھی ہے بالفے — بولا عمر آدھی گئی اب تجھ کو ہے — رفت ثلث عمر تو در خواندگی

کھا کے کشتیبان اس بس پیچ و تاب — بولا کشتیبان نحوی سے انی — گفت پیچ از نحو خواندی گفت لا

کشتی بیچ گرداب مین کر غفلتی — پیر نا کچھ جانتا ہے تو کہو — دل شکستہ گشت کشتیبان ازین

بولا تیری عمر نحوی کل گئی — کیونکہ کشتی غرق گرداب بلا ہی — باد کشتی را بگرداند نگند

محو اس جا چاہیے نے مجو جان — محو گرہے آب پر ہو تو روان — پیچ دانی آشنا کردن بگہ

کر تو محوی باخطر آب یدان — محوی باید نحو اجیاد ان — گفت محو عمر آے نحوی بتاب

Marginalia: Stamps and boilerplate text

آب دریا سے بھرے مشکوہ کو رکھے
اگر ہو زندہ کب وہ رہ سکے پیچے

گر خواب اوصاف بشر سے مرے
صید کا دریا بھی ہے سرچشمہ

اے جو تو محصور دنیا کے خر کے
اب تو اس کیچڑ میں کیونکر پل سکے

گر تو طاقت زانہ کا ہے ایں
اس جہاں کی تو فنا کر کیسے سکے

مرد نہنگی کا بیاں ہے اسلیے
محولی تا نخو سکے لاں تجھے

نقطہ نقطہ رو بخو و صرف لطف
لہٰذا تو محو ہو یار شگرف

دانش اپنی ہو دو نکا آب کا
ہے خلیفہ وجلہ اک خلعت خدا

پھر سبو لیجا ئیں وجلہ پر اگر
خرقہ جانیں آپ کو ہم خویش خویش

وہ عرب اس بات پہ مند و تھا
کیونکہ وجلہ سے وہ خائف تھا

پہنا وجلہ سے وہ کچھ سا باخبر
کیلے مگ کو لیجا آوے

بلد واقف ہو تا وجلہ سے اگر
تا نہ مگ کو اپنے شک پر

اس ترے مگ سے ہے شک سے اگر
ہے حجاب بحر مار آشکا لبنگ

قبول کرنا خلیفہ کا اُسکے تحفہ کو اور بخشش کرنا بسبب کمال بے نیازی کے اُس تحفہ سے

قبول کردن خلیفہ ہدیہ را و عطا فرمودن باکمال بے نیازی ازان ہدیہ

جو خلیفہ نے سنا اسکا یہ حال
کر دیا زر سے سبو کو مالا مال

آپ نے بخشش کی خلعت اور دیا
مرد کو فاقہ سے فارغ کر دیا

پس کہا دربان سے اُس شاہ نے
اس جہان بخش اور والا جاہ نے

ذرے نکا اسکو اب قم بھیجکے دور
جائے تو وجلہ کی جانب لیچلے

آیا واہ فتک سے کرکے سفر
راہ وجلہ تک ہو نزدیک تر

بھیجے گر کشتی میں نئی راہ کو
بھر جائے اور وہ خرسند ہو

دیتے ہی کرکے اسے مکا دیا
رہے بھر وجلہ تک وہ لگ گیا

بیٹھا کشتی میں وہ وجلہ دیکھ کر
سجدہ کرتا تھا بہت شکر مندی سے

کہ عجب لطف ہے شیر و اب کا
مکا اک پانی کا اُسے رے دیا

جیسے بحر کرم نے رے دیا
خاص کر کوئی جنس کو مجھ سے ولا

چون خلیفہ دید و احوالش بخشید
آن سبو را پر زر کرد و مزید

داد بخشش ہا و خلعتہائے خاص
آن عرب را کرد از فاقہ خلاص

پس لقبے را لفر مود آن تجار
آن جہان بخشش و آن بحر وار

کین سبو پر زر بہ بست او بہید
چونکہ واگردد سوے وطنش برسید

از رہ خشک آمد ست و از سفر
زر رہ جانش بود نزد یکیست

چون کشتی در نشیند رنج راہ
خود فراموشش شود این جایگاہ

ہمچناں کردند و والا مدتش بگذشت
پر زر ریدند تا وجلہ دو تو

چون کشتی وجلہ رسید
سجدہ ہا کرد از سیاسی مید

کاسے عجب لطف آن شیخ و اب را
ہمین عجب تر کو شد آن آب را

چون پذیرفت از من آن پاکبجو
آشنان جنس وخل از دو زرد

ایک مُشکا سا ہے عالم تو تو جان
کرہ پر ہے لطف و خوبی سب یہاں

جلوۂ خوبی کا قطرہ آسکے ہے
نے سمائے پر سے اندر پوست تک

گنج مخفی تھا پری سی چھاڑ سکے
خاک روشن تر کری افلاک کی

گنج مخفی تھا پری سے کر کے جوش
خاک کو سلطان کیا اک سیر تک

حق کے دیدے جو نقطہ دیکھتا
کرتا اُس ٹکے کو وہ بیٹک غنا

بیٹے دیکھا اُسکو ہے بے خود سدا
بے خود اندوہ صبوکر دے فنا

تو ڑا غیرت سے سبو کو تو نے جو
بس سبو کامل ہوا تو اُسے دو

ٹوٹے مشکا اس سے ڈپانی گرے
سنو جلال اُس تراپی رے اُٹھے

رکھتا ہے جزو سبو کا وجد حال
عقل جزوی کو دکھا ہے یہ مجال

نے سبو اس حال میں پیدا نہ آب
عرب دیکھو واللہ اعلم بالصواب

تو رہ سنعی جائے ہووے باز
فکر کا پر تیر اُسی سے ہو ہدا

فکر کا پر تیر اُسی سے ہو ہدا
گر شت روحی کل ہر کم کا ہے این

گر شت روحی کل ہر کم کا ہے این
ایک مدت خاک کی کھائی غذا

ایک مدت خاک کی کھائی غذا
پر شراب اور یہ کباب اور یہ نمک

پر شراب اور یہ کباب اور یہ نمک
اب تو ہو کاہد تو ہی سنگ تو ہی

اب تو ہو کاہد تو ہی سنگ تو ہی
پیپ جو ہو جا تو مُردار ہو

پیپ جو ہو جا تو مُردار ہو
دم میں سنگ اور دم میں مُردار ہو

دم میں سنگ اور دم میں مُردار ہو
سنگ کو تو آ شکار اپنے کا جان

سنگ کو تو آ شکار اپنے کا جان
ہووے سنگ مسکرش جو پیٹ کا

ہووے سنگ مسکرش جو پیٹ کا
اُس عرب کو ہے تو آئی لے گئی

اُس عرب کو ہے تو آئی لے گئی
اس حکایت میں کہا احسان شاہ

اس حکایت میں کہا احسان شاہ
ذکر کو لکھے مرد عاشق ہو عشق

ذکر کو لکھے مرد عاشق ہو عشق
فقر کی آئے جو کہو سے فقر سے

فقر کی آئے جو کہو سے فقر سے
گر نہ آوے تو آوے بوسے دین

گر نہ آوے تو آوے بوسے دین
کان بو دانر لطف و خوبی تا ہمہ

کل عالم را سبو دان اے پسر
کرمے گنبد ز پرتو می زند

قطرۂ از دجلۂ خوبی اوست
خاک را تا سہ بان تا زد افلاک کرد

گنج مخفی بد ز پرتو می چاک کرد
خاک را سلطان اطلس پوش کرد

گنج پنہان بد ز پرتو می جوش کرد
آن سبو را او فنا کرد و بے فنا

گر بدیدے قطرۂ از دجلۂ چرا
جنبو دانر سبو ہا زندہ اند

دائما در جذب ہستی زندہ اند
دان سبو را کشت کا تا مُردہ شد

ای غیرت بر سبو ہا زندہ
صد درستی زین شکستت گنجہا

تم شکستہ اب ازان نا خیتہ
عقل جزوی را نمودہ ہی مجال

جزو جزوم ہر تفس ہست در جمال
نوش ہمین واللہ اعلم بالصواب

نے سبو پیدا درین حالت نہ آب
پختگی زین کر شکستہا نیست کن

چون نہ سعی زنی بانت کنند
زانکہ گل خواری تر اگل شد پدید

پختگی شد گل آلودہ گران
تا نمانی ہمچو گل اندر زمین

جان گران گشت و دوست کہ خر از زمین
خاک آخر مُردہ و ما را دہد ندا

خاک می خورد یم مر سے در خدا
خاک رنگین ست و نقش بس پسر

این خمار اپر یکی بد ہا ہین مگر
خند دہد چو زند دہد رگ می خوری

چون گر سنہ بیشہ می سنگ میشکی
بخود ہمیں چو دریا کہ شوری

چون شہ می تو میر مُردار اے شوی
چون کنی در حضرت شیطان خوش کی

پس سگ مُردار و دیگر دم سگی
کہ تر کہ اندر سنگ را اخوان

آلت اشکار خود نہ سنگ دان
کے بود صید و شکار خوش رود

زانکہ سنگ چون میر شد سر کش شود
تا بدان درگاہ و آن دولت رسد

آن عرب را جنبوانی می کشید
در حکایت گفتہ ایم احسان شاہ

در حکایت آن جنبو انے پناہ
ہر چہ گوید مرد عاشق ہو عشق

از دہانش می جہد بر گو عشق
گر بگوید نصف فقر آید پسر

بوسے فقر آید از آن خوش تر دہد
در بگوید کفر آید بوسے دین

آید از گفت خوشش کو یقین

ہذا من فضل ربی

گر کجی پی راستی جوید ز عیان
کست کج کہ اُمّت ہمہ صاف است ازو
پاک و صاف است کمت و تو دلش چاک چاک
بے طلب یہ گالی اُٹھے پائی ہی
گر تلکہ سے فصل روٹی کی پکائے
پائے صورت زدہ کی اک سی گر
بلکہ آتش مین گلائے وہ اُسے
مشکل ہت کی ہمہ اُس زریر رہے
ذات اُس زر کی عطا حق ہو ہی
بر اسطے پیسہ کے مت کسی جلا
بت پرست ہے تو اگر صورت مین
حج کی فرمائش ہی تو ماہی کی طلب
تو نہ اُسکے رنگ و صورت کا کہو
ہے یہ پیر اہم آہنگ ہے
اِس حکایت کو کہا نیر رزیرب
شتر کھے کہ ازل سے پیش ہی
بل ہے مثل آب و ہر قطرہ یقین
عاش لہ یہ حکایت ہے زنقال
آگے صوفی کے کہ ہو سب اتمام
بلکہ اُسکی فکر ہو مشغول حال
ہم عرب مین ہم سبو مین ہم نمک
عقل ہی ہو خاندزون ہو نفس مطیع
لب سفو انکار اُف کس لیے
جزو کل نے جزو کے نسبت کیا
نکھت سبزہ جزو للف گل کا ہی

ایسا کی کہ بت اُس سے باش ان
نصائح کر کی صاف اصل صاف خو
جیسے گالی عرش لب مشتوق ہے
خوش ہو اُسکو بھر رہے یا رے
تند کھائے تو فراوانی کا ہے
واسطے سجدہ کے کب چھوٹے گا
عارضی صورت کو اُسکی سیت دے
کیونکہ یہ صورت راہزن ایمان ہے
شکل بت کی عادت اُس کی ہی
کھیسن کے رنج سے متون گ
چھوڑ صورت کو یکہ معنی غور سے
خواہ ہنہ و خواہ ترک ہو یا تو
بل راہ و ہم کہو آپکے تو چکہ
کہ بنیدا اسکو تر اہر نگ ہے
جیسے فکر عاشقان بے پا و سر
یا نہ رکھے کہ ابد کا نرخ ہے
ہم سر و پا ہے ہم دلون مین
ہے ہمارا اور تحد اللہ تعالی
جو کا ضعی ہو وہ لا یعنی کر تمام
ذہن مین کب لائے وہ کہ کہاں
جملہ ہم یہ فک عنہ من فک
یہ فوہ ظلمانی و منکر عقل شمع
کیونکہ کل کا ہر طرح پیر ہے
نے جون سے گل کہ ہو ہے جو ہ گل
پانگ تمری جزو اس مثل کا ہی

اور بگو یہ کہ خدا پیدا ہستی
کست کہ اُمّت کہ ہو صافی خاصہ ہست
آن نقش را صافی و محقق دان
گشت این و ہشتاد نام ملعون او
از شکر گر تفصل نائے لے پڑی
گر بت زرین بیاید موشے
بلکہ گیرد اندر آتش اشکنند
تا بماند زیر ہر نقش و تن
ذات تراش و او رہا یافت ست
بہر یکے تو گیے را مسوز
بت پرستی گر بصورتہا دو صور
مرد می جوید ز ماہی جاہی طلب
منکر اند ر نقش اند ر رنگ او
گر یہ ہست و ہم آہنگ تو است
این حکایت گفتہ شد زیر و زبر
سر نہ اروکہ ازل بود ہست پیش
بلکہ چون آبست ہر قطرہ ازان
عاش لہ این حکایت لیست مین
پیش ہر صوفی کہ او با نہ بود
چون بود فکرش ہمہ مشغول حال
ہم عرب با ہم ہمہ با ہم نمک
عقل ما شد آن زیان این نفس مع لیل
بشنہ اکنون اصلی نکہا از چہ ہست
جزو کل نے جزو با نسبت بکل
لطف سبزہ جزو للف گل بود

اے کہ شہ سے کہ ہست را آراستی
اصل صاف آن ز صنع آراستی
ہمچو دشنام لب مشوق دان
خوش ز بحر عارض محبوب او
تند لعم آید نہ ناں چون پی خوری
کے بلد ابجد اپے سجدہ کنے
صورت عارش را بسجد
چونکہ صورت مانع ست و رہزن
نقش بت بر نقد زر عاریت ست
مزد مے اے ہر کہ گنج زر خود
صورت نقش مگہد او در مصنے نگر
خواہ ہنہ و خواہ ترک دیا و
بنگر اند رعزم و حد آہنگ او
تو مندیش ہوان کہ ہمچو ما ست
ہمچو عاشقان ہے پا و سر
پاند ارد یا ابد بود ست خویش
ہم سرست و پا و ہم ہے ہر دوان
لقمہ حال او قست این ہم چنین
ہر چہ آن ماضی ست لا نیز کو بود
تا مباند زو ہی او ننگ و آل
جملہ ما یہ فک عنہ من فک
این رو ظلمانی و منکر عقل شمع
زانکہ کل را گر کو نہ گو ہر بود
نے چو بوے گل کہ باشد جزو گل
باغ تمری جزو تن بلبل بود

اگر دل سکون یابد در وجہ جواب
تو گر تشکل جانے کل میں در وجہ

اگر تو اب پرہیزان انکار سے
سروری پیشہ دار و پر رکھے

اصل دارو کی ہوئی پرہیز سے
گاہ رکھہ قابل ہو تو اسبات کو

گوشوارہ کیا ہو تو کی کان ہو
پہلے تو سن کے کر خان مختلف

یہ دود مختلف پر شاک من
ایک کو ہے ہند و اک دو سے چین ایک

عرض کیجئے کہ قیامت اور ہے
شکل ہندو بجگہ سودائی ہے

جو ترش رکھے مثال آفتاب
برگ تین کل کا نہ کھٹا خاتے

جو کہ سرسا یا ہو گل اور لالہ زار
خالے صفی تو چشا ہیز نہ ان

نگ اسکا حسن اسکا ناچیے
ہے خزان نگی ہمارو زندگی

باغبان جانے خزان میں کیا گیا ہے
خود جہان وہ ایک کس ہی جو ہے

خود جہان وہ ایک کس ہی ہے
وہ ہو ایک کامل جہان بتلائی ہے

بس یہی کہتا ہو نقش بلکا
تاکہ موجود انگلخہ جہان زرہ

جب تشکر نہ تو ہمیشہ ہو عیاں

تشکر کن کہ حاجت بر مزید
صبر کن کہ الصبر مفتاح الفرج

کہ تنگ دریا نے میں ہوتا شیر نر
کہ تنگ کھلانے سے کھلتی در کہ

پس تو کر پرہیز تا قوت ملے
گوشوارہ نہ رسے تا دان بر تنے

تا شریا ماہ کی تو جان ہو
مختلف جان میں وہ یا ہم ملتے

گرچہ اک سے وہ بالکل ایک تن
ایک روسے بہ کہ وہ ہیں ایک

عرض کر دو چاہو کہ ہیں ایک فرد
خوبی کے ان تشکل سے ہوا ہی

میوہ تب چاہو وہ مثل تقاب
تو بہار تشکل عدو اغیار ہے

چشمہ تشکل کی دو عین ہیں
تاکہ کرے دو چیز ہی باغبان

تاز گی ہے اسکا تنگ سکار ہے
شکاب باقوت اک کھلا ہے

وید اک بہتر جہان کی دیدے
ہیں ستارے چرخ پر جز راہ کے

تا بصیر اور ہیں ملیل یا اوب
کل وجود ان کا یہ نسخہ انگا ہی

ذرہ ذرہ مزدہ ہو کہ آتی ہے بہار
تاکہ کرے سیر کی پیدا وہ گرہ

جملہ تن تو ما تو ظاہر ہے جان

گر شرم مشغول اشکال وجوب
در تو انگا ہے تجلی و سمع

اختا کن احتمار اندیشہ ہا
احتما بر دوا ہمروست

احتما اصل در آمد یقین
تا بل این گفتہ شد تو خوش

گو شنو رچہ کہ کان زر شوی
تا شاہ و تا شتر یا بر شوے

مختلف جانند از یا تا صفت
گرچہ از یک روز سرتا پا یکست

از یکے روئیں و از یکے روئے نیست
غرض او خود آمد کہ با زیب و ست

وزنہ نقش نو بت رسوائی ست
ہر کہ چون نہ در وری چون قماش

او خطا آمد ز شب تا چون تقاب
شد ہمان دشمن رہ ہمراہ او

پس بہار او خوش چشمہ روشن ست
تازہ بہار ے خود او گلشن ست

تا بہ بینی تنگ آن در تنگ این
یک نمونہ شنگ دیا قوت نگاہ

یک بہ یک بہ از ہزار جہان
ہر شمار و ز تاک خرد ہ ست

جملہ اتباع و طفیل اند ہے فلان
نسخہ کل وجود او را ہ ست

ذرہ ذرہ مزدہ مک ہی آید بہار
تاکہ کند آن سبزہ با پید اگرہ

چون کز ان تشکست جہان ہر کرہ

بیسہ وسنی و دشنگو نہ صورت یکیست	دو دشنگو و مزور و بیہودہ نسبت یکیست	بیسہ وسنی و دشنگو نہ صورت	آن نگارندۂ مزور و بیہودہ منتشر
چیست دشنگو بد کہ بیہودہ شود	جملگی وہ کہ ہو تو بزیادہ شود	چون دشنگو بد کہ بیہودہ شود	چونکہ آن کرشمہ این مزور شد
تا نہ ٹوٹے خوشہ کب بادہ بنے	تا نگردان الملک قوت کے دہد	تا نگردان الملک قوت کے دہد	تا نشاسے خوشہ کے می دہد
تا ہلیلہ اودیہ مین نے کرے	تا ہلیلہ نشاند اندر او بہ	تا ہلیلہ نشاند اندر او بہ	کے شود خود صحت اودا

وصف پیر مین متابعداری کرنا سامنے آسکے — در صفت پیر و اطاعت کردن با او

ای ضیاء الحق حسام الدین تو	ای ضیاء الحق حسام الدین بگیر	ای ضیاء الحق حسام الدین بگیر	بلک وکاغذ بزد اندر وصف پیر
ہیچ ترا گرچہ نیازک نماز ہے	گرچہ صحبت ناز کست و بس خشن	گرچہ صحبت ناز کست و بس خشن	گرچہ آیہ ہمان راہے تو کار
گرچہ نیازکان تن تراکمی زدہ	گرچہ جبہہ نازکست راز دوست	گرچہ جبہہ نازکست راز دوست	لیک بے فخر رشید مار نوشت
گرچہ مصباح و زجاجہ تو ہی	گرچہ مصباح و زجاجہ مشکوٰۃ	گرچہ مصباح و زجاجہ مشکوٰۃ	لیک مثل دل و سر رشتہ	
ہاتھ مین سر رشتہ تیرے ہو گرہی	چون سر رشتہ بدست و بکار تست	چون سر رشتہ بدست و بکار تست	وز پے عقد دل و انعام تست
پیر رہبر کے تو کعبہ حال کو	ہر تو لیس ہوا ای پیر راہ دان	ہر تو لیس ہوا ای پیر راہ دان	پیر گیرین، عین راہ دان
ہے ہمارا اک پیر و مخلوق آب جو	پیر بابستان و خلقان تر اہ	پیر بابستان و خلقان تر اہ	خلق مانند شب اند و پیر ماہ
بس کہا نعت جہان کا نام پیر	کردہ ام نعت جوان را نام پیر	کردہ ام نعت جوان را نام پیر	گوز حق پیست ذرا یا مہ پیر
پیر ایسا ڈر رکھے آغاز سے	او چنان پیرست کش آغاز نیست	او چنان پیرست کش آغاز نیست	با جنان پیر ہیچ انباز نیست
وہ رکھے کر قیم انبار سے	محو فوق ترے شود حس کہ مین	خاصہ آن شرح کے باشد مین	
خاص کر بادہ کہ بود وہمی مین	پیر آگہ زین کہ بے پیر این سفر		
بس ہی آفت و خون و خطا	آن رہے کہ بارہا تو رفتہ		
یک بے رہبر کے آفت مین پڑا	بس سفر را کہ نرفتی تو بہ ہیچ		
تنہا بے رہبر کے تو ہر گز نہ جا	ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد		
غول گمراہ سے ڈرا وہ چاہ مین	گر نباشد سایہ پیرے فضل		
کھلکھلا گمراہ سے گرا وہ چاہ مین	غرقت اندر آفتد اندر گزند		
تجھ سے وا اترتے آہین بلا	از ہزاری نیستند ضلال رہروان		
دیکھ شیطان نے کری کس طرح سے	کہ مہ راران سالہ را اندر راہ دید		
آنکھ اور او بار سے کر مان لیا	لیک روشان و کر روشان راہ یافت		
اور روان فراکی جانب تو نظر	استخوانہا شان ہمیں گوید شان		
بال پڑی اسکے دیکھ عبرت کیلئے	عبرتے گیرد ران فرسے شان		

فکر کی گر دن کچل اب تو براہ پر
سایۂ کون کی سمت چل تو آپ سے

فکر کو ہمت بھیجو اور نہ از خلق طلب
کیونکہ مشتی خیرہ نہ رکھے ہما

گر ترے غفلت تو آنکھ چھپ دوے
سبز خیرہ کو دن وہ جا کاہے سے

ست خیرہ ہے دشمن راہ کا
آئینہ خیرہ دن اک ہے شعاع کیا

گر نہ جانے راہ تو جو چاہے خبر
مکحل کیلئے دیدہ میں ہے سپہر

شاور و ہن پس اُسدم خالوا
ان من لم یصبھن لم یعلموا

دوستی کم کر ہوا و فرض سے
ھو لیعلک عن سبیل قتدا

اس ہوا کو تو رسکتا کون ہے
یان پہ شمل سایۂ بوجہرہ ہے

وصیت کردن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خاص امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو کہ ہر روئی کہ طرح پر طاعت سے تقرب حق کا ڈھونڈ مقتاہی گر تو تقرب چھکا بحبت کامل و بندۂ خاص سے ڈھونڈ مقتا کہ طاعت کر نیوالو نسے مقدم ہوے تو قال النبی علیہ السلام اذا تقرب الناس الے خالقھم بانواع البر فتقرب الے اللہ بالعقل و الہ تسقھم بالدرجات و الزلفی عند الناس و عند اللہ

وصیت کردن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم علی کرم اللہ وجہہ را کہ چون کسے بنوع طاعتے تقرب بحق جوید تو تقرب جوے بہ صحبت کامل و بندۂ خاص تا از ایشان ہمہ پشقیدم باشی قال النبی علیہ السلام اذا تقرب الناس الے خالقھم بانواع البر فتقرب الے اللہ بالعقل و الہ تسقھم بالدرجات و الزلفی عند الناس و عند اللہ

بوے پیغمبر شنو اے راکاے علی
شیر حق تو پہلوان تو در دلی

تو بھر دسہ اپنی سنبر ہی پزلا
ظل ایہ دن نے سایہ سبز جا

ہر کوئی طاعت اگر کر عار ہے
قرب درگاہ خدا کے دو سطے

تو تقرب بقص بیدہ نے سے چاہ
نے کمال و فضل سے شمل انکے جاہ

سائے سن آ ایسے عاقل کو جسے
تا کوئی ناقل نہیں بکا سکے

پس تقرب جو تا کو دو فضل و کرم انکے
اکسے بو طاعت ذکر تو اوکیات

گیند کہ وہ ہر خار کو گلشن کرے
پیشہ ما بینا کو وہ روشن کرے

اسکا سایہ خاک پر ہو تو کرہ خاک
خاص بندہ حق کا ہو اور اسکا ضمیر
تا قیامت گر کہوں نعت اسکی میں
شمس حق ہے وہ مہ فیض خاک اسکا فلک
جو بشر میں وہ نہاں اک آفتاب
اے علی تو جملہ طاعت سے سوا
ہر کوئی اس طاعتوں میں ہے بقدر
سایۂ حاصل میں اب تو ہاں چلا
جملہ طاعت سے تجھے لاکھ درجہ
تو نے پکڑا پیر کر کے احتیاج
صبر کا مضمر ہے کر بے انتہا
گرچہ کشتی تو ہے تو مست و بیخبر
اللہ اسکا حق نگاہ اپنا کسے
دست حق مار سے اسے زندہ کرے
یار ہے میں چاہیے تنہا نہ جا
جو کہ تنہا نا دریا میں رہا کو پیا
طائیوں چھ واقعہ ہے پیر کا
طائیوں کو ایسا غلبہ بیٹھا ہے
طائیوں کو جملہ کھانا دیتا ہے میں
ایک ہی آگے کھڑا باندھے کمر
فرق اگر چہ بس ہے مو صد حساب
گر تو کوشش راہ اندر پاؤ تو
پیر گر پائے تو نا رک دل نہ ہو
گر تو ہر صد سے پر کیسہ رہے

اسکی جان سیمرغ و از عالی طرف
طائیوں کو حق تعالیٰ پر بھروسہ
اقتدا اسکی نہ کچھ اعجاب میں
زندہ دل اسکے نور سے کل دماغ
تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب
اگر تو حاصل سایۂ خاص خدا
مخلصہ سیح آپ کو ہے جانتا
تا بہ پرتو سایۂ عاقل گریز
از سر طاعات انیت ایں بدست
چون گرفتی پیر ہیں تسلیم شو
صبر کن پر کار خضر آسا بے نفاق
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن
دست او حق بود دست خوش نما
دست حق میرا ندش زندہ کند
یار باید راہ را تنہا مرو
ہر کہ تنہا نا در این رہ راز بد
دست پیرا ز غائبان کوتاہ نیست
غائبان را چون پیمبر خلعت و مہ
غائبان را چون نوالہ می دہد
آن ز اہل کشف و این اہل حجاب
چون گزیدی پیر باز کن اہل مباش
ورنہ ہر ز نے تو پر کینہ شوی

ظل او اندر زمین چون کوہ قاف
دشمنیہ و بندہ خاص آنرا
گر بجو یم تا قیامت نعت او
آفتاب روح نے آن فلک
در بشر روپوش گشت ست آفتاب
اے علی از جملہ طاعت راہ
ہر کسے در طاعتے بگذشتہ
تو بہ پرتو سایۂ عاقل گریز
از سر طاعات انیت ایں بدست
چون گرفتی پیر ہیں تسلیم شو
صبر کن پر کار خضر آسا بے نفاق
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن
دست او حق بود دست خوش نما
دست حق میرا ندش زندہ کند
یار باید راہ را تنہا مرو
ہر کہ تنہا نا در این رہ راز بد
دست پیرا ز غائبان کوتاہ نیست
غائبان را چون پیمبر خلعت و مہ
غائبان را چون نوالہ می دہد
آن ز اہل کشف و این اہل حجاب
چون گزیدی پیر باز کن اہل مباش
ورنہ ہر ز نے تو پر کینہ شوی

مدح او سیمرغ بس عالی مقام
طائیان اس پر تو تا پیشگاہ
پیچ آزا منقطع، غایت مجو
رز نور ش زندہ اند س و ملک
تم کن و اللہ اعلم بالصواب
بر گزین تو سایۂ خاص آنرا
خواستین را مخلصی انگیخت
تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
سبق یابی ہر سران کو سابق ست
ہمچو موسےٰ زیر حکم خضر رو
تا شکمہ یہ خضر رو ہذا فراق
گرچہ طفلی را شکند تو مسکن
تا بد اللہ فوق ایدیہم رساند
زندہ چہ پور جان پاینہ ش کند
از سر خود ان دین صحرا مرو
ہم بجان ہمت مردان رسید
دست او نیز قبضۂ اللہ ست
حافظ ان از غائبان لاشک بدند
پیش مہمان تا چہ نعمتہا نہند
آن کہ نے کہ پیش شہ بندہ و کمست
فرق بسیار ست تا بہ در حساب
ہمچو ہی کن تا رہے با بی درون
سست و زیرہ چو آب گل مباش
پر کیا پہ صیقل آئینہ شوی

حکایت نیلا شیر نبود نا فسہ دینی کا شانہ پر
قصہ کیبوز دن قرونی بر شانہ کہ صورت نخیر می کند

پشیمان ہونا اژدہا کا بسبب زخم سوزن کے

اس حکایت کا سننا مجھ سے بیان — تھا طالبِ عداوت و غارت فروشیان
بسم شناسِ پردہ اپنے بید رنگ — تھے بناتے صورتِ شیر و پلنگ
ایسی صورت پر چپا چپ دیکھتے — سوئی سے گدڑا ابھرا تو چیل تھے
اک قروٹی پاس کاریگر کے جا — بولا ایلا شیر مجھ پر دے بنا
بولا کیا صورت بناؤں بہلوان — بولا کر دے صورتِ شیرِ ژیان
طامع میرا شیہ نقش شیر کو — رنگ خیلاً اُودا کر تو انھیں بہر
بولا لاکس چاپر بناؤں شیر کو — بولا شاباش پہناؤ میرے تئیں
ماتوسی پشت ہوؤں نہ درزم و رزم — ساتھ ایسے شیہ کے ہو دام و رزم
سوئیوں سے گو دنی جب دو اکا — دو شبانہ سے وہ اس ضبط ہوا
پہلوان چلایا اور کہنے لگا — مار ڈالا مجھکو یہ صورت نہ کھیے
بولا تو نے شیر کا مجھ سے کہا — بولا کس عضو کی ہے تجھ کو ہوا
بولا کی تم کی طرف سے ابتدا — بولا دم اور چھوڑ دی سے ابتدا
دم سے کیا دم کو میرے غیظ نے — آسکی دے دم دوا اس تاسف
شیر ہے یہ دم کو موقوف رہے دے — دل مرا اس کو دنیا سے سست ہے
دوسری جانب نگاہ گو تو نے — ہے تامل بے ژرب رحم سے
پھر نگاہ کیسے کہاں اندام ہیں — بولا کان اسکا بنا تا اب ہوئیں
بولا کان اسکا نہ ہو سے گر تمام — کان کو تو چھوڑ دو کہ کام
قیسی جانب شروع سے کیا — پھر قروٹی چیخ لر کہنے لگا
قیسری جا کو شا اندام ہے — بولا لشکر تیرا سے ناکام ہے
بولا گو ہو دے نہ لشکر اس شیہ کا — لشکر اسکو چاہیے اب کیا بھلا
دروازہ بس ہوتا ہے حکم گو دو تو — لشکر ہے کس کام کا اس شیہ کو
دنگ کاریگر دیس حیران رہا — دیر تک انگشت باندھان رہا
پھینک کر سوئی نہیں پر کاریگر — بولا عالم میں نہیں ایسا بشر
شیر ہے دم بیت و سر دیکھا نہیں — حق نے شیر ایسا کیا پیدا نہیں

پشیمان شدن اژدہا بسبب زخم سوزن

این حکایت شنو از اصحاب بیان — در طلبِ و عداوت قہر و میان
بر بدن درست و کفها بید رنگ — سینہ شداز صورت شیر و پلنگ
بر بیان صورت پیا پا بنگرند — از ہمہ سوزن کہ دیدہا شدہ
کہ کہ دم زن لیکن شد بے دنے — گفت چہ صورت زخم ہا بر تن
گفت ہر زن صورت شیر ژیان — طالم شرست و نقش شیر زن
گفت ہر چہ ہست ہا صورت زخم — کاشوب الشیہ قوی در رزم و بزم
چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت — پہلوان در آمد کاسے تنی
گفت آن از شیر فرمودی مرا — گفت از نگاہ اندیشہ ہم
گفت آرے نگذ آسا ددیدہ ام — دنگ او در گمچہ محکم گرفت
گفت ہم شنی گرفت از زخم کا — بے کبابا بے مواسا در جسم
گفت از فرش ہست این آنکہ — گوش را بگذار و کو تہ کن کلام
باز فرد نی فغانے ساز کرد — جانب دیگر خلش ناساز کرد
گفت ہست الحکم شیر ہ عزیز — کاین سوم جانب پہ اندام شیر
گفت ہم گو الحکم بنا شد شیہ را — دو دم الحکم یا دایں او پیر را
دو دم افزون گشت کز بن زنہا — الحکم بہ شیر رہبر خدا
خیرہ شد دلاک بس حیران بماند — ما بہ پیر انگشت بر دندان بخند
گفت عالم کہ این را قی و — بر زمین زد سوزن آندم اژدہا
ایں چنین شیہ فریب خدا ہم افریدہ — شیر بے دم و سر الحکم کہ دید

چونین گلہ کی طاعت آورد کسے
ایسے شیر نر کا ست دھوکے آرے

صبر کرا بجائی در و نیش پر
تا نہ پائے نفس اپنے سے ضرر

جو گردہ کہ چھوٹا اپنے جسم سے
مدد اور چیتے اُسے سمجھ کر کی

جسکے تن مین نفس کا فر مر گیا
ابو د خور نہیں اُسکے فرمان مین

صبر پر دل جسکا عادی ہو گیا
آفتاب اُسکو جلائے کب بخط

بو لاحق نسبت شمس شمسہم
ذکر تر اور کذا عن کھنم

ایسے خفتہ کو خدا سے کام تھا
شمس اُنکے غار سے تنگر گیا

لطف سے کل غار شل گل بنے
آگے اُس جرگے کو نہ کل سہ سکے

کیا ہے تنظیم خدا کر تا ادا
خود کو خوار اور خاکسار خدا کیا

کیا ہے توحید خدا کو سیکھنا
پیش واحد آپ کو کر نا فنا

گر تو چاہے شل روح شن ہو تو
شل شب کے کر فنا تو آپ کو

اپنی ہستی اسکی ہستی مین مدا
شل تمانا کیمیا مین ہے گلا

تو مین و تو مین بہت مصبوط ہے
یہ نر ابی آلی ہے جس دولی کی

شیر و گرگ اور روبہ کے نخچیر کرنے کا بیان

تھے گئے خواہش کی ہستی کو سہار

جانا گرگ و روباہ کا ہمراہ شیر کے واسطے شکار کے — رفتن گرگ و روباہ و خدمت شیر بشکار

ہمیشہ وہ ملک کے جنگل کو گئے
اور شکار از بہر مضرت نے چاہیے

اسقدر باہم شکار اُنکو ملا
گر شکاروں سے احاطہ اک کیا

گرچہ اُنے شیر نر کو تنگ تھا
لیک بخشش کی و ہمہ اُنکی کیا

رحمت اُسے غاغا کو لشکر سے ہے
جو جماعت رحمت ہمرہ اُسکے

ایسے مہ کو اختر ون سے ننگ ہے
پر ہے اختر مین سخاوت کر یسے

حکم شاور ہم پیمبر کو ملا
گرچہ ہر اک اُسکے لیتا رہے تھا

جو تر از و مین رہنیت زر رہا
نے مثال زر کے جو جو ہر ہوا

روح اب قالب کے جو ہمرہ ہوا
ایک مدت سگ و روبا کی کری

وہ جماعت جو گئی ہر شکار
شیر کے ہمراہ نوسے کو ہسار

کان سہ باہم اندران صحرا گئے
سید ہا گیر ند بسیار و شکرف

تا نہ پشت ہمدگر از صید ہا
سخت بر بندند بار و تید ہا

گرچہ زانیشان شیر زر انگ بود
لیک خود اکرام و ہمدا ہی نمود

اینچنین شہ راز لشکر رحمت است
لیک ہمرہ خند جماعت رحمت است

اینچنین سر راز اختر نگہا ست
او میان اختران ہر سخاست

امر شاور ہم پیمبر سید
گرچہ رائے نیست رائش را نہ دید

در تر از و خوز نہیں زر قدست
نے از انکہ جو جو زر جو ہر شدست

روح قالب را کنون ہمرہ شدست
مدتے سگ حارس درگہ شدست

چونکہ رفتند آن جماعت سوے کوہ
در رکاب شیر ہا فرو شکوہ

از چنین شیر ژیان پس دہ مزن
تا رہی از نیش کبر خویش

چرخ مہر و ماہ شان آرد بسجود
مرد را فرمان برد خور شید و ابر

آفتاب اور انیا رد سوے تخت
ذکر تر اور کذا عن کھنم

میل کرد ے آفتاب افغان خان
پیش خورد ے کو بر کل ہے شود

خو نشستن را خور و خاک و اشتن
خو نشستن را پیش واحد گشتن

ہستی ہمچون شب خود را بسوز
ہمچو مس در کیمیا اندر گداز

ہست این چلہ قرابی از دو ہست
رفتہ بودند از طلب در کوہسار

گاؤ کوہی دزد و جنبد گوش کو
گاؤ کوہی دزد و جنبد گوش او

جو کوئی ہمرہ ہو جنگی شیر کے
مار کز خوشدل شود از لقمۂ او

گوہ سے جنگل میں لاؤ وہ آہنین
رات دن کب بوکیا بوں کے رہے

گرگ در وہ آہنین ملیے رکتے تھے
گشتہ و خستہ ہوتے پر خوں بہیں

عکس ملے و دن کی ملح کا شیر پر
کہ برابر حصہ ملے

چو کوئی اسرار کا ہو شیر و سیر
بجوڑ اجانا طمع کو سر بسر

دلمیں اندیشہ نہ کر ہشیار رہو
دل کا اندیشہ وہ جانو شیر

جانے وہ بہلائے گو خامش رہو
آگے اُسکے کچھ نہ اندیشہ کرو

شیر نے وسواس انکا جانکر
مجھ سے ہنتا واسطے دو پیش کے

پر کہا دلمیں کہ دیتا ہیں سزا
نے مروت سے کیا واہفتہ

راسے میری نے پسند آئی تمھیں
آسمارے بدطینت و بد باطنا

ہے تمھاری رائے میری رائے سے
یہ گمان مکر ہے میری جو دمیں

کیا کرے نقاش کا نقش خیال
اور مری جو دو جہاں از آپ سے

اسطرح مجھ سے نہ کر گمان
کز نیاز آسکے نے بخشے کمال

ظالمین بالقہ ظن بسوء کا
خاص تکمہ تھا سے گمان بد

تک تیری سے چھڑاؤں آسمان
گرگ کا تو ں سر تو ہو میں خط

شیر بنتا تھا یہ کر کے فکر جو
یا دگار عالم میں ہو یہ داستان

مال دنیا کا تو بنتا حق کا ہی
شیر کے ہنسنے سے مت ایں ہو

فقر و رنجوری بہشت و خلد ہی
کہ دیا مغرور جسکو مال نے

کہ ہنسی کا دام اپنا رد کرے

امتحان کردن نا شیر گاؤ گرگ کو اور کہنا کہ ان شکار و نکو تو بانٹ دے
امتحان کردن شیر گرگ را و گفتن کہ این صید ما را قسمت کن

بولا شیر اے گرگ تو تقسیم کر
گرجوان تو عدل سے پیرا نہ کر

تو ہو اس تقسیم میں نائب مرا
تا لیاقت دیکھوں تیری ظالما

بولا گاؤ گاؤ حصہ ہے ترا
وہ بزرگ اور تو برگ ہم نہ

بجز مجھ دے کیونکہ وہ سیر سیر
اور روبہ بے غلط و گوش سے

گفت شیر ترا گرگ این ارزانی کند
مصلحت را تو کن اے گرگ کمن

نائب من باش و قسمت گر شوی
تا پدید آید کہ تو چہ گوہری

گفت آہو گاؤ وحشی بخش قسمت
آن بزرگ و تو بزرگ و تو بزرگ

بر مرا کہ بیا نہ است و وسط
بود بہ آخر گوش بستان بنقاط

یافتہ و کار ایشان پیش رفت
گاؤ کوہی دزد و جنبد گوش رفت

کم نیابد روز و شب او را کباب
ہر کہ باشد در پے شیر اژدہا

گشتہ و مجروح اندر خون شان
چون نہ کہ در بیشہ آورد نہ بیان

کرد و قسمت ابدال نیکوان
گرگ در وہ و اطلس بود اندران

شیر دانست آن ملمع را پسند
عکس ملح ہر دو شان بر شیر زد

او بداند ہر چہ اندیشہ ضمیر
ہر کہ باشد شیر اسرار و امید

دل ز اندیشہ بدے و دو پیش او
ہین مگمد را سے دل اندیشہ کرد

ہر نخست پند و بہ آنجم رسد پوست
واند او پند و بہ راہی راند نوش

وا نمود آن و سواس شان
شیر چون دانست آن

مرشد را آہے نیستان عمد را
یک بانو گفت نمانہ سزا

ظن تان نیست در اعطاے من
مرشد الینما یہ را سے من

از عطا ہاے جہان آن سے من
اے وجود اے تان رائے من

چون نگنجائش او سخ شید نہ
نقش با نقاش چہ انکالہ کرد

مرشد را بود تنگان زمین
این چنین ظن نست نہ بمن

گرگ بد رم سر بود ہین غلط
ظالمین بالقہ ظن بسوء را

تا بماند در جہان این دوستان
وا رہانم چرخ را از آفات ان

از قسمہاے شیر این میاش
شیر با این فکر نیز و فند نہ فاک

کردہ ما ایم و ہم خود روا قیم
مال دنیا شد قسمہاے حق

کاں قسم جسم و ام خود را بر کند
فقر و رنجوری بہشت و خلد ہی

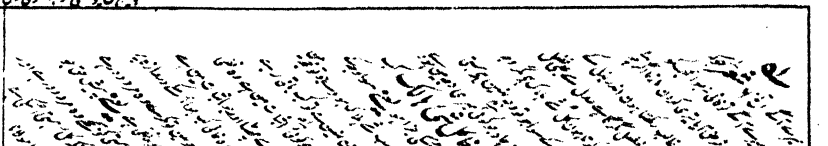

بولا شیر اگر کیا کہا کہو
گرگ کیا اک سگ ہو کیجے اکہو
بولا آخر آگے آجب وہ گیا
جونہ دیکھا اسکو پھر مغرور یقین
بولا مجھکو دیکھئے خود سے کیا
میرے آگے جونہ توفانی ہوا
گر یہ غالب سکھوں امدنبال فضل
کل شی ہالک وجہہ ہوا
جو کہ سیری وجہہ میں ہستی فنا
جو کہ الا امین ہے وہ ذات بیچگا
اسکے دروازہ پے ہو میں مرتے

شیر گفت آگر چون نفسی بلو
گرگ خود چہ سگ بود کہ خویش دہد
گفت پیش آ اے خر چہ کوخو فریہ
چون ندیدش خفتہ قدم پر رسید
گفت چون دید مست از فرد نبرد
چون نبودی فانی اندر پیش من
گر یہ غالب دار امد بر اہل فضل
کل شی ہالک وجہہ ہوا
ہر کہ اندر وجہ باشد فنا
گر کہ الا است او را تا لا بقاست
ہر کہ بر داد من بداد مرا نرنجہ

چونکہ من باشم تو گوئی او تو
پیش من چون پیر ہے شل عدیہ
پیش آمد نیمہ زد او را بدید
در سیاست پوستش از سر کشید
این چنین جان را بیاید اگر کرد
قرص آمد مرتر اگر دن زدن
گاہ ہے گاہ ہے ہم کنم از عدل فضل
ہمچون نبود او وجود ہستی مجو
کل شی ہالک نبود جز وجہہ
ہر کہ در الا است او فانی نشست
رہ بیابد ست او در برالمی تند

قصہ آن یار کہ دروازہ یار کا بجایا کہا کہ میں ہوں
تا قصہ آن کس کہ در یار بکوفت گفت منم گفت چون
دروازہ تیرے ہو دے نہیں کھلتا اسکا یہ سبب ہے کہ

تو کی دست نکمشایم کہ کسے از یاران انشناسم کہ من باشد

یک نے آوار جبا یار کا
بولا میں وہ ہوں جا تو وقت نے
خام کو جز آتش فرقت پکاے
جو تو ئی تیری ذوق تجھ سے ہو
وہ گیا سکین غم میں سال ہجر
سوختہ وہ بیکہ نیست ہو گیا
پھر بجا یا در کو آسکے با ادب
یار نے اسکو پکارا کون ہے
بولا تو میں تو ئی اے میں از تم
جبکہ ہو میں ایک سب کب ہو دوئی
رشتہ وہ سکا سوئی میں کب

ان یکے آمد در یارے بزد
گفت من گفتش بر و ہنگام ست
خامہ را جز آتش ہجر و فراق
چون تو ئی تو ہنوز از تو نہ رفت
رفت آن سکین دسے در دسف
پختہ گشت آن سوختہ پس بازگشت
حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب
گفت اکنون چون منی این جا منا
چون یکے باشد ہمہ نبود دوئی
نیست سوزن را سر رشتہ دوتا

گفت یارش کیستی اے مستمند
بر چنین خوانے مقام خام نیست
کہ نیذ رکے دار ہا ند از نفاق
سوختن باید تر او تا رفت
ہر فراق دوست سوزد از شرر
باز گرد خانہ انبا ر گشت
تا نہ بجمد بے ادب نقطے ز لب
گفت بر در ہم تو ئی اے دوستان
نیست گنجائی دو دمن در یک سرا
ہم منی بر خیز و آنجا ہم تو ئی
چونکہ یکتائی درین سوزن در آ

لیک دونوں ضدوہ اور شی نما
ایک دل اک کام مین ہم سب
لیک آن دو ضد ہے تیرہ نما
لیک دل و یک رہا ضد آئے

ہر بنی دہر ولی اک رہ رکھے
حق تلک پہونچا نو مین ایک ہے
ہر بنی دہر ولی راسلکے ست
لیک تا حق می برد ہمجلکے ست

بند ہو جانا باتون کا سننے والونکی ملامت سے

سننے والے جماعت کے سوسکے
آسیا کے سنگ پانی مین بہے
روسے درکشیدن سخن از ملامت مستمعان
چونکہ جملہ مستمع را خواب بُرد
سنگہا سے آسیا را آب بُرد

بہتا خوض آسیا یہ آب ہی
بہتا زیر آسیا ترسے بنے
رفتن این آب فوق آسیاست
رفتنش در آسیا یہ ہر شماست

جونہ حاجت آسیا کی تجھکو ہی
آب اپنی نہر اصلی مین بہے
چون شمارا حاجت طاحون نیست
آب را در جُو اصلی باز راند

تا طلقہ سوسے دہن بہر خُدا
ورنہ نہر اُس آب کی ہو بس جدا
تا طلقہ سوسے دہان تعلیم رست
ورنہ خود آنی بہ آبجو جُدا ست

جانی بے تکرار ہین اور بے صدا
تحتہا الانہار تا گلزار ہا
می رود بے بانگ و بے تکرار ہا
تحتہا الانہار تا گلزار ہا

اے خدا جان کو دکھا وہ مقام
بے صدا بے حرف ہی جسمین کلام
اے خدا جان را تو بتوان مقام
کاندرون بے حرف می روید کلام

پاک جان تا کہ کرے سیر قدم
جانب صحرا ے ذیا یان عدم
تا کہ سازد جان پاک از سر قدم
سوسے عرصہ دور پہنا ی عدم

بس ہوہ صحرا کشادہ پُر فضا
یہ خیال اک تنگ ہی پیش قدم
عرصہ بس باکشا د و با فضا
وین خیال سخت زو یا بد نوا

اور ہستی تنگ تر ہی با خیال
اس سبب ہی ہے خیال سا یہ غم
تنگ تر آمد خیالات از عدم
زان سبب باشد خیال سایہ غم

پھر یہ ہستی جہان حسی درنگ
اسلیے ہستا تمر ہے جون ہلال
باز ہستی تنگ تر است از خیال
زان شود سوے تمر مجنون ہلال

یہ تنگ ہی تنگ ترکیب بدن
پھیلے جس ہی سکے ترکیب بدن
تنگ تر آمد کز زندانیست تنگ
تنگ تر آمد کز زندانیست تنگ

جانب ترکیب صہبا می کشد
گر اکائی چاہو اُس سو ہو رواں
جانب ترکیبے خواہی بدان جانب بران
گر یکے خواہی بدان جانب بران

امر کن یک فعل ہو دونون کا ہے
بولنے مین آیا سمجھی جاتی صاف
امر کن یک فعل بود دو نون را تمام
در سخن افتاد و سخنے بود صاف

یہ سخن پایان ندارد باز گرد
کیا ہوا در پیش گرگ پیر کو
این سخن پایان ندارد باز گرد
ما چہ شد احوال گرگ اندر نبرد

اب دنیا شیر کا گرگ کو بسبب بے ادبی اُسکے کے

ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او

گوڑا اسر کو گرگ کی اُس خبر نے
گرگ را بر کند سر آن سر فراز
تا تیز اور دولی نے باقی سے
فانتقمنا منہم ست آگر گیہ

پھر مارد باہ سے اُس شیر نے
چون بنبردی مُردہ در پیش امیر
نے راجہ پیش شاہ ذوالمنن
گفت ایزد بخشش کن از بہر خرد

سجدہ کر کے عرض کی اُس گاہ کو
سجدہ کرد و گفت این گاہ چنین
اُسکے کر تعظیم کھانے کے لیے
چاشت خوردت باشد ای شاہ این

صبح کا تم حاشا اپنا کرو

اورگ کا دو پہر کے وقت کو
آپ بخشی آپ نوش ہان کر ما
دین بگز از بہر سیانہ روز را
بگفتی باشد شہ فیروز را

اور اس خرگوش کو بس بود شام
نوش تم فرماؤ باذوق تمام
وان دگر خرگوش بہر شام ہم
تیجہ را اے شاہ بالطف و کرم

بولا روبہ عدل جو تو نے کیا
کس سے یہ تقسیم سیکھی تو نے یہ
گفت اے روبہ تو عدل فرد توی
ہمچنین قسمت ز کہ آموختے

بولا سیر عشق مین ہوئی تو فنا
یہ تیکا راب تمینون تو لو اور جا
از کجا آموختی این اے بزرگ
گفت اے شاہ جہان از حال گرگ

جو ہوئی روبا تو بالکل مری
کیسے دون از اجو تو مین ہوئی
گفت چون در عشق مالکشی کرد
ہر سہ را البتہ در گیرد ببرد

مین ترا اور سب تیکا راب مین تیکے
پاؤن رکھہ تو ساتوین افلاک پر
روبہ چون چالاکی ما را شنید
چون ترا آزاریم چون تو ما شدی

رکھتی ہے عاقل جو عبرت جو تو اس گرگ کی
تو نہ روبہ ہا کہ یہ ہی شیر ہے
پاے بر گردون ہفتم تہ برآ
عاقل آن باشد کہ گیرد عبرت از

وہ ہی عاقل جو کوئی عبرت کرے
مرگ یا بد زین و آفت سی بچے
ماتما و جملہ اشکاران ترا
پس تو روبہ نیستی شیر ینی

لشکر حق کو کہ جہان مین ظاہرا
لشکر حق کو کہ جہان مین ظاہرا
پس سپاس و مدرکہ مار در جہان
گر دپیدا از پس پیشینگان

مقصد حکایت مین فضیلت ہی آخر زمانہ کی لوگون کی مقصود و حکایت فضیلت آخر زمانیان

پیچھے انگلون کے ہمین پیدا کیا
اہل ماضی پر ہمین سبقت ملی
تا ہم اگلے بھیڑیون کے حال سے
امت مرحومہ اس باعث کہا

پس سپاس و مدرکہ مار در جہان
تا شنیدیم این سیاستہای حق
تا کہ ما از حال آن گرگان پیش
آن رسول حق و صادق مدیانش

کر دپیدا از پس پیشینگان
برقرون ماضیہ اندر رسی
ہمچو روبہ پاس خود دار ایمن باش
تیگرید و پند گیرد ہے آے مہمان

بال ہڈی بھیڑیون کی ہی عیان
وہ کھکھ عبرت کرو اہل جہان
استخوان و پشم گرگان عیان
عاقلون نے ترک کی حرص و ہوا

عاقلون نے ترک کی حرص و ہوا
جو سنا انجام قرعونان حاکو
چون شنیدند انجام فرعونان عاقل
عبرتے گیرند از اضلال او

ورنہ حال انکے ہی کہین دوسرا
اور عبرت لین بہارت انکی سے
ورنہ نہ بند دیگران از حال او
عبرتے گیرند از اضلال او

ہدایت کرنا نوح علیہ السلام کا قوم کو کہ تم مجھ سے سیکھو کہ مین پوشش خدا ہون پس چند اے ساتھ لڑنا ہو تم کو ہے سیر ساتھ

تہدید کردن نوح علیہ السلام قوم را کہ با من پیچید کہ من روبہ پوشش خدایم و شما را ہمین خدا ہی می پیچید بہ باطن

برلے نوح اے سر کشو مین مین ترا
جانکے مردہ زندہ جانان سے مین ترا
من چو جان جانان و جان محو مین نہ
نے مرون اور زندگی دائم کہ من

گفت نوح اے سر کشان من نیم
چون جانی در جانان زندہ ام
من نہ جان محوم جانان می زیم
نیست مرگم تا ابد پاینده ام

جوہ اسات انبیہ سے مین مرا
جو نہین مین تا بین یہ دم ہیچ ہے

وہ اس صورت کا اندر شیر پیدا

اسکی صورت کا نہ گر راغب ہی تو

گر نہ ذوق حق سے قدرت فرح کو
سیکڑون تجھے شیر اندر جرم کے

وہ خودی سے اپنی بالکل تھے

پاس عشر اسکا نہ خرمن ڈیکیا
جو کہ ایسے شیر سے آگے عیان

گرگ کے مانند پھاڑے شیر سے

دشمن دیو اسکو شکل گرگ شیر

کاشکے در جسم آتا جسم پر

پھر پچھا اس جا پہ ری قوت کی

پر نہین قسے کہتا ہون اک نکتہ

شکل بر بگشم اپنا کم کرو

مین تو تو سب آگے اسکے تم کہو

جون فقیر اب آؤ سید می راہ تین

کیونکہ وہ ہی پاک دیہان اور صفت ہی

ہر شکار اور ہر کرامت جو کہ ہے

بلا الیس اللہ بکاف عبدہ

ہے نہ خواہش شاہ کو مخلوق کی

جسنے دولت اور جہان پیدا کیا

آگے شیر دیکھ اگر کھو دل کو تو

کہ وہ دیکھے بید و فکر و جستجو

جسکا بالنقش اور صفا سینہ ہوا

صنع و ادراک و بصر حق ہو گیا

مارے وہم اُس ہم وہی ہو گا تو نہ

مت دلیری کی تو اس پر باہ ہست

شیر کی خوش سنے نے اس کو تو

پستی جہان کو کیسے پر ہم کرتا وہ

دونون عالم کو تھے ذرہ دیکھو

نر من اک عالم نما اور وہ تا تھے

آتش شہلے سے دیا نر من جلا

بے ادب جون گرگ کی کھے ہے زبان

فانتقمنا منهم اُس پر وہ

پیش شیر ابلہ ہی جو ہو ہے ولیر

رہتا دل ایمان سے سالم مگر

بھید یہ کیونکر کرون ظاہر انھا

ہے ابد آگاہ و ماہر اس سے ہو

آگے آسکے رو بہ بازی چھوڑ

ملک اسکی ملک ہو ملک اسکو

شیر و صید اسکے تمھاری ملک کی

بے خاراب وہ ہو منفر د پوست

واسطے نبدون کی ہے ہمش کا

تا نہ ہو تو بندہ وہ ہر صید جو

نیک دولت ہے یہ جسنے جان لی

ملک و دولت کی آگے پر واہ کیا

بدگمان سے تا نہ شہر بندہ ہو تو

شکل اُس شیر ژیان کی دیکھ کر

نقش بیضی کا وہ لا نجنبہ ہوا

حق ہو اشد منکم و اور اک اصبر
پیش این مرد خدا کافر است

سگے این رو بہ نشاید خفت ولیر
گوش شیران از دمی نشنود

پس جہانے را چرا پر ہم زنے
ہر دو عالم را ہے بیدار زنے

او چو آتش بود و عالم خرمنے
او چنان شمار بران خرمن گشت

بے ادب چون گرگ بگشاید دہان
فانتقمنا منهم پر خوانند

پیش شیر ابلہ بود کشتہ ولیر
تا بپائے کاہیان دل سالم بہ

چون تو انگر کرد این شیر را پدید
پر کند یا بید و گر وید آشنا

پیش او رد باہ بازی کم کنید
تا ملک ملک اوست او را وبید

شیر و صید شیر خود آن خداست
بے نیاز است او مغز مغز و پوست

ایزد اے بندگان آن خشت است
کفت الیس اللہ بکاف عبدہ

نیست شہ الا لمع ہر خلق ست
آنکہ دولت آفرید و دوستا

پیش شیطان بس گمدارید دل
کو بہ بیند ستر و ملک و جستجو

آنکہ او بی نقش و سادہ ست بیچ

چون مرد م از حواسات لشہ
چونکہ من من نیستم اینہ ہم ہست

ہست اندر نقش این رو با شیر
گر ز دے صورتش نگاری

گر نہ دے نور را زحق پیدا
صد ہزاران شیر بد اندر تنے

او بدون رفتہ پرد از ماد نے
چونکہ در من پاس عشر او نہ ہشت

ہر کہ او در پیش این شیر نہان
ہمچو گرگ آن شیر پرو راندش

زخم با بد ہمچو گرگ از دست شیر
کاشکے آن زخم بر جسم آمدے

تو تہم شکست چون اینجا رسید
لیک ہم رزمے کنیم ہا منصفا

ہمچو آن دو باہ کم اشکم کنید
جملہ او من بہ پیش او نید

چون فقیر آید اندر راہ راست
راہگذار و پاست و بسیمان و او ست

ہر شکار و ہر کرامت کے کہ ہست
از بہر اے بندگان آن خشت است

آنکہ دولت آفرید و دوستا
پیش شیطان بس گمدارید دل

کو بہ بیند ستر و ملک و جستجو
آنکہ او بی نقش و سادہ ست بیچ

بھید میرا ہے گمان تو جان سے | کیونکہ مومن کا یہ مومن کا ہے | شرمسار اے گمان موقن شود
تو بھی مومن وہ بھی مومن ہے گمان | فرق اُن دونوں میں ہے از عرش تا | مومنی او مومنی تو بیگمان
میرا زردہ جو کسوٹی پر کسے | فرق یا کُحل تنک یقین جان سے | چون زند او نقد ما را بر محک
جب کسوٹی اُسکی جان ہو نقد کی | ہو کھرے کھوٹے سے آسکو آگہی | چون شود جانش محک نقد ہا

فقر اور فقرا کی پہچان

عشق اور اہل عشق کی پہچان

ترجمہ

اصل مطلب شروع ہوا

حضرت یوسف علیہ السلام کا سفر

آمد آں ثنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السلام

سن لے اب تو اک مثال مثنوی | تا سنے تو پھر ز قول ما ہری | بشنو اکنون مثال مثنوی
دور سے آیا جو یار مہربان | یوسف صدیق کا ہو مہمان | آمد از آفاق یار مہربان
تھا اُنکے کاوہ اُنکے آشنا | مسند یاری پے تھا جلوہ نما | کا شنا بود ند در وقت کودکی
باوجود اخوان سے جدا کر گیا | بوے وہ پیغمبری میں شیر تھا | یاد دادش جور اخوان حسد
شیر کو کب شرم ہے زنجیر سے | نے گلہ مجھکو قضاے حق سے ہے | عار نبود شیر را از سلسلہ
شیر کی گردن پے گو زنجیر ہے | غلبہ وہ زنجیر سازوں پر کرے | شیر را بر گردن از زنجیر بود
بولہوس زندان پاہ میں کیونکر رہے | بولہوا جیسے گھستا ہر دم چاہ میں ہے | گفت چون بودی تو زندان را
گرچہ گھسکر ماہ ہوتا ہے ہلال | لیکن آخر ہوتا ہے بدر کمال | در محاق ار ماہ نوگردد دوتا

جز شب محمول و رنہ حاصل و خواب
اندگی ہو و رار سہ پیچ و تاب
پیچ کو محمول نہ حاصل دست خواب

ہیں نہ وہ ہیچ یہ حال اُس خواب کا
آگے محمولی حسال اولیسا
پیش محمولی حال اولیسا

جون صحاب کہف ہین یہ اولیسا
ہم قیاہم و سم ر قوو اند رسدا
اولیا اصحاب کہف اندا ہی عنود

بے تکلف آنکو پلٹے ذو الجلال
پیجز ذات الیمین ذات الشمال
می کشد شان سے تجلف در فعال

کیا ہی وہ ذات الیمین فعل حسن
کیا ہی وہ ذات الشمال شان اُن
چیستان ذات الیمین ذات الشمال

دیکھے کو شکل اُنکو اندرون
اے یمین ہی نون والا ہیچ مرون
گر تو بینی شان بشواری مران

دونون یہ مردم سے ظاہر ہے ہین
پجزہ زیادہ اِن دونون سے ہین
اے رو این ہر دو از مردم پدید

کرتے ہین یہ کام دونون ایسے
پجز دونون سے وہ ہین جن صدا
اے رو این ہر دو کار از ہیلیا

تو سنوائے صدا ہی خیر و شر
کوہ دونون سے ہی لیکن با خبر
گر صدایت بشنو اند خیر و شہ

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام کہ کہ آئینہ تمہارے واسطے تحفہ لایا ہون کہ جب تم اُسے دیکھو تو مجھے یاد کرو

آئینہ آوردہ ام تا چون دران نگری مرا یاد آوری

اے مہمان کا یوسف علیہ السلام کو کہ آئینہ تمہارے واسطے

جو کہا یوسف نے تحفہ تو لا
اِس قضا سے وہ ہو شمندہ ہوا
اور شرمندہ اِس تقاضا سے

بولا تحفہ ڈھونڈ ہا لیں تیرے لیے
تیرے لائق نے ملا تحفہ مجھے
ارمغانے در نظر آمد مرا

کیسے دانہ لاؤن مین کانون کی طرح
کیسے قطرہ لاؤن عمان کی طرح
نظرہ دارا سوے عمان چون برم

گویا زیرہ سوے کرمان لاؤن مین
آگے تیرے گردل و جان لاؤن مین
گزنہ پیش تو دل و جان آورم

کون سا دانہ کہ خرمن مین نہین
پرنہ تیرے حسن کا ہمسر نہین
غیر حسن تو کسا در یا نیست

آئینہ دیکھا کہ لائق اُسکے ہے
شکل نور سینہ لایا ہون اُسے
پیش تو آرم چو نور سینہ

دیکھنے کا تحفہ آئینہ تو ہے
شمع گر دون شکل خور کے ہو ہے تو
اے تو چون خورشید شمع آسمان

آئینہ لایا ہون مین تیرے لیے
تابہ بینی روے خوب خود دراں
تا چو بینی روز ے خود یاد م کنی

اِک نبل مین سے نکالا آئینہ
منہ بو دیکھے یاد مجھکو تا کرے
خوب را آئینہ باشد مشتعل

آئینہ ہستی کا کیا ہے ہستی
کہ ہے سامان خود بر کا آئینہ
نیستی سے گر نہ رکھے آشتی

ہستی اندر نیستی چون نمود
بخشش اہل مال فقر اپر کرے
نیستی ہستی چہ باشد نیستی

آئینہ صافی تان خود گر شتہ است
آئینہ چقماں کا ہے سوختہ
نا داراں بر فقیر آرند جود

نیستی و نقص ہر جا کی زخوات
خوبی ہستی کا آئینہ بنے
سوختہ ہم آئینہ آتش زدہ است

آئینہ خوبی جمال ہستی است
نیستی و نقص آئے جس کے لگے
آئینہ خوبی جمال ہستی است

ایسے کہ شیشی تو پاک ہے
اور یہ ہستی کدورت ناک ہے

جو کہ جامہ لبس سلاد و پست ہی
عقل درزی کا دو کب نظر ہے

چوب گر بخار کو سادی ملے
تا بنائے اصل سے یا شاخ کو

بسکہ تراج اُس جگہ پر جائے ہی
کر جہاں پر پاشکستہ پائے ہی

جس جگہ کوئی نہیں بیمار ہو
صنعت طلب اُس جگہ بیکار ہو

جو نہ مس کی ہر حرف ابی بر ملا
کب دکھائے اُستین صنعت کیا

نقص ہی آئینہ وصف کمال
ہے حقارت آئینہ عزو جلال

کینہ کہ حسد کو اُسکی مذمت پیدا کرے
جیسے سر کہ شہد کو ملا کر رکھے

جسنے نقصا نو کو اپنے پا لیا
وہ کمال اپنے کا لبس طلب پیرا ہوا

شیخ نے جاہ سے ذوالجلال
ہے گمان اُسکو کہ حاصل ہی کمال

یہ مرض ہر تہ ہی پندار کمال
تیری اندر جان کے ہو آئینہ دار

دیدہ و دل سے ترے خون ہو روان
تب یہ نخوت تجھ سے ہر محمود خان

علت ابلیس نا خیر سے ہے
یہ مرض ہر نفس میں ہو خلق کے

گرچہ دیکھے ہی شکستہ آپ کو
آب صافی اور گوہر زیر جو

جو بلائے استماع تو اُسے
پانی وہ ہم رنگ گوہر کے بنے

نہ رکی تہ میں ہو گوہر سے دلا
گرچہ آب نہر و لکھتا ہی صفا

ہے جانین راہ و رسمے دانشین
کھردرے تہ رین نقش گل کے باغ بین

شہر گو کب پاک اپنی کر سکے
مانع علم رد علم حق سے ہے

اب جو گو ہر نہ پاک اب کب سکے
دانع فہم نقش علم رد نے

کب بنائے تیغ اپنے دستہ کو
سونپ دے جراح کو یہ زخم تو

کھیان آئین میں مجی ہنر ہی
تا نہ نقصان زخم کا تجھ پر لگے

کھیان آمیدہ اند لیشے تری
زخم احوالوں کی ظلمت ہے تری

پیر تیرے زخم پر مرہم رکھے
درد آسہ م تیرا کل جاتا رہے

جانہ جانے تو کہ صحبت پا ئی ہی
پر تو مرہم کا ہی چمکا اُس میں کے

ایسے مرہم کی نہ ہو تو رد کشان
جان پر تو ہی نہ اصل اپنی ہی جان

ہر آن زندیقی پالود گیست
وانچہ این ہستی ہمہ آلود گیست

چونکہ جارچیست و روزندہ بود
مظہر فرہنگ و رزی کے شود

نا ترا شیدہ ہی یا بد بذوع
ماد و گرا اصل سازد یا فروع

خوا یہ اشکستہ بند انجار رود
کو در انجا پائے آشکستہ بود

کے شود چون ثبت رنجور و نزار
آن جمال و صنعت طب آشکار

خواری و دونی مہما بر ملا
گر نباشد کے نماید کیمیا

نقصہا آئینہ وصف کمال
وان حقارت آئینہ عز و جلال

زآنکہ ضد کند پیدا التعین
زا نکہ باسر کہ پدید ست انگبین

ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت
اندر استکمال خود رو اسپہ تاخت

زان نمی پرد بسے ذوالجلال
کو گمانے می برد خود را کمال

علت بد تر زپندار کمال
تیست اندر جانت آگہ زو فعال

از دل و از دیدہ ات لبخن ن رود
تا ز تو این بھی بیرون شود

علت ابلیس نا خیر ست
وین مرض در نفس مخلوق ست

گرچہ خود را لبس شکستہ بیند او
آب صافی دان و سر گین زیر جو

چون بشورانی مراورا از امتحان
آب سر گین رنگ گردد در زمان

در تگ جو ہست سر گین آگہی
گرچہ چو صافی نماید مر ترا

ہست پیر راہ دانی پر فطن
باغمائے نفس گل را تجو کن

جوے خود را کے تو اند پاک کرد
مانع از علم خدا شد علم مرد

آب چو سر گین نماند پاک کرد
ہیچ بحر اے پسار این رشک را

کے تر اشد تیغ دستہ خویش را
رد بحر اے علم رد این رشک را

بر سر ریش مجی آمد مگس
تا نہ بیند قبح ریش خویش کس

آن کس اندیشہا و امال تو
ریش تو آن ظلمت احوال تو

در نہد مرہم بر ان ریش تو پیر
آنزمان ساکن شود در دو نفیر

تا کہ پند ارد کہ صحبت فیضیاست
پر تو مرہم در انجا ناقص ست

ہین مزن مرہم سر کش آہ پشت ریش
وان نہ پر تو دان بان از اصل خویش

قرار یافتن وحی کا اس سبب سے کہ پیغمبر تو وحی کا جو پڑھتا تو اُسنے آیۃ پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی اور گمان کیا کہ میں بھی جاؤ وحی ہوا

آگے عثمان سے تھا کاتب وحی کا
جو بنی فراتے وحی سے اسکو لکھتے
وحی کا پیر تو جو اُسپر پڑتا تھا
وہ ہی فراتی تھے پر حکمت سوال
جو کہ فرماتے رسول اللہ ہین
پر تو فکر اسکا حضرت پر پڑا
اُسکا پر تو نا گہان دل پر پڑا
کلا لکھنے وحی سے ہم دین سے
مصطفے بولے کہ اے کاذب بھلا
گر تو اول خشیہ اللہ تھا
ولسن اِس بات سے لیں جلتا تھا
تا نہ غیرت ٹوٹے سب کے ساخ
آہ کرتا کچھ نہ اُسکو سوجھتا
حق ذ سو مین لو اِس غیرت پر کی
کفر نے راہ اِسطرح سے بند کی
بولا اخالا الا فہم مقصحون
خلفھم شدًا فاغشینا ہم
مثل صحرا کے وہ شد ہی بانضا
تیرا شاہد شد روکے شاہدان
خواہش دین بس ہوئی کفار کو
بند مخفی ایک آہن سے تر
بند آہن کو تو کر سکتے جدا

وحی کے لکھنے مین تا سی تھا
پہلے ہے وہ ورق پر لکھتا اُسے
اپنے بالمن مین حکمت پاتا تھا
اِسلیے گمراہ ہوا وہ بوالفضول
ہے حقیقت وہ ہی سیری جلنین
اُسکی جان پر قہر حق نازل ہوا
دلمین اُسکے حرف نو باقی رہا
ہو گیا دشمن نبی کا کین سے
نور گر حق سے تھا کیون تیرہ ہوا
اِس سیہ پانی کو کیون آوے پسند
ہے عجب کر توبہ نے کرتا تھا وہ
اُسکا منھ توبہ سے باندھا اسلیے
تیغ غیبی آئی سر اُسکا کاٹ
بند غیبی مین بہت مین مستعد
کردہ ہرگز کرنہ سکتا دم زنی
نے ہمارے طوق وہ دارہ پر اُسے
بند پیش و پس نہین دیکھین ہی
پر زہ جانے وہ کہ ہی سد قضا
تیرا مرشد شد قول مرشدان
پر مقید بند غیرت کے ہین وہ
بند آہن کو تو کاٹے ہے بتر
کون جانے بند غیبی کی دوا

مرتد شدن کاتب وحی بسبب آنکہ پیغمبر تو وحی را ہر روز آیۃ آیۃ پیش از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خواند و گفت من نیز محل وحی ام

پیش از عثمان یکے نساخ بود
چون نبی از وحی فرمودے سبق
پر تو آن وحی بر وے تافتے
عین آن حکمت بفرمودے رسول
کاپنے می گوید رسول مستنیر
پر تو اندیشہ اش زد بر رسول
پر تو آن ناگہش بر دل بتافت
ہم نے ناخی بر آمد ہم زدین
مصطفے فرمود کاے کبر و عنود
گر تو منبوع الٰہی لابدہ
اندرون می سوزنش ہم این سبب
تا کر نا موش بہ پیش این و آن
آہ ے کرد و نبود و حش آہنگ
در حق ناموس راحد من حد
کبر و کفر آن سان بست این و آن
گفت اغلا الا فہم بہ مقصحون
خلفھم شدًا فاغشینا ہم
زنگ محو آورد آن شے کو محاست
شاہد تو شد روے شاہد ست
آے بسا کفار را سودا دین
بند پنہان نیک از آہن بتر
بند آہن را بدر را ند بتر
بند غیبی را نداند کس دوا

کو بمسخ وحی چہ دے سے نمود
او ہمان را و انوشتے در ورق
او در دن خویش حکمت یافتے
شد آن ابو الفضول
مر راہست آن حقیقت در ضمیر
قہر حق آورد بر جانش نزول
در درون خویشتن جرمے نیافت
شد عدو کے مصطفے از روے کین
چون سیہ گشتی اگر نور ار تو بود
آئینہ چون آب سیہ نر نشود دو
او نیارد توبہ کردن سے عجب
نشکند بے بست از توبہ دہان
چون در آمد تیغ و سر بر آورد بود
آے بسا بستہ بہ تبدیا پدید
کو نیارد کرد ظاہر راہ را
نسبت آن افعال بر ما از بہان
می نہ بیند بند را پیش و پس او
او نمی داند کہ آن سد قضاست
مرشد تو شد گفت مرشد ست
بند شان ناموس کبر و آن و این
بند آہن را بدر را ند بتر
بند غیبی را نداند کس دوا

نیش گر زنبورے مرد پے
طبع پُر سم پس اُسے دفع کرے
ملج او آن لحظہ بر رنجے تند

گر پرِ سم نیش ہستی سے ترسے
غم قوی ہر کم نمو کچھ درد سے
غم قوی گردد دگر درد و درست

شرح اسکی دل سے باہر نہ آہے
پر مین آتا ہون کہ امیدی ہے
شرح اسکی گر نیامد بیرون

تو نہ تر آید خود کو شا دکر
وہ تو ہے فریاد رس فریاد یک
پیش آن فریاد رس فریاد کن

اے طبیب رنج نا سور جگر
اے طبیب رنج نا سور جگر
اے طبیب رنج نا سور کہن

عکس حکمت ذات سے اپنی کیا
تو نہ ہو خود مین کہ تا ہو ے خدا
عکس حکمت آن شقی را یاد کن

اے برادر تجھے حکمت جاریہ
خاک ابدالون کی تجھے عاریہ
اے برادر بر تو حکمت جاریہ

تیرے گھر مین جو حکمتون کا نور ہے
وہ تو ہمسایہ کے گھر کا نور ہے
گر چہ در خود خانہ نورے ہاشد

شکر کر نعمت پہ ہو شمند کا بن اپنی تاک
کان رکھ اور خود نمائی کر تو پاک
شکر کن عزۃ مشو بینے کمن

ہاے افسوس عاریت ذاے بالفرض
اہل عزت کو کیا اُمت سو دور
صد دریغ و درد کاین ہمسایگی

مین غلام آنکہ او در ہر رباط
آپ کو واصل بحق جانے زدہ
من غلام آنکہ او در ہر رباط

چاہیے منزل کو جہدی طے کرے
منزل مقصود تا اسکو ملے
پس رباطے کہ باید ترک کرد

گر چہ سیخ آہن ہوا وہ سرخ ہی
عارضی آتش کا پرتو آپ ہی
گر چہ آہن سرخ شد اورخ ہمیشہ

گھر درون گھلو گر روشن کھلے
وہ نہین خورشن مگر خورشید ہی
گر شود پُر نور روزن یا سرا

گر سکے دیوار و در روشن مین ہون
تیر کا پر تو نہین پنہان رکھون
در در و دیوار گوید روشنم

پس کہے یہ آفتاب آ ہا سزا
مین چھپونگا جب تجھے کھا جائیگی
پس گوید آفتاب آ ثار شید

کتنے تیرے ہین ہم آپ ہی تیر ہون
شاد و خندان ہیں وہ فارغ بال ہیں
سبزہ با گوئید ما سبز از خود یم

کہتی ہین فصل بہار آ ے پر ہنون
دیکھنا خود کو جو ہین جالی ہین
فصل تا لستان بگوید ما ہم

خانہ تن کرتا ہی خوبی اپنی پر
روح نے اپنی چھپائے بال و پر
تن ہمی نازد بخوبی و جمال

اسکو کہہ سکتے ہی ہیئت اب تو ہر یک
ایک دو دن کے پر تو سے پیدا
گو یدش اے مزبلہ تو کیستی

نے سماے تیرا نماز اندر جہان
طرفہ تر ہو تی ہر نہین تجھ سے نہان
نفخ و نازت می کند بد در جہان

دوست جلد کھود دین تیری گو کہ
گور مین ڈالین تجھے لیجا کے دور
گرم دار انت نہ آگو رے کند

گور مین لیجائین تا کہ تیرے یار
اور کرین تجھکو غذا سے صد دوا
تا کہ چون در گور یارانت کند

تیری بد بو سوء کو پکڑا ہی ناک کو
جان دیتا تھا جو آگے تیرے دم
بینی از گندت نہ گیرد آن کسے

سوخ کا پر تو ہی نطفہ وخشیم کو کر شمہ
آگ کا پر تو ہی اندر آب وخشیم
پر تو روح ست نطفہ وخشیم و کژشمہ

۱۶۹

چیست پرتو آن جان کاو چو جسم پست
پرتو ابدال ہو جان پر مرسل

جان جان جو جان نائن کھینچے جان سے
ایسی جان ہو جیسے ذی جان تن رہے

سجدہ کرتا ہوں زمین پر اسلیے
تاکہ اپنی حشر کو میری وہ دے

حشر کو کہ تربت رازلہا
یہ زمین بس ہو گواہ حالہا

کہ تحدث جھرۃ اخبارہا
بس کرے باتیں زمین وغارہا

فلسفی کہتا ہے سقطات سی
عقل خود دیدے سے باہر رہے

فلسفی ہوتا ہے منکر فکر سے
کھدو جا سر ادے وہ دیوار پر

فطرت آب و طین آتش نطق گل
ہو وہ محسوس حواس اہل دل

فلسفی منکر حق نہ ہے
انبیا کے حس سے وہ بیگانہ ہے

کہتا ہے کہ پرتو سودائے خلق
فانا ہے منکر آمد ہائے خلق

جبکہ وہ ہو عکس انکے لفظ کا
یہ خیال منکری انکو دیا

فلسفی منکر ہو ہو شیطان سے
اس گھڑی شیطان عادی آ بسے

گر نہ شیطان دیکھا خود کو پر یلے
بے جنون پیشانی کب نیلی دکھے

جو کہ دیکھیں شک و ذو جانی رہے
وہ جہان میں فلسفی ہو شیدا ہے

گاہ ہے اعتقاد آ ہی آتا
روسیہ اسکو رگ فلسفہ کرے

الامان آ ہے مرد منزہ وہ تم میں ہے
ایک جہان بے اشتہا جو تم میں ہے

ہیں ہنر فرقے تیرے وہمیاں
حیف کہ اکمل ہو تجھ سے وہ عیاں

حسین ابن علی کا کچھ سا ان ہے
برگ کے مانند وہ لرزان ہے

اسلیے ہنڈیا ہو شیطان پر
کہ تو جانے آپ کو عقدہ نشد

جان میری جبکہ اٹھے پوستین
بس کہ رہیں دادیا از حد ابل دین

کھو گئے دو مالدو کان پر ہیں ہی
کیونکہ پوشیدہ کسوٹی ہو گئی

عاش مست کر پرو وہ آستاد
امتحان میں ہو اپشت و پناہ

زر کھرا کھوٹا پرا پرات کو
ہر کھرا زر جا بتا ہے روز کو

زر زبان حال سے کہو کہ ظہیر
ای فیری ہو وے دن کو تیری میر

بس ہزار و دن سال ابلیس لعین
تھا وہ ابدال اور امیر المومنین

آن چنان کہ پرتو جان بود
پرتو ابدال ہو جان من ست

جان چنان گردد کہ جان آن جان شد
جان جان چون واگشاید پار از جان

سر از ان روی خم من بر زمین
یوم دین کز تربت آرد رازہا

تو بتحدث اخبارہا
در سخن آید زمین و خارہا

عقل از دہلیز سے ماند محزون
گو برو سر را بدان دیوار زن

ہست محسوس حواس اہل دل
از حواس انبیا بیگانہ است

لیس خیالات آورد در راہ خلق
این خیال منکری را زود بر

در جہان وہم سخرۂ دیو ہے بود
بے جنون نبود دلبودی بر جہین

در دہان او فلسفی پنہانی ست
آن رگ ظلمت کند در وی سیاہ

در شمایل حلے پارسا ست
وز کرآن روز ہے بر آرند از دور ست

چیست برگ از بیم او لرزان بود
کہ تو خود در را نیک مردم دیدۂ

چند واویلا بر آرد زاہل دین
تا نگوید سنگ امتحان ہمان مند ست

باش اندر امتحان ما را بجیب
اعتبار روزی دارد روز شب

سے مقرر ہے بر آید روز فاش
بود زاہدال و امیر المومنین

باغ آدم پر جو ڈالا نار کا	مثل ہر کین و حسد ہے سو سوا ہوا	گشت رسوا ہم پر آمین و چاشت	
نیچ مردون سے نہ کر اے بوالہوس	نیچ یا مردان زن آے بوالہوس	ہر تر از سلطان چہ میرانی فرس	

دعا کردن بلعم باعور کہ موسیٰ علیہ السلام و قومش را از راہ شہر سرگردان گرداند و مراد او الٰہی بے مراد لوٹ جاوے و قبول ہو جانا دعا کا

بلعم باعور کی قلمی جہان	بلعم باعور را خلق جہان	شبہ شد ہا نند عیسیٰ آن زمان
اس سوا سجدہ نہ کرتے اور کو	سجدہ ناورد کس را دون تو	صورت رخ بود انسون او
مارے نخوت کے وہ موسیٰ کا ہوا	نیچ زو با موسےٰ نہ کرد و کمال	آچنان شد کہ خنیدستی تو حال
صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان	صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان	ہمچنین بودست پیدا و نہان
حق نے ان دونوں کو لب سی سوا	این دو را مشہور گردانید آلہ	تا کہ دونوں باطنوں پر ہو گوا
رہزنوں کو مارتے بگلل مین سین	رہزنان را در بیابانی ازین کشند	قتل اکد و کو کریں ہین شہ مین
شہر والے تا کہ آکر دیکھ کر	تا بہ بینند اہل دہ گیرند پند	پکڑ ہین عبرت اور ہوویں پر ظفر
واسپہ دو چور یہ لکھا ہے ہین	این دو را بر پس نویسند اہل شہر	وہ ہوا زیں اندھے اس شہر مین
شہر مین پھندے پڑا وہ دولون چور	این دو را بر چوب کردند سوے شہر	کشتگان قہر کوکب کن سکے
نار غین ترسے کرے گر کہسری	تا ز بینی تو ولے در حد خویش	اللہ اللہ دست بڑھے مقدار سے
غنچہ جاوہ و شود دا کس لیے	گذرے بر زمین تا ز خوشت	ساتوین طبقہ مین ہوے جا قری
یہ نشان قسمت و قدرت و صاعقہ	این نشان خشمت و قدرت و صاعقہ	ہے بیان عز نفس نا طقہ
مار شب سیوان کو انسان کے لیے	جملہ حیوان را بپیش انسان کمیں	مار انسان ہوش جان کیو ہے
ہوش جان کیا عقل کل ہی ہے لطیف	عقل جزوی ہوش ہر کس چیست	عقل جزوی ہوش ہر کس چیست
ہے حیوانات وحشی اک قسم	جملہ حیوانات وحشی نز آدمی	جانور اُلسی انسان سو ہین کم
مارنا انکا روا ہو خلق کو	خلق آنہا خلق را باشد سبیل	کیونکہ عقل کل ہی انس وحشی ہین روا
مارنا خلق کو انکا روا	خلق ایشان خلق را باشد روا	کیونکہ نے انسان کو لائق وغا
وحشی ہے عزت ہوے اسوا سے	عزت وحشی بدان اسقاط حدست	ہین مخالف حکم سے انسان کے
پس تری عزت ہو کیا آ نا روا	پس چہ عزت با خدمت اے نا روا	جو ہوا تو حمزہ مستغفرہ
چون شدی تو حمزہ مستغفرہ		

فہرست لاجرم مارنے کے سبب بعلا — چو بود وحشی مارنا آسکا روا — خرنشا یدگشت از بہر صلاح — چون شنود وحشی شود خوش سیاح

گرچہ خر کو عقل تعلیمی نہ تھی — گرچہ خر اورا پش زاجر نبود — ہیچ سندورش نمی دارد ورود

چو بود وحشی عقل کل سے آدمی — کب بود وہ سند ور رسے یار دلی — پس چو وحشی شد ازان ہم آدمی — تکیے شود سند ور راسے یار سمی

اسلیے کفار کا خون ہے روا — خون وحشی تیر کو جون ہے روا — لاجرم کفار سر اخون شد مباح — ہمچو وحشی پیش قساب ورماح

انکے ذہن فرزند جملہ ہین سبیل — گیرند کہ ہین ہ عقل وگمراہ وذلیل — زانکہ ہ عقلند ومطلق ہ ذلیل

پھر جو بھاگے عقل کل سے ہوا عقل — ہو دسے عقلی سو وہ بیرانی مین نقل — باز عقلی کو رہ از عقل عقل — گرد از عقلی بجیہ انات نقل

اعتماد کرنا ہاروت وماروت کا عصمت اپنی پر مزہ بتانے اعتماد کردن ہاروت وماروت بر عصمت خویش در ہر فتنہ

بسطرح ہاروت اور ماروت نے — تیر ہر آلودہ کھایا کبر سے — از بطر خود بندہ تبر آلودہ جسد

اعتماد اُنکا تھا پاکی اپنی پہ — شیر پہ کیا اعتماد گاہ ہے — ہیبت ہر شیر اعتماد گاہ ہیش

گر کرے وہ سو علاج اب شیر ہو — گر بخود گردی شیر از اُسکو کرے — شاخ ساقط شیر نرا پارہ کند

گر ہون اُسپہ کانے شل ہاسے — شیر مارے اُسکو اور ٹکڑے کرے — شیر خواہد گاو را ہمچو گزشت

آنہ ہی نمکون کو گھیرے اصل ہو — اوجھاجگہ نفس پر جان کرے — باکیاہ پست احسان می کند

جرم ہاجز گھاس پہ آنہ بھی رکھے — شیخی اہو دست کرا پنے روز پے — رحم کردی بل تواز قوت بلند

کب بسو دشاخ کے انبوہ سے — شیخ بل ٹکڑے وہ کرکے — کے ہراس آید ہر درلخت لخت

لیک پتون پہ نہ مارے آپ کو — اور سوا بڑھ کے نمارہ نیش وہ — جز کہ بر ریشہ نکوبد خویش را

ظلم نیرم سے نہ شد کو ضرر — گلہ نبرہ سے نہ تقصا بون کو ثمر — کے رہد قصاب از انبوہ غنم

پیش معنی کیا ہی صورت بیش بون — چرخ ہی معنی سے اپنے سر نگون — چرخ راسنبش می دارد نگون

آنچہ سے دو الب کو تو جان سے — عقل روشن اُسکو کر دش مین کرے — گردش اُس قالب پہ کب شکل کل

گردش اس قالب پہ شکل کل — روح پوشیدہ ہے جس سے انی — گردش ایں خاکدہ ہمچون سپہر

اپنے معنی سے ہو اگر دش کر ے — جیسے نیکی پھیر ے ہے آب سے — ہمچو چرخے کو اسپر آبست دوست

دور کا نیز رہ در دخل خرج ہیں — کس کے ہو وے جان سے ہوا آب ہوا اس — از کہ باشد جز زجان آید پرسس

گاہ پیدا اُسکو کر دے گہ فنے — گاہ رکھے صلح گہ جنگ وجدال — گاہ صلحش می کند گاہے جدال

اگر ادھر گاہے ادھر اُسکو کرے — اگر گلستان گاہ خار اُسکو کرے — گر گلستان میکند گاہے خار

اسطرح اس پاکباز اللہ نے — کرد یا فرعون بے خوفی شتاب — ہمچنین ایں پاک باز ایزدان پاک — کرد بر فرعون خون اہمن ہمناک

اس ہوا کو ایسے ہی اللہ نے
پھر ہوا کو موسموں پر کر دیا
بوے الٰہی ہو اللہ شیخ دین
جملہ مخلوقات زمین و آسمان
جنبشیں اور رقص خاشاک اندر آب
چاہیے جنبش اُسے کرنا ہو وہ
موج میں لائے کنارہ سے جو وہ
یہ سخن بے انتہا ہے کر بیان

کر دیا جن و ملک حاد پے
ابن عنایت سوی ان و جانور
بھر معنی ہو دو رب العالمین
مثل خاشاک ہیں وہ دریا پر ان
آب سے ہوتی ہیں وقت ہبوط
اس کو بے پر رکھے خاشاک کیو
وہ کرے جو آگ سے ہو گی خاشاک کیو
ہاروت اور ماروت اہوی پیچا

پھنسیں ابن باد و ارزاں ہا
باز ہم ابن باد و ہا موشان
لفت الٰہی ہو اللہ شیخ دین
بالا طباق زمین و آسمان
ہمہ ہا در رقص خاشاک اندر آب
چونکہ ساکن خواہد شد کرد او مرا
چون کشد از ساحلش در بحر جا
این حدیث آخر شد او باز رانم

کردہ پُر بر صاد و بجان اشتر دہا
کردہ بد صلح و مراعات و امان
بحر معنیہا ست رب العالمین
ہمچو خاشاکے بر ان بحر رواں
ہم ز آب آمد بوقت اضطراب
سوے ساحل آنگند خاشاک را
آن کند با او کہ آتش از نگیہ
جانب ہاروت و ماروت اہوی چرا

باقی قصہ ہاروت و ماروت کا اور ان کا طلسم کیفیت پانا اُن کا دنیا میں

بقیہ قصہ ہاروت و ماروت و نکال عقوبت الشان ہم در دنیا

جز گناہ و فسق مخلوقات کا
چاہئے تھے اتنہ وہ اُس خشم میں
خود کو کر دیکھے آئینہ میں زشت و
دیکھے خود بین جو کسی سے بر کمی
جانے نخوت کو نیست دین کی
دوسرا ہو رہ صنگ سمیت دین کا
حق نے فرمایا کہ تم رو شن مہو
تم کرو شکر اے سپاہ و چاکران
اس امر کو تم پہ بین رکھت اگر
ہے تمہارے تن میں جو عصمت بھری
مجھ سے جانو تم یہ اور خود سے نہیں
مسیطے وہ کاتب و سے رسول
خود کو ہم آواز مرغان خدا
نقل گر او از مرغان کی کرے
بلبلوں کی گر چہ تو سیکھے صدا

ہونا تھا جسد مم نہیں ظاہر ولا
پر نہیں دولت تا حیب پہ چون
پھیرے خط پر سکے وہ ذات کو
تماوہ نخ تن میں پیدا کی ہم
نفس و خواہش دیکھے تا خود ہم
و بہان اس آگ سے ہے پُر فضا
ان سیہ روں پاست ذ او نظر
وی نہیں نخوت تمین ہر چاکران
لب تمہارا چونے پر ہو تا گذر
میری عصمت کا ہر خلس بُری
تا نہ غالب تم پہ ہو دیو لعین
دیکھتا خود میں تمہ وہ نور رسول
جاتا اور خود تمہارہ شمل صدا
پر نہ تنگ بھید سے واقف تو ہی
پر تو کیا جانے کہ کیا گل ہی کیا

چون گناہ و فسق خلقان جہان
ہست خائیدن گرفتند بخشم
آتش خشم و عذاب سخت شد پدید
در نگنجد در خویش نفس گیر را
کاندر ان آتش جہانے اخگر ست
در سیہ کاران منفل سنگریہ
رشتہ امید از نہضت و از چاکران
مر شمارا پیش نہ پذیرد تمنا
آن ز عکس عصمت و خلعت من ست
خانہ پر بد پیر شما دیو لعین
دید در خود حکمت و نور رسول
می شمر آن پد صفیر چون صدا
بر ضمیر مرغ کے واقف شوی
تو چہ دانی کو چہ گوید با سگے

گشت حق شان گر شمار و سنگریہ
سنگدل گوئید اے سیاہ و چاکران
از ان معنی نہم من بر شما
عصمتے کہ در شما او در ن ست
این زمن بہنید و زخود بین ہین
این چنین کان کاتب وحی رسول
خویش را ہم کمن مرغان خدا
کمن مرغان را اگر واصف شوی
گر یہ سوزی صفیر بلبلے

ز وجہاے وہ بیمی ہی تیر گمان	جیسے لب تشنہ سو ہرون گمان	در بدالی باشد ان ہمراز گمان	چون لب تشنہ بیابان گمانہا کران

واسطے عیادت کو جانا بہرکا جہاں آپکے رہان رنجیدہ ہونا بیمار کا — بعیادت رفتن کز بنجانہ ہمسایہ بیمار و رنجیدن بیمار

اسکی عشرت نے یہ جے سے کہا	کہ ترا بیمار ہسایہ ہوا	کہ ترا رنجور شد ہمسایہ
سو جایہ ہر کہ ہرامین تو ہون	کسطرح سے باتین مین کسی سکون	من بپہ دریا ہم رگفت آن جوان
تحاص کر ہوے ضعیف آوازدہ	لیک جانا چاہیے آہستہ پے تو	ہمامہ رنجور و ضعیف آوازشد
جومین دیکھون اسکے لب ہلتے ہوے	بس قیاس اسکو کرون مین عقل سے	چون زبیم کان بیش نبیان شود
جو کہون مین تیرا اب کیا حال ہی	وہ کہیگا اچھا یا خوشحال ہے	او بخوا ہد گفت تیکم یا خوشم
مین کہونگا شکر کیا کھا یا کہو	وہ کہیگا شربت یا اک آش جو	او بگوید شربتے یا آشش با
مین کہون ہو تجھکو صحت اور راحت	کون الطباسے کہیگا وہ فلان	از طبیبان پیش تو گوید فلان
جو کہونگا وہ مبارک ہی قدم	جو کہوہ آے مرض تیرا ہو کم	چونکہ او آید شود کارت نکو
آزمایا اسکا مین نے ہی قدم	آیا وہ جسجا گیا وان سے الم	ہر کجا شد بے شود حاجت روا
یہ جوآبات قیاسی سو پیکر	جو گیا واقع ہوا برعکس تر	عکس آن واقع شد او نیاورد ہم
گو ملا اُس بہرے سے دل بیمار کا	کچھ شکر بنی وہ باہم کھنا تھا	اندکے رنجیدہ بود از پے ہنیز
پاس اُس بیمار کے بہرا گیا	دست شفقت اُسکے سر پر ملتا تھا	بہر سرا خوش نبی مالید دست
بولا کیسا یہ تو دشمن مرا	کہ چ قیاس آیا جو بہرے نے کیا	شد از ان رنجور برگشتہ و نکو
بولا کیا کھا یا ہے تو نے بولا زہر	بولا نوش ہو اور زیادہ آیا قہر	گرفتہ است از رود آن کج آدمست
بولا کیسا کھا یا ہے تو نے بولا زہر	بولا نوش ہو اور زیادہ آیا قہر	گفت نوشت باد افزود آن زشت قہر
لبدہ بولا طبیب اب کو نسا	تیرے پاس آکر کے دیکھا ہو دوا	کہ ہی آید بیمار و پرسش تو
بولا عزرائیل آتا ہے تو جا	بولا خوش ہو ہی مبارک اسکا	گفت عزرائیل سے آید ہرو
اسکو کہکر اب مین آیا پشیمان	تا کہ غم کھاے ترا اندر جہان	این زمان از نزد او آیم برت
ہر اجب آیا تو خوش ہو کر کہا	کہ حکایت مین نے کی اسکے سوا	گفتم اورا تا کز و رود نمودرت
بہرے پن کے وہ گمان برعکس تھا	اس ضرر کو فائدہ جو جانتا	شکر کز رو دم مراعات این زمان
بولا ماندہ یہ ہو دشمن جان کا	مین نے جانا کہ ہی کان جفا	این زیان محض را پندہست سود
دلمین تھے بیمار کے منصوبہ اسے	تا کہ بدلا اُس سے لون ہر طور سے	ماند نسیم کہ کان جناست
		تا کہ پنہانش کند از ہر نمط

بد مزہ کھانا غذا ہے جو کوئی
نظم غلیظ اک یہ ہجو اسکو ذم نکلا
جو نہ تھا میسر اسکو کھانا پچ دو
تا کنون اسکو کہ ہو آئے گیا
ہے عبادت دیکھے بس رام کو
جب تلک دیکھیں نہ دشمن من میں
بس یہی ہر دم کہ عبادت آئے
در حقیقت یہ گناہ ہیں بس فضی
جیسے وہ ہرا کہ وہ یہ جانت
نوش وہ بیٹا تھا کہ خدمت کی
ہر لگائی آگ عمی اپنے لیے
فالقوا النار التی اوقدتم
بولے اک صحبت ریا ہے مصطفے
خون کے بس دفع لڑنے کے لیے
ان نمازوں کو مری بار خدا
اُن قیاسوں سے کہ ہے کے گیا
خاصہ آ خواجہ قیاس حس کرو
خواجہ یہ جانے کہ طاعت کرتا ہے
ان قیاسوں کو تو چھوڑا ہی مرد نے
نوش حس تیرا جو شنا حرون ہے

دل کرے مائل کرتا قہر بھی
تا ر شیرین پاسے تو اسکا شر
کہ وہ کتا تو ڈی بو آتے تو
شیر سے دل کا اُسے م ستوا فا
نے عبادت یہ کہ دشمن کام ہو
تب تلک دل کو مرکب ہو قرار
خلد و رضوان پر نظر وہ رکھتے ہیں
تو سیہ باطن کو جانے منجلی
کہ کسی نیکی وہ بد تھا اور برا
حق ہمسایہ ادا میں نے
ولیس اُس ہما
انکم فی المعصیۃ
مثل انک
اہدنا آیا نماز دن میں ہے
مت نمازوں سے ریا کی تو ملا
صحبت دنس سال کر با طل کیا
اندر اُس دمی کہ نہ وہ ہے
معصیت ہے بے خبر جان کہ تا
ہو تو یہ سو سے نرمی دار ھی سفید
گوش باطن کو تو ہر اجان لے

اس تا خین کہ اول وہ کوئی کہ مقابل مین نص صریح
سے قیاس لایا ابلیس علیہ اللعنۃ تھا

جس کسی نے کہ قیاس اول کیا
بولا ہے شک نار اعلیٰ خاک سے
مین قیاس شاخ رکھوں اصل پر

نور حق کے روبرو ابلیس تھا
مین ہون ناری وہ ہے پیدا خاک سے
وہ ظلمت ہے مین روشن نور سے

چون کسے کہ نور وہ باشد آتش
کظم غیظ اغنیت آزاد تے کمن
چون بنوشش صبر سے پیچد او
ما بزیم مر روے آ چنندہ بود
چون عبادت بہر دل آرامی ست
ما نہ بینند و شمن خود را نماز
پس کسان کیشان عبادتہا نمند
خود حقیقت معصیت باشد نفی
چون کہ کو ہی پند اشت ست
دشمنے کہ خویش را خدمت کرد ہم
ہم خود او آتشے افروختست
فالقوا النار التی اوقدتم
گفت پیغمبر یک صاحب ریا
از براے چار و این خو فہا
کین نمازم را مبادا یزدا
از قیاسے کہ بکبر و آن کر کرین
خاصہ اے خواجہ قیاس حس مکن
خواجہ پندار د کہ طاعت می کند
این قیاس خویش را رو ترک کن
گوش حس تو بحبت از رحمت

در بیان آنکہ اول کسے کہ در مقابل نص صریح
قیاس آورد ابلیس علیہ اللعنۃ بود

اول آن کس کہ کار این قیاس کرد
گفت نار از خاک بہتر آمدست
پس قیاس فرع بر اصلش کنیم

پیش انوار ندا ابلیس بود
من نہ نارم و از خاک آدم ترست
آدم ظلمت ما نور روشنیم

لے لشکر اند دلش تا تے کند
ما بیابانی و حبہ شیرین عمن
کاین سگ زن رو سپی ناچیز کو
ما نزان شیریم ضیغم مضمحل بود
این عبادت نیست دشمن کامی ست
ما گیر د خاطر ز نقش قدار
دل بر مضمون و ثواب آن نہ بند
بس کہ در کار ا تو پندار ی صفی
کز کدامی گرد دان خود بد بدست
حق ہمسایہ بجا آوردہ ام
در دل ریخور خور ا سخو نفتست
انکم فی المعصیۃ ازدو دتم
مثل انک لم تصل یا منتی
آمد اندر ہر نماز زا ہدا
یا نماز فضالین و اہل ریا
صحبت دو سالہ با طل شد بدین
اندر آن دمی کہ شد از حد مجرون
پیغمبر کہ معصیت جان می کند
گر د قیاس تو شود و رنیت کہن
وا نگہ گوش عیب گیر تو کر ست

ف

ف

ف

عمل لکھیں و عبادت ہم ایں
ہم ہوں تا آں کہ نادر اہل زماں
یہ قیاس اب آسمان کے حال کا

اور ہر شب آسمان پر ہم آئیں
اور زمین پر لکھیں ہم اس کو بیان
کب درست آوے زمین پر ہو ادا

عمل درزیم و عبادت آوریم
تا شویم اعجوبۂ دوراں زمان
ایں قیاس حال گردون بر زمین

باز ہر شب سکھ گردون بر پریم
تا نہیم اندر زمین امن و امان
راست نا یابد فرق وارد در کمین

اس بیان میں کہ حال اپنا اور مستی اپنی پوشیدہ چاہیے رکھنا

در بیان آنکہ حال خود و مستی خود نہان باید داشت

پسند قول حکیم خوش جواب
مشت بینداز سے جو گرد ہوا
راستی میں ہر طرف گرتا ہے
اسکے پیچھے لڑکے اور دوست تر
طفل ہی مخلوق بزمست خدا
بولاحق زد دنیا لہو و لعب ہی
جو نہ چھوڑے اکھیل لڑکے ہوا ہیں
جن جماع لڑکوں کے اس سے ہوئے
یہ جماع لڑکوں کا کیا اک کھیل ہی
جنگ مخلوقات جن لڑکوں کی جنگ
تیغ چوبیں کو و سب کوتے میں جنگ
تیغ میں وہ لاٹھی سے گھوڑی پہ سوار
آپ ہیں اسکو اٹھائے جس سے
ظہر اک دن حق کا جو معمول ہے
یعتصم الروح الیہ والملک
شمل لڑکوں کے ہیں سب واسن سوا
حق ہو ان نفلین لا یشقیٰ بہا
اغلب الظنین فی ترجیح ہو
شمس حق کا جب برابر ہو گیا
اس گھڑی دیکھ کے گھر ہو اپنا خیر

سر کھر اس جا جہان کا ہے سب
مسخرہ اور کھیل لڑکوں کا بنا
اور ہر اک ناداں بس اس پر ہنسے
اور مستی ذوق سے وہ بے خبر
وہ ہو بالغ جو نہ رکھتا ہے ہوا
اور تم الفال پیر سکھ لیے
بے صفائی روح کب ہے روح کی
کر کیا کرتے ہیں وہ اندر جہاں
رستموں کی بس جماعت کے ساتھ
سب ہیں بے معنی و بے ہودہ بنا
انکے لاینتہی ہیں جملہ رزم و جنگ
پیراق اب ہی ہمارا یادگار
اور سوار اس پر ہیں خود کو جانچ
گھوڑا دوڑاتا وہ گرد ہیں پھرے
سن عروج الروح یلتقی الملک
گھوڑے واسن ہیں پکڑا ہی اب لگا
گھمسان کا گھوڑا گرد ہیں چلا
لاامار الشمس فی توسیعہا
ٹیک وہ بر دن قیامت کا ولا
پاؤں کو اپنے کیا گھوڑا ہی جو

بشنو الفاظ حکیم پر دکا
چونکہ از بیگانہ ستے فعال شد
سے فتد او سو بسو در ہر رہے
او چنیں و کودکان اند پیش
خلق الفاظند زمست خدا
گفت دنیا لہو و لعب ست و ہما
از لعب بیرون نرفتی کودکے
چون جماع طفل دان ایں شہوتے
ایں جماع طفل چہ بود با زنے
جملہ بے معنی و بے مغز و جہان
جملہ در لاطینیش آہنگ شان
لعبن برآق است یاد آدل پے
مرا کب و محمول رہ پنداشتہ
اسپ تازان بگذرند از ژرف لجہ
من عروج الروح علیہ الملک
گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
مرکب ظن بر فلکہا کے دوید
لاامار الشمس فی توسیعہا
صد قیامت بر رشید و بر غوے
مرکبے سازندہ ایہ از پئے خویش

سر بجا بگذاشتہ کہ بادہ خورد کہ
تغزو با پیچہ الفعال شد
در گل دے فند دشمن بر لجے
پیچہ از مستی و ذوق میش
میچ بالغ جز رسیدہ از ہوا
کودکید و راست فرمایند خدا
بے زکاۃ روح کے باشی زکی
کہ چہ ہے را نند اینجا اے فتے
با جماع مستی و دعا نیے
جملہ بے معنی و بے مغز و جہان
جملہ در لاطینیش آہنگ شان
لعبن برآق است یاد آدل پے
راکب و محمول رہ پنداشتہ
اسپ تازان بگذرند از ژرف لجہ
من عروج الروح علیہ الملک
گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
مرکب ظن بر فلکہا کے دوید
لاامار الشمس فی توسیعہا
صد قیامت بر رشید و بر غوے
مرکبے سازندہ ایہ از پئے خویش

وہم و فکر و حس ہمارا جان ہے
شکل لاغر گھوڑا اجو چون کاہ ہے
ہم حس و فکر و ادراکات ما

اہل دل ہین علم پر اپنے سوار
اہل تن پر علم انکا ہے سوار
علماے اہل دل جمال شان

علم جو دل پر پڑے تو یار ہو
علم جو تن پر پڑے تو بار ہو
علم چون بر دل زند یارے شود

قول تن کا یکمل اسفارہ
بار ہو دے جو ہو سو دے علم ہو
لفظ ایزد یکمل اسفارۃ

علم جو ہے واسطے سے ہو نہ
رنگ مشاط سا ہو تا بے رو
علم کان نبود ز ہو بے واسطہ

ٹیک جو اس بار کو دیوے اخی
وہ اٹھائے بار آور دیو ہی کوشی
ایک چون این بار بر گیرند و خوشی

واسطے حق کے اٹھایا بار علم
تا کہ دیکھے دلسین خود انوار علم
ہین کشش ہر خدا این باطلم

علم کے گھوڑے ہو تا ہو سے سوار
اس گھڑی آتے ترے ہو کر مدد
تا بہ بینی صد ردد ون انبار علم

کچھ سے خواہش جاؤ کسب ہا جاتی ہے
ہو سے تا قانع ہوا نا نام ہو
اے ز ہو قانع شدہ با نام ہو

نام و صفتون سے ہو کیا پیدا خیال
جو خیال اسکا ہو دلال وصال
وان خیالش ہست دلال وصال

دیکھا دلالون کو بے مدلول پیچ
جستجو تک رشتہ نہ دے عقول پیچ
تا نباشد جادہ نبود غول پیچ

بے حقیقت دیکھا تو نے نام ہی
گل چنا ہی گل کے کان و لام ہے
پیچ نام ہے حقیقت دیدہ

اسم جانا پاسمی کے تئین
اگر گذر ا چاہیے حرف و نام سے
یا ز کاف و لام گل گل چیدہ

آہنی سے آہن بے رنگ ہو
اسم خواندن ز ہو ہی راجو
بے مجا لا وان نہ اند آب جو

اپنے اوصافون سے اب تو ننگ ہو
اگر ز نام حرف خواہی بگذری
پاک کن خود از خود ہین کیمیری

دیکھے تو دلسین علوم انبیا
کسب سے تو آئینہ بے زنگ ہو
ہمچو آہن زانہ بے پیرنگ شو

تا کہ دیکھے صاف اپنی ذات کو
آسمان سے مہ ہو پانی مین نہین
تعلیش را صافی کن از اوصاف خود

بے کتاب اور بے بتاؤ اور استاد
پاک کر خود کو خودی کے کام سے
تا بہ بینی اندرون علوم انبیا

کہ ہو ہم گو ہر و ہم بہت رکھے
کسب سے تو آئینہ بے زنگ ہو
لفت پیغمبر کہ ہست از آتم

بھلکو دیکھے آنکھی جان اس نور کے
دیکھتا مین اگر ہون جس نور سے
مرمر ازان نور بنیہ جان شان

بے یحمین و حدیثیات و روات
ہل ہو اندر مشرب آب حیات
بلکہ اندر مشرب آب حیات

بھید اصبغنا عرا بیا کو جان
بھید امسینا و اصبغنا سے
راز اصبغنا عرا بیا ہو ان

علما طن کو تو گر چاہے مثال
روسیون اور چینیون کا کہ تو حال
سر امسینا و اصبغنا ترا

قصہ ہمسری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی مین
قصہ مری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی

بوسلے چینی ہم ہین فضاشی مین
بولے رومی بکھو ہمین کرتے فخر
ہو الا سلطان امتحان اب چاہیے
تاکہ جانو تم مین کامل کون ہی
چینی کہتے تھے کہ ہم خدمت کرین
رومی کہتے تھے کہ ہم حکمت کرین
اہل چین و روم کرتے بحث تھے
رومی واقف تر تھے اندر علم کے
بولے چینی ایک بکھو دو مکان
اور دو ایک خاص کر آنکہ مکان
تھے مقابل مین مکان دو بہ بلا
ایک چینی لے و رومی دوسرا
چینیون نے رنگ سو شہ سو سے
پس خزانہ اپنا کھولا شاہ نے
ہر صبح لیتے نزد اسے تھے رنگ
چینیون کا تھا یہ راتب ہمیشہ
رومی کہتے تھے کہ ہم نقش و رنگ
کام کے لائق نہین حرص و رنگ
نبد کرد و ازہ صیقل اسکی کی
شکل گردون کے مثال اس کو ہوا
بس ہوئی رنگی سے بازار نگی کو راہ
رنگ مثل ابر بے رنگی ہوا
ابر مین جو روشنی اور تابہی
ہے شارون سے دھر دہ سے
جبکہ چینی کام سے فارغ ہوے
بس خوشی سے ڈھول قم دہ بجے
شہ نے اس جا آکے دیکھا نقش کو
عقل و ہوش اسکے گئے حیران سے
رومیون کی سمت بعد اسکے گیے
در میان ہے پردہ وہ بالا کیا
عکس ان تصویر اور کل نقش کا
جبکہ اس دیوار صافی پر پڑا
جو کردون تھا اس جگہ بہ دکھا
دیدہ خانہ دیدہ کو کھینچے لگا
پس وہ رومی ہین بہ صیقل ای
نے کتب پڑھتے ہوے نہ درس مین
پر کیا سینہ کو صیقل اور صفا
پاک غل و مرض و کینہ سے کیا
وصف دل ہے وہ صفاے آئینہ
صدرت اہ حد کا ہے وہ خانہ
صورت اک بے صفا عیب کی
آئینہ دل سے جو موسی کو دکھی
گرچہ یہ صورت فلک مین نما ہے
لے بہ عرش و فرش و دریا مین گی
کینہ نکدہ محمد و اور صدد ہے
آئینہ دل کا نہین کچھ حد رکھے
عقل یان خاموش یا گمراہ ہے
کینہ نکدل ساتھ اسکی یا خود دل ہے
عکس نقشون کا نہ چمکے تا ابد
دل سوا کے ہو صمد و یا بے عدد

چینیان گفتند ما نقاش تر
روسیان گفتند ما را کر دو فر
گفت سلطان امتحان خواہم درین
کز شما یان کیست در دعوی گزین
چینیان گفتند ما خدمت کنیم
روسیان گفتند بر حکمت تنیم
اہل چین در علم واقف تر بدند
رومیان در علم واقف تر بدند
چینیان گفتند یک خانہ بما
خاص سپارید و یک آن شما
بود دو خانہ مقابل در بدر
آن یکے چینی ستد رومی دگر
چینیان صد رنگ از شہ خواستند
پس خزانہ باز کرد و آن ارجمند
ہر صباحے از مہ نیہ رنگہا
چینیان را راتبہ بود و عطا
رومیان گفتند ما نقش و رنگ
دو فر آید کار را زرق و درنگ
دو فر و استند و صیقل می زدند
ہیچ گردون ساده و صافی شدہ
از دو صد رنگی بہ نیہ نگی بہ است
زنگ چون ابر ست و بیرنگی چو مہ
ہر چہ اندر ابر ضو ہیلی و تاب
آن ز اختر دان و ماہ و آفتاب
چینیان چون از عمل فارغ شدند
از پے شادی دہلہا بر زدند
شہ در آمد دید آنجا نقشہا
سے ربود آن عقل را و لمسہا را
بعد ازان آمد بسوے رومیان
پردہ را بالا کشیدند از میان
عکس آن تصویر بر آن کردہا
زو بران صافی شدہ دیوار ہا
ہر چہ آنجا بود اینجا بہ نمود
دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود
روسیان آن صوفیان اہل سر
سنگے ز نگار اکتاب و نے ہنر
یک صیقل کردہ اند آن سینہا
پاک زاد و حرص و غل و کینہ ہا
آن صفاے آئینہ وصف دل ست
صورت بے صورت بے حد و عدد
صورت بے صورت بے حد و حسب
آئینہ دل تافت بر موسی ز جیب
گرچہ این صورت نگنجد در فلک
نے بعرش و فرش و دریا و سمک
زانکہ محدود ست و محدود ست دان
آئینہ دل را نباشد حد بدان
عقل اینجا ساکت آید یا خموش
زانکہ دل با اوست یا او ست دل
عکس نقشے تا بد اندر دل ہمے
جز دل ہم باعدد ہم بے عدد

صورت نوعی کہ ہمین پرتی ہے | بے حجاب اندر وہ آسکے گی تی ہو | تا ابد نو نو صور کا بدید رو | شے نمایہ جیسی ہے اندر رو
اہل عقل چہرے پر نور رنگ سے | دیکھتے ہر دم ہین خوبی جو کہ ہر | ہر دسے منبع خوبی بیدرنگ | رایت عین الیقین آنرا نشند
چہرہ ڑا نقش علم کو اور پست کو | پالیا عین الیقین کا مغز جو | نقش و نشہ علم را آنگہ آشنند | ہرتو بحر آشنائی یافتند
فکر چہرہ بی روشنائی کو لیا | بحر و بر کی آشنائی کو لیا | رفت فکر در روشنائی یافتند
مرگ کہ سب اسے ڈرپتے ہین | اور صوفی اسکے اوپر ہنستے ہین | مرگ کین جملہ از در حوشتند
اسکے دل پر کپ کوئی پائے ظفر | وہ ہوے مثل صدف کہ پر گہر | کس نیا بد بر دل انسان نظفر
گرچہ چھوڑا نقہ کو اور نحو کو | پر لیا ہے فقر کو اور محو کو | گر چہ خود نقہ را برد استند
نقش پیدا بہشت جنت جیسے ہین | اسکے لوح دل کے اندر چکتے ہین | ما نقوش بہشت جنت لبہشت
عرش و کرسی و خلا سے ہین سوا | رہنے والے مقعد صدق خدا | برتر از عرش و کرسی و خلا
سنو نشان رکھتے و محو یار ہین | کیا نشان دل عین او دیدار ہین | صد نشان و اربند و محو طاقہ

دریافت کرنا پیغمبر علیہ السلام کا زید سے کہ آج تو کیسا ہے اور پرسیدن پیغمبر علیہ السلام مر زید را کہ امروز چونی و چگونہ
کیونکر تو خواب سے اٹھا اور جواب دینا اسکا کہ صبحت مومنا حقا برخاستی از خواب و جواب او کہ اصبحت مومنا حقا

زید کو بس صبح احمد نے کہا | آیت اصبحت آ رفیق با صفا | کیف اصبحت آ رفیق باصفا
بولا عبداً مومناً پھر یہ کہا | باغ ایمان سے نشان کہ جو کھلا | گفت عبداً مومناً باز آن شگفت
بولا تشنہ چند دن سے مین تھا جو | سوز عشق سے نہ شو یارات کو | گفت تشنہ بود ام من روز را | تو نشان از باغ ایمان کر شگفت
رات دن سے مین تپا ایسا ہو | کر نشان گذرے سیر سے بولا | تازہ روز و شب عذاب آتشم چنان | شب نخفتم ز عشق و سوز
کہ و بان چلے سا کہ نہ سب ایک ہین | ایک مشت سوز سب ایک ہین | کہ ازان سوز جملہ آب کیمیت | کہ ز اسیر بگرد و تو کہ سنان
ہے ازل وہی ابد دونون سبھ | عقل کو کب ہو رسائی سو کم | ہست ازل راہ ابدرا انتہا | صد ہزاران سال کہ ساعت کیمیت
بولا واون سے تحفہ کیا لایا ہو سے | جو موافق عقل اسکے عالم کے ہو | گفت زین تحفہ کہ آورد آوردی بیا | عقل را راہ نیست آنجا اقتفا
بولا جیسے خلق دیکھے آسمان | دیکھتا مجھکو عرش ہی او عرش ہی | گفت خلقان چون بہ بینند آسمان | در خور فہم و عقول این دریا
مرے آگے جنت دوزخ ہین جیسے | بر ہمن کے آگے کعبہ ہوتے ہین | گفت جنت دوزخ پیش من | من پیغمبر عرش را بر عرشیان
خلق کو پیچا نتا ہون ظاہر ا | جیسے جو گندم ہون جو کی ہین مجھے | ہست جنت پیدا چو گندم من ز جو در آسیا
صبحی اور دوزخ اب کون ہے | میرے آگے سانپ و بچھو کی ہین سے | یک بیاک دامی تناسم خلق را | چو گندم من ز جو در آسیا
حکم اب ظاہر کہ یہ بر لکھ گروہ | یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ | ہر بہشتی کہ دو بیگانہ کیمیت | پیش من پیدا چو مار و بیست

آشتقی من شقی فی بطن ام — من سمات الله یعرف عالم

پیش از ین هر چه جان پسندید بود — در رحم بود و در خلقان غیب بود

تن چو اندر طفل جان را حامله — مرگ و رد نادن ست و زلزله

جمله جانهای گذشته متفکر — تا گلو نه زاید این جان بطر

زنگیان گویند بس زیباست او — روسیان گویند بس زیباست او

چون بزاید در جهان جان و جوم — پس نماید اختلافات جنس و شوه

گر بود در زنگی بندش زنگیان — ور بود رومی بود رومی میان

تا نماند او و اشکالات عالم است — تا نماند رومی و زنگی کم است

گر نه نظر نور الله بود — گاندرین پوست او را بار بود

اصل آب لطف و پاکیست و خوش — نیک و بد زنگ و عیب را

صیقل آیینهٔ دل زنگ را — ترک و هندو سوی هم آرد صفا

یوم تبیض وجوه و تسود وجوه

خوش بر د دگر تو گاهی پاک کوه — ترک و هندو سوی هم آرد صفا

ور ز هم پیدا نگردد هندو و ترک — جبر هر پیدا نیک و بد بداند لیک

این سخن پایان ندارد باز ران — تا نگوئی من چرا ما را چنان

جواب دنیا زید کا رسول خدا کو که احوال خلق کا

خواب گفتن زید رسول خدا را که احوال خلق

بچھر پوشیدہ نہیں اور سب کو میں جیا تا ہوں

بر من پوشیده نیست و همه را می شناسم

سب کو میں مانند روشن کر کے — دیکھتا ظاہر ہوں ان اور ہر ایک

میں کہوں یا نہ کروں ان کا نفس — ہو نہ جا یا مصطفے فریبی بس

یا رسول اللہ کہدوں راز حشر — اور کروں پیدا جہاں میں ز نشر

چاہوں پر کھیڑوں دوبارہ مصطفے — چکے مثل شمس تا گو ہر مرا

مجھ سے تا خور شید کو بس گمن ہو — تا دکھاؤں اب میں تخیل بدیع

یقین دکھاؤں ان قیامت ظاہرا — اور کمر سے اور کھوے ذکر ہو ملا

کاٹتے تھے ہاتھ اصحاب شمال — کر دکھاؤں ز نگ کافر و زنگ آل

جملہ را چون رو در رستاخیز من — خاص می بینم عیان را مرد و زن

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس — سب گزیدہ شش مصطفے بینے کہ بس

یا رسول اللہ بگویم سر حشر — در جہان پیدا کنم امروز نشر

ہل ما اتا پردہ ہا را بر درم — تا چو خور شید سے تابد گو ہرم

تا کسوت آید ز من خور سید را — تا خایم منزل را و سید را

وا نمایم روز رستاخیز را — نقد را و قلب نقد آمیز را

دستہا بیدیدہ اصحاب شمال — وا نمایم رنگ کفر و زنگ آل

فصلِ کردن ابن یمین بہ سوراخ نفاق

کھ لدون ابن مین نفاق شقیا
دوزخ و جنت کی بزرخ درمیان
حوض کوثر کھ لون جوئے جوش ہی
جو پیاسے گرد کوثر پھرتے ہین
جو کہ بدبختی وہ نھر سے کھتے ہین
میرے آگے جنتی با اختیار
ہاتھ پر اک دوسرے کے ہاتھ یا
کان پہ بہرے ہوے از بس مرے
یہ اشارے امتحانے کے کتا ہون
اسطح کہتا تھا وہ بدمست ہی
بوسے چپ گرم اسپ تیرا ابہی
آئینہ تیرا ہوا ہے بے غلاف
آئینہ و میزان کہان خامش رہی
واسطے میرے چھپا تو راستی
وہ کھے تجکو کہ ڈارضی پر نہیں
اسلیے حق نے ہمین پیدا کیا
یہ نہو ہم مین تو ہم کس کام کے
لیک رکھ اندر بغل آئینہ کو
کب سماتا ہے کہا اندر بغل
ہم دغل اور ہم بغل کو پھاڑ دے
بولے اک انگلی جو رکھے آنکھ پہ
ایک انگلی جب حجاب مہ ہوئی
تاکہ اک نقطہ چھپائے سب جہان

تو رہ مین جو ہے گے کمن و محاق
اور سنا دون مین مدا انبیا
کافرون کو مین دکھا دون اس جگہ
تشنہ پے پانی ہانک کا نون مین
کون ہین وہ کہ دکھا دون انکو مین
کان سیرے کانکے نعرے سنتے ہین
بوسہ دیتے ہین لبون سے بارہا
بوسہ دیتے ہین لبون سے بارہا
ہو زنی کے نعرہ و فریاد سے
پر نبی کی ناخوشی سے دور تا ہون
کھینچا حضرت نے گریبان کسی کا
عکس حق لاتخفی ڈالا ڈرا
آئینہ و میزان کہان کھو خلاف
شرم و تکلیف ہر کسی کے واسطے
سو برس خدمت تو کر کسکی کر کی
بل بتا افزونی مت شنا کسی
آئینہ و میزان سے کب ہو بس
کہ حقیقت ہے سچا نے سدا
رو برو کب ہو دین خاص و عام کے
کہ تجلی سے تو سینا سینہ کو
آفتاب حق و خود شد مشتعل
نے جنون نے عقل وہ باقی رہی
خالی عالم دیکھیے تو خرشید سی
ایسی ہی حق کی ہوئی پرتو فگن
گمن مین ہو شمس فوق حس ہو نہان

در رضا ہای او بے چست و محاق

شنبد انم طبل و کوس انبیا
کاب بر روشان زند باکش تکبر
یک بیک را و انھا بھلا کنند
یک بیک را و انھا بھ تا کنند
نعرہ باشان می رسد از خوش من
در کشید و یک بیک را در کنار
زانہ لبان ہم بوسہ غارت می کنند
از ضمین و نشنہ و اصطراع
لیک می ترسم ز آزار رسول
داد پیغمبر گر بیانش تاب
عکس حق لا تختفی رخشم شد
آئینہ و میزان کجا گوید خلاف
بہ ز آزار و حیاے پیچ کس
گر دو صد سانش کند مضمار کہنی
بل فزون بنما و منما کاستی
آئینہ و میزان و انگہ رو بند
کہ بما ہتوان حقیقت را شناخت
کے شویم آئین بے آئینہ دان
از تجلی کرد سینا سینہ را
آفتاب حق و خود شد بیدا دل
نے جنون ماند پیشش نے خرد
بینی از خود رشید عالم راستی
این نشان ساتری اللہ شد
مہر گردد سخن از سطر

فقیر اول بخاری

چپ کرے ہے غور کرنا تجھ کا — حق نے دریا تابع انسان کیا
جیسے قبلہ قبلہ نمیل و سلسبیل — حکم مین کیا مسجی جلیل
نہ جنت چار دن اپنے حکم مین — یہ نہ دے اپنے سوا حکم حق سبحانہ مین
بس جگہ چار مین ہے تعین یہی کہا — جا بجا گر جاوہ پا چون قدرت حکم
جیسے دونون چشمے تھے رواں — دل کے ہین حکم مرا بعد ازان
چاہے گر جائے ادھر سے زہر مار — چاہے گر جائے ادھر سے اجتناب
چاہے گر جائے طرف محسوس کے — چاہے گر جائے طرف ملبوس کے
چاہے گر جائے وہ کاپیات کو — چاہے گر جائے وہ غیر نیات کو
ایسے ہی یہ پانچون حس ہین حکم — اسکے پانچون حس ہین فرمان مین
جبطرف کرتا اشارہ دل تعین — ہاتھ مین موسے کے جیسے وہ عصا
دست و پا ہین حکم دل سین متبلا — پاچہرے خوبی کے سونقصان ہے
چاہے دل تو پانون کرتا رقص ہے — انگلیون سچ مانگ وہ لکھے کتاب
چاہے دل تو ہاتھ کرتا ہے سماع — وہ ہے اندر جسم کو باہر رکھا
دوست اک دست نہانی مین ہے — اپنا ہے گر وہ ساقط دل کی یاد ہے
چاہے گر دشمن ہے وہ اک مار ہو — چاہے گر وہ کرتا ہے پاسبانی
چاہے گر کھانے کا وہ ہو پانے — طرفہ وصل و طرفہ پوشیدہ سبب
جانے کیا کہتا ہے دل کیسے عجب — پانچ حس کی بات جو ہے پھر ہے
پائی ہے مہر سلیمان دل نے کیا — پانچ حس ماند کی اسکی بھید مین
پانچ حس باہر کی اسکی قید مین — گن نہ جو آتا نہین گویائی مین
حس ہین پنج اور سات اندام مین — رکھہ پری و دیو پر تجھ کو برتری
حکم سلیمان تو رکھے ہے مہتری — کہ انگوٹھی تجھ سے نہ جائے سدا
تاکہ اس ملک مین بچتے رہو — نسل تن مالک دو عالم کا ہے
بعد عالم مین تیرا نام ہو — پھر تو قسمت جاگے تیری سروری
گر انگوٹھی دیو لیجائے تری — بعد از ان یا حسرتا ہو للعباد

لب بہ بند و غور کر دریا سے نکل — بگڑا الحق کردہ فی کردم بشکر
ہمچو پیشہ زنبیل و سلسبیل — ہست ور حکم بہشتی طلبیل
جا بجا بہر ہوے جنت اندر حکم ہاست — این نہ زور ماز فرمان قدرت است
ہر کجا خواہیم واریش وان — ہست در حکم دل و فرمان جان
ہمچو این دو چشمہ چشم روان — ور نجواہد رفت سوے دیگر ہمار
گر نجواہد سوے کوہسار شد — ور نجواہد سوے کوہسات شد
گر نجواہد سوے کاپیات راند — ور نجواہد طبلس آخر نیات ماند
ہمچنین این پنج حس چون تازہ — بر مراد دل شد جانہا زندہ
ہر طرف کردل اشارت کرد شان — سیر دو ہر پنج حس دامن کشان
ہمچو اندر دوست موسے آن عصا — دست و پا در امر دل شد مبتلا
دل بخواہد پا در آید رو بہ رقص — یا گریزد سوے افزونی و نقص
دل بخواہد دست آید در حساب — یا باصلاح تا نویسد او کتاب
دست و در دست نہانی ماندہ است — او درون تن ازبرون پوشیدہ است
گر بخواہد بر عدد مارا رود — ور بخواہد ہر دمے یارے شود
گر بخواہد کفر در خورد نی — ور بخواہد ہیچ گونہ زندہ منی
دل چہ می گوید بدیشان ہیچ عیب — طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب
دل گر مہر سلیمان یافت است — کہ مہار پنج حس بر تافت است
پنج حس از بہر ون ماسوے او — پنج حس از درون امور او
وہ حس ست و ہفت اندام وگر — انچہ اندر گفت ناید در شمر
چون سلیمانی دلا در دست ری — بر پری و دیو و جن انگشتری
گر درین ملکت بری باشی زیون — خاتم از دست تو نفتاند بدیو
بعد ازین عالم بگیرد اسم تو — دو جہان محکوم تو چون جسم تو
وز درد سلطنت دیو خاتم ما ببرد — یاد شاہی فوت شد بخت تبرد
بعد ازین یا حسرتا شد للعباد — بر شما ختم ست تا یوم التناد

فقیر اللہ بخش

حکایت لقمان کہ میوہ بغلامان خود داد

کرد تو اپنے دیو کا منکر سبب نے | آ کہ نہ و منبر ان سے کہ جان بچے | در تو دیو خویشتن را منکری

منت کردن غلامان لقمان کہ میوہ بما ہم بخشید تا ما نیز بخوریم

بنشتہ اند و آ نہ جہان کے بری | متہم کردن غلامان لقمان کہ میوہ ہا خوب خوردہ

پاسبی کہ خواجہ کے تو اللہ تعالیٰ غلام | سب غلاموں سے تھا بہ صورت تمام | بو لقمان پیش خواجہ شد شین

چیتا تھا وہ خدا ہو کہ باغ | تا کہ میوہ لائیں وہ ہر فراغ | میر شکار و غلامان را باغ

آئیں لقمان اور سیہ دشمن خانم | اہل صفی اور سیہ دشمن خانم | بو لقمان و غلاماں حق طفیل

جمع میوہ کو غلاموں نے ہر بان | پیٹ بھر کے طمع سے کھا یا نہ ہان | آن غلاماں میوہ ہا جمع را

اور خواجہ سے کہاں سب نے آ | کھا یا لقمان نہ خفا آ سپر ہوا | خواجہ را گفتند لقمان خورد ہاں

جب ہوا معلوم یہ لقمان کو | اس سبب خواجہ خفا ہم چو قو | چون تفحص کرد لقمان آن سبب

بندہ خائن کو کب ہو سکے رجا | آ نکہ تو ہم سب کا اسے خواجہ تھا | گفت لقمان میوہ پیش خدا

اور ملا پانی نہیں تا ہو عیاں | سینے سب کا امتحان کر اب ذرا | امتحان را کار فرمائے کیا

پیٹ بھر کے گرم پانی تو پیا | لبدہ دو ڈرا ہیں جنگل میں جا | امتحان کن جملہ را ہے کریم

تو سوار اور ہمرہ دو ڈرا پیادہ پا | دیکھ تو اسوقت ہر کردار کو | بعد ازاں ما الصبر ہے کا ان

اور صنع کا شف اسرار کو | گرم پانی پو ر خوا بہ نے دیا | آنکہ ان جنگ تو بد کردار را

سب غلاموں کو تو ڈر سے لبس بیا | لبدہ دو ڈرا یا جنگل میں انھیں | گشت ساقی خواجہ از آب سیم

دو ڑتے تھے بلکہ وہ کھیتیں | نے انھیں ہونے لگی جب قے ہرا | بعد ازاں می یا ند شان در دشتہا

آب نے میوہ کا لا بر ملا | جملہ لقمان کو ہوئی قے ظاہرا | تا بدا فتا د ند ایشان بر عنا

صاف پانی آ سکے باطن سے گرا | حکمت لقمان نے یہ ظاہر کیا | چون کہ لقمان را بدر آمد ز بان

حکمت حق کا کیا کہنا بھلا | یوم ان تبلی السرائر گاہما | حکمت لقمان ہمی داند ایں خرد

مان منکم کا من لا شتی | چون سقوا ماً رحیما حکمتہا | یوم ان تبلی السرائر گاہما

جملۃ الاستار مما افتضحت | نار رس باعث عذاب کافران | چون سقوا ماً رحیما حکمتہا

سنگ کی چونار ہوئی ہی ہتھان | سنگدل کو مینہ از بس بندگی | تا بدا زان آ مد عذاب کافران

پرنہ ہر گز میری اُسنے ہندلی | زخم ہر کی دارو سے بد ہی الگ | این دل چون سنگ را ماند یقین

گوش خر کو چاہیے دندان سنگ | للعصمات الخمیر مئین ہی | ریش بد ہا دارو سے بد نر باگ

مشکل بد کا مشکل بیچ ہو ئے سازند | وشنہ اہم ہر زشت ہفت دکا بست | للبیضا الخبیثون حکمت

حبس سے جوڑ اپنا چاہیے کہ سکوت — محو اسکا ہو صفات اسکی تو لے
نور ہونا چاہیے حاصل نور کر — دور ہونا چاہیے خود کو دور تر
گر رہائی چاہیے باہن خوب — یار سے مت پھر تو واسے چند آب
سر کشو نکو دیکھ یا تو ہین عذاب — سر کو رکھ واللہ اعلم بالصواب
یہ سخن بے انتہا ہے اٹھ تو زید — اور بُراق گفتگو کو کر تو قید

حکایت کرنا زید کا پیغمبر علیہ السلام سے اور جواب دینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا

حکایت زید یا پیغمبر علیہ السلام و جواب و اون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

فاش گویائی کرے ہے عیب کو — پھاڑ قرآنی کرے ہے خیب کو
عیب تو مطلوب حق مدت ہے ہے — راہ اس فحاش کی تو رک کہ
روس تو ملمع کے تو ہو خوب ہے — زعم مین ہر ایک خواش اسلوب ہے
چاہتا ہے حق کہ ناامید بھی — اس عبادت سے نہ پھیرین کبھی
ہون مشرف اپنی عبادت مین بھی — اور شامل ہون طاعت مین بھی وہ
بھی مشرف ہوئے ہین امید سے — چند روز اسکو ہین ہرہ ورتے
چاہتا ہو کہ ہو رحمت جملہ کو — بلکہ نیک و بد پے رحم خاص ہو
چاہتا حق ہے کہ ہر شاہ و گدا — پُر حذر ہو اور باخوف و رجا
یہ رجا خوف در پردہ ہوا — پیچھے اس پردہ کی پردہ ہے روا
جب چھپا پردہ گمان خوف و رجا — غیب کا کس دید بظاہر ہو روا

ناطقہ چون خلق آمد عیب را — می دراند پردہ ہاے غیب ہا
غیب مطلوب حق آمد چند گاہ — این توہل زن راہ بان بر بند راہ
تنگ مران درکش عنان مستور ہے — ہر کس از پندار خود مسرور ہے
حق ہمی خواہد کہ نومیدان او — زین عبادت ہم نگردانند رو
ہم مشرف در عبادتہاے او — مشتغل گشتہ بطاعتہاے او
ہم بامید ے مشرف می شوند — چند روزے در رکابس میدوند
خواہد ایشان رحمت نابا بر بہ — بر بد و نیک از عموم مرحمہ
حق ہمی خواہد کہ ہر میر و اسیر — یار جا و خوف باشند و خدیر
این رجا و خوف در پردہ بود — تا پس این پردہ پر وردہ بود
چون دریدی پردہ کو خوف و رجا — غیب را شد کژو فرے بر ملا

حکایت

اک جوان کو آیا دریا پر گمان — اک سلیمان ہے یہ ماہی کیریان
گر وہی ہے فرد اور منحنی ہے کہین — ورنہ پیشانی سلیمان کی ہے کہین
بس اسی اندیشہ مین تھا وہ دل — تا سلیمان شہ ہوا پر مستقل
دیو جا گا اُنکے ملک قوت سے — تا اُسکو اُنکی تیغ نخوت نے
پس گیا اُسکا گمان کہتری — پس گیا اُسکا گمان کہتری
پنہی جو انگشت مین انگشتری — رفت اندیشہ و گمانش کیسری
دیکھ ہے اسمہ مرکوپوشیدہ ہو وہ — یہ گمان ہے اُسکو نادیدہ ہو وہ

حکایت

برلب جو بر وطن یک رفتہ — کہ سلیمان ست ماہی گیرا
گر وہی ہے فرد اور منحنی ہے کہین — ورنہ ہیچ سلیمانیش ہیست
اندرین اندیشہ می بود او دو دل — تا سلیمان گشت شاہ مستقل
دیو رفت از ملک تخت او کہ گفت — تیغ نخوتش خود آن شیطان بگفت
کرد دور انگشت خود انگشتری — رفت اندیشہ و گمانش کیسری
و ہم آن گاہ است کو پوشیدہ است — این گمان خود اثر نادیدہ است

پس خیال غائب مدد دل کے تھا
جو ہوا حاضر خیال اُسکا گیا

نور کا رابر برسے ہے نہیں
بھی نہیں پر حتی ہو یہ تیرہ مین

گر یہ ہے اظہار کرنے مین کمال
اور جانون سے چھپاتا ہی خیال

ایک سنئے مین ایک ہوا ایمان نصیب
شیک جان اور چھپڑا تو کر دیدہ نصیب

یومنون بالغیب مکتوبا ہے یہ
بندہ اس لکھے کا کیا درا سلیے

جو مین چھا تون آسمان یوم النشور
کیون نہون پھر اہل حق مومن غیب

ہمارے ظلمت مین تحری کرتے مین
اور ہر اک جانب کو دوڑاتے ہین گمان

ایک مدت کام ہو بر عکس حال
پھر کی جاوے پر ہو کو توال

تا کہ سلطان اور عالی ہمتان
اپنے بندہ کے ہون بچے ان کا نگہبان

بندگی ہوتی ہی بہتر غیب مین
حفظ غیب اچھا ہی دوری مین یہان

تا کہ غیبت مین ہو شرم از پیش ہے
لعون کرتا مدح شاہ کے سامنے

قلعہ قدر اک سر زمین ملک پے
قلعہ شہ کا ہی دور ہو سلطنت اور شاہ کا

نگہ رکھے دشمنون سے قلعہ کو
مال بے حد کو نہ بیچے قلعہ دو

غیبت شہ مین وہ سر حد پر سدا
غسل حاضہ کے کرے سر دم وضو

شاہ سے بہتر جانے اُسکو اور سے
خدمت شہ مین کہ جو حاضر ہے

غیب مین بس نیم ذرہ حفظ کار
بہتر اُس سے کہ حضوری ہو ضرر ہا

طاعت و ایمان اب مقبول ہے
بعد مرنے کے کرے سر دو ہے

جو کہ غیب اور غائب اب بہتر ہوا
کر زبان بند اور لب سے دل ربا

اے برادر پھر مڑی اب تو سخن
خود خدا پیدا کرے علم لدن

پس ہی سخن خود رشید کا اپنا گواہ
آئی شی اعظم الشاہد آلہ

نے لعون مین کیون شعر کیا یا نہ زبان
ہم خدا دہم ملک ہم عالمان

یشہد اللہ الملک و اہل العلم
آنہ لارب الا من بدوم

جب گواہی حق نے دی پھر کیا ملک
تا گواہی مین وہ ہو دین شرک

اسلیے کہ روشنی آفتاب
لیس دیکھے آنکھ دد کانے خراب

کیونکہ چمگاڈر چمک خورشید کو
جو نہ دیکھے چھوڑ دے اسید کو

پر خیال غائب اندر سینہ نیست
چشم کہ شد حاضر خیال او نہ تست

ہر سحابے تو رہے بارید نیست
ہم زمین تا رہے بالید نیست

گر چہ ہست اظہار کردن ہم رکال
می راند چنا ہا راز از خیال

نیک نیک در صد بود ایمان نصیب
نیک و بد از تو و پیدا ز تو

یومنون بالغیب می باید را
ز ان بہ بستر رو زن فانی سرا

چون فسکانم آسمان راز ظہور
چون گریم اہل حق تحری فیہا فطہور

تا درین ظلمت تحری می کنند
ہر کسے رو جانبے سے آورند

مدتے مکتوس باشد کار ہا
تخمہ را رُوید آورد بر دار ہا

تا کہ سلطان وعالی ہمتے
بندہ کا بندہ خود آمد مدتے

بندگی در غیب آید خوب و خوش
حفظ غیب آید در ستیہا فوخوش

گو کہ مدح شاہ گوید پیش او
تا کہ در غیبت بود او شرم رو

قلعہ دارے کز کنار مملکت
دور ہو سے سلطنت اور شاہ کا

پاس دار قلعہ را از دشمنان
قلعہ نظر و شد سیال بیکران

طائب از شہ در کنار تفرقہا
ہر چہ حاضر اوگھی سازد وفا

عود شہ بہتر بود از دیگران
کہ بخدمت حاضر اند و جانفشان

پس نصیحت نیم ذرہ حفظ کار
بہ کہ اند حاضری نان صد نثار

طاعت و ایمان کنون محمود شد
بعد مرگ اندر عیان مردود شد

چونکہ غیب و غائب و روپوش ہے
پس وہان بر بند و لب خاموش ہے

ایزد اور دست و اوار از سخن
خود خدا پیدا کند علم لدن

پس بود خورشید را روپش گواہ
انی شی اعظم الشاہد آلہ

نے گجو ہم چون قرین شد در بیان
ہم خدا دہم ملک ہم عالمان

یشہد اللہ والملک و اہل العلم
آنہ لارب الا من بدوم

چون گواہی داد حق کہ بندہ ملک
تا شنو و اند گواہی شہ ترک

زانکہ شہ شاہد حضور آفتاب
بہتر بد چشم و دلہا سے خراب

چون شہادت کو لعہ خورشید را
برتر بد کہ بلد امید را

مثل ما چون کی فرشتے جان لے
آسمان پر جلوہ گر خورشید سے
جلوہ گر خورشید را بر آسمان

مثل ما چون کی فرشتے جان لے
جوں طفیلی چیستند ہم مخلوق پے
چوں طفیلی و ضعیفان یا یتیم

بدلے کے مانند ہو یا ماہ تو
ہر مرتبہ ہر اک بقدر نور ہو
مرتبہ ہر یک بود در نور قدر

نور سے آنجمہ ثلاث اور باع
ہر ملک را رتبہ با نور شعاع
ہر بمراتب ہر ملک را آن شعاع

عقل انسانوں کی مثل پرے کے ہے
فرق انکے درمیان زیں سے کھے
کہ بسے فرقست شان اندر میان

ہر بشر کے پاس ہیں ہر حالمیں
وہ فرشتے جو کرامًا کاتبیں
آن ملک باشد کہ انند ش بود

آنکھ اندھی ہو نہ نور کو پاسکے
اختر اسکی شمس ہے تارہ لے
اختر او را شمع شمہ تارہ یافت

فرمانا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کو کہ اس زیادہ بھیدت ظاہر کر
گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مزید کراین سر را فاش تر ازین کمن

بولے پیغمبر کہ اصحابی نجوم
ساکلان کو شمع شیطان کو رجوم
گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم

ہر کسی کو ہو تا گرہ چشم و نور
آفتاب چرخ سے لیتا وہ نور
ہر کسے را بر قدر آن پیشہ وند

ہوئی کب اختر کی حاجت آفیل
گردہ ہو خورشید کے اوپر دلیل
کے ستارہ حاجتست اے مؤ دلیل

ماہ و اختر کی نہ حاجت اسکو ہو
کر شہود آفتاب حق جو ہو
ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبود

ماہ کہتا ہے یہ ابرو خاک سے
مین بشر اک تھا ولی ہوئی اسے
ماہ می گوید بابرو خاک دے

مین تمہارے مثل تھا تاریک تن
مہر کی دمی نے دیا نور بدن
چون شما تاریک بودم از نہاد

قلعت اک مکھن کو نسبت شمس کے
نور مکھن پر ہر قلعت نفس کے
طلعتے دارم بہ نسبت با شموس

آب بالا کو تو ضعیف ہون اسلیے
کہ نہ نور شمس کے لائق تو ہے
ذان ضعیفم تا تو تابے آوری

مثل شہد و سرکہ میتی ہم ملا
تا سوے رنج جگر ہون رہنما
ہمچو شہد و سرکہ در ہم یا فتم

جبکہ علت سے تو فارغ ہوگیا
چھوڑ تو سرکہ اور لیں شہد کھا
چون زعلت وا رہید ی ای امین

گفت دل مسرور و دل شاد ہوا
آپ الرحمن علی العرش استوا
تخت دل شد عرش خدا پاک از ہوا

حق کو دل پر بندہ بے واسطہ
حق کرے جو یا دل پر القا
حکم بعد لبعد ازین بیو اسطہ

یہ سخن ہے حد و نہایت اب ہی کہان
پند دون تا ہو تو سر سوے جہان
این سخن پایان ندارد زیدہ کو

ہے نہ حکمت کہنا اس اسرار کو
کیونکہ آنا محشر ہے اظہار کو
نیست حکمت گفتن این اسرار را

رجوع بطرف حکایت زید رضی اللہ عنہ کے
رجوع بحکایت زید رضی اللہ تعالے عنہ

زید بیچارہ کا اب تو کب پائے اسے
وصف بشری کی چھپا وہ تہ بتہ سے
زید را اکنون نیابی تو مگر بہ صفت

جست از صفت خیال دل گرفت

تو ہے کیا خود کو نہ پایا زید نے
پھر نہ پائے اسکا تو نقش دیدان

پس ہمارا نطق حس بے انتہا
آنکی مستین اور عقلیں اندرون

ساعت آنی کام کا وقت آگیا
خلق عالم سارا اب بیہوش ہو

ہو گئی جو صبح نکلا آفتاب
ہو شیار اللہ بیہوش کو کرے

ناچیزیں کو دین اور کرین حمد و ثنا
وہ وجود و استخوان کجھ سے ہوگئے

سوے تن آئین عدم سے وہ بھی
کیسے سر پھیرے نا دیدہ دیئے

تو نہ دیکھے صنعت اللہ نے
تجملہ کیھنچا ہر طرح کے حاسین

ویسے ہی بندہ عدم ہی سے کھینچ
دیو کرتے تھے جفان کا جواب

وہ کھجور خود کو کسطرح ڈھاہی تو
اور اگر منصب کو اب لیتا ہی تو

جو سوا سے عشق تن بتر رکھے
جان کنی کیا جانا سکرات کے

خلق مکھی ہی سوے خاک حمات
کر تو کو شش سنوگمان کم ہوں ہے

تیرہ شب میں ڈھونڈھ تا ہو تو ہیں نور
اس شب پر رنگ میں کیکی لے

جیسے اختر چھپ گیا خورشید سے
نے تو پایا گر نہ راہ کہکشان

محو نور عقل ہس شہ کا ہرا
موج در موج لدنیا محضرون

انجمن انہان نے کام اپنا کیا
خلق عالم جاگی ہیش ہوش

تنعمہ پے چادر و لاکر شہ جہانیں دو
ہو گئے بیدار تن اور دفع خواب

خلق خلق خلق کا تو نہیں پڑی
کہیں عارف ربنا احیتینا

خاک گڑ جانے والے گھوڑے ہو گئے
سوزن مخترکو سیدھا دیکھ ہو گئے

نے عدم میں پیچھے سر اول سے ہی
کر کنکا کے مجملہ ون اس تاہی

بال سر کے کسطرح گنینے ترے
کہ نہ تاثیر سے گمان و خیالین

ہے سلیمان زندہ دیو اکام کر
اور نہ ہی لب طاقت وقع وجوب

ایسے ہی ڈر تا عدم ہی سے آپ کو
خون سے بھی جان کی کرتا ہی

گر فکر کی لے تو جان کندن کھے
آپ حیوان کو نہ لینا ہاتھ سے

سنو گمان رکھتی ہی یہ آب حیات
شب کو تو پس کر تو محو با شب کی

پیشوا کر عقل ظلمت سوز کو
آب حیوان ظلمت تاریکی مین ہی

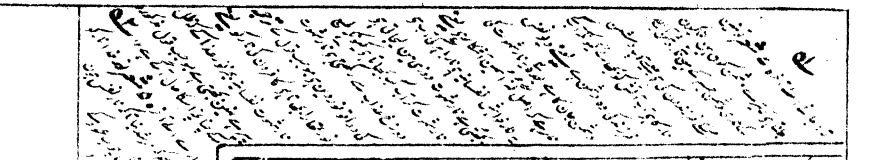

کس ایکدم کہ آہی سرد کو خواب سے
خواب بد مرد و لقمہ مردہ سے لاد
تو نہ جانے کہ کون ہیں دشمن تر تر
مار دشمن آب و فرزند آگ ہی
آب آتش کو بجھائے کیونکر او
بندہ مار شہوت کی ہوا ر
مار ہر کی بجھے پانی سے ہو
مار شہوت کو بجھاتا کب ہے آب
مار شہوت کی دوا ہے نور دین
گوش ہارے مار کو نور خدا
مار کہ مار نفس ہیں فرعون سے
مار پاکوں کو نہ کچھ تکلیف دے
جو کہ تریاق ہی اکو کھائے ہو
پر کے بجا رہتا
گر طبیب اپ تجکو کہو ہوا مر لعل
گر جواب اسکے مین کہہ جہل کی
دلیس لہو تو بجاوہ اپنے تکیم
تجھ مین بڑھتا ہو مرض مانند مار
تیر الو دوا گل سے ویران ہو
مار ہے نجد مین اگر ہے مثل نور
مار صحت تن مین ہو زیادہ سے
شہوت ناری کہ کم حرکت سے ہو
جب تلک ہیزم رکھے تو آگ پر
کھینچے جب ہیزم کو تو آتش بجھے
کب سیہ ہو آگ سے بس رو جہ

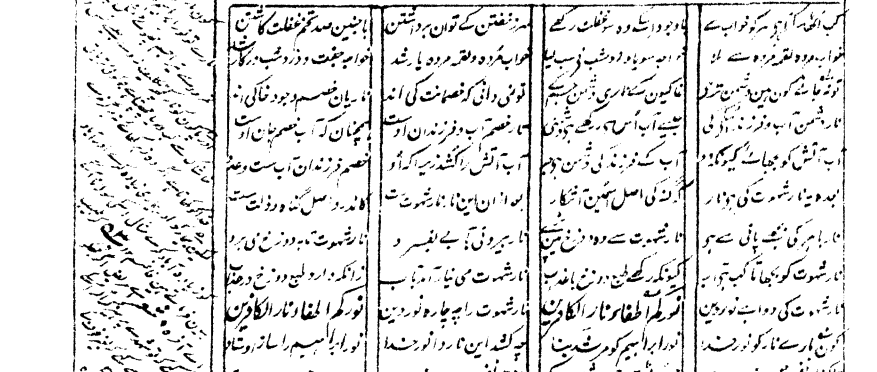

مرد نفقت کے توان ہر دشتن
خواب مردہ و لقمہ مردہ یا شد
تو ش دانی کہ خصومت کی امد
ہی خصم آب و فرزندان او ست
آب آتش را کشد زیرا کہ او
بود ان این نار شہوت ت
نار شہوت سے دوزخ بیرو
کیونکر کہے طین دوزخ باند
نور کم الطفار نار الکافرین
نور ابرا ہیم کو ہر شد
چھوٹے تیرا جسم مثل عو کی
آب نفس و پوشاک سو دریا پھیکے
زہر گر کھائے زندہ مر
او مر رہے آباد کو ویران کر
شہد سے پہ ہیز کرا ہی پر و مفیض
کیلیے کھاتا ہو تو بے خوف کر
راہ کج رکھتا ہے یہ مرو ابہیم
موت کر ہی تو نار کا ہیزم کو یا
غالب زندہ ترا ہے جان ہو
نار صحت جسم مین رکھے سرور
نے ضرر ہو تن کو بل تندرستی دے
پہ ہو کر رگنے سے بے طاقت او
آگ لکڑی ڈالنے سے کب بجھی
کیونکہ تقوی آب آتش پر رکے
جو رکے گلگونہ با تقوی الثقلین

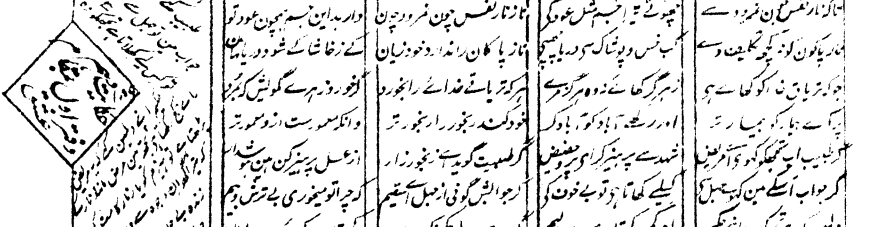

با چنین صد تم غفلت کا شتن
خواجہ جنت و دوزخ در کار
نار مان خصم ہے وجود خاکی ان
پہ مان کہ آب خصم جان او ست
خصم فرزندان آب ست وعد
کاندر و اصل گناہ و دولت ست
نار شہوت تا بہ دوزخ می بر د
زانکہ دارد لیس دوزخ وعدہ
نور کم الجحار نار الکافرین
نور ابرا ہیم راستہ رو تا
وار ہد این بسہ ہمون عود تو
کے زخاشاک شود در یا بان
گر خور و زہرے گو لیش کہ بہ
وانکہ معصوم ست از مصرتہ
از عسل پرہیز کن مین شو
کہ چرا تو میفوری بے ترس بہ
کج قبا ے کرد و چون ابلیان
ہین مکن یا نار پرہیز م را تو یا
غالب زندہ از و بے جان شو
نار صحت در تن او باد بسر
بے زیان تن بود صد گر پیچ
آن جہانمان کہ شود دوزخ بہ
کے ز سیر و آتش از پرہیز شے
زانکہ تقوے آب سرد نار مر د
کو نہ گلگلہ نہ از تقوی الثقلین

فقیر اقبال حسین

آگ لگنا شہر مین لبعد عمر رضی اللہ تعالے عنہ

عہد مین آتش لگی فاروق کے
جلتے تھے دیوار اور در اور مکان
شہر آدھا آگ سے بس جلگیا
مشک سے پانی وہ سر کو ڈالتے
آگ ہوتی تھی سے تھی شعلہ زن
خلق پاس آئی عمر کے دوڑ کے
بولے یہ ہے آگ اسرار خدا
پانی چھوڑو اور کرو خیرات تم
خلق بولی کرتے ہین خیرات ہم
وہ سے تم خیرات بھی کرتے ہو
فخر جاہ و زر سے تم وہ واسطے
مال دا نہ ہو نہ ہر شورہ مین بو
اہل کمین سے ڈھونڈھ اہل دین کو
ہر کوئی بخشش کرے ہے قوم پہ
تھوک ڈالنا دشمن کا اوپر روے پاک علی کرم اللہ وجہہ کے اور اُنکا تیغ پھینکنا ہاتھ سے

سیکھ علی سے اب تو اخلاص عمل
پہلوان پنجہ دین غالب ہے
پہلوان نے تھا کہا اس سے علی
اُسکے منھ پر تھوکا جسکو مہر ہو
پھینکدی اسد علی نے تیغ کو
ہوگیا حیران اس وہ پہلوان

آتش افتادن در شہر در ایام عمر رضی اللہ تعالی عنہ

آتشے افتاد در عہد عمر
وز فتاد اندر بسا دخانہ ہا
نیم شہر از شعلہ ہا آتش گرفت
مشکہا سے آب بر سر می زدند
آتش از استیزہ افزود و شتاب
خلق آمد جانب عمر شتاب خ
گفت این آتش نہ از بادیست حدا
آب گیرید و بدان قسمت کنید
خلق گفتندش کہ در کیسہ دوا
گفت نان بر سم و عادت دارا
بر فخر و بر بوشش و بہر نماز
مال تنہا ست و بہر شور و شہ
اہل دین را باز دان از اہل طین
ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد

شیر حق گفتا نہین نخل و نخل
اوز کمال تیغ اُسکو مار نے
افتخار ہر نبی و ہر ولے
سجدہ کرتے تھے سدا شام و پگاہ
اور رہے اندر غزا کے مست ہم
رحم و عفو بے محل اُسکے کہ دوان

حذو اندا ختن خصم بر روے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و اندا ختن آنحضرت شمشیر را از دست

از علی آموز اخلاص عمل
در غزا بر پہلوانے دست یافت
او خدو اندا خت بر روے علی
او خدو اندا خت بر روے کہ او
در زمان اندا خت شمشیر آن ولی
گشت حیران آن مبارز در عمل

چو چوب خشک میخورد او حجر
تازہ و اندر پرے مرغ و لانہ ہا
آب می جوشید از ان دمی مکیف
بر سر آتش کسان ہوشند
ہی رسید او را مدد از صنع رب
کآتش ما می نہ میرد و بیع ناب
شد او از آتش نخل تمامت
نخل بگذارید اگر آن نید
آنی و اہل نفوت بود ہ ایم
از برائے حق در و بگشادہ اید
نہ از برائے ترس و تقوی و نماز
تیغ را در دست بر بہر زدن مدہ
تا نشین حق بجو با او نشین
کاملہ پندار کہ او خود کار کرد

بدلا نہ جہر تیغ نے کھلکر
دیکھا بہتر ارنے سے کیا ہم
دیکھا کیا خمہ تھا راجو گیا
دیکھا کہ تیری طمس دیدہ سے
تجھے بہتر دیکھا کیا کہ تو نہیں سے
تم شجاعت میں ہو لبس شیر خدا
ابر موسیٰ ہو مروت میں کہ جو
ابر گندم روے ہے مردم کو جیسے
ابر موسیٰ آرزو رحمت اڑو
صفت خواران کرم کے واسطے
دو برس چالیس تک جو وہ عطا
تا کرہ نشست سے آمادہ ہے
سب نے موسیٰ سے کہا ہر مرتبہ
پس گدائی حرص انکی سو سدا
امت احمد کہ ہیں اہل کرام
چونکہ ثبت عندربی کھل گیا
اسکو بے تاویل کرنے قو قبل
کیونکہ ہو تاویل سے رد عطا
وہ خطا دکھتی ہے شمت عقل سے
خود کو کر تاویل نے اخبار کو
اسکے حل بالکل تو عقل دو دیدہ
تیری تیغ علم نے کی جان پاک
پھر کہتا سر ہو پھر کھلے
صلح بے آر و بے دست و پا
یکدو دن تخمے چکھاؤ روح کو

کیلے پھینکی و چھوڑا امیر ہم
ہو ہوے تم سست سیر حوصلہ
چکی بیلی اسقدر ہوئی پھیپھڑا
دل و جان میں سیر حوصلہ اٹھے
جان ہو بہتر تا کہ جان بخشی نکے
کون جانے ہے موت میں ہو کیا
تیغ میں دیتا تھا روٹی سیکو دو
پختہ و خشیرین کریں سب شمل شمہ
پختہ و خشیرین دو از رحمت دیا
رحمت انکی نے علم پر پا کیے
کم ہوئی اہل رجا پر نے ذرا
گندنا جا بی لگے وہ چاہیے
بقل و قثاء و عدس پیاز
چرخ سے سو قوت من سلوی ہے
تا قیامت انکا ہو باقی طعام
یطعمہم و یسقی کنایہ اسکے تھا
شل شیر اور شہد تھکو ہے حصول
جو کرو دیکھے اس حقیقت کو خطا
عقل کل مغز عقل جزو سی پوست ہے
مغز کو ہدیہ جان نے گذار کو
کچھ تو کہ جو کچھ ہوا اظہار تجھے
علم نے تیرے کیا تن میرا پاک
مدعا بے تیغ اسکا کام ہے
بے عرض دیتا ہے یہ تحفے کے
نے خبر اس سے دل مجروح کی

گفت برسن تیغ تیز افراشتی
کن پہ دیدی بہتر از پیکار سن
پختہ دیدی تا پنین خشت خشے
ان پہ دیدی کمر ازان عکس میں
آن پہ دیدی بہتر از کوہ مکن
در شجاعت شیر ربانی یعنی
در مروت ابر موسائی بہ تہ
ابر با گندم دہد کافر ابھمہ
ابر موسیٰ پر رحمت برکنا و
ابر بر اے پختہ خوار ان کرم
تا چل سال آن وظیفہ داد عطا
تا ہم ایشان از خسیسی خلق تنند
جملگی گفتند با موسے ز آز
زان گدا روئی و حرص آرزشان
امت احمد کہ ہستند از کرام
چون اثبت عندربی فاش شد
پیچ بے تاویل این راد پذیر
ز انکہ تاویل ست اور د عطا
ان خطا دیدن ز ضعف عقل اوست
خویش را تاویل کن نہ اخبار را
ای علی گر جملہ عقل و دیدہ
تیغ علمت جان ما را چاک کرد
باز گو دانم کہ این اسرار چیست
صالح بے آر و بے حار چیست
صد ہزاران می چشاند روح را

ازپہ انگذدی مر انگذاشتی
تا شدی تو سست در تنگ کارزن
تا پنین پرتے نمود و باز جست
در دل و جان شملہا آمد پدید
کہ بہ از جان بود بخشیدیم جان
در مروت نبود کہ واند کسی
کاندازد ہی خوان نان بے شبیہ
پختہ و خیرین کند مردم چو شہد
پختہ و خیرین و بے زحمت بدہد
ترسش افزاخت در عالم علم
کم نشد یک مدز زان اہل رجا
گندنا و ترہ و حس خواستند
بقل و قثاء و عدس سیر پیاز
منقطع شد سن و سلوی از آسمان
ہست باقی تا قیامت آن طعام
یطعمہم و یسقی کنایہ زانش شد
تا در آید در گلو چون شہد و شیر
چونکہ بہنہ آن حقیقت را خطا
عقل کل مغز ست و عقل جزو پوست
مغز را بد گوے نے گذار را
شد مر او را ازان سے دیدہ
آب علمت خاک را را پاک کرد
ز انکہ بے تخم نیست کشتن کار راست
واہب این ہدیہ ہا بے راے را
کہ فجر نبود دل بدروح را

بھید ہو گا مجھ پہ کھلے ارنا جہر تیغ کے اسکا کام ہو تیغے حق تا سالکا صالح بنا کر اور بے دست و پا ہو اور بغیر عوض کے ہمیشہ تحفے روح کو دیتا ہو سو یکدو دن تحفے روح کو چکھاتا ہو سو اس سے کچھ غرض

روح دیتا ہی ہزاروں عرش کو ۔۔۔ تو خبر اس سے دو چشم ہوش کو

پھر کہ آ بازِ شکاری عرش کے ۔۔۔ تو نے کیا دیکھا ہی آدم باسے

سیکھا تیری آنکھ نے ادراکِ غیب ۔۔۔ چشم حاضر کی سلیمِ زراعیب

ایک دیکھے اہ کو یاں پرعیان ۔۔۔ دوسرا تاریک دیکھے ہی وہاں

قیر اس تین سو دیکھے ہم ۔۔۔ تینوں یہ بیٹھے ہین اک جائز قدم

چشم تینوں کی کھلی اور تیز ہی ۔۔۔ تجھ سے باہم مجھ سے دور و رتی ہی

غیبیت کا جادو ہی یہ لطفِ خفی ۔۔۔ تجھ پے نقش گرگ مجھ پر یوسفی

بجدہ حالم ہے یہ بلکہ نہ دون ۔۔۔ ہر نظر مین سجدہ نہ ہوتی بون

کھول یہ بھید اے علی مرتضے ۔۔۔ اے پس سور القضا حسن القضا

یا تو کہ جو دیکھا تیری عقل نے ۔۔۔ یا مہ نین جو کہ چمکا مجھ سے ہی

تجھے مجھ پر چمکا ست رکھ تو نہان ۔۔۔ جیسے ڈوائے نور راہ بازیان

ایک گر کہنے لگے یہ قرص اہ ۔۔۔ جلد تر شہر کو تبلا وے وہ راہ

بھولنے سے راہ کے ڈرخم رہے ۔۔۔ یا نگ رغالب ہو یا نگ شمول ہی

بے کہے جو راہ ہو ہے رہنب ۔۔۔ گر کہے تو ہو ضیا اندر ضیا

تو ہے دروازہ مدینہ علم کا ۔۔۔ تو ہے ہر تو آفتاب حلم کا

در تو کھل جو بندہ ابواب سے ۔۔۔ تجھ سے پہونچے پرست اندر نماز

آ در زمت کھلا وہ تا ابد ۔۔۔ بارگاہ مالہ کفوا احد

ہر ہوا و زرہ منظر ہے عیان ۔۔۔ دل کا اندھا کب دیکھے بغیر ایمان

تا نہین دروازہ کھلے دیدان ۔۔۔ اندر آسکے کب رسا ہو یہ گمان

جبکہ دروازہ کھلے حیران ہو ۔۔۔ مرغ امید و طمع پران ہو

گنج ویرانے مین غافل کو ملے ۔۔۔ سوے ہر ویرانہ ہیں عشق بھٹکے

تو نہ ہنگ آ عارف سے کہہ ۔۔۔ دور سے کہار ہے کہ تو ہے عمر کہ

اپنو پاسے گر گمان ہر سون پھرے ۔۔۔ پیش بینی سے نہ وہ آگے بڑھے

طیب سے منی تلک تو آئے ہوا ۔۔۔ دیکھتا ہی کچھ پر سوا اپنی کے تو

سوال کرنا کافر کا حضرت علیؑ سے کہ تو نے مجھ پر

اصد ہزاران من بیہشد ہوش را ۔۔۔ کر قبہ ہود و چشم و گوش را

باز گوا ہی باز عرش خوش نشان ۔۔۔ ما چہ وعدی این زمان از کردگار

چشم تو اور اک غیب آموختہ ۔۔۔ مشرباے ما نہان در بردختہ

آن کے ما بے ہمی بندہ عیان ۔۔۔ وان کے ما تاریک ہی بندہ نہان

وان کے سا ہی بندہ ہم ۔۔۔ این سلسل نبشتہ کیا ہی نیز

چشم ہر سہ باز و چشم ہر سہ جز ۔۔۔ در تو آمیزد ان و آن ہر گز

سحر خیب ست این غیب لطیف ۔۔۔ تو نقش گرگ و در حس نی یقیں

عالم از بیہدہ نہ ہست و نیست ۔۔۔ ہر نظر اہست این بیہودہ نیست

راز کہا اے علی وتقے ۔۔۔ اے پس سور القضا حسن القضا

یا تو دا گو اچہ غفلت یا ست ۔۔۔ یا بگو مر اچہ ہر سن تا فت ست

از تو ہر سن فت چون ای ہا ۔۔۔ ہی فشانی نور چون سہ ہا نیان

کیک گر دگفت آید قرص اہ ۔۔۔ شب دان راہ نمود و تبلا وہ

از غلط امین شوند و از نزول ۔۔۔ یا نگ رغالب ہو یا نگ شمول ہی

اہ بے گفتن چو باشد اندر ضیا ۔۔۔ چون بگو یند ضیا اندر ضیا

چون تو با لی آن مہ علم را ۔۔۔ چون شماسی آفتاب حلم را

باز باش ای باب بے ہوا یا باب ۔۔۔ ہار ست از تو گشودہ اندر باب

باز باش اے باب رحمت تا ابد ۔۔۔ یا رہ مالہ کفوا احد

ہر ہوا و ذرہ منظر ہے عیان ۔۔۔ ما کشادہ کعبہ کا بجا دیر ہست

تا نہ بکشاید دے اورا یہ بان ۔۔۔ در درون ہر گز نہ بیند این نشان

چون کشادہ شد در ی حیران شود ۔۔۔ مرغ امید و طمع پر آن شود

غافلے ناگہ بویران گنج یافت ۔۔۔ سے ہر و یرانہ از ان پس می شتافت

تا نزد رو نے نیا بی تو گنج ۔۔۔ کے گہر ہوئی نزد رو نے دگر

سالہا گر طفل درد ہا پوئی خوش ۔۔۔ نگذ رد از اشکان بینہا ی تو شی

تا بہ بینی نا یدت از غیب بوئے ۔۔۔ غیر بیتی ہیچ مے بیتی بگو

سوال کردن آن کافر از آنحضرت کہ چون بر من

صبح پائی تو کیمن حسین مجھکو مارا

پھیر پر اس مسلم دل نے کہا — از رہ مستی علی تشنہ پر لا
کر تو فرما اے امیر المومنین — جان تن مین تا پھرے سل حسین
سات سیارے حسین کے مدعتین — جان سے کرتے ہین خبوبت شد تکین
وقت جب آئے جنیدین جان نثار — آفتاب آسمہ مہ دا سکا کرے
جب حسین اور اکبر آئے ہو — انتہ ہے سوز سخوز شید آئے ہو
تا حسینی خو شید سے جنبش کرے — آ سے خو رشید جلدی جاون دے
تیر سے کٹے جو تقش کف پا — آ سے تا خو رشید فو تا بان ہوا
ہو نہ سکے حق پاسے بے — وہ رسم حسین جلوہ گہ رشت ہو
راہ وہ پیان کہ اس سے دور ہو — آفتاب چرخ وہ را بر کھے
راہ وہ کہ وقت نکلو اس دے — راہ وہ کہ شک سل اس سے بنے
راہ وہ کہ سرخ کردے مس کو — راہ وہ کہ بہ ری سکھلے مس کو
راہ وہ کہ نیمہ سیہ کو کرے — راہ وہ کہ امتون کو دل روشن کرے
پھیر لہو سے باز و رشن پنجہ و بال — شاہ کے ہاتھون پہ سکا نو بہار
پھر لہو اے بار عنا گیر شاہ — تو سیاہ انگن ہو خود پاسپاہ
ایک امت تو ہزار سو ہزار — پھر تو کہ یہ نیہ و چیرا ہر سکا
قہر کی مار سم کرنا کس لیے — اشد و ہا کو اس دنیا کس لیے

جواب دینا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا کہ سبب پھینکنے تلوار کا ہاتھ سے یہ تھا

بوسے پر حق مین کرتا ہون نزا — بندہ حق ہون نفس کا
شیر حق ہون نہون شیر ہوا — نسل میرا میرے دین پہ گوا
عامل اسکا آفتاب اور تیغ تین — مار میت اور میت جانتا ہین
ہستی اپنی کو نہ اس راہ مین رکھا — غیر حق کو مین عدم ہون جانتا
تیغ سا ہون وصل کا ہر ہر رکھون — زندہ کرتا ہون نہ کرتا قتل کو

جواب گفتن علی رضی اللہ عنہ کہ سبب شمشیر افگندن چہ بود در آن حال

گفت سن تیغ از پراق میزنم — بندہ حقم نہ مامورم
شیر حقم نیستم شمشیر ہوا — عقل من بر دین من باقی گوا
من چو میمیرم وان زندہ آفتاب — مار میت اور میت ورنہ
رفت خور از من زندہ ہو دستم — غیر حق را من عدم انگاشتم
من چو میمیرم نہ گردد ہیچ کم — زندہ گردد ہیچ نہ کشتہ در قتال

بسکی کو اس راہ مین زندہ کہا اور غیر حق کا عدم جانا ہے — یعنے اسوا اللہ کو نیست و نابود جانا قتل پیغمبر اور اصل کا ہر ہر رکھنا ہون زندہ کرتا ہون اور قتل نہین کرتا ہون چو تیغ سایہ ہون اور اسکا نور خورشید

میں ہوں سایہ کہ خدا خورشید ہے
پردہ وا کر کا ہوں پردہ دار کا

تیغ کا جوہر مرا خون کیے چھپائے
ابر میں کب برق احرکت میں آئے

کہ نہیں کوہ ہوں میں میرو ہلا ہی
کوہ کو آندھی نہیں لیجا سکے

جو کہ اگر جائے ہوا سے نہیں ہی وہ
کیونکہ باد و ناموافق بس ہی جو

حرص و غصہ اور شہوت کی ہوا
لیگئی انکو نہ حاجو باصفا

کبر و نخوت اور تکبر کی ہوا
لیگئی اسکو کہ جو عالم دغا

میں ہوں کوہ ہستی سری آسکی بنا
گر ہوں کہ میری سر آسکی ہوا

خبر ہوا آسکی نہ رغبت ہی مجھے
میرا ہر ہر خرنہ عشق اللہ کے

خشم شاہوں پر ہو شہ میرا غلام
میں نے باندہ حاشم کو نیز لگام

ما عضہ میری تیغ علم نے
خشم حق جن جسم آیا جو میں ہی

غرق لو اب ہو گیا گر یہ جہاں خراب
میں ہوا گلشن ہوں گرچہ پر تراب

علت آئی جب غذا کے درمیان
چاہیئے تلوار کو کرنا نہان

تاکہ حبت اللہ میرا نام ہو
تاکہ ابغض اللہ میرا کام ہو

تاکہ اعطا اللہ ہو میرا کرم
تاکہ امسک اللہ ہو میرا قدم

بخل میرا اللہ عطا اللہ بس
میں ہوں سب للہ نہ نفسی کا کس

کہتا ہوں للہ نہیں تقلید ہی
نے خیال و وہم بلکہ دید ہے

اجتہاد اور میں تری ہی چھوٹ
آستین کو اس حق پر رکھ

گو اڑوں تو دیکھ لوں اڑ کی جا
گر میں دور دل کو دیکھ لوں پہنچی جا

گر اٹھاؤں بار جانوں آگئی جا
ماہ ہوں خود چاند دیکھو میں پیا

اس سے کہتے کا سوا یا نہیں
نہر میں گنجائش دریا نہیں

شکر کہتا ہوں باندازہ عقل
یہ نہیں ہی عیب ہی کار رسول

حرف عرض سے ہوں گواہی مرسل
کر گواہی بندگان تا بل نہو

اور شریعت میں گواہی بندہ کا
نے درست ہی وقت دعوے قضا

سکڑوں بندے گواہ تیرے کو جو نگ
نے گواہی انکی شرع لے گر

بندہ مشہود ہے اسے باصفا
بندہ مملوک سے اسے کیا

سایہ اہم من کہ خدا ہم قتاب
خاجبم من نسیم اور اصحاب

خون نہ شد گوہر تیغ مرا
باد از جا کے برد میغ مرا

کہ نہ راکے در رہا پد تند باد
کوہ راکے در رہا پد تند باد

زانکہ باد ہا سوفتہ خود سبست
آنکہ از باد ہے رود از جا سبکست

جبر و اور اگر نبود اہل نیاز
با خشم و ہا و شہوت باواز

یا و کبر و با و عجب و با و ظلم
گیلئی اسکو کہ جو عالم دغا

کو ہم ز ہستی من بنیاد از مت
گر ہوں کہ میری سر آسکی ہوا

خبر ہا و اخبند سیر ہو
میرا ہر ہر خرنہ عشق اللہ کے

خشم برشاہان شہ و ما را غلام
میں نے باندہ حاشم کو نیز لگام

تیغ علم گردن خشم زور مست
خشم حق جن جسم آیا جو میں ہی

غرق نور ہر گرچہ شقہ ہا خراب
میں ہوا گلشن ہوں گرچہ پر تراب

چون در آمد علت اندر غذا
چاہیئے تلوار کو کرنا نہان

تاکہ حسب اللہ آید او من
تاکہ ابغض اللہ میرا کام ہو

تاکہ اعطا اللہ آید جو من
تاکہ امسک اللہ میرا قدم

بخل من للہ اعطا اللہ بس
میں ہوں سب للہ نہ نفسی کا کس

واپنے قدمی کم تقلید نیست
اجتہاد اور میں تری ہی چھوٹ

نہ اجتہاد و از تحری کہ ہم
آستین کو اس حق پر رکھ

کر ہی پرم ہی ہم سفلا
گر اڑوں تو دیکھ لوں اڑ کی جا

در کشم یارے نہ خانہ کا
گر اٹھاؤں بار جانوں آگئی جا

پیش از میں باخلق اللہ
ماہ ہوں خود چاند دیکھو میں پیا

پست می گویم باندازہ عقول
نہر میں گنجائش دریا نہیں

از غرض گر گو ہی بندگان تا بل نہو
کر گواہی بندگان تا بل نہو

گو ہی ہر لیت مرگو ہی بندہ را
اور شریعت میں گواہی بندہ کا

گو ہی ان بندہ باشد گو ہی
سکڑوں بندے گواہ تیرے کو جو نگ

بندہ مشہود ہے اسے باصفا
بندہ مملوک سے اسے کیا

لفظ آں گفتہ سے یہ آزاد ہو
بس یہ خوش اور سر سبزی رہے

بندۂ شہوت نہ ہووے خود خلاص
بس سوا فضل حق والطاف مسیح

چاہ کے ڈوبن کی نے ہے انتہا
دو گنہ انکا ہے نے جور و جفا

جاہ میں خود کو گرائے وہ کہ مرد
چاہ دے کے لائق رسن پاکوہ

جو گنہ اسکے ہیں سب آجاں کیا کریں
قعر چہ سے اسکو کیسے لاسکوں

بس کریں گر یہ سخن ہووے فزوں
دل تو کیا بس سنگ خارا ہووے خوں

یہ جگر نے خون ہوا سنجی سے ہے
غفلت و مشغول بدبختی سے ہے

خون ہو انسان کہ نہ خون سے ہے
خون اب ہو کہ نہ خون مردود ہے

جو گواہی بندگان مقبول شد
عدل وہ ہووے کہ بندہ خول شد

بولا ارشلنا کہ شاہد رد نہ شد
کہ ہوا دنیا میں وہ حر ان محمد

جو کہ رہن رہن نہیں غصہ سے ہے
فرصت حق نہیں آسجا تجھے

اندر آ کہ حق نے تر تجھ کو کیا
کیہ بکار رحمت ہے غضب پر سوا

اندر آ کہ چھوٹا تو خطرات سے
ننگ تھا گر ہر کہ اکسیر نے

نفرو خار ستان سے ارہ تو چھٹا
باغ جو ہیں میں شمل گل کے تو کھلا

تو ہو میں میں تو میں تجھ سے خوش ہو
تو علی تھا کیوں علی کو مارا

منقصیت بہتر کری اطاعت سے ہے
آسمان اطاعت میں نا پایا تو نے ہی

معصیت بہتر کری اس مردنے
نے اوگا ہے برگ گل کو خار سے

نے عمر خود قصہ حضرت کا کب
کہ دو آخر کار منقلب ہو گب

سحر کرمہ یا فرعون ساحر ہوا
اہل دولت مدد انکو عیاں

کہ نہ کرتے سحر اور انکا رہ دو
کب بلا انکو فرعون شاد ہوا

دیکھئے کب وہ عصا اعجاز کو
معصیت طاعت ہوگی اوسی صبح

جو شہ ہے کہ ہو گنا ہوں کو وہ صاف
جو نہ مانند طاعت سے ہوا

اس سے ہو مرحوم شیطان رجیم
کرتا ہے طاعت وہ شیطان لعین

کرتا کوشش ہے گنہ کے کرانے
اور حسد سے آگ دل ہووے دو نیم

کاین بیک لحظہ شود آزاد و حر
دین زیرہ خمیرین و میر سخت مر

بندہ شہوت ندارد قط رخلاص
جز بفضل ایزد دور انجام خاص

در پے افتاد گان را خوبست
وان گناہ اوست جبر و خود بست

در پے اندخت او خود را کمین
در خور قعر شت نی منبر رسن

چون گناہ اوست ہی جان چون کنم
کہ ورا از قعر چہ پیرون کنم

بس کہ گم گر این سخن افزون شود
خود دگر چہ بود کہ خار اخون شود

این جگر با خون نشد انسخی ست
غفلت و مشغولی و بدبختی ست

خون شد و رو زگار نوش شود نیست
خون شد این و عمل خون شد بیست

چون گواہی بندگان مقبول نیست
عدل او با شد کہ بندہ دل شکست

لعنت ارسلنا کہ شاہد بر تند
ز انکہ شد از کون او مرہن در

چو کہ محرم خشم کے بندو مرا
ہیئت انجا بر صفات حق مرا

اندر آ کا زاد کردت لطف حق
ز انکہ رحمت دلفت بخشش سبق

اندر آ اکنون کہ رستی از حظر
ننگ بودی کی کیا کردت گہر

رستہ از کفر و خار ستان او
چون گلے خفتہ در بستان او

تو سنی و سن تو با تو سن تو شدہ
تو علی ہودی علی را چون کشد

معصیت کردی بہ از ہر طاعتی
آسمان پسود و دور ساختے

بس محمد معصیت کان مر کرا
نے ز خار ے بر دہ اور اتاج و فر

نے عمر شر قصہ آزار رسول
می کشید شش بہ گاہ ابوجہل

نے سحر با ران فرعون شان
می کشید و گشت دولت فرعون شان

گر نبود ے کر شان و ان جہود
کے بدیدند سبط ما سحر ہا

کے بدیدند سبط ما معجزات
کے کشے ے شان اندر عون عنت

نا امیدی را خدا آگردن نو دست
معصیت طاعت شے ہم جہات

خون مبال می کند او سیات
چون گنہ مانند طاعت آمدست

زین سبب دو مرحوم شیطان رجیم
عین طاعت میکند او عزم شے

او بگو شد تا گن ہے آورد
ور حسد بشکافد نفس گردد ذمیم

زان گنہ مارا بپا ہے آورد
زان گنہ مارا بپا ہے آورد

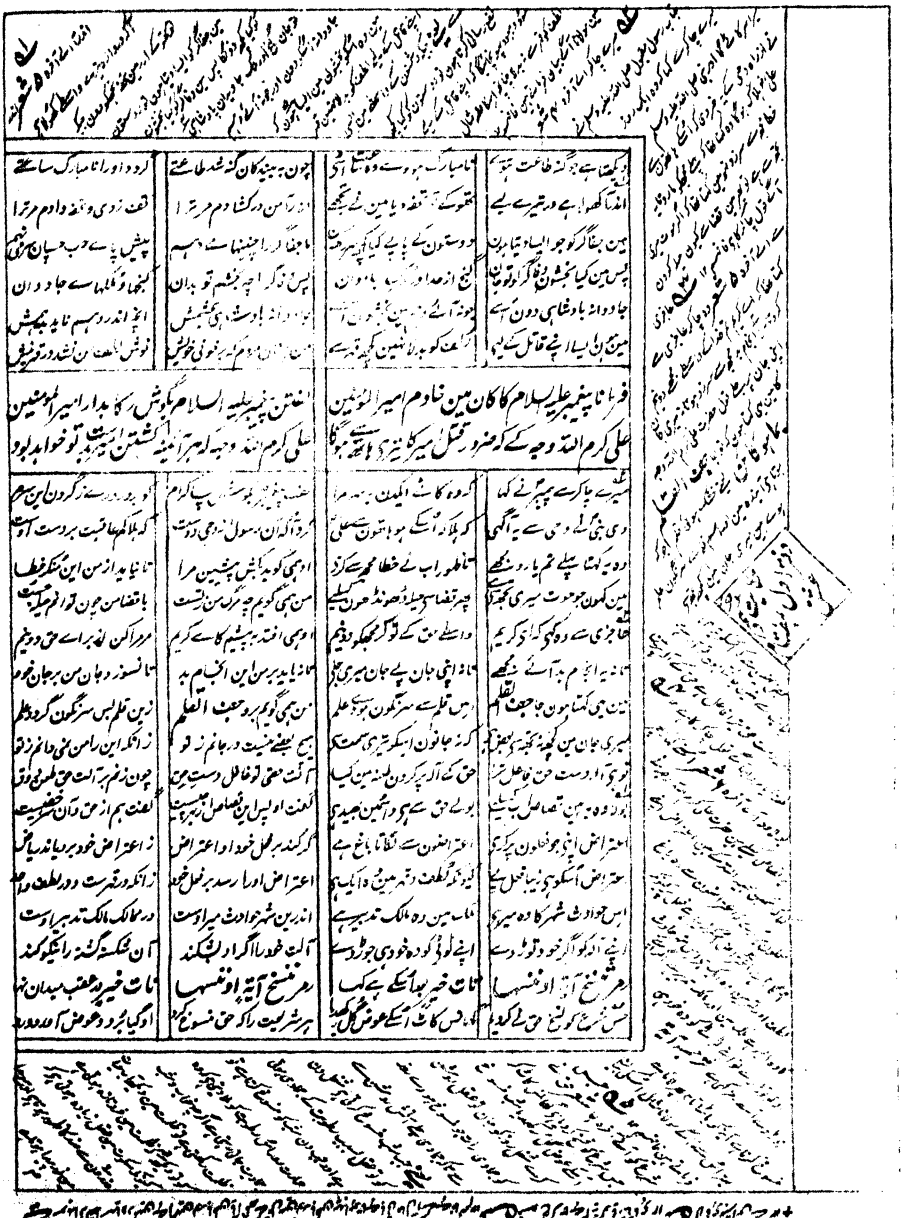

فرمانا پیغمبر علیہ السلام کا کان مین خادم امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے کہ ضرور قتل میرکا تیرے ہاتھ سے ہونا

فتن پیغمبر علیہ السلام کا بدار امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کہ ہر آئینہ کشتن ایشان بدست تو خواہد بود

شب کرے منسوخ تعقل روز کا
تو ہمادی جان جہل افروز کو

رات جو منسوخ ہو سو روز سے
تا ہمادی ہو سوخت نار افروز سے

گرچہ ظلمت رکھتی ہو وہ خوابہ ات
دیکھ در ظلمت میں ہو آبِ حیات

دیکھ ظلمت میں فرح تازہ سوا
کر سکوت آئی ہو اپنی قال کی

گر مندوں سے ہو تا ہو مندکا ظہور
اور سویدا میں ہو اپید اہو نور

صلح کی باعث ہوئی جنگ بنی
جنگ وہ آخر زمان کی صلح جو

سیکڑوں کانٹے میں سرشار شل گئے
تا امان اہل جہان کے سر سے

باغبانوں کا ڈھیر شامتیں اسلئے
ناتمند اہل ہو سو تحمل پور ہیں

باغ سے کرتا صفائی گھاس کی
تاکی کھپوڑ دردندان ہو سیب

دانت دکھتے کو کوا کھیرا ہی سیب
تاکہ چھپوڑ دردندان ہو سیب

بہتری نقصان میں تو جان لے
کر فنا میں زندگی شہدا کو ہے

ہو ہما ہی ذبح خلق ندق خوار
پیر زقون فرحین ہو خنکلا

خلق حیوان کا بچا اس فضل سے
خلق انسان کا بچا اس فضل سے

کاٹا جائے خلق کر انسان کا
ہما ہو کیا پید اقیاس اب کر ذرا

پیدا خلق ہو تمیرا اسکے لیے
نور در شربت حق کا تیاری کر

کھاتا شربت ہی ہر بریدہ خلق سے
خلق نے نفی وہ مردہ ہی بشر

بس کر اسی بے ہمت ہی تقریر کیا
زندگی روئی سے کبتک جھگڑ ہو

اسلیے بے چل ہو تو جون بیٹھ
آہرو کھوئی جو روئی کے لیے

صبر نان سے کر نمود جان کر
کیمیا سے زر بنا اس مس کو تا

کپڑے دھلوانا جو چاہے او صاف
دھوبیون کے تو محلے سے نہ جا

کر چہ تو ڑا نان نے روزہ ترا
جوڑنے والون سے مل آپس ہو ہا

جوڑنے والا جو ہاتھ انکا ہوا
بس یقین جانو کہ اب ٹوٹا جڑا

توڑ ہی تو اسکو اگر کسو کو آ
تو در ستی کا نہ رکھے دست پا

توڑ ناحق اسکا ہی کہ وہ سدا
جوڑ دیتا ہی جو ٹوٹے کو بھلا

سنیا جو جانے وہ جانو پہچانا
وہ خرید ہی ہے جو جانے جیسا

شب کند منسوخ شغل نیمروز را
تا ہمادی ہو سوخت زان آتش فروز را

بازشب منسوخ شد از نور روز
تا جمادی سوخت زان آتش فروز را

گرچہ ظلمت آمدان نوم و سبات
نے در ان ظلمت خرد ہا تازہ شد

نے در ان ظلمت سکے سرمایہ آب حیات
کہ ز ضد ہا ضد ہا آید پدید

در سویدا روشنائی آفرید
جنگ پیغمبر مدار صلح شد

صلح این آخر زمان زان جنگ بد
صد ہزاران سر بریدہ آن دمان

تا امان یابد سران جہان
باغبان زان می بریدش شاخ خشک

تا بیابد بیخ تا ستاند بر
می کند از باغ و دامان خویش

تا نماند باغ و میوہ خوبیش
می کند دندان بدر آن لبیب

تا رہد از درد و بیماری عیب
پس یاد تا حاصل ان قصہا بہ ات

مرشدیان را حیات اندر وفات
چون بریدہ گشت خلق زشت ما

یر زقون فرحین شد خنکلا
خلق حیوان چون بریدہ شد بدان

خلق انسان آن بچا بس فضل سے
خلق انسان چون بریدہ بین چنین

خلق انسان کر انسان کا بچا
خلق ثالث زاید و تیمار او

نور در شربت حق کا تیاری کر
خلق ببریدہ خورد شربت ز حق

خلق نے نفی وہ مردہ ہی بشر
بس کن آ دون ہمت کہ تا بچا

زندگی روئی سے کبتک جھگڑ ہو
زان نداری میوہ کا مانند بید

آہرو کھوئی جو روئی کے لیے
گر ندارد صبر زین نان جان حبس

کیمیا سے زر بنا اس مس کو تا
جامہ شوئی کرد خواہی آ ز خلاف

دھوبیون کے تو محلے سے نہ جا
گرچہ نان بشکست مر روزہ ترا

جوڑنے والون سے مل آپس ہو ہا
چون شکستہ بندہ آمد دست او

بس یقین جانو کہ اب ٹوٹا جڑا
گر تو بہر ابشکنی گوید بیا

تو در ستی کا نہ رکھے دست پا
بس شکستن حق ابہا نہ کرد

توڑ دیتا ہی جو ٹوٹے کو بھلا
آنکہ داند دوخت او داند درید

وہ خرید ہی ہے جو جانے جیسا

بین جمادی می ان آخر زمان
تا جمادی سوخت زان آتش فروز را

نے در ان ظلمت سکے سرمایہ آب حیات
کہ ز ضد ہا ضد ہا آید پدید

در سویدا روشنائی آفرید
جنگ پیغمبر مدار صلح شد

صلح این آخر زمان زان جنگ بد
تا امان یابد سران جہان

تا بیابد بیخ تا ستاند بر
تا نماند باغ و میوہ خویش

تا رہد از درد و بیماری عیب
مرشدیان را حیات اندر وفات

یر زقون فرحین شد خنکلا
خلق انسان آن بچا بس فضل سے

خلق انسان کر انسان کا بچا
نور در شربت حق کا تیاری کر

خلق نے نفی وہ مردہ ہی بشر
زندگی روئی سے کبتک جھگڑ ہو

آہرو کھوئی جو روئی کے لیے
کیمیا سے زر بنا اس مس کو تا

دھوبیون کے تو محلے سے نہ جا
جوڑنے والون سے مل آپس ہو ہا

بس یقین جانو کہ اب ٹوٹا جڑا
تو در ستی کا نہ رکھے دست پا

توڑ دیتا ہی جو ٹوٹے کو بھلا
وہ خرید ہی ہے جو جانے جیسا

تعجب کرنا آدم علیہ السلام کا فعل ابلیس سے اور توبہ اور عذر کرنا انکا

گھر کو اجاڑا اور مثل جنت کے کیا
پست کر کے آسمان پر لے گیا
خانہ را کندہ و چو جنت ساختہ او
پست کرد و بر فلک افراختہ او

کرتا ہے برباد اور ویران گھر
پھیر وہ ایک دم مین کر دے معمورتہ
خانہ ویران کند زیر و زبر
پس یک ساعت کند معمورتہ

گر بدن سے ایک سر کو کاٹ لے
ایک دون سر کے وہ پیدا کرے
گر یکے سر را ببرد از بدن
صد بر آرد دو بجایش مرد و زن

گر تقاص حاصی کی وہ کرتا ہے
مانند کنا فی القصاص آن ذیاح
گر نفرماید قصاص او جواب
تا گفتہ فی القصاص آن حیات

اسکو طاقت ہر کرا وہ آپ سے
حق کی تنبیہ کی وہ گردن مارے
پس کرا زہرہ بود تا او زند
بر سیہ حکم حق تیغے نزند

بخشتے ہین وہ جو صبر دیدہ ہین
کر ہی قاتل پیشہ تقدیر ہین
ز انکہ داند ہر یکے پیش الشدود
کان نہ کشندہ نخواہ تقدیر بود

حکم جسے پے وہ جاری کرے
دیج وہ فرزند اپنے کو کرے
ہر کر آن حکم بر سد آید
ہر سر فرزند ہم تیغے زدے

ڈرتا اور رلمسیدن ہمت کرے
حکم سے خود کو تو حاجز جان سے
تو ترس ز ملمسہ کم زن بدان
پیش دام حکم عجز خود بدان

حکم حق کے سامنے کر دل رکھے
ملمسہ کر انہون کے اوپر ست کرو
پیش حکم حق بنگر دن جان
تسخر و ملمسہ فرن ہر گمان

مسطرح آدم نے اس ابلیس کو
بس عقارت ہی اسے دیکھا حقا
تا کہ آید ہمچو ابلیس کوشہ ہستے
از عقارت رزز یافت بنگری

تعجب کردن آدم علیہ السلام از فعل ابلیس و عذر آوردن توبہ کردن

از رہ خود بینی آدم دیکھ کے
بس عجب البیح افعال پے
خویش بینی کرد آدم خود کرد
خندہ زد بر کار ابلیس لعین

غیرت حق نے کہا کہ اے صفی
تو نہین جانے ہی اسرار خفی
با تگ بزد غیرت حق کہ اے صفی
تو نمی دانی ز اسرار خفی

گر پلٹ دون پوستین کہنہ فرا
کوہ کو جڑ سے اکھیڑون ریزہ
پوستین را باد شہ گوید مگر کہنم
کو را از بیخ و از بن کنم

پرتے سے تو آدم کے ہے صد بچارہ
اور تو ابلیس تو مسلم کردن
پردہ صد آدم آن دم بدرم
صد ابلیس تو مسلمان آورم

بولے آدم اس نظر کی توبہ کی
ایسی گستاخی نہ پھر ہوئے کبھی
گفت آدم توبہ کردم زین نظر
اینچنین گستاخ نہ دانم دگر

حکم اس بندے کا یا رب عفو کر
توبہ کرتا ہون نہو بار دگر
یا رب این چرات زند کہ
توبہ کردم می نگیرم من ز من

یا غیاث المستغیثین ہدنا
لا افتخار با العلوم و اللغا
یا غیاث المستغیثین امدنا
لا افتخار با العلوم و اللغا

لا تزغ قلبا ہدیت بالکرم
واصرف السوء الذی خط القلم
بد قضا کو جان سے میری چھم
لا تزغ قلبا ہدیت بالکرم

فضل ہے حاجت روا تیرا خدا
اور نہ اخوان الصفا سے کر جدا
واصرف السوء الذی خط القلم

تلخ زیادہ کچھ نہ فرقت سے تری
ساعتہ تیرے یا دخیر اب کہ رہا
اور نہ اخوان الصفا سے کر جدا

مال میرے مال کا ہی راہزن
بے مدد تیری ہی بس آلودگی
ساعتہ تیرے یا دخیر اب کہ رہا

جسم میرا بری جان کا جا کی جامہ زن
جسم ہمیاری جان کا جا کی جامہ زن
بے مدد تیری ہی بس آلودگی

ہاتھ میرا کاٹے پانوز نکو سے
کون جان بے امن تیرے ترے
دست اچون پاک دارد امری خود
بے امانے تو کسے جان چون برد

پیر ما حسن یوسف ثانی مرحوم مغفور مرحوم و مغفور

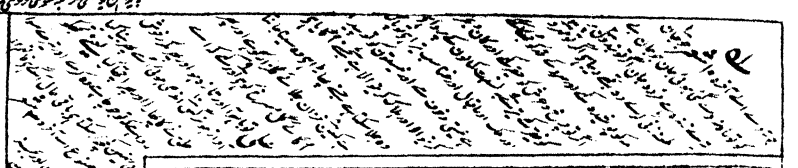

اس خطر سے کر کوئی لیجائے جان
لیکیا اد بار کی پوچھی تو جان

لیکن اگر جو جان کو اصل جان نہ ہو
ما ابدنا جینا رکھے آپ کو

جو تجھ سے تو جان کو رہ وہ جان
بے ترسے جو جانچ زندہ وہ جان

اگر تو بند دین پر اے لعنت زنی
بس وہ زیبا ہے تجھے لعنت زنی

مہر او مہ کو کہے گر تو مچھپا
سر دے کے قد کو کہے گر تو جھکا

اگر تو چرخ و نوشش کو کہہ سے فقیر
گر تو کان و بحر کو کہہ سے فقیر

وہ تجھ سے لیسکتا کون ہے سوا
ملک و اقبال اور غنا ہے تیرا

پاس ہے تو ہشت او خوف سے
نعیمتوں کا موجد و مہلک تو ہی

شوہ ہی جسکے جلا سکتا وہ
جسکے چمکا جات سینا وہ

بس جلائے مہ خزاں کو کاذ کو
اور اگائے پھر گل گلشن کو

اسکے جلے باہر تو آور تازہ ہو
پھر کرے خوب و خوش آوازہ ہو

پس وہی ہوئی اسے بینا کیا
خلق نے کا تھا اسے اچھا کیا

ہم ہیں مصنوع اور صانع ہم ہیں
خبر خبری کے کر قانع ہم ہیں

نفسی نفسی ہم پکاریں در ہمیں
آرزو چاہے تو تو ہم سب دیویں

دیویں سے جیو ہیں ہم اسلیے
کہ خرید اجان کو اندسے بیچ

تو تقاضا کش اسکا جو ہو باحیات
بے عصا کش کو دیدہ و اسپات

غیر تو آگو بھلا ہو یا مہر
آدمی سوز اور ہو شملہ گ کا

کس جسکی ہو کئی حامی دلا
وہ محبی اور زر دشت ہو گیا

کل شی ما خلا اللہ باطل
ان فضل اللہ تغیم باطل

پھر تو قاتل اور علی کی سمت جا
اور کرم کی سو جو قاتل پر کیا

باقی قصہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا اور چشم پوشی اور آشتی کرنا اسکا قاتل اور خادم نے اپکے

بقیہ قصہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مسامحت و اغماض او باخونی اور کا بدار خویش

بولے دشمن دیکھتا ہوں آنکھ سے
رات دن ذکر تم آتا ہے مجھے

کیونکہ کشش جان اہل خوش ہے مجھ
بعث سے سیر اہل بعث ہے

گفت دشمن را بہی بنیم بچشم
رود و شب ہر دو ندارم ہیچ خشم

زانکہ مرگم ہیچ جان خوش آمدست
مر کسان در بعث جنگ اندر زمست

موت ہر بے موت کے مجھکو روا
بے سر و سامان ہے سامان مرا
مرگ بے مرگی بود ما را حلال
برگ بے برگی بود ما را نوال

سامان ہا سامانی گر تیری نبے
جان باقی پائے چھوٹے موت سے
جان باقی یافتی در مرگ شد
برگ بے برگی تر اچون برگ شد

آسکو ظاہر ہو ترک و بالمن زندگی
ظاہر اتر اور نہان پائندگی
ظاہرش اتر مرگ و باطن زندگی
ظاہرش اتر نہان پائندگی

جبلت بے کار م سے موت ہے
اس جہان میں حکم پیدائش رکھے
از رحم زادن جنین را زشت نیست
در جہان اور از نو زشت نیست

جسکی جان کو تھکا ہے موت سے
حکم لا تلقوا نہ وہ حاصل کرے
آنکہ مردن پیش جانش نہلکت است
حکم لا تلقوا نگیرد او بدست

جو اجل سے خاص تھکو عشق ہے
نہی لا تلقوا بابدی ہو مجھے
چون مرا سوے اجل عشق ہست
نہی لا تلقوا بابد کیم راست

کیونکہ نہی اک دانہ شیرینی ہے ہو
نہی کی کب تلخ خود حاجت رہے
ز انکہ نہی از دانہ شیرین بود
تلخ را خود نہی حاجت کی شود

تلخی دکھ دہی اسکی نہی ہے
دانہ کش تلخ باشد منزہ ز پوست
دانہ مردن مرا شیرین نمود
تلخی مردن نہ شیرینی ز دوست

موت کا دانہ ہوا شیرین مجھے
بل ہم احیاء ہی پھیر اسطے
بل ہم احیاء عند ربہم مرا است
بل ہم احیا و بے من بہ است

اقتلونی یا ثقاتی لا تسٹ
ان فی موتی حیوانی دائما
ان فی قتلی حیوانی دائما
اقتلونی یا ثقاتی لا تسٹ

ان فی موتی حیوانی یا ثقاتی
کم فارق مولمتی حتی متی
کم فارق مولمتی حتی متی
ان فی موتی حیوانی یا ثقاتی

فرقتی تولم تکن فی ذا سکون
لم یقل انا الیہ راجعون
لم یقل انا الیہ راجعون
فرقتی تولم تکن فی ذا سکون

وہ ہو راجع کہ پھر آئے شہر کو
تفرقہ سے جانب وحدت کی ہو
تفرقہ سے جانب وحدت کی ہو
وہ ہو راجع کہ پھر آئے شہر کو

یہ سخن بے صد ہو خاموشی مرے
سر تھکا یا تھنکے یہ سردار سے
این سخن پایان ندارد چاکرم
چون شنیدید این سر رشتہ گشت گم

کز ناخادم کا پائون پر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
افتادن رکابدار در پائے امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ کہ اے امیر مجھکو مار اور اس بلا سے چھوڑا

آیا پھر کہ اے علی مجھکو تو مار
بازآمد کہ اے علی زودم مکش
تا نہ بینم آن دم و وقت ترش
تا نہ بیند چشم من آن رستخیز

خانہ دیکھی ان ہیوہ وقت ناہکار
من حلالت می کنم خونم بریز
من حلالت می کنم خونم بریز
تا نہ بیند چشم من آن رستخیز

تا نہ مجھکو وہ قیامت پھر دکھے
گفت اگر ہر ذرہ ام فوجی شود
گفت اگر ہر ذرہ ام فوجی شود
تا نہ بیند چشم من آن رستخیز

اور ہر اک ہو تیر اتشنہ خون کا
یک سر مو بی نہ کاٹے وہ تجھے
یک سر مو از تو نماند بر جا
جعبہ اندر کف بقصد تو بود

تیری نسبت جب قلم الیسار ہے
پھر ہو بے غم میں شافع تیرا ہون
یک نیم شو شفیع تو منم
چون قلم تو چنین خطے کشید

مالک جان ہون تبالی من کا ہون
میرے آگے ہو جدا او قدر دار
پیش من این تن ندارد قیمتی
خواجہ را رد مکن نہ مملوک تم

بے بدن اپنے مین تن ہون مرا ہون
مرگ ہوئی ہو نرم در گسلان مجھے
خنجر و شمشیر شد ریحان من
بے تن خویشم فنی ابن الفنی

جو کہ تن کو اسطرح دیران کرے
وہ خلافت کی ہوس کیونکر کرے
آنکہ او تن را بداد نیسان کند
مرگ من خندہ زنم و در گسلد من

حرص میری و خلافت کی کند

اسکے کرے اظہار جاہ و حشم | تا امیر دن کو سکھاوین راہ حکم | تا امیران را نماید راہ حکم
تا کہ علت کا وہ دنیا سے کمین | تا کہ ناموں کا وہ کاہلی سے کمین | تا نوید او بہر کس نامہ
تا امیروں کو وہ اکتاوے ذرین | تا خلافت کا شمر من پھل گمین | تا دہد نقل خلافت را شمہ
اُس جہان کی سیری دیکھیو انکی تو | فکر نہیان تھیگا ہو ظاہر مکو | فکرت پنہانیت گردد عیان
یہ گمان مت کر تو اب اور ذرہ اب | ہوش کر واللہ اعلم بالصواب | باخود آنرا اللہ اعلم بالصواب

بیان ہین اسکے کہ فتح مکہ وغیرہ چاہنا پیغمبر علیہ السلام کا لبسبب دوستی ملک دنیا کے نہ تھا کیونکہ فرمایا ہمارا اللہ نے جنۃ وطا لبہا کلاب

بیان آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم در مکہ وغیرہا بجہت دوستی ملک دنیا نبود چونکہ فرمود اللہ دنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

فتح مکہ مین نبی نے سعی جو کی | مقصد کب حب دنیا سے ہوئی | جد پیغمبر بفتح مکہ ہم
جینے ساتون آسمان کے کیجے سے | چشم دل بھیری شب معراج سے | آنکہ او از مخزن ہفت آسمان
دیکھے کو جلکے حور و جان سے | بھر گئے سیر ان سا توں چرخ کے | از پے نظارۂ او حور و جان
قدسیان سر کھتے تھے انکی راہ مین | مثل یوسف گرتے انکی چاہ مین | قدسیان افتادہ در خاک رہش
ہوتے خود آراستہ انکے لیے | آنکہ نے پیراستہ آیا رکے | خوبشتن آراستہ از بہر او
اسقدر امین بھرا اجلال مین | کہ نہ امین راہ پاوے آن حرج | آنچنان پر گشتہ از اجلال حق
لایسع فیہ نبی مرسل | و الملک و الروح فیہا باذن ربہم | لایسع فیہا نبی مرسل
بوے باز اغ البصر مون باغ کو | مست حق کا ہو نہ مست باغ کو | مست صبا غیست باغ نے
جو خزانے آسمان و عقل کے | شل فلس سکے تھے نبی کی راہ مین | چون فلے آمد بچشم رسول ما
بس ہو کیا کہ دیدہ شام و عراق | کردہ کرتے جنگ و رکھو ہشیاری | کہ نماید او بنرد و اشتیاق
وہ گمان جو تیرہ دل کو آنپر رکھے | وہ قیاس اپنی حالت سے کرے | پس چہ باشد کہ رشام عراق
نزد عینک جو رکھو آنکھون پر | نزد دو تکھے شمس کے انوار کو | وان گمان ہر سو کہ مینے بد کند
تو دو سے عینک کا شیشہ زرد ہو | تا کہ پہانے تو گرد و مرد کو | زا کہ بیند زرد چون زری آفتاب
کرد و آک اسمار کی جگر دا تھی | گرد کو تو مرد حق جانے اخی | لشکر کان شیشہ کبود و زرد را
گردو یکھے آدم کو شیطان ذکما | کہ یہ مجھ ناری سوا خالب ہما | گر دو فارس گرد سر افراشتہ
گردو دید ابلیس گفت این خلق ما | گر دو دید ابلیس گفت این خلق ما

جبھو تو جانے ہو عزیزون کو شہ — جان ہو میرا ث شیطان و نفس

اگر نہین تو بہ البیس ہے — پھو پھی کہین میراث کتے کی تجھے

سگ نہین ہین مین خدا کا البیس ہے — شیر وہ ہو جو نہ صورت پرست

شیر دنیا ڈھونڈھتا ہو صید کو — شیر حق ڈھونڈھ ہو آزادی مرگ

دیکھے اندر مرگ کے جو نمود وجود — مثل پروانہ جلا ئے وہ وجود

ہوتی ہوا سے مرگ خلق صادقان — کہ جھوون کا تھا اُسدم امتحان

حق نے فرمایا کہ او قوم ہبود — صادقون کو موت ہو نفع و سعود

جسطرح سے سعود کی ہو آرزو — موت کی بہتر ہو اُس سے آرزو

اے جہود و شرم انسان کے لیے — چھوڑدی تم نے تمنا جو کہ ہے

اک جہودی کو بھی ہو طاقت یہ — مصطفےٰ نے جبکہ یہ آیت پڑھی

بولے اگر اسکو زبان ہے ہم کہین — نے یہودی اند عالم کے رہین

پس ہیودون نے دیا مال فراخ — کہ نہ کر رسوا تو ہمکو اے سراج

دینا جزیہ کر لیا ہو لاجواب — ویسی ہی واللہ اعلم بالصواب

اے تماشا گھی نہین یہ بات تو — ہاتھ سے تجھکو جو دیکھا یار کو

اے نجاست کو گلستان مین تو — جو کہ شعلہ تجھکو ظلمت مین رکھا

بے تامل کہ تواب جلدی قدم — قعر اس چہ سے جو ہے باغ ارم

پہلوان بولا خدا کے واسطے — مشرع کر سوپنون ابھی خود کو تجھے

فرمانا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا پہلوان سے کہ سبب تیرے نہ زندہ رہنا اور مسلمان ہونا اُسکا اُنکے ہتھ سے

گفتن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ با قرین خود کہ سبب نا کشتن تو چہ بود و مسلمان شدن او بدست حضرت

تفسیر کیا حضرت علی نے یہ بیان — کہ بوقت جنگ تو نے پہلوان

جو کہ میرے مُنہ پہ تھوکا تو نے تھا — نفس کو میرے سے غضب پیدا ہوا

نصف اللہ اور ہوا نصف ہوا — کار حق مین کب ہوئی شرکت روا

تو خدا کے ہاتھ کا پتلا ہے — ملک حق ہو اور نہین میرا بہ

نقش حق کو حکم سیحی قوڑ دے — مار سنگ بار شیشہ مار کو

ناقوی مینی عزیزان راشبہ — واکہ میراث ابلیست آن نظر

اگر نہ زرزند ابلیس آ عینہ — پس ہتو میراث آن سگ چون چسپی

من نیم سگ شیر مقہر حق پرست — شیر حق آنست کہ صدرش پر صفت

شیر دنیا چو بدا شکارے و گرگ — شیر مولی چو بود آزادی و مرگ

چونکہ اندر مرگ بینی صد وجود — ہمچو پروانہ بسوزانند وجود

شد ہوا سے مرگ طوق صادقان — کہ جھوون را بود آندم امتحان

درمی فرمود کا سے قوم ہبود — صادقان را مرگ باشد نفع و سود

ہمچنان کہ آزمودے سودہا ست — آزمودے مرگ بر قان ہا ست

اے جہودان را بود ہر ناموس کا نان — گفت یا ایندا این تمنا ہر زبان

یک جہودی این نقد زہر خند — چون محمد این علم را بر فرشت

گفت اگر رانند این را بر زبان — یک جہودی نی فرشت و نی فغان

پس ہیودان مال بردند و فراخ — کہ کمن مارا تو رسوا اے سراج

جزیہ چند نقد دمی بود پیشاد — ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد

این سخن را نیست پایانی پدید — دست بامن دہ بخشت دست دہ مدد

اندر آور گلستان از مرغزار — چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ

این چہ بے بن سوے باغ ارم — بہ تو قف زود تر در رہ قدم

ہم بنرمش گفت از ہر خدا — مشرح کن این را و بند بیرہا

خاتمۂ قول دفتر اول مثنوی

حسنت مبین کہ این چہ خوبست و چہ زشت
ایک گندم کس آدمی کو کیسا ہے کیسا
ملکت دل نیز اگر ہفت آسمان
ملک دل میرا اگر ہفت آسمان سے
روئی جو سنی تھی کہ ہا نافع تھا
جیسے کانٹے سبز کھاتا اونٹ
خشک وہ جب ہو نہیں سبز ہا
پھاڑے اسکے تالو اور جگر کو
روئی جو سنی تھی وہ تھی سبز خار
تو نے عادت پر کہ کھایا تھا اکھ
کھایا اس امید پر اس خشک کو
خشک و خار الوہ تھی جبکہ رکھے
خشت و خاک آلودہ آتا ہے کام
تا اسے پھر صاف و خوش کردی خوب

دلبرین جوز تار اسکے قبا کا
او ہی کچھ مین متین قبا جانا
ہر تر از و کا تو بل شاہین ہی
شمع مذہب کی تو میری روشنی
اگر تر از و شن چراغ اس کو
جسنے ظاہر ایسے گوہر کو کیا
اگر تیغے دیکھا ہو مین نے با وفا
عاشقانہ دشمن سے زیادہ فتح خیز

خاتمۂ دفتر اول مثنوی

فکر کا جوش اس سے پیدا ہوا
جانور جیسے ذبح ہو کے من
ماہ اسکا کیسے بے نور ہے
بوجہی صورت تو ہو جھگڑا اٹھا
اس خورش سے ہوتی لذت کیسے
پھر جو کھلاڑ اونٹ بغل مین کے
جیسے گل اور قند ملکر تیغ ہو
جوہی صورت ہو خشک اخار کی
اس سے پہلے اہی وجود نیک پا
بعد اسکے کہ ملاسٹی سے دو
اسے شتر پر بہر کر اس گھاس سے
پانی گندلا بند کر چھ کو تمام
جیسے گندلا کر دیا کر دے صفا

ہے در دنیا لقمۂ دو خوردہ شد
گندھے خورشید آدم را کسوف
امنیت لطف دل کز ایمنی شد مہل
کان چو سنی بود خورش سود بد
ہیچ خار سبز کا شتری خورد
چونکہ آن سبز لبس خشک گشت
می درماند کام دلجس سے درینغ
ہان چو سنی بود بود آن خار سبز
تو بدان عادت کہ آورد اصل ازین
بر جہان تو سیخوری این خشک را
گشت خاک الوہ خشک گر شود
سخت خاک آلودہ می آید بکن
شاخہ ایش باز نصاد خوش کند

جوششش نکرت ازان سرد شد
چون ذبح شخاع بود سرد ازان
ماہ او حق می شود پر دین سبل
چونکہ صورت گشت انگیز وجود
نان خورش صد نفع و لذت بی
چون ہمان راہی خورد شد سرد
کا نخان در درد مرمی گشت ہیچ
چونکہ صورت سر کنون خشک گشت
خورده بودی ہی وجود از ان
بعد ازان کا سخت معنی یا بدی
زان گیاہ اکنون پرہیز آشتہ
آب تیرہ شد سر چہ بند کن
آنکہ تیرہ کرد ہم صافش کند

خاتمۂ دفتر دوم مثنوی

بہر این پسند و نوری شد پدید
گفت من تخم خدائی کاشتم
تو تر از دے احد خو بودہ
تو بتر از و اصل خوبی بودہ
من غلام آن چراغ شمع خو
من غلام موج آن دریائے نور
عزمہ کن بر من شہادت را کہ من
قرب پنجہ کس زقوم و خویش او
او بہ تیغ حلم چندین خلق را
تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر

در دل او تاکز تنازی بر جرید
من خدا زدے و گر نہ اشتم
بل زبانہ ہر تر از و بودہ
تو فروغ شمع کیشم بودہ
کہ چراغت روشنی یابد ز تو
کہ چنین گوہر بر آرد در ظلور
مرتد ادیدم سر افراز دمن
عار خانہ بسکہ دین کرد و ذرہ
و اخرید از تیغ چندین خلق را
بل زصد لشکر ظفر انگیز تر

صبر سے امید پائے نے شتاب	صبر کرو اللہ اعلم بالصواب	صبر آرد آرزو را نے شتاب	صبر کن واللہ اعلم بالصواب

تتمۂ مترجم

اب قلم کو روک تو اے یوسفی	محویت کو ہو پہنچا عشق معنوی	راہبر تیرے نے اب وقفہ کیا	روک گھوڑے کی تو باگ اے نر خدا
تاکہ تیری بھی کسل اب دور ہو	دفتر دوم مثنوی پر زور ہو	کب زمانہ دیتا فرصت ہے سدا	لیس غنیمت جانی مانگ سکی دعا
تا تجھے توفیق ایسی دے خدا	کہ تمام آخر ہو دفتر دوسرا	ختم کر اگاہ تو ہم رسول	تا کہ فاضل عالم کے ہو سکے قبول

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

نقش اول بتقام

فہرست حقائق توحید و تعلیم سلوک دفتر دوم پیرایہ یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی

صفحہ	بیتان	حقائق بمقام معرفت	تعلیم	صفحہ	بیتان	حقائق بمقام معرفت	تعلیم
اول	تمہید	اجمالی کا عالم باطن میں بواسطہ انکشاف صور کے		۹	نصیحت کرنا دوستانہ		
۲	ایضاً	لذا کہ نفسانی حجاب معرفت ہو		۱۰	مسدود کرنا دروازہ		
۳	ایضاً	مرشد حاصل کر		۱۱	ایضاً		
۴	ایضاً	چشم دل کی خاشاک نفس سے		۱۱	سرنوشت کرنا		
۵	ایضاً	عمل ہر بت تو پیر ہو جائے		۱۲	شیر سے ڈرانا		
۶	ایضاً	حس شہ ہمہ صفت جان ہے		۱۳	کمان کا ہاتھ سے		
۷	ایضاً	چشم جس سے متزلزل چشم عقل ہی		۱۴	ایضاً		
۸	ایضاً	سیاہی شیشہ تنزیہ ہوا صورت باطل ہے		۱۴	روشنی دل سے		
۹	ایضاً	ہیبت مرشد ہے سکن ہے		۱۵	ایضاً		
۱۰	ایضاً	ہیبت سے سر سبزی ہے		۱۶	ایضاً		
۱۱	ایضاً	عارف ہیرا ہے جس جوہر دل سے		۱۷	پانا شاگرد کا		
۱۲	ایضاً	چشم دل مرشد میں حقائق ہے		۱۸	ایضاً		
۱۳	ایضاً	دیکھنا چشم کا چشم میں خیال ہے		۱۸	مقام وحدت		
۱۴	حکایت دوم فرق عیان و قیاس و سمع دعوی میں			۱۹	علم لدنی		
۱۵	بلال الحبشہ	راستی کی صفت کہ سرمنی منہ ہے		۲۰	راستی		
۱۶	ایضاً	حب مال مانع معرفت ہو		۲۱	ایضاً		
۱۷	جلاسا کی	نفع جانتا ہوا مدد نقصان ہو		۲۲	قرار خاطر کو		
۱۸	موسیٰ کا بھیس	خراب ہونا ہوا ریا کا عقاد کر		۲۳	آخر قطعہ مولف		

صفحہ	بیتان	مقاصد بمقام معرفت	تعلیم
۲۴	آخر قطعہ مولف		تقلید و تحقیق میں کا فرق
۲۵	ایضاً		علم بے عمل باد ہوا ہے
۲۶	ایضاً		نسبت متعدی
۲۸	حکایت سوم خرابی طمع و حرص دنیا میں		
۲۹	ایضاً		ہر مسلم و دین گاہ ہو
۳۰	محاسبہ نفس بزرگ		
۳۱	ابو الحسن خرقانی		
۳۲	ایضاً		
۳۲	ایضاً		ملاحظہ
۳۳	مناجات		
۳۴	ایضاً		
۳۵	ایضاً		

صفحہ	داستان	حقائق بمقام معرفت	تسلیم
۳۵	مثال تقریر	شناخت بطریق فنا فی فنا و بقا	اگر خواہی فنا مطلق فنا شو
۳۶	ایضاً	صانع اہمال ہیں بنا پر ہویدا ہے	تجلی اہمالی
۳۷	ملامت کرنا	نفس اصلی کو ہیں ہر سو شکوہ	کہ خود را نیز در شورش فگن
۳۸	ایضاً	سد کل اخلاق بد کی جڑ ہے	حسد
″	ایضاً	شرح حجاب ہیں تن ہے ہمیں کی	معارج الولایہ
۳۹	ایضاً	تجلیات کو شبستان ہوتی ہے	تجلیات
″	ایضاً	تمام عالم جسم ہو اولیاء اللہ کی	جن کا آپ ہی کی جاں ہے
۴۰	انتہائی نشہ کا	کلام عقل حال باطل ہے	خالی از وبال نہیں
۴۳	ثنا دینا	اہل دید سخی ہوتا ہے	کرم تکیہ سے ہے
″	قسم کھانا	نور محمدی نے انبیاء اولیا	انبیا خاتم ہیں ہیں
۴۴	ایضاً	عوض جان ہے جان صوفی کا	عوض ملتا ہے
۴۸	ایضاً	دنیا عالم ہے نائب ہے	خاص مظہر علم
۴۹	پھر پوچھنا	سنی بہتر ہے صورت سے	سب اہل سنی نہیں
۴۹	ایضاً	فکر اندیشہ سو خدا ملتا ہے	صحیح الخیال
″	حکایت چہارم رستی عارفین مالک سے		
۵۰	حسد کرنا ملائکہ کا	مدح ہوا ملائکہ میں سنکر کی	رستی عارف
۵۰	ایضاً	حیلۂ حق حیلۂ شہر غالب	فائدہ تعلیق
۵۱	ایضاً	صورت انسان میں ذات حق پر ہے	حسن پرستی دید
″	ایضاً	مدعی اردو سے عارف کو مت	کہ نہ دفتر سنی
۵۲	ایضاً	انکا سینہ کلام غیب نہیں	خدا دی سے غیر
۵۳	گرفتار ہونا کا	پیغمبر کفار میں بادل نازکین میں	ہدایت جفا میں
۵۴	ایضاً	دیدنی دید خدا ہے	آثار نبی از آثار خدا

صفحہ	داستان	حقائق بمقام معرفت	تسلیم
۵۵	ڈھیلا لینکنا	وجود کہنے سے سنی استاد ہے	صدر الصدر
۵۷	ایضاً	نفع نفس اوامر میں ہے پر ہیز میں	نفی وجود
″	حکایت	خوے بد رخت خار دار ہے	ترک خوی کہ ہے دشوار
۵۸	ایضاً	سوکھے درخ نفس عاصی کا	غفر خانی کا ہے
۵۹	ایضاً	حصول عرفت میں تجویز ہے	صبر ہے چارہ نہ ہے
۶۰	ایضاً	نور حق نور حسی پر غالب ہے	نور علی نور
۶۱	ایضاً	صورت ہستی کے فنا میں ہے	اظہار عین ہے
۶۲	ایضاً	اہل سنی کے حق میں سلطان سے عبارت کھلتے ہیں	دو پیغمبر کفار پر بھیجے ہیں
۶۳	ایضاً	دل عرش ہے تو آب بقا سے	پاکی تو ہی کر کے
۶۴	آثار ہونوں کا	اولیا پر شبہ کرنا ہے کفر زندہ ہے	حسد زندہ ہے
۶۵	ایضاً	صفت فنا کیا صورت پر شر ہے	دل نے کی راہ ہے
۶۶	سمجھانا مریدوں کا	نفس کشی سے جان نہ ہوتی ہے	راز گوئی چاہتا
۶۷	رجوع کرنا	بلا دوست کی رحمت ہے	یہ جان آفت ہے
۶۸	امتحان کرنا	جو راز باطن ہے آگاہ ہو	حق بظاہر بندہ ہے
۶۹	ایضاً	یہاں آدمی کی ہر کمی ہے	راز پوشی
″	ایضاً	ایمان کو زندہ رکھا	موسیٰ پوشیدہ
۷۰	ظاہر نہ ہونا اہل کا	جب تک ہے ظاہر ہوتی ہے	غلطی ہے ہوتی ہے
۷۱	ایضاً	حقیقت حق کو ہے ناقص میں	
۷۲	ایضاً	بد نہ بیر یہ نیک ترقی میں ہو	
″	باقی قصہ غلام	کفار خدا سے کہتے تھے	رضا دل سے
	وسلطان	دھوکا دیتے تھے	دل میں ہے
۷۳	ایضاً	تیرہ دلی اندھا پن ہے	خلاصہ دی ہے

صفحہ	داستان	حقائق بمقام معرفت	تسلیم
۷۴	حکایت		
″	قصہ تعلیم کا	نفس دنی ہے خاک نفس کی کہانی	خوف جاہ ہے کرتا ہے
۷۵	انکار غلسی	توبہ کرنا قویت من سے ہے	توبہ کرنا ہے
۷۶	ایضاً	روز الست سے حق کو پہچانا	علامت شناختی
۷۸	ایضاً	گمی کو ہوں قصہ کہتا ہے	سیر تشبیہ
۷۹	ایضاً	وصال بادشاہ تصور میں	ذکر تشبیہ سے فکر تر ہے بہتر ہے
۸۱	دق آنا ہی کا	حق تعالیٰ کی ہیں بندوں کی	پرستش خاص ہیں
۸۲	ایضاً	کامل عشق حق ہے	ہیئت عشق بیان ہے
۸۴	سوال کرنا	دنیا میں آنے کے بارے ہے	آہ وزاری کا ہم رنج
″	ایضاً	یاد رب سے ملتا ہے	یاد رب دوا کی بہتر نفس سے
۸۵	ایضاً	فنا فی الرسول سے نفس	دشمنی دوستی ہوتا ہے
		مردہ ہوتا ہے	دوستی ناداں ہے
۸۶	زمانہ کرنا ہیکا	پیغمبر خدا نے نفس کشی کا فرمایا ہے	نفس کشی
۸۸	ایضاً	دست مغفرت دست خدا ہے	دشمنی عاقبت دوستی ہے
۸۹	حکایت ششم آنھوں کی دوستی میں		
″	حکایت ہمدم	آگہی راز عرس خسہ	غرور فنا آنھوں کی
۹۰	ایضاً	رسول اللہ نصر من اللہ ہیں	اثر زیر سبب
″	عاقبت بین بہتر حال ہیں	تابع مرشد ہو	
۹۱	آواز بلند کی	آواز بلند کی مرشد کا ہو	آواز غرض اثر دل میں کرتی ہے
۹۲	باقی قصہ یہ	نفس کو مرشد تن ہی مرشد ہو	بندہ نفس پر ہے کہ تابع مرشد ہو
۹۳	آنا شاہ کا	درد دل سے عاجزی ہے	نسبت دل کی
		سوء نفس جاہ خاصہ ہے	کبھی جاہ کی نہ چاہ ہے

صفحہ	داستان	حقائق بمقام معرفت	تسلیم
۹۵	ترک کرنا مردانِ صالح کا	صحبتِ عالم سے بچ کر چلنا	حق تعالیٰ کو جھڑکنا
۹۶	سبب ایمنے	رفع شرک بتصرف کبریائی	خبیث
۹۷	باقی قصہ	دوستی امتی کی دربارِ جان ہو	بدعہدی
۹۸	جانا بایزید کا	اولیاء اللہ کو ہم میں سے پہچاننا	حضرتِ بایزید
۹۹	وحی بھیجنا	خاصانِ تعالیٰ میں فرق ہیں	جماعت بہتر
۱۰۰	جھگڑا بانبی کا	جو سجدہ کو گیا بھلے وہ خود بُرا ہو	نفاق بُرا ہو
۱۰۱	پیر ہمراہ لوگوں کے	سفر و حضر میں شریکِ مرشد رہو	خلاصۂ اولیاء میں ہو
۱۰۲	جانا بایزید کا	کام میں نیت خیر رکھے	شر نیت پر ہو
۱۰۳	جانا شیر مسلم	نفس اگر نماز کو کہے ہم پڑھے	ہمت مرد سے ہے
۱۰۴	ایضاً	لشکر بہت کم دیکھ فتح لشکرِ کم	حقیقت علم کی
۱۰۵	عذر کرنا	دیوانگی بہتر عقل فاہری سے	دیوانہ ہو
۱۰۶	ایضاً	ہر جسم میں خدا ہے	بخش اولیا
۱۰۷	مار کر گنے کا	نفس پر شمشیر ہی جہاد اکبر ہے	فرو چشمِ دل
۱۰۸	ایضاً	اولیاء اللہ کو ہم میں سے پہچاننا	نفس کی نیستی کا نشان
۱۰۹	بھاگنا شب کا	ہر مقام و ہوت سے ہر	زوزِ مقلب
۱۱۰	دعوی ہر کسی کا	اہل منی آسائش دنیا چاہیں	عمر تین قسم پر ہے
۱۱۱	ایضاً	ہوا اہل شریعت سے پوشیدہ ہو	علم تقلیدی
۱۱۲	ایضاً	غذا گل کھانے سے حشر میں	تیرہ باطنی کا نشان
۱۱۳	ایضاً	دانے دام میں یار عاقل کرتا ہے	ہمت

صفحہ	داستان	حقائق بمقام معرفت	تسلیم
۱۱۲	ذکر کرامات	نفسیہ و تنا بہتر ہے سوالِ تبعیتی سے	دعا مانگنے
۱۱۳	ذکر ہم رسمی ہم	محبت کے معنی ہو رہے سو چاہئے	درد بہتر ہے
۱۱۵	ایضاً	طل پر نفس کو مارتا ہے	مرگیر سخت گیر
۱۱۶	مثال فارسیوں کی	نیکی و بدی سبب اللہ کی ہے	دعاے خیر چاہ
۱۱۷	دعاء و جھگڑا	نار و نور نیکی سے گلزار ہو	ہمسائگی بہشت ہے
۱۱۸	ایضاً	ظہور فروع و معنی جنس سے ہے	صحبت نیک کی نیک کرے
۱۱۸	کسب عشق عقلی میں ہے	نیکی ملہمی میں ہے	
۱۱۹	**حکایت ہفتم نفس میں کہ بظاہر نیکی بباطن بدی ہے**		
۱۲۰	انکار شیطان کا	کلام بہتر و شمن کا شکر سے ہے	فضل قدیم
	حضرت معاویہ کو	غالی نہیں	قہر حادث
۱۲۵	پھر عاجز کرنا	دل بیمار شل زبان ذرہ	عرض حال
	حضرت معاویہ کا	صدق و کذب نہ جانے	محو ہے چشم ہو
۱۲۶	انکار حضرت	دل سچ چھوٹ کو پہچانتا ہو	امر واقعی کہنا
۱۲۷	تفصیلات حسنات	طاعت ظاہر سے شکستگی دل ہو	ریاضت
۱۳۰	بجا نا نماز کا	سیر تشبیہ سے سیر تنزیہ پر بہتر ہے	تنزل مقام ترقی کا ہے
۱۳۰	بجا نا نماز بغیر حضور کے	بے خبر رہے باخبری ہو کر	ترک وعدہ روا ہے
۲۳۲	انکار کرامات کا	گمان نیست اولیا بلا تا ہے	دعوی امتحان
۱۳۳	ایضاً	پیر ریا کار بجا نے حق کا تشبیہ میں	دعوی معرفت باطل
۵	تردد کرنا مذہب میں	سب مذہب راہ مستقیم ہیں	خوبی نیک و بد کی
۱۳۴	امتحان کرنا	تبدل رائے سے ربط ہو دے	مرشد کا چاہیے
۱۳۵	سبع فائدہ	نشان دار رکھنے کا بانا نجات ہو	اشارہ در رکھنے کا

صفحہ	داستان	حقائق بمقام معرفت	تسلیم
۱۳۶	شرح فائدہ		
۱۳۷	بیان میں فرق	مومن منافق کے حقائق میں	نفس منافق ہے
۱۳۸	فقد کنایۃ کرنا	پچھلے آنکھوں کے آگے ہیں	تول ادھی کو پورا جانا
۱۳۹	بیان طرح پر ہنسنے	ہمسائگی بہشت ہے	برعرض کی دواہم جدا
۱۴۱	حکایت کرنا	اولیا کا دل مسجد ہے	نفس مخالف منافق ہے
۱۴۲	قصہ لڑکے کا	دل اولیاء نشانیاں کی گھر ہے	سبحان خالق زندہ و رگور
۵	ایضاً	تسبیح اولیا اللہ کا بھنبھیر ہے	مہمان دلہا جلیبیاں
۱۴۳	ریا کا تخمہ ہر طالب نیا ہے		دریاے معنی میں
۵	قوال کے کا	طالب دنیا کے تخمہ ہیں	عقل معاش عقل
۱۴۴	**حکایت ہشتم عقل و جہل کے فرق میں**		معاد دیے ہے بدر
۵	انکار اہل کی	حکایت دنیا کے حکمت بن بہتر ہے	شاہی بری روی ہے
۱۴۶	انکار اہل کی	انگ اوپر کا دانہ رہا ہے	کراہت نظر و بد کی ہے
۱۴۷	ایضاً	مشاہدہ مقامات نزول ہوتا ہے	دید
۵	شرح فرمودہ	تنگ دلی کی جگہ تنگ دلی	روح دی کے عقل عاجز
۱۴۸	ایضاً	علم تقلیدی سے علم تحقیق بہتر ہے	حاجت جاہ نو
۱۴۹	عارف ہیں	بھرا ہوا ہے	فاشا کہ خیال ہیں
۱۵۱	علمنا نافع ہے	بھرا ہوا ہے	دلیل سے کام کی نقص نہیں
۵	ایضاً	جان اولیا اللہ کی ہے	شرح خرقہ کفر نہیں
۵	باقی قصہ		
۱۵۳	عوکرانا اس کا	اشارہ در رکھنے کا	اشارہ در رکھنے کا

صفحہ	حکایت بمقام معرفت	تعلیم
۱۵۳	دوکس کا اس قصہ کو نقل کرنا	حاسد کو خود نقد بیچ کر کھا جاتا ہے
۱۵۶	خیال حکومت و سرداری	تمت الدعا پر
	بدتر افعال ہے	کبر بدتر ہے
۱۵۹	طوطی زاہد فریب کا	بسیار خوردن و خفتن و گفتن ہر سہ
۱۶۰	الیضاً	خواب اولیا بیداری و بیداری
		خواب ہر

صفحہ	داستان	حکایت بمقام معرفت	تعلیم
۱۶۲	بیان محو دعوی کا	دعوی بطل و دعوی واقعی	دعوے
۱۶۳	الیضاً	آواز حق نہیں ہے جہاں پہچانتی ہو	جنہیں نبی کی پہچان ہی
۱۶۴	تعجب کرنا	قصہ مرد سنی کو دیکھنے نظارہ پر کہ	رمز جاننا
۱۶۴	کہنہ آنا	سخن باطل اطلون کو پسند آتا ہے	امر فرضی
۱۶۵	بیان کرامت شیخ کا	علوم ثمر حیات ابدی ہے	سنی ایک ہزار نام
۱۶۶	الیضاً	انقلاب عشق پرست مرد اہل سنی	ایک سنی صورت ہزار

صفحہ	داستان	حکایت بمقام معرفت	تعلیم
۱۶۷	بیان تکرار	اولیا ہر قوم میں ہیں مثل انبیا ہر امت میں	اولیا اتحاد ہیں
۱۶۸	الیضاً	ایمان زلی ہے مومن اور کافر کا	مشق کہاں کرے کافر
۱۶۹	الیضاً	دو بینی و دو تی آمیں تا ہے	یہ کوتہ بینی ہے کہ
۱۷۰	الیضاً	بے اولیا کے ہدایت نہیں ملتی ہے	صورت دیکھنے گمراہ ہوتا ہے
۱۷۰	قصہ ابلہ کا	سیر بحری تر بنی انسان کا حال کرتا ہے	حق بر دو ہم فاضل
۱۷۱	دیوانگی ظاہر کرنا	سبب دیوانہ بننے کا اور بعد ہوش میں	ظہور کرامت

به عون ثنا مکین مکان فضل خلاق زمین زمانسخه

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے گنجفی | جو تھا سارے عالم کو بدلع نام

مثنوی معنوی

ربہ دفتر دوم

از طبع معارف گاہ مولوی محمد یوسف علی شاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکسیاں چشتی نظامی گلشن آبادی ملکاپور

مطبع نامی منشی نول کشور میں حسن و زیبائی سے مطبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفتر دوم پیر اہن یوسفی ترجمۂ مثنوی معنوی

پیر اہن یوسفی	مثنوی معنوی
مثنوی کو دیر تک مدت ہوئی	مدتے این مثنوی تاخیر شد
تا کہ خون ہو شیر لبہا ملت ہوئی	تا نہ زاید بخت تو فرزند تو
نامہ تیرے بخت سے فرزند ہو	خون نگردد شیر شیرین جان لو
خون نہ ہو شیر شیریں جان لو	چون ضیا الحق سالم آید مان مان
جو ضیاء الحق سالم مال رہے	تا بگردد ہند زاج آسمان
پاک ہو پھر ہی فلک اوج سے	چون ہمراج حقائق خوانده بود
جو تھا معراج حقائق کو گیا	بے بہارش مہمانان گشته بود
بے بہار اُسکے نہیں گنجہ کھلا	چون زود ہمکو اہل بازگشت
جب کہ دریائے کنارہ پر چھوا	چنگ شعر مثنوی بجنے لگا
چنگ شعر مثنوی بجنے لگا	اسکا پھر تا روز ہستقبال تھا
مثنوی کہ صیقل روح ہوں دلا	مثنوی کہ صیقل ارواح بود
مطلع تاریخ اسکا جاں بے	مطلع تاریخ این سودا و سود
بلبل اس جا بے گیا تھا پھر چھوا	بلبلے زین جا بپرّ رفت و باز گشت
صید معنی کے لیے باز اک ہوا	بہر صید این معانی باز گشت

Stamp: Property of Maulana Azad Library, Aligarh Muslim University

جو شحنہ یار سے اپنے ملے — بس ہوائے خوش سے سرتاپا کھلے
جو خزاں میں ہے وہ یار خلاف — تو چھپائے منھ کو رو زیر لحاف
بولا یار بد مانا ہے — تو وہ آئے سو ناخجستہ گئے ہے
سوز جو ہوں تو جوں میں اصحاب — اچھا دنیا نوش ہے ہو خواب
آنکھ جاگنا ہو صرف دنیا نوس جاگا — سونا جاگنا ہو جو دانش کے ساتھ
سونا آنکھ کا مایۂ ناموس تھا — حیف وہ جاگنا کہ نادان ہے
نیمہ کشش میں جو اخوت کیا — بلبلیں سب جا بسیں اک ہی جا
بلبلیں خامش ہے گلزار کے — غیبت خورو کھو تی بیداری کو ہے
آفتا باترک یہ گلشن کرے — تا زمیں کا تخت تو روشن کرے
آفتاب معرفت کو تقلب ہے — مشرق مکھی نیر جان مقلب ہے
خاصہ آں ہے جو ہر شمس الکمال — رات ان روشن کرے جو ہے گمال
آفتاب مطلع خوبیں کا طالب ہو تو — بعد وہ جائے جہاں مشرق ہو تو
حسن فعالش تری مغرب کو ہے — سر قمیں جا شش ہوں مغرب پر ترے
راجس و ہو گدھو نکی اے بشر — تو گدھوں کا ہو چکے نہ شتر مر کر
پانچ حس کے اور سوا ہیں پانچ حس — وہ شمال یمیں اور یہ شمال حس
جو کہ ہیں آگاہ اس بازار سے — حسن سرخ شل حسن نہ لیلیٰ
حسن ظلمت کی کما ہا ہو خدا — حسن جاں خورشید کے ہو تیا
اجس ہیں کو نجس میں تو لگا دیا — دست موسیٰ کا دکھائے معجزا
اے ہمہ تن مغتنین میں شمس مغرب — آفتاب چرخ رکھے اک صفت
کاہ کو لو قاف کو عنقا ہو تو — کاہ کو خورشید و گے دریا شوی
تو مزیہ ذرہ ہا بنی فراخ دل — تخمکو افروں ہم ہے جانور میں
حسن علم و عشق سے یاری رکھے — تازی و ترکی سے یا فرعی رکھے
تجھ سے ہے نقش ابجدیں معمور — ہیں شبہ اور موحد خیر و سر
گر نہ کو موحد تو کرے — گر موحد کو دوئی میں تو رکھے

آن درخت کو شود دایا بہشت — از ہوائے خوش سرتاپا شکفت
در خزاں چوں دید او باغ خلاف — در کشید او رد در سر زیر لحاف
گفت یار بد بلا شفقت ست — چونکہ او آمد مظہر لطف حق ست
پس پیمبر باشم از مہماں کیف — ہر زہ دنیا نوس شد موت کیف
یقظہ شان مصرف دنیا نوس رد — خواب شان سرمایۂ ناموس بود
خواب بیداری چو بادانش ست — راہ بیداری کہ بانادان نشست
چونکہ زاغان نیمہ بر گلشن زند — بلبلان پنہاں شدہ دم نہ زنند
زانکہ بے گلزار بلبل خامش ست — غیبت خورشید بیداری کش ست
آفتا باترک این گلشن کنی — تاکہ تخت الارض را روشن کنی
آفتاب معرفت القا فیست — مشرق و مغرب جہاں مقلب ست
خاصہ خورشید کمال آں چنیں ست — روز و شب کردار او در دو کنار است
مطلع شمس اگر اسکندری — بعد ازاں ہر جا روی نیلوفری
بعد ازاں ہر جا کہ روی مشرق بود — شہر تہا بر مذہب عاشق شود
حسن فعالش ست کو مغرب نشان — حسن مع رشیت ست کو مشرق دواں
راہ حس را و خزاں ست اے سوا — اے خزاں را تو مراہم شرم دار
پنج حسے ہست جز ایں پنج حس — آن چو جز سرخ ایں چہ ہا چہ کس
اندراں بازار کایشاں ماہرند — حسن سرخ ہا چوں حسن کہ خرند
حس ہمدان تو ظلمت منورد — حس جاں از آفتاب ہے چہ رو
اے ہمہ دولت مسما شتہ غیب — دست چوں حسی بروں آر از جیب
اے صفات آفتاب معرفت — آفتاب چرخ ہندیک صفت
گاہ کو تو قاف گہ عنقا شوی — گاہ کو خورشید و گے دریا شوی
اے فزوں از ہمہا و ہیچ ہیچ — تو نہ ایں باشی نہ آں زاں جملہ نیش
روح را با تازی ترکی چکار — روح باید جملہ را بے قال و یار
ہم مشبہ ہم موحد خیر و سر — از تو لے بے نقش با چندیں صور
گر نہ شبہ را موحد سے کند — گہ شبہ را موحد میزند

گر تجھے مستی سے کہنے تو ہاں
بانچے امرد کے یا گلبدن

اگر ترا گو بد زمستی لو الحسن
یا صغیر السن یا طیب البدن

ہر شعر کے نیچے اس کا ترجمہ ہے

گاہ نقش اپنے کو دیوان کہے
ظاہراً نقش یہ جانان کے لیے

گاہ نقش خوبش ویران کنند
از پے تنزیہ جانان کنند

جسم حس رکھتی ہو مذہب اہل اعتزال
مستی ہشیم حصاب اندر مجال

چشم حس است مذہب اہل اعتزال
دید و عقل ست سنی در مجال

حس کہ ہیں پابند اہل اعتزال
مستی ہو کہلاتے ہیں رند و ضال

سخرہ حس اند اہل اعتزال
خویش را سنی خاند در ضلال

جو را حس ہیں وہ ہر ہستی
خود کو سنی جانے اور وہ جاہلی

ہر کہ او حس را خدا و معتزلی ست
گرچہ گوید سنیم از جاہل ست

جاکہ تجو را ہے ایسی ہو دور
اہل بیش یا بود حس کی ہشیم کو

ہر کہ پیرانش حس او سنی ست
اہل بیش و مرجع خشم حویش ست

ہے جسے حس حق سے پانا ہوں نا
اسکی طاعت ایسی ہے مقبول خدا

ہر کہ از حس خدا دید آیتے
در برحق ہست بہتر طاعتے

اگر نہ ہو کہ حس جوان شاہ را
پس باید گاو و خر الٰہ را

گر بدیدے حس حیوان شاہ را
پس بادے گاو و خر الٰہ را

حس جو ادنیٰ سوا اور مرد سے
جز حس حیوان نہیں ہوا

اگر نبودے حسی دیگر مر ترا
پس بنی آدم مکرم کے بودے

پس بنی آدم مکرم کے بودے
کی بحس مشترک محمود شدے

حس مشترک سوا ہے کب
ہو وہی باطل نہ صور سے چھٹے

تا مصور با مصور کے بودے
باطلی ما صور گفتست

جو ہو مغز اور پوست سے بالکل جدا
کہ ہمہ عمرست پیش ست پوست

فا مصور با مصور پیش ست
کہ ہمہ عمرست پیش ست پوست

اگر تو کور سے نیست برائے مرح
ورنہ رد کا لقصہ مفتاح الفرج

اگر تو کوری نیست برائے مرح
ورنہ رد کا لقصہ مفتاح الفرج

پردہ ات دیدہ را دہد صبر
ہم سوزد ہم بساز دش صد

آنہ دا چوں شود صفا فی پاک
نقشہا بینی بروں از آب و خاک

نقش کیسے نور سے آب و خاک
فرش کو دیکھے تو اور فراش کو

بہم یعنی نقش و ہم نقاش را
فرش دولت را و ہم فراش را

چوں خلیلی آمد خیال یارمن
صورتش ست منی او بت شکن

ہست شکل منی و صورت ہوا
صورتش ہو منی او بت شکن

شکر بر دوان را کہ چون او شد پدید
در خیالش جان خیالی را دمید

بس خیال اسکے میں جان بیخیال
در خیالش جان خیالی را دمید

خاک در گاہت علم را سر نہفت
خاک بر سر کو ز خاکت می شگفت

خاک پہر خاک سے تیری پھرا
خاک بر سر کو ز خاکت می شگفت

گفتم از خوبم چو پندارم این ورد
ورنہ خود چندید بر من زشت و

ورنہ مجھ پر خوبی زشت و فضول
ورنہ خود چندید بر من زشت و

چارہ آن باشد کہ نمودم انگرم
در خور اشیم یا نا در خورم

لائق اسکے ہوں و یا لائق نہیں
در خور اشیم یا نا در خورم

او جمیل ست و یحب الجمال
کے جوان نوگزیند پیر زال

آپ سندر ہے جوان کو پیر زال
کے جوان نوگزیند پیر زال

طیبات از بہر طیبین ست
خوب خوبی را کند جذب الیقین

طیبات از بہر کہ للطیبین
خوب خوبی کو ہی لیتا یا یقین

خوب خوبی را کند جذب ایں بدان
طیبات طیبین آید بر آں

طیبات و طیبین آسر پر ہو
طیبات طیبین ہے بر آں

در ہر آن چیزے کہ تو ناظر شوی
میکند با جنس خود سیر معنوی

جنس کی کرتا ہو سیر او معنوی
میکند با جنس خود سیر معنوی

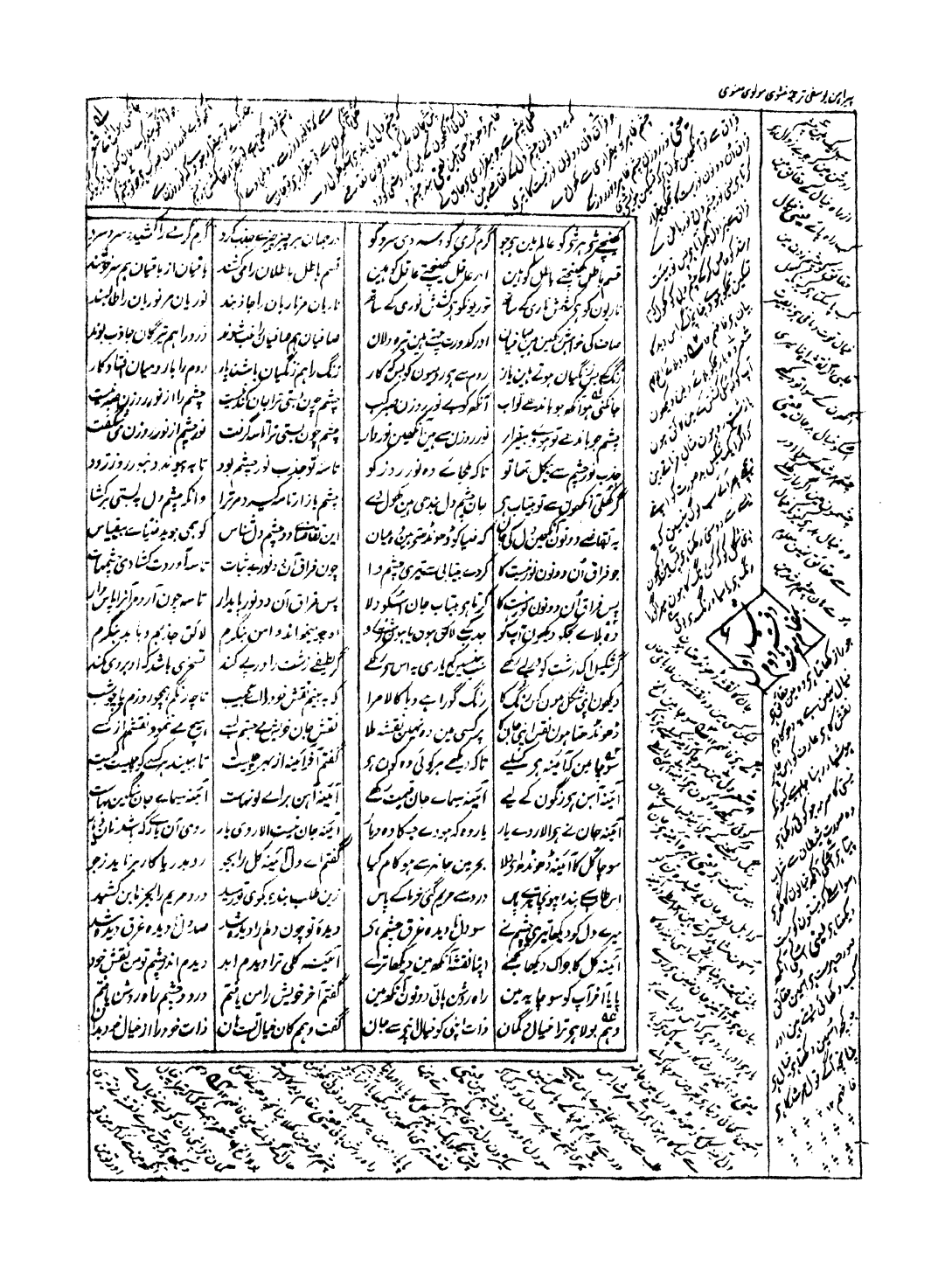

بولا نقشہ میرا تیری آنکھ سے | کہ میں تو اور تو دیدن یک ہی | نقش من از پیشہ تو آواز داد | کہ شد تو تو شے و در اتحاد
چشم و دست و پا جو دیدے زوال | راہ کب پائے حقائق سے خیال | اندریں پیشہ مپیر کے زوال | از حقائق راہ کو کہ باد خیال
میری آنکھوں کی سوا گر نقش غیر | گر تو دیکھے دو خیال کہ جان بد | در دو چشم غیر من تو نقش غیر | گریہ بینی آن خیالے دان ز رد
ہستی کا سرمہ جو کوئی رکھے | باد و تصویر شیطاں سے بچے | آنکہ سرمہ ہستی در نے کند | بادہ از تصویر شیطاں کے چشد
بس سیاہی نکالا گھر اسکی آنکھ کا | نیستو نکوست دیکھے ایسے | چشم او خانہ خیال ست غلام | نیستہا راہست ہیں لاجرم
آنکھ سیری دیکھے سرمہ دیدار کا | خانہ ہستی ہو فی خانہ خیال | چشم من چوں سرمہ دید از خانہ بلال | خانہ ہستی ست فی خانہ مثال
تیرے اک بال ہو تو ہیں چشم | میں خیال اندر مگر مانند پشم | تا کہ مو باشد از و پیش چشم | در خیالت کو بہ شد چوں پشم
سنگ گیر کو تو ہو تصدیم جان | کہ خیال تو ہے سکل چھینے | شیر را آنگہ شناسی از گہ | از خیال خود نہ کنی کے گذر
اس حکایت سن تو اسکو گر سمجھ | تا کہ چلے تو میان از قیاس | یک حکایت بشنو اسکو گر شناس | تا بدانے تو میان را از قیاس

ہلال

ایجاد نمانا ایک شخص کا خیال صحابہ میں رضی اللہ عنہم کے اور دیکھنا اسکا ہلال اور نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے اور تنبیہ نمودن او را بر سر

ماہ رمضان آیا در عہد عمر | اک پہاڑی پر کئے دو سہ نظر | ماہ روزہ گشت در عہد عمر | بر سر کوہے دو پیدا ماند اثر
تا ہلال روزہ را گیرند فال | ایک بولا اے عمر یہ ہو ہلال | تا ہلال روزہ را گیرند فال | آن یکے گفت اے قمر نیک ہلال
آسمان پر تو قمر کو سہ دیکھا | بولے تیرے سہ خیال اندر آگا | چوں عمر بر آسمان سہ را مید | گفت بیں مر اے خیال تو دید
ورنہ میں دیکھوں فلک کو | کیوں نہ دیکھوں ہلال پاک کو | ورنہ من بینا ترم افلاک را | چوں نہ بینم ہلال پاک را
ہوے پانی اتھہ آبرو پر ڈال | بعد وہ تو کر نظر سوے ہلال | گفت ترکن دست و بر ابرو مبال | آنگہا تو بر نگر سوے ہلال
قمر جو ابر دست کی اوٹ سے دیکھا | بولا اے سلطان دین اب صاف ہے | چونکہ او ترکرد ابرو سہ ندید | گفت اے شہ نیست شبہ ناپدید
بولے ابر کا تری نے پونچھا تھا | پس تعجب رکھتا تھا وہ شکل ہلال | گفت آرے سوے ابر شد نگران | سوے تو انگشت تیرے از گمان
جو کہ ابر اس پر دکا اسکے خم ہوا | شکل او نود بال سکود دکھا | چون یکے مو کژ شد از ابروی او | شکل او نمود آن سوے او
بال اک خم ہے رہ جو گردن کا ہو | جو کہ سب اجزا میں ہے کیا کہو | موے کژ چوں پردہ گردون شود | چوں ہمہ اجزات کژ شد چون تو
بال اک خم راہ کا پردہ ہوا | دعوی جھوٹا دیکھنے کا کیا | چون یکے مو کژ شد از راہ ورد | تا بدعوی لاف دید او ہ زرد
گر جزو نگر سید حان سے کوئی تو | پھیرت سر زنہان سے جھوٹا تو | راست کن اجزات را از راستان | سر کش ای کژ رست روزان آستان
بھی ترازو کو ترازو ہی کرے | بھی ترازو کو ترازو کر رکھے | ہم ترازو را ترازو راست کرد | ہم ترازو را ترازو کاست کرد
جو کوئی ناواقفوں کے ساتھ ہو | آبرو کھوے گا ئے عقل کو | ہر کہ با نادانستان ہم سنگ شد | در کمی افتاد و عقلش تنگ شد
جا اشہاء علی الکفار ہو | زاں یاری پر حدود کی خاک کو | رو بہ شد از علی الکفار یاں | خاک بر دلداری اغیار یاں
سر پہ اغیار کے ہو جوں تیشہ | رو پہ بازی ست کرے تو شیرہ | بر سر غیار چوں تیشہ باش | ہیں کمن رو با بازی سیر باش

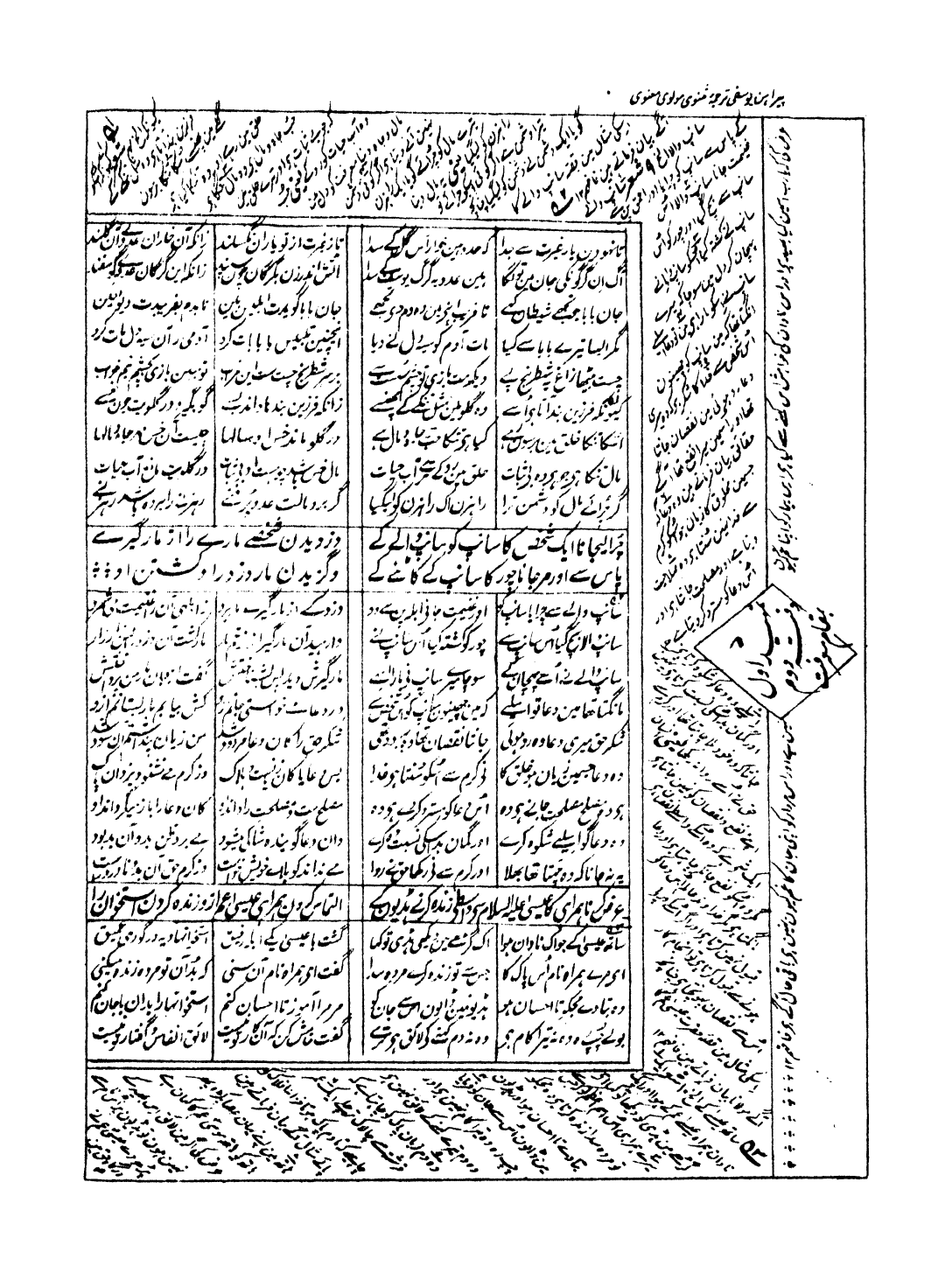

دم دہ چنانکہ ہوز زبان کو بگاہ تر
کان نفس غماز ہمزہ زبان را پاک تر
وز فرشتہ در رش چالاک تر

چاہیے اک محرم ناداں پاک مہ
تا کہ پائے محزن افلاک کو
تا بدین محزن افلاک شد

ہاتھ بن بے عصا کہ پدید ہیمان
ہاتھ کو پھر ہاتھ موسیٰ کا کہاں
دست او ستان موسیٰ از کجاست

بولہ گر لائق نہ بن پس بہتر است
بُن پر پڑھ دے تو زبان نام سے
ہم تو بر خوان نام ہر اسخوان

بولہ بھیسی یا لب سین مہر کیا
خواہش بر زبان کی کیے کو رہا
سہل ایں باد و بن گلخار مجست

کیوں نہ غم اپنا ہو بن بیار کو
کیوں نہ غم جان کا ہو اس دل کو
چون غم جان نیست ایں بیمار را

اپنے وہ دل کی نہ رکھے جستجو
وہ سے سر مردن کا دھونڈے چھپو
مرد کو بیگانہ ز اجو بدرنو

ہوش بد بخت گر دھونڈے ہوش مر
فارگاں اسکے کہ مینی کی جزا
فارِ رد دیدن جزا کاشت او است

جو کوئی ہوئے جہان بن تخم خار
وہ نہ دے گلشن بن تم کو نہ بہار
ہاون اورا بجو در گلستان

ہاتھ بن گر گل کو پیو وہ خار ہو
پاسے جا کر ملے تو وار ہو
گرگ گیرد بیک خار بے شود

دوشقی ہے کیمیائے زہر مار
عکس بے وہ کیمیائے نیک کار
کیمیائے زہر ایست آن شقی

قول و فعل سکے بہ یک رنگ نہیں
ہیں کلمہ ز قول فعلش عقیم
برخلاف کیمیائے متقی

نصیحت کے ناصوفی کا خادم کو واسطے نگہبانی جانور کے اندر زکردن صوفی خادم را در تیمار سپیدۂ او

ایک صوفی تھا جو سیاح جہان
صوفی میگشت در دور افق
ہم شبے در خانقاہے شد فتوح

جانور اپنے طویلہ میں رکھا
اہل بیت او نہ خفتہ یک دمے
او بصد رصفہ ہا یاراں نشست

ساتھ یار دیکھ مرتب و ہوا
پس مرا نگذشت با یاراں خویش
بس حضور یار کا در فتر کھلا

دفتر صوفی میں ظلمات حرف
دفتر صوفی سواد دین نیست
دفتر ے باشد حضور یار خویش

نوشہ و انگشتہ کا نقش قلم
ہر سیہ دی دل کی آنکھ شل بہ
جز دل سپید چون بہ بود نیست

جون نگاری کے لیے چھپے چہرے
نوشہ کا نور قدم
زاد و انگشتہ آثار قلم
زاد صوفی جیست انوار قدم

تو ری در رُخ نقش ہو پر چلے
نقش پا آہو کا پس رُو کو لے
ہمچو صیاد سوے آشکار شد
گام آہو دید و بر آثار شد

کنج کا مشکور ہو رستہ چلا
رہبری پھرنان آہو کی کرے
چند کاہش کام آہو در رہست
بعد ازاں خود ناف آہو رہبر ہست

ایک منزل جانا ہوئے ناف پر
کھوج سے آخر کو ہو مقصد ملا
چونکہ شکر کام گردد رہبرے
آخر ہر زان کام در کامی رسید

سیر زاہد ہر مہینے تا کجا
کھوج کی سو منزلوں سے بیش ہے
رفتن یک منزلے بر روی ناف
بہتر از صد منزل گام و طواف

مطلع مہتاب ہو کہ دل ہوا
سیر زاہد ہر مہینے تا کجا
سیر عارف ہر گھڑی تا خیر شاہ
سیر عارف ہر دمے تا تخت گاہ

تجکو سنگ و در ہو عزیزان کو گہر
بر عارف منحت ابوابہا
آن دے کو مطلع مہتابہا
بہر عارف منحت ابوابہاست

تجکو ہو دیوار اور آنکھ ہے در
با تو دیوار است و با ایمان درست
تا تو سنگ و با عزیزان گہر ہست

آنچہ نور آشنہ بینی عیان — پیر اندر خشت بیند پیش از آن

پیر دیدہ ہین جب کہ یہ عالم نہ تھا — انکی جان اُس نور مین نمی آشنا

عمر کی نمی پہلے اس تن سے بسر — اور لیا بیمتی سے تھا پہلے گذر

پہلے اِس صورت سے جان کو پایا — پہلے در اسے گہر کو جون لیا

مشورہ کرنا خداوند عالم کا فرشتون سے پیدائش خلق مین

مشورہ کرنا خدا با ایجاد خلق — انکی جان بھی غرق در ایجاد خلق

جو ملایک آنکے مانع ہوا کرتے تھے — بس ملایک پردہ خفت بینے تھے

مطلع صورت ہو کہ ہستی جو — اُس سے پہلے کہ ہو نقش کل بے

پہلے دیکھا نمی ہے کیوان کو — پہلے دیکھا ماہ سے ہر زبان کو

بے دماغ و دل و ہا انگارا تھے — بے سپاہ و جنگ نصرت دار تھے

وہ عیان انکو و تجکو فکر ہے — ورنہ رویت ہی نسبت دور کی ہے

ماضی مستقبل مین ہوتی فکر ہے — جو ہو اِس سے دور شکل حل کیے

باغبان کو دیکھا شاخ بے ثمون — دیکھا پہلے کان سے نیک زبون

پہلے پیدائش سے کل انگور کے — یاد و کھائے اول بیں سنی کرے

شدت گرمی مین سردی دیکھنے — حوب بدی و ملکے کو بھی دیکھنے

دل مین انگوردن کی وہ دیکھتے — اور نماے محض مین شو دیکھتے

دور مین انکے خاک زلسا — شمس انکے جو دسے زرین ہوا

جو ہم دیکھے نوآئین ہو دربار — بھی رواک ہون بھی وہان ہم ہزار

مثل ہو جون کے عدد انکو ہوے — بس عدد انکو کہ ہین ما دے

جو کہ متفرق ہوا ہو شمس جان — روز نون مین جمع کے پان ہر مکان

قرص کو جو دیکھے تو ایک ہی — جو ہو محبوب ہزار و مشک رکھے

تفرقہ یہ روح حیوانی مین ہے — نفس واحد روح انسانی مین ہے

حق کہے پرش علیہم نور ہا — نور متفرق نسو دے بہتا

روح انسانی کنفس واحدہ — روح حیوانی ہے خشت جامدہ

عقل جزا ہر مزے آگہ نمین — واقف اس سر کا بجز اللہ نہین

پیر دیکھے خشت مین اُس سے سوا — پیر اندر خشت بیند پیش از آن

انکی جان اُس نور مین نمی آشنا — جان ایشان نور دور ہے جود

اور لیا بیمتی سے تھا پہلے گذر — پیشتر از کشت بر بر گذشتند

پہلے در اسے گہر کو جون لیا — پیشتر از نقش جان پذرفتہ اند

مشورہ کرنا خداوند عالم کا فرشتون سے پیدائش خلق مین

مشورہ کرنا خدا با ایجاد خلق — جان ایشان نور قدرت نا بخلق

چون ملایک انع آن نشنیدند — بر ملایک غیب بنگ نمی بردند

مطلع بر نقش ہر کہ بست شد — پیش ایشان کین نقش کل پست شد

پہلے دیکھا نمی ہے کیوان کو — بیشتر از افلاک کیوان را بدیدہ اند

بے دماغ و دل و ہا انگارا تھے — بے سپاہ و جنگ نصرت دار تھے

وہ عیان انکو و تجکو فکر ہے — ورنہ رویت ہی نسبت دور کی ہے

ماضی مستقبل مین ہوتی فکر ہے — چون ازین دور است شکل حل شود

باغبان کو دیکھا شاخ بے ثمون — دیدہ پیش از کان صبح را لقا

پہلے پیدائش سے کل انگور کے — خورد و بیما و نمو و شورہا

شدت گرمی مین سردی دیکھنے — در شعاع شمس بے بینند دے

دور مین انکے خاک زلسا — در فنا محض شکوہ را دیدہ اند

جو ہم دیکھے نوآئین ہو دربار — آفتاب نبود شان رفعت پوش

بھی رواک ہون بھی وہان ہم ہزار — ہم یکے باشند ہم ہی صد ہزار

بس عدد انکو کہ ہین ما دے — در عدد آرد پشہا و شان

جو کہ متفرق ہوا ہو شمس جان — مفترق شد آفتاب جانہا

روز نون مین جمع کے پان ہر مکان — در درون روزن ابدانہا

قرص کو جو دیکھے تو ایک ہی — چون نظر در قرص یاری مو بمو بیست

تفرقہ یہ روح حیوانی مین ہے — نفس واحد روح انسانی بود

حق کہے پرش علیہم نور ہا — گفت حق رشی علیہم نورہ

روح انسانی کنفس واحدہ — روح انسانی کنفس واحد است

عقل جزا ہر مزے آگہ نمین — عقل ہزار امر ازین آگاہ نیست

واقف اس سر کا بجز اللہ نہین — واقف این سر بجز اللہ نیست

عشق کو کیا کام ہوا سے راستے | بہرے مادر زاد کو آواز سے
تھوڑا سے ہمراہ اگر دم تو مال | تا کہوں اوصاف بے خال و مثال

کب بیان ہووے جمال اس جمال کا | دونوں عالم عکس ہے اس خال کا
کر بیان اس خال کا ظاہر بیان | وربیان تا پاوے جمال حال او

مثنوی جوشش ہے اس بحر عمیق کی | چونکہ من از حال خویش مردم
مثنوی خورشید ہے اس چرخ کی | نطق چہتا ہو بدن کو پھاڑ دوں

چھوڑ تا کب ہووے رشک آرشی | ہمچو مورے اندریں فرمن خوشم
مثنوی کعبہ ہے اس دیں کی جناب | مارین خود سے زیادہ تا رکھوں

مثنوی مجموعہ ہے اس علم کا | گذارد و انکر رشک شمشی ست
مثنوی ہے بحر اس عرفان کی | تا کہوں لعلین جو ہو فرش دگفتنی

مثنوی ہے آب اس درگاہ کی | جرأے اور بعد جرکے مدرکے
مثنوی ہے نار اس سوزان کی | بحرکف پیش آرد و سدی کند

سو تو نوف کرتا ہوں بیان حکایت کا بسبب اغلب ہونے
سننے والوں کے طرف صورت ظاہری حکایت وغیرہ کے

بستہ شدن تقریر مثنوی حکایت بسبب میل
مستمعان باستماع صورت ظاہر حکایت وغیران

سنتے ہی دم بھر کہ گیا مانع ہوا | سنتے والے کا گیا دل اور رہا
دل کیا صوفی کی جانب کھاب | تا بگردون طبلچے اس خواہش میں سب
لازم آیا پھر اس قول سے | جانب اس قصہ کے کہنے کے لیے
صوفی صورت کو نہ جان اپنی پیچ | مثل طفلان کب تلک بازی کرے
جسم خاکی جیتے ہے جو زر و سیم | مرد گر ہے چھوڑے یہ دونوں چیز
گر نہ اندر جا سکے تو نفس حق | بس مجھے ہو کیا ہوا اندر یہ طبق

اختیار کرنا خادم کا خدمتگاری جانور کو اور خلاف کرنا اس کا
التزام کردن خادم تیمار بہیمہ را و تخالف نمودن

صورت قصہ بستہ تر اب ذرا | لیک دانہ سے جدا کر تو گیہ
حلقۂ جوآں صوفیوں پر نیش کا | دہد اور حالت سے آخر ہو چکا
کھانا لائے واسطے مہمان کے | جانور کی یاد جب آئی اسے
بولا خادم سے طویلہ میں تو جا | کھا نفس یا نہ جانور کو میرے لا
یا الٰہی آپ کیا فرماتے ہیں | میں ہمیشہ رہتا ہوں اس کی میں

بشنو اکنوں صورت افسانہ را | لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را
حلقۂ آں صوفیاں مستفہد | چونکہ در رو بد و طرب آخر سید
خواں یاور بند ہر مہمان | از بہیمہ تا آدمی آن زمان
گفت خادم را کہ در آخر برد | راست کن ہر بہیمہ کاہ و جو
گفت احوالی ہیں پر فنون گفتنی ست | از قدیم ایں کار ما کار ہیست

جان کو پوست تن سے ہم پاک کرتے ہیں کنایہ ہے نہ لیس ہونا سننے والوں کو کہتے ہیں کہ معنی قصہ کو صورت قصہ سے ایسی حاصل کر دیجیے کہ ان صوفیوں کا حلقہ حال حال

بولا دانہ اسکا کہ ہتھے سے تر
دانت مین مکڑ رکھ بوڑھا ہو فر

بولا احوال یہ کیا کہنے کی بات
مجھسے کوئی سیکھے یہ صفات

بولا تو خوگیر علمدہ آمے کر
نیب کدے ہے کہ نہ پشت پر

بولا احوال اب یہ چھوڑو فکر کار
تسے مہمان باون ہے آتے ہین ہزار

سب گوز اتھی ہین مجھسے اب لیتا
ہین ہوے مہمان جان در مہمان

بولا بانی مکھو دے پر شیر گرم
بولا احوال اب مجھی آتی ہے شرم

بولا اندر جو کے کمتر کاہ کر
بولا احوال اب سخن کو تاہ کر

بولا اب تو مہمان اسکا حال کر
خاک ڈالو دھنک گر رکھا ہو تر

بولا احوالی سے پھر لا احول کر
مت کرو تاکید بندہ اہل پر

بولا خربے تو فربہ جا کے کر
بولا احوال اب جا کرے پر

بولا اسکی تو بچھاری تنگ کر
تا نہ اُچھلے جو کہ دہ لوتے مگر

بولا احوال اس قدر گرو نہ کر
گون کے اندر نہ پھنس تو سر فر

بولا اسپر جول کو تو دے اڑھا
کیونکہ شب کو سردی ہوتی ہے سوا

بولا احوال ہمقدر تمت کہو
استخوان کب شیر مین تو جان لو

تجھے مین تہا دیوان اسکا مین
نہ تک بلاتے یہان مہمان ہین

لائق مہمان کردن ہین خدمتین
مثل گل سوسن ہوا مدت سے ہین

یہ کہا خادم نے اور باندھی کمر
بولا گھانس لاؤ جو کو لاؤن بہتیر

وہ گیا بطبل سے غافل ہوا
خواب خرگوشی مین وہ صوفی پڑا

چند اوباشون مین جا خادم بالا
اور صوفی کی نصیحت ہر ہنسا

جو تھکا صوفی تھا اور شب بھی بڑی
دیکھتا خواب تھا وہ اسا اسی

کردہ خر کو پھاڑتے ہین بیٹھ بیٹھ کے
اور لجات مین تکڑے گوشت کے

بولا احوال اب یہ کیسا ہے جنون
کہ وہ خادم ہے کہان اسکے کہون

دیکھا پھر خر کو جلا جاتا ہوا
گہ گرے مے مین گرتا ہوا اور گہ چاہ

ہر طرح کا دیکھتا تھا وہ اسی
فاتحہ پڑھتا تھا القارعہ

بولا کیا چارہ کہ یارب تھک گئے
سب گئے اور بند دروازے ہے کیے

گفت ترکن آب خورش را رخصت
گفت لاحول ہین چہ سیلوئی ہما

گفت پالانش فروزہ پیش پیش
گفت لاحول ہین ہے تم حکمت گزار

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کن
گفت لاحول ہین بہن کوتاہ کن

گفت چالیش را بروبار رنگ کن پشک
گفت لاحول ہی پر لاحول کن

گفت پستان شانہ پشت خربزہ
گفت رسول ہی پر شیر بدار

گفت دم نہا را کوتہ مبند
تا نہ غلطیدن نفتد او بہ پند

گفت لاحول ہی پر چندین مثال
بہر خر چندین مرو اندر جوال

گفت لاحول ہی پر چندین مگو
من ز تو سنتا ترم در فن خود

لائق ہر مہمان خدمت کنم
من خدمت چون کنم چون نہ کنم

خادم این گفت و روان بر پشت جست
گفت رفتم کاہ و جو آرم نخست

رفت و از آخر نکرد او ہیچ یاد
خواب غرگوشی بدان صوفی فتاد

رفت خادم جانب دہ باش چند
کز برا آمد ز صوفی ریشخند

صوفی ازرہ ماندہ بود و خشمناز
خواہا سہ بدہا چشم فراز

کان خرش رنگ گرگ ماند بود
پارہا از پشت و دلش پیر بود

گفت لاحول ہین چہ لاحول آنجا
اہ عجب آن خادم شفقت کجاست

یاز سہ بد آن خرش را رہا کرد
کہ بہ جا ہے میفتاد و گہ بہ گو

گونہ گون سہ بد ز نا خوش واقعہ
فاتحہ مے خواند با القارعہ

گفت چار ہیست یا آن خستہ اند
رفتہ اند و جملہ در ہا بستہ اند

پھر وہ کہتا تھا عجب خادم بنا ۔۔۔ ذکر وہ میرا ہوا دل ربا ۔۔۔ باز میگفت ای عجب آن مرد کیست ۔۔۔ ذکر ہا میگشت ہم نان و نمک

مین نے پھر تو کیا لطف کرم ۔۔۔ کیلئے السادہ دے مجھکو الم ۔۔۔ من نکردم باد ہا الا لطف لعین ۔۔۔ او چرا با من کند بد عکس کین

ہر عداوت کو سبب کچھ چاہیے ۔۔۔ ورنہ عنصیت و خاہ پیدا کرے ۔۔۔ ہر عداوت را سبب باید پسند ۔۔۔ ورنہ جنسیت و خاہ تلقین کند

پھر وہ کہتا آدم ہا جود نے ۔۔۔ کب کیا تھا ظلم آسرا ابلیس نے ۔۔۔ باز میگفت آدم ہا الطف جود ۔۔۔ کان بران ابلیس چیرہ کرد بود

کیا کیا انسان نے کچھ سانپ سے ۔۔۔ مرگ دو در دا کہ کیئے ہین چاہتے ۔۔۔ آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد ۔۔۔ کہ ہمی خواہند و را مرگ و رد

پھاڑنے کی گرگ بن عادت رکھے ۔۔۔ خلق پر ظاہر مسدیہ الکاہے ۔۔۔ گرگ را خو خاصیت بد ریدنست ۔۔۔ کاین چنین و خلق اخرد و تنست

پھر وہ کہتا یہ گمان میرا خطا ۔۔۔ بھائی پر ایسا گمان کب ہو روا ۔۔۔ باز میگفت این گمان بد مجست ۔۔۔ برادر اور ایچنین ظلم پر است

پھر وہ کہتا محرم سوء الظن تو ۔۔۔ جو نہو بدظن بلا سے کب بچا ۔۔۔ باز گفتے محرم سوء الظنی تست ۔۔۔ ہر کہ بدظن نیست کی اندر درست

دسو سہ مین صوفی و دہر کا یہ حال ۔۔۔ جیسے شمن کی جزا ہوئے مال ۔۔۔ صوفی اندر وسوسہ ہیئہ ایمان فرو خت ۔۔۔ کہ چنین باد اجزاے دشمنان

خاک پر تھپڑ مین فرسیکین کا ۔۔۔ پس گھڑی لوٹی فریج تو گر تھا ۔۔۔ آن فرسیکین میان خاک شست ۔۔۔ گرد شد و بالان و دیہ لخت لخت

رہ کا مارات بھرے کا تھا ۔۔۔ جانکنی مین گاہ و گہ اندر بلا ۔۔۔ کشتہ رہ جمیا شب از خلاف ۔۔۔ گاہ در جان کنی و گہ در تلف

رات بھر یہ ذکر خر تھا سوا لے ۔۔۔ جو کو پھوڑا پر نہ پائی پشت کا ۔۔۔ خر ہمہ شب ذکر کرد و اہ و آلہ ۔۔۔ جور ا کردم کم از پشت کاہ

باز بان حال کہتا اے شیخوخ ۔۔۔ سجدہ کر جسنے کیا مارے خاشاخ ۔۔۔ باز بان حال میگفت اے شیوخ ۔۔۔ رحمتے کہ سوے خشم آرین فراخ

خرنے دو کلیف دیکھے جو سیلاب مین ۔۔۔ مرغ خاکی دیکھے جو سیلاب مین ۔۔۔ آنچو آن خر دید از رنج و عذاب ۔۔۔ مرغ خاکی چید اندر سیل آب

بس ہے بھوکا مارے جو تھی جوع البقر ۔۔۔ بھوک کو مارے جو تھی جوع الہقر ۔۔۔ بس بہ پہلو گشت آن شب تا سحر ۔۔۔ آن فرو پیچید از جوع البقر

نالہ کرتا گاہ و جھکے دے سطے ۔۔۔ شوق کھتا گاہ و جھکے دے سطے ۔۔۔ نالہ سیکرد از فراق گاہ و جو ۔۔۔ مستمد از اشتیاق گاہ و جو

بس و محنت و درد و سوز سے ۔۔۔ بیقین و محنت و درد و سوز ۔۔۔ نالے کرتا رات بھر تھا اسلیے ۔۔۔ نالہا سیکرد از شب تا بروز

دن مین تو صبح سے خار مے آ ۔۔۔ جلد جو گیر اسکے اوپر پس کسا ۔۔۔ روز شد خادم بیامد یا مداد ۔۔۔ زود پالان چست و بر پشتش نہاد

خر فرو شون کی طرح آرین جیا ۔۔۔ سک جو کرکے ہیں وہ خر سے کیا ۔۔۔ خر فرو شانہ دو سہ از تمش بزد ۔۔۔ کرد با خر انچہ با سگ می سزد

خر ہوا چالاک و تیز اس نش سے ۔۔۔ فر زبان بھی کہتا حال ریش سے ۔۔۔ خر چنہ گشت از تیزی می نیش ۔۔۔ کو زبان با خر بگوید حال خویش

گمان ہوا اہل قافلہ کو کہ شاید یہ خانور صوفی کا بیمار ہے ۔۔۔ گمان بردن کاروانیان کہ مگر پیئہ صوفی بیخبر ست

جب سوار ہوا وہ صوفی ہوا ۔۔۔ تھوکر ین ہر دم وہ کھاکے گر گے ۔۔۔ چونکہ صوفی بر نشست استد روان ۔۔۔ رو در افتادن گرفت اندر زمان

ہر گھڑی اسکو اٹھاتے لوگ تھے ۔۔۔ اور اسے بیمار سب تھے جانتے ۔۔۔ ہر نزائش خلق مے بر دے شتند ۔۔۔ جملہ رنجورش ہمی پنداشتند

ایک کان اسکا مروڑے تھا کوئی ۔۔۔ دوسرا سم توڑتا اسکا دیکھا ۔۔۔ آن یکے گوشش ہمی پیچید سخت ۔۔۔ وان دگر زیر گاہش میگشت

تیسرا پلہو نین اسکے دیکھے تنگ ۔۔۔ چوتھا اسکی ناک کا دیکھے تھا رنگ ۔۔۔ وان دگر در چشم او میدید رنگ

کتے وہ اک شیخ یہ ہر کسلے
بد نہ کہتا ہو تو وی خرسک ہو

بولا احوال اسنے کہا ہی رات کو
اسلیے بس چل نہیں سکتا ہی و

شب کو جو سکی خورش احوال ہی
شب کو تسبیح دان کو ہی مجاگری

جو نہیں ہو کوئی تیرا غمگسار
خود ہی کرنا چاہیے کام اپنا یار

ہین یہ مردم خوار غلبے دہان
کب سلامت انکے تم پاؤ امان

انکا دل تو خانۂ شیطان ہی
دھو کا ہت مکار مردم ابلیس ہے

مکر شیطان سے جو ہین واقف خوار
ایس گرینگے مثل خر روز شمار

جسنے دھوکا یان پکھایا ہو تجھے
اور دشمن دوست کے روپ سے

پل صراط اور بس وہ اسلام پے
لغزش پاے دوشن فرگے

یاد رہے کہ مکر کی تو چال دیکھ
مست چلے ہیم زمین پر چال دیکھ

دیکھ لا الہ ابلیس ہر الحواض ہین
دیکھ آدم مار ہین شیطان یہان

تجکو دم دیتا ہی اور کہتا ہو دوست
مثل قصاب نکو پہچنے ہیر است

تیر ادم دیکر کہ پہچنے لے انیون کو
حیف ہی دشمن سے لے انیون کو

رہے پا پر ترے قصاب دار
اور دم دیکر کرے تجکو شکار

خود کو کر مانند شیر اپنا شکار
چھوڑ عشوہ غیر ادا ہی کا یار

جان جون قادم ہر دم تک اشتی
عشوہ ناکس سے بہتر بیکسی

ست بنا تو دوست دشمن کی جا ہین مگہ
کام اپنا کر تو غیر ہین کا نہ کر

غیر کیا ہی تیرا خاکی جسم ہے
واسطے اسکے تو غنا کی کہے

جوہر جان کی نہ دیکھے فر ہی
بعد مرنے کے وہ مشک بس ہے

مشک بن گرتن کو تو اپنی نہ کہے
مشک تو تن پر مثال اور زوال پر ہال

دو مناسق مشک جو تن پر لے
ہو زبان پے نام حق اور جان سے

ذکر انکا سبزہ جون گلشن ہے ہر
عارب وہ سبزہ اس جا پر رہے

شیخ یہ سنکے کہا اے شیخ این خر توست
گفت آن خر کہ شب لا حول خورد

جز بدین شیوہ نہ نامد را بپرد
چونکہ توت نر شب لا حول بود

شب سبع بود در روز اند سجود
چون ندارد کس غم تو تمن

آدمی خوار ند جانب روان
خانۂ دیوست دلہا سے ہمہ

ہمچو آن خر در سر گور مدر خیز
از دم دیو آنکہ لا حول خورد

در تحمد در دوست رد تعظیم بر تو
در سر پر ہمچو آن سر از خباط

دام ہین این مر تو بر زمین
آدما ابلیس را در مار ہین

دم دہد تا پوست بیرون کند
وے آن کز دشمنان افیون خرید

دم دہد تا خوت ریزد زار زار
ترک عشوہ منہی خویش کن

ہمچو خار مغیلان مر عاشقان
بیکسی بہتر ز عشوہ ناکسان

در زمین مردمان خانہ مکن
کار خود کن کار بیگانہ مکن

کیست بیگانہ تن خاکی تو
کز برای اوست غمناکی تو

تا تو تن را پروری بر شیر و شہد
جوہر جان را نہ بینی فر ہی

گر سیان مشک تن را جا شود
روز مردن گند او پیدا شود

مشک چربو دام اگر نی دہ نشان
مشک ہر بو دام اگر نی دہ نشان

آن مناسق مشک بر تن می نہد
روح را در قبر گلخن مے نہد

بر زبان نام حق و بر جان او
گند ہا از کفر بے ایمان او

ذکر ہا او ہمچو سبزہ گلخن ست
بر سر ہر گل ست سوسن سبز ست

آن نبات انجا یقین عارت ست
جاے آن گل مجلس ست و عشرت ست

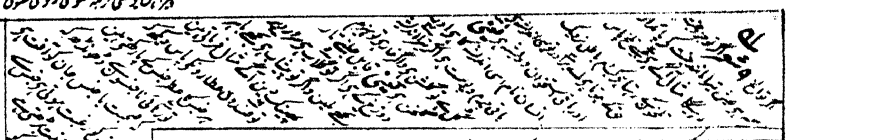

طیبات از بہر طیبین کے واسطے — اور خبیثات خبیثین کے لیے
کینہ مت رکھو اس سے جو کینہ رکھے — گو کہ کی پاس دل کین کی ہو
اصل کینہ کی ہے دوزخ کین ترا — جزو اس کل کا دشمن دین کا
جزو دوزخ کا ہو خو ہو خیر خیار — جزو سوئے کل جو دیگر فرار
گر تو بہت کا ہو جزو دای نامدار — عیش تو لعون جہان ہو یا مدار
لعن لیس الملعون کی شامل ہے یا ہو — کب دم باطل قرین حق رہے ہے
اے برادر یہ سبی اندیشہ تو ہو — اور باقی استعوان ریشہ تو ہو
گاہ ہے اندیشہ ترا گاہ شش ہے تو — خار ہو گر ہیزم گلخن ہے تو
گر گلاب اب ہو سر و پا پر طین — گر تو ہو پرہیز اب پر ہیز یاں
دیکھ تو صندوق وقع طار دنگی ہے کیا — جنس کو جنس اپنی کھینچا ہے کیا
پس بانی دھوئیے یہ ابتدا سے تو — صحبت ناجنس آفت جان کو
جنس کی ہوتی ہے غربت جنس سے — جنسیت سے کھوئے غربت مرتفی ہے
گر ترین عود در شکر ہے تو ہو — ایک کو لیس و سر کہ ہے قبول
قوتی ہمہ قوتی جان پیدا ہے تو — نیک بد آپس میں سب ہم طین
حق نے بھیجا انبیا کو اسلے — تا جدا ہوں اہل دین کفار سے
حق نے بھیجا انبیا کو با ورق — تا کہ دانہ جن لیں پر اندطبق
مومن و کافر مسلمان کی نشان — اس سے پہلے دیکھتے سب یک بیک
اس سے پہلے اک یکساں ہم سبھی — نیک و بد خود کو نہ جانا تھا کوئی
سب کے سب گم کردہ تھے عالم میں نشان — شش جہات عالم تھا ہم چو دیوار جہان
جب کہ نکلا آفتاب انبیا — تابر آمد آفتاب انبیا
آنکھ جانے فرق کرتے رنگ کو — بولے کھوٹے جاکھرے تو یاں پرے
آنکھ واقف گوہر و خاشاک سے — آنکھ مین خاشاک مٹکے اسلیے
دن سے یہ کھوٹے کھرے ہیں بین تمیز — اور کھرے دن سے رکھے ہیں دستی
کیونکہ دن آئینہ انکے حال کا — تا کہ پرکھا جاے وہ کھوٹا کھرا
حق نے محشر کو لقب دن کا دیا — دن دکھائے رنگ گرخ و زرد کا

خبیثین را خبیثات است بین
گر نشان پیش کین داران نہند
جزو آن کل است جنس دین تو
چون تو جزو جنتی اے نامدار
تا بہ اطمان الیقین ملحق شود
اے برادر تو بہین اندیشہ
گر گلست اندیشہ تو گلشنے
گر گلابے بر سر و ریشت زنند
طیبہا در پیش طیبان بین
تو را ہی چو رفا جنسان بجد
جنسہا با جنسہا آمیختہ
گرد آمیزند عود و دشکرش
طیبہا بالشکست و جانہا بختند
حق فرستاد انبیا را بہرین
حق فرستاد انبیا را با ورق
پیش از ایشان ہم یکسان بودیم
بود نقد و قلب در عالم روان
تا بر آمد آفتاب انبیا
چشم را اندفرق کردن رنگ را
چشم را اندلمس را و سنگ را
چشم را زان میخلد خاشاک ہا
تا ببینند اشرفی را شرف در
روز نہاد بر جمال مسخ و زرد

وحقیقت دن ہے سترا ولیا | آنکھ مہ کو آنکھ پہ دن سا پیا | روز بیشتر یا و شاہ جن ہا بیت
عکس ستارا ولیا دن جان لے | رات انکی عکس ستاری کی ہے | عکس از زہر دحق دا نہید روز
اسلیے فرمایا حق نے واضحے | والضحے نور نبی مصطفے | زان سبب فرمود حق ہر دو الضحے
پھر کہا ہے دن ضحے کو یاد لے | اسلیے کہ یہ بھی اسکا عکس ہے | تو ان ہے تکو انیم عکس ہی ہست
درنعت خاتمی کی قسم کھا ناخطا | کب ہی خاتمی لائق قوال خدا | ورنہ ہر خاتمی قسم خوردن خطاست
لا احب الآفلین جانے خلیل | چاہے ہو خاتمی کو پھر رب جلیل | خود فتاحہ لا تحق قول ہست
لا احب الآفلین کہتے خلیل | اس لئے کہ جا ہے کب رب جلیل | از خلیل لا احب الآفلین
اسکی ستاری کی ہے یہ دلیل ہے | یہ تن خاکی ہے آنکا جان لے | بس نہ اچون حرمت رب العالمین
یار دو اللیل ست ستاری او | اور شب تن سے کیا یاد ہر ملک | لا احب الآفلین گفت آن خلیل
آخا بش چون بر آمد از ان فلک | کہ فنا خواہد از ین رب جلیل
وصل کے باعث ہوئی عین بلا | وصل بد گشت از عین بلا | دین تن جا کو از نگاری و
ہر عبارت ہو نشان اک حال کا | اس مزے سے ہو عبارت اخلا | باشب تن گفت ہیں و رعنگ
اگر زر گر کا بدست کفش گر | حال ہر دست در عبارت آر سا | زان حلاوت شد عبارت ملا
کفش گر گر کا آلہ پیش قلبدران | جیسے اک کی تخم ریزی بگ پر | حال چون ہست عبارت ہست
تھا انا الحق بالب منصور نور | آلت زر گر بدست کفش گر | ہمچو دانہ کشت کردہ پاک ز
دست موسی بین عصا تھا بس گوا | کاہ سنگ پیش بزگر کہ آسمان | پیش سنگ کہ آسمان و پیش خر
اس سبب عیسی نے اس ہمراہ کو | تھا انا اللہ بالب منصور نور | بود انا الحق در لب منصور نور
کہ بجائے نفس آلہ بر رکھے | دست موسی بین عصا تا چہ تھا | شد عصا اندر کف موسی گوا
دست آلہ اشل سنگ آہن کے ہی | تے سکھا یا پاک اسم اللہ کو | زین سبب عیسی بدان ہمراہ خود
ہو کہ بے بضعت اوا گر دہ ہوا کب | سنگ گل ہے کب آتش جھڑے | کو نداند نفس بر آلت نہند
ہو کوئی در دین بازیادہ کمین | زوجہ شوہر ہے ہا بچہ تنے | دست آلت ہمچو سنگ آہن ہست
اصلی ہو دور تو ہوں کیسان | سنگ عدد دین ہو نہ سنگ در کہا کب | آنکہ بے بضعت او آلہ ہست
گر حدد ہو تو کمی گنید مہ | کر نفیع شہ تعنق واحد ہیں ہیں | صد دفتک ست ان یک حکمت ہست
گنید تم سہ بدی بے نقصان ہی | کہتے جو دو تین ہیں ہوں ایک ہی | متفق شنید در ین اصل تین
کان رکھا ہی احوال سہر ہوش سے | انکی کی ایک دو اتو گوش سے | ان دو سہ گو یان یکی گو یا شی نند
پیرو دل ہیں ہیر کلام پاک تو | ذ سالے جا ئیں اصل نور کو | گر دبر میگر داز جو گان اد
اگر دین تو تنگی دل سے نہ ہو تو سلیمی اور اگر تیرے دل میں سوز عشق پیدا ہو تو تجھ پر ہوش تیرے ماند ہو جائے اور مرغ کے دین جا کہ اسکا حال بازی ہی کی مثال میں آگے آئے گا ہے ف ۱۲

پس دل کو بین خوش طبعان کے — مثل باغ نقش کی بین لہر کے — وان فسون دیو در دلہائے کرد — میرود چون نقش کژ در پائے کژ

گرچہ کردار دنے تو حکمت کو لائے — گرچہ حکمت را بتکرار آوری — چون تو نااہل بود قبلہ شود از تو بری

گرچہ تو لکھے نشان آہو کرے — گرچہ بشنیدی سے بیان تہو کرے — در چہ بے لافی بیانش میکنی

منہ چھپا تین تجھسے وہ اہل ہنر — در نژادیں بھاگنے کو رستہان — بند با اگبسلد بسر گرہ

گر نہ چاہے تو وہ دیکھے سوز کو — مرغ دست آموز تیر اصلہ ہو — علم باشد مرغ دست آموز تو

کیسے ہوتا اہل کے پاس اکن بیان — جیسے شہ کا بارد بھائی کے بیان — ہمچو باز شہ بنجانہ روستا

پادشاہ کا باز کو پیر زال کے یہاں اور بتلا ہونا اور کا پادشاہ باز خویش را در خانۂ کپیر و مبتلا شدن

علم ہی وہ باز سما گو شاہ سے — پیر زن کی سو کہ آ ما چاہے ہو — علم آن باشد کہ رشہ گیرنجت

ہا پکائے آش بچون کے لیے — دیکھا: دوش باکہ خوشرنگ ہو — تا کہ تما جے پدر داولاد را

ہا تون اگر آ اندھے کرتے اسکو پر — کاٹے ناخن بھالرس ہی ملکے کو پر — دیدآن باز بوش کوش را

بولی تیری کچھ شہ کی بس غم ہو — ہر زناخن تیز چو صد سوہے پر — پاکش بست و پرش کوتاہ کرد

ہست آنکس کے بیاراب تجھے — آن کے پاس آ غوزہ تیری کرے — گفت تا اہلان نگردد باز خانہ

ہر فرد اناخن شد از تعداد ناخن — سوے آدر تا کہ تجارت کند — ہر فرد اناخن شد از

ہر خطا جاہل کی تو اسی جان لے — راہ پر جاہل سدا یہ جاچلے — دست ہر نااہل تجارت کند

ہا جاہل سدا جادم رہے — جاہلی سے تجکو اخر رنج نے — مہ جاہل رنجہ ہی دان لے فرق

گر تو اجاہل سدا جادم رہے — جاہلی سے تجکو اخر رنج نے — جاہل رہا تو نما یہ ہمدلی

جستجو میں شہ کو دن اخر ہوا — پیر زن کے گھر کی جانب کو چلا — روز شہ در جستجو بیگاہ شد

دیکھا گر آلو دنا گہ باز کو — شاہ رویا اس پہ بس بے درد ہو — دید ناگہ باز را در درد و گرد

بولا یہ تیری جزا اے کار ہو — جو وفا سے میری تو بیزار ہی — گفت ہر چندیں ہزار کا رت

تو کر ہوت سے اوزخ بین قرار — تو پڑ حالا لیستے اصحاب نار — چون کنی از خلد در دوزخ قرار

پیر اس شہ کا ہو کہ شاہ سے — پیر زن کے یان پہ جا تی جاگہ کے — این سزاے آنکہ از شاہ خبیر

ہو وہ جاہل پیر بن دنیا کے دل — گندہ پیر جاہل این دنیا دنی ست — غافل زلا یستوے اصحاب نار

بس ہے دنیا جاہل و جاہل پسند — وہ ہی عاقل جو نہ جاہل پیر ہست — جہرہ بگریزد ز بخانہ کہ بد دید پیر

جو کہ اس جاہل سے اچھا راز ہو — بیسمجھے سکو وہ چیز پہچانتا ہو کو — ہر کہ ائس شد بد و خوار و غریبست

باز پر ملنا تھا دست شاہ پے — بے زبان کنا گفتہ مجھے ہوے — ہست دنیا جاہل جاہل پرست

بد گمان جانا تو زاری کرے — گر نہین بخشے سوا تو نک کے — ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز

جان گنہ شکی عنایت پر کرے — سو نکہ بد کو شاہ کرتا نیک ہی — آن رسد با او کہ آن شاہ باز

لطف شد جان را جنایت ہو کند — پیر ان بگفت من کردم گناہ — ز انکہ شہ ہر زشت را نیکو کند

پس بگفتا زار و کجا مالد یتیم — گر تو نہ پذیری بجز نیک اے کریم

جابرائی گر ہمارہی نیکیان ۔۔۔ حق کے آگے ہین برائی ہا سیان
سر کسان رکھے یہ شربت و بھلا ۔۔۔ بس سیاہ در گاہ و تیری کے خدا
اپنی خدمت کو تو لاتی جان کے ۔۔۔ جرم کا اس سے علاج پاکے
جو تری ذکر و دعا عادت ہوئی ۔۔۔ اس دعا سے بخلکیر کو قوت ملی
ہکلام اپنے کو جانے باخدا ۔۔۔ اس گمان سے ہو گئے اکثر جدا
شہ زمین پر جیسے تیرے پاس گر ۔۔۔ قدر اپنی جان و میوہ اسے بتر
بازو لولاین تشبیان ہوتا ہون ۔۔۔ تو ہی اور تو مسلمان ہو ہوا ہون
شیر گیرا دوست تو جسکو کرے ۔۔۔ گر کبھی سستی مین ہو مصروف ذکر
گر کٹے ناخن کمر تو پاس ہو ۔۔۔ نوح دالون پر چرم خورشید کو
پر ہین کرتے گر کرے مجھ پر کرم ۔۔۔ بازی چرخ ہو ری بازی کم
مین ہون درد سے تیری کردون کو تمام ۔۔۔ اور ادنے کلک سے تو ردن علم
گم نہ مجھ سے ہو آخر تن مرا ۔۔۔ ملک نمرودی کرون ہے فنا
تو مضیفی مین مجھے بابیل کر ۔۔۔ میرے دشمن کو تو مثل فیل کر
قدر پستہ ہارون مین کنکا گر ۔۔۔ شل سو گوفن کے وہ رکھے اثر
گر چہ کنکر ہے بقدر اینخود ۔۔۔ پر مقابل مین نہ چھوکر سر خود
موسی آیا جنگ مین لیکر عصا ۔۔۔ توڑے تیغ او چھوڑے ہر فریق عوج کا
ہر نبی پیدا ہوا ہے ایک تن ۔۔۔ سا کے عالم مین ہر تنہا صف شکن
نوح نے جو تیغ خدا کی لی طلب ۔۔۔ موج طوفان بیچ دی گو تیغ تب
ایک محمد کیا زمین پر ہر سپاہ ۔۔۔ چرخ پر تونے کیا ہے شق ماہ
تاکہ جانے سعد و نحس بے خبر ۔۔۔ دور یہ تیرا ہے نے دور قمر
تیرا وہ ہے دور کہ موسی نے کلیم ۔۔۔ آرزو رکھتے کہ مین ہو دور مقیم
دیکھی موسی نے جو دور تی طور کی ۔۔۔ کہ تجلی کی سحر آسمین ہو ملی
بولا یارب دور یہ رحمت کے ہے ۔۔۔ آنے قوت دیکھی روپت ہمکو ہے
بحر مین موسی کو اپنے تو نے دیا ۔۔۔ دور احمد مین نکال اسکو خدا
بولا اے موسی دکھایا اسلیے ۔۔۔ اس درخلوت کو کھولا اسلیے

رو بکن زشتی کہ نیکیہا ے ما ۔۔۔ زشت آید پیش آن بالاے ما
سر کجا نہد ظلوم شب سیاہ ۔۔۔ جز بدرگاہ تو اے آمرزگار
خدمت خود را سزا پندا شتے ۔۔۔ تو لواے جرم زان افراشتے
چون ترا ذکر و دعا رستور شد ۔۔۔ زان دعا کردن دلت مسحور شد
ہم سخن بدی تو خود را ہمدا ۔۔۔ اے بسا کو زین گمان گردد جدا
گر بہ باتو شہ نشیند بر زمین ۔۔۔ خویشتن بیند برابر بلکہ بہ پیش
بازگفت ہای شہ پیش شوم ۔۔۔ توبہ کردم نو مسلمان میشوم
انگہ تو مستش کنی و شیر گیر ۔۔۔ گرزمستی کژ شود عذرش پذیر
گر چہ ناحق رفت چون باشی ملک ۔۔۔ بر کنم من ہر چہ خورشید را
در چہ پرہم رفت چون ہوا یم ۔۔۔ چرخ بازی کم کنی بر بایم
گر کمر بخشم کہ را بر بندم ۔۔۔ در دہی ملکے علما بشکنم
آخراز پشہ نہ کم باشد تم ۔۔۔ ملک نمرودی ہر برہم زنم
در ضعیفی تو مرا بابیل گیر ۔۔۔ ہر یکے خصم مرا چون پیل گیر
قدر خندق انگنم بند دخ پتی ۔۔۔ بندقم در وصل صد چون عشیق
گر چہ سنگم ہست عقد اینخود ۔۔۔ لیک در ہیجا بہ سر انم فرود
موسی آمد در دعا با یک عصا ۔۔۔ زور یران فرعون بشکست را
ہر یکے یک تنہ کان در زرد ۔۔۔ بر ہما خاق تمام بر زو ہست
نوح چون بشکست خواہد از زد ۔۔۔ صبح طوفان کرد حق بشکست او
احمد انو دست سیما و زیت ۔۔۔ ماہ بین چرخ و بشگافتہ وقمر چین
تا بداند سعد و نحس بے خبر ۔۔۔ دور تست این دور نی دور قمر
دور تست ایرا کہ موسی کلیم ۔۔۔ آرزوے بود زین مدت مقیم
چونکہ موسی وقت دور تو دید ۔۔۔ کاندر و صبح تجلی سر دمید
گفت یارب این چہ دور و نوبت ست ۔۔۔ آن کہ شت از رحمت بیغا یت ست
غوطہ دہ موسی خود را در دریا ۔۔۔ از میان دورہ احمد بر آر
گفت با موسی بدان نبود ثبت ۔۔۔ راہ آن خلوت بدان کہ بند ثبت

* خلوتی کو جو پیرا ایا ہو حسب حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا الخ کہ اسطرح جیسے مادر شفقہ بچہ کو دودھ پلانے کے لیے بیدار کرتی ہے سبب محبت کے ہش بست بت حمد لے بیان توڑے تیلت اگر اباطل ہو کا یا

دور تیرا در وہ وہی ہے کیم | پا نہ کھینچ اتو بڑی ہے یہ گیم | کہ تو زان توری وہی ہے دام کیم | پا نکش سر آور اوست لیکن گیم
ہوں کریم اور دیں کھانا نان ہے | تا طمع سوئے دروئے بندہ بس فرون | من کریمم نان نمایم بندہ را | تا نگر یاند طمع آن زندہ را
ناک بچہ کی لے ماں اسلیے | تا لگے اور دودھ وہ کھا پیے | بنے طفلے بمالد مادرے | تا شود بیدار و داند دلبرے
کہ وہ بھو کا سو یا اور ہیو ش ہے | چھاتیاں اس شکل بھی ہیں دودھ سے | کو گرسنہ نفتہ باشد ہیچ ہنر | وان دولبستان نیخلد از ہنر
کنت کنزاً رتبہ محبیت | خاہنشت امت مصطفیٰ تیہ | کنت کنز آرتبہ محبیت | فاہنشت امت مصطفیٰ تیہ
تھا میں اک خزانہ ذات کو دوست رکھتا تھا میں نے خلق کو پیدا کیا | اسنے دکھلائی خلق تو جب کر گر | ہر کرا اتے کہ میجوئی بجان | او ضرورت تاطع کردی ران
جس کی ذات کو تو دوست رکھتا ہے اسنے تجھ کو بھی پیدا کیا | تب ہمت توڑے احمد نے بیان | چند بت بشکست احمد در جہان | تا کہ بار گبر کے گشند ستان
بت ہمت توڑے احمد نے بیان | گر نبودے کوشش احمد در جہان | پوجتے جون اپ دا قوم صنم | پیر پسندیدی چو اجداد صنم
گر نہ ہوتی کوشش احمد نے بت کی جڑ کاٹ دی تو سب بت اپنے باپ دادا کی طرح پوجتے | بت کہ سجدہ سے تمہارا رہ بھلا | جانوراست چوں سگاں ہر کبا | تا بدانے حق اور ابراہم
اگر کرے شکر اس بھائی کا تو گر | گر گبوئی شکر این رستن مجو | کز بت باطن ہمت برانداد
سر کو تو نے جو چھڑایا بت سے جی | دلکو بھی اپنے چھڑا اس طرح سے | ہم بدان قوت تو دل را وارہان
شکر کرنے سے سر کو بچیرے اسلیے | باپ سے میراث پائی مفت ہی | کز پدر میراث مفتش نافتے
مرد میراثی کو کب ہو تو قبال | جان سستم کو تو پائے مفت مال | رستمے بباں کند مجاں نیافت زال
میں رلتا ہوں کیونکر ہو نہ شیدا | پائین نیست کو مرے اہل خرد کہا | آن خرد شمند و نیز شد تسلیم
جا ہوں گر دنیا دکھا دوں آپکو | کھوان دن اسکا اگر دل بندہ ہو | چونکہ انہم داد خود دنیا مش
میری رحمت گریہ ہیچ فروت ہے | موج زن رحمت ہو گر گریہ کرے | چونکہ موقوف آن خوش گریہ است
تا نہ روئے ابر کب گلشن کھلے | تا نہ روئے طفل کب شیر کو دے | تا نہ گرید طفل کی جوشد لبن

حلوا خریدن شیخ احمد خضرویہ جہت غریبان بالہام حق تعالیٰ

دایا کاں شیخ رہتا قرضدار | پر سخاوت سے تھا بس وہ نامدار | بو دشیخے دائما او دام دار
قرض اسود دن سے لیتا دس ہزار | اور فقیرن پر وہ کرتا تھا نثار | دو ہزاران دام کردے از رہے
بھی نہ تا قرض لیکر خالقہ | خان و مان و خالقہ کرتا تبہ | ہم بوام او خالقا ہی ساختہ
احمد خضرویہ اسکا نام تھا | خدمت عشاق اسکا کام تھا | احمد خضرویہ بودے نام او
ہر طرح قرض اسکا حق کرتا ادا | رنگ ابراہیم کو آتا کیا | دام او راحق زہر جا گذارد
بولے پیغمبر کہ بس بازار میں | وہ فرشتے یہ ندا دائم کریں | گفت پیغمبر کہ در بازار ما
کہ خدا تو شفقہ تو کو دے پسر | ای خدا تو مسکنو کو دے قرض | کای خدا تو مشفقان را دوست دار

خاص مشفق کہ جان قربان کرے
حلق رکھے آگے ہمیشہ وار
پس شہید اسوا سطے زندہ ہوا
جو پسر آنکو دیا جان سپید
شیخ تو تا تھا اجل تک کا جو در
شیخ کی جو عمر بس آخر ہوئی
قرضخواہ اگر ہوے گرد اسکے جمع
قرضخواہ نومید اسکے ہوگئے
شیخ بولا بدگمان کو دیکھو تو
طفل حلوائی نے اک آواز دی
شیخ نے اپنے یہ خادم سے کہا
قرضخوا ہو نکو تو یہ حلوا کھلا
گھر سے باہر گھڑی خادم گیا
پوچھا کیا نیت ہے تو نکو کی اسپر
بولا زیادہ صد دینے کی تو نے
شیخ کے آگے طباق اسنے رکھا
قرضخوا ہو نے کہا یہ نیش قتال
گرد ہو بیٹھے بموجب حکم کے
بوطبق خالی ہوا اسکے ڈلے
شیخ بولا ہیں کہاں دون رُم
طفل نے پھینکا طبق کو بر زمین
نالہ و فریاد کرتا ہائے ہائے
کاسۂ گلخن کے اوپر جا گرا
صوفیان سیر ہو رد الطلب

از حق ہیں وہ کلا اپنا رکھے
پر بچا تا ہو چھری سے کر گلا
تو نہ اس قالب سے جان اسکو مرا
ذبح سے ایں ہوئی جان سپید
اور لیکر دیتا جون اہل سخا
تا اجل کے روز وہ سرزا رہے
اور علامت مرگ کی ظاہر ہوئی
شیخ خوش گپلتا تھا خود میں مست
از درد دل درد جگر کے ہوے
حق نہیں دینار رکھتا جا بسو
مول لے حلوا کوئی ہے مشتری
جبکے سب جلوے کو تو اب مول لے
تا کہ اب کر دے نہوں مجھپر ذرا
تا خریدے حلوا اُس لڑکے سے جا
بولا زیادہ نصف سی دینار زر
نصف دینار اب ہیں تا پر بھی
شیخ کی دیکھو کرامت کہ کیا
یہ تبرک کھاؤ تم اب ہر حلال
کھایا حلوے کو جو مثل قند ہی
بولا دینار اسکی قیمت مجکو دے
قرضدار اب جا ہوں سب سے عدم
شور و غل کرنے لگا ازبس ہیں
کہ یہ ٹوٹے ہوئے دونوں پانوں مفلس
ورنہ دو پیسے خالقہ کے آ ہیں
سگ لا ولد جون گربہ جو ہیں بھوکا

خاصہ آن عشق کہ جان ایثار کرد
حلق پیش آورد تسلیم وار
پیش سوہان زندہ رفتن ایثار دیگر
چون خلیفہ دوستان جان فدا
شیخ وانے سالہا این کار کرد
تخمہا یکسا شست تا روز اجل
چونکہ عمر شیخ بر آخر رسید
دام داران گرد او بنشستہ جمع
دام خواہان گشتہ نومید از طلب
شیخ گفتا ای بدگمان ناسگ
کودکے حلوا زدیرون بانگ زد
شیخ اشارت کرد خادم را بسر
تا غریمان چونکہ حلوا را خورد
در زمان خادم برون آمد زدر
گفت در الحین ہمہ حلوا خپید
گفت از زر صد غریمان افزون بجست
او طبق نہاد اندر پیش شیخ
کرد اشارت تا غریمان کین قوال
بہر فرمان جملگی حلقہ زدند
چون طبق خالی شد ازین کودک تہ
شیخ گفتا از کجا آرم درم
کودک از غم زد طبق بر زمین
نالہ یکدم صوفیان را ہائے ہائے
کاسۂ من گر نگشتے بستے
صوفیان طبل خوار لقمہ جو

خلق خود فربانے خلاق کرد
کارد بر حلقش نہاد برگرفت
تو بدان قالب مبشگر گیر و مرس
جان ایمن از غم رنج و شقا
اے مستد سید او ہمچون ہمے مرد
تا بود در روز اجل سیہ اجل
در وجود خود نشان مرگ دید
شیخ در خود خود خبر گزاران ہمچنیں
درد دلہا یار شد با او خوش
نیست حق را چار سے دینار زر
لالہ حلوا بر سید و بانگ زد
کہ بر و آن جملہ حلوا باز بخر
یک درمے نفخ رسن تنگ زند
تا حریفان جملہ حلوا باز سپرد
گفت کودک نیم دینار بست
نیم دینارت دہم در دیگ گو
تو بہ بین کہ سہ ارسد اندیش شیخ
تا کہ تبرک خورد ایں حلال
خوش بخورد و خورد حلوا ہیچ کند
گفت دینارم بہا ای ماخرو
دارم و دارم میرم ہر سہ عدم
نالہ مکن بہ بر او بہ و چنین
کاسۂ مرا بستہ کو ہمچو سبو
بر در ایں خانقہ نگذند کسے
سگ دلان ہمچو گربہ جو ہیں

شورے اٹھے کہ وان پھر ہے
آگے آ کہنے لگا وہ شیخ سے
اتنا خالی دیکھ مارے گا مجھے
تر ہوا ہو سخی کہا ہی شیخ نے
مال کھا کر تو ستم ہم پر کرے
نانماز ظہر وہ روپا کیا
شیخ فارغ تھا جفا و درد سے
تھا اہل سے خوش دل سے ناکام
یا مرد جہاں سکی ہو وین تدبر کے
جلتی جان پوسے کی آگ بجھے
آسمان پر چاند نی مین ماہ کو
شنگ وظیفہ اپنا کرتا ہو ادا
چھوڑتا ہو کون اپنے کام کو
حرص فقیر انہ روان پانی پے ہو
مصطفےٰ تو کہتے ہین شیخ القمر
وہ مسیحا زندہ مردہ نکو کرے
بھوکا کہتے کا کاب سنتا ہو واہ
نہرپے ہو نوشی شہ کو رات بھر
دام ملوا دیتے وہ تقسیم کر
تا نہ دیوے کوئی کچھ اس طفل کو
ظہر کے بعد ایک حاتم کا غلام
اہل مال و حال تھا وہ اجنبی
اس طبق مین چار سو دینا رتھا
پیشکش خادم نے دو لا کر کیا
جب کھا یا خوان سے سر پوش کو

اشرفیو کو دیکھ آنکھ ہوئی خیرہ
قیمتی جنس تھا وہ شیخ کی دست
گر وہ مین تو ہوا ہے دل ہی
وان تو ہین ہمان ہم انکار تو ہو
اسلیے یہ ظلم اوپر ہیر کے
تا نماز پگر ان کو ہے
شیخ مال ہے
اگر چہ ہو ہے
طعنہ مردم سے فارغ تھا
لب تشنہ ہی سے عالم کے
غصہ اشک ہی کو پی
شور غوغا سے سکو نکے
مہ وظیفہ اپنا رکھتا ہو
کب صفائی آب جمہ سے دور ہو
اضطرابی ہو نہ آب صاف
بولب کینہ سے بکتا بیشتر
وہ بھوندی داڑھی نوچ نوچ کر
خاص وہ وجد کہ ہو خاص کو
مراگ مین بیٹھ کے غش سے بیخبر
ہمت شیخ انکی مانع جو ہو ہے
قوت پیران ہے زیادہ ہی تو
اک طبق سر پے رکھے لا باتمام
تحفہ بھیجا پیر کو آتے مگر
نصف دینار ایک کاغذ مین جلد
شیخ کے آگے طبق کر کر رکھا
خلق نے دیکھی کہ راست اسکی

آنکھ گرداگرد ہوئے جو ہی شیر
کر یقین ہے ہے دار یا ہے
تو اجابت رہتا ہو ہیں بات ہے
ذرہ انکار یہ کیا ہے ہے
تا نماز پگر ان کو ہے
شیخ مال ہے
آنکھ جان ہو سہ دیدہ چشم او
درشب مہتاب مہ زیر سرک
سنگ وظیفہ خود بجاے آورد
کارک خود سے گزارو صفا بہ
خس خسانہ میر زیر آب
مصطفےٰ مدت سکا ندیم شب
آن مسیحا مردہ زندہ میکند
یا سگ سگ ہر گز نہ رد گوشاہ
مو خور و شہر اب بیچتا سحر
ہم شیخ تو نزع کو دکی نالہ چند
تا کسے ندیدہ کہ دوک ہیچ چیز
شد نماز دیگر آمد خادمے
صاحب مالے دعاے پیش پیر
چار صد دینار بر گرد طبق
خادم آمد شیخ را اکرام کرد
چون طبق پوش طبق برداشت او

آنو تیغین وان کرم اشارت
مرا کشد عاشقا نہ بیدل
شیخ کہ کابین بازی
وان طبق نہاد پیش شیخ خرد
خلق دیدند آن کراست

زندگی تن کی نے عصا سے تو
کام فرعونی نے موسیٰ سے تو
زندگی تن مجو از عیسیٰ ست
کام فرعونی مخواہ از موسیٰ ست

فکر و زاری دلیں را قوت ست ہے
عیش دائم ہو در درگاہ ہے
بردل خود گر نہ اندیشہ معاش
عیش کم نا پائدار و پر خراش ہے

یہ بدن خرگہ ہوا ہے روح کو
با شمال کشتی ہوا کے نوح کو
این بدن خرگاہ آمد روح را
با شمال کشتیے مر نوح را

تو جو سردار اے خرگاہ کو
خاص ہو درگاہ کا مقبول ہو
ترک چوں باشد سیاہ پائدار گے
خاصہ چوں شد عزیزے گے

آخر قصہ زندہ ہونا مُردہ پونکا علیٰ علیہ السلام کی دعا سے

تمامی قصہ زندہ شدن استخوان بدعا عیسیٰ

دیکھا عیسے نے اک ایلہ ہو رہ یا
دو سوا راہ لے کا اسکا ہو نہ کار
چونکہ عیسیٰ دید کان ابلہ رفیق
جز کہ تمہیزہ نمید اند طریق

ابلہی سے کچھ نصیحت سنئی
گر رہی سے عمل سمجھا وہ شقی
منے گیہ و پند را از ابلہے
عمل مے پندار و اما زگر مری

نام حق عیسے نے بدی پر پڑھا
بس سزا فق کتے اسکے بر ملا
اے ہا اے التماس آن جوان
صورت آن استخوان را زندہ کرد

حکم حق نے دا اسکو اسکے اوپی
صورت اک ان مُردہ پونکی زندگی
حکم یزدان آمد آن جا ہم مرو
ہم بزرگ و کرد نقشش را تباہ

جلد اک پیدا ہوا شیر سیاہ
مار کر پنجہ کیا اسکو تباہ
از میان جست یک شیر سیاہ
پنجہ بر زد کرد نقشش را تباہ

سر کو پھوڑا اسکی پھینکا مغز کو
بطرح اوفوت کر بے مغز ہو
کاش بر کندہ و مغز ش نجہ ید ورد
ہمچو خوزے کا مذ و سے نبود

ہو تا اگر نامغز وہ اس ضرب سے
جز بدن نقصان نہوتا کچھ اسے
گر و را مغزے بدے اشکستنش
خود و نبودی نقصل الا برتنش

دل لایے جلد کیوں ماریا اسے
شیر پر لا رنج تھا اس سے تجھے
گفت عیسیٰ چوں نشانہ بش نکو فتے
گفت زان کو تو زد آشوفتے

بولے اسکا خون کیوں کیا ہیں
ہو لا بس قسمت ایں قتل بما
گفت عیسیٰ چوں نہ خونریز خون مرو
گفت دقسمت نہ بودم زرق خود

اے ہے حق سے مرد شل اس شیر سے
اے ہو سا بس ہمچو آن شیر زیان
صید خود نا خوردہ رفتہ از جہان

شکر گیہ مرا ہے رکھا قسمت نے بچا
قسمتش گاہے نہ دو صد چو کوہ
نا مو جہ کرد تحصیل و جوہ

بے وجہ تحصیل کی اسباب سے
جمع کردہ مال زندہ سو گور
دشمنان در ماتم او کردہ سرور

جمع کرکے مال اپنی جان دی
اے مسر کردہ بر او جہان
گنجہ و بیکار از داران

ہر منوز خ انکو غم مین کی خوشی
طعمہ ہمنو جانا اور دو شمنے تھی
طعمہ ہمنو بود بداران تو دست
گنجہان ہما جا آخر اکہ ہست

اے تو لا اپنے سیرے سیما پہ نگار
واسطے عیر کے تھا بس بیمار
خود دفا لعل ارجے اعتبار

ہو تی اگر روزی مری اندر جہان
بس مجھے کیا کام تمارے دین پہ
خود وچہ کارے مرا بامر دمان

یہ سنہ الا کی کہ آب صاف بین
ملاف ہے جون مگر بن پہ شاہ بین
ہمچو خر در جو بشاشد از کراف

جانا نا گر قدر آب جو کی منہ
پانو نکی جا کھتا اس ڈاب سے
گر بداند قیمت آن جوے خر
دو بجاے پائندر جوے سر

ایسے پیغمبر کو پاے جو کوئی
کہ امیر آب ہو وے زندگی
او بیا بد انجنان پیغمبرے
میرا بے زندگانی پروری

کھون نہ آگے اسکے اپنی جان دے
مر کن سے میر زندہ کر مجھے
چون نہ میرد پیش او کہ مردہ کن
اے امیرے آب را زندہ کن

زندگی اس نفس کشتے کی نہ چاہ — تو حسن جان ہو ترا مست آہ — ہین سگ ین نفس زندہ مخواہ — گو عیسے جان مست از درگاہ

ناک اس مُردی کی سر پر ہو کردو — مانع آس سگ کی وکار رحمان سے ہو — خاک بر سر آتوانے راکہ آن

ایک نہین ہڈی کہ پھینکی پھر مرے — جنگ کا اند شق خون کرے — سگ نہ پرست توان چین عاشقے

آنکہ وہ کیا ہے کہ جو ہنا مین — تحان کے وقت دہ ہو سو ہین — آن چشمہ ہت آنا بیا یہ ہست

گر بگہہ آنا گمان کو سہو ہے — یہ گمان کیسا کہ اندر راہ ہے — سہو ہات ظنہا را گاہگاہ

دوسرے مکے واسطے روتا ہی تو — اپنے اوپر بیٹھ کر رو تو بھی تو — کردہ بر دیگران نوحہ گری

شمع ہو گریہ سے روشن بیشتر — شاخ ہبز از گریان شاخ ہبز تر شود — زانکہ شمع از گریہ وشد شمع خود

جس جگہ روتے ہین اس جا بیٹھ تو — ہر کجا نوحہ نشد آنجا نشین — تراکہ تو اندلے ترے اندر ہین

کیونکہ تو رونے ہین ہے ہو تو کو — زانکہ ایسان و فراق خانی نہ — عاقل از سعل تقاضے کان نہ

ہم گریہ خانی کا ہو کیونکہ ہین فراق — اور نہین لعل بقا کا ہیات — رو تو آب چشم سے اشک صفا

کیونکہ دل پر نقش ہی تقلید کا — گر تو آب چشم سے اشک صفا — زانکہ ہر دل نقش تقلیت بند

ہو بلا تقلید بکلی نے لے — کاہ ہہ تقلید گرچہ کوہ ہی — انکہ تقلید آفت ہر یکی ہست

گرچہ اندھا اور چشم اور دیدہ ہشم — گوشت کا ٹکڑا ہی نہ رکھتا ہو چشم — گر فریبی کمتر ست از چشم

گرچہ کرتا ہی حکایات از بسی بیان — بھیدِ نکتون کا ہی پرسے مان — گر سخن گوید سو بار یک سر

گفتگو سے اپنی گرسنی رکھے — مستی بادہ سے لیکن دور ہی — مستی دارد نہ گفت نور دیگ

نہر کے مانند نے پانی پیے — تشنگان آب کو وہ آب دے — ہمچو ہوست و نبات سبز خورد

نہر مین پانی ٹھہرے اسلیے — کیونکہ پانی کی نہ تشنہ نہر ہی — آب در جوزان نمیگیرد قرار

شل ڈکے نالہ زاری کرے — پر خریدار و نکی بیکاری ہے — ہمچو نائے نالہ زاری کند

نوحہ گر ہے بس مقلد فال کا — جز طمع اسکو نہین ہی خادا — نوحہ گر باشد مقلد در حدیث

پر نہین ہی سوز سے خالی اسکا جاپ — نوحہ گر گوید حدیث سوز ناک

پس مقلد سے محقق ہی جدا — لحن داؤدی ہی یہ وہ ہی صدا — از مقلد تا محقق فرقہاست

چشمہ کہ گفتار اسکا سوز ہے — اور مقلد کھوکھلی بانو نکو ہے — نبع گفتار این سوزے بود

مت کرے غرہ تو عمر کی باقی پہ — بیل بوجھا بیچنے گاری چلی ہی — ہین مشو غرہ بدان گفت نیا

پر مقلد کو بھی ملتا اجر ہے — نوحہ گر گو مزد ہو بس دور سے — ہم مقلد نیست محروم از ثواب

کافر و مومن خدا گو ید نیک — فرق ہی دونون کے اندر بیشتر — در بیان فرق نے ہست نیک

وہ گدا گو ہو خدا جان کے لیے — متقی گو ہو خدا از بہر آن — متقی گوید خدا از بہر جان

بیچا اس حرف کو اصوح نے اس نظر سی
اور یکا کر کھانا بس محض کمی

خالقہ میں ذوق و شوق اتنکو ہوا
آج شب کو کھ نگا ناجو ہوا

کب ملک یہ صبر ہے روز ہ رکھیں
کب فلک نیسں و نیز ہ رکھیں

ہم میں مخلوق اور جان رکھتی ہیں ہم
آج دولت سیمان رکھتی ہیں ہم

تخم باطل ایسے ہوتے تھے وہ
جان تھیرے ہو جان جاتے تھے وہ

وہ مسافر در سے آیا تھا جو
تھک گیا تھا بکھا ما رحال کو

کہ وہ صوفی آپ کرتے تھے کرم
آور رفاقت اسکی کرتے تھے یہم

ایک اسکے پانوں کو تھا دہتا
ایک جا رتبہ کو آپ پر چھتا

ایک اسکے گرد سامان جھاڑتا
ایک اسکو تا قہ تھہ کر جو ستا

رفت اسکی دیکھ کر آپنے کہا
کیوں تو ہو نہیں شریک اس کا

کھانا کھا یا اور شرع کا مال کیا
پھر گئی دھول اور رہ تھوں حالتا

کوئے کی دھول کھانا کا دھوا
آشتیاق دو بدہ تھا اس جان

ہاتھ پھیلا کر کبھی تھے گوتے
اور کبھی تھے فرش پر وہ سوتے

ارزو صوفی کی مدت میں ملے
پیٹ کر کے کھا صوفی اسلیے

اس تمنا صوفی کے نور حق سے جو
سیر ہو کے چھوڑے نا موس کو

سیکڑو نہیں ایسے صوفی کم ہیں اب
باقی آگہ نام ہے قصے ہیں سب

جب کہ گدا ہو نجا آفر کیسے
مطرح کی شرع اگی دیر سے

فرگیا اور غرگیا حاری کیا
سب کو اس گمنی نے کیسا کیا

رفتہ اس گرمی سے کرتے تا سحر
فرگیا کتے تھو دو سب سر بسر

ازرہ تقلب وہ صوفی یہی
فرگیا کہتا تھا اور دخفی

شب کو گدا جوش نوش الصوح سماع
دن ہوا اور سب ہوئے باہم وداع

خالقہ خالی ہوئی صوفی رہا
گرد سامان کی مسافر جھاڑتا

لایا اس حجرے سے وہ سامان کو
فرچے الاے وہ اور ہمراہ ہو

جلد ہمراہ ہو نکو پہنچے ساتھ وہ
فرطریا ہیں نہ یا یا اسنے ہو

بولا خادم لیگیا پانی کو ہوا
کہ چا کل اسنے کہ تر آب کو

لوت اور زندہ شمع افروختند
ہم دلا ندم آن نرگ بفروختند

کاشیان لوت دیہات و دلر
دولہ افتا دا ند خالقہ

چند ازیں شیل ایوں و نیوز چند
چند ازیں صبر ازیں روزہ پنج

دولت شب سیمان ہا رہیا
ہا ہم از خلقیم و جان ایم ما

کا کا آن جان جان جان شنند
تخم باطل ہا ازان نیکا شنند

فستہ بود و دیر آن اتبال خاد
دان مسافر تیز از راہ دور را

نزد فقد متاش شمع ہیا شنند
صد نیا نش یک بیک بر افروختند

دان یکے پرسید ازان حالت کہ چست
آن یکے پا شش ہی مالید دست

دان یکے بو سید پیلان شان بدید
دان یکی بشا ند گرد از رشت

گفت چون سید پیلان شان بدید
گز علو شب نخواہم کرد کے

لوت خورند و سماع آغاز کرد
خالقہ ما سقف شہر دود کرد

دود طبع کردان پا کو فتن
از تہتیاق وجد جان آشفتن

گاہ دست فشان قدم میکو فتند
اگر بسجدہ صفدلے رفتند

زان سبب صوفی بود لبسیار خوار
دیر باید صوفی آزار روزگار

سیر خورد او فارغ است از ریگ رنج
جوز گر آن صوفی کز نور حق

باقیان در رد و لت و دیر ہند
از ہزاران اندکے زین ہم فتند

سطرب آغاز ید کہ ضرب گران
چون سماع آمد ز اول تا کران

زین حرارت جملہ را انباز کرد
خر برفت و خر برفت آغاز کرد

کف زنان خر رفت خر رفت ہمی
زین مزارت یک بکو بان تا سحر

خر برفت آغاز کرد اندر حنین
از رہ تلقیب آن صوفی ہین

روز گشت و جملہ گفتند الوداع
چون گہ شت آن شوخ چشم خوش نزاع

گر از رفت مسافر می نشاند
خالقہ خالی شد و صوفی بماند

تا بجز پر بند د آن ہمراہ جو
رفت از جو برون آہ و درد او

رفت اندر پے فرخور ایمانیت
ہمار سد در ہمراہان او می شتافت

زانکہ خر در خش آب کمتر خورد است
گفت آن خاصہ آتش بر دہ است

خادم آیا بولا مصطفیٰ خر تیرا
بولا ہیں ہے خر کو سونپا تجھ کو کیا
بولے پیغمبر کہ جو تو نے کیا
کشمکش سے گر نہ راضی ہے جو
بولا ہیں مغلوب تھا اور ہوں تیرا
بلیس ہیں تو کھینچا ہے الگ
ایک روٹی آگے سو بھوکوں کے ہو
بولا نا ناظر کر مجھے ایسا
کیوں نہ مجھ سے آگے یہ تو نے کیا
سول لیتا جسنے خر کو لے لیا
کر تا سو تدبیر جو حاضر تھے وہ
کسکو قاضی پاس ہے بھیجا کہ آ
تو نے جو اکر نہ یہ مجھے کہا
بولا اللہ ہیں تو آیا چند بار
خر گیا کہتا تھا تو بھی بار بار
پھر گیا ہیں شاید اب تو لف ہے
بولا لب کہتے تھے ہمکو شوق سے
مجکو بدتر کر دیا تقلید نے
تاصح منسوخی ہیں تقلید ہے
عکس تن کے دوق کا مجھ پر ہوا
عکس بلور و خلا ہیں نما چاہیے
عکس دل کو تو ہیں تقلید جان
مت جلا با دعوی بے تا تحقیق ہو

خادم آ کر گفت چیزی خورد کم است
گفت خر را من بتو بسپردہ ام
بحث با تو چیست کن مجمت بیار
از تو خواہم آنچہ من دادم بتو
گفت پیغمبر کہ بہت آنچہ بود
در نہ از سرکشی راضی ہاں
گفت من مغلوب بودم مصطفیٰ
تو مگر بندی سیان گرگان
در میان صد گرسنہ گرد آورد
گفت گیرم کز تو غلطانت دہند
تو نہ سائی و نگوئی مر مرا
تا فراز سر کہ بردہ من دانم
صد ہزار ک بود چون حاضر بدند
من کہ گویم کرا قاضی برم
چون نیائی و نگوئی او غریب
گفت واللہ آمدم من بارہا
تو ہمی گفتی کہ فرزند اوپس
باز گشتہ کہ او خورد آنجا تلف
گفت آن اجملہ یگفتند و خوش
مر مرا تقلید شان برباد داد
خانہ تقلید چنین بی اصلان
عکس حق آن جماعت نیستند
عکس نبود پایدار از آفتاب
عکس دل از دل تواں تقلید دان
تا نشد تحقیق ز یاران مبر

گفت خادم ہیں بلیس ہیں نیست
من ترا بر خر موکل کردہ ام
آنچہ من بسپردہ ام دہ باز پس
باز دہ آنچہ بسپردم بہ تو
یاد یش ر عاقبت اندیش ہیں
نیک من دو خانہ خاصی زمن
تا آرد رندو بودم چیستان
اندر انداز یخ ہولی زان نشان
پیش صد سگ گر یزد مردہ
تا صد جان من سگین شدند
کان فرت را بسر نداری بنوا
در نہ تو لیکہ کنند الشان ہم
این زمان ہر یک باقلیمے شدند
این قضا خود باز تو آمد بر سرم
پیش آمد این چنین ظلمے مپیچ
تا ترا وقف کنم زین کار ہا
از ہمہ گویندگان باذوق تر
زین نمط راضی ست و عارفست
مر مرا ہم ذوق آید آنچشش
کہ دو صد لعنت بر این تقلید باد
کاہ بردار نخستند از مہان
دین دہم زان کس کہ ذوقی میبرد
کہ شوی از ہر یکے کس آگہ کس
چون بپایا شد شود تحقیق آن
از صدف چون سنگ گشتہ قطرہ ام

بولا دار ہی دیکھ اور اٹھ لگا
اور نگہباں اسکا بس تجکو کیا
جب دیا تجکو خدا واپس کریگا
پیمبر نے جو کچھ دیا ہیں تجھے
چاہیے واپس اسے کرنا بھلا
ہیں تو قاضی کے گھر چوں تانے
لائے حمار اور مجھے تھا بیم جان
دعوئے دعای بیچ تو کر اوی گشت
گر بہ عاجز آگے سو شوخی ہو
قصہ ہیری جان سے پر کا کیا
خر کو لیجانے ہیں وہ اوی ہنوا
در نہ تیمت سے ہیں لیتا بھلا
ہو سکے کیا اب گئے ہر ملک
مجھ پہ آئی یہ بلا تیرے سبب
اپنے یہ ظلم مجھپر بند کیا
تا کرون یہ راز تجھپر آشکار
کہنے والو نے تو زیادہ ذوق پا
ہو قضا سے راضی جو عارف ہوا
ہیں بھی کہتا تھا پر ذوق سے
نعمت اللہ ہے یہ اس قلب پہ
آبرو رکھتے ہیں جو ان کے لیے
اسکے دل پر ذوق کا کیا پرتو ہوا
بحر بیکسی سے آبادانی ملے
جو پایا ہوتے تحقیق جان
خانہ نظرہ در مہ مطلق سیہ

صاف چاہو گوش چشم اور عقل ہو — پھاڑے تو پردہ ہائے طمع کو — صاف خواہی چشم و عقل سن را

گر وہ بھی تقلید صوفی طمع سے — بند کی عقل اسکی تو بلع سے — زانکہ آن تقلید صوفی را طمع

طمع نے صوفی کو بس گمرہ کیا — وہ رہا بحث کا م ابتر ہوا — زانکہ صوفی طمع پرور شیر نر ا

طمع خائے اور ذوق رگ کی — اطلاع سے قلب کی ان ہوتی — طمع لوت طمع آن ذوق سماع

آئینہ میں گر طمع کرتی ظہور — بس نفاق آئینہ ہو جاتا ہو — گر طمع و آئینہ بر خاستے

گر طمع رکھتی ترا زوال کی — ہے تری ہر گز نہ رکھتی وہ کبھی — گر ترا زو را طمع بود بے زوال

ہر نبی کہتا تھا اپنی قوم سے — مزد پیغام اب نہ مکلوتا ہے — ہر نبی گیفت با قوم خود بعفا

مزد لینا کام ہے دلال کا — حق نے دلالی میں نہی ہر دو سری — من و لیکم حق شمارا است نہی

مزد دیتا ہے نادہ کے اچھا بھلا — مزد دہندہ کے ہے ہاں دلال کا — ہست مزد کار مر دلال را

مزد بیری کیا ہوا پ بیدار ما — اگرچہ خود دلو بگیرد بخشے چل ہزار — گرچہ خود دہ بلکہ بخشد چل ہزار

چل ہزار اسکے نہ بیری مزد کی — ہمسری در کی ہوائی آب پوت — چل ہزارا دہ ثواب مرزوں

اک حکایت سنتا ہوں تب تم سنو — بند جانو طمع سے تا گوش کو — یک حکایت گو بیست تا بہ بیوشیں

جسکو ہے طمع وہ گوش گدا ہوا — طمع نے بند کر لگو کب روشن کیا — ہر کرا باشد طمع اکدر شود

پیش تیم آنکے خیال و جاہ زر — جیسے پیدا بال ہوا اندر بصر — پیش شیرا و خیال جاہ در ر

پرسو اس سکے کہ حق سے پھر — کج گردیو ہوا ست ہر دو خر — ہمچنان شد کہ او اندر بصر

چونکہ ہر خوردار ہو دیدار سے — اسکی نظر و تمہیں ہمان مرد ا ہو — گر چو ہر خوردار ہو دیدار سے

ایک صوفی تھا بس ستی سے بھرا — حرص کے باعث نہیں کھتا تھا نور — ہر کہ از دیدار بر خوردار شد

سو حکایت گر سنے مرد ہوش مرد — ایک نکتہ بھی نہ جائے فوش مرد — صد حکایت ہمچو دد مرد ہوش مرد

قصہ اس مفلس کی کہ قید خانہ میں تھا اور قید ی اس کے فعان میں

مرد مفلس یک طمعہ کے خائمان — قید خانہ میں تھا افتد گران — بود شخصے مفلسے زندانیان

قہقہوں سے کھا کھا کے آپس میں — علی کے دل پر تھا جون گبد سے — نعرہ زندانیان موزوں گرفت

اسکو طاقت کھا کھا کے اس میوا — کیلے دو جلد لقمہ چبینا — زہرہ نہ کس کہ لقمہ زنان مجو

جو کہ دعوت سے خدا کی دور ہو — بس گدا ہے گر چہ وہ فغفور ہو — ہر کہ دور از دعوت یزدان بود

یا سال اسنے مروت کو کیا — دوزخ اس قید سے دوزندان ہوا — او گدا ہے چہ شہ سلطان بود

بھاگے رحمت کی ہوا ں پر اگر — اس طرف سے آفت ے بیشتر — مر مروت را نہاد و زیر پا

اگر گر تری ہر امید راست — زان طرف ہم پشت یدا ست — گشتہ زندان گر خرے زان آن بوا

بے درد مگو کہ کوئی ہے جگے
حق کی خلوت گاہ میں آرام ہے

قید خانہ ہے یہ جہان جان کے لئے
جز مشقت و محنت کے نہیں

موش کے سوراخ میں گر تو گھسے
پنجہ گربہ بلاسے کب بچے

آدمی فربہ خیالوں سے بنے
گر خیالات جمیل اب ہو گئے

ناخوشی گر ہو خیالوں سے گئے
آگ سے جوں موم دو گلو گئے

سانپ بچھو کے تجھے گر ڈر ہے جان
با خیال خوش خدا کو رکھے امان

سانپ بچھو لیست تجسم کرے
دو خیال اک کیمیا تیری ہے

صبر ہر ایماں خوش ست و مہ ترا
کہ خوشی کو لے والی ہے سوا

دل میں لے آ دو خوشی ایمان سے
ضعف ایماں اشد حق ہے

صبر ہر ایماں سے ہے راہ کلہ
حیث لا صبر فلا ایمان لہ

بوے احمد حق نے ایماں کو دیا
اصبری کی بیچ ہیں من ہو دو کار

ایک صبری آنکھ میں ہو مثل مار
دوسری کی آنکھ میں رد ہو گناہ

کیوں خیال کفر تیری آنکھ میں
اور خیال موسیٰ اس کی آنکھ میں

شخص اک رکھے یہ دو نوں میل کو
گاہ مچھلی اور گہ پوشست مار

آدھا موسیٰ آدھا کافر ہو تو وہ
آدھا ماہی آدھا صاحب تمکنت

حق نے فرمایا کہ ہستم مومن
تا مسلم کا فر کا بھی ہے تین

جیسے آدھا گاہ ہو رنگ سیاہ
اور سفید آدھا جو ہو وہ اثنان

جو کہ ابرق دھے کو دیکھے رد کرے
جو کہ ابرق دھے کو دیکھے رد کرے

حسن یوسف کے تئیں بھائی غیور
دیدۂ یعقوب میں نیکی نور

رشت رو دیکھا خیال سے بدیان
آنکھ فرع نے دا کہ اصلی کرمان

چشم ظاہر بیں پہ چشم پوشکا جان
جو رو دہ دیکھیں پہ چشم ان

سایۂ فرع ہیں ہمہ مردان خاک
سایہ ہمہ یار ند خورشید پاک

یہ دکان کہ بند کھولے اب وہ دکان
تو مکانی اصل تو در لامکان

جان شد رشتہ شد ہ ہوات است
شش جہت گر پر زیر آر در حیات

ہاتھ سے سفلہ کی قید ہی تو گیا
این سخن را نیست حد زندانیاں

بے درد مگو کہ کوئی ہے جگے
حق کی خلوت گاہ میں آرام ہے

قید خانہ ہے یہ جہان جان کے لئے
جز مشقت و محنت کے نہیں

موش کے سوراخ میں گر تو گھسے
پنجہ گربہ بلاسے کب بچے

آدمی فربہ خیالوں سے بنے
گر خیالات جمیل اب ہو گئے

ناخوشی گر ہو خیالوں سے گئے
آگ سے جوں موم دو گلو گئے

سانپ بچھو کے تجھے گر ڈر ہے جان
با خیال خوش خدا کو رکھے امان

سانپ بچھو لیست تجسم کرے
دو خیال اک کیمیا تیری ہے

صبر ہر ایماں خوش ست و مہ ترا
کہ خوشی کو لے والی ہے سوا

دل میں لے آ دو خوشی ایمان سے
ضعف ایماں اشد حق ہے

صبر ہر ایماں سے ہے راہ کلہ
حیث لا صبر فلا ایمان لہ

بوے احمد حق نے ایماں کو دیا
اصبری کی بیچ ہیں من ہو دو کار

ایک صبری آنکھ میں ہو مثل مار
دوسری کی آنکھ میں رد ہو گناہ

کیوں خیال کفر تیری آنکھ میں
اور خیال موسیٰ اس کی آنکھ میں

شخص اک رکھے یہ دو نوں میل کو
گاہ مچھلی اور گہ پوشست مار

آدھا موسیٰ آدھا کافر ہو تو وہ
آدھا ماہی آدھا صاحب تمکنت

حق نے فرمایا کہ ہستم مومن
تا مسلم کا فر کا بھی ہے تین

جیسے آدھا گاہ ہو رنگ سیاہ
اور سفید آدھا جو ہو وہ اثنان

جو کہ ابرق دھے کو دیکھے رد کرے
جو کہ ابرق دھے کو دیکھے رد کرے

حسن یوسف کے تئیں بھائی غیور
دیدۂ یعقوب میں نیکی نور

رشت رو دیکھا خیال سے بدیان
آنکھ فرع نے دا کہ اصلی کرمان

چشم ظاہر بیں پہ چشم پوشکا جان
جو رو دہ دیکھیں پہ چشم ان

سایۂ فرع ہیں ہمہ مردان خاک
سایہ ہمہ یار ند خورشید پاک

یہ دکان کہ بند کھولے اب وہ دکان
تو مکانی اصل تو در لامکان

جان شد رشتہ شد ہ ہوات است
شش جہت گر پر زیر آر در حیات

ہاتھ سے سفلہ کی قید ہی تو گیا
این سخن را نیست حد زندانیاں

ہیچ گنجے بے دو دیے دانا مباش
گنج زندان جہان جان آگہ مباش

واقف از مسوراخ موشی در دی
آدمی را فربہی ہست از خیال

در خیالاتش مباش از خوشی
در سیران مار و کژدم گر ترا

مار و کژدم مر ترا موشی شود
صبر اندر خیال خوش مباش

آن یکے در چشم تو بافت چو مار
گفت پیغمبر خلاش ایمان نداد

گاندریں یک شخص ہر دو ہول ست
ہیچ مومن ہو بہیئتش ہمہ

گفت زد ہست مثلہ مومن
بچو گاو ست نیمہ جلدش ہمہ

ہر کہ این نیمہ بہ بیند رد کند
ہر کہ این نیمہ بہ بیند رد کند

از خیال یوسف خوان بس نفور
از خیال بد نظر شان برشت بد

چشم ظاہر سایۂ آن چشم دان
سایۂ اصل ست فرع آنرا بجا

توسکانی اصل تو در لامکان
شش جہت بگریز زیر آر در حیات

این سخن را نیست حد زندانیاں

جز بہ خلوتگاہ حق آرام نیست
بنشست پا مزدو بے رنج الخبیث

مبتلاے گرد چنگالے شوی
گر خیالاتش بود حسن جمیل

سیگدازد ہمچو موم از آتشی
با خیالات خوشش دارد خدا

کان خیالات کیمیاے مس بود
کان فرح در دان اگر چہ زشت بود

ضعف ایمان اشد و زہر است
حیث لا صبر فلا ایمان لہ

ہر کرا نبود صبوری در نہاد
ہمچو تیر اندر چشم آن دیگر نگاہ

آن یکے در چشم او بافت چو مار
ہمچو تیر اندر چشم او دوست

آن خیال موحشے در چشم دوست
گاہ ماہی شاہ و گاہ پشہ است

آدھا ماہی آدھا صاحب تمکنت
نیمہ موسیٰ نیمہ فرعون لعین

تا مسلم کافر کا بھی ہے تین
نیمہ دیگر سپید و ہمچو ماہ

جو کہ ابرق دھے کو دیکھے رد کرے
ہر کہ آن نیمہ بہ بیند کم کند

حسن یوسف کے تئیں بھائی غیور
ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند

رشت رو دیکھا خیال سے بدیان
چشم فرع و چشم اصلی ناپدید

چشم ظاہر بیں پہ چشم پوشکا جان
ہر چہ آن بیند نگردد این بدان

سایۂ فرع ہیں ہمہ مردان خاک
سایہ ہا فانند خورشید پاک

یہ دکان کہ بند کھولے اب وہ دکان
این دکان بگشا بہ بند بگشا آن دکان

جان شد رشتہ شد ہ ہوات است
ششدرست ششدرہ توست ہست

ہاتھ سے سفلہ کی قید ہی تو گیا
مصطفیٰ زمان دست آن فرقدان

حکایت کرتا قید ہونا وکیل قاضی کے اہل غلام کے ہاتھ سے

جو وکیل قاضی آیا باش جگہ
کہنا قاضی سے ہمارا تو سلام
اگر ہے یہ قید خانہ میں بسا
کس قیدی کو کھانا مل سکے
بس اسی دم آئے وہ دو نیچ گلو
مثل مگس کے وہ کھائے طعام
سانہ کس کا کھانا جانے ہیچ ہیچ
قحط سہ سالہ سے ہمکو دا دو
کمدر زندان سے نکالا ہفتیس کو
یا وظیفہ وقف سو کھانے کو دو
اگر تجسے خوش ہیں ہے دوا ہاش
پانچ قاضی کے وکیل آ دم گیا
اسکو قاضی نے بلا کر روبرو
ہو گیا ثابت یہ قاضی کو کہ آپ
بولا قاضی قید خانہ سے نکل
بولا گھر میرا ترا احسان ہے
محکمہ زندان سے اگر تو در کے
جیسے شیطان، آدم اعلا السلام
کہ میں زندان میں نیا ہیں خوش ہیں
مس کر سکی بس غذا ایمان ہو
کر دو حیلہ کہ میں دو مہینے لوں
اگر گدائی سے ہیں تسدید اکبر ہیں
کم ہو اس زندان میں قوت لایموت
جو نماز و روزہ و صدقہ ہے
اعتصمنا اللہ من الشیطانہ
قدر ہلکا سا آہ سن اے طغیانہ

حکایت کردن اہل زندان نزد وکیل قاضی از وفات آن مفلس

اہل زندان در شکایت آمند
باز گو آزار ما زین مرد دون
یا دہ تا ز طبل خواست مفت
در بصد مہلت کشایند دہ
جمتش این کہ خدا گفتہ کلو
از وقاحت اصلا نے سلام
کرکند خود را اگر گوئیش بس
ظل مولانا ابد پاینده باد
یا وظیفہ کن زوقف لقرایش
داد کن الاستغاث الاستغاث
گفت یا قاضی شکایت بد یک
پس بفحص کرد از اہالی حوالش
کہ نمود ند از شکایت آن همه
سوے خانہ مرد و رفت خویش شد
ہمچو کافر ہفتہ زندان بست
خود و بہر من در و پیشی کند
رب انظرنی الی یوم القیام
تا کہ دشمن زاد گان را بشکنم
وز برائے را در و نانے بود
تا بر آرند از پشیمانی غریو
گر بہ نزلت خال نبدم دیشان
وانکہ بستہ از فضلدین بگشاد تم
قوت ذوق آبد بر دکباسگی
قدر ہلکا سا آہ سن اے طغیانہ

سیر بگو چو کرد رو آمین ہے — دیو پوشید ہ ہوا در پوست ہے — ہر کہ سر درد کرد میدان کو در رست — دیو پنہان کشتہ اندر زیر پوست

ایک کشتا ہی ہزاران بن گئے — جو گیا آمین تو دو آ کا ہوا — ایک سگ سے دو ہزاران شیر شد — ہر کہ در دی رفت داں عیشو

جو نہ صورت پائے آئے ہا خیال — بگذرد الے دو خیال اندر خیال — چوں نیابد صورتے یاد در خیال — تا کشاید آں خیالت رو بال

تجھ پہ آتی ہے خیالوں سے ہوا — از خیالات تو سے آید بلا — از خیالات تو سے آید بلا — چوں خیالت فاسد آید جا بجا

گہ خیال سیر اور گہ گے دکان — گہ خیال علم و گہ ہے خانمان — گہ خیال غرہ و گہ ہے دکان — گہ خیال علم و گہ ہے جان ہا

گہ خیال کسب اور سود اگری — گہ تجارت اور گہ ہے بُردری — گہ خیال کسب و سود اگری — گہ خیال نا جری و داوری

گہ خیال نقرہ و اولاد کا — گہ خیال عزت زار اور راد کا — گہ خیال نقرہ و فرزند و زن — گہ خیال بوالفضول بوالحزن

گہ خیال باغ و راغ و راغ کا — گہ خیال فرش و گہ نراش کا — گہ خیال کاخ و گہ ہے قماش — گہ خیال سفرش گاہ ہے فرش

گہ خیال ملک اور گنج و خزانہ کا — گہ خیال برادر ہے ہوا — گہ خیال ساع و راغ و ربیع — گہ خیال سلح اور گہ جنگ کا

گہ خیال نام اور گہ ننگ کا — گہ خیال آشتی و جنگ ما — گہ خیال نامہا و ننگہا

ان خیالو کو نکال اب سر سے تو — اور کدورت جملہ کر دل سے برو — ہیں بر و بار دل چنیں بد خیلہا — مین بر و بار دل چنیں بد خیلہا

ان پہ حولا حول کو سر آن سے — از زبان سے بلکہ دل و جان سے — از زبان تمنا مہ بل ز صمیم جان — از زبان تمنا مہ بل ز صمیم جان

باقی قصہ مفلس قیدی کا ساتھ قاضی کے — تتمہ قصہ مفلس زندانی با قاضی

بولا قاضی مفلسی اپنی بتا — بولا اے قیدی ہیں بیچارہ گدا — گفت قاضی مفلسی را وا نمود — گفت ایشاں متہم ہا ثبت چیست

بولا تو متہم ہین اسلیے — مجھے ہا گین ہیچ ہین مدلل — گفت ایشان متہم ہا ثبت چیست — وز تو میجوئند تا ہم وا رہند

چاہتے ہین مجھسے تا کہ ہم ہون امین — اسلیے رہتے گواہی ہم نہ دین — وز تو میجوئند تا ہم وا رہند — ترین غرض باطل گواہی میدہند

جملہ اہل محکمہ نے بس کہا — اسکے ہون اسکا مفلس کہ ہم ہی گدا — جملہ اہل محکمہ گفتند ما — ہم بدو یازند بر افلاسش گوا

پوچھا قاضی نے پیس سے حال کو — بولا اس مفلس کی مولا جھوٹ ہے — ہر کرا پرسید قاضی حال او — گفت مولا است ایں بن مفلس است

بولا قاضی تم پھراؤ اسکو فاش — شہر مین مفلس ہے پر اور ہیں ہاش — گفت قاضی گرد شہر ایں بگرد ایں نیک فاش — گرد شہر ایں مفلس بد پیداش

ہر گلی مین تم سناوی جا کر — ڈونڈی اس افلاس کی تم پھیر کر — طبل افلاس آں چناں کش بر درید — طبل افلاسش چناں کش بر درید

کوئی نہ لیوے اسکی قرض ادھار — اور نہ دیوے قرض یہ بیوپار — قرض ندہد ہیچ کس او را بہ نسیہ — ہیچ کس نسیہ نہ دہد او را بقرض

پیسہ دعوی گر کوئی اگر کرے — قیمہ ہر گز نہ کرد نگاہین اسے — ہر کہ دعوی آرد اش ایجا بلفض — ہیچ زر نہ انشش نخواہم کرد من

مجکو افلاس اسکا ثابت ہو چکا — ہاتھ مین نے نقد جنس اسکے دبا — پیش من افلاس او ثابت شدست — فقد او کالا تو پیش چیزے بدست

اسلیے ہی قید و دنیا مین لبسہ — تاکہ افلاسش سکا ہو ثابت تر — تا بود کالا فلاس او ثابت شود — آدمی در جنس خود پنہاں بود

مفلسی کو دیو کی اللہ نے — کردمی قرآن مین منادی کیدیں — مفلسی دیو ر انیز دان ما — ہم منادی میکند در قرآن ما

کرد ہ بد گو مفلس بے مکار ہے
الیمن بن اس سے نہیں کی کرکر

گر کرے اس سے تو وہ حیلہ کرے
وہ ہی مفلس اس سے کہیں نا بچے

جب کھلا یہ بھید تو حاضر کب
اونٹ کردی کا ہو کوئی ہنیا

پس بہت فریاد گر ہی نے کری
اور کچھ شرت بھی ان لوگ نکوی

صبح سے تا شام اونٹ بیچ نکالیا
سود فریاد رسی نے اس کے ہوا

اونٹ پر بیٹھا حاد و قحط گران
اونٹ والا اسکے پیچھے حاد دان

شہر ہین اسکو پھرایا کو بکو
آگہی تا اس سے ہو ہر ایک کو

آئے ہر حمام و ہر بازار کے
دیکھتا اسکو ہر اک اس محل کے

چیختے تھے دم بدم منادی کر دا تھے
ترک دگر دادر دہ سیان ہر بازار کے

بے ملک کا اس سے لیا بیچ ہے
ظلم کا اک اس نے دیا بیچ ہے

بے نوا در بدا دا اور بیوفا
مفلس اب تر گدا اور تہیدا

یہ نہین نکلتا ہو مفلس کوئی چیز
قرض تا کوئی نہ دے اسکا بیچیز

ظاہر و باطن نہین گذری مجھے
پیہ ہو مفلس بد دعا بانی کری

ہر گز اس سے ہوتی ایسے کرے
فیضی لاتے جو گر ہو ممکن کے

اسکو لائے محکمہ مین گر کوئی
مین کروں گا خانہ انکو کبھی

خوش زبان ہو اور خوش ہنگامہ ہو
انگر گھ نابت ہو اور ارتا ہو

ملکی حاظر نواز ہو ظالم نہ ہو
ہو برہنہ تا دو کے سیلو نہ ہو

فر حکیم کے اور حرف حکمت کے
عارت بنا لباس کی آسنہ ہے

چور گر چہ جامہ ہو پہنے ہوا
تا حقیقت ایسے پکڑے ہو کا تا

اونٹ سوداگر اور جھگڑات کو
گر بلو لا گھر ہی در اور در ہو

اونٹ پر بیٹھا ہوا آب سیع سے
میں نے چھوڑے جو لیکن گھاٹ کے

بولا کیا کرتے تھے جو اب تک بھلا
ہوش نہ در گھر کے فکر سے ترا

مفلسی کا آسان نک غل گیا
پھر نہین یہ واقعہ تو نے سنا

کان تیرے پر ہین طبع خام سے
اندھا اور بہرا طبع تھکو کرے

سنگ دشمنی کے چال اب سنا
کہ مفلس ہے یہ مفلس ہے سدا

کرد ہ بد گو مفلس ست و بد سخن
بیچ یا او شرکت و سودا مکن

گر کنے اور ابہانہ آوری
مفلس ست او مرد آزاد کی بری

حاضر آورد نا چون فتنہ فروخت
آشتری کرد کے ہنرم سفروخت

گردی بیچارہ بسے فریاد کرد
ہم موکل را بدانگے شاد کرد

آشتر ش بر دند از ہنگام بیات
تا شب اندھان او سوے وندات

بر شتہ نیست آن قحط گران
صاحب شتر بے آشتر دوان

سوے دیگر کو بکو مے تاختند
تا ہر شہر ش میان جستجو تاختند

پیش ہر حمام و ہر بازار گے
کرد و مردم جمع در شکلش نگے

وہ منادی کرد کہ مندید ز دایان
ترک کرد و در میان بازیان

ممنگان آواز را بر داشتہ
کین ہر تخم جفا ہا کاشتہ

بیوفا بد داد اے بیوفا
نان رہا ت بر گدائے تیہا

مفلس ست این را ندارد ہیچ چیز
قرض تا ند ہد کسی اور اپسیز

ظاہر و باطن مفلس ست و دیوجہ
مفلسے تب دغا ت دیو

ان دو ان او در شیشہ کم کنند
چونکہ کار آید گرہ محکم کنند

در محکم آرد این زمان مردہ را
من نخواہم ہر دو زمان مردہ را

خوش بہ ست او گھلش نرسد
با شعار نو فا ساخ شوخ

گر بہ ست بہر کار آن جا دیا
عار یہ ست او ن مرد بیہ مادیا

حرف حکمت بر زبان ہنگم
حکمتہا عارف دان می سلیم

گر چہ او در جامہ پوشیدہ بہ ست
وسط تو ہیون گیر دان ہر بد ما

چون شنا نگا از شتر آہ بر زد
کرد و گفتش مند ما دو بہ ست فی دیر

بر نشستے آشتر م را نگاہ
جو را کردم کم از اراج کاہ

گفت آلکنون چہ سکو دم پس
ہوش تو کو نیت اندر خانہ کس

چرخ اطلس تنیدا ہم بطلع
قوتہ بشنیدی گوشش او بطلع

گوش تو بر بود ہ ست از طلع عام
پس طلع کر سکند کو را ہم غلام

تا کلی و تنگ بشنیدا بن بیان
مفلس ست و مفلس ست این جا بیان

ادرک والے سے کما پرات ہم | اب کہ وہ طبع سے پُر ما شد | تا شب گفتند در صاحب
بش ہر کمان اور آنکھ پر تیر خدا | کیونکہ پردہ میں ہو صورت احمد | ہست بر سمع و بصر قہر خدا
جو کہ وہ چاہے دکھاوے جو چھپے | ہم جمال اور ہم کمال اور ہم شرم | انچہ او خواہد رساند این بخشم
ہر کہ وہ چاہے سُناوے جو سُنے | ہم سماع و ہم بشارت ہم خروش | وانچہ او خواہد رساند او بگوش
تو اگرچہ اس سے بس غافل ہے | وقت جب حق کے مظاہر ہے | گرچہ تو ہستی کنون غافل زان
بولے بیغمبر کہ جو ہے ادا حمی | پیدا ہر اک درد کی دارو کی | گفت پیغمبر کہ یزدان مجید
گرچہ درمان دیر ہو جاوے کے | اے خدا تو بھیجے درمان مجھے | از پے ہر درد درمان آفرید
یا کہ سب سے بڑھ کے انفع ہے | درد اپنے کہ ہے اسکے حکم کے | گر دوا درمان نہ بینی نیک بد
یا علام میں دوا چاہوں مجھے | تا خدا لرزیں نہیں کھرے ہے | بہر درد و خویش بے فرمان او
آنکھ سے لاکھان کھدا جاوے | چشم کشتہ دیکھے جیسے جان کر | تا کہ نگشاید عنایت روزنے
اے حمت تو یہ ہمارا بیا ہوا | کہ جہان جیلی سے بہ جا ہوا | بین بنہ چون چشم کہ شد جان جہان
بستی کی ہمت تو چھ سب سے | اگر تو جاوے طالب آپ کی کا ہو | گر ز جانی جہان را جاں شدست
بھاگ ست تو ہو جاوے کی جا | اور تیرا جسم ہو جاوے کی جا | گر تو ز جان طالب مولا شدی
منع حق کی کار گہ نیستی | ہست عالم ہیں ہیں بکار آنکہ | جملہ فعل ست این عدم آرد پدید
ہر سطلب ز جہان ہست نیست | کار گاہ و صنع حق چون نیستی ست | ہر نیاید کو از طمع پر بود

فی المناجات میں

فی المناجات

تو خدا تو ہے شریک اور یار ہی | کرم دا اور جرم میرا بخش دے | اے خدا اے پاک بے انباز و یار | دست گیر ہر جرم دار و گذار
باتیں رت کی سکتی ہے تو مجھے | تا کہ رحم آوے مجھے اس بات سے | یا رہ و ما را ز خصمان سے رفیق | گر ترحم آورد آن امور فیق
ہر دعا میں ہم اجابت مجھے ہے | ایسی تجھے دسیت مجھے ہے | ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو | ایمنی از تو ہمابت ہم ز تو
گر خطا ہو مجھے اصلاح دیوں دے | تو ہو مصلح اور سخن کا شاہ ہو | گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن | مصلحی تو اے تو سلطان سخن
کیمیا گر ہو دل لے اسکو تو | نیل کر دے گر ہے خون کی تو | کیمیا داری کہ تبدیلش کنی | گر چہ مسی خون و نیلش کنی
ایسی ہو نا کا رسی تیرا کا رہو | ایسی اکسیریں ترا اسرار ہی | انچنین ہینا گریسا کار تست | انچنین اکسیر را اسرار تست
توے پانی اور رسی کو ملا | پیدا اُس سے جسم آدم کو کیا | آب را و خاک را بر ہم زدی | راب گل نقش تن آدم نمودی
اسکو نسبت ہیں جیا ماسو کی ہی | اور غم و شادی کی تمکو اجر کیا | تبتش را دادی بہجت خال غم | با ہزار اندیشہ شادی و غم
اور کیا اس شادی غم سے جدا | بعض کو آزاد بس اُس سے کیا | باز بیضے را رہائی دادہ | زین غم و شادی جدائی دادہ
عرش پر بیگانہ سے دور سے کیا | آنکھ میں تک اسکے بدتر کردیا | بردہ از خویش ہا پرندہ در شست | کردہ در چشم او ہر خوب زشت

جو کہ محسوس ہے اسے کرتا ہے دور — جو ہوا پیدا اسے رکھے حضور
ظاہر اسکا عشق و شوق و ہر نشان — یار باہر اسکا خفتہ ہے میان
عشق صورت کو ہے اور عشق صورت پے نہ اور — عشق صورت کو ہے اور عشق صورت پے ہے
جو ہر محسوس اسکی صورت کے ہیں — خواہ یاں کا عشق ہو خواہ وہاں
ہر کہ صورت پر تو اب عاشق ہوا — جان بکلی اسکو کیوں ہے چھیکتا
شکل دہ قائم ہو تو خواہش مجھے — عاشق کا کون اب عشق ہے
اگر ہو اب محسوس معشوقہ ترا — کیوں نہ ہر اک اہل حسن عاشق ہوا
جو رفا کو کرتا افزوں عشق ہے — کب فا صورت کو دیگر کرے
چکے پر تو شمس کا دیوار پے — عارت پائی چمک دیوار نے
کیلے و ٹیلے پہ باندھو دل تو — ابر چمک کی کر طلب تو وصل کو
اسکو تو عاشق ہوا اپنی اصل پے — جانتا صورت پرست اپنے کو ہے
عقل کا پرتو وہ تیری حس ہے ہے — عارت عالوں میں مس پے ہے
جوں ملمع ہے یہ خوبی بشر — ورنہ وہ معشوق ہو اک پیکر خر
خاوند شتہ دیو کی صورت ہوا — وہ ملامت عارت تھی اک فا
تھوڑا تھوڑا اسے بتاتا ہے جمال — تھوڑا تھوڑا خشک ہوتا ہے نہال
جانغمہ و نکسیہ پڑھو — دل طلب کر دان ہدی پر کچھ
ہو جمال دل نہاں ظاہر فی آب — آب میوان کا ہو ساقی اسکا سبب
خود وہی ساقی خود ہی مسئلے خود ہی خرا — جنوں اک ہو ہے جوں طلسم ہاروت خرا
عقل سے کب جانے تو اس بات کے — بندگی گزار اور ہو بیہودہ کو
تیر اسی صورت اک ہے عارت — نسبت اک شادی کی ہو اور فیت
وہ ہر منے کہ خود ہی سے تجکے — بے نیاز اس شکل سے تجکو کرے
نو وہ منے ہوا اور انہ بصار — خاص تجکو شکل پر عاشق کرے
حصہ اندھوں کا خیال غم ترا — حصہ آنکھوں کا خیالات فنا
حرف قرآن کے خرانے کو ہیں — خرنہ و صحن اور بالان ہر ہیں
گر ہو مینا ڈھونڈھ کر تو کوہسار — کب تلک پالان سے پالان بر

ہر چہ محسوس ست در دیکھند — جو ہوا پیدا سے رکھے حضور
عشق و پیدا و خوش و قش نہان — یار باہر مسکا خفتہ ہے میان
ہیں راکن عشقہا ے صد رکے — عشق صورت کو ہے اور عشق صورت پے ہے
آنچہ معشوق ست مستر نیست آن — خواہ یاں کا عشق ہو خواہ وہاں
ہا نچہ بر صورت تو عاشق گشتہ — جان بکلی اسکو کیوں ہے چھیکتا
صورتش بر دست این ہیز ہیست — عاشق کا کون اب عشق ہے
آنچہ محسوس ست اگر معشوقہ ست — کیوں نہ ہر اک اہل حسن عاشق ہوا
چوں فزاید عاشقی افزون شکند — کب فا صورت کو دیگر کرے
بر تو خورشید بر دیوار فت — عارت پائی چمک دیوار نے
بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم — ابر چمک کی کر طلب تو وصل کو
آنکہ او ہم عاشقی بر صورتیست — جانتا صورت پرست اپنے کو ہے
بر تو معقل ست آن بر حس تو — عارت عالوں میں مس پے ہے
چوں زراندود ست خوبی بر تو — ورنہ وہ معشوق ہو اک پیکر خر
چوں فرشتہ بود ہموں در وحوش — وہ ملامت عارت تھی اک فا
اندک اندک می ستاند ذرہ ذرہ — تھوڑا تھوڑا خشک ہوتا ہے نہال
ہ ہمہ خنکسہ خوان — دل طلب کر دان ہدی پر کچھ
کان جمال دل جمال باقی ست — آب میوان کا ہو ساقی اسکا سبب
خود ہموارہ ست ہم ساقی دست — خود وہی ساقی خود ہی مسئلے خود ہی خرا
آن یکے را تو ندانی از قیاس — بندگی گزار اور ہو بیہودہ کو
معنی در صورت ست عارت — نسبت اک شادی کی ہو اور فیت
آن بود معنی کہ بستاند ترا — بے نیاز اس شکل سے تجکو کرے
بنود آن معنی کہ کو رد کند — خاص تجکو شکل پر عاشق کرے
کو رد را ست خیال غم فزاست — حصہ اندھوں کا خیالات فنا
عرف قرآن را فریدان ست آن — حرف قرآن کے خرانے کو ہیں
پر تو بینائی پے فرستد کہ حیت — گر ہو مینا ڈھونڈھ کر تو کوہسار

وانچہ نا پیدا ست ستاند یکند — ہا رہیرون نقشہ آرد در جہان
عشق ہر صورت خبر بردے ستے — خواہ عشق آنجہان خواہ عشق ایجہان
چون برون شد جان ز اندر تن خشت — عاشقا دا ہو کہ معشوقی تو پشت
عاشقی سر کہ در آن ہست — گر دو فا صورت دگر گون یکند
تا بش عارت ے دیوار فت — وطلب اصلے کہ تا بدا دو قیم
خویش را صورت پرستان پندہ نیست — عارت سیدان و ہب پرس تو
ورنہ چون شد شاہد تو پیر خر — کان ملامت اندرو عارت پدید
اندک اندک مشک گیرد مرد سال — دل طلب کن دل نہ بر خواہان
دو بش از آب حیوان تہ ست — ہر سہ یکشد چون طلسم کو شکست
بند گی کن ترا کہ خدا ناشناس — بر ناسب شادی و بر غایت
بے نماز انقش گرداند ترا — مر ترا بر نقش عاشق کرکند
بہر و چشم این خیالات فنا — خرنہ بینند و بیالان بر زنند
چند بالا دوزی اے پالان پست

Stamp: Nafis Library

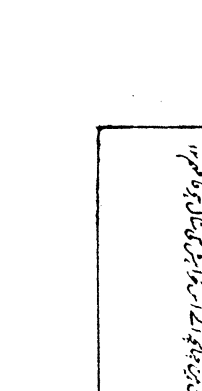

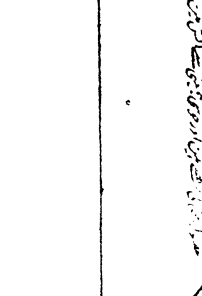

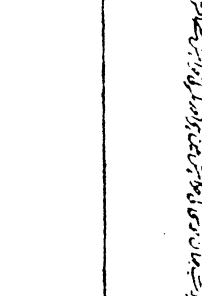

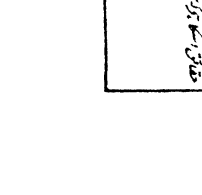

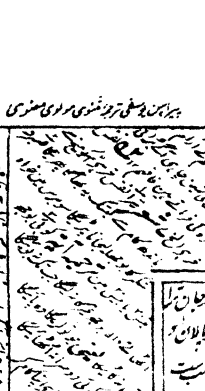

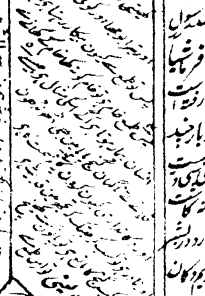

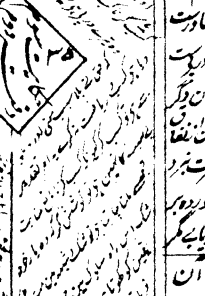

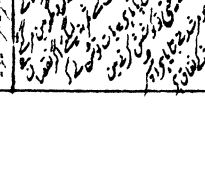

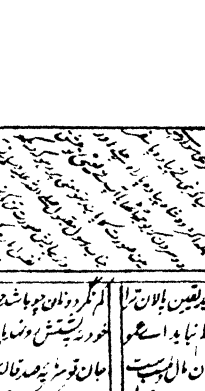

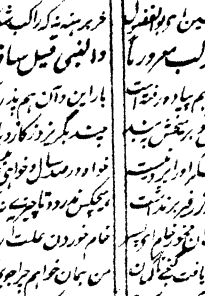

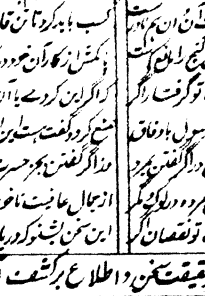

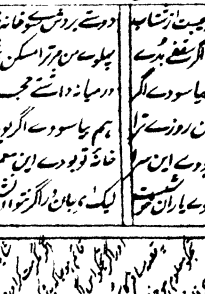

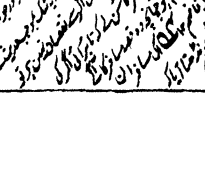

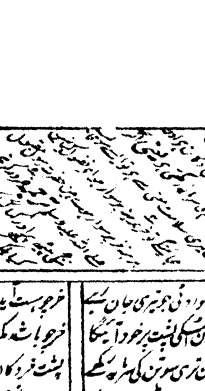

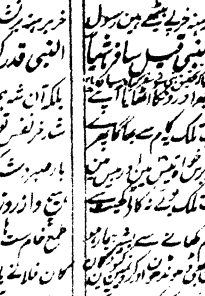

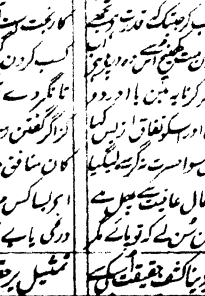

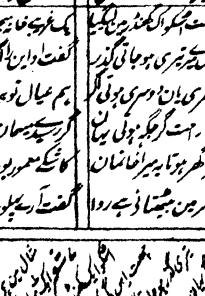

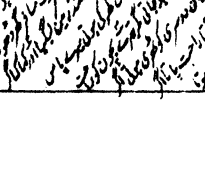

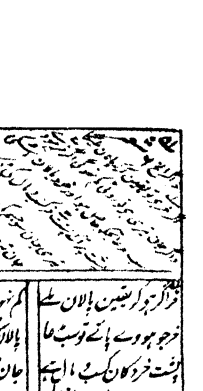

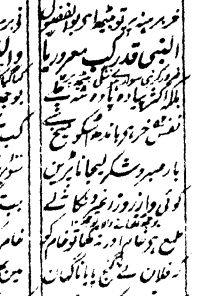

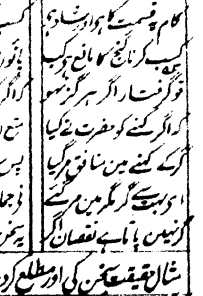

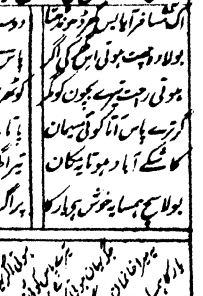

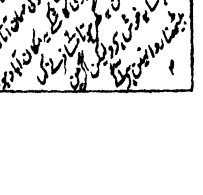

برسر خشمی کی بنیاد گران ہر بن ہے
اور خوشی کوہ کہ آسش بر بن ہے

طالب زر ہے گہر سب پہ نظر دام ہے
پرتو گوہر کہ ہے عالم بین طیر

ڈھونڈ تو قلب ہر دیکھو کہ ہر اک
بے کسوتی نہ نوشک سر بھر

اگر کسوتی ہے تو لو ورنہ چلو
پاس دامن کے مقید جا کے ہو

پرسش اہل جہان بین چہ ہے
ورنہ تماشا راہ پست جائے

بانگ غرابن کی ہر بانگ پہ کان دھرو
آشنا رو ہر کہ بر رویے نہ

نام لیکر غول کے ہر اک غلان
میری جانب نگہ چرم نشان

پوچھے دان دیکھے دہ اگر اک شیر کو
تا کرے گمراہ خواجہ کو دکان

بانگ غول اب کیا ہے آخر کردہ تو
عمر ضائع راہ دور و دیر بر

اندرون سے بانگ اس راز کو
چاہتا ہوں مال جاہ و آبرو

ذکر حق کر بانگ غولوں کو جلا
روک تو تا کشف گہر ران بر

صبح کاذب ہے تو صادق جان کے
آنکھ اپنی اس لگا کر کس سے چپا

دیدگان ہفت نگی سے ہوتا
رنگ کو پہچان رنگ جام کے

نیلگوں دیکھے تو ہے اس رنگ کے
ایک دیدہ پیدا امر دو فنا

ہو گہر کیا بلکہ دریا ہوئے تو
اور اگر دیکھے بجائے سنگ کے

کارگر ہے کارخانہ میں یہاں
آفتاب پنجہ چپا ہوئے ہو

کارگر کو کارنے انصاف کیا
دیکھ تو سے تو کارخانہ میں جہاں

کارخانہ جائے کارگری ہے
اسکو خارج کا ہے کب دخل کا

کارخانہ کیا عدم ہے آسمین آ
آسے باہر ہنر نہ نکلے کہ

کارخانہ ہے جگہ پس دیدگی
صنع رصانع تا کہ دیکھے ہر لا

اپنی ہستی دیکھی جو زعوی نے
آسے جو ہا ہر ہو دہ پوشیدگی

اسلیے چاہتا تھا تبدیل عدم
کارخانہ سے تعاند ہا اسلیے

اور قضا کو میں ہوں اس کا رکن
تا قضا کا میں ہوں خط دون گذر

سکہ زن ہوں کو وارا ہے گناہ
زیر لب ہستی تھی اسکو سر دسی

تا کہ بھر جائے دہ تقدیر آل
تا کہ ہو جائے دہ تقدیر بر آل

ذرہ خوش تر و بیرا ندر دلش انند
این ہر عالم طلبگار خوش اند

تا بگردد حکم حق تقدیر آل
صد ہزاران طفل کشت و دیگرا

تا بگردد حکم حق تقدیر آل
صد ہزاران طفل کشت و دیگرا

اور نہ پیدا ہوسے تا موسے نبی — طوفِ گردون پے کیے صد ماتمی — تا کہ موسے نبی نا دیدہ رون — کرد بر گردون ہزاراں طعن و فن

سب کی خاطر موسی پیدا ہوا — قہر کو آسکے وہ اما دم ہوا — آن ہمہ خون کرد موسی را کشید — وز برائے قہر او اما د رسید

دیکھتا گر کارخانہ حق کو دل — خشک یا نا مک سے پاہست کو — گر بدیدی کارگاہ لایزال — دست پاش شک گشتی اشتمال

گھر کے اندر آسکے تو موسی بچے — اور باہر لڑکے دہ کاشتے ہے — اندرون خانہ اش موسی صفات — وز برون کشت طفلان الگوٹ

تن کو پالے مثل مادر جسم نفس — اور گمان کینہ کا غیر دن پر ہے — ہمچو صاحب نفس کو تن پرورد — بر درد گر کس ظن دشمنے ببرد

کہ یہ دشمن ہے ہمارا اور دو سود — ہی حسود و دشمن آنکا خود وجود — کاین عدو در جان حسود و دشمن است — خود حسود و دشمن او آن تن است

وہ مثال موسی تن فرعون ہے — وہ پھرے باہر کہ دشمن کن ہے — او چو موسی و کشش فرعون او — او بہ بیرون ہے و درد کو عدو

خانہ تن میں ہے نفس نازنین — ہاتھ جاوے غیر پر از کو کین — نفس اندر خانہ تن نازنین — برد گر کس دست بخاید بکین

ملامت کرنا لوگوں کا ایک شخص کو کہ ماں کو از راہ محبت کے ہلاک کیا — ملامت کردن مردمان شخصے را کہ مادر را بہ محبت بکشت

ماں کو آخر نفس میں مارا ایک نے — زخم خنجر ہم بضرب مشت سے — ہم بزخم خنجر و ہم زخم مشت

ایک نے اسکے کہا اے بد گہر — حق مادر کو تو اپنے یاد کر — آن یکے گفتش کہ از بد گوہری — یاد نا ور دے تو حق مادری

ماں کو مارا کیسے اب یہ کہو — اسنے تیر اکیا کیا انی شت خو — من تو مادر را بہ کشتی کجو — او چو کرد آخر تبو اہی زشت خو

ماں کو مارا ہو کسی نے تو بتا — تو نہیں جانتا کہ اسنے کیا کیا — بیچکس گشت مادرے عنود — مے نہ گوئی کو بیہ کردا خر زبود

بولا لے شرعی کا کام اسنے کیا — مارا اسکو خلق سے پردہ ہوا — گفت کارے کرد کان عادت است — کشتش کان جان ستا را دست

متہم وہ ایک کے ہمرہ ہوئی — غرق خون در گور رو ہا بی گئی — تستم شد با یکے زان کشتمش — غرق خون در خاک گور غشتمش

بولا پس ہر روز زاروں خلق کو — قتل بہتر آسکا ذبح خلق سے — گفت ہمچو آنکس را کہ مختشم — گفت پس ہر روز خلقے را کشم

نفس تیرے ہے وہ بد کردان — کر فساد آسکا ہی عالم میں نشان — ناے او ترم بہ سے از زنای خلق

مار تو آسکو کہ پس آسکے لیے — قصد ہر دم تو عزیزو نکاسے — نفس تو را در حقیقت مادر ست — کر فساد او ست در ہر گہ کہ ہست

آسکی خاطر خلق دشمن ہے تبھی — آسکی خاطر جمیعہ دنیا تبھی — پس کشش در راہ آن بد بر آن دنی — ہر دمے قصد عزیزی میکنی

نفس کو مارا چہ مانا ہے عذر سے — از پئے او باخلق و با خود جنگ — از ہوی این و آن خوش بر تبست

گر ترے کنجے ہے کوئی تنگ سے — نفس شوم تو از ہستی زاعتدار — کس ترا دشمن نماند در دیار

انبیا و اولیا کے واسطے — گر شکال آرد کسے بر گفت ما — از برائے انبیا و اولیا

انبیا کا نفس بھی کشتہ تبھا — کانبیارا نے کہ نفس کشتہ بود — پس چہ احسان و شنان بود جود

ملان رکھ تو او طبعا کو دب — گوش نہ تو او طلبگار صواب — بشنو این اشکال شبہت را جواب

وہ جو کہ نکر دین دشمن اپنے سب — زخم بر خود زد بہ تلاشان چنان — دشمن خود بود وہ اندر آن نگر ان

وہ ہو دشمن جو کہ قصد جان کرے
وہ نہیں دشمن کہ اپنی جان ہے

آب ہے چمکا ڈر عدو سے آفتاب
وہ عدو اپنی ہوئی امر حجاب

روشنی خورشید کی مارے اسے
رنج خورشید اسکا فہر کرے

وہ ہو دشمن جس سے دل خشمگین ہو
مانع خورشید سے ہو مثل کہ

ہمکو کافر اپنے خود مانع ہوے
انبیا کے پر تو انوار سے

خلق کے پردہ ہوا انکی نگہ ہے
اپنی آنکھوں اندھی کی ہوں انکے

چون غلام ہندو اک کینہ سے جو
جنگ خواہد وہ ہ آقا آپ سے

سر نگوں ڈالے ہو خود کو بام سے
تاکہ خواہد کو جرح ہو کام سے

گر معالج کا مریض اک ہو عدو
گر عدو دل کار کے استاد کو

خود ہو قصد من ہن دشمن جان ہے
عقل جان ہی کہ خود ہر من ہے

وہ ہوا گر غصہ ہوا خورشید پے
اور مچھلی غصہ ہو دریا سے

دیکھ بس تو کہ یہ نقصان ہوا
کون آخر اس سے بد قسمت ہا

جو زیان گر ہن نہ خاطر کی راہ
تو ہو ہاسد کہ فلاں سے ہے تباہ

خود ہو قصد نقصان سب کا نہ ہو
بس کمی کہ تنگ سے شیطان ہے

خود مسد نقصان عیب کیونکر ہے
خود کو پہ آفتہ ہے الا اسے

خود مسد نقصان عیب کیونکر ہے
برتری کیا بلکہ خود قصد گری

آن بلیس از ننگ و عار کمتری
اور جستہ برتری کی تھا وہ ننگ

از حسد تخم است تا بالا بود
خود وہ چہ بالا بلکہ خون پالا بود

آن ابوجہل از محمد ننگ داشت
وز حسد خود را بالا میفراشت

بوالحکم نامش بد و جہل شد
بوالحکم ہو کے جہل اک بنے

من مدیدم در جہان تخم حسود
کوئی اہلیت بجز خلق نکو

انبیا را واسطہ زان کرد حق
ارسلے تاکہ حسد ہو برملا

در گذر از فضل او جستی فرق
کام خدمت سے ہو اور افتراق

کار خدمت آرد و خلق حسن
کہ حسد حق سے نہیں کوئی لگے

حاسد حق ہیچ وبا رے نبود
وہ حسد کہ تا قیامت اسے

دشمن آن باش کہ قصد جان کند
دشمن آن نبود کہ نود جان کند

نیست عفا شک عدو آفتاب
او عدو خویش آمد در حجاب

کاہش خورشید یار اوست شد
رنج او خورشید پر گرد کشد

دشمن آن شد کز ز آید عذاب
مانع آید مثل را از آفتاب

مانع خویش اند تیبا کا فران
از شعاع چو ہر پیمبران

کو حجاب چشم آن فرزند خلق
چشم خود را گور و رگر کند خلق

چون غلام ہندو اک کینہ سے جو
از ستیزہ خواجہ خود را کشد

سر نگوں می افتد از بام سرا
تا ز بانے کردہ باشد خواجہ را

گر شود دیوار دشمن طبیب
در کند کرد ک عدا تا آب

در نقیقت ہر من جان خود ہ
راہ عقل و جان خود را نود زند

کار بے گر خشم گیرد آفتاب
تو نکو بنگر کہ او دار در زیان

تو نکو بنگر کہ او دار در زیان
عاقبت کہ بود سیاہ خوار ازاں

گر ز اوج آید بدرہ زشت و
تو مشو ہم زشت کہ ہم شت خو

در رو کہ کشت ہر دو سنگ انداخ
در رو شت است سنگ تو جاں شاخ

تو حسودی کز خلاں بیں کم
مے ز ریا بد کمتری در افتم

خود مسد نقصان عیب کیونکر ہے
بلکہ از ہمہ کیمیا بد تر ست

آن بلیس از ننگ و عار کمتری
خود شتن افگند و در مسد تری

از حسد تخم است تا بالا بود
خود وہ چہ بالا بلکہ خون پالا بود

آن ابوجہل از محمد ننگ داشت
وز حسد خود را بالا میفراشت

بوالحکم نامش بد و جہل شد
امر ا ز ا ہا ہا ہا ہا ہل شد

من مدیدم در جہان تخم حسود
ہیچ ا یا بیت بہ از نرے نکو

انبیا را واسطہ زان کرد حق
تا پدید آید حسد ہا در خلق

در گذر از فضل او جستی فرق
کار خدمت آرد و خلق حسن

حاسد حق ہیچ وبا رے نبود
زانکہ کرا از خدا عارے بود

آن کہ کشش شش خود پندا شتے
دان سبب با احمد سر در داشتے

۳۸۵

چون بزرگی نبی ثابت شود
پس محمد بود پیک ذوالجلال

تا قیامت آن ولی قائم است
تا قیامت آن رسول راهنمول

پس بهر دوری ولی قائم است
هر کرا خوی نکو یابد پرست

هر کرا خوی نکو یابد پرست
هر کسی کو شیشه دل شد شکست

پس امام می قائم آن ولی است
فواه از نسل عمر خواه از علی است

صدهزاران اولیا از نسل او
هم نشان و هم نشسته پیش و

او چو نور است و فرو جبریل او
آن ولی کم هست از قندیل او

دانکه زین قندیل کم مشکوة ها است
نور را دو مرتبه مرتبه است

زانکه مقصد پرده دار و دور دست
پرده ها بنهاد اندر نیستی

اندرین هر پرده تو بر ذهن خویش
صد هزاران پرده ها بنهاد ام

اهل صف نعلین از صف خویش
چشم شان طاقت ندارد نور بین

وان صف پیش از صفی بیصفی است
تاب نارش در روشنائی نیست

روشنی کو حیات اول است
رنج جان و فتنه این حول است

احولیما اندکی تاریک کم شود
چون زیاده گردد اید او شود

آهنی کاصلاح آهن یار است
کو صلاح آهن و سیب درست

سیب آبی خلط دار و خفیف
فوچو آهن تا بشی خود لطیف

لیک آهن را لطیف آن شحنه است
کو بجاذب تا بش آن آرد بدست

هست آن آهن خمیر سخت کش
زیر تیغ آتش و مسح و خوش

حاجت آتش بود در بوسواسط
در دل آتش و در بی رابطه

بی حجاب آبش فرزندان آب
بی حجاب آبش فرزندان آب

واسطه دیگی بود تا مایه
بچو یار او رو ش یا تا یه

یا کسان را فو دمیان آن هوا
میشود سوزان دلی آرد نوا

پس فقیر آنست کو بی واسطست
شعله ها را با جوش از بطه است

پس فقیر آنست کو خود را دهد
آب حیوانی که ماند تا ابد

پس دل عالم رسد از بی دلی
میرسد از واسطه سوی دل بفضل

دل نباشد تن چه داند گفتگو
دل بجوید تن چه داند جستجو

پس محمد بود پیک ذوالجلال
تا قیامت آن رسول راهنمول

تا قیامت آن ولی قائم است
هر کرا خوی نکو یابد پرست

جز کوی هر که دست دل بدو داد
هر کسی کو شیشه دل شد شکست

آل عمر گر چه بهر دولت و غنی است
فواه از نسل عمر خواه از علی است

دو هزاران اولیا از نسل او
هم نشان و هم نشسته پیش و

جو دل کم هست از قندیل آن ولی
آن ولی کم هست از قندیل او

مرتبه بین نور هر ترتیب را
نور را دو مرتبه مرتبه است

جان نور است و فرو که را بیت طبق
پرده ها بنهاد اندر نیستی

صف بصف بر ذهن خویش بنهاد ام
صف بصف بر ذهن خویش بنهاد ام

چشم نور افزون کند طاقت فزا
چشم شان طاقت ندارد نور بین

تاب کس بس روشنائی کی بکند
تاب نارش در روشنائی نیست

رنج جان و فتنه این حول آن کی کند
رنج جان و فتنه این حول است

شاد باش ای عشق خوش سودای ما
احولیما اندکی تاریک کم شود

ای طبیب جمله علتهای ما
چون زیاده گردد اید او شود

کاصلاح آهن یار است
کو صلاح آهن و سیب درست

سیب آبی خلط دار و خفیف
فوچو آهن تا بشی خود لطیف

لیک آهن را لطیف آن شحنه است
کو بجاذب تا بش آن آرد بدست

هست آن آهن خمیر سخت کش
زیر تیغ آتش و مسح و خوش

حاجت آتش بود در بوسواسط
در دل آتش و در بی رابطه

بی حجاب آبش فرزندان آب
بچو یار او رو ش یا تا یه

واسطه دیگی بود تا مایه
میشود سوزان دلی آرد نوا

یا کسان را فو دمیان آن هوا
شعله ها را با جوش از بطه است

پس فقیر آنست کو بی واسطست
آب حیوانی که ماند تا ابد

پس فقیر آنست کو خود را دهد
میرسد از واسطه سوی دل بفضل

پس دل عالم رسد از بی دلی
دل نباشد تن چه داند گفتگو

دل بجوید تن چه داند جستجو

پس نظرگاه شعاع آهن مجو | هر نظر گه حق کا دل شد تن مجو | پس نظرگاه و شعاع آن آهن است | پس نظرگاه خدا دان دل درست

پیر چیزی پل مجو مشکل مجو | اهل دل را آگهی او صدر وی مجو | باز این دستک بزدی چون تن است | با دل صاحب دلے کو صد تن است

بس شتاں شرح چاہے یہ کلام | پر مجو در تاہ مجو زنهار و خام | بس شتاں شرح خواہد ایں کلام | ایک ترسم تا نہ لغزد خوم خام

سیر می نکنی تا نمیوجاوے بدی | یہ کسا جو کچھ ہوا وے بدی | تا نگردی دنیکوئی ما بدی | اینکہ گفتم ہم بگو بر بخودی

پاے کج کو کفش کج مرغوب کی | در بدر پھرنا گدا کو خوب ہی | پاے کژ را کفش کژ بہتر بود | مرگدا را دستگاہ بدر بود

استحان کردن پادشاہ کا آن دو غلام را کہ نو خریدہ بود — استحان کردن پادشاہ آن دو غلام را کہ نو خریدہ بود

ایک شہ نے دو غلام ارزاں لیے | ایک سے پر سخن سے کے | با پادشاہے دو غلام ارزاں خرید | با یکے زاں دو سخن گفت دید

یا ہمی کوزیرک شیریں جواب | کیا لب شیریں سے نکلے شکر آب | یا نقش ترک خوش شیریں جواب | از لب شکر خیزد مگر شکر آب

آدمی پوشیدہ ہے زیر زبان | یہ زبان پردہ ہے در گاہ جان | آدمی مخفیست در زیر زبان | این زبان پردہ است بر درگاہ جان

پس ہوا پردہ چہ باشد چہ گلیم | از سخن خانہ ہمچو گل بگیم | چونکہ باد پردہ در ہم کی شکست | سر سخن خانہ را شد پدید

گھر مہین گوہر پنہاں کنند | یا خزانہ پاک کاکھے ہمی سانبہ ہی | کاندراں خانہ گہر پنہاں کنند | گنج یا جماعہ مار و کژدم رست

یا خزانہ ہر دو ناں اک سا نبہ ہی | کہ خزانہ بے گمہیاں فر ہے | یا در آں گنج ست و ہم مار گزاں | زانکہ ہنود گنج زرے باسیاں

بے تامل بات دو تا وہ کرے | کہ تامل سے نہ کوئی کر سکے | بے تامل دشمن گفتہ بنیاں | گر بیں با قصد تامل نگیرد ان

تو کہ باطن ہیں ریا لگوید اک | سا در یا گویا اک گوہر ہے | گفتی اندر باطنش ریست | جملہ در یا گوہر گویا ہے

اس سے تا باں ہو تا ہر گوہر کلام | فرق حق و باطل از دو فرقان شد | نور ہر گوہر کہ ز تابان شد | حق و باطل از دو فرقان شد

نور فرقان ہے ہمہ انوار ہیں | فرق کرتے بر ملا | نور فرقان فرق کرنے بر ملا | فرق فرقان ہے ہمہ انوار ہیں

نور دیدہ نور واں ہو تا مرا | ہم سوال و ہم جواب تا مرا | نور گوہر نور چشم ما شدے | ہم سوال و ہم جواب از ما بدے

انکہ مٹی کی دو دیکھو تو مرا | یوں نظر کو ہے سوال آشنا | چشم کو دی دو دیکھے دو مہ | چوں سوالست این نظر را آشنا

انکہ سیدھی کر کوئے ماہتاب | تا تو دیکھے ایک، یہ ہے جواب | راست کردان چشم را در ماہتاب | پاپکے بینی تو در دو انکب جواب

فکر گوہر خانہ دیکھو اور سے | ہر شعاع دل را اس سے خانکہ | فکرت اندر مبین بنگر | ہست ہم نور و شعاع آن گہر

ہر جواب کاں ہے دل میں کان سے | چشم کو ہے چھے سن وہ چھوڑ دے | ہر جوابے کان را گوش آمدہ | چشم گفت از من مشنو از ہمیں

کان ہر دو اں چشم اہل وصال | چشم رب جلال کان اصحاب خال | گوش را لست و چشم اہل وصال | چشم صاحب حال گوش اصحاب حال

کان کے سنے سے ہے وصفات | انکھ کے دیکھو سے بس بدلے ہے ذات | در شنود گوش تبدیل صفات | در عیان دید تبدیل ذات

اسکی ذات علم الیقین ہو قال سے | بیخودی لا اور یقین ہو ست ہے | ذ آتش اژ علت الیقین شد آتش | بیخودی گشتن ہو در یقین منزل لگن

از جلے جب تک ہو عین الیقین | یہ یقین چاہے تو ہو آتش نشین | تا نہ سوزی نیست آن عین الیقین | این یقین خود فانی ہی آتش نشین

کان کامل چو بود قوت دیدن
لوث تو بہ بات چہ بہ انتہا

ورنہ کان ار مثال پس پردہ
پادشہ نے کہ غلام خود کہا

گوش چون ناند بود دیدہ شود
ار سخن پایان ندارد باز گرد

ور نہ قفل ار گوش چیپ و شود
تا کر شہ با آن غلامش چہ کرد

براہ کردن پادشاہ یکے ازان دو غلام را واز دیگرے حوال آن پرسیدن و باز نقل آن او انچہ در ویست

ہمادینا بادشاہ کہ ایک کو اُن دونوں غلاموں میں سے اور دوسرے سے پوچھنا حوال اُسکا اور پھر کہنا اُسکا جو کچھ کہ آپس میں ہے

۱ غلام ایک دیکھا جو ابال کا
دوسرے کو پھر بُلایا کہ تو آ

این غلام یک را چو دید ابلہ کا
آن دگر را کرد اشارت کہ بیا

کان رحمت کہ کان تابندہ
جد کہے ملفظ مر انحقیرے

کان رحمت کہ کان تابندہ
جد گو بد لفظ کم تحقیرت

دوسرا آیا جو اگے شاہ کے
دانت کالے اور دہن کریہہ سے

چون بیامد آن دوم در پیش شاہ
بود واو گندہ و دہان و ندان سیاہ

گرچہ بات اُسکی سے شہ ناخوش ہوا
جستجو خصلت کی پر کرنے لگا

گرچہ شہ را ناخوش آمد گفتار او
جستجے کرد ہم از کردار او

بولا تو کند و دہن گرچہ ہوا
دور بیٹھو اور آگے اس سے تو نہ آ

دور بنشین لیک از گفتار تو
دور بنشین لیک از گفتار تو

تا علاج اس تیرہ مغز کا کریں ہم
تو مریضی و مر ترا طبیبے فہیم

تا علاج این تیرہ دہان تو کنیم
تو مریضی ما طبیب پر فہیم

کہ تو لائق نامہ و پیغام ہے
نی جلیسی و یار ہم صحبت کے لیے

کہ تو زاہل نامہ در قعر بدی
نی جلیسی یار ہم بقعہ بدی

پس بلانا مکمل اپنے کے لیے
انگبہ مجھے پھر ناک چاہیے

بہر کیکے تو کلیمے سوختن
نیست لائق از تو دیدہ دوختن

باوجود اس کے بیٹھ ارہا کر
تا کہ دیکھوں میں ترے عقل و ہنر

با ہمہ ہشتین دو سہ دستان کو
تا بہ بینم صورت غفلت نکو

جانب حمام کہ جا صاف ہو
آن ذکی را پس فرستاد او بکار

سوے حمامے کہ رو خور در انجا
سوے حمامے کہ رو خور در انجار

سو غلاموں کے برابر اک ہو تو
صد غلامے در حقیقت نی کیے

پھر تو قابل تر ہمارے یار سے
میرے پاس اب تو بہتر سی ہو

بار قابل تر بدی از یار خود
نزد ما آ کہ تو بہ زان یار بد

تو ہو کب ایسا کہ جو اُسے کہا
بجاوے وہ مجھ سے کرے ہے پر خفا

از تو ما را سرد میگردد آن حسود
از تو ما را سرد نیگردد آن حسود

وہ کہے تجکو کہ کجا دیدہ ہے
چیز نامرد او پس کم زور ہے

چیز نامرد و دنی است کو بدین
گفت او زد و در کز ست کو بدین

بولا وہ سچ کہے والا ہو یہ
اس سے صادق تر نہیں یا بالتمام

راست تر من کس ندیدستم ازو
گفت پیوستہ بدست او راست گو

حلم و دینداری و احسان و سخا
راستی و نیک خوئی و حیا

حلم اور دینداری احسان و سخا
ہر دو تہمت ہو کوئی اُسکے کیے

ہر چہ گوید من نگویم تہمتے ست
گرچہ نگویم آن نگوید پیش را

متہم دارم وجود و خویش را
تسم رکھوں وجود و خویش کو

من نہ بینم جز رد و جود و خود شما
دیکھتا ہوں میں نہ اپنے عیب کو

ہر کسی گر عیب خود دیدے بدیں
فارغ اصلاح ستی تا ابد ہی

گر کسی گر عیب خود دیدے بدیں
فارغ اصلاح ستی تا ابد ہی

غافل ندایں خلق از خود و ہنر
دوسرے کا عیب مت دیکھ اسلیے

لاجرم گویند ریب ہمدگر

پیر اشتم مجکو نہیں از خود وجود کے	میر اشتم مجکو دیکھے میرا مجھے	من نہ ہیتم سب ہو خود را اسمن	سن نہ ہیتم سب ہو تو تو رہے سن
اُس کسیکو اپنا ہنوز از خود دیکھے	نور حق خلوق سے افزون دیکھے	آن کسے کہ او ہیند ہے حق بیش	نور او از نور خلقاں بیش
نور حسی کب ہو شل مُن نور کے	کہ وہ نور اپنے کو ظاہر کیدے	نور حسی نبود آن تو بے کہ او	نور خود محسوس ہیند پیش رو
گر مرے نور اُسکا بس باقی رہے	دیدہ حق کی کیونکر اُسکی دیدہ ہی	گر بمیرد نور او باقی بود	زانکہ دیدش دیدہ باقی بود
بولا تو بھی عیب اُسکا اب کہو	جیسے وہ کہتا ہو تیرے عیب کو	گفت تو ہم عیب او گو تو ہو	آنچنان کہ گفت او از عیب تو
تا مین جانون میرا تو غمخوار ہی	ملک میرے کی لیاقت تو رکھے	تا بدانم کہ تو غمخوار منے	کہ خدائے ملکت کا ہے منے
بولا اے شیعیب اُسکا مین کمون	گرچہ اک خواجہ کا بندہ مین ہون	گفت او شیمن نکویم عیب اش	گرچہ بست و مر مرا خوش خو شمرد
عیب اُسکا مردمی مہر و وفا	عیب اُسکا ہدمی صدق و صفا	عیب او صدق و صفا و مردمی	
عیب کم اُسکا جوانمردی دراو	وہ جوان مرد اب جان کو دیدیگا	آن جوانمردی کہ جان را ہم بداد	
سیکڑون جان ہیں سے دیں ظل پر کرین	کمترین ہیشش جوانمردی داد	چہ جوانمردی بود کا زاندید	
دیکھتا کب بخل کرتا جان سے	کیا جوانمردی اُسے دیکھے نہین	صد ہزاران جان خدا کرده پدید	
بخیل پانی کا رکے وہ نہر ہے	غم نکلتا ایک پیمان کے واسطے	در ہر یکے از جہان بخشش بدید	
بولے پیغمبر یقین سے ہر کوئی	نہر کا پانی نہیں جسکو دیکھے	بر لب جوئے بخیل آب آن را بود	
گفت پیغمبر کہ ہر کس را یقین	اپنی جانے ہے سزا اعمال کی	گوز بہر آب نا مینا شود	
کہ عوض مین ایک کی پاتا ہے سو	ہر نظر مین ہو دو عالم ہی اُسی کو دیکھا	دانا او پاداش خود را بیند و	
جود کرتا ہے عوض کا دیکھنا	اور عوض کو دیکھنا ہے دو خود کا	ہزاران ہو دو گر گوئن یدش	
ذو عوض کا دیکھنا بس بخیل ہے	جود جملہ از موضعا و بدن است	بس عوض بیدن ضد بسیار است	
پس بخیل عالم مین اب کوئی نہو	غوطہ زن کو دیدہ گوہر خوش لگے	شادا دیدہ رفقہا را	
بے عوض پائے نہ کوئی چیز کو	پس بخیل بیچکس نبود بخیل	تا نگہ کس چیز نیا دے بدیل	
دیدہ رکھے کام مینا جھوٹا ہی	پس کرم انکو کہیں ہو زنا تمت سے	دیدہ دار و کار چیز بینا ست	
اپنی ہستی مین ہی خود دو بین ہے	پس شعاع آمد از چشم آمد از دست	ہست او در ہستی خود عیب جو	
عیب گو اور عیب جو ہی وہ نجود	عیب گیر آنکہ خود بین بست او	با ہر نیکو و با خود بد بود	
ساہ بولا مدح یا راب تو نہ کر	ساقہ سب کے یک اپنی ساقہ بد	مدح خود در خصمن مدح او میار	
امتحان اُسکا کر دنگا مین یہان	ضمن مین تو مدح اپنی کو نہ کر	شرمساری آید در ماجرا	
	شرم تجکو ہو نہ وقت امتحان	زانکہ بر امتحان رم در رم	

قسم کھانا غلام کا اوپر صدق اپنا اور نیک گمانی اپنی کے

بولا تو واللہ باللہ العظیم	مالک الملک رحمن الرحیم	قسم خوردن غلام بر صدق خود و طہارت ظن خود
وہ خدا کہ جنسے بھیجے انبیا	ذی بحاجت بل بفضل کبریا	گفت او واللہ باللہ العظیم
		آن خدائے کہ فرستاد انبیا
		مالک الملک رحمن الرحیم
		ذی بحاجت بل بفضل کبریا

وہ خدا کہ خاک اک ناچیز سے
شہسواران نبی پیدا کیے
آن خداوندے کہ از خاک ذلیل
افریدا و شہسواران جلیل

خاکیوں میں اک انکو کر دیا
اور فرشتوں سے کیا زیادہ رسا
پاک شان کردار از حرص حاکیان
بگذرانیدند از ننگ خلاکیان

نور صفات انکو کیا نے نامے
نور انکا بڑھ کیا انوار سے
برگرفت ایزار نور صفات خاست
تا کہ او بر جبرا انوار یافت

وہ ستارا مریخی کہ چمکی رو بہ
معرفت آدم نے کی اس سے
آن سنا برقی کہ بمدار اوج یافت
تا کہ آدم معرفت زان نور یافت

شیث کو آدم سے وہ میراث ملی
پس خلیفہ اسکو آدم نے کیا
آن کز آدم بست و دست شیث دید
پس خلیفش کرد آدم کان بدید

نوح نے جب وہ گہر حاصل کیا
گوہر افشان بحر جان میں وہ ہوا
نوع انسان گوہر چو بر خور دار شد
در ہوائے بحر جان رہوار شد

پر ہوئی جان خلیل اس سے
نار کے شعلا بنی وہ بید سے
جان ابراہیم زان انوار یافت
بے خطر در شعلہا نار رفت

ہوا اسمٰعیل اس سے برومند
اُسکے بس نیچے کے سر کٹا
چونکہ تسلیم و رضا شد خوش نہاد
پیش دستہ آمد ارش سر نہاد

گرم جان داد اور پر توسے ہوا
نرم آہن ہاتھ میں اسکے ہوا
جان داد از شعاعش گرم شد
آہن اندر دست فش نرم شد

جب سلیمان اسے داھل ہو گیا
دیو ہر اک اُنکا تابع ہوا
چون سلیمان شد مدار ملک جمع
دیو و جن شد بندہ فرمان مطیع

جو قضا یہ رکھا یعقوب نے
چشم روشن کی پسر فرقت سے
در قضا یعقوب چون نہاد سر
چشم روشن کرد از بوئے پسر

دیکھا و یوسف جبکو اُنا
بس لگایا نے دو کل تعبیر خواب
یوسف مہ چو دید آن آفتاب
شد چنان بیدار دولت بہ تعبیر خواب

پانی ہوئے سے عصا نے جو پیا
چون عصا از ہیبت موسیٰ بخورد
ملکت فرعون کا ایک بگھر کیا
ملکت فرعون را یک بگھر کرد

راز یا یا فرش کے جو ہیں نے
جان پر ہیبت ز فرش جم چنان
بفت نوبت جاہ فرش اندر یافت

کر یا اسکا ہو بس حاشت ہوا
چونکہ زر کرد یار عشقش در جہان
کرد در جوف در نشش جان مدام

ایک جام آبے سے یونس نے پیا
جونکہ یونس در شکم ماہی جام یافت
در درون ماہی او آرام یافت

ست ہو دیکھے ہوا سکی شروع سے
چونکہ یابد تشنہ از دولت آب
سر بر آشت ز زمانہ از دوق او

یوشیب گہ ہوا اس راہ سے
چون شعیب گاہ شد زین القا
چشم او در یافت از بہر لقا

سات سال یوسف جو شاکر رہا
شکر کرد الوف صابر بعد سال
در بلا چون بود آیا بہ وصال

خضر و الیاس اسکو کرے راہ لے
خضر و الیاس از عیش چون قوم نوح
آب حیوان یافت و گم نزد ند

شکی میری جو کہ حیلے کو ملی
نزد دانش جیسے مریم چو بجاست
بر فراز گنبد چارم شتافت

یا یا احمد نے جو وہ ملک نصیب
چون محمد یافت آن ملک عظیم
قرص مہ را کرد در دم او دو نیم

یا یا جب بو بکر نے توفیق کو
یار و صدیق اک ہوا احمد کا او
با جنان شہ صاحبے صدیق شد

جو عمر عاشق ہوا اس شاہ کا
شمل دین فاروق حق ظل ہدیٰ
حق و باطل چون پدید آثار دین شد

اُس عیان کا عین جو عثمان ہوا
اُس سے ذوالنورین کہلایا گیا
نور خالص بود ذوالنورین گشت

چونکہ عثمان آن عیان را دید عین
چونکہ عثمان آن عیان را دید عین
نور خالص بود ذوالنورین گشت

هر فشان آنکس بود جوهر نفسی — همیشه جان این بود شیر خدا
جوهری مستین و خوش فهم بود — عرش کرسی دان و لوح و کلک و دا
زهر سه اک نے کیا جان کو نثار — دوسرے نے سر کیا پاس وقار
تیسرا جنید عالی مقام — اس طرح کرتا ہے اظہار کلام
بایزید آنکس مرید او چلا — کہ جنود آنکس بود تمکین و جا
اسلیے منصور کو نصرت ملی — نام قطب العارفین حق سنا
کرخ کا آنکے جرس کرخی ہوا — تخت کو چھوڑا اور اہ داری لیا
پورا دہم نے جو اپنے آپ سو کیا — شاہ عشق اور نفس باقی ہوا
اسکی روشن کی شفیق بلخ نے — داد گر شاہون کا شاہنشہ ہوا
رہنمائی سے ہوگیا وہ پیشوا — آسمان روشن ہا چون خورشید کے
بشر حافی کو بشارت جو ہوئی — جب تفصیل اوپر ہو فضل الہ
اسکا جو ذوالنون دیوانہ ہوا — سر رکھا راہ طلب مین یار کی
جو سری بے سر ہوا اس راہ مین — مصر جان کا جون شکر خانہ ہوا
سیکڑون سلطان اور شاہ و مہان — بس سر بر آرا ہوا وہ جا ہ مین
نام انکا رشک حق سے چھپ گیا — آسمان طرفہ انکا ہے عز و نشان
رحمت و غفران حق ہو ہر زمان — ہر گدائے نام نے انکا لیا
حق نور دہم حق نورانیان — آنکی جان روح ہے انوش ریان
بحر جان و جان بحر از انکو کہون — کہ وہ اس دریا مین ہین جون ماہی نیر
ہم قسم یہ وہ کی یہ وہ اسے ہے — فی الحقیقت نام تیرا اسے بوش
کہ صفات اس خدا جو ناشر و یارکی — مغز نسبت اسکی ہے جون پوست
جانتا ہون وصف جو رکھے ہے یہ — اسے افزون ہے کہ جو بیچون کہی
بولا شاب اب کچھ اپنا حال تو — فی الیقین تجکو دکھاتا ہون کہ کیا
یکتا تو کیا ہے تو کیا حاصل کیا — کہہ کہ کتنا اسکے اوصف کرتا ہے
پیری حس ہوئے تو باطل ہوئے — اور تہ دریا سے کیا گوہر لیا
گو زمین پہ آنکہ تو بس خاک ہے — تو ہے جان اور جان ہے نور خدا
چون ازو درویش صافی شد روان — گشت او شیر خدا و رحم جان
روشن از نورش چو سیطین آمدند — عرش را دین قرطبین آمدند
آن یکے از زہر جان کرد انتخاب — دان سر افگندہ بر آمد شاد و کام
چون جنید از جذب او دیدار یافت — خود مقامش فرق عرش آمد محقق
بایزید انادر مزیدش او وید — نام قطب العارفین از حق شنید
شاہ منصور آنکہ نصرت یار شد — تخت لاہوتش بخود آراستہ
چونکہ کرخی کرخ او را شد حجر — شد خلیفہ عشق و ربانی نفس
پورا دہم مرکب آنسو را نشاند — گشت او سلطان سلطان ولاد
وان شفیق از شوق آن را مگر — گشت او خورشید سا آویزہ طاق
شد مفصل از رہ بے رہ پیرا — چون بخط لطف شد محفوظ شا
بشر حافی را میسر شد ادب — سر نہاد اندر بیابان طلب
چونکہ ذوالنون از عشق مولا شد — مصر جان را بچو شکر خانہ شد
چون سر بے سر شد اندر راہ او — بر سر بے سر دران شاہ راہ او
صد ہزاران بادشاہان مہان — سر فرازا ند از آستان جہان
نام شان از رشک حق پنہان کنند — ہر گدائے نام شان را بخوانند
رحمت و غفران حق بر جان پاک شان — یاد بر جان و روان پاک شان
حق آن نور دہم حق نورانیان — کاذران بحر بندہ بحر یابان
بحر جان و جان بحر از کو کہون — نیست لائق نام تو بیچون کہش
حق این آن و آن این از حق — مغز نسبت پوست شد با مغز پوست
کہ صفات خواجہ تاش یار من — ہست صد چندان کہ این گفتہ شد
انچہ بیدلم زد وصف آن شدیم — با ورت ناید چو گویم صد یکی
شاہ بگفت کنون از آن خود بگو — چند گوئی آن این و آن او
توجہ داری دجہ حاصل کردہ — از تک دریا چہ در آورد رہ
نور جان دارد کہ یار دل شود — روز مرگ این حس حق باطل شود
ہست انجا از گور را روشن کند — در لحد کین چشم را خاک آگند

ہاتھ پاؤں تیرا چسپدم کنے
بال و پر دو تا کہ جان تیری رہے

نور دل ہم جان بیحد اے یار غار
مستعان شکونہ جان ہست عار

جان حیوانی نہ چیزے عام ہے
جان باقی چاہیے کہ جان پاک

شرط حسن جا بحسن کن ای حسین
بل حسن لیجا بر یا العالمین

تو فتوحی یا تو جوہر انسان کنے
خانی ہودے یا عرض جوہر بلے

ہر عرض دزد نیاز اور ہو خدا
چونکہ لایبقے زمانین با یک

اس عرض کو نقل کن اے نیک بین
پر عرض کو دور جوہر کن

تا کہ جوہر ہو بدل کرد عرض
میبے ہو جوہر نہ ہے اہل عرض

پس عرض پرہیز ہے جوہر ہوا
تلخ شہد پرہیز ہے شکر ہوا

خاک کیمیتی ہے ہوتی پس سبیل
بال دارو ہے بے ہیں سلسلہ

تھا نکلی زان عرض فانی ہوا
جوہر فرزند جو حاصل کیا

اونٹ اور گھوڑی کی ہیئتی ہر عرض
جوہر اولاد ہوتا ہے عرض

ہو گلستان کا لگانا باغبان عرض
جوہر میوہ ہوا ہے حس عرض

بھی عرض ہے کیمیا کا سیکھنا
کیمیا گر کا جو جوہر ہے تولا

اور عرض ہر کرنا صیقل کا شما
اس علم نے کیا ہے جوہر پیدا

ست کہو کہ عیس ہیئے کہا
اس عرض کا ذہل تو سمجھ تا

یہ صفت کرنا عرض ہے چیے ہو
بھیر کے سایہ کو قربان ست کرنا

بوعلی ہاں ہو دے عقل کو
کہ عرض کو تو کہے نے نقل ہو

بس سوال پاس بیٹھ کے نہیں
جو عرض دان کیا ہوئے نہیں

گر نہیں ہوتا عرض کو مشورہ نقل
ہوتے ہاں نعمل و رفع قال قیل

یہ عرض ہو نقل اور ہو رنگ
حشر پر فانی ہوا در بی جنگ

نقل ہر شکے لائق ہوتا ہے
گلہ بان ہوتا ہے لائق کرکے

ہر عرض حشر میں اگر ہو تو نہ رکھ
ہر عرض کی مستعد اک رویت رکھ

دیکھ نیچ میں نہیں خالی تو عرض
درکہ ہشتی و ہفتی تھی عرض

اون کھ دیکھ کر دیکھ تو اظہار میں
جون فسانہ تھے دل سماع میں

انزماں کہن ست جا بست بردہ
مستعان شکونہ جان ہست عار

نور دل ز جان بود اسپار غار
انزماں کہن جان حیوانی نماند

شرط حسن جا بحسن کن ای حسین
بل حسن لیجا بر یا العالمین

جوہرے دارد ز عرض او کمال
این عرض را نماند در روز وداد

این عرض را نماز در روز وداد
نقل توان کرد و جوہر عرض نماند

نقل توان کرد و جوہر عرض نماند
تا مبدل گشت جوہر زین عرض

گشت پرہیز عرض جوہر پدید
از زراعت خاکہا شد سبیل

از زراعت خاکہا شد سبیل
آن نکال زان عرض بد نشنا

جفت کردن این عرض را در اعراض
ہست آن ایشان الخاندن ہم عرض

ہم عرض دان کیمیا بر زن بکار
صیقلے کردن عرض باشد شما

پس بگو کہ من عملہا کردہ ام
این صفت کردن عرض باشد بس

گفت شاباش نمودی نقل ہست
بادشا ہا جز کہ ایں بندہ نیست

گر نمودے ہر عرض را نقل حشر
این عرض ہا نقل شد اندر حشر

نقل ہر چیزے بود در ہم لائق
روز محشر ہر عرض را صورتے

بنگر اندر خود نہ تو بودی عرض
بنگر اندر خانہ و کاشانہ ہا

برد بالک ہست جان ہر برد
مستعان شکونہ جان ہست عار

جان باقی باد بہ ہر جانشان
بل حسن لیجا بر یا العالمین

این عرض ہا کہ نشاشد چون بری
چونکہ لایبقے زمانین انتفا

لیک از جوہر ہر بندہ امر اعراض را
چون ز پرہیزی کز آں عرض

شد روان تلخ از پرہیز شہد
دارو ہے کو کرد مورا سلسلہ

جوہر فرزند حاصل شد ز ما
جوہر کرگہ بز اسپ ان عرض

گشت جوہر میوہ آں باغبان عرض
جوہرے زان کیمیا گر شد ہیا

ترین عرض جوہر ہی زاید صفا
وصل آن اعراض را بنمام

سایہ بز را بے قربان کش
گر تو فرمائی عرض را نقل ہست

ہر عرض کاں رفت باز آید بہ پست
فصل بود ے طول تو اوا فشت

حشر ہر خانے بود کون و مکان
لائق نگہ بود ہم سا لائقش

صورت ہر یک بہ عرض طرز دیگر
جنبش جنتی و جنتی باعرض

در حسد بس بود چون افسانہ ہا

اگر نظائے مگر کو دیکھا خوش نما
بسکہ صورون ہیچ در تھا خوش نما

فکر و اندیشہ عرض ہمارے
لایا صحرا سے ستون آلات ہم

فصل ہر پیشہ کی کیا ہے اجزا دلا
فکر و اندیشہ عرض کے بس جز عرض

سارے اجزاے جہان کو یے ہیں
دیکھ تو حاصل نہیں ہے جز عرض

فکر اول ہے و آخر ہیں عمل
نسبت عالم ہوا سی اول

فکر دل میں میوہ و بیل ہے
اور عمل میں وہ ظہور آخر کے

جو کیا تو نے عمل یو یا نجر
حرف آخر کو پڑھا اول بسر

گرچہ ہیں شاخ و برگ اول میں
واسطے میوہ کے ہیں بھیجے گئے

بھید جو کہ خفیہ تھا افلاک کا
اُسکا آخر خواجہ کو لاک تھا

ہو عرض کی نقل پیہ بحث و قال
یہ عرض کی نقل شیریں شمال

سارا عالم اک عرض جانو کہ تا
اندر اس معنی کے آئی مل اسے

یہ عرض بیاہوا صورت سے ہے
اور یہ صورت ہی پیدا فکر سے

پنجہ انسان ایک فکر عقل کل سے ہو
عقل جون شہ فکر جون سوچ ہو

عالم اول ہے جاے آسمان
عالم ثانی جزاے وہ جہان

تیرا خادم گر خیانت کو کرے
وہ عرض ہے جزا و زندان ہے

خدمتیہ شاباشہ کرے کریں
اُسکے یہ اچھے ہو ہو شمند

یہ عرض جو ہر ہر حوں بخیہ پر بند
تیرے عرضوں کے مال جو ہر ہنا

شاہ بولا فرض یہ ہیں کیا
عیب ناکہ عالم دنیا سے

بولا مخفی رکھا اسکا عقل نے
کاہ فروشی خ کہتے جز باکر

کیونکہ گر ہو تین یہ ظاہر کل فکر
ہیں تقش کفر و دین جیسین

ہو وہیں تل غیب میں رہتی تہ
ہو تمسخر کب بھلا آتا کوئی

بت پرست عالم میں کیونکہ آتی
جرم کرتا ہو قیامت میں کوئی

پس قیامت ہو نی دنیا نہ ہی
پر رکھے ہیں عالم سے آخر ہے

بولا حق تجھ پر ہے یا مخفی رکھے
کب امیر دن کو خبر ہو جز و زیر

دام میں بچا نسان کی مرن کا امیر

کان فلاں خانہ کہ او پیدا شدہ
بو دستور و صنع صنعت و حرفت و ہنر

از مہندس آن عرض را اندیشہ
الت آمد در ستون از بیشہ ہا

چیست اصل و مایہ ہر پیشہ
جز خیال و جز عرض و اندیشہ

ہمہ اجزا جہان سب عرض
در نگر حاصل نیست جز از عرض

اول است و آخر از عرض عمل
نسبت عالم جہان و اول و آخر عمل

میوہ او رنگ و بو ل او بود
و عمل ظاہر آخر پیشہ شود

چون عمل کرد و شجر شد شاخ و برگ
اندر آخر حرف اول خواند

گرچہ شاخ و برگ و بیخ اول است
آن ہمہ از بہر میوہ مرسل است

پس سبب کر مغز این افلاک بود
اندر آخر خواجہ او لاک بود

نقل و عرض است این شیرین شمال
نقل و عرض است این شیرین مقال

ہمہ عالم خود عرض بو د ند تا
اندر این معنی بیا بد دل اسے

این عرضہا از چہ زایید ہیولے
ہین صور ہا از چہ زاید ایں بنا

انجہان یک فکرت است از عقل کل
عقل چون شاہ ست فکر تہا کمال

عالم ثانی جزاے این جہان
عالم اول جہان آسمان

آن عرض خود چو ہر افروز ندان میشود
چاکرت شاہا جہانے میکنند

این عرضہا چون خلعتے شاہانہ کرد
بندہ را چون خلعتے شاہانہ کرد

این ازان آن ازین زاید پسر
این عرضہا جوہر ہران بفزود ظرف

لفت شاہ شہ چنین کرد الہام
این عرضہا تو یک جوہر نزاد

لفت مخفی اش ست آخر فخر
تا بود غیب این جہان نیک و بد

تا کہ گردد ہین گفتے جز کہ ذکر
کاہ فروشی خ کہتے جز باکر

نقش این و کفر بود بر چین
پس بیان بود و کفر بود ہر چنین

چون کسے را زہر ہ شق بدید
او در ین عالم ست تنگ دلے

در قیامت کہ کند جرم و خطا
پس قیامت بود این دنیا ما

ایکہ از عادت ہ از خاصان خود
گفت شہ ہوشیار حق باش تا

از امیران فقیر دارم نر و زیر
گر بدانے اے فلانم من یکے امیر

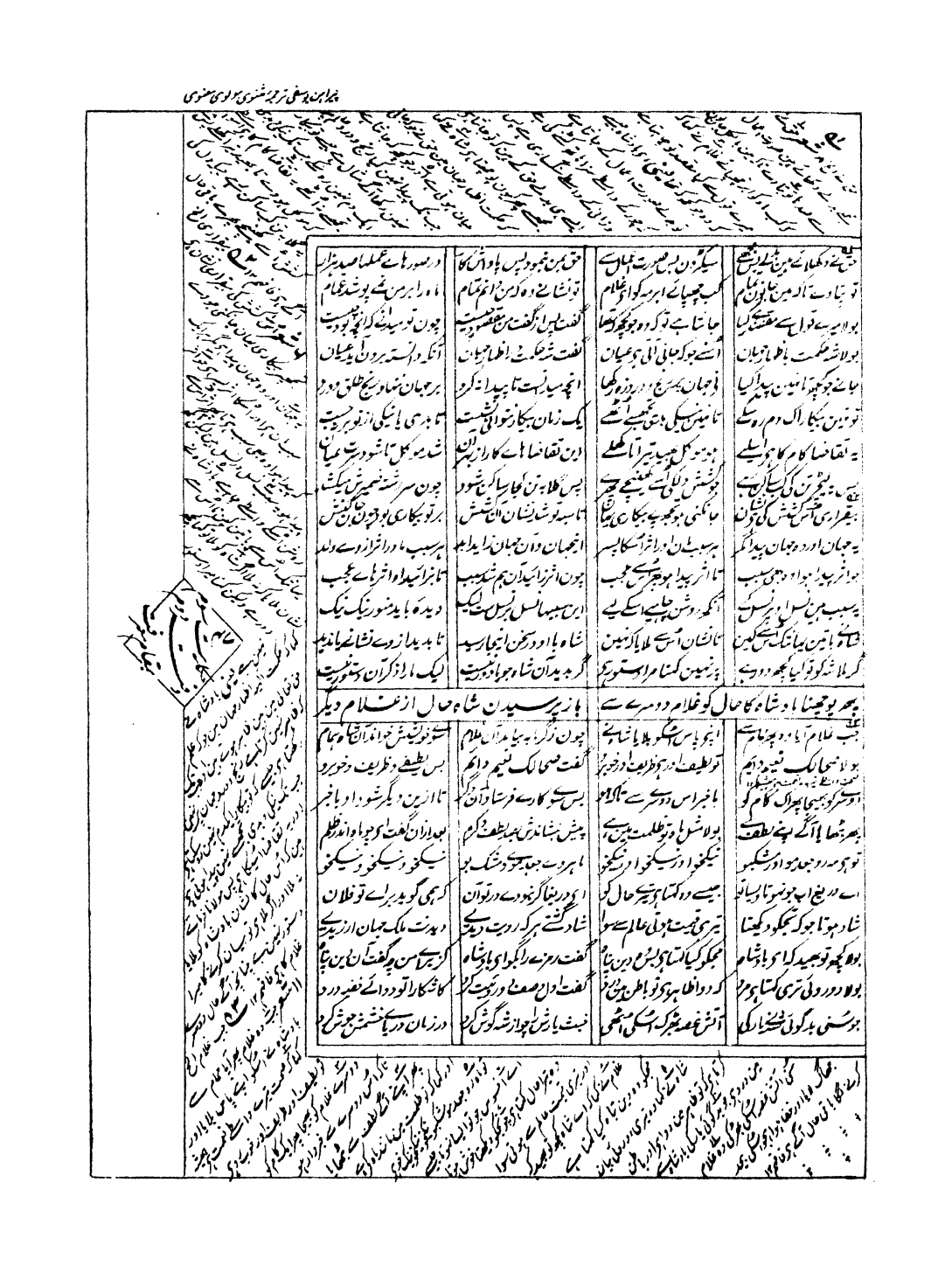

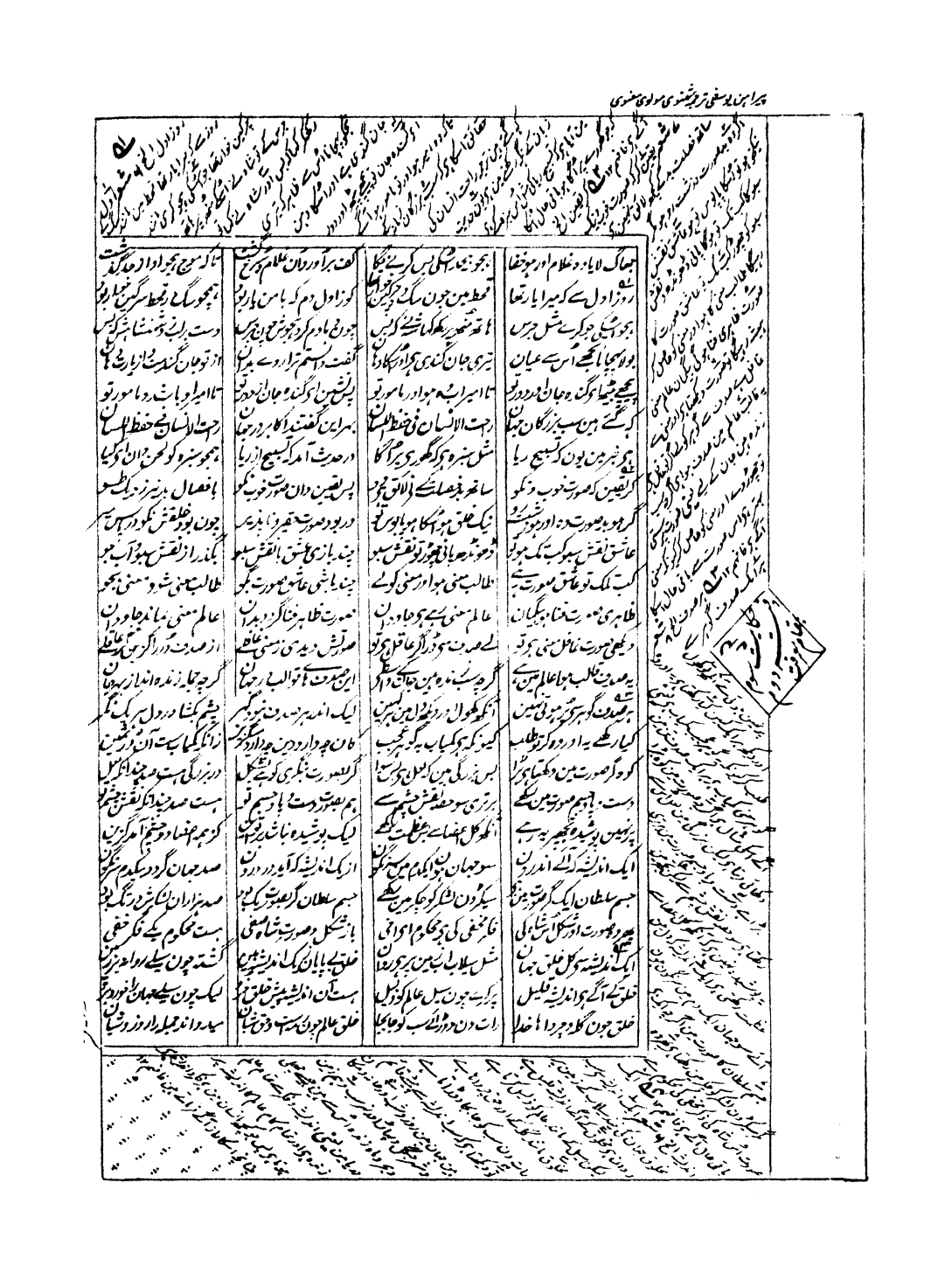

دیکھا ہو قدر اندیشہ سے سب | پیشے تمام میں جہان ہیں سر افراز | پس چو می بینی کہ راز اندیشہ | قائم ست اندر جہان ہر پیشہ
اور خانہ اور مکان اور شہر | اور جنگل اور بیاباں اور نہر | خانہ ہا و قصر ہا و شہر ہا | کو ہہا و دشتہا و نہا
ہر زمین و بحر و ہر ماہی | زندہ و آمی جیسے مچھلی چرخ | ہم زمین و بحر و ہم مہر فلک | زندہ و آمی ہمچو از در یا سمک
کیوں ہوا ہو اتنی اچھے پیر سے | تن سلیماں فکر ہوا جون مور کے | پس چرا از لبھی پیش تو کور | تن سلیمان ست و اندیشہ چو مور
تو ہو تیری فکر ہو ہر منظر کے | آن بزرگ اور فکر شش پر ہے | بینا یاد پیش مشیت کہ بزرگ | ہست اندیشہ چو ہوش مرغ حق
آنکھ ہیں عالم سے ہوں اور عظیم | برق رعد اور آبر سے ہو ہیں | عالم اندر چشم تو ہوں عظیم | ز ابر و برق و رعد و آذر ترسم
اور جہان فکر سے ہو بے ہنر | تو ہی غافل مثل سنگ بے خبر | وز جہان فکرے اے کم خبر | ایمن و غافل چو سنگے بیخبر
کیسے کہ تو ہو نقش ہی غافل مقفل | آدمی کب ہو تو ہو پتھر خر کا ہو | از انکہ نقشے وز خر و بے بہرہ | آدمی خود مستی خر کرد تو
تو ہو با عقل نہاں دوان مقفل | پو میں رکھتا ہے اندر | ہو میں رکھتا ہے | بو ہے ہو ہے ہو ہے
سایہ کو تو شخص جانے جہل سے | خلق کو تو کھیل جانے سہو سے | سایہ آن شخص ہے بی تامل | خلق ہیں ہو ہے ہو ہے
نیست یہ اک نمود اور اک ہی | جوان ہو ہے ہو ہے ہو ہے | کاہ ہا ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے
آمدہ جنبک خارج ہو شیف | کاہ ہا ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے
پھر زیادہ ہے یہ بیگانہ وہم | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے
تصر نو اک روزہ فکر خیال | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے
کو ہ کو دیکھے مثال اک بال سے | نیست ہو جاوے زمین اس حال سے | سایہ کو دیکھے نہ اشخاص وجود | ہو ہے ہو ہے ہو ہے
تو فلک دیکھے نہ اشخاص وجود | بس سوا اک واحد حی و ودود | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے
اک حکایت ہے سنے یا مرغ | ارستی کو اس تا ہو ہے مرغ | ہو ہے ہو ہے ہو ہے | ہو ہے ہو ہے ہو ہے

حسد بردن حشم بران بندۂ خاص کے امیر اس بندہ خاص کے لشکر کو ملازمون کا

اک غلام اک شب سے ازراہ کرم | سب غلاموں سے کی خصوصی ہم | باد شاہے بندہ را از کرم | بر گزیدہ بود از جملہ حشم
شکو ملتا تھا وظیفہ جل امیر | عشق قدرش کی بڑھی روز بروز | جانگے او وظیفہ جل امیر | دو و یک قدرش ندید صد عزیز
بس کمال اقبال سے وہ اہل ناز | شاہ خاص و قت اور دولت | از کمال طالع و اقبال و بخت | ادا یانے بود دشمن محمود وقت
رشوع اک دن شہ سے اصل میں | تن سے پہلے شرکت باہم میں | روح او بارو ح شہ در اصل خویش | پیش ازین تن بود در صحرائے نور
کام دو ہی جو اپہلی سے ہے | چھوڑے انگو کہ یہ حادث ہے | کار آن دارد کہ پیش از تن بدست | بگمد از ابتدا کہ تو حادث شدست
چشم بارت ست آپ اول میں | چشم رکھتا ہے بگشتن اپنی | چشم عارت ست گو ئی اول ست | چشم او بر گشتہائے اول ست
بوسے گندم کا جو جو کچھ کہ ہے | رات دن ہو آنکھ سکی اس جگہ | انچو گندم کہ اشتہش ہا نچو جا | چشم او ناجاست روز و شب را

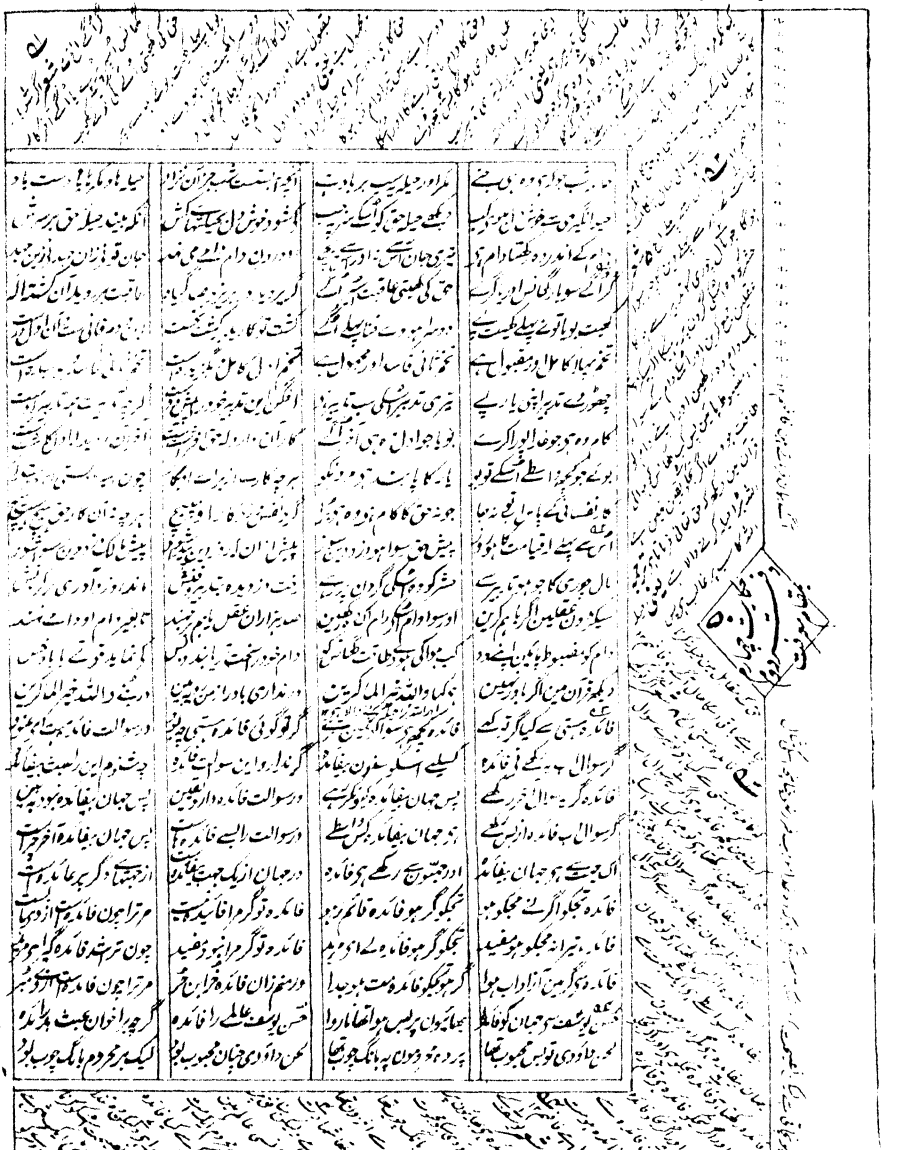

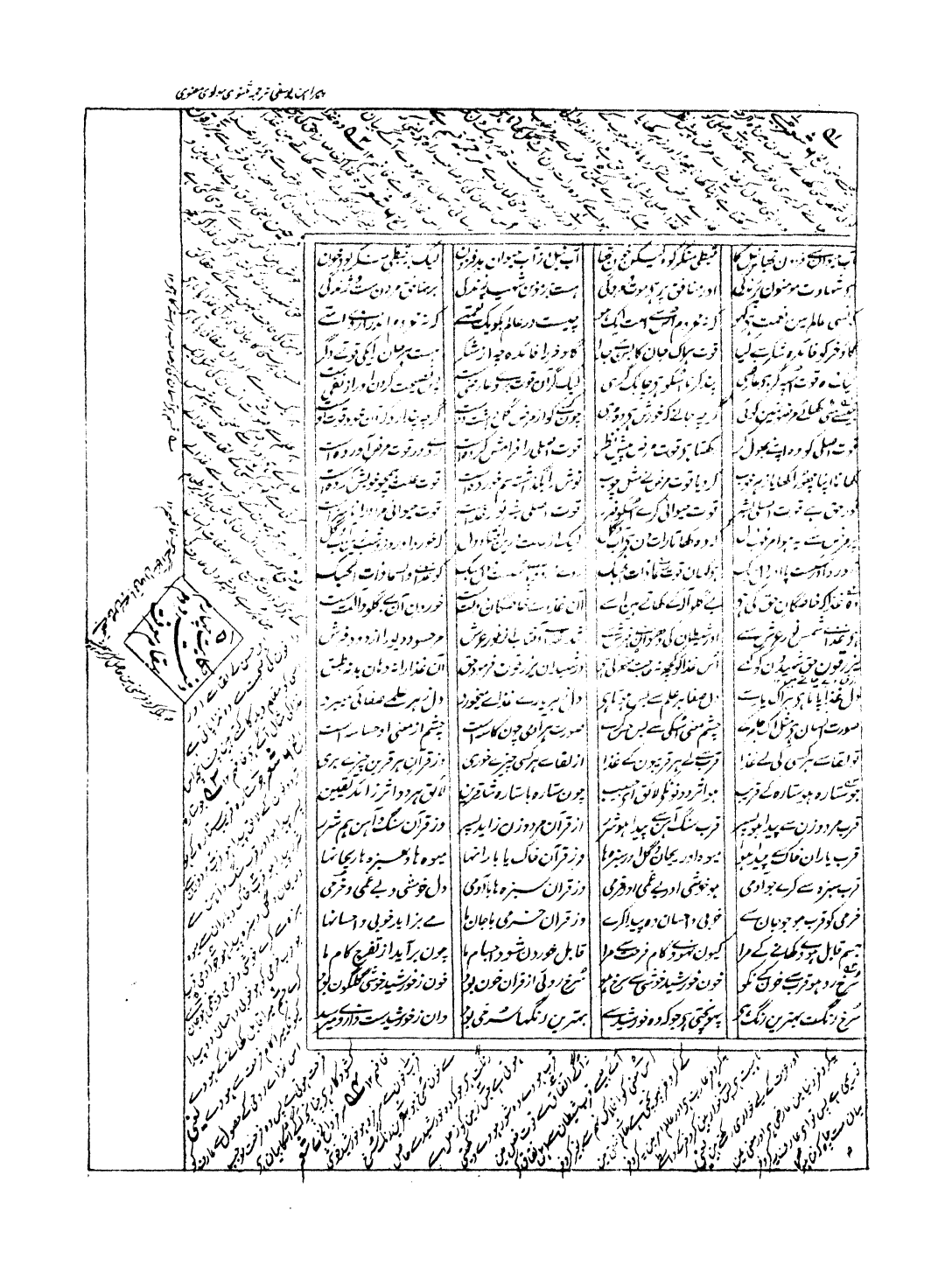

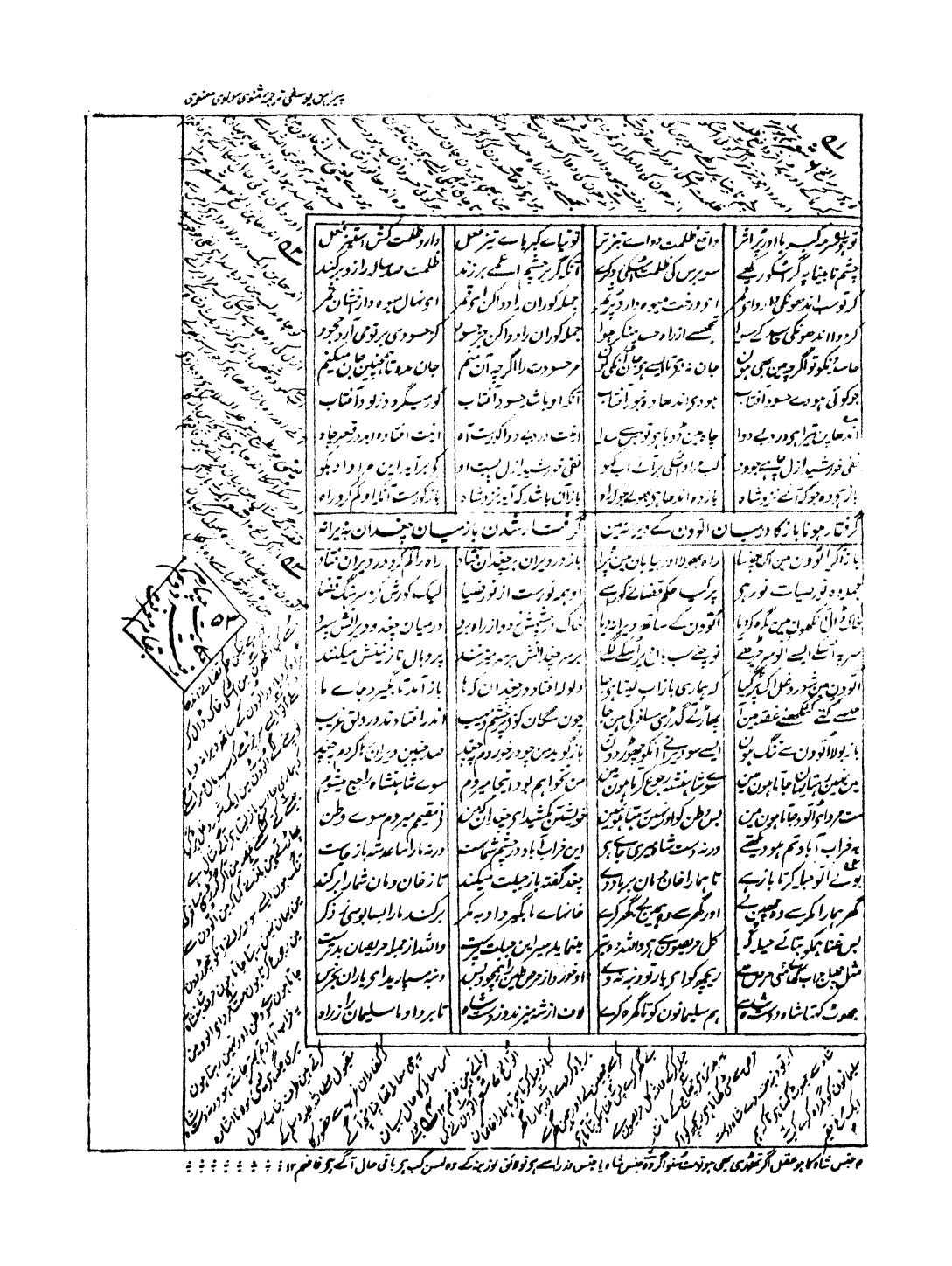

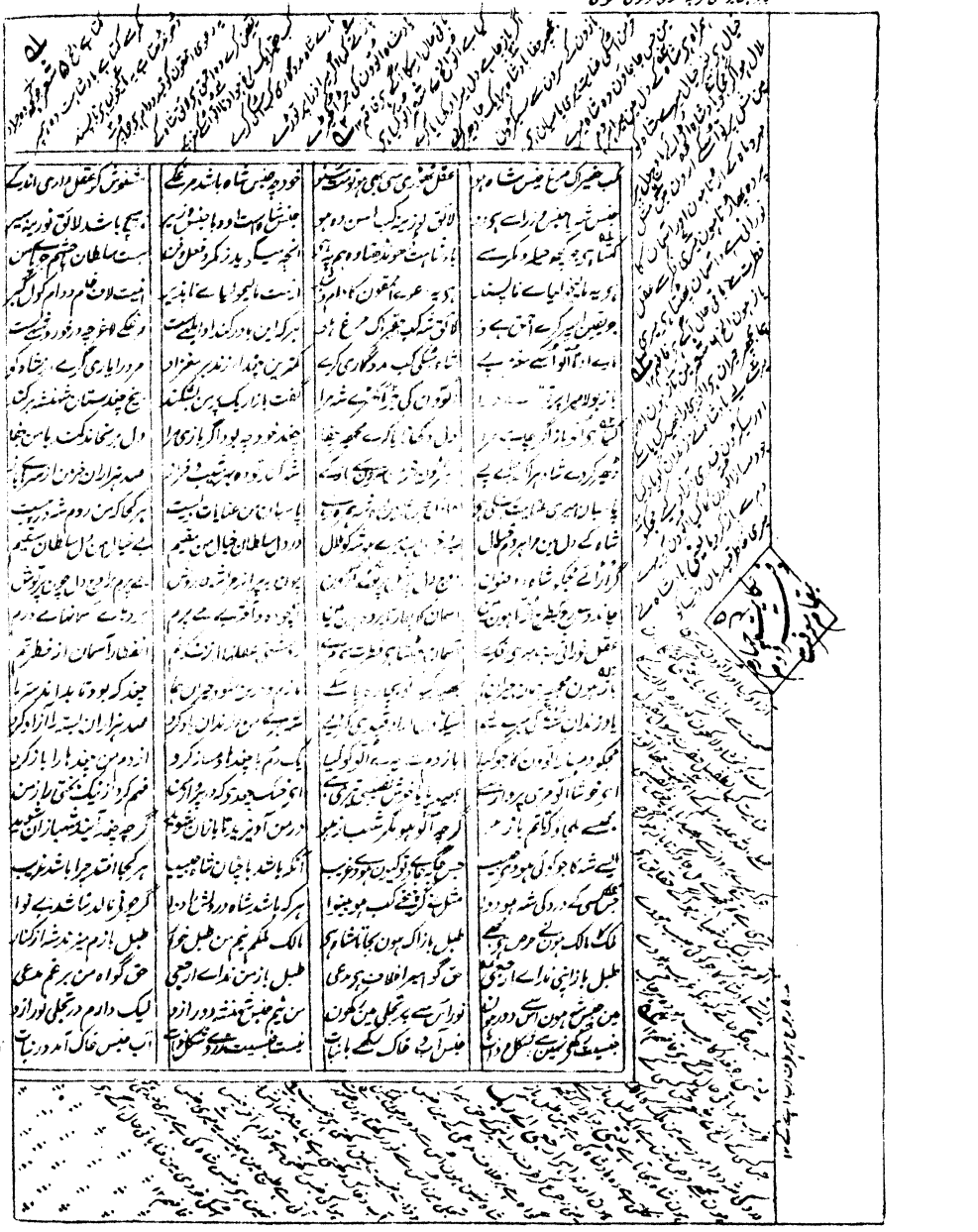

جنس باز آتش لی کشش ہر قوم را
طبع ہیر و جنس آتی دار فرد ہم را

جنس باد جنس آتش آید در قدم
طبع را جنس آمد مدام

جنس باد جنس آتش آید در قدم
طبع را جنس آمد مدام

جو خودی ہیر ہی گئی انکی ہی
جنس باد جنس آتش چون نباشد جنس ما

اے مشد ہیر باے او فنا
جو خودی ہیر ہی گئی انکی ہی

خاک ہو کی جان افشانی پہ ہے
خاک شد جان نشانی آے او

پیش پا اسپ اگر دوہ چو گرد
خاک ہو کی جان افشانی پہ ہے

خاک پا میں ہی نشانی ہے دلے
خاک پا پیش شہر ہیر نشان

ہست ہیر کشش نشانی آے او
خاک پا میں ہی نشانی ہے دلے

تا خود ہی تاج سر گردن کشان
تاج سر گردن کشان کو تا بپائے

تا شود ہی تاج سر گردن کشان
تاج سر گردن کشان کو تا بپائے

خاک نفسے موکھا کردن مبتلے ہیں
نقل عقل

نقل عقل

نقل عقل

خلق کو مارا قصد صورت جو کیا
حق کو مارا قصد صورت راہ دیا

امر باکس کر صورت راہ دیا
حق کو مارا قصد صورت جو کیا

جان کب تک ہمدانی ہے ہے ہی
آخرین جان باہدیں ہوسہ ست

آخرین جان باہدیں ہوسہ ست
جان کب تک ہمدانی ہے ہے ہی

نور دل ان قطرہ جان ہیں جیا
آب نور شیر باہیست خشت

آب نور شیر باہیست خشت
نور دل در قطرہ خاکی ہست

شادی اندر گردہ دغم در جگر
شادی اندر گردہ دغم در جگر

شادی اندر گردہ دغم در جگر
شادی اندر گردہ دغم در جگر

نفس ہیں تھیل فریبات دائمی
ذکر و ذات و شق در جان

ذکر و ذات و شق در جان
نفس ہیں تھیل فریبات دائمی

عقل ہیں جاہ دہوا ہیں ان ہیں
ہاں جلتہا نہ کیف ست چنیں

ہاں جلتہا نہ کیف ست چنیں
عقل ہیں جاہ دہوا ہیں ان ہیں

عقل ہیں جاہ دہوا ہیں ان ہیں
جان گل باغ نہ بیست چنیں

عقل ہیں جاہ دہوا ہیں ان ہیں
عقل ہیں جاہ دہوا ہیں ان ہیں

جان کو ہیر ہو دیر ہیں حال
آنہ ہوش پر جان ہیں ست چنیں

عاشقا شد از سبع دلبرم
جان خاتم عاشق جو شد جو جان

ہو جان سے دوسرے پیدا جہان
آن سبے کز ساحت بر تر ست

آن سبے کز ساحت بر تر ست
ہو جان سے دوسرے پیدا جہان

حشر قیامت تک وان در دیدہ ہیں
ہمہ جہان جائے خود حاصل جہاں

ہمہ جہان جائے خود حاصل جہاں
حشر قیامت تک وان در دیدہ ہیں

پس معنی ہیں خود فرہاد کر
ہمہ جہان زاید جہانے دیگرے

ہمہ جہان زاید جہانے دیگرے
پس معنی ہیں خود فرہاد کر

کب کرے تقصیر ترک بد کیے
حرف ہیں دام لب شیریں کسے

حرف ہیں دام لب شیریں کسے
کب کرے تقصیر ترک بد کیے

ہو بہ وہ لبیک ز سن سکتے ہیں
جو سے لبیک و فریاد سے

جو سے لبیک و فریاد سے
ہو بہ وہ لبیک ز سن سکتے ہیں

اک مثل کہتا ہوں تا پائے بتا
سر سرو دولن تک لیکن ہمچو سکیں

سر سرو دولن تک لیکن ہمچو سکیں
اک مثل کہتا ہوں تا پائے بتا

ایسی تو لبیک سے پائے مزا
ایسی تو لبیک سے پائے مزا

ڈھیلا پھیکنا اس پیالہ کا دیوار سے آب نہر ہیں
کلوخ انداختن آن تشنہ از سر دیوار در جوے آب

نہر ہے بھی ایک دیوار بلند
اسکے سر پر ایک تشنہ در زند

ایک مستسقی پیاسہ اور زار
مست عاشق تھا غریب بیقرار

برلب جو بود و دیوار بلند
تشنہ مستسقی زار و نزار

بر سر دیوار تشنہ در دمند
عاشق مست غریب بیقرار

اشکی مانع آب سے دیوار رہی
جو ہوئی دیوار پردہ آب کی
تاگہان اک نہ پھٹی پھوٹکی اندر آب
جوں خطاب یار کہ شیریں جواب
پس صدائے آب سنکر وہ جوان
آب کہتا تھا کہ افسوس اب مجھے
بولا تشنہ مجھکو ہیں دو فائدے
فائدہ اول ہو سننا بانگ آب
بانگ آبکی بانگ اسرافیل ہے
یا صدائے رعد کے مانند ہو
یا گدا کو ہو ندا وقت زکات
یا دم رحمن این کے ملک سے
یا مثال اُس بکرا احمد کے وہ ہو
یا مثال اوسے یوسف ہو صدا
یا نسیم روضۂ رضوان ہے
یا ہو نبی کے لیے وہ کیمیا
یا کہ لیلیٰ سے سنے مجنوں کلام
فائدہ ثانی کہ ہر اک نہ پھٹ کو
اینٹ کا گھٹنا بلند دیوار سے
قربت رکھے کمی دیوار کی
اینٹ کو گھٹنے کو سجدا جان کے
جب ملک پیر بلند دیوار ہو
آب حیوان پر نہ سجدا کر سکے
جو ہو تشنہ ہو اس دیوار پے
جو ہو عاشق تر صدا کے آپ پے

مثل ماہی جان تھی تشنہ آب کی
مشکل فریاد سے آسمانوں پر گئی
بانگ آب اک آئی سنگو جوں نطاق
کر دیا مست اُس صدا نے جو مرے
پھٹکتا تھا نہ اینٹ پانی میں ہاں
فائدہ کیا اینٹ جو مارے مجھے
اور نہ اس صنعت سے قدر تو کر مجھے
کر پیا سوں کو وہ مژدہ جوں جواب
زندگی مردوں کو جو اس سے ملے
جو کہ گلشن کو ترو تازہ رکھے
یا ہی قیدی کو دہ پیغام نجات
اے دہ رحمن سوے محمد آئے ہی
عاصیو مژدہ شفاعت لیجے
کہ کرے یعقوب کی جان کی دوا
عاصیوں کو بے سر کے جو دے
کہ بلائی ہے وفاداں کو کہ آ
یا کہ بھیجے دلبر اما سے کہ پیام
کھو دوں تا اسے قرب ہو
نیچا کر دے جسقدر کھودوں اسے
قصر اسکی وصل کی باعث ہوئی
کیونکہ وہ سجدہ اقرب قرب ہی
سر جھکانے کے لیے کا ہے کو ہے
جب تلک اس خاک سے نہ چھٹے
اینٹ کھودی جا مل اس دیوار سے
ڈھیلے پھیکے وہ بڑی دیوار سے

بانگ اش از آب آن دیوار ریز
شد حجاب آب از آن دیوار او
تاگہان از نفخت او خشت در آب
چون خطاب جاشیرین دل بدہ
از سماع بانگ آب آن تشنہ من
آب میبرد بانگ میسی ہی ترا
تشنہ گفت آیا مرا رو فائدہ است
فائدہ اول سماع بانگ آب
بانگ و چون بانگ اسرافیل شد
یا چو بانگ رعد ایام بہار
یا چو بر درویش ہنگام نکات
چون در رحمن بود کان امریں
یا چو بوے احمد مرسل بود
یا چو بوے یوسف خوش بصیر
یا نسیم روضۂ دار السلام
یا سوے من سبزہ آمد کیمیا
یا بلیلی تشنہ و نجنون کلام
فائدہ دیگر کہ ہر خشتے ز جا
کز کمی خشت و دیوار بلند
بستی دیوار قرب میشود
سجدہ آمد کند خشت ز لب
تا کہ این دیوار عالی گردن است
سجدہ متوان کرد بر آب حیات
بر سر دیوار ہر کو تشنہ تر
ہر کہ عاشق تر بود بر بانگ آب

از تپے آب و چہ ماہی زار و دور
بر فلک میشد فغان زار او
بانگ آب آمد گہ نوشش چو خطاب
مست کردان بانگ نوش چو مہی
گشت وقت انداز و زا تجنیب کرد
خانہ چہ زین زدن خشتے مرا
من زمین صنعت ندارم سیچ دست
کو بود مزد تشنگان را چون جواب
مژدہ و این زندگی تو حوض شد
بلغ مے یابد ز دیدن رستگار
یا چو مژدہ عیسیٰ پیغام نجات
میرسد سوے محمد بے دریں
کان نباشی در شفاعت سیر
میرسد بر جان یعقوب صحیف
سوے عاصی میرسد بے اختتام
میرسد پیغام کہ ای آبلہ بیا
یا فرستد دیدۂ ما می زیا
بر کشم آیم سوے ما معین
بست تر کرد دو بہر دفعہ کہ کند
فصل او در بیان وصلے مقصود
موجب قرب کہ و اجمعہ اقترب
مانع این سر فرود آوردن است
تا نیابی زین تن خاکی نجات
دور تر میکند خشت مدر
او کطوع وقت پر کند از حجاب

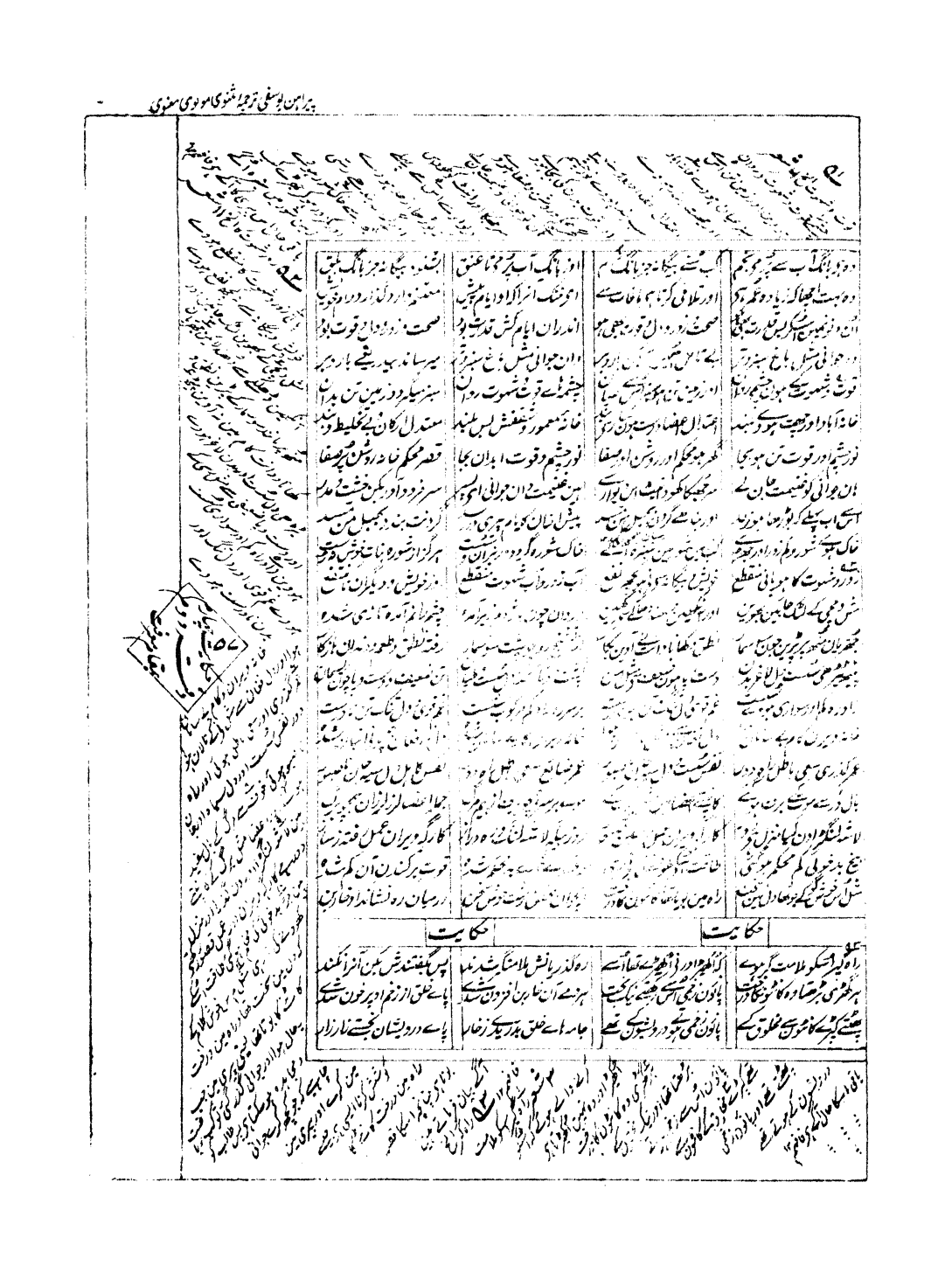

چو بشنید حاکم ز اخبار دین — آگہی شکی ہیلی آفات سے — چو بشنید حاکم ز اخبار دین — یا نت آگاہی ز فضل آن امین

گفت حاکم کو خبر اس بات سے — بولا حاکم نے کہا اسکو آگہی — چون بجا حاکم بد و گفت این سخن — گفت آرے بر کنم روز نشین سن

سخت حاکم نے کہا اسکو آگہی — بولا بہتر اگر کن ان مکر و دون پیش — مدتے فردا و فردا وعدہ داد — شد درخت خارا و محکم نہاد

ایک مدت کل کا جو وعدہ کیا — اور درخت از بسکہ محکم ہو گیا — گفت آرے ہست اکنوں وعدہ کس — پیش گر در کار شود واپس منش

بولا حاکم اسکے اس وعدہ خلاف — آگے آپھیرے نہیں مدت کر تو بس — گفت الایام یا عم بینما — گفت عجل لاتماطل دینما

بولا الایام یا عم بینما — بولا عجل لاتماطل دینما — تو کہ میگوئی کہ فردا این بار — کہ بہر روزے کہ آید زر رہان

تو کہ کہتا ہے کہ کل یہ جان لے — جو کہ کل آئے تو وہ بھی کل گئے — این درخت بد جو اختر میشود — دین کنندہ پیر بفطر میشود

وہ درخت بد ہوا ہے بردم جوان — کھودنے والا ہو بوڑھا ہر زمان — خارش در تشنگی و در کاستن

وہ درخت خار قوت مین برسے — کھودنے والا نہ ضعیفی سے گھٹے — خارکش ہر روز زار و خشک تر

ہر درخت خار ہر دم سبز تر — کھودنے والا ہو نرم خشک تر — او جوان تر میشود و تو پیر تر

وہ جوان تر ہو ے دار و پیر جا تو ہو — اگر تو جلدی اور نہ کھودے تو عمر کو — خارکن ہر لحظہ بے تو کہنہ تر

ہے درخت خار تیری خو ے بد — بار ہا ہا مین کہا ہے کہ تو تہد — بار ہا ز فعل بد ہا در شدی

فعل بد سے بار ہا نادم ہوا — اور ندمت تونے کھینچی بار ہا — گر ز فعلت آتشین دیگر کسان

دوسرون کے زخم ہوا سے اگر — الہ یہ بر خلقی کا تیری ہو ثمر — عاقلے باید کہ ننہد زخم خود بر

تو ہے عاقل پر نہ اپنے زخم سے — تو عذاب اپنا و بیگانہ کا آہ — تو عذاب خویش و بیگانہ مبیں

اے تبر مردانہ اسپر ہا تھ چھوڑ — جون علی نواسی رخیبر کو توڑ — تو علی وار این در خیبر مکن

دور نہ اب مانند صدیق و عمر — دور سے نکا بس طریق صدق و مر — ورنہ چون صدیق غار اندر بزن

تو کو گلخن سے ملا اس خار کو — نار سے کر وصل نور یار کو — وصل گلخن کن بنار نور یار را

نور اسکا مارے تیری نار کو — وصل گلخن کرنے تیرے نار کو — تا کہ نور او کند نار ترا

وہ ہے مومن تو شمال و نر خی — اگن مجھ جاتی ہے مومن سے اخی — تو شمال و زخی او مومن ست

مصطفے کا قول ہے دوزخ کے — تو ہے مومن کی خو شاہ جہان کے — مصطفے فرمود از گفت حکیم

کیسی ہے جلدی نکل تو مجھ سے شاہ — نار سیری نور کرتا ہے تباہ — کو بدش بگذرد زمن ای شاہ زود

نار مجھ سی نور سے مومن کے ہی — کیونکہ ضد کو دفع جانو ضد کری — پس ہلاک نار نور مرد من ست

فہر سے وہ فضل سے اسکا طور — قہر سے وہ فضل ہے اسکا طور — نار ضد نور ہا شد روز عدل

اگر تو چاہے دفع شر نار ہو — آب رحمت دل مین آتش کے رکھو — گر ہمی خواہی تو دفع شر نار

آب رحمت کا ہین چشمے مومنان — آب حیوان روح پاک مومنان — چشمہ آن آب رحمت مومن ست

آب حیوان روح پاک مومنان — آب حیوان روح پاک مومن ست — آب آگاہی ز فضل آن امین

اندر ایں معنی کہ تاخیر مین آفت ہے

کیونکر تو آتش ہے وہ مین پانی ہے
کہ فرد ہوتی ہے آتش آب سے
حسن فکر شیخ نور پاک ہے
چہرہ اسکا ہے اس روشنی
سالک ہوئے نفس و زخ تیرہ سے
عدل ایسا تیرا ایسی ہوا ہے
جسکے وقتی ماہ ہے فرشان
لالہ نسرین گل سوسن ملے
پھیر پھیر دن پوشیدہ اور ہے
ہم آئی تقریر مین اب ہین ہے
بوجھ میرا بھاری اور ہے
ساتھ ان آپ کے پاوے ہے
تھا وہ عاقل جو کہ رہے مین کیا
جو ہیں اوقات ہے
وہ تیرے پانی ملے
حال آتش کا پہلے اور اس کا
خانہ تم منتصب
سال گذرے ہے تیسویں کا مین
نخل سن کی ہے مین جو ثمر لگا
ہو خبردار اے مسافر دن کا
جملہ یہ رودن کہ تیکو زور ہے
بیچ تھوڑا سا تیرا ہی سکو بو
تا نہ گل ہووے چراغ اب ہے ترا
ست کہ کوئل نہی سب کل گذری

اندر ایں معنی کہ تاخیر مین آفت ہے

ہے ساتھ اسکے جو تیرا نفس ہے
آب سے بھاگے ہوا آتش اسیلے
تیری حسن و فکر سپاہ ہے
تو کہا پانی پہ جواب ہے
جو کرے چرچر تو جانو موت در
آ گلستان کو نہ وہ پھر جاوے
اک شرر اس سے ہزاروں گلستان
سبزہ و ہر چیز پھولے پھل ملے
پھیر پھیر دن پوشیدہ اور ہے
ہم آئی تقریر مین اب ہین ہے
بوجھ میرا بھاری اور ہے
ساتھ ان آپ کے پاوے ہے
تھا وہ عاقل جو کہ رہے مین کیا
جو ہیں اوقات ہے
وہ تیرے پانی ملے
حال آتش کا پہلے اور اس کا
خانہ تم منتصب
سال گذرے ہے تیسویں کا مین
نخل سن کی ہے مین جو ثمر لگا
ہو خبردار اے مسافر دن کا
جملہ یہ رودن کہ تیکو زور ہے
بیچ تھوڑا سا تیرا ہی سکو بو
تا نہ گل ہووے چراغ اب ہے ترا
ست کہ کوئل نہی سب کل گذری

اندر ایں معنی کہ تاخیر مین آفت ہے

ایں گریزان ست نفس تو ازو
از آب آتش ایں گریزان مشو
حسن فکر تو ہمہ از آتش ست
آب نورا و چو بر آتش چکید
چون کنہ چکچک تو کو کوش مگر دور
نمانہ سوزد او گلستان ترا
یک شرر از و ہزار ان گلستان
بعد ازان چیزے کہ کار آید بدہ
باز نہان میرد ہم زراہ راست
اندران تقریر بود ہم خموش
باز تو باشد کران در راہ جا
سال شصت مدرکہ بیست گشت
آنکہ عاقل بود در دریا بسیہ
چون بگذشت آن وقت تمام
وہ شتابی کہ ہے ان چیزان
حال آتش کا پہلے اور اس کا
خانہ تم منتصب
سال گذرے ہے تیسویں کا مین
نخل سن کی ہے مین جو ثمر لگا
ہو خبردار اے مسافر دن کا
جملہ یہ رودن کہ تیکو زور ہے
بیچ تھوڑا سا تیرا ہی سکو بو
تا نہ گل ہووے چراغ اب ہے ترا
ست کہ کوئل نہی سب کل گذری

اندر ایں معنی کہ تاخیر مین آفت ہے

زانکہ تو از آتشے او از آب جو
کاتشش از آب بدان بنشود
حسن شیخ و فکر او نور خوش ست
چکچک از آتش بر آید جہد
تا شود ایں مرغ نفس تو رمید
پست کند عدل او احسان ترا
از یکے فی تمام ماند فی نشان
لالہ و نسرین و سوسن بر دمد
گر فرستد سنگ سوئے او رواست
گر بفرماید خواجہ راہ ما کجاست
مرد و گو در دست اندر شاہراہ
راہ در یابی گر تو یابی رشد
شب نظارہ ہے ز دام و از آتش بسیط
مردہ گو در دست اندر دریا بگوت
چنین بر خود نالہ بر گرکسے
گفت شب ہیچ جا بر اے اعتماد
و استعن باللہ ثم اجہد تصب
جز سیہ روئی و فعل زشت فی
بایدش بر کند و بر آتش نہاد
آفتاب عمر سوے چاہ شد
پیر مشائی بکن از راہ جود
تا در آخر بینی اور ابرگ و بار
ہین فتیلہ اش ساز برگی نو درو
تا بکلے نگذرد ایام کشت

اندر ایں معنی کہ تاخیر مین آفت ہے

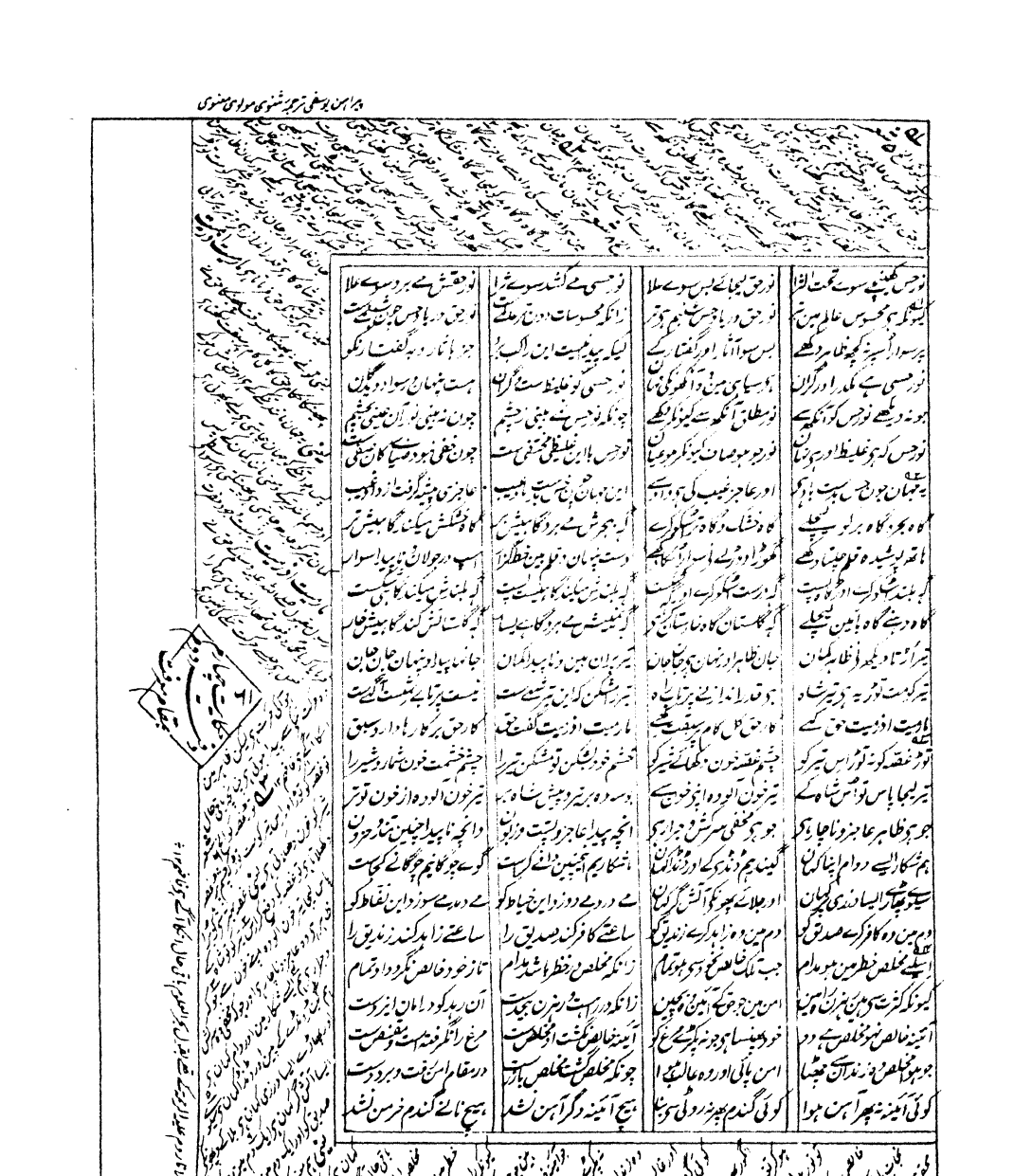

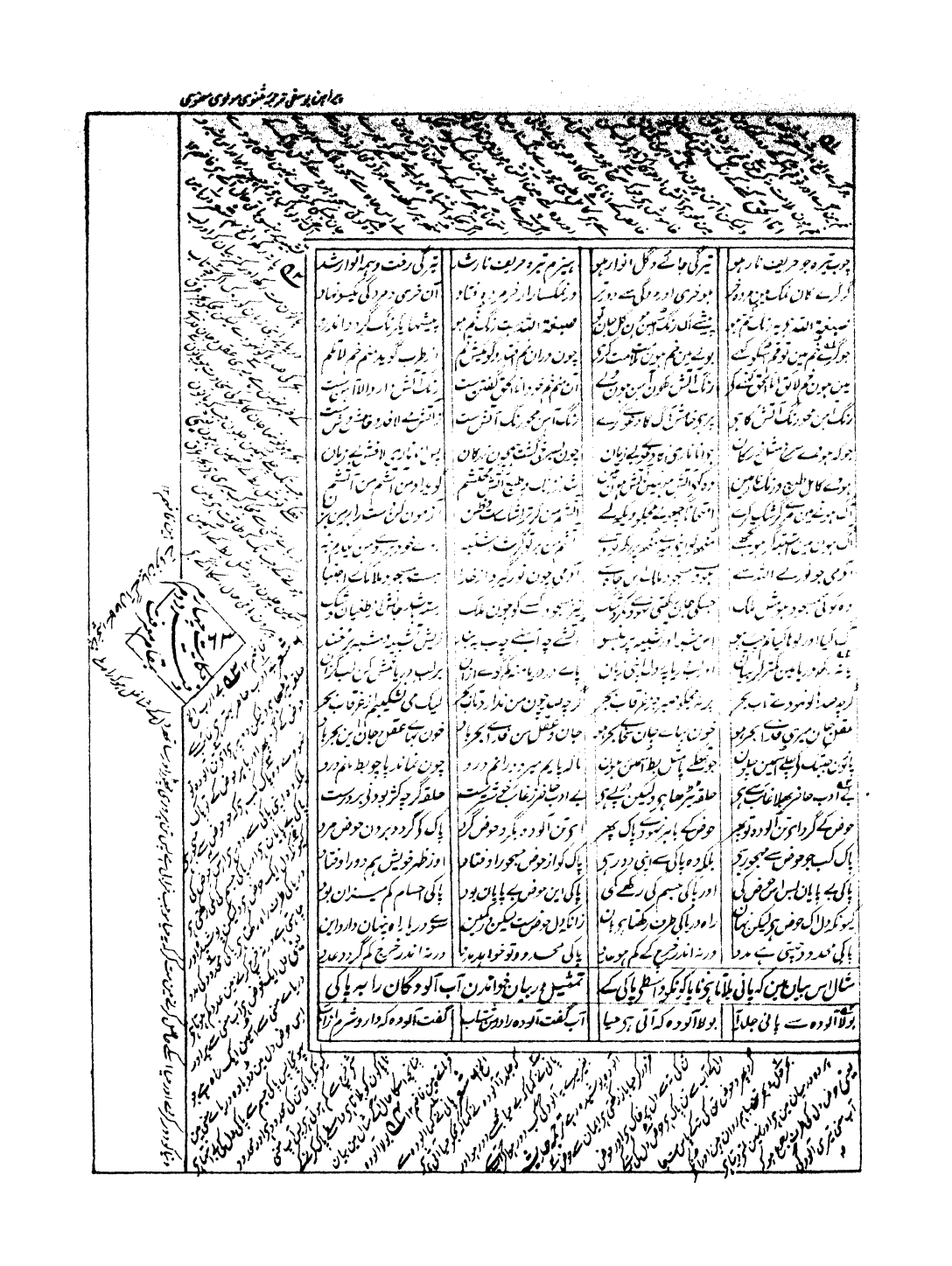

آب بولایه میا ہو مجھسے دور — اے مرے آبِ دلی آب ہو دے دور
آب سے آبِ دہ اگر مخفی رہے — الحیا یمنع الایمان ہے
حوضِ تن کی تہ سے آبِ تن پاک ہی — حوضِ دل کے آبِ تن ہاک ہی
گرد حوضِ دل کے تہ کے تم پھرو — پاس حوضِ تن کی تہ کو مت چلو
بحرِ دل در بحرِ تن باہم رواں — اگلے اندر بحرِ تن فرخ لا یغیبان
گر رہے تو یہ دعا یاب جاہے — آگے بڑھ تو اور دیکھے مت ہے
شہ کے آگے گر خطر ہووے بجان — پر نہ بن رکتے ہیں عالی ہمتان
شاہ شیریں تر جو لبس شکر ہے ہی — جانِ شیریں ہیں جو خوش ہے ہی
اے سلامت کو سلامت ہے مجھے — اے سلامت جو مجھے تو چھوڑ دے
میری جانِ مجھی ہے خوش ہی آگ کی — بس ہے مجھی کو کہ خانہ آگ ہی
عشق مجھی کی طرح سوزش رکھے — اس سے جو انہ چاہے وہ کودن رہے
بے سر و سامانی سامان ہو مجھے — جان باقی پائے چھوڑا موت سے
جو خوشی کا ہر صفا تیرا غم رہے — گلشنِ جان ہیں گل موسمی کھلے
دوسروں کا خوف تیرا امن ہی — مرغ مست و ربط قوی ہی ہے مجھے
پھر ہیں دیوانہ ہوا ہوں تیرا میں — پھر ہیں سودائی ہرا ہوں آج میں
حلقہ زنجیر تیرا ذو فنون — اور ہی ہر حلقہ رکھتا ہے جنون
دیوے ہر حلقہ فنون اک اور ہی — مجکو ہر دم ہی جنون اک اور ہی
پرسش ہو کہ جنوں ہووے فنون — عشق کی زنجیر میں ہو ہی جنون
استعد دیوانگی نے تو رے ہے — کر مجھے دستِ جنوں بے دانے ہے

اتا دہ شہر مکہ کا شفاخانہ میں آنے عیادت ذوالنون مصری کے — آمدن دوستان بہ بیمارستان جہت پرسش ذوالنون

ایسا ہی ذوالنون مصری کو ہوا — کہ جنوں و دلولہ اسکا بڑھا
استعد شورش ہوئی کہ تا فلک — پھوکیا اس سے جگر کو تھا نمک
اپنی شورش مت بکھا شہر خاک — میرسد از دود ہا شور ہ بہ خاک
خلق کو تاب جنوں کی نہ رہی — پہلوے شور خدا و ندان پاک
جو جلی داڑھی عوام الناس کی — آتش اور ریشہا شان سے رہو
قید زندان میں کیا اسکو امنی — خلق را تاب جنوں ا دنبود
چونکہ در ریش عوام آتش فتاد — بند کرد ند شہر بندان المراد

ایک جنگل ہے وجود آدمی — اس سے ہوشیار تر ہے آدمی — بیشۂ آمد و جود آدمی — پر خدا شوریدہ تر ہے جود آدمی

ظاہر باطن کو ہلاکی گرا یک ہو — اسکی بخشش میں نہنگ ہو کا یک ہو — طاہر باطن اگر باشد یکے — نیست کس را در نجات او شکے

بن میں ہاتھی میں صدا آگ دخل — یا نی ہاوا میں ذوب درست جعل حیے — صالح و طالح و ذوب جسک

حکم ہوا اسکا کہ جو غالب تر ہے — زجر ہوتا جو بن میں زیادہ ہے ہوتر — چونکہ از پیش است سوی آن مدان

تن میں جو سیرت ترے غلبہ کرے — بس اُسی صورت پہ تیرا حشر ہو — ہم ہران تصویر حسرت در نہب

یہ ہے کان در وجود خاکیان — ہم من ہو یہ صفت نوعی شکل قم — ساعتے کہ آئے اگر آید در نشر

خاکیا سینہ میں ہے سینہ کے نہاں — بس صلاحیت کہ سینہ بیگماں — ہیچ سینہ از سینہ نا آگاہ نیست

بندگاں در خبر ہیں انسان سے — جانتا ہے علم و ہنر شیخ زمان — پیر و دانا ئی و علم و ہنر

اسپ بد ہوتا ہو شالستہ رام — کچھ نہ ہے کہ زنگ ہی سلام — فرس کتنے میں کسی انسان سے

نرس کتے میں کسی انسان سے — یا فسکاری یا نگہبانی کرے — یا شکاری یا نگہبانی کے لئے

اور سگ اصحاب میں اس خوبی سے — ہستی آئی کہ تن جوانی رکھے — رفت و سگ اصحاب نے ان قوم سے

ہر بشر کی سینہ میں ہو کے نہاں — گاہ دیو و گہ فرشتہ گو نہاں — کار دیو و گہ ملک کرد و نہاں

جانتا ہر شیر اس بیشہ کو ہاں — کہ نہاں رہ دام سینہ میں بچھے — تا بدام سینہ ناہنماں درست

تو زروم جان جان کی جو ری — عار تو کو دان سے اسی کتے تر — زان عجب بیشہ کہ ہر شیر گرست

جو بھوتا ہے تو وہ در لطیفہ — جو اٹھا تا ہو تو وہ بار شریف — فزدمی کن از تو وہ جان دگر

جونکہ در دعوا ہی آن در لطیفہ — جونکہ حامل شیوہی بار شریف — اہم کم از سگ زرد دن عار رفت

حکایت

سمجھنا مرید و نکتہ کہ ذوالنون پوانہ تھیں ہے قصہ اُسا ناتو فہم کردن مریدان کہ ذوالنون دیوانہ نیست ایقصہ چنین کرد و اند

فوش کرد ذوالنون جو نہ زندان کو — پا میں چنیدہ میں فیر وان سین ہو — چونکہ ذوالنون سے شور نہ فتاں ہوا

ہر طرف سو دست اسکو جمع ہوا — اسکی پرسش کو گئے زندان کی — بہر پرسش کہ زندان نزد او

قصۂ ذوالنون میں ہے تو سنا — دوستان از ہر طرف بنہادہ رو — دوستان در قصۂ ذوالنون شدند

امر یہ قصہ آ و یا حکمت ہے ہو — سوئے زندان ہے کرتے تھے عیاں — سوئے زندان ہے آ کرتے تھے عیاں

جو کہ دور از عقل خود در ریا ہو فرو — کیونکہ یہ اک قبلہ اس ات سوئے ہے — کین مگر قاصد کند یا فکے ست

حاشا اللہ عقل ایسی ہو د و جاہ — کب جنوں تعلیم فرما سکا ہو — دور دور از عقل چون در کاہ او

عالم کے شرت ہے دو خانہ ہوا — ابر بیماری چھپا سکے اسکا ماہ — حاش للہ از کمال جاہ او

عقل کہنہ تن سے اسکو عار ہے — تنگ عقلاء سے وہ دیوانہ ہوا — تا جنون باشد سفر فرماے او

گر مرے سر پیچد ہر کوڑے کو اُ — موگیا دیوانہ قصداً اسلیے — از سر شہر خانہ بیشہ کاہ او

قید کر بہ بعید مت گر انشکا — از عاقل گندہ تن پرست — کار بیماری پوشد ماہ او

بر سر دیستم زن دین راستکا — کہ پہ بنام اہونی دسا رگاہ — از گنہ عاقلان بو آید شت

قاصد آرفت ست در دیوانہ شت — بر سر دیستم زن دین راستکا — قاصد آرفت ست در دیوانہ شت

حکایت آن درویش که گاو و خر او را دزد برد و او از تقصیر خود نمی‌دانست

گاو و خر از دزد بردند آن فقیر — گاو و خر چون شد ز تقصیر او بگیر
گاو و خر چون شد ز تقصیر ای عجب — گر نه تقصیر است چون بردند رب
گاو و خر چون شد ز تقصیر ای عجب — گر نه تقصیر است چون بردند رب
گاو و خر چون شد ز تقصیر ای عجب — گر نه تقصیر است چون بردند رب

سر ہوے جو کہ واقف ہوگیا — خلق کا جیسے کہ آگے ہو گیا
آسمان پر جو کوئی چلنے لگے — کب زمین پر چلنا مشکل سمجھے
سوہ آہن ہر گیا وہ دود کے — ہاتھ میں جیسے موم کی کب ہو
خواجہ تھا لقمان بے شکل غلام — بندگی محض کے ظاہر پیام
جبا و قبا اوسکو گر خواجہ دیا — اپنے بندہ کو لبا اس اپنا جیا
اور خود پہنے وہ پوشاک ان غلام — اور غلام اپنے کو کرلیوے امام
ویسے ویسے شکل بندہ ان کے چلے — سر جھکائے کوئی یہ کوئی وہ
اور کسے تو بیٹھے سے حصہ میں — گفتگو میں بات اٹھاوے نہ کبھی
ہو خفا اور کار ان سے تو بجھے — اور کچھ تو تیر سے ہیبت کرے
ترک خدمت کی نہ ہمت کبھی — تحت دیدار یا موت میں آگے
ان کی خواہش ہے اسی میں ان کی — تا گمان ہے کہ یہ میں ہے ظلم
یہ شیوہ خواجگی سے اچھا — کام کہ آمادگی سے تر کیا
ہر خلائق کے غلام ان ہوا — نفس جاں کا خوار اپنے کو کیا
ہو تو اچھا ہے خواجہ ظاہر میں — جو تئی آپ سے پیدا ہی کی
ان جہاں کے اس جہاں کے درمیاں — یا خالق مجلس ہے ترتیب یاں
خواجہ لقمان نفی حال سے — تھا خبردار اثر سے دیکھے تھے
بھید بتلائے اور اس کو شکر کرے — راہبر کی بتہ ہی کے دیکھے
ترتا ہے سے اس زاد کو سکھوے — پر رہا خوشنود ہے امتحان کو
کیہ کلہ تھی لقمان کی یہ آرزو — تا نہ جانے کوئی اسے بھید کو
کیا عجب کہ بھید کو یہ کے چھپاے — یہ عجب کہ بھید کو خود سے چھپاے
کام کر لوشیدہ ہی انکے سے — بد نظر سے کام تاثیر اپنے
جو کہ خوب درکر تو ہاں فنا کا — کچھ خود ہی کو اپنی خوبی سے چھپا
دیت ہیں نفی کو انہوں اسلے — تا نکالیں ہر ایک جسم سے
مرگ کی دفت اسکو تیغ ہے میں — اسمیں وہ مشغول ہو چلیں لیکن
دل تراجی فکر کو رکھے عزیز — تجھے لیجاویں وہ مخفی ایک چیز

انکو واقف گشت بر اسرار ہو — ستر مخلوقات چہ بود و چہ نبود
انکو بر افلاک رفتارش بود — بر زمین رفتن چہ دشوار ش بود
در کف دارد و کالبن گشت موم — موم چہ بود در کف دارد ظلوم
بندگی بر ظل ہر شی دیدا چہ — بندگی بر ظل ہر شی دیدا چہ
چون رود خواجہ بجا تا باشد آ — بر غلام خویش پوشاند لبا
او بپوشد جامۂ آن غلام — مر غلام خویش را سازد امام
او پس چون بندگان در پیش او — تا نیابد مرگ اگر شود
گر بداند تو بداند و تو او — من بلیدم نقش چون بندد نگین
تو درستی کن مرا او را بیار — مر ترا نویم تو قیے منہ
ترک خدمت نیست تو خدمت کنی — تا بموت حکم حیت کاشتم
تو انچنان این بندگی را کرده — تا گمان کاید کہ ایشان بنده اند
چشم بر لب دار و بر سر زخم ہا — کار ناکردہ ندید آمادگی
دین غلامان ہوا بر عکس آن — خویشتن نمود و بہ عقل جان
آید از خواجہ چہ رود افتاد گی — تا نیابد زندہ و نمیرد زندگی
پس ازان عالم چو بین شد جہان — بعینہ نابست عکس این بدان
خواجہ لقمان ازین حال ہا خبر — بود در قعر چاہ یا بود از زیر تخت
راز میدانست و خویش مے انمود — از برائے مصلحت آن را ببر
مرورا آزاد کرد از بہر خدمت — ایک خشنودی لقمان را بحکمت
تا کہ لقمان امر او این بود تا — کس نداند ستر آن شیر خدا
چہ عجب گر سر زند پنہان کنی — این عجب کہ سر خود پنہان کنی
کار پنہان کن تو از چشم خود — تا بود کارت سلیم از چشم بد
خویش را تسلیم کن بردار فکر — وا نماند از خود بے رخود چیزے بدر
سایہ شہ باشی تو بر درخت سبد — تا کہ پکان از تنش پر ان کنند
وقت مرگ از رنج او ارام گرفت — او بدان مشغول شد جان بر نمرد
چون بر فلک کہ خواہی آن بیار — از تو چیزے در نہان خواہند کرد

سوچے تو جو کچھ کہ اور ہیں عمل کے
جس طرف کہ ہو تو غافل چورے
ہر چہ اندیشے تحصیلے کنی
مے درآید در نواز آہو کا کنی

آپ سے ہو مشغول اس سے بہتر جو کہ ہو
تاکہ تجھے لیوے کہتر جو کہ ہو
پس بداں مشغول شو کاں برتر است
تاز تو چیزے برد کاں کہتر است

ڈوبے جو تاجر کا اسباب آب میں
کشتی عمر اسکی ہو خراب میں
بار بازرگان چو در آب افتد
کشتی عمرش بغرقاب اوفتد

پھینکیں دریا میں جو سامان ڈوبتا
اور رکھیں وہ بیش قیمت کو بچا
ہر چہ نازل تر بود یا نفیس تر
دست اندر کار آید تیز تر

آپ میں جانو جو سامان ڈوبتا
پھینکو بدتر اور رکھو بہتر بچا
ترک کنند گیرد بہتر ارباب

رکھ نگہ طاعت سے تو ایماں کی
شرمساری ہو نہ حق کے روبرو
تاز روے حق نگردی شرمسار

جو نگہبانی کرے ایماں کی
دھیان اور غفلت کو دو دیو دونی
جو نکو نقدت را نگہدار کی کنی

ظاہر ہونا فصل و بہ لقمان کا آگے امتحان لینے والوں کے
طاہر شد فصل و بہ لقمان پیش امتحان کنندگان

جانا اس خواجہ کا جب لقمان کو
ہو گیا بندہ وہ عاشق سچ کا ہو
خواجہ لقمان پر رہا نہ جی کو

کھانا لانا جو کوئی اسکے لیے
بھیجتا خاوند لقمان کے
ہر طعامے کا ورا بدنامی ہے

تا کہ لقمان پہلے وہ کھانا چکھے
خواجہ بیش از وے کہ نوش اسکے کرد
تا کہ لقمان بہ سے آن برد

جھوٹ کھانا اسکا کھانا تا اسکو پھینکتا
جونہ کھانا کھاتا اسکو پھینکتا
سود او خود زدی و شور انگیختے

کاش کھانا بھی تو ویسے اشتہا
ایسی تھی دلبستگی بے اشتہا
ور نہ بد زدی سیاہ ایے اشتہا

خربزہ تحفہ میں اک لایا کوئی
پیر و یاراں لقمان میں تھا وہ بھی
ایک غائب بود لقمان ان میاں

خواجہ اک بندہ کو بولا اے تو جا
حاضر آ اس فرزند لقمان کو تو لا
زود در دو فرزند لقمان بگو اں

گفت خواجہ یا غلامے کاہلی
خواجہ نے جا کر اٹھایا ہاتھ سے
خواجہ پس بگرفت سیبے بہ دست

جوں بدید او را دو اورا یک بداد
از خوشی کہ خرد دار او دی
تا رسید آں تشنہ تا مقدم ہم

تا نچشد ہیچ خربزہ است ایں نگیم
طبعہا شاد شتی و لقمہ جو
ہم زبان کرد آیا ہم حاصل ست

بعد ازاں لقمہ نشد آں لقمہ جو
ہم زبان کرد آیا ہم حاصل ست
لطف چوں اکمل شی ایں کم شود

اکمل نیست لطف ایں خربزہ
ایں چہ بہتر ایں بھی ہے زیرہ
چوں نیاوردی بیانہ دو بخشت

کہ مرا عادت نیست بس کن ساقیا
کہ مرا عادت نیست بس کن ساقیا

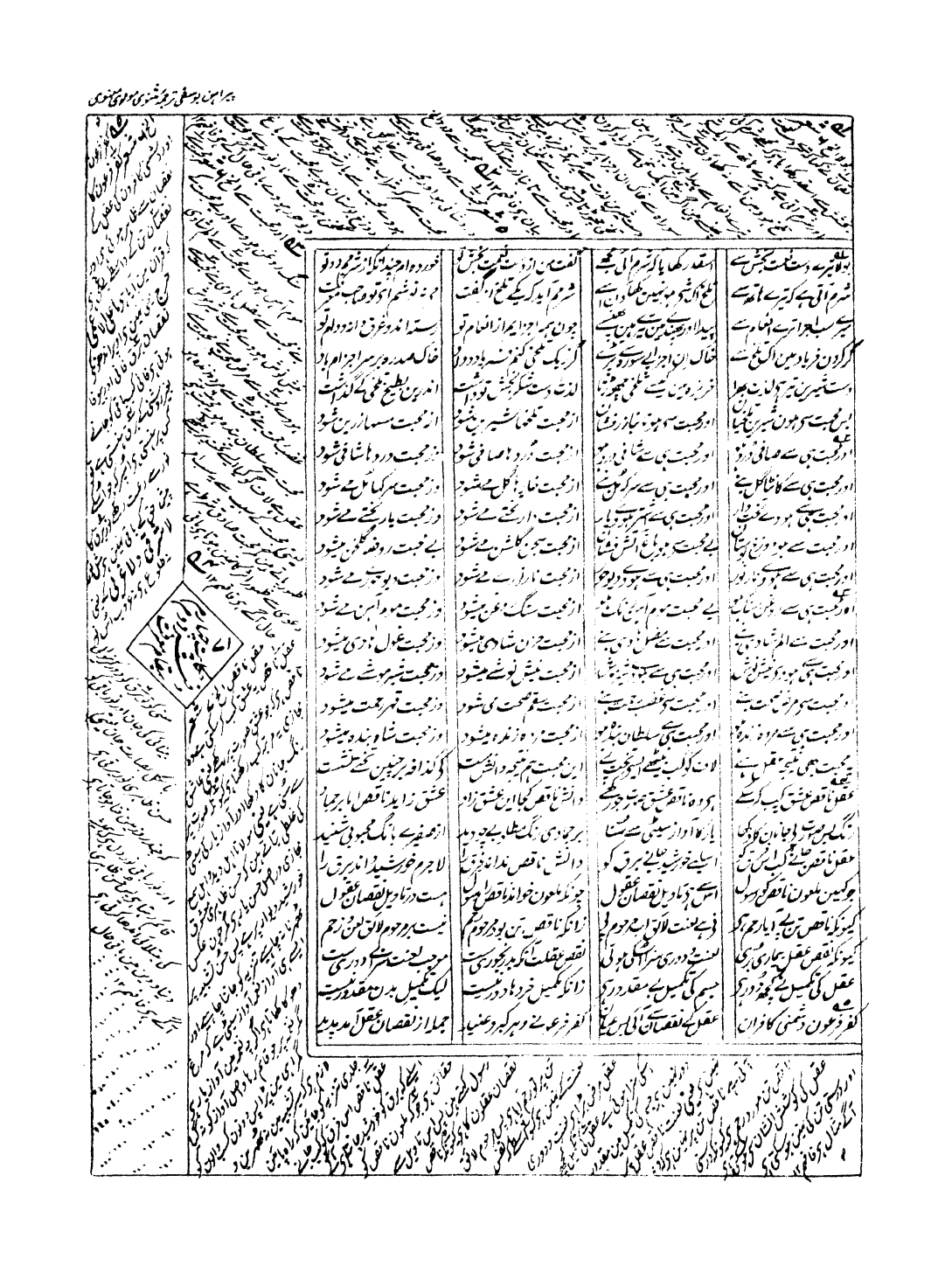

بے عمی ہے نفس بن کے دام سے
برق خانی معشوق ہے ادبے وفا
برق ہنستی ہو تو کس پر ہنستی ہو
تو ہے باقی نور برقی پیش سب
برق کو ہم تو یخطف الابصار جانے
گھر کو اور ڈرا نالف در پاے جا
حرص سے انجام کو فی دلیعہ
عاقبت بینی خوش عقل ہے
عقل جو مغلوب نفس انفس ہو
ناظر اس محبس بنا ہے
و نظر کر کیجے اس کے کات
اسیے کہ اقبال ہے وہ اقبال
فصد کو فصد بہ اگر ہو دل سعید
ہے پہر سے جنگ نہ دیکھ خوب تو
تا الم حوف سے ذات اشکال
جب تلک میرہ فرخ اک بر
پاے تھے تو چھوٹ ہے پاے وال
لرزہ یہ جاب نہ وہ حلم ہو
جان ابراہیم ہو تا نور سے
بندہ تاکہ تو ہی تیرے بھی ہو
چون خلیل اللہ فلک سے لیجیے
یہ جہان تن کا غلط انداز ہے
باقی قصہ غلام سلطان کے حاسدوں کا او حقیقت اُنکی
تتمہ قصہ حاسدان بر غلام سلطان و حقیقت آن
ہے یہ اک قصہ امیر خشاوکا
کھینچی تا اُس سے راہ و رام
باغبان ملک اقبال بخت

خاص بندہ پر حسد شیخ کیا
پھر اُٹھ تو اور کر اُسکو تمام
کیوں درختوں سے بچائے اک درخت

باغبان ملک اقبال بخت
بہر نقصان بدن آمد فرخ
برق آفل شد و بس بے وفا
برق خندد و بہر کہ بیند دہد
نور او برق بریدہ پاست
برق او یخطف الابصار جان
برگ دریا فرس را راندن
از مرصع عاقبت نادیدنست
عاقبت بینی ست عقل رضا
عقل کو عقل بنفس انفس شد
آن نظر کہ بنگرد آنرا بہ
زان ہمہ یک اندیشہ ابجال
تا ز از عمر آرزو خوف نا
تا نہ خوفت زاید از ذات اشکال
تا دہد بر باشی کہ مرغ یک پر
یار دلکش تا نیم ہم کلام
ور نزاید آتش اندر خرمن
جان ابراہیم ہا تا نور
تا نہ غیبی مشعل طلعت در
چون خلیل از آسمان نفرتین
این جہان تن غلط انداز

باغبان ملک اقبال بخت
فصہ شاہ و امیران حسد
دور ماند از جرّ حرّاث کلام
چون درخت راند انداز دخت

ذره آسا خورشید آید بلائے پیام — هوئے چو خورشید ذره کا غلام — ذره زان آفتاب آرد پیام — آفتاب آن ذره را گردد غلام

قطره هم بود حدیث دریا جدا — ساتوں در یکدگر تابع ہوں سدا — قطر و کز بود وحدت شنید — ہفت گردان قطره را باشد سپهر

خاک تا تلچهت سوی مچهلی زیر آب — پیش خاک اس کے مگر تا کچھ ہے گہرے — گر کفے خاک شود چالاک او — پیش خاکش سر نهد افلاک او

خاک آدم ہوئی جو چالاک خدا — پیش خاک اس کے ملائک سر جھکا — خام آدم چو بنگرشت چالاک حق — پیش خاکش سر نهاد افلاک حق

السمار شهقت آفرین آفرین لے — اک نظر سے کر تا کچھ ہے گہرے — السمار شهقت افزا ز چه بود — از یکے چشمے که تا گه بر کشود

خاک تا تلچهت سوی مچهلی زیر آب — دیکھ خاکی عرش پر جاتے شتاب — خاک از دُردے شنید زیر آب — خاکیں کر تو شہ یا گشت شتاب

وه بطاعت ابن مجانوب ہے — بول عطائے مسبح دعا ہے — آن بطاعت بسر چالان گزارنیت — هر عطائے مسیح دانیست

گر ہے سفلی ہوا و نار کو — اور وہ گل ہے پر جائے خاکو — گر کند سفلی هوا و نار را — در زگل او بگدد اندر خار را

ہووہ حاکم بفعل ما یشاء — عین بیماری کو وہ کرتا دوا — حاکمست و یفعل الله ما یشا — از عین درد انگیزد دوا

گر ہوا و نار کو سفلی کرے — کالالہ لالا اور وہ بھی کرے — گر هوا و نار را سفلی کند — تیرگی در دردی و نقصے کند

گر زمین و آب کو غلوی کرے — راہ گردوں ڈگر وہ یا وں ہے — در زمین و آب را غلوی کند — راه گردون را بسطر می کند

اس کو طاقت ہو کہ کیونکہ تا ہوا — بس بنگر اس کو وہیں جوں ہو گئے — نیست کس را زهره تا گوید چرا — لیس جگر با کاندرین گردش خوں

اس بھیجیں کر تو تمہ من آشنا — کہے خدائی کو پھر دوں کو کر تو دوا — پس بفرمود تا کز تو بود من رضا — خاکی را گفت پر با بر کرش

بود لا آتش کو کہ جا ہیں ملا — نسبت میں کہ نیچے پا بلیس ہے — آتش را گفت ابلیسی شو — زیر هفتم خاک با بلیسی شو

اسمان پیدا و خاکی تو ہوا — تا ہوا بلیس ہے تو خاکیا — آه من خاکے بدرد تو بدرمان — هم بلیسی آتشی رو تا شرا

چار طبع و حلت و اے ہیں — امر قصر ہیں پر اکہ اخلاط ہیں — در تصرف و استعانت من با تیم

کام یہ حلت ہیں پر ہیں سبھی — اور ہیں قدیر حلت ہیں ہوں — نیست تا قدیر و حلت من تیم

حلت ہی کو ہیں پھر ہیں ان تیسے — یہ خمار رہ و جھاؤں قوت پر — این غبار از پیش منعانم نوقت

ہیں کہوں ہیں ہر ایک جواب تو تا ہو — ہیں کہوں آتش کو جا گا ہیں ہو — گویم آتش را گر، و گلزار شو

ہیں کہوں کہ کو یک ہوش ہیں تال — ہیں کہوں گز ڈگر و راہ اجل ہیں ہوں — چرخ را گویم سبک شو ہمچو نیستم

ہیں کہوں کہ خوبرت یہ ہو ز دیا — اور کہوں وہ خوں کو ہوں پر یا ہیں — کوه را گویم سبک شو ہمچو نیستم

چشمہ خورشید کو کہ دیں ہیں مشک — چشمہ خون کو کہ دیں ہیں مشک — گویم او خود شید یا مقرون شو با — سر و را سازم چو دو ابر سیاه

ہیں ہزیر ہیں مثل دو کاہ سیاہ — رکھتا ہیں ہوا نگی گران پر اگر — چشمہ خورشید سازم فرشک — پشته خون ازالفرق سازم مشک

انکار فلسفی کا اس آیہ سے ان صبح مار کم غورا — مار کم غورا اگر کردن بند آب — انکار فلسفی در آیہ ان اصبح مار کم غورا — مار کم غورا ز چشمہ شد دم آب

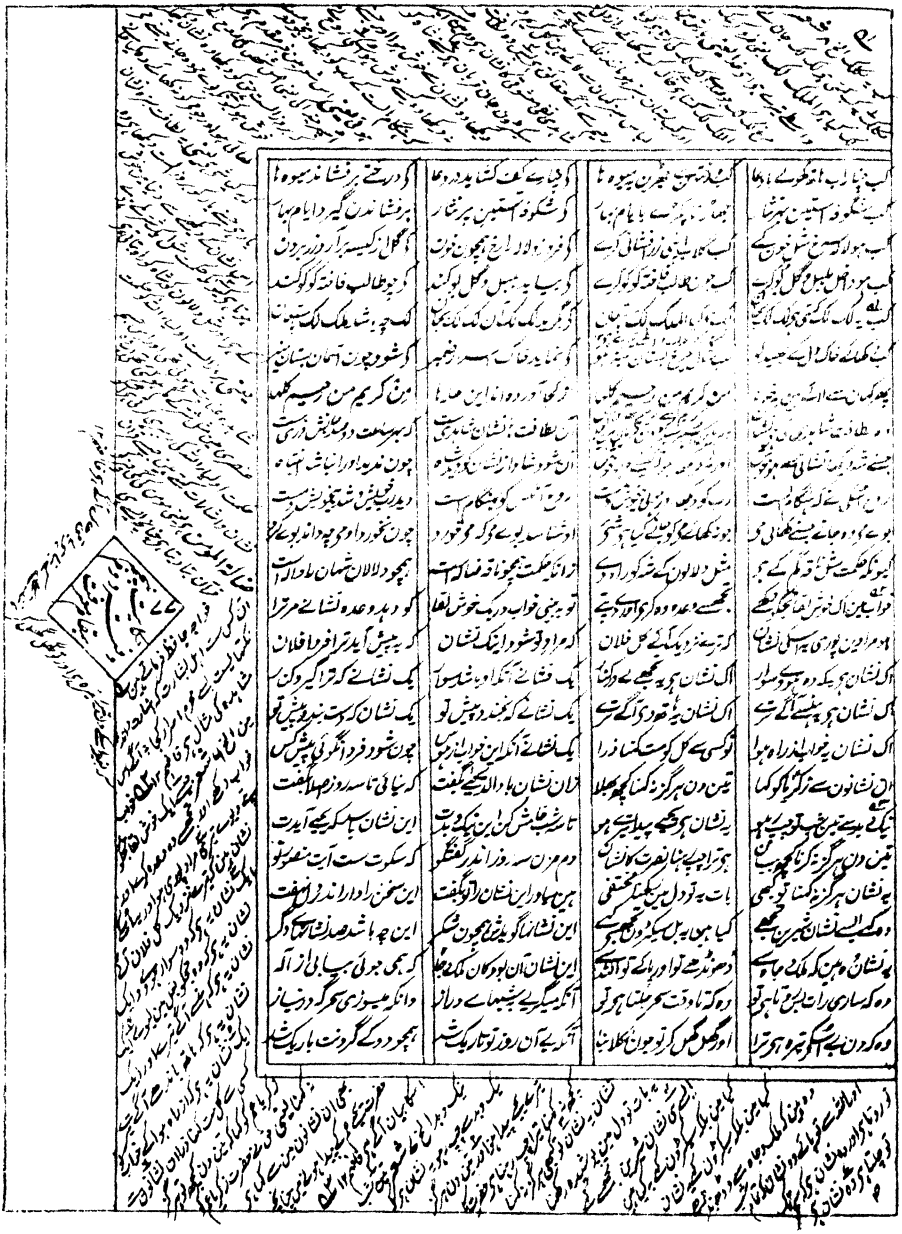

گفتا مؤمن هین برگما ای باغ را
گر نمی‌گویی مگو لیکن مبر گستاخ را

محرم ایمان و در سد مشتری
پر توان در دو نگنجد بعض اشراک را

تا که هر مسلم ز آثار قضا
جس کسی کا طالع ہو سعد مشتری

جس کسی کا طالع ہوز حل طالع کو مرد
گر نہیں کرتا ہے حل طالع کو مرد

پس کرا جوید دو اسرار خوش
در ستارے خود کہ ایمن از زوال

کہ تمسخر ہوں نہ تو دیوانہ کو
منتہش اشیر ہیچ بیگانہ کو

حکم شد یا قہر کز آسمان
بود لا پاک ہوں نہ کھار دست

پیچ کیمیں مشتاق قصور خیال
ذکر کہ جسانہ خیال ما رود

کوئی کوے شد کو ہو لا ہاتھ میں

مناجات کردن شبان با حق تعالیٰ و عذر خواستن موسی علیہ السلام

کہا اک موسی نے ہیرو الہا برا
تو کہاں ہو میں ترا چاکر بنوں

اے خدا قربان تجھ پر میری جان
تو کہاں میں تیری خدمت کے لئے

اور جو بنیں بکھرے ترے گیسو سیہ
اور تجھے بیماری گر آجائے پیش

ہاتھ چومیں پاؤں ملیں دودھ لاؤں

اے شمارم ہر گہ اے باغ را
در شمار اندر نیاید لیک من

نحس کیوان پاک سعد مشتری
لیک ہم بعضے ازیں ہر دو اثر

شمۂ مر اہل سعد و نحس را
شاد گردد دل ز نشاط و مشتری

طالع آن کس کہ باشد مشتری
در اگر طالع زحل باشد مگر

گر نگویم آن ز حل ستایہ را
پس کہ او ہیبت بود ہم زمان قضا

از کہ الب در سپہر ہیکلان
در دے اے نور ماہ تابان نشان

ہم بود در دیوان مشغول شغل
منبسط از تیر نیا یابد عقیم

ذکر اللہ شاہ با ہیبت بود
گفت اگر چہ با کم از ذکر شما

کیک ہر گز مست تصویر خیال
ذکر جسانہ خیال ما تمس

شما و اگر بد کسے چوں ما نہ ہست

اے سمارم ہانگ کبک ذراع را
میشمارم ہر شب اہی مہتمن

تا بماند حضر اگر چو شبہری
شرح بایدکرد بہر نفع غیر

شاد گردد دل ز نشاط و مشتری

از یقیناطش لازم آید در دو سر
از نشش سوزد دو ران چارہ را

اقتے زاید کہ بیکبارہ بتاب
در دے اے نور ماہ تابان نشان

وز دو گر گفتار با معشوق شو
ہز بدار دو جز کر آن لطف نیم

نیست لائق مرمرا التصویر را
ور نیا بد ذرات عالم لاف شان

وصف شاہانہ ز آنہا خالص است
این چہ مدح ست این ثنا این گفتگو ست

مناجات کردن شبان با حق تعالیٰ و عذر خواستن موسی علیہ السلام

دید موسی یک شبانے را براہ
کو ہمی گفت اے خدا و اے الہ

تو کجائی تا شوم من چاکرت
چارقت دوزم کنم شانہ سرت

اے محمد اے من خدایت جان من
جملہ فرزندان خدان دان من

تو کجائی تا سرت شانہ کنم
چارقت را دوزم و بنجیر زنم

جامہ ات دوزم پشمہایت شکنم
شیر پشت آورم اے محتشم

در ترا بیمار یے آید پیش
من ترا غمخوار یا تم ہمچو خویش

دستکت بوسم بمالم پایکت
وقت خواب آید بروبم جایکت

۱۷۹

دیکھ لوں میں گر ترا گھر تو مدام
ہم نہ ہوں اور روٹیاں بھی روغنیں
بس پکا کر دوں تجھے میں صبح سام
ہم شراب و ہم وہی انداز نغمہ
سازم و لازم پیشت صبح و شام
ہم پیر زنانہ ہائے روغنیں
از من آدر دن ز تو خوردن طعام
غم ما بخر اتہا اے نازنین
ای حیات ہی ہی و ہیہات من
گر بہ میغم غارت من دو دام
روح من و سیرت بیارم صبح و شام

دو دہ و اون و گھی میں صبح و شام
ہم شراب و ہم وہی انداز نغمہ
بھگلو لانا اور تجھے کھانا طعام
ہم پیر زنانہ ہائے روغنیں
یا رمیں تیری ہو میری ہو مؤا
اے خدا سے تو ہمہ برائے من
بولے موسیٰ کس سے کرتا ہو بیاں
ترین غلط ہو سود ہیچ گفت آن شناس
اور زمین و آسمان برپا کیا
گفت یا لکن کہ مارا آفرید
فرمسلمان تو ہوا کافر ہوا
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
منکر تو اندر دل و اصل کفر ہوا
این چہ زاروست این کہ کفر است
گند کفر تو ہمان دامن گرد
چارہ دریا یا بالائق مر تر است
گر بہ بندی ترین بمنی تو خلق را
آتشے آید بسوزد خلق را
گر بہ میغم غارت من دو دام
روح من و سیرت بیارم صبح و شام

دو دہ و اون و گھی میں صبح و شام
ہم شراب و ہم وہی انداز نغمہ
بھگلو لانا اور تجھے کھانا طعام
ہم پیر زنانہ ہائے روغنیں
یا رمیں تیری ہو میری ہو مؤا
اے خدا سے تو ہمہ برائے من
بولے موسیٰ کس سے کرتا ہو بیاں
ترین غلط ہو سود ہیچ گفت آن شناس
اور زمین و آسمان برپا کیا
گفت یا لکن کہ مارا آفرید
فرمسلمان تو ہوا کافر ہوا
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
منکر تو اندر دل و اصل کفر ہوا
این چہ زاروست این کہ کفر است
گند کفر تو ہمان دامن گرد
چارہ دریا یا بالائق مر تر است
گر بہ بندی ترین بمنی تو خلق را
آتشے آید بسوزد خلق را

دو دہ و اون و گھی میں صبح و شام
ہم شراب و ہم وہی انداز نغمہ
بھگلو لانا اور تجھے کھانا طعام
ہم پیر زنانہ ہائے روغنیں
یا رمیں تیری ہو میری ہو مؤا
اے خدا سے تو ہمہ برائے من
بولے موسیٰ کس سے کرتا ہو بیاں
ترین غلط ہو سود ہیچ گفت آن شناس
اور زمین و آسمان برپا کیا
گفت یا لکن کہ مارا آفرید
فرمسلمان تو ہوا کافر ہوا
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
منکر تو اندر دل و اصل کفر ہوا
این چہ زاروست این کہ کفر است
گند کفر تو ہمان دامن گرد
چارہ دریا یا بالائق مر تر است
گر بہ بندی ترین بمنی تو خلق را
آتشے آید بسوزد خلق را

دو دہ و اون و گھی میں صبح و شام
ہم شراب و ہم وہی انداز نغمہ
بھگلو لانا اور تجھے کھانا طعام
ہم پیر زنانہ ہائے روغنیں
یا رمیں تیری ہو میری ہو مؤا
اے خدا سے تو ہمہ برائے من
بولے موسیٰ کس سے کرتا ہو بیاں
ترین غلط ہو سود ہیچ گفت آن شناس
اور زمین و آسمان برپا کیا
گفت یا لکن کہ مارا آفرید
فرمسلمان تو ہوا کافر ہوا
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
منکر تو اندر دل و اصل کفر ہوا
این چہ زاروست این کہ کفر است
گند کفر تو ہمان دامن گرد
چارہ دریا یا بالائق مر تر است
گر بہ بندی ترین بمنی تو خلق را
آتشے آید بسوزد خلق را

جسم کی پیدائش کی وصف میں

جو ہوا پیدا جستجویاں سے ہوئے
کیونکر اس بنیائے ثانی سے ہو
ہو وہ مخلوق اور جیسا ہو مخلوق سے
بولہا اور موسیٰ کیا شہ تو نے سنا
اس ندامت سے جلا یا بند بند
لڑکے پیدا اور بھی ایسا ہی
اور دریا بان کہ بیٹھی ہے راہ

ہر چہ ہم آمد بدلالت وصف آں
آنکہ از کون و فسادست محترمین
گفت اے موسیٰ دہانم دوختند
حاملہ را بدر رسید درد کے از قوت
ہر چہ مولود است در تختہ وجود
حادث ست محدثے خواہد یقین
وز نیستانی تو جانم سوختے
سر نہاد اندر دریا بے درنگ

وحی آنا مقتضائی ہے بسبب چرواہے کے آفتاب شان

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
تو برائے وصل کردن آمدی
تا تو انی پاسنہ اندر فراق
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
در حق او مدح و در حق توئیم
در حق او نور و در حق تو ناز
در حق او نیک و در حق تو بد
ہر بدی از پاک دنا پاکی ہمہ
من نکردم خلق تا سودے کنم
بندہ یان را اصطلاحے دادہ ایم
من مقدس پاک از تسبیح شان
تا بروں را ننگریم و قال را
ناظر قلبیم اگر خاشع بود
زانکہ دل جوہر بود گر نقص عرض
چند ازیں الفاظ فصحا و عجاز
اقتے از عشق و جان بر فروز
موسیا آداب دانان دیگرند
عاشقان را ہر نفس سوزیدنیست
گر خطا گوید ور اخطا کند
خون شہیدان را از آب اولیٰ ترست

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
ابغضونی شیئا عندی اطلاق
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
در حق او مدح و در حق توئیم
در حق او نور و در حق تو ناز
در حق او نیک و در حق تو بد
از نگران جانی و جالاکی ہمہ
بلکہ تا ہر بندگان جودے کنم
پاک ہم ازیشان شنوندہ در وفا
گر چہ گفت لفظ ناخالص بود
بس طفیلی آمد عرض جوہر عرض
سوز خواہم ساز و آں سوزیدنیست
اندر و فکر و عبارت را بسوز
سوختہ جان و روان دیگرند
بردہ ویران خراج عشر نیست
این خطا از صد صواب اولیٰ تر ست

کیون جدا بندہ مرا تو نے کیا
تو برائے فصل کردن آمدی
انبغضونی شیئا عندی اطلاق
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
در حق او مدح و در حق توئیم
در حق او نور و در حق تو ناز
در حق او نیک و در حق تو بد
از نگران جانی و جالاکی ہمہ
بلکہ تا ہر بندگان جودے کنم
پاک ہم ازیشان شنوندہ در وفا
گر چہ گفتہ لفظ ناخالص بود
بس طفیلی ہست عرض جوہر عرض
سوز جاہیں سوز بسیار آورد
اور عبارت تا کرے بالکل جلا
سوختہ جاں و روانان دیگرند
آبڑے گا تو ں سو سخن بہتے ترا
گر نگاہ خوں شہیداں پر رود
سو صواب از تو خطا بہتر ترا

رسم قبلہ کعبہ کے اندر نشین — غوطہ زن جا نہ رکھو در ثمین — در درون کعبہ رسم قبلہ ست — چہ غم ار غواص را پا چیلہ ست

ز رہنمائی دھر مژدہ ست ستور ہے تو — حاجہ جا کون کہ نہ فرما تو رخو — تو ز بستان خلاد زری مجو — حاجہ جا کان را چہ فرمائی رفو

عشق کا مذہب ہے ہر دین سے جدا — مذہب و ملت ہو عاشق کا خدا — ملت عشق از ہمہ دینہا جداست — عاشقان را مذہب و ملت خداست

مسجد مہری ہے ہو تا گم نشین — عشق کو در ماتم عیش ثمین — محمل اگر مہر نہ و با نگ نیست — عشق در و در ہا بجز غم نگ نیست

وحی آئی موسیٰ علیہ السلام پر عذر کرنے کے لیے چرواہے سے — وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام از بہر عذر آن شبان

بود موسیٰ میں اللہ نے سنان — راز دہ رمزے نہ زد بے جو بیان — بعد ازاں در موسیٰ حق سفت — راز ہا کان می آید بگفت

کھولیں باتیں دل پیوسی کے ذرا — دیکھنے کنے کو با ہم کردیا — در دل موسیٰ سخنہا را کشند — دیدن و گفتن ہمہ آتش شدند

چند بخود اور چند آئے بخود — چند از ل سے چلے ہے سے او — چند بخود گشت و چند آمد بخود — چند پرید از ازل سے او

شرح اسکی گر کروں ہوا ابتر — کیونکہ ہو شرح سوئے آگہی — آنچہ شرح این در آید الہی

گر کروں میں عقل کو آہن گرے — گر یکے مہ عقلہا را بیند — ور نویسم پس قلمہا بشکند

گر کلموں میں شرح اسکی نو سے — تا قیامت بیش ہو سبب مختفی — تا قیامت باشد آں بس مختفی

ایسے رد و کاز بان کو زد فنون — گر تو چاہے چھوڑ اپنا ماجرا — از تو خواہی از درون خود سخن

عیب ناموسی ہے حق سے بد حساب — بھاگا پیر اہے کہ جیسے شیر آب — در بیابان در پے چوپان و دلیل

نقش پا پر اس کے شیدا ہو گیا — خاک جھاڑی دہن صاف اسکے جا — گرد از رہ و بیابان برفشاند

مرد شہور بدوے کے پانوں کو نشان — دود محرر کے نقش ہے پا سان — ہمرہ گاہ و نہ کہ ران پیدا بود

اک قدم جوں سرو کے تھا صید کیا — اک قدم جوں برق پیمائی گیا — یک قدم چوں ابر نیساں پیدا بود

گاہ و نخل مرج لہرانا گیا — پشت کے بالا گاہ و بان پھیلا چلا — گاہ و چوں طوبیٰ برآمد از بیابان ملی

گاہ و لکھا خاک پر اپنا عمل — جس طرح رمال لکھے ہو رمل — گاہ و ہر جا کے نوشتہ حال خود

گاہ و بھاگا گہ کھڑا حیران ہو — گاہ و لوٹا گیت کے مانند دو — گاہ و حیران استادہ گرد و رو

پایا آخر کار اور دیکھا اسے — بولا مژدہ ہو اجازت ہے تجھے — گفت مژدہ دہ کہ موسیٰ می رسید

کچھ نہ کر آداب اور ترتیب کو — جو تر اول چاہے اب لودہ کہو — ہر چہ بنجوا ہد دل تنگت بگو

کھر تر او دین ہے نور جان — امن تجکو تجھسے عالم کو امان — ایمنے و زتو جہانے در امان

اے مسارت لفضل اللہ یا شا — یعنے مامل ہمارا ں کو کر تو وا — اے محبا با روز بان را کشا

بولا موسیٰ میں گذر اس سے گیا — خون دل میں اب چلا آلودہ ہوا — من زنمودن در خوں آغشتہ آمد

میں تو سرد رہ ہنستے سو ہمرہ گیا — سیکڑوں برسو نکی رہ کو طے کیا — صد ہزاراں ساز از نہ گشتہ ام

الف کوزہ امیر سے کھورے کو لکھا
محرم ناسوت ہی کو لاہوت سے
حال میں الاب ہی پایا قال سے
نقش نما میں جو کچھ دیکھے
دم جو دنیا سے نہ لائق مرد کے
حمد خالق کی جو کرتا ہو سیانا
حمد تیری اسکی نسبت کر سکے تو
حرکت بے جا جو ہو بیہودہ ہو لغا
ذکر میں مقبول حضرت ہو سکے
وہ نماز اسکی جو دنوں لو ہو
جوں ہو ناپاک اور حجاب سے
کر سکے آب لطف اللہ کے
کاش تو بھی میرے نخ کو پہچانتا
کہ مرا سجدہ ہو دلیل من نیازم
علم حق سے نہ زمین لکھے اثر
تا پسیدی کو بیاری جو پہچانے
بھلا جو وہ راہ میں کھائے
ذاکر کامل ہو وہ انکا ہمدم ہے
ہوئے جنے چھوڑ دی راہ صواب
ہم نہیں کرتے سفر اس خاک سے
تا بایں اس سفر میں راہنے
کیونکہ غربت انکو بھی بس لگے
آگئے منہ کا پھیرنا ہی حرص ہے
نکالتا ہے جو غربت کے ملا
اور جو ہر کز زمین غربت لکھے

اک نخ پر ہیں آسمان و کرب
اک فریق آدمی دوسرا ہے
میں یہ کہتا ہوں میرے لعل
نقش تیرا ہے آئینہ کا ہے
لائق آہ ہو نہ لائق مرد کے
ناسپاسی کی جو کرتا ہو سیانا
ہر نفس حق کی ہو وہ بابت
وہ نہ نکلے جو کہ تو تھا چاہتا
جوں نماز آنحضرت ہو
ذاکر آلودہ گفت بیہودہ
یہ بات دی جسل کی تا ہے
در کسب ہو دل سے مرد آگاہ کے
معنی سبحان ربی جانتا
تو بدی کی نیک ہے جلد چرا
کہ نیچے سے دے گل او ہر
اور نیچے آگہی عوض کھلا ہے
خود کہ کمتر از رہ تہ خاک سے
چہ پسند ہے نہ ہو ہے ملے
آزمودہ او گل میوہ ہ
پس چہ کافر دید کو درد او
آفت واپس نہ آمن در ذوا
کہ اثر زخاک سفر نہ گزیدے
جوں سفر کردم مرا رہ از مرد
زان ہمہ مجلس سخن خاک کو
روے واپس کی دنش از حرص باز
ہر گیا را کش بود سیل علا
چونکہ گردانید سر سوے زمین

آنر یا نہ برزد سے ہیچ ملشت
محرم ناسوت بالا ہوت یار
حال من الانوں بر ایں نقطہ
نقش ہے بینی کہ در آئینہ ایست
دم کہ در دنیا نی اندر نے کرد
جان۔ جان گرچہ کوئی رسیک
حمد تو نسبت بدان گزیدہ
چند گوئی چوں ثنا گفتن
این قبول از حضرت ست
در نماز او بیا لو دست خون
خون پلیدت آبے میرون
کان بعینہ آب لطف کرد گار
در سجودت کاش گردانے
تا سجودت مرغ جوہر تا سرا
این زمین را حلم حق آراد است
تا بپرشد او پسیدی ہائے ما
پس چہ کافر دید کو درد او
آزمودہ او گل میوہ
آفت واپس نہ آمن
کہ اثر زخاک سفر نہ گزیدے
جوں سفر کردم مرا رہ
زان ہمہ مجلس سخن
روے واپس کی دنش
ہر گیا را کش بود سیل
چونکہ گردانید سر

کنبد کردد گردون برگشت
آفرین ہوست و بازی
انچہ بگزیدہ احوال
نقش نقش آن نقش
درخود نامیت او در خود
ہمچو ناخوہ جاد آن
لیک آن نسبت حق
کز بود است انچہ پاک
چون نماز مشغول
ذکر تو آلودہ
این چہ بیدت جہل
کم نہ گردد از درون
معنی سبحان ربی
مرغ ہی را تو نکوئی
تا سجاست بر دد
در عوض بر دید از
کمتر ہے مایہ تر از
ہز فنا و جہاد پاکی
حسرت یا لیتنی
ہمچو خاک و دانہ
ترس سفر کردن رود
در سفر سوے نہ
روے در رہ کرد نش
در مزیدت و حیات
در رکی و خشکی و نقصی

سوال موسیٰ علیہ السلام کا حضرت حق سے عیب میں مبتلا ظالموں کے

۱	اے خدا اے پاک بے چون و چگونہ	اے ورا در وہم کم جوئی نہ چون	اے ز ادراک تو عقلہا سرنگون
۲	اے ز ادراکت گمان و وہم ہا	اے ز پاکی تو ملک دم دم ثنا	اے ز ترس تو دلہا لرزان چو بید
۳	اے ز تسبیحت ہمہ ذرات گو	اے ز توحیدت دل ہر ذرہ جو	اے ز تمجیدت ہمہ اجزا بہ ہو
۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۰۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف

سوال موسیٰ از مقتضائے درس خجلہ ظالمان

۱	اے خدا اے پاک بے چون و چگونہ	اے ورا در وہم کم جوئی نہ چون	اے ز ادراک تو عقلہا سرنگون
۲	اے ز ادراکت گمان و وہم ہا	اے ز پاکی تو ملک دم دم ثنا	اے ز ترس تو دلہا لرزان چو بید
۳	اے ز تسبیحت ہمہ ذرات گو	اے ز توحیدت دل ہر ذرہ جو	اے ز تمجیدت ہمہ اجزا بہ ہو
۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۲۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۳۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۴۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۵۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۶۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۷۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۸۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۱	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۲	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۳	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۴	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۵	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۶	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۷	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۸	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۹۹	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف
۱۰۰	اے ز تو ہر ذرہ را ہستی عیان	اے ز تو ہر قطرہ را دریا روان	اے ز تو ہر ذرہ را شاہی بہ کف

کیسه پر یوسف مسود و سیم و قماش
کیسه پر اکسیر صفرا آن بی نوا
تو مجو و مگر جو کرم خورشید را
شد تو هم سر کن بیاد دنیا دون
اهل بخشش بر کرین سر کرسوا
اسکے بمرا لائق یہ ہمسے آگے ہو
دو تجھے لائق ہوا ہم مرتبہ عزیز
ظالموں نے دل کیا تیر اکباب
عمود کی تو کان ہلا کے گرے دو
خود نے تو وہ کہ بنیاد سے کھو
عمود حیلت او ریشہ کان عمود ہو
اے صفائی تجھسے گرد ہی کے بدلے
کیونکہ عاقل سے اگر ہو بے وفا
لائے عاقل معرفت کو در میان
بولے پیغمبر نزاع عاقلان
دوستی دانا سے بہتر ہو دلا

چونی اے عیسیٰ زدید ار بود
تو بسے روز از پے این قوم غم
چونی از صفرا کیان بے بہر
تو همان کن کز کرکن خور شید برش
توحسن باسر کہ در دنیا دون
سر کرا فرد و دم با قوم زرچیں
این سزد یدا زما بچیں آیدہ
آن سزد از تو تو با کمل خود بیز
از تشش این ظالمان نشنا کیا
کاین جہان بر خط بطلان زد یکی
آنکہ آن جوہر بدو داد اصل و فرع
ابر کا کب مملو حسن تو بدی
اے تو مہ آسمان زیر خطی
زانکہ از عاقل بجفا گیرد جفا
عاقل آرد معرفت را میزبان
بہتر از الفت کہ از جہال جہال
دشمن دانا بہ از نادان دوست

چونی اے یوسف زانحوان سود
چون شب و روزی بدر نخجیای غم
چہ ہنر آید ز صفراء او دمسر
بانفاق ہمسیگہ در زردی زرق
رفع این صفرا بود در کشتن
تو حسن بفرا کہ در ادا بگیر
یک اندر شیم چرا در ادا بگیر
گر بیا یا از تو با چیزے چیز
از تو مہ یا از قوی بر خط
این جہان بر خط بطلان یکی
آنکہ آن جوہر بدو داد اصل و فرع
ابر کا کب مملو حسن تو بدی
اے تو مہ آسمان زیر خطی
زانکہ از عاقل بجفا گیرد جفا
عاقل آرد معرفت را میزبان
بہتر از الفت کہ از جہال جہال
دشمن دانا بہ از نادان دوست

نخجیر و کرنا ایسے کا ایک خفتہ کو رسانے میں منعہ مین لگنا تھا
رنجانیدن امیر سے خفتہ را کہ مار در دامنش رفتہ بود

عاقلوں کی گھڑے پہ آیا تھا سوار
اسکو دیکھا اور دوڑا وہ سوار
جو مدد کرتا تھی از بس عقل سے
خفتہ اٹھا خواب شیریں سے اس آن
بے محابا ترک نے گز گران
کو دا اٹھا و خفتہ اپنی خر بات سے
بس ہوا زخمی نگاہ جو گز رہنما

عاقلے بر اسپے می آمد سوار
آن سوار آن ایدہ بد سے نشانت
چوں بدید آن عقلش فرا دان بداد
خفتہ از خواب گران چون بر جہید
بے محابا ترک دبوسے گران
خفتہ زان زخم گران حیرت زدہ
بر دو اور از خم آن دبوس سخت

در دمان خفتہ میرفت ما
تا رما ندمار را فرصت نیافت
چند دبوسے قوی بر خفتہ زد
یک سوار ترک یا دبوس دید
چونکہ کافر فون کرفت او خشمناک
گشت حیران گفت یا ابن پدر
زد گر یزان تا بزیر یک درخت

سیب بر شاخ و بسر کف سیب دان
سیب بوسیده و بی حد بگفته
سیب بوسیدن مر دلدار خوردن
گر ز گفتن بس نگاید کار جان
گر ترا از حرص سیب آخر چرا
گر ترا از حرص سیب ست و جانستین
بی نبات گفتنی ای خویش فضال
شوم سامت کرشد بر تو پدید
بی نبات بی گزیده بی بشر دم
بی نبات بی گزیده بی بشر دم
خاصه این سر را که عقل از رشک ست
خاصه این سر را که عقل از رشک ست
خاصه این سر را که عقل از رشک ست

عفو کرے خود رود زود فنون
جوکہا میں نے ہوا زرد چنون

عفو کن تا تو خود بر تو بکار
انچہ گفتم از مجنون اندر گزار

ہو بگرمی مستا اگے سرمرکو
تیرا تپا پانی ہوتا جان تو

گلف اگر میں گفتے رمزے اندران
زہرہ تو آب گشتے آنزمان

تجھے کتا میں تھا دم وصف
دور سے تیری جان جاتی کہ بار

گر ترا من گفتے اوصاف ما
ترس زجانب ہر آنکہ دیدار

عطفے بوے اگر میں سچ کہون
شرع دشمن کی جو ہے پیرون

عطفے گویم اگر گویم راست
شرح آن دشمن کہ رہا جان شماست

پیر دلان وقت کا تپا پھٹے
فر ہو کام اور زور ہوتہ چل سکے

زہرہ ہائے پر دلان برہم زنم
فر ہو تن کو قوت روزہ نماند

فر رود رہ فی غم کاری خورد
فر دشش را تاب ماند در زبان

شل چوا پیش گریہ کے ہولا
اگر کے آگے ہو جون مردہ فنا

ہمچو موشی پیش گربہ لاشود
ہمچو پیش بیش اگر نجا رد زود

فر رے کچھ آہین حیلہ فر روش
اندر وے حیلہ ما ندر روش

بس کنم تا گفتہ ما ن سن پر روش
بس کنم تا گفتہ ما ن سن پر روش

شل بو بکر ریا بی چپ رہو
ہمچو بو بکر ریا بی تن زنم

دست جون داد و دور ہی ہم
ہا محال اس ہا تھ سے میرے ہو ل

تا محال از دست من جلے شود
دست ما از دست خود فر مرد ہو

اور اللہ فوق ایدیہم جو ہی
ہاتھ میرا ہا تھ اپنا حق کہے

چون ید اللہ فوق ایدیہم بود
مرغ پر پر کندہ را بائے شود

پس لیقین ہست در ازا یا مرا
سا تون افلاک کے اور پار گیا

پس مراد ست در ازا آمین
دست من نبود بر گردون ہنر

چر ھتو ای تا سری آ شق اعظم
یہ صفت ہم ضعف عقلون کے لیے

این صفت ہم بہ ضعف عقلست
شرح قدرت کف ضعیفون کے لیے

خود بانی چون بر سری سر خوا
ختم کرد اللہ اعلم بالصواب

تجھے کتا یہ ظاہر ہا جرا
مو تی آ کھانے کی کچھ قوت تجھے

مو تی آ کھانے کی کچھ قوت تجھے
تجھے ہندم میری جان تو فی

گر تر من گفتے این وجرا
مو تی آ کرنے کی قدرت تجھے

مر ترا فی قوت خود دن بدے
رب تیر ہے ہر لب کو جا نتا ہے

می شنیدم گوش فر میر اندم
رب تیر ہے ہر لب کو جا نتا ہے

از سبب فضل مرا مسور ست
چھوڑ نا تجکو کہیں مقدور ہے

ترک تو کردن مرا مقدور ست
اہد قومی انہم لا یعلمون

ہز زان بیگفتم از درد درون
ہی سعادت تو مری آ سان ہے

اہد قومی انہم لا یعلمون
کاہی سعادت تو مری آ سان ہے

حیلہ یا بی کہ آن بر شتہ زر ہے
لشکر کی عاقبت شکے ضعیف

از خدا یا بی جزا ہاے شریف
وہ دہان دانب بکھتا ہون ذرا

لشکر حق گوید ترا ای پیشوا
زہر بھی دیون تو ہو جے فرح جان

دشمنی عاقلان زیشان بود
دوستی ایشان رنج و وبال

دوستی احمقان رنج و وبال
یہ حکایت تم سنو بہر مثال

این حکایت نیشنوا از بہر مثال

حکایت آن مرد دانا کہ مغرور بود و بر تلف رحمت کے

حکایت آن مرد دانا کہ مغرور بود و بر تلف رحمت کے

روشنی کاو کور را بینا کند
تو نه بینی او ترا بینا کند

عاقبت بینی نشان نور ہست
او شہود و حال کی کوری شکست

عاقبت بین دو کہ صد سالہ رہی
گلب پرسش کند کہ ای بابا رہی

ایں سماع مغز را یک بازی ست ہوا
خود کجا تیر و کجا آماج کجا

سامری ایشان خر دین را بخواست
پھیرا از بہر مغز و پوستی ساخت

سامری وار آن ہنر خود بود دون
از ہوا سازد عصا و از عصا

آنچہ بھری بھیر مسلم ساختند
از ہوا سازد عصا و از عصا

لیک موسی کے بازی آورد
تا کہ حسن یار می ماند بجا

ای بسا دانش کہ آید بر دوام
او بسا سر را بسنگی کوفتہ

سر فروشی می کند در پیش یار
او ز بالا می نگر در کار خود

او ز بالا می نگر در کار خود

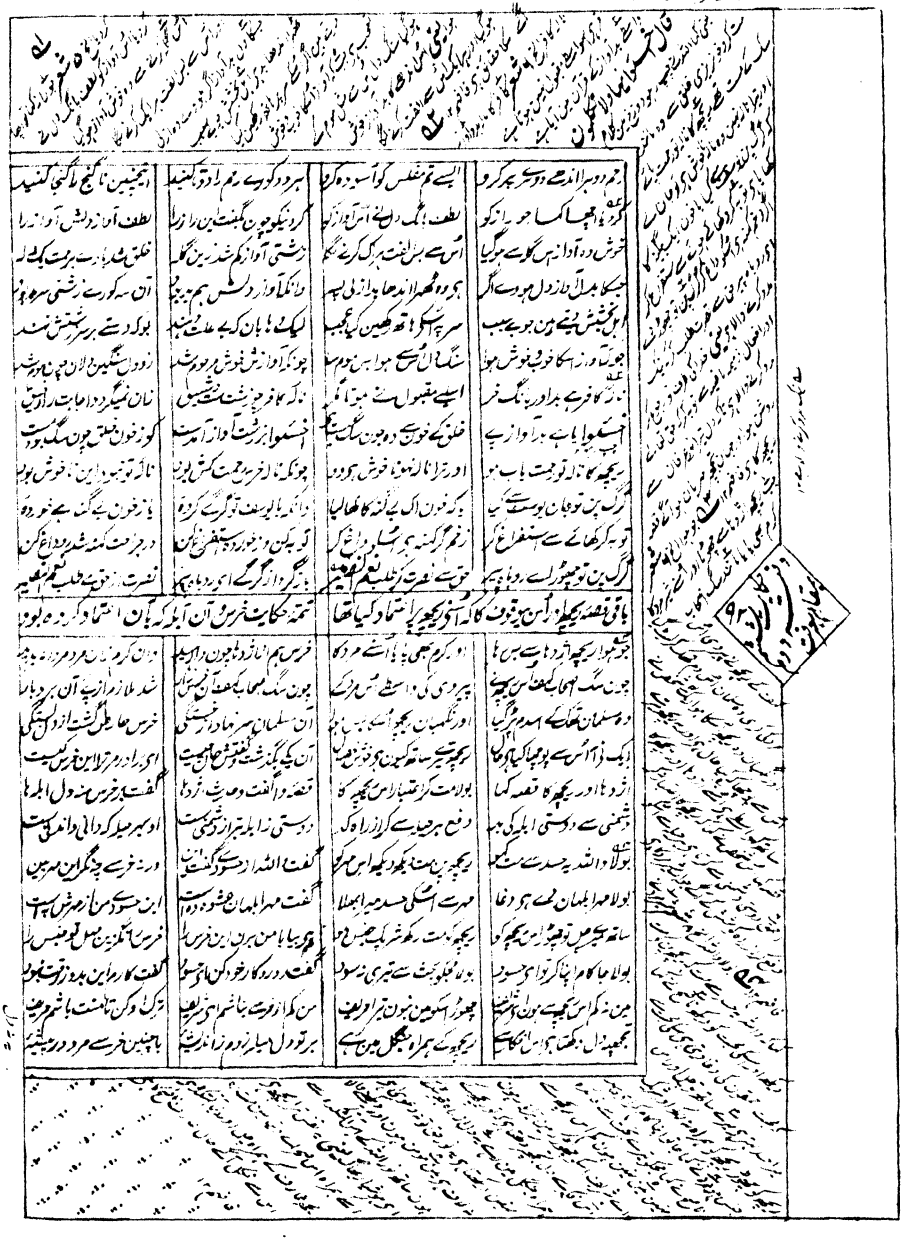

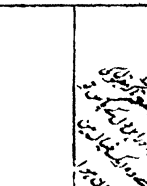

بہ نہ دل دیکھا ہمیں راہ گزاف — نور حق ہر پیشہ دعوی ہی خلاف
ہمہ من منظر نور اللہ بود — بھاگا اس لشکر سے دو فرسخ
کی نصیحت اسنے نہ مانی سنی — سدرہ ہے مرکو یہ بدفہمی
ہاتھ پکڑا اس سے کھینچا ہاتھ کو — بولا جا ہمیں نہیں ہمیار تو
بولا حاشا منتہی ہرگز نہ رہا — منتہ تراش بعرفت ہوا ان گو
پھر کہا تو شیں نہ ہمراہیوں کے — لطف ہو گر میرے ہمراہ چلے
پولا میں سوتا ہوں مجکو چھوڑ جا — بولا آخر یار سے ہو وا وفا
یہ نہ قبیل کی پناہ میں سو لے تو — اہل کے پاس ایک جائے تو
آنکھ سی سے دیں ان اندر پڑا — شقہ ہو کر اس سے ۔ وگزان ہو
آیا میر سے قصد کو خونی بہ یہ — یا گدا طامع دلا لینی ہے یہ
یا کہ آیا شہر ہو کر یاران سے — کہ ورائے مجکو اس اعلان سے
یا حسد رشکا ہو مہ یار سے — سلام میں کہ نشش جو کرتا ہی مر سے
بحث یا طن سے زلا بد جو ہے — اک گمان نیک اس کے دو میں
یہ جو پر اک گمان نیک تھا — رہچہ کا شاید کہ کہیں یک تھے
بد گمان و ابلہ و نا اہل تھا — اور شقاوت سے سطح دہل تھا
اصل بد خو رائے بد گوہر تھا — گمرہ و مغرور و ابلہ جاہل تھا
یہ چہ جا پھر رایہ صاحب کمال — رو سیہ حاصل تبہ ناقص خیال
ایک عاقل کو فرمی سے بد کہا — رہچہ کو جانا کہ ہی اہل وفا

کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ساتھی سے کہ دیکھ کہ خیال اندیشی تیری کہاں تک ہے

— خیال اندیشی تو از مکاست — گفتن یکے کو سالہ پرست

اے کہ اندیشی سے تو گمراہ ہی — گاہ بد اندیشی از تقدیر خطا
سو گمان مجکو نبوت بین مرے — با وجود ایسی دلیل خلق کے
دیکھے مردا سو ہے مجھے عیان — ہر پر جانا تو خیالات و گمان
نگ ہو کر تو خیال و فکر سے — طعنے کرتا ہی نبوت پر مرے
گر دریا سے کری چینے عیان — تب تجھے فرمودن کے شبہ ہاں
خوان آیا چرخ سے چالیس سال — نہر گردی جاری تجھ سے نکال

این دلم ہر گز نیندیشد ز راز — نور حق شد بر تو دعوی را دلیل
موسیٰ منظر نور اللہ بود — ہان و ہاں گر ہیز این لشکر رہ
این ہمہ گفت و بگوشش در نرفت — بد گمانی مزد رسالت رفت
دست از گفت و شنید و کشید — گفت رفتم چون نہ یار شنید
گفت دریا من تو همخوار منی — بوالفضولا سوخت کمتر آتش
لطف باشد گر بجائی نریم — گفت آخر یار را رستقا دشو
بار گفتش من عدوی تو نیم — گفت خوابستم مرا یا بذار
یا نجیبی در پناه و تنگیے — در جوار دوستی صاحبدے
در خیال افتاد و مرد راز جاد — خشمگین شد زود بر او اندرد
کین مگر قصد من آمد خونی است — یا طمع داری گدائے تو نی ست
یا گر دوست ست یا یاران بدند — کر تبر سازند مرا این تیشین
یا حسد دارد ز مهر یار من — کاین چنین بد سیکند دلدار من
خود دنیا ہیچ از جنت مرش — یک گمان نیک اند ز خاطرش
ظن نیکش چیست گر خرس بود — او مگر مرخرس را ہمجنس بود
بد گمان و ابله و نا اہل بود — از شقاوت او سطح جہل بود
بد رگ و خود رائے و بی تجربہ — گمرہ و مغرور و کور و خوار رو
خرس را انگیز بد ہم خصال — رو سیہ حاصل تبہ ناقص خیال
عاقبے را از خری تہمت مبر — خرس زاد است اہل مرد راد

چوب خوں شد در بروت من ز اثر دہا
شد عصا مار و کفم شد آفتاب
این دو صد چندیں چہ چیز است ای عجب
اژدہا کو سد کند از جا و دل
وان توہم ہا ز راہ سیلاب برد
چون نبودی ہدف گمان و جہل
چون خیال آمد نماند تیر و زہ
سامری کی پا حقیقت ای جوان
کاو ز خلائق ہے خدائی کو ہلاک
کاو ز زرین نے فقط آواز دی
ہے ترا چہل دگرہا ہر بشر
کاو ز زرین ہا چہ را بد ہا طلی
گاو سوے شہر نرکے رد ہند
گرگ را ز آدم کمینا اورا خورد
چون سگ کہف از نبی آرد شرف
چون محمد را ابو بکر کفو
گفت ہذا الیس حجۃ کاذبہ
دید صادق الصنع باز کژ بود
چند نبود دیم جزا دادا ترا مزید

چوں شد بروں ز ماتمین میر ما آوردہا
مہر عکس نور سے در شش جہت میرا بنا
مردہ دل نے دیدہ نے دیدہ بجز کہنہ سے
گر کے صد رہ بولہب را رب ہی خواند
دہ خیال آپ خوا تیرے ہو گئے
کیوں رکھ لرزے کے آگے برجہا
گر ترا شے اک خدا کو دہ بہان
اور سب شکل سے تو عاطل دہا
اور نبوت میں مری ہنگو خلاف
عقل میری تسخیر سو سامری
ہے ترا چہل دگرہا ہر بشر
کیونکہ کان چہل کے رائج تو ہی
احمقوں کو اس پہ غیبت ہو گئی
کب کرے حق کو پذیرا ہر بشر
عاطلو ہنگو کیو خوش آئے عاطلی
ہنگا دنب جاہی جانب شیر کے
پرسوے کہ تا کہ اسکو کھا سے
جون سگ کہف اک نبی آوے نے
مصطفےٰ کا بولہذا اصحابی قوا
بولا ہذا لیس حجۃ کاذبہ
کب یقین فسق اگر پیر ہو آوے
حق چھپا یا جنے لیکن نکل گیا
جب قدر دکھلا یا ذرہ ہنگو دکھا
صورت بد نیک سے جانے جا

آپ خوں شد در بدو دے ماجرا
آفتاب اے عکس نور شہ شہاب
از تو ای سرو روان تو ہم کم کن گزند
سجدہ کردی کہ خدا سے من ولی
زیر کی بارد ورت را تو اب پرد
چون نمودی بد گمان و جہل
چون خیالت نامد از تزویر زاد
سامری خود کرشمہ ہی ہمان
در خدائی گاؤ چون یک اشکے
گاؤ میشا بد خدائی را جہلات
پیش گاہی سجدہ گردی از نزی
چشم زد بد بی نزد تو کالجبال
شہ برات عقل گر نیش کہ برات
گاؤ زرین را نگہ کردا فریفت
زان غبت دیدہ از بہ بے
باطلان را چہ را بد ہا طلی
زان کہ ہر جنسے را پذیرا ہی خود
گرگ بر یوسف کجا عشق آورد
چون بزرگے دارد محرم شود
چون ابو بکرا نہ کمتر بر دلو
چون نہ بد بو جہل را صحابی بود
در دمنہ ہی کش زبانم الفگار
وانکہ او جاہل بد از در رش بعید
آئینہ دل صاف باید تا در او

آپ خوں شد در بدو دے ماجرا
شد عصا مار و کفم شد آفتاب
از تو ای سرو روان تو ہم کم کن گزند
سجدہ کردی کہ خدا سے من ولی
زیر کی بارد ورت را تو اب پرد
چون نمودی بد گمان و جہل
چون خیالت نامد از تزویر زاد
سامری خود کرشمہ ہی ہمان
در خدائی گاؤ چون یک اشکے
گاؤ میشا بد خدائی را جہلات
پیش گاہی سجدہ گردی از نزی
چشم زد بد بی نزد تو کالجبال
شہ برات عقل گر نیش کہ برات
گاؤ زرین را نگہ کردا فریفت
زان غبت دیدہ از بہ بے
باطلان را چہ را بد ہا طلی
زان کہ ہر جنسے را پذیرا ہی خود
گرگ بر یوسف کجا عشق آورد
چون بزرگے دارد محرم شود
چون ابو بکرا نہ کمتر بر دلو
چون نہ بد بو جہل را صحابی بود
در دمنہ ہی کش زبانم الفگار
وانکہ او جاہل بد از در رش بعید
آئینہ دل صاف باید تا در او

ترک کردن آن مرد ناصح پند آن مغرور فرس را

آن مسلمان ترک آن ابلہ گرفت
آن زیر لب لاحول گویان اندر گرفت

گفت چون از حد ببرد بیداد حال
در دل او بیش میزد پند خیال

پس رہ پند و نصیحت بسته شد
امر اعراض عنهم پیوسته شد

چون ندارد میفزاید رنج رنج
قصه طالب مگر بر خوان تعجیس

چونکه اصمی طالب حق آمد است
بهر نفرا و نشاید سیدست

تو ز بیهے بر رشد و هدیه ان
تا بیاموزند علم از صدر ان

احمدا دیدی که قومے از ملوک
مستمع گشتند شاد و خوش کز بوک

این وصیان یاد دین کرده بدند
بر عرب اینها سر افسر بدند

بعد دو این صیت زیشان بر توک
از انکه الناس علی دین الملوک

زین سبب از تو فزون پیرو مستی
رو بگیر اندیدی و تنگ آمدی

کاندرین فرصت کم افتد این بساط
تو ز یارانے دو وقت تو فراخ

مرد هم میگریم در وقت تنگ
این نصیحت یکنم نه خشم و جنگ

احمدا نزد خدا این یک فریر
بهتر از صد قبیله مست و صد ذریر

یار الناس سعادت بین بیا
صد تن باشد فزون از صد هزار

صد تن لص و عقیق نکتس
بهتر است از صد هزار ان کاتیس

احمدا رنجه ندارد دل سود
سینه یابد پر ز عشق و درد و درد

اعمی روشن دل آمد در رهند
پیدا و را دو که حق است پند

گر دو سه ابله ترا منکر شوند
گر دو سه احمق ترا تهمت نهند

آنکه حق را شد گوا او را چه غم
حق برائے تو گواهی میدهد

گفت از اقرار عالم غافلم
گر گواهے را جهل راغب شود

گر فضائے را خوشی میخورد
آن دلیل مذکر او خود زشت نیست

نفرت فضائگان باشد دلیل
گر سنم خورشیدرا بان جهل نیست

گر گلابے را جهل راغب شود
آن دلیل ناگلابی بود پور

گر شود قلبے خریدار محک
در محک اشرار آمد نقد نیک

ترک کردن ناصح مغرور را

ترک کرد ناصح مغرور را
زیر لب لاحول گویان اندر گرفت

گفت چون از حد ببرد بیداد حال
در دل او بیش میزد پند خیال

پس رہ پند و نصیحت بسته شد
امر اعراض عنهم پیوسته شد

چون ندارد میفزاید رنج رنج
قصه طالب مگر بر خوان تعجیس

چونکه اصمی طالب حق آمد است
بهر نفرا و نشاید سیدست

تو ز بیهے بر رشد و هدیه ان
تا بیاموزند علم از صدر ان

احمدا دیدی که قومے از ملوک
مستمع گشتند شاد و خوش کز بوک

این وصیان یاد دین کرده بدند
بر عرب اینها سر افسر بدند

بعد دو این صیت زیشان بر توک
از انکه الناس علی دین الملوک

زین سبب از تو فزون پیرو مستی
رو بگیر اندیدی و تنگ آمدی

کاندرین فرصت کم افتد این بساط
تو ز یارانے دو وقت تو فراخ

مرد هم میگریم در وقت تنگ
این نصیحت یکنم نه خشم و جنگ

احمدا نزد خدا این یک فریر
بهتر از صد قبیله مست و صد ذریر

یار الناس سعادت بین بیا
صد تن باشد فزون از صد هزار

صد تن لص و عقیق نکتس
بهتر است از صد هزار ان کاتیس

احمدا رنجه ندارد دل سود
سینه یابد پر ز عشق و درد و درد

اعمی روشن دل آمد در رهند
پیدا و را دو که حق است پند

گر دو سه ابله ترا منکر شوند
گر دو سه احمق ترا تهمت نهند

آنکه حق را شد گوا او را چه غم
حق برائے تو گواهی میدهد

گفت از اقرار عالم غافلم
گر گواهے را جهل راغب شود

گر فضائے را خوشی میخورد
آن دلیل مذکر او خود زشت نیست

نفرت فضائگان باشد دلیل
گر سنم خورشیدرا بان جهل نیست

گر گلابے را جهل راغب شود
آن دلیل ناگلابی بود پور

گر شود قلبے خریدار محک
در محک اشرار آمد نقد نیک

ایک دو بیشہ سے خلق بیحاصل — ایک بیغلاس سے بے تحصیل — آن یکے حلقے ز اگر امش محمل — دین دگر از بینوائی مضمحل

ایک دو سرمایہ ہوا بی مان — ایک یہ ہو گرد خواری مین نہاں — آن یکے مرد شدہ زابی مان — دین دگر دد فاک خواری نشان

بلبلان کو زب دے جائے چمن — آئے خوش کیوز نکر گور کر کاوطن — بلبلان راجاے میز بیچمن — مرحمل را در جمیں خوشتر ز بمن

پھول کیرون کو زبان حال سے — یہ کہ کہ ای نخاست کے پھرے — این ہمی گوید کہ ای گل چیدہ — ہست آن نفرت کہ کل پاشیدہ

تو اگر گلشن پے ہوا کے بیکران — دہ نظر ہے کہ کمال گلستان — گر ز بزانی ز گلشن بیگمان — ہیز ندکا موخس ازین دد در ہا

میری غیرت تا کہ چوبد ہ رباش — سر بے تیرے کہ ہود دا ہی مباش — غیرت من بر سر تو دد ریاش — این گمان آید کہ از کان بنی

در اگر مجھے ملے تو آن کے — یہ گمان ہو کہ مرا جنس ہے — در بیابا نیم ہی تو ہا من ہا نی — گر در آمیزد ز نقصان مرست

گر مرے تو مجھے ہم نقصان مرے — کیونکہ جائے ملک تو میر ہوا — گر در آمیزد ز من آن زہر ناک — مرشد در یا باشد و ہا ہی خاک

مجھے گر اگر ملے دہ زہر ناک — موش در ہے کہ او محصول خاک — حق را چون از سلیم آید دوا — چون ستر د بر من چیرے الگشت

پاک حق نے جو پلیدی سے کیا — پس پلید ہی کیسے مجھ پر دوا — یک نکر ز افشان بود از امر حق — در من ان بد جگ کجا خود آمیزد

مجھ مین اگر اگ تھی تو کاٹ ہی — کیسے بد گل مجھ مین آب د ہی گی — این نشان آدم کہ دہ تھا ہان سے — کہ نہ شت سجود کرتے تھے اسے

اس نشان تھا اور دہ کہ دو ہلیس — ڈی کیا سجد کو مین ہون خود ہیں — این نشان دیگر ان کہ آن ہلیس — کہ ملائک سر نہند ش از محل

اگر نا گر ابلیس بھی سجدہ کرے — وہ نہ آدم ہوتا ہو نا غیر سے — نہند ش سر کہ نہ شاہ و ہیں

اسکے ہر سجدہ ملک میزان ہو — شکی انکار چند در برہان ہے — ہم بجود آن عدد در میزان است

ہم گواہ اسکا ہو اقرار ملک — ہم گواہ اسکا ہوا سکی ڈر خاشاک — ہم گواہ اوست اقرار ملک

لوث تو بے انتہا بہ بات ہر — کیا کیا نام مرد سے اس کے چھ ہے — این کہ من پایان ندارد در نگر

باقی قصہ اس مرد کا کہ مغرور اور بد وفا بچھو کے تھا

تتمہ قصہ آن مرد مغرور و بد وفا ے خرس

مرد سے یا رے بچھو جا تا تھا یان — ضد سے بھی بار بار آتی ہان — شخص خفت دیدن میر خاست کس — وز ستیز آمد کمس و ہا ز پس

چند بار اسکو اٹھایا بچھو نے — پھر وہ منھ پر کے بیٹھی مرد کے — چند بارش بار فدا ز رد ے ہوں — آن کمس پس باز ے آمد دوان

قصہ ہو کر بچھو کھی نے کیا — کوہ پر سے لا یا پھر مرد اٹھا — برگرفت از کوہ و تنگے سخت رفت

لا یا پھر دیکھی کھی پھر وان — منھ پر پس خفہ کے کھتی ہ کان — برمرخ خفتہ گرفتہ جاے باز

مار کس پھر کو کھی ہر آ اٹھا — تا کہ کھی اسکے اندر ہو فنا — برگرفت آن تہا بنگ و ہزو — برگمس آن کمس و این خرد

پارہ پارہ منھ کو پھر نے کیا — اس مثل کو فاش عالم پے کیا — سنگ رد خفتہ را خشماش کرد — دین مثل بر میر عالم فاش کرد

مرد ایا مرد بچھو اک ہی یقین — کینہ اسکا مرد و مرا سکی ہو کین — ای مرا مرخرس آمد یقین — کین او مردست و مرد است کین

عہد کہا کہ ست ہرا در پس صیف	ہر قوی قول در وفا کسکی کیف	عہد کہ وقت ست یار آن صیف	گفت او وقت وفا نے آن صیف
گر قسم کھائے تو ست کرا عتبار	ملات کو تو ہے قسم کرا کیا یار	گر خورد سوگند ہم باور کن	لیکند سوگند مرد کز بعن
بے قسم آسے کہا جو جھوٹ تھا	تو نہ ہر کہ قسم سے در دا	چونکہ بے سوگند گفتش بود روغ	تو یقت از کہ سوگندش دروغ
نفس اسکا حاکم عقل اسکی اسیر	کیسکہ دون قرآن وہ کھائے کہ شریر	فضل و سیرت و عقل دا ہیر	صد ہزاران معصفش خورد خورد گیر
بے قسم کھائے وہ پیمان توڑے	گر قسم کھائے تو وہ پیمان شکند	ہر کہ بے سوگند بیمان شکند	گر خورد سوگند او بہ تر کند
کیونکر نفس اسکا زیادہ ہو خطا	بند ہی ہی سے سکھے چیز	آنکہ نفس آشفتہ تر گردد ز راز	گر کنی بندش بہ زنجیر گران
جیسے تیدی تیرا حاکم پر رکھے	حاکم حکمو تو ہے او جلد جھوٹ	چون اسیری بند بر حاکم نہند	حاکم آنرا بر درد پیرون حبد
سر پہ مارے خشم سے اُس بند کو	مار سے مُنھ پہ اُسے وہ سوگند کر	بر سرش کو بدتر خشم آن بند را	میزند بر روے او سوگند را
ہاتھ اوپر فوا بالعقود ہے تو وہ	حفظ ایمانکم کرست نمود	تو زاد فوا بالعقود ش ست شمس	حفظوا ایمانکم یاد بگو
جو وہ کہتا ہو یمین محمد کہ	کہ یمین محمد ہی جان ہون دروغ	گر فروغ آسکی قسم ہائے فروغ	وز نگیر گفت سوگند ش فروغ
جانے وہ کہ عہد کرتا کس سے ہے	تا بساتن تا کرے عہد یا کرے کسے	آنکہ داند عہد یا کرے کسے	تن کند چون تا رود گرداد تند

جا ماحضر تو ان صلے اللہ علیہ وسلم کا دو سرا سفر اور بیماری صحابی کا بیان اور فائدہ عیادت کا | فتح سوق اصلے اللہ علیہ وسلم بیماری صحابی کا بیان اور فائدہ عیادت

اک صحابی بیمار صعاب بی | آمن ہوا منتہ تا رہ آنکا بسبی | ار صعا پہ خوا جہ بیمار شد | داند ران بیماری او چون بود
مصطفے آنکی عیادت کو گئے | جو کہ تھا لطف کریم عادت سے | مصطفے آمد عیادت کرد او | چون ہمہ لطف اکرم ہو تھا او
بس عیادت مین ہی تھکو فائدہ | فائدہ تجھپر رہے ہی تا فائدہ | در عیادت رفتن تو فائدہ است | فائدہ آن باز آنا تو عائدہ است
فائدہ اول کہ وہ شخص علیل | ہوئے ثنا پر طیب و ثنا جلیل | فائدہ اول کہ آن شخص علیل | بو کہ طیبے باشد و ثنا جلیل
جو نہین تو چشم باطن کو رکھے | گر نہین جانے تو گر ہی بود سے | چون نہ پیچد دل نداری ای عنود | کہ نبیدانی تو ہیزم را ز عود
کیونکہ گنج عالم ہین ہو مست گر تو نہ گنج | رکھتا ہی ہر ایک پس ویرانہ گنج | چونکہ ہے ہست در عالم مرنج | ہیچ ویران با ویران کی نگنج
ڈھونڈھو ہر رہ روش کو تو جا بجا | جب پتا پانے تو کوشش کر کے جا | قصد سر در وہ نہ کیسکن از گزاف | چون نشان پا بی بجا بیکسن طواف
چشم باطن ہین نہین ہی جو تجھے | جان تو ہو ہم ہین اک گنج ہی | چون ترا آن چشم باطن ہین نبود | گنج مے پندار اندر ہر وجود
گر سمو دے قلب کو کا یا رہو | شہ نہو دے گر تو شہ سوار ہو | در نباشد قلب یار رہ بود | شہ نباشد فارش اسپہ بود
سالکان راہ سے طلبار ہو | کوئی ہو پیادہ ہو یا سوار ہو | پس صد یاران رہ لازم شمار | ہر کہ باشد گر پیادہ ور سوار
گر ہو دشمن بھی تو یہ احسان کر | در دوست ہو احسان سے دشمن تر | در عدو باشد ہم این احسان نکو | کہ احسان ہیں عدد گشت دوست
گر نہو دے دوست تو کینہ ہو کم | کیونکہ احسان کینہ کا مرہم ہم | از نگردد دوست کینش کم شود | زانکہ احسان کینہ را مرہم شود
فائدہ اسکے سوا ازبس ہین ثواب | ہون ثواب و زنا ہین بیماری ایک | ہیں فوائد بیشمار این در ایک | از درا دی خایفہ ای یار نیک

ہر چہ حاصل جمع کا ہر ہا راہ | مثل بت گر یا پتھر سے تراش | حاصل این آمد کہ یار جمع باش | ہمچو شنگرف از مجر یا رے ترش
کیونکہ مجرے اور ہجوم کاروان | رہزنوں کو کر دہا ہے بے نشان | تا نگردد ایمنی و جمع کاروان | رہزنان را شنگ نبود شب ستان

دعی ہمیشہ استقبال کی سوی جس پر کہ سنگ ہماری عبادت کو نہیں پاتا ہے | وحی کردن حقتعالی او بوسی کہ چرا بعبادت من نیامدی

شروع مثنوی جس سے آیا عجیب | او طلوع ہا و دیدہ او غروب | کاے طلوع ہا و دیدہ او غروب
نور بزدان سے مجھے مشرق کیا | تو نہ ہا این خدا بیہا تھا | من مقام بجور گشتہ نامدی
ہو لا او حق تو زیاں پاک ہی | او رہ ہ کیا ہو لو آمدے اب مجھے | این چہ بدعت ہا بن من بر بہ بیان
پھر کہا کہ میں ہوا بیمار تھا | پوچھا میرا نہ کیوں تو نے کیا | چون نہ پرسیدی تو از کرد کرم
ہو لا یا رب تجکو کب تقصان ہے | عقل گم جیسا کا کھو ائے | عقل گم شد این گرہ را بر کشا
ہو لا سچ خاص بندہ اک مرا | ہو گیا ہیار دو میں ہی تو تھا | گشت بجور او ستم نکیش ہمین
آپکی بیماری ہو بیماری می | آپکی بجوری ہو بجوری مری | ہست بجور دلش صد بجوری من
ہنشینی جاہے جو اللہ سے | او لیا کی دو ضوری میں ہے | او نشیند در حضور او لیا
گر نہو تو او لیا کا ہنشین | تو ہلاک ہو کیونکہ جز ہو کل ہین | تو ہلا کی زانکہ جزوے نہ کلے
دل لیجائے کہ یوں سے جیسے | بکیش ہو بے او جان ہی کے | بے کشش بایدرش را دار برد
جانا اک بات جو گر سے اک آن | اگر شیطان ہو تو ہو شو جو جان | ہر کرا دیوار کر بیان دار برد
| یک پدر ستا جمع رفتن یک زبان | لم شیطان باشد این نیکو بیان

جدا کرنا باغبان کا صوفی و فقیہ و شریف کو آپس سے | جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ و علموی را از ہم

باغبان نے باغ میں جو کی نظر | دیکھے اُسنے تین ہو راہی جا بجا | دید چون وزدان بباغ خود مرا
ایک صوفی اک فقیہ و اک شریف | تھا ہر اک شرع او فصول او ارسی شریف | باغبانے چون نظر در باغ کرد
بو وہ ان سے ہی سو محبت مجھے | پیر مین جمع محبت آئی ہی | یک فقیہ و یک شریف و صوفی
کیونکہ اک مین دو ن خالیہ تین | پہلے گردون مین جدا اک نفر | گفت با انہا مرا صد مجلست
مین ہر اک کو ہر طرف بھیجون جدا | جب کہ تنہا ہو تو اسکو دون خدا | بر نتابیم یک تنہ با سہ نفر
بھیجکے بھیجا صوفی کو براہ | تا کرے یا دون کو ساتھ آ کر جدا | ہر یکے را من بسوے انگنم
بو او صوفی کو کہا جا چو ہان سے | لا تو کمل ان فقیہون کے لیے | گفت صوفی را برو سوے خلا
ہو گیا صوفی کہا دیوار سے | تو فقیہا دیہ شریف اک مرہی | رفت صوفی گفت خلوت با دریا
ہم تحر فقیہ سے صدمہ ہی کھاتے ہین | عقل کے پیر تحر ہم اُترے ہین | با بقتوا ے تو نانے مے خوریم
دوسرا شہزادہ اور سلطان مرا | اور سید خاندان مصطفا | واین دگر شہزادہ سلطان ماست

99

بولہب شد گرگ بان لولہ بچہ
چوری پیغمبری کیا میرے شہ
گفت ای فرزند این باعث چہ بود
نوری از سینہ پیغمبر تابان تو

شیر کا بچہ شباہت تو رکھے
کیا ہمیں ہے شباہت تو رکھے
شیر ہے آں کہ بود اندر نہاد
تو پسر بہر چہ ہے ناں نہاد

ساتھ سیرت کے وہ درک ہستی کی
آل احمد سے کرے جو خاکپائی
آں احمد سے کہ جوں شمر و یزید
کہ کند کینہ رکھے دیر و یاسیا

زخم خارے سے ہوا سیر خراب
پس نقیضے بولہب شد چوں تراب
چوں زید و شد مآلش ہوا

کہ تو اب ٹھہرا رہو تنہا مو
پڑے گا تو اپنا اب آپ ڈھونڈ
افتقیہ و گفت ہیچ تیر ب

ین شریف لاتی ہو ہی ہم نہیں
ایسے خام سے تجھے میں کم نہیں
ز چنیں ظالم ترا من کم نیم

جو دیا اہل غرض کو اب تجھے
احمقی کا یہ عوض تجھ کو ملے
چوں بیا بل غرض کو ب

اس سے فارغ ہو کے آیا تو کہا
اس قصہ تو ننگ ہر مروت کا
ہی کہ تا ہم اب ترا فتوی یہ ہے

کہ تو اندر آئے اور اعلم بنے
فتوت ہیست تو ہیرہ و ہست

وحنیفہ نے یہی فتوی دیا
شافعی نے کیا یہی تجھ سے کہا
بوحنیفہ ایں چنیں فتوی ترا

ہ اجازت پائی ہو اندر وسیط
یا کہ ہو ر سئلہ اندر محیط
اچنیں ہست کو ہیرہ و ہست

یہ کہا اور اس پہ چھوڑا ہاتھ کو
دل کے کینہ کی کہا شامت ہو
این حقیقت روہست ہیرہ و ہست

بولا اب تو ہار قدرت ہی تجھے
ہی سزا اس جرم اور اس پھر ہے
گفت نقست بدن و ہست سیم

ین ہوں لائق اسکے اور کیا کہوں
کیوں ہوا یا رو ہے اپنے میں بلا
من سزاوارم بایں و ہیچ چنیں

مار مجھکو تا کہ دل خوش ہو ترا
گوش کردم انچہ افسوس تو
تا چہ ارزیدم زیاں ایں بکنیں

باغ سے در بند کر جا ج کیا
زد در اقصہ بسیار نخوست
بر در پیش باغ در ہست

اسکے اوپر ایسی مار کر دے
ہر کہ تنہا ماند از یاران خود
انچنیں آید مرا ور اجملہ بد

پھر پھیر ناطرف قصۂ الفبد عیادت حضرت پیغمبر علیہ السلام کے — رجعت بقصۂ مریض و عیادت پیغمبر علیہ السلام

ہو عیادت اس عمل کے واسطے
سوء بحث کو عمل یہ رکھتا ہے
ورن عمل از صد بحث حالات

جب سوال حق عیادت کو کرے
اس صحابی کو خود دیکھا نزع ہی
آن صحابی کہ در نزع رسید

جو مقصود اولہا ہے تو ہو در
وقیقت جان حق ہے خود کو کر
در حقیقت گشتہ و در راز خدا

ہر متوجہ ہمر یاروں کا ہی غم
کب فراق رہے شاہاں سے کم
کی فراق رہے خاماں زان گرست

سایۂ شہ کی طلب ہر دم رہے
تا ہو اس سایہ میں بہتر عیش سے
تا شوی زان سایہ پیر آفتاب

جاتو رہ اندر پناہ مقبلے
تا کرے ازاد صاحب دل تجھے
بو کہ آزاد ت کند صاحب دلے

اگر سفر کو جائے اس نیت سے جا | او حضر ہیں گر رہے نفقت تلا | اگر سفر داری دریں نیت برو | در حضر باشد ازیں عاقل شو
رات دن جو خدمت کر کو دکھا | وہ عوض مدھور دیتا ہے بخلی گنج کو | خانقہ سان روز شب کو دیکھ کر | گنج پنہانے زر و در دیتے ہو
در جہاد آہستہ آہستہ رو | جستجو کر جستجو کر جستجو | در جہد بسیار کر دہیر کر کہیں | جستجو کن جستجو کن جستجو
او لیا سے تو نہ ہو جب تک ہو آب | سعی کر اللہ اعلم بالصواب | تا توانی زاد لیار و بر متاب | جہد کن واللہ اعلم بالصواب

جانا بایزید بسطامی کا کعبہ کو اور پہنچنا خدمت میں ایک بزرگ کی

رفتن بایزید بسطامی بہ کعبہ و در راہ بخدمت پیر رسیدن و گفتن آن بزرگ کہ کعبہ متمم مرا طواف کن

سو سے مکہ بایزید پیشوا | واسطے حج اور عمرے کے چلا | سو سے کہ شیخ امت بایزید | آمد برائے حج و عمرہ و مزید
وہ پہنچا جس شہر میں تو پہلے دن | وہ سنا ان جن کی کہ جستجو | ہر رہ شہرے کہ رفتن انگیخت | مرغ عزیزان را بکردی آمیخت
گفت کہ آہ ایمان پہ دن ہے | دیدۂ کاں بصیرت ہر رکھے | گر بہ بہشتی کہ اند رشہر کیست | ہر بر ارکان بصیرت تکی ست
حق نے فرمایا سفر میں جا کرو | پہلے حق کے تم طالب ہو | باید اول طالب دے شوی | گفت حق اندر سفر ہا دہی
تیغ کو تو ڈھونڈھو پھر پیسو دو ریان | اتصال شاخ تو کو نخ جان | در تبع آید تو ترا در فرع دان | قصد اندر کن تو ایں مسود را
جستجو ہوے اور گندم ہوے سے | شاخ شاخ مل سکے نہ دو تخم ملے | گاہ نوا و تبع ہے آبدش | ہر کہ کارد قصد گندم دو شاں
قصد کر کہ ہر جو جو کا ہو بہت | ہر بہ کارے بر نیاید گر کسے | امر رسد جو ہر دو ہے جو ہر دے
قصد کعبہ کر تو کعبہ ہو بہت | ہر جہ جائے ہفت مکہ دیکھے | چونکہ قصد کعبہ کرد ہر وقت حج بود | قصد کعبہ کن چو وقت حج بود
ہر بلک بر عرش ہفت آموز کھا | قصد در معراج دیدار ست بود | در تبع عرش ملائک ہم نمود
سید الاعمال فی النیات ہے | نیت سر تری ہیں گل کھلے | نیت نیت ہے کہ ہا شگفت | سید الاعمال النیات ہیں
نیت دیں فرمود ں اعمال سے | اس طرح فرمایا شہ ابرار سے | نیت مومن بود بہ از عمل | آنچنیں فرمود سرور مرسلاں

حکایت پیر و مرید

حکایت پیر و مرید

جو مرید نو کا خانہ تو بنا | دیکھنے کو پیر اس گھر کے گیا | خانہ نو ساخت رسم کہن نو مرید | پیر آمد خانہ او را بدید
اس مرید نو سے پوچھا شیخ نے | او لیا کے امتحان اس پاک سے | گفت شیخ آن نو مرید خویش را | امتحان کردن آن مہ اندیش را
کر یہ روزن کیسے ہیں رکھا | بولا نو رے سے کو پوشہ کیا | روزن از بہر ہوا کردی ہی نہیں | گفت تا نور اندر آید از بروں
بولا وہ ہے فرع بیان کر تو بنا | تو نے اس پوشے پہ لگ نہ بنا | تا ازیں راہ شہوی با تاں نشاں | گفت آں فرعست بیں بنیاد نہ
نور آئے سقف خود جگمگ ملے | بیت سنی گر تجھے یہ جا ہے | نور خود اندر تبع می یدت | بیت ست تر کن کہ آن بیہا یدت
اس سفر میں دھونڈھتا تھا نیک | تا کہ حضرت پائے وہ سعید | باید اندر سفر جستی لے | تا بیا بد حضر وقت خود کسے
دیکھا اُسے پیر اک مثل ہلال | اسمیں تھا ایمان کا کوہ مثال | دید پیرے با تبع چوں ماہ ہاں | بود در روے فروغ ماہ ہاں

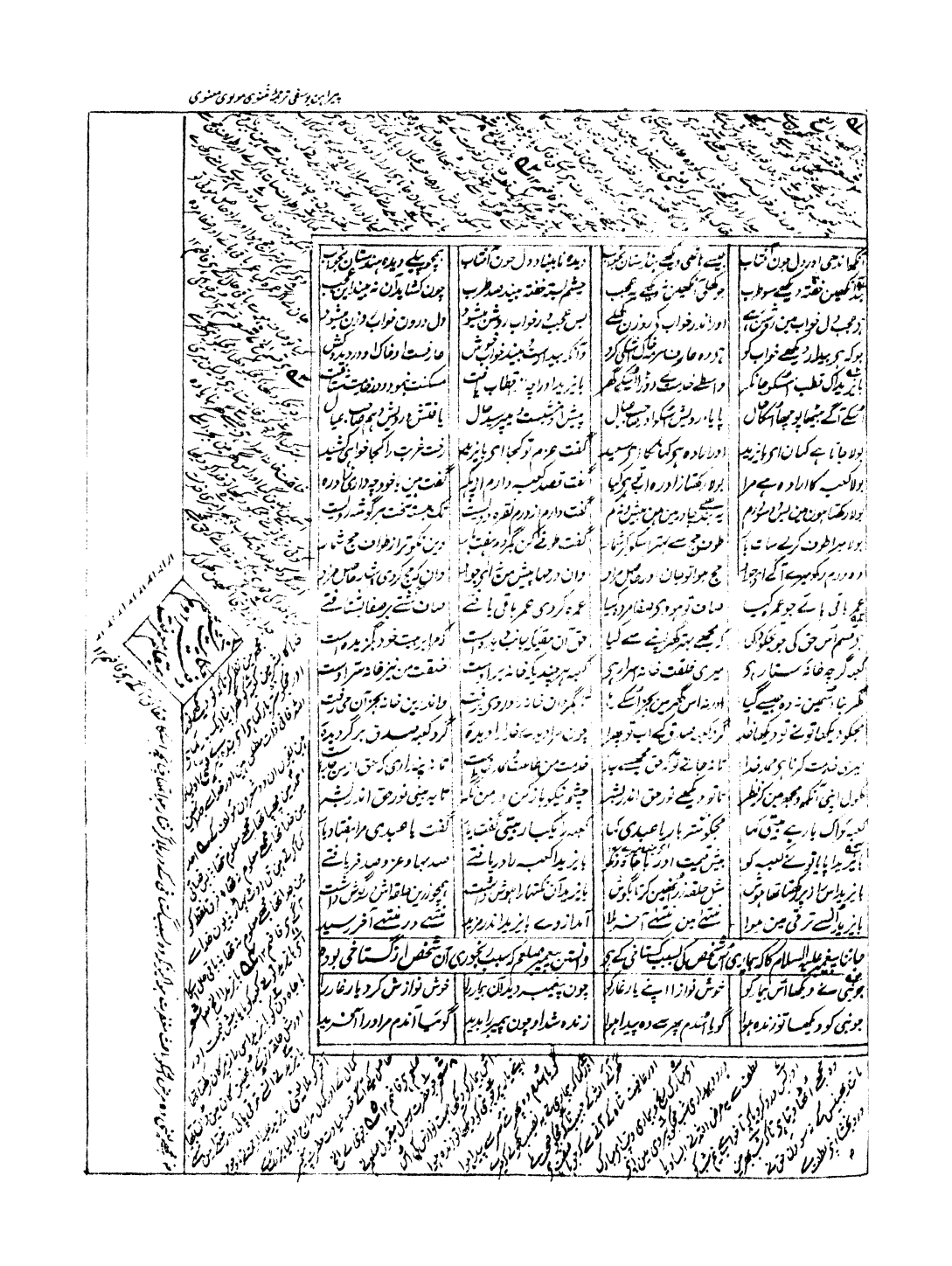

ای برادر تا تو داری قوت بازو مخور
رنج سختی بر تن خود بہر آسایش مبر
ہر کہ خود را سعی و کوشش نیست روزی کم خورد
ہر کہ خود را سعی و کوشش نیست روزی کم خورد
ہر کہ خود را سعی و کوشش نیست روزی کم خورد

عقل کو ہے عقل سے جاہ و جلال
پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہے کمال

دیکھی کم نفس سے پس مین نے چیز
اگر دہ لیجا تا ہو جاد سے تمیز

وعدہ کرتا ہے وہ بھیت از زور
اور ہزار دن بار تو ڈے سر بسر

سو برس کی عمر مانگے ہی تجھے
وہ تجھے ہر روز دھوکا ایک دے

گرم کہو سے وعدہ ہائے سرد کو
سحر سے ماہر و کر دے مرد کو

ہو فیا الحق حسام الدین تو آ
تیرے آگی نہ شور سے گیا

پردہ ہٹا یا گیا افلاک سے
واسطے نفرت دل چاک سے

اس قصا کی بھی قضا کا علاج
آپ فیا سے عقل خلق مو بہ مو

دہ ہوا یہ رسید آل اشرہ
بدر اک کیڑ اتھا ہے مین بدر

اتھ مین تیرے ہوا یا رد ہا
اس عصا اسی جان موسیٰ پر ملا

حکم فیا لا تخف نے کی
اژدہا ہو ہا تھ مین سے عصا

بان یہ بیضا دکھا ئی آپ نے
صبح نو دکھلا کر مین تو یہ سیا

بھر لی دہ دزد نے جو یک شیر مین
ہم دہ دریا سے تیرا دہ فرد ون

عمر ہو کا جھاک اپنے دکھا
اور دوزخ کم سے گرمی تیا

مختصر دکھلا نے تجکو اسلیے
تا تو جاوے جہان کی غصہ کرے

جیسے اک لشکر تھا ابو کو شیر
اور پیمبر کو دکھا ا اس حقیر

مارا انکو تا نہی نے بخطر
گر زیادہ دیکھتے کر تے حذر

دہ عنایت تھی بفضل ایزدی
ورنہ ہوتی تجکو آفے بے دلی

کم دکھا یا انکو صحابہ انکے کو
ظاہر و باطن جہاد انکے دو

گر دکھا یا سب مری کو حاصل اس مین
تا رہ عسر ی سے دہ ہم کو بچین

کم دکھا تا خاص انکو فتح تھی
حق تعالیٰ انکا کار دا دی اسی

حق مدد جسکی نصرت کرے
ہاے علی شیر نر اسکو دیکھے

ہاتے تو کو ایک دیکھے دور سے
تا کہ غروری سے دعا کرے

شل اک حریہ دکھائے دو بقا
اور دکھائے شیر نر کو گربہ وا

تا دلیری مین پڑے احمق اڑے
دہ اسی حیلہ سے انکو مارے

عقل فوت گیر دا ز عقل کل
پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہے کمال

من نہ کم نفس دیدم چیرہ
کو ببرد از محمد خود پیشہ

وعدہ ہا بد ہد ترا نا زہ بدست
کو ہزاران بانگ نا مانی شکست

عمر اگر صد سال خود و سلمت دہد
اوت ہر روز سے بہانہ نو نہد

گرم گوید وعدہ ہائے سرد را
جاد و مے رسی بہ بندد دو دو را

آن فیا رالحق حسام الدین بیا
کہ زہ دید پا تو از شور ش گیا

از فلک آویخت ش زہرہ
از تف نفرت دل چاک زہرہ

این قصا را ہم قضا داند علاج
عقل بیقا ان قضا کو شد کجا

از دہا گشت آن با سیاہ
اژدہا ہا اندر دست تو

سحر خود با لا تخف و اوت خدا
سحر ہا بلعید سحر ہا را عصا

این بہ بیضا نما او با شاہ
صبح نو بنشاند شب ہاے سیاہ

در زخ او رفت ہر دو فسون
اژدہا دم تو از در حور فیر ون

بکر مکاست و نمود ہ کفے
دوزخ ست از بہر جود بشکے

زان نما ند نقش در چشم تو
تا بدان بینی بہ بینا چشم تو

چنانکہ آن کہ لشکر انبود بود
مر پیمبر را چشم نا ملک نمود

تا بر ایشان رد پیمبر بنظر
در فرد ون دید ز ان لشکر حذر

آن عنایت بود تسہیل ایزدی
احمد او ر نہ تو بد دل میشدی

کم نمود او را و اصحاب در ا
آن تہا دل بود ہر دو باطن خدا

تا میسر کرد یہ ری را بدو
تا ز عسری او نگر د ا نید رو

کم نمود ون عمرو را پیر ز بود
کہ نقش یار د طریق آموز بود

انکہ حق نقشش نا شد از ظلم
وا ی اگر گر یہ آتش نما ید شیر نر

وا ی اگر صد را یکے بیند ز دور
تا بجا لشش اندر آید از غرور

زان نما ید ذوالفقار حق بخ
زان نما یذ دو الفقار حق بخ

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ
واندر آرد شان بدین حیلہ بچنگ

علم تقلیدی وبال جان تجھے
ہونا جاہل چاہیے اس عقل سے
تا نہ ہو وجود کچھے اس سے جھگڑ
جو کرے تعریف گالی سمجھ لے
خوف ہیں رہ دیں کو تو کر رہا
آ زیاں عقل دور انا نیش کو

عارف آمد ہیں ہیچ جانا نیک ہے
اور بس ہے یہ ارادہ ہونا چاہیے
رہبری اور آب حیوان کو گرا
مفلسوں کو مال زر اپنا تو دے
چھوڑ ننگ و ہو تو سوار ہو بلا
بعد وہ دیوانہ کر دیں خویش کو

علم تقلیدی وبال جان ہے
زین فرد جاہل ہیں ہے ایمان
ہر چہ چینی سود تو در زیان سنگ ریز
ہر کہ بستا بد ترا دشنام دہ
ایمنی گمذار و جاے خون بہا
آمد و عقل دور انا نیش را

عارف است و دانشمند کان ہے
دست در دیوانگی باید زدن
زہر نوش و آب حیوان را بریز
سود سے یا یفلس دام دہ
گمذ از زانو سر ہوا ش فاش
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

عذر لنگ و لنگ با ہوش ہے کہ لنگی ہے جہاں حشر ہے لنگ آوری

تجھے ہے دلنگ ہم پیشہ ہے
چاہیے ہو لے تجھے ہمکو ہے
ہو ا ہے ہیچ لڑکپن صلاح داں
چین ہے ہے ہے عرفان کو
ایک ہو لا ہا تا عاقل کو ہو ان
ایک ہو نا کہ ہمارے اے جان

آ لے یہ ہے جہاں کی ہے جہاں کی
شاہ ان پر ہے ہے ہے ہے
قصہ کلیں ہے ہے ہے ہے
تا کہ ہے ہے ہے ہے
ہے ہے ہے ہے ہے
مشکل ہے ہے ہے ہے
غیر ہے ہے ہے ہے

آلفت با لنگ ہے سید دل
با ہاں ہے ہے ہے ہے
نوت ہے ہے ہے ہے
خوب ہے ہے ہے ہے
تعلق ہے ہے ہے ہے
آں ہے ہے ہے ہے
آں ہے ہے ہے ہے

قصہ اخواستی تو از شمل
ملوت میکردہ ایک ستور صفت
قصہ گشتہ و زغم من کاستم
تا ہمیم چوں شود ازیں عاقبت
ہے ہے ہے ہے
شوریت آرم و دور شکلے
ہست عاقل ہیر ان محنون ما

ہے ہے ہے ہے ہے

دنیا ہے شہرت دلی کو بھی ملی — اور جب چاہے وہ کر دے بے محلی
مرد ولی راہم ولی شہرت کند — ہر کرا خواہد ز پا بر سرکند

کون اسکی عقل سے ہو ہمنشیں — کیونکہ اُسنے خود کو دیوانہ کیا
کس نداند از خرد او در خمیں — چونکہ او مر خویش را دیوانہ ساخت

چور بینا چوری انہے کی کرے — چور رہگر راہ میں کیسے ملے
چون بزرد زر زدہ را در رہگزر — ہیچ یابد زر زرا او در رہگزر

جانچہ کب اندھا کہ وہ ہی چور ہے — گرچہ وہ چور آگے اُس کے خود بے
گرچہ خود بر برد زر داد کہ بود — گر چہ خود بر برد زر زندہ رہود

کالے کتا اندھے گدری پوش کو — تشنے کتے کو کب پہچانے وہ
کو نشناسد آن سگ از زندہ را — چون گزد سگ کو رہا شدہ

حملہ کرنا کتے کا اوپر اندھے فقیر کے — حملہ کردن سگ بر گدائے کور

کتا کہ چہ مین گیا ہے اُسے کور پر — حملہ کرتا تھا مثال شیر نر
یک سگے در کور بے برگ و نوا — حملہ آور د چون شیر غضا

قصد فقر اہم سے کتا کرے — خاک فقر اماہ انکو ہیں رہے
سگ کند آہنگ ریشان تخیم — در کشد بہ خاک در ریشان بخیم

اندھا عاجز ہا بانگ کتے سے ہوا — اسکی تعظیم اندھا کر نے لگا
کور عاجز شد ز بیم بانگ سگ — اندر آمد گور در تعظیم سگ

ہوا امیر صید دام شیر شکار — مجکی قدرت ہو نہ رکھہ تجھسے کا
کاہوا میر صید دام صید شکار — دست بوست آست بست اندر شکار

اس دم خرابی ضرورت سے حکیم — کر تا تعظیم و لقب کہا کریم
کرد تعظیم و لقب او را کریم — کہ اے امیر صید ہا ز ضرورت ہا سہل

بس کہا اُسنے ضرورت سے امیر — مجھسا لاغر صید کب تو ہو سیر
از چہ من لاغر شکارے چہ رسد — از ضرورت ہا ہی سہل آید بصید

گور صحرائی پکڑتے تیرے یار — تو کرے اندھے کا کو چیر پھاڑ
گر بمیگیری تو در کو چہ گشت — گور میگیری ضرورت بد گشت

یا تیرے گور کا دھوند ہو کوئی — دبلے اندھو تو اندھو کو چہ مین ہی
گور میجوئی تو در کو چہ بجو — گور میجوئی ضرورت جو

دو سگ عالم تو مارے گو کہو — اور یہ سگ صد اندھے کا ہو
وین سگ بیا نیصد گور نہ

علم سگہا تو گیا سگ ہی مثال — کرتا وہ صحرا مین ہو صید حلال
میکند در بیشہ ہا صیہا حلال

سگ جو عالم ہو تو ہو تیز رو — سگ جو عارف ہو صحاب کہف
سگ چہ عارف شد صحاب کہف

اہ خدا نور شہا ہین کون سے — سگ شناسا شد کہ میر صید ہو
اہ خدا نور شناسند ہیبت

اندھے پن سے اندھا انکو جانتا — جس سے بلکہ نہین پہچانتا
بلکہ از جہل ست و پر از خشمست

فر زمین ندہی سے ہی اندھا — فضل حق ہے جانے شن کہ کیسا
این زمین از فضل حق شد فضل بین

تو سگہا چار و نگہ ہوئی قلادون کی — یکمشے چار و نگہ موئی سرشتی تو از
فسخ قادر دون کرد و نادر را

تو سگ خشم ہے کہ با نفس البعی — نو زر سرشتی دید و موسی را نیافت
فہم کم کرد از حق کہ یا رب البعی

اے تو مخلوق از برائے خلق ہی — رحمت کرد اندر رہال ہر حی
بیخبر ہے از حق سے با خبر

خاک باد و آب آتش پر شرر — خاک ہا و آب و نار را شرر
بیخبر از ما و از حق با خبر

انگے بکس ہم خبر حق سے ہا بیں — بیخبر ہم حق سے با ایں خود مدد
بالعکس آن و غیر حق غیر

اسلے الحقش منہا جملہ جان — ربط حیوان سے رہے بس کن ہیں
لاجرم اشقش منہا جملہ شان — کند شد ز امر حیوان جملہ شان

برے ہم اہن زنگ سے تنگ ہیں | مردہ باحق زندہ باخلق ہم قریں | گفت ہیزار ہم جبار بن حیات | کہ بود باخلق حق ہا حق صوات
خلق کے جو ساتھ ہو وہ ہی ہیم | انس حق کو چاہیے قلب سلیم | چون بہانہ از خلق ماند او بہیم | انس حق را قلب میباید سلیم
چور اک مدت کی چوری کرے | اندر آید بی خلل یاری کرے | چون نکو بے رند و زرد و کار | میکند آن کور عمیا نالہ
تاز چور اسکوک میں ہوں چور | جز تری چوری نہ بر فن ہوں جسور | تا نگوید مرد او را کان منم | کز تو زدیدہ بر کرد و بر نم
نہ معالب جہاں کے اب ہو | جز نکوں بیں کھے دہ او کو | چون خدا رو نور بخشد آن ضیا | تا نگوید او علامتہا می رفت
جوئے تو | تا بہانہ دو بتے بہاے کے | چون بگوید ہم بلیہ او ہم بگفت | تا بگوید کہ چہ بر آن بن بزد
تے بہاے | تے بہاے دو گیتو خوب | پس بہاد بہ بہاے خوب تر | او بآور دیہ کسان پدہ ات
جو دیہ | جو دیہ بہ بہاے بگیرد | اوبآور دیہ کسان پدہ ات | چون ستانی باز بابی تبصرت
دل کا | اہل دل کو ہم یقیں دہمل ہوا | کہ نگفت کہ ہم رد و دست | پیش ہن ال یقین حاصل
اہل دل سے | چور شیطان را شریک ہے کے | کو دل باجان ربا کسمع و بصر | مومنا نہ دزد شیطان را شمر
اہل | اور خلائق کو جہاد اک جان ہے | زاہل دل جواز جہاد آمرا محجو | کہ جہاد آمد خلائق پیش او
تاکہ | تاکہ ہوتوں ہم شریر از نگو | باز سیگردید سوے ماز جو | تا شود ہم مشورت با راز گو
راز جو | بولا اسی با کمر اس راز کو | مشورت جو بیشہ آید نزد او | اسو سی اب کو دک شدہ راز سی گو
بولا اس حالہ سے جار ناکھلا | آج تو جاون نہیں ہوتا اس جہاد | گفت وزیں حلقہ کمین رہ نباشد | باز گرد اد مرد ز رہ راز نیست
گر کسان کو لاکسان میں ہوتی راہ | شش نخون کے میں ہوتا اس جہاد | گر کسان را رہ بپے در لاکسان | ہمچو شیخان بود بے من بزکان

یہ ماجتسب کا ایک مست کو زندان میں در جواب بتانا اسکا خواندن محتسب مست خراب فتادہ را بسوے زندان

ہم شب کو محتسب کی جاگیا | زیر دیوار شکو ستوا اک ملا | محتسب در نیم شب جای رسید | در زن دیوار مرد ے خفتہ دید
بولا اٹھا سوست کہ بکھا یا کہ | بولا وہ کھا یا ہوں جو ٹھے میں ہو | گفت ہی مستی چہ خوردستی مگر | گفت از ان خوردم کہ بہتر ازیہو
بولا کیا شکے میں ہر کہ تو بیان | بولا کھا یا اس سے جو بولا نہ ان | گفت آرے راست گو آرے بہ است | گفت آن زا نا کہ خوردہ گفت آن حق
بولا جو کچھ کھا یا تو نے کیا ہو | بولا وہ شکے میں ہی جنا ہو | گفت آنچہ خوردہ آن چیست آن | گفت آن کاندر سبو مخفی ست آن
در ہوتا تھا سوال در یہ جواب | محتسب چون خر بہا اندر گل آب | در دو شد لیس سوال این جواب | ماند چون فر محتسب اندر خلاب
بولا اس سے محتسب کر آہ تو | مست کی در جواب آواز ہو | گفت او را محتسب ہین ہ کن | مست ہو ہر کز بہنگام سخن
بولا مین آہ کو کہوں تو ہو کرے | بولا مین تو خوش عیش اور تو نوش کرے | گفت من شادم نہ تو از غم سخنی
آہ درد و غم ستم سے ہوتی ہی | ہو نکلتی ہی خوشی اور عیش سے | آہ از درد و غم ہمیدا دی ست | گفت ہے ہوے میکشان ان شادی ست
محتسب بولا نہ جانون ہو کھڑا | مست ترے سر فت اہی جنگ خدا | محتسب گفت این ندانم خیر خیر | سر فت مترانش بگذار این ستیز

بولا جا تو مین کہان اور تو کہان — بولا چل مست تا زندان بیان — گفت رومن از کجا تو از کجا — گفت مستی خیز تا زندان بیا

مست بولا تم محتسب جا چھوڑ تو — کپڑ برہنہ سے تو ہیچے شرط کو — از برہنہ کر تو ان سر دن کرو

ہوتی چلنے کی اگر قوت مجھے — اپنے گھر جاتا یہ ہوتا کسلیے — گر مرا خود قوت رفتن بدے — خانۂ خود رفتنے دین کو شدے

ہوتا مین باعقل و با امکان اگر — ہوتا شیخ مین دکان پر — مین اگر با عقل و با امکانے — ہمچو شیخان بر سر دکانے

ہوتو مین گر رائین و تدبیر مین ہی — ہوتو مین شل شیخ تو پیر مین ہی — گر مرا رائے و تدبیرے بدے — ہمچو شیخان جاہ و ترتیبے بدے

ہوتی زنبیل و گدائی بھی مجھے — ہوتو مین نذرین سا دون کی بھی مجھے — ہم مرا نذرات ہمدرزہ بدے

دوسری بار کہنا سائل کا اُس بزرگ کو تا حال اُسکا معلوم ہو — دوم بار در سخن شدن سائل آن بزرگ تا حال او معلوم گردد

بولا وہ طالب اک دم میری سو — اے سوار بر الٰہی دور اسپ کو — گفت آن طالب کہ آخر کیست تو

گھوڑا دوڑا کر کیا جلدی سو — گھوڑا ہو نہ ہو در میرا تن تو — را ندسوے او کہ یا ن دو تر بگو

ات ارینگا کیمین تو دور ہو — پوچھتا ہو کیا تو اے خواجہ کہو — تا لکد بر تو نہ کو بد زود ش

راز کہنے کی نہ قدرت جو ملی — سنو کہ ہے کس ہٹ جا ابھی — او محال را ز دل نقشن نا ید

بولا مین ہون جا ہتا ہو ت یہان — کون سی لائق ہو میر ے کہ یان — گفت سنجا ہم درین کو چہ دو نے

بولا عورت تین ہین اندر جہان — دو ہین سچ اور ایک ہی کج روان — گفت سہ گز نہ زندہ اندر جہا ں

ایک وہ جو تو کہے گل ہو تری — دوسری آدھی تری آدھی مری — آن یکے را چون بجو ا ہی گل ر است

تیسری وہ کچھ نہین ہو تی تری — یہ سنا تو نے تو چا ہے مدعی — وان سوم ہیچ اور ا ہر ا نبود ہمان

تا نہ گھوڑا تو لات ا ب اب کھچے — اگر گرے تو ا د کبھی ذا ٹھ سکے — تا تراند ہیچ نہ پر ا ند لکد

شیخ بس لڑکون کے ہم چلدیا — آنکو آواز اُس جوان نے پھر دیا — شیخ را ند ا ندر میان کو دکان

پھر وہ آیا کہ کہو کیا رہگیا — اور لڑکون کو بجو د ا ئل کیا — باز را ند ا ین سو بگو زود تر چہ گفتی

پھر پکارا اُسکو سائل نے کہ آ — اک سوال اور میرا باقی رہگیا — باز را نگشن کرد سائل کہ بیا

اے ہو کی شیخ نے پھر چلدیا — اے ہو نہ ہو کی شیخ نے پھر دیا — اے بہ بر کہ کرد شیخ د با زرا ند

بولا وہ یا کہ کہو کیا رہگیا — کہ دل لڑکا گین میری لیگیا — یک سوالم ماند ای شاہ کہا

عورت تین ہین ہیں اندر جہان — دو ہین سچ اور ایک ہی کج روان — گر زمیدان آن بچہ گوئم ربود

بولا اے شہ ہا وجود اس عقل کے
گفت ای شہ ہا نہیں عقل و ادب
انچکو یہ عقل در حیلے کسلے
این چہ شدت ہست این چون عقل ہے

تو سوائے عقل کل اندر جہان
تو ورائے عقل کلی در جہان
شمس ہے چہ کہ سوں ہیں ہیں ہر زمان
آفتابی در جنوں چونی نہان

برلا کرتے مشورے اوباش سے
گفت این اوباش را نیز نند
تا مجھے اس شہر کا قاضی کریں
مادریں شہر خود وم قاضی کنند

تجھسا عالم ہمیں لگ ہیں ہیں
دفع مے گویم مرا گو بند فی
تجھسے کم اندر قضا کہو کلام
نیست چوں تو تعلے مراسے کلا

تیرے ہوتے ہی یہ بدتر اور ہم
با وجود تو مرا ہست نصیب
پیشوا ہم تجھسے کمتر کو کریں
کمتر از تو شہ کثیر و پیشوا

ہو نہ دستور اب ہماری شرع میں
در شریعت نیست دستوری کہ ما
اس قدر ورت سو میں دیوانہ ہوا
زیں قدرت کنج و در دیوانہ شدم

تاہرا مجنوں و دیوانہ ہوا
ظاہرا شد مجنوں و دیوانہ ہوا
پر میں باطن میں ہی ہوں کچھ اور ہی
ظاہر اشیدہ و خیدا شدم

عقل پیری گنج و میں ویرانہ ہوں
گنج اگر ظاہر کروں دیوانہ ہوں
عقل من گنج است و من ویرانہ ام
عقل من گنج کہ دیوانہ شدم

وہ ہو دیوانہ نہ دیوانہ ہوا
دیکھو اس مجنوں کو دنگر میں جیسا
است دیوانہ کہ دیوانہ نشد
دانش من جوہر آمد ذی عرض

عقلے ہے جوہر مری اور ذی عرض
پر نہیں بکتی ہے قیمت ہر عرض
دانش من جوہر آمد ذی عرض
این بہائے نیست ہر جوہر عرض

کان قندہ نیستان شکر کا ہوں
مجھسے گنا ہو دیس ہی کھڑا ہوں
کان قندہ نیستان شکرم
این بہائے نیست ہر جوہر عرض

علم تقلیدی و تعلیم کا ہو دو
ذی سے کوئی تو سیکھ سیکھ ہو
علم تقلیدی و تعلیمیست آن
ہم زمیں مے روید و من مے چرم

بہر دانش ہے نہ بہر پرسشی
جیسے طالب علم دنیا ہے فی
چوں بہر دانش نہ بہر پرسشی
گر نغور مستمع دارد فغان

چاہتا ہی علم بہر عام و خاص
ذکر اس علم ہے جو دہ خلاص
طالب علمست بہر عام و خاص
ہمچو تو طالب علم دنیا کی نیست

مثل چوگا گیا و پسو فراخ ہے
ہر طرف غافل لقائے نور سے
ہر طرف غافل لقائے نور سے
گر نہ باید از زیں عالم خلاص

ہر طرف سوراخ جون چوگا کیا
تو رنے جو رو کو تو اٹھا پھرا
ہمچو موشی ہر طرف سوراخ کرد
میکند غافل ز انوار لقا

نور جنگل کی طرف چہرہ تھی
اسکو اس ظلمت میں کیں روشنی ہے
ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد
چونکہ نورش را نداند در گشت سرد

گرد انہ ار دیوے اسکو عقل سے
چوا پن چہرے شاں ع از سے
چونکہ کسری ہست نورش سر و بوم
ہمدراں ظلمات جذبے مے نمود

گرد انہ رو ہے نہ امید اوہ افلاک سے
گر نہ دھوندھے پر تو پنجہ خاک سے
گر فدایش پر دہد او ماخرد
ہر ہدایت مے دہد مجنون چو غزلان را سر

علم حالی جو کہ دہ ہیجان ہے
در بجو بد پر بماند زیر خاک
علم گفتاے کہ آن ہیجان بود
نا امید از رزق راہ سماک

علم گر پیچش کے وقت ہو قوی
علم گفتاے کہ آن ہیجان بود
عاشق روے خریداران ہی
عاشق روے خریداران بود

مشتری حق ہے مرا سے کلا
گرچہ شد وقت بجنبان علم رخت
جوہرہائے مشتری ہیں مرد گی
چون خریدارش نباشد در رفت

خونہا سیاہ ہے جہاں فی کلال
مشتری من خدا ایست مرا
مجکو گھنیچے کہ اللہ نے کہا
میکشد یا لاکہ اللہ آستے

خونہاے من جہاں فی کلال
خونہاے من جہاں فی کلال
کھا اون اپنا خونہا ہے حلال
خونہاے خود خورد بر حلال

این خریداران مفلس را سبل
این خریداران مفلس را سبل
کیا خریداری کریں یہ شے مجھل
چہ خریداری کند کہ شت مجھل

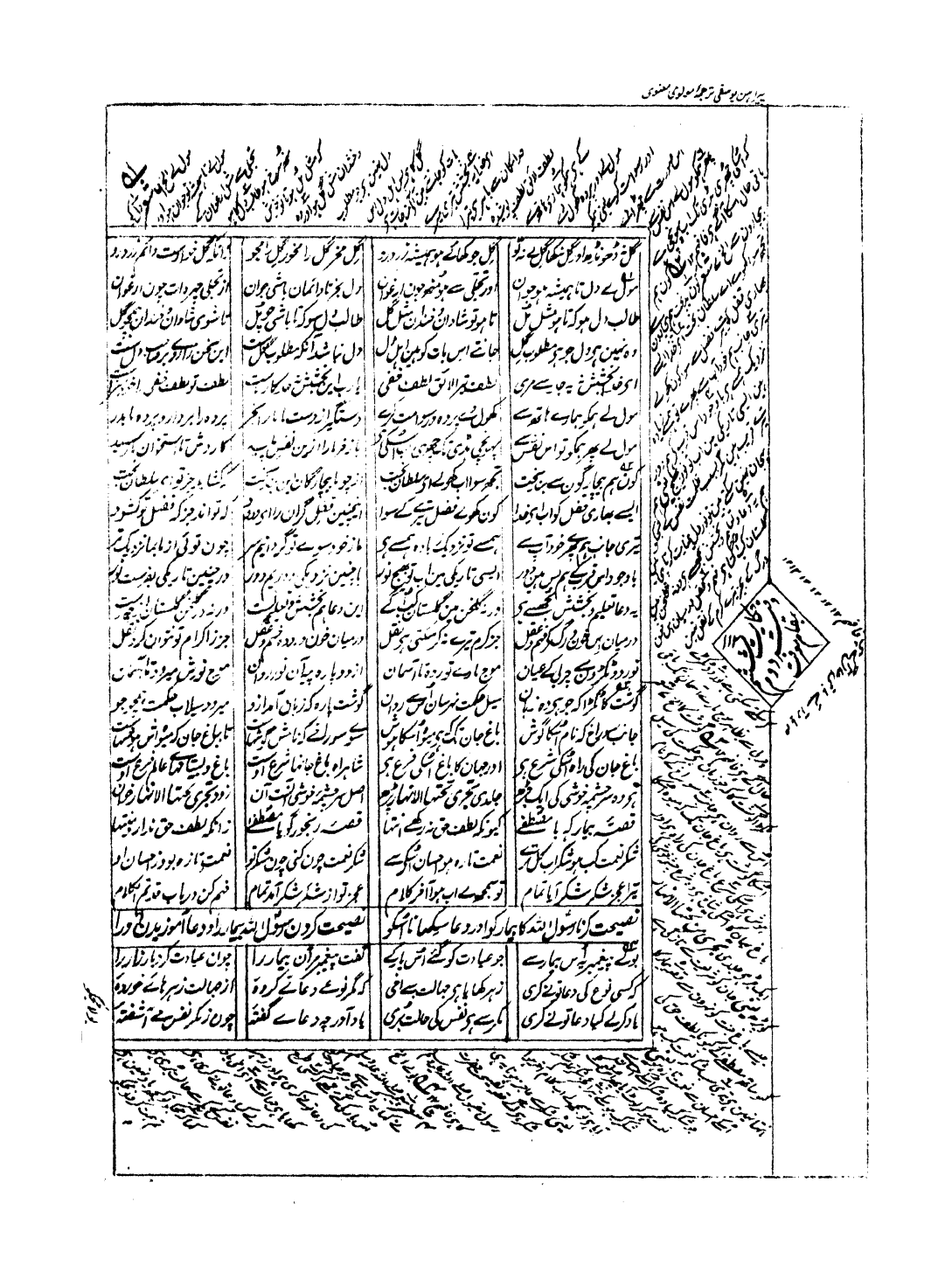

بولا مجکو تو نہیں کچھ یاد ہے
تم کو ہمت تو یاد آتی مجھے

یاد پر تو جو حضور مصطفےٰ
آگئی یاد اسکے دل میں وہ دعا

ہمت پر نور احمد سے ملا
دل میں آئے یاد وہ یاد دعا

جسکی روشنی کرے فرق باطل کرے
روشنی کو فرق حق باطل کرے

وہ دعا جو کی تھی اور اہل رسول
گفت اینک یاد آمد ما سوال

دست کو ہاتھ میں لیا جو دعا مانگی
چون گرفت رگ نہ سے آمد

مجھکو خوف قہر دست و پاے میزدم
گفت یا رب کشایش میزند

تو نہ بندے دیکھ کیسے میرسد
مضطرب گشتم دعا را ہم رہود

تو مقام صبر را ہموار کن
ای امید تو بہ ای آسے کی راہ

تو سوا اللہ کوئی میدان نہیں
ایسی مشکل میں پکارے کون اور

تم سے جو ہیں ما دوں دنیا دوست
آدمی از بہر خلاق ہیں

ذکر مشکلات عذاب آخرت و سختی آن
ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آن

چاہ بابل کو کیا منظور ہے
از فطرت دار دنیا دوست

تا عذاب آخرت دیدا ہیں ہوں
تا عذاب آخرت آید پیش او

پس کیا اچھا ہو وہ حق سے جو
تیک کردند و بجاے خویش باز

اس جہاں کا رنج کچھ چیز ہے
رنج دنیا آگے اسکے ہیچ ہے

اس جہاں کے رنج سے تا کہ چھٹے
خود بے اس رنج عبادت کو کرے

بین یہی کہتا تھا یا رب عذاب
ہمچو اہل عالم دین کے شتاب

تا کہ اس عالم دین رنج ہیں ہوں
ایسے درخواست ہیں بھی کرتا ہوں

ایسی بیماری ہو کی پیدا مجھے
جان بیماری سے بے آرام ہو

سب ہی ذکر درد و طاعت معشوقے
پنجہ خود سے ہوں بدار و نیک سے

گر تمہارا منعم عذاب ہیں دیکھتا
او مبارک تو تمہاری ہی رہا

ہین گیا تھا تا مہ سے اکبار گی
کی مری شامانہ یہ غمخوارگی

بولے ہے تو یہ دعا تو پھیر نہ کر | قہر ہے خود کلوخ انگبیں تو نہ بنا | گفت ہے ہر اِن دعا و یکسر مکن | بر مکن تو خویش را از ہیچ و بن
کیا تجھے طاقت ہے اِس سورِ عظیم | تو چہ رکھے خود پہ یہ بارِ عظیم | تو چہ طاقت داری ای مورِ سقیم | کہ ندہد بر تو جہان کوہ عظیم
بولا میں تو یہ کی اے شاہِ امین | جھڑکی سے میں کتا ہوں نہیں | گفت تو بر دم ہے سلطانِ امین | از سرِ جلدی ملا قم این سخن
یہ جہان ہے پتا اور مدی ہے تو | ہیں جیسا ہوں تیرے میں ہی خوب ہے | این جہان تپہ ہست تو موشی ما | از گف در پتہ نا زیہ جملا
راہ برسوں میں چلا اور بس اخیر | دلیا ہی ہوں پہلی منزل میں ہی | ساما را رہ سیر یم و در آخیم | ہمچناں در منزل اول اسیر

ذکر قوم موسےٰ علیہ السلام کا اور پشیمان ہونا اُس قوم کا — ذکر قوم موسےٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشان

قومِ موسیٰ تھے بہت سیر و جلی | برزخ یم اول میں آخر کو رہی | قوم موسیٰ کرا ہے ہمودہ اند | آخر اندر گام اول بودہ اند
راز یہ کہتے تھے ظاہر اور نہاں | ہمیا مرد و زن و دگل پیر و جوان | راز میگفتند پیدا و نہاں | جملہ مرد و زن و پیر و جوان
ہوتا ہے راضی اگر موسیٰ کا دل | تیہ کا جا تا کنار ہے ہموار مل | گر دل موسیٰ زما راضی بدے | تیہ را راہ و کران پیدا شدے
ہوتا اگر بیرا بالکل ہمے دو | آسمان سے پانے ہم کب خوان کو | در سکل بیرا ربو دے اوزما | کر سپدے خوان ما ہیچ در شما
ہوتے کب پھر سے پیچھے واں | کرتے کب صبر ہیں و جان کی امان | از سنگے چشمہ ما جوشان شدے | در ریا بان تا امان جان شدے
نکلا گ آتی بجائے خوان کے | مارتی شعلہ ہیں اِس حا کے | بل بجائے خوان فود آتش تا کے | اندریں منزل لب پر ما رے
موسیٰ دو دل ہے ہمارے کام میں | گاہ بارد گہ عدو جانے ہیں | چوں دو دل شد موسیٰ اندر کارما | گاہ خصم است گاہے یارما
شکلی نار خشم سا مان دے جلا | حلم او سکا بچیرد سے تیرا | خشش آتش نیز بندد در خطا | حلم او در سکیند تیر ما
ہووے کب کہ حلم غصہ جیتے | ایسا کب ہے کہ لطف سرکش رہے | گر بود کہ حلم گردد خشم نیز | نسبت ابن نار و نور لطف ما ہیز
سانے تعریف کرنا خوف تھا | نام موسیٰ اسلیے ہیں نے لیا | مدح حاضر توشت از بہر ایں | نام موسیٰ بیمبر قاصد مبیں
در نہ کب تاج ہے موسیٰ کا میں لوں | نام تیرے آگے اب میں کیا کہوں | در نہ موسیٰ گر دو ادار د کر سن | پیش تو نام آدم الربیع تن
عہد سب ٹوٹا سو بار و ہزار | عہد تیرا مثل گہر ثابت قرار | عہد تو چوں کوہ ثابت بر قرار
عہد میرا کہ ہوا سے ہوز بوں | عہد تیرا گر دسو کہ سے فرزوں | عہد تو کوہ و زصد گز ہم فزوں
برکت قس قدرت کی تو میں پر درے | رحم کر تو مالک ہر رنگ ہے | حق آں قدرت کہ بر تو میں ما | رحمتے کن ای تو سیر لو نہا
دیکھا خود کو اپنے اور سوائی کو | خویش را دیدم ہمہ سوائی تو | امتحاں ما کمل ای شاہ میش
تا نصیحت ہے سری میری نہاں | تا نصیحتہا ے دیگر انہاں | کردہ باشی ای کریم ہمتہاں
تیز ہجدہ ہی ہمال در کسب کمال | بجدے تو در جمال در کمال | در کڑی ہی ما ہجدہ در ظلال
ہجدہ ای اپنی تو کر غالب ہوا | میری گر ای ہجدہ پر تما | ور کڑی ہی ہجدہ شے لئیم
میرے جامہ سے رہا اک تار ہی | شہر تھا میں اک رہی دیوار ہی | مصر و دیم و بے دیوار ما ند

رکھ تو باقی رکھ تو باقی اے ہدایو
تا نہ گردد شاد کوئی جان بدیو

میری خاطر نے تو اگلے لطف سے
کی تلاش گمرہان کی تو نے ہے

جو دکھائی قدرت اپنی کھلا اور دم
اور رکھا جو رحم اندر شیم و لحم

یہ دعا عاصد کو گر زیادہ کرے
تو دعا تسلیم فرما دے بھلے

جیسے جنت سے نکل آدم گیا
پھر رجوع کی اور شیطاں سے کہا

دیو کیا جو غالب آدم پر رہے
اس رہ دھوے پر جو وہ بازی کرے

در حقیقت نفع آدم کو ہوا
مکر و ہی لعنت حاسد بنا

ایک بازی دیکھی دیکھے جو بھی
اپنے گھر کے تم کی جگر کو گاہ دی

دوسرے کے کھیت کو تو آگ دی
سے کھیت آگ ہوئے بھی

تھی نظر بندی یہ لعنت دیو کو
تا زیان دشمن کا دیکھا خود

خود زیان جان کمر کا ہوا
گویا آدم دیو تھا اس کا

ہر دو لعنت کہ کسے بد بین کے
حاسد خود بین اور پر کبر کے

جانے تا ہر اک بدی سمجھے کرے
بیگمان دو لوے ہوا سیر پڑے

جملہ فرزین بند بیلے طفل و
مات ہمکو ہو سے او قصصان ہو

خود کو جانے کچھ نہیں جو کوئی دو
مملکت ناسور جانے جسم کو

در و پیدا اسکو ہو اس دید سے
در پردہ سے آسے باہر کرے

در و درماں کو نہیں جنگ ہو
اس سے پیدا پھر کسر دے ہو

یہ امانت حاملاں اس بین ہے
اور نصیحت پیشہ اں کی لالی کے

کیا کرے دائی زود اور عورت سے ہو
راہ بچہ کے لیے ہی در و تو

جو کہ ہرے در و رہزن جان سے
کیونکہ لے دردی انا الحق کی کہا

وہ انا یزدشت لعنت آئی ہے
یہ انا یزدشت رحمت آئی ہے

یہ انا منصور کا رحمت ہوا
وہ انا فرعون کا لعنت ہوا

اسلیے ہر مرغ بے ہنگام کو
مار نا وحی ہے تو انا اعلام ہو

مار نا گیا مار نا ہے نفس کا
جہد مین اور ترک کر ہوس کا

جس طرح بچھو کا نوٹے ڈنک تو
مارنے سے تا وہ پائے اس کو

البقیہ البقیہ اے خدیو
تا نہ گردد شاد کوئی جان بدیو

بہر بانی بہر آن لطف بخست
کر تو کردی گمرہان را راہ جست

چون نمودی قدرت بے تا حم
ای نہاد و رحمہا در شیم و لحم

این دعا گر خشم افزاید ترا
تو دعا تسلیم فرما مبتدا

آنچنان کادم بفتاد از بہشت
رحمتش دادی کہ رست از زشت و زشت

ویژ کہ مد کوز آدم بگذرد
بر چنین نطفے از و بازی برد

در حقیقت نفع آدم شد ہمہ
لعنت حاسد شد آن بدمہ

بازے دید رود مصر بازی ندید
پس ستودہ خانہ خود را برید

آشتی زد شب گشت دیگران
با سگے کشتا و گردش رد ران

چشم بند من چو دنست یوارا
تا زیان خصم دید آن ریورا

خود زیان جان او شد ریو را
گوئی آدم بود دیو و دیو او

لعنت آن باشد کہ تر بینند کند
حاسد و خود بین پر کینش کند

تا بدانا کہ ہران کو بد کند
بیگمان باز آید و بر بے زند

جملہ فرزین بند با مین عکس
مات بر ے گرد و بقصان کس

از تگرگ و ہیچ بیند خویش را
مملکت ناسور جانے جسم را

رد و خیز و زین چنین و بدین بہ
در و پیدا از حجاب آرد برون

تا نگیرد ہا دران را در دزہ
عدد او را از حجاب آرد برون

این امانت دل جان حاملاں
طفل و زادن نیاید ہیچ رہ

قابلہ چہ کند چو زن را درد نیست
این نصیحت با شان قابلہ است

آنکرا درد رسد رو شد رہنمون ست
در و باید درد کو کرا رہ ست

آن انا بے وقت گفتن لعنت ست
زانکہ بیدردی انا الحق گفتن ست

این انا منصور رحمت شد یقین
وین انا در وقت گفتن رحمت ست

لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را
وان انا فرعون لعنت شد یقین

سر بریدن چیست کشتن نفس را
مار نا و ترک گفتن بس را

آنچنان کہ فیش کز دم بر کنے
در حیا و ترک گفتن بس را

تا کہ یابد او ز کشتن ایمنے

پاک کہے اے منزہ از حسن و ضیا	پاک ہمہ عیب تو نے کیا	خوب گویا اے منزہ از حسن و بہا	پاک گردانیدم از عیبہا
شکر کہ حمد و شکر لائق ہست ما	حاضر و ناظر ہمارے حال کا	حمد لک الشکر لک یا ذوالمنن	حاضری ذاظری بحال من
الغرض جو کچھ کہ چاہا سو کیا	پاک بد کوشش تمل و خار ہا	حاصل آنکہ ادہر انچہ خواست کرد	خوب ہا بزشت را چون خار و درد
ہو وہ ہر اک با دشہ پر با دشا	کارساز یفعل اللہ ما یشا	اوست بر ہر با دشاہے با دشا	کارساز یفعل اللہ ما یشا

دعا و توبہ کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس بیمار کو

پس نبی بہرے کہا بیمار کو	یکمو اور بسمل کر دشوار کو	گفت پیغمبر مر آن بیمار را	این بگو سی بسمل کن دشوار را
آستانے فی دار دنیا یا حسن	آستانی فی دار عقبا یا حسن	آستانی فی دار دنیا یا حسن	آستانی فی دار عقبا یا حسن
مثل بستان را و مجمع کہ لطیف	تو بہ ہر مقصد پناہ اش شریف	راہ را بر با چو بستان کن لطیف	مقصد ما باش ہم تو اے شریف
حشر من مومن کہ ہستے اے ملک	کہ نہ من دوزخ تھی را دہ بہ تنگ	مومنان گوید دوزخ را ملک	گر تو دوزخ بودی را دشتر تنگ
مومن و کافر کہ اسیر ہو گذار	ہمچنے رو میروی در ہوان کہ بار	مومن و کافر بران پا بر گذار	نا مدیدیم اندریں رہ دو دو بار
پہ بشتہ بار گہ ہمو امن کی	پس کہان ہمو وہ گذر گہ اے بری	تا بہشت و بارگاہ و ایمنے	پس کجا بود آن گذر گہ و منی
پس ملک کہے کہ وہ باغ بہار	راہ من دیکھا خلائی جا پہ یار	پس ملک گوید کہ آن رو قہ فرض	کان فلان جا وید ایدا اندر گذر
پس نبی ہی دوزخ تھی را حکم عذاب	ہو گئی تر بہ گلستان ہمچو آب	دوزخ آن لحظہ بساتینگ بافت	بر شما شد باغ و بستان و درخت
تھے جواس نفس دوزخ رنگ کو	کر پر آتش رفتہ جنگ کو	چون شما این نفس دوزخ خوی را	آتشے کہ ہفتہ جوے را
کوشش بیہودہ کرکے کب بجھکو پا سکا	اور بجھایا آگ کو بسم خدا	چون بجد گرد بدا شد پر صفا	تا رد آشنید از ہر ہ خدا
نار سہوت کو تھی شعلہ یا رتی	سبز و تقوے ہوئی نور جلی	آتش شہوت کہ شعلہ میزدے	سبز و تقوے شد و نور رہے
آگ غصہ کی ہوئی ہر تے حلم	جہل کی ظلمت ہوئی نور علم	آتش خشم از شما ہم حلم شد	ظلمت جہل از شما ہم علم شد
نفس نار سی کو جو بس باغی کیا	وہ ہو گئی حسد تھا جو کہ خار	آتش حرص از شما ایثار شد	وان حسد چون خار بد گلزار شد
جو بجھائی نوش پانیش سے	چون شما این ہمہ آتش ہا خموش	پیر ما گشتید تا شد نوش نیش	
اور ہوا آسمن اک نخم دعا	نفس کی دوزخ بجھائی آپ سے	اندر و تخم دعا نید اشتند	
خوش نوا اور ہر چگہ نہرین رواں	بلبلان ذکر و تسبیح اندرو	خوش سرایان در چمن بر طرف جو	
تخم طیبے اپنے پیمبر کے ہوے	داعی حق را اجابت کردہ اید	در چمیم نفس آب آورده اید	
میری دوزخ بھی نہ تھے روا سطے	دوزخ ما نمیزد در حق شما	سبز و گشت و گشن و برگ و نوا	
کیا بدل احسان کا ہوا ہی پسر	چیست احسان را نکا فاتش پسر	لطف و احسان و ثواب بیشمر	
اور بقائے اور بر و فائی ہیں ہم	فرشتا گفتید ما قربانیم	پیش او صاف بقا ما فانیم	

ہم اگر مفلس و گر دیوانہ ہیں
مست ہم آں جام میخانے کے ہیں
ما اگر قلاش اگر دیوانہ ایم
مست آں ساقی و آں پیمانہ ایم

اُسکے ہم فرماں پر سر رکھتے ہیں
جان شیریں کو گرو ہم کرتے ہیں
برخط و فرماں او سر بے نہیم
جان شیریں را گرو کاں میدہیم

تا خیال اُسکا ہمارا سر رکھے
چاکری کرنا ہمارا کام ہے
تا خیال دست در سر ما رکھد
چاکری و بندگی کار رب ہے

جس جگہ شمع بلا روشن کرے
جان عاشق سیکڑوں ان پر جلے
ہر کجا شمع بلا افروختند
صد ہزاراں جان عاشق سوختند

جو کہ عاشق اندروں خانہ ہیں
شمع روئے یار کے پروانہ ہیں
عاشقانے کز درون خانہ اند
شمع روئے یار را پروانہ اند

وان چلا ہی دل کہ روشن مجھسے ہیں
اور بلائیں مجھسے جی گاشتہ ہیں
ای دل آں مجمر کہ با نور درخشن آفرید
وز بلا ہا مر ترا چوں گلخنے اند

جان کے اندر مجھسے جان کہتے ہیں
جو پیالہ کو سے بھکو بھرتے ہیں
در میان جان ترا جاں سنجیدند
تا ترا پُر باد و چوں جامے کنند

اُنکی جاں میں گھر کرے تو ای پسر
آسمان میں گھر کرا ہی بدر منیر
در فلک خانہ کنی ای بدر منیر
تا کہ بر تو سرہا پدید آمد

چوں عطارد دفتر دل باز کند
تا کہ تجھپر راز کو ظاہر کرے
چون عطارد دفتر دل باز کند
تا کہ بر تو سرہا پدید آمد

آگے اپنوں کے تو دیوانہ ہو
مارمہ کامل پہ مہ پارہ ہو جو
پیش خویشاں پارہ چوں مہ باز
بر مہ کامل زن ازمہ پارہ

اپنے گل سے جز کو کب پرہیز ہے
تو مخالف سے موافق کیسے
جز و از کل خود پرہیز چیست
با مخالف انیمہ آمیزیست

عیب کچھ ہمعیں پر تو اُسکی ہے
جنس کو دیکھ اُسکی رہ میں نوع بچ
جنس را ہیں نوع گشتہ رہزنش
بیضا ہیں گشتہ ہیں از پرتوش

تھوڑ فرقت سو بھی اُسکے کب ہے
عورتوں کے شل تو زینت کرے
تا چو زن عشوہ گری ای سر خرد
از دروغ عشوہ کو یابی مدد

تو ہر کھتا شل عورت کے بجب
چاپلوسی دخو شامد اور فریب
چاپلوس لفظ شیریں فریب
ے ستائی نے نہی چوں زن مکسب

کہ تا گمراہ بس تیری کرے
مدح و ثنا م و سیلے شہان
مدحت و ثنا مر وسیلے شہان
بہتر آید از ثناے مہرباں

کرتے تا کس تجکو قبال کسان
صنع شاہان کہ مجو و شہد و شکر
صنع شاہاں مجو و شہد و شکر
نا کسے گردی قبال کسان

اور بناہ روح میں تن جان ہے
زانکہ زیشان علت و ریبت رسد
در پناہ روح جان گردد رسید
نا کسے گردی قبال کسان

جان تو بھاگا ہی وہ اُسنا ہے
ہر کجا بینی برہنہ بے نوا
ہر کہ از اُسنا گریزد در جہان
در پناہ روح جان گردد رسید

ہر وہ دل اندخانہ کچھ حاصل ہی ہم
تا پنہان گردد کہ نبود اہدش
پیشہ آموز کاندریں آخرت
وان دل کور بدید حاصلش

کرتا اپنے آپ کو اُسنا چاہتا
اگر جہان گشتے کہ اُسنا تو آستی
خویش را خویش آشنا خواہد شد
خویش را خویش آشنا آرد بستی

جو جہان میں بھاگے ہی اُسناد سے
ہر کہ از اُسنا گریزد در جہان
از دولت میگریز دایں بدان
از دولت بگریز دایں بدان

کب تن کا پیشہ کھانا ہی ہے
درین کے پیشہ کو لینا چاہیے
جنگ اندر پیشہ و دعوی مزن
پیشہ آموختی پورست تن

تو غنی و مخفی عالم میں ہے
جو کہ نکلے دانے تو پھر کیا کرے
چون برزن آئی ازاں چون کنی
در جہان پوشیدہ و گشتی مخفی

سیکھ پیشہ آخرت میں جو کہ ہی
دخل کب مغفرت تجکو ملے
اندر آید دخل کے مغفرت
پیشہ را آموز کاندریں آخرت

وہ جہان بازار شہر کسب ہی
تا بخانے تو نہیں ہی کب سے
تا نہ پنداری کہ کسب اینجا ست
آنچنان شہریست بد باز آورب

حق نے فرمایا ایمان کا کسب ہے
بازی اگر اللہ کو نکی پیش اس کے

حق تعالیٰ گفت ایں کسب است جبان
پیش آن کسب لعب کو کان

جیسے اک لڑکا کہ لڑکے پر چڑھے
مثل صحبت کے مساس اس کے کرے

ہمچو آن طفلے کہ بر طفلے تند
شکل صحبت کن مساسے میکند

وہ مساس اُس طفل کا اک کھیل ہے
بس مقابیں صحبت مرد راہے

آن مساس طفل چہ بود جز ہوا ہے
باجماع رستمی و خارے

طفل بازی میں ہے سچ ہیں جبان کا
ہو نہ سود او گذند یہ مفت کا زیاں

کو دکان سازند بازی کان
سود نبود جز کہ تعطیل زمان

گھر میں بھر کا آئے جب رات میں
سب گئے اپنے ٹھکانے رہا تنہا ہو دو

شب شود در خانہ آید گر سنہ
کو دکان رفتہ بماند یک تنہ

رات مرگ اور بازی گہ ہے جہان
بھر کے جا تا جب خالی ہے زیاں

انجمان بازی گہ است و مرگ سب
باز گردی کیسہ خالی پر تعب

تو ہو تنہا سوئے خانہ کو رکے
اور فغان ہو ستر کی تو کرے

سوے خانہ گو تنہا ما نا ہو
با فغان و ہو ستر با ہو خواندہ

کسب بے بن کا عشق ہے اور جذب دل
نور حق کی قابلیت سے ترمل

قابلیت فرع ان ہے جزیاں
کسب فانی جا ستانی ہے نفس

کسب باقی خواہد آن نفس خس
چند کسب خس کنی بگذار بس

تیر مُوھے نفس پر گر کنی
بکر و حیلہ بھی لگا یہ ہا تھ یک

حیلہ کمے بود آخر ز یف
جگانا شیطان کا معاویہ کو وقت نماز صبح کے
بیدار کردن ابلیس معاویہ را کہ وقت نماز بیگاہ شد

یہ لعین آیا ہے کہ معاویہ
گھر میں سوتے تھے وہ اندر زا بہ

در حسب آمد کہ آن معاویہ
خفتہ بُد در قصر در بگشا دو یہ

گھر کے در کو بنا نا دیر سے کیا
تنگ تو گو نکی ملا قا تو نسے تھا

قصر را از اندرون در بستہ بود
کز زیارتہاے مرد خستہ بود

ایک نے اُنکو جگا یا ناگہاں
آنکھ کھولی تو ہوا وہ کس نہاں

ناگہاں مروی در ا بہ در کرد
چشم چون بگشاد جہان تنگ مرد

بولا یاں پر تو کیسا کورہ تبھی
کون ہے گستاخ یہ جرأت کری

گفت اندر قصر کس را رہ نبود
لیست کا بن گستاخی و جرأت فزود

اس مکانمیں ڈھونڈھنے تب لگا
تا کہ اُسے اس جیسے کا رہ بتا

گرد بگشت و طلب کرد آن زمان
تا ما بیابد زان نہان کنندہ نشان

پیچھے دروازے کے دیکھا ایک کے
کہ چھپا تا پیچھے پردے کے ہو رہ

در پس در او یکے را دید کو
در پس پردہ نہان میکرد رو

بولا ہیں تو کون تیرا نام کیا
بولا نام ابلیس مجھ بدنام کا

گفت نامم خاسل ابلیس شقی ست
گفت ہی تو کیستی نامت چیست

تو تو لعین مجکو جگا یا ہے کیو
مت کو مجھ جھوٹ بر عکس نہد

راست گو تا من نگویم بر عکس ضد
بولا اب وقت نماز آخر ہوا

جلد ما سجد کی جانب دَر تنا
سوے سجدہ زود بے باید دوید

عجلوا الطاعات قبل الفوت ہے
مصطفےٰ کا قول حدت کر دے

مصطفےٰ چون در دو حدت راسفت
عجلوا الطاعات قبل الفوت

بولا تو فی یہ غرض تیری ہے کیا
کر کرے تو رہنمائی خیر کی

گفت نے فی ایں غرض نبود ترا
کہ بچیزے رہنما باشی مرا

چور پوشیدہ خسان ہیں ہی بقب
اور کہے کر تا محافظ ہوں میں اس

در زد پنہان رہ کند در سکنم
گو یدم کہ پاسبانی میکنم

بین یقین کر تا نہیں ہوں میں لعین
چور کب جانے ثواب پاسبانی

من کجا با دو ریا یم زود را
درد کی داند ثواب مزد را

دوسری بار جواب دینا ابلیس کا معاویہ کو
دوم بار جواب گفتن ابلیس معاویہ را

خائف نجستند از جور قطاع الطریق — کس سبب سے ہو کہ پہنچے شر شفیق — خاطر نردی چین تو قطاع الطریق — از چہ رگ گشتی چنین برمن شفیق

بود ہم پہلے ملائک بھی ہوے — راہ طاعت پائی جنے جان سے — گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم — راہ طاعت را بجان پیمودہ ایم

ساکنان راہ کے محرم تھے ہم — ساکنان عرش کے ہمدم تھے ہم — ساکنان راہ را محرم بدیم — ساکنان عرش را ہمدم بدیم

پیشہ گادل سے کب ہو جاہ دور — صدر اگلی دل سے کب ہو جاہ دور — پیشۂ اول کجا از دل برد — مہر اول کز ازل در گل شود

گر سفر میں روم دیکھے پاتھن — دل سے تیرے جا سے کب ہے حب وطن — در سفر گر روم بینی پاتھس — از دل تو کی رود حب الوطن

مست[۱] ہیں مرنا ہے سے ہم بھی تو تھے — عاشق اس رگاہ کے ہم بھی تو تھے — ماہم ازستان ایں مو بودہ ایم — عاشقان درگہ وی بودہ ایم

نال اپنا مہر پر اشکی کشا — عشق اشکاجان ہماری میں رکھا — تاب ناز مہر اسپر بودہ اند — عشق او در جان ما کاریدہ اند

نیک ن دیکھا ہنے دہے — آب رحمت کھا ہنے نہر سے — روز نیکو دیدہ ایم از روز گار — آب رحمت خوردہ ایم از جوبار

کیا نہ بو یا ہکو کے فضل نے — ذکیا پیدا عدم سے ہکو ہی — ذکر ما را ست فضلش کشتہ است — از عدم ما را بہ اوبر دہ است

اسم[۲] بہت اسکی نوازش ہائی ہو — اوبر ہوا باغ فنا کی کھائی ہے — اے بسا کردی نوازش ہا بما — در گلستان رضا گردیدہ ایم

دست رحمت کا وہ رکھنا ہم پچھا — لطف کی چشمے وہ ہمیہ کھولنا — بر سر ما دست رحمت مے نہاد — چشمہاے لطف بر ما میگشاد

پچ پن میں جو ہیں ہنیا دودہ تھا — کون تھا جو اوجھلا ان اس سوا — وقت طفلی ہم کہ بودم شیر جو — گاہ وارہ ام کہ منبا نہ او

دودھ پین نے کب پیا اسکے سوا — پالا کسنے مجکو تھا اسکے سوا — از کہ خوردم شہد غم از شیر او — کہ مرا پرورد در بستر تدبیر او

شیر کے ہمرہ جو آیں عادتیں — دور کب مہر کے سبب ہو سکیں — خوی کان با شیر رفت اندر وجود — کی توان او را ز مردم واکشود

گر ہوا غصہ دہ دریاے کرم — بند کب ہوتے ہیں رحمت کا کرم — گر عتاب کرد در دریاے کرم — بستہ کاگر دند در باے کرم

اصل لقمہ اسکی تو لطف وجود ہی — فرش پے جو غبار آلود ہی — قہر بروی چون غبار عرعر است — اصل لقمہ شش لطف داد حق است

لطف ہی کے واسطے عالم بنا — اسکو خورنے نور زرون کو دیا — از براے لطف عالم آفرید — ذرہ تا را آفتاب و نور داد

حاصل ہی فرقت اسکی قہر سے — وصل کی قدر اس سے ہے کہ ہجر ہے — بہر قدر وصل ود انستن است — فرقت از قہر ش گر انستن است

اسکی فرقت جان کو دے ہو کہ شمال — تا کہ جانے قدر آیام وصال — سید ہر جان را فراغش شمال — تا بداند قدر آیام وصال

بولے پیغمبر کہ حق فرمائے ہی — قصد جہان ہو مر مخلوق سے — گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصد من از خلق جہان بودہ است

اور کیا پیدا کہ نفع مجھے لے — دست آلودہ ہو تیرے شہر سے — تا نشد دم دست کس بوسی کنند — آفریدم تا زمن سودے کنند

اے کہ طمع فائدہ اسکے سکھون — اور ہر بنہو ہے قبا کو چھولی ان — در بر بنہ من قبا ے بر کنم — زیر اے انگم من سودے کنم

مجکو[۳] بندے را ندہ درگہ کیا — دیکھتا ہون اسکا رد و خوش نما — چشم من بر رے خود ش ا مدہ است — چند روزی کز زمینم راندہ است

ایسے منہو ے فرا سیا ے عجب — ہر گیا ہر ایک شغول سبب — کز جہان آرد چنین قہر الہی عجب — ہر سبب انگرم کو عارف ست

ہر دو حادث من سبب نے یکون — کیونکر حادث حادثے کا ہو سبب — زانکہ حادث حادثے را یاعدست

لطف پہلے پیر میں کہتا ہوں لطف — اور اس حادث کو میں بتلاؤں تم

ترک سجدہ سے ہوئے وہ مسند سے ہیر — دانچہ او حادث دوبار ہم کنم

دوستی سے پہ مسند ہجر کریں — عشق سے ہی مسند ہجر کریں

کرنا غیرت دوستی کی شرم ہے — دوست ہمرہ غیر کے تئیں نشین

جو کہ حق کی اس سوا بازی تھی — جیسے کہنا چینک پر چڑیا ہے

پیچ لے تکمیل ایک دو بازی کی تھی — بولا بازی کہ نہ جانوں میں یہ بازی تھی

اسکی لذت اس بلا میں بھی تھی — جان کو اپنی بلا میں ڈالنا ہی

کسطرح کوئی چھڑائے آپ کو — بات ہو نمیں بات ہو نہیں بات ہوں

قبضہ کا جو رکب گل سے چھڑے کے وجد — شش جہت میں جو ہو وہ اس میں ہے

خواہ کفر و خواہ ایمان مانگتا ہو — سانحہ آسکا ہے اور آن مانگتا ہو

پھر تقریر کرنا سماع و قبضہ کا مکر ابلیس کو ساقط کرکے

لطف سابق را بطل سازیم تم — دانچہ او حادث دوبار ہم کنم

ترک سجدہ از حسد گیریم کہ بود — این حسد از عشق خیزد نہ ز جحود

این حسد از دوستی خیزد یقین — کہ سجود با دوست تحریم است حسنین

ہست شرط دوستی غیرت پذیری — ہیچ شرطے عطف گفتن بر تری

چونکہ بر لطفش نزد این بازی نبود — گفت بازی کن چہ دانم در خزد

آن یکے بازی کہ بر من باختم — خویشتن را در بلا انداختم

در بلا ہم بے چشم لذات او — بات او یم بات او یم بات او

چون رہا ماند خویشتن را اسیر — ہیچکس رشک محبت بر نگشودہ

ہر دمش از گلشن جانی بوئے — خاصہ کہ چون مراد الحق دہند

ہر کہ دشمن او درون آتش است — ادہن بر ماند کہ خلاق شش جہت

خواہ اگر خدمت اگر ایمان او — دست بان خدمت و آن او

پھر تقریر کرنا سماع و قبضہ کا مکر ابلیس کو ساقط کرکے

ابلیس لعین نے کہا سچ ہے ورے — تیر اعضا سے کہ کم ہے جان لے

تو نے مجھ سے لاکھ کو ڈھکا دیا — اور خزانہ چون نقب بگر کھا

اگ تو تجھے ملعون چار نہیں — جامہ کہ کا تجھے ہے یار نہیں

طبع تو آتش جلانے کی رکھے — بے جلائے چین کب رہے تجھے

یہ ہے لعنت کہ تجھے سوزان رکھے — سارے چور و ڈنکا تجھے مہتا رکھے

نفسکی کی تو نے حق کے رد پر — کب میں پاسکتا ہوں تیرا کہ پر

سرفت تیری چون آواز خفیہ — مرغ کی ہے بانگ لیکن بے گہ

اسنے صدا مرغ کو دھوکا دیا — مرغ نے جانا کہ یہ ہے کی شنا

جو ہوا میں دو سنے بانگ صفیر — وان ہوئے آئے اور ہوئے سیر

قوم نوح ہے نالان تیرے مکر سے — دل کباب او سینہ زخمی و پر کھے

جادو کو عالم میں تو نے دی ہوا — اور عذابوں میں کھا تو نے بھیجا

سنگسار تجھے قوم لوط کو — کالے پانی میں ہوں تجھے بھیجے و

مغز نکالا تجھے بس نمرود کا — تو نے صدا فتنہ کو بر پا کیا

لطف میرا وہ کہ انبیا را رسید — لیک بخش تو از انہا کاست

صد ہزاران چون مرا تو رہ زدی — حفرہ کردی در خزانہ آمدی

اقتضے از تو بسوزم چار نیست — گبست کہ در بے حیائی یار نیست

طبعت ای آتش چو سوزندہ آمدست — تا نسوزانی تو رخت چار نیست

لعنت این باشد کہ سوزت کند — او ستاد و جملہ زدات کند

من کہ ہم پیش کرت ای عدو — باخدا گفتہ شنیدی بارہا

مرغ خانگی ست تا مرغ گیر — معرفت ہائے تو چون بانگ صفیر

مرغ غرہ کاشنائی آمدست — صد ہزاران مرغ را او رہ زدست

از ہوا آید شود دانچا اسیر — در ہوا چون بشنود بانگ صفیر

دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند — قوم نوح از مکر تو در نوحہ اند

او فگند در عذاب اندر جہان — عاد را تو باد دادی در جہان

در سیاہ آبہ ز تو خورند غوط — از تو بود این سنگسار قوم لوط

مغز مرد و راز تو آمد رکیک — ای ہزاران فتنہا انگیختہ

عقل و عون تو کی اندھی ہوئی
تو لب با اہل تجھے ہو گیا
تو نے اس شطرنج پر بس یار کی
پس غرور بند ہیں مشکل ترے
تو ہی بحر پاک فطرہ خلق ہے
مکر ترے تیر چھپیں پا بکل
پس ستارہ سا تجھے موزوں
وین سلیماں تو نے پایا تجھے
مثل ماہم تجھے فاجر ملیں

اور نہ پایا پھر وقوف اسنے کبھی
وا الحکم لو جہل تجھے ہو گیا
کر دیا ہوجات راہ ہتا کو
سوختہ جان تیرہ باطن ہوئے
اے سلیماں ذرہ تو دیوں کو تاد
اوتاق خوفناک ہیں ہم
پس ستارہ سا تجھے موزوں
اے سلیماں تو نے پایا تجھے
تھے وہاں ہم جیسا کافر ملے گیا

عقل و عون تو کی اندھی ہوئی
تو لب با اہل تجھے ہو گیا
تو نے اس شطرنج پر بس یار کی
پس غرور بند ہیں مشکل ترے
تو ہی بحر پاک فطرہ خلق ہے
مکر ترے تیر چھپیں پا بکل
پس ستارہ سا تجھے موزوں
وین سلیماں تو نے پایا تجھے
مثل ماہم تجھے فاجر ملیں

اور نہ پایا پھر وقوف اسنے کبھی
وا الحکم لو جہل تجھے ہو گیا
کر دیا ہوجات راہ ہتا کو
سوختہ جان تیرہ باطن ہوئے
اے سلیماں ذرہ تو دیوں کو تاد
اوتاق خوفناک ہیں ہم
پس ستارہ سا تجھے موزوں
اے سلیماں تو نے پایا تجھے
تھے وہاں ہم جیسا کافر ملے گیا

پھر جواب دینا ابلیس کا معاویہ کو مکر کے چھپانے میں

پاسخ جواب ابلیس معاویہ را در اخفاے مکر

تو لب ابلیس سے کھول ان کا
میں تک ہوں تلب کو انفلاق
امتحان شیر مرد کلیم کا
میں ہوں عمرات کشکن ہوں
یاک کی میں رہنمائی کرتا ہوں
اور بد کی پیشوائی کرتا ہوں
ہمیشہ نیکوں کا اور میں ان ہوں
شاخ جو کہ خشک ہو تو کاٹ ڈالے
تاکہ دیکھو جلس حیوان کون ہے
اگر گی آہو ہے جو پاک جنے
گھانس ہڈی آگے اسکے ڈال لو
جانب ہڈی مور غیب سے دوڑے
گھانس کو دوڑے تو اب جان لو
قہر و لطف الٰہیں جو جڑا ہوا
گھانس اور ہڈی کو بس تو کر پہچان
گرغذاے نفس لیوے ہے بڑا
اگر کرے خلیت جان کی ہو وہ خبر
گرچہ دونوں ہیں ایک ہی کام کے
انبیا طاعت کو کرتے ہیں عیاں
اور محمد شہوت کو کرتے ہیں عیاں

امتحان شیر مرد کلیم کا
میں ہوں عمرات کشکن ہوں
یاک کی میں رہنمائی کرتا ہوں
اور بد کی پیشوائی کرتا ہوں
ہمیشہ نیکوں کا اور میں ان ہوں
شاخ جو کہ خشک ہو تو کاٹ ڈالے
تاکہ دیکھو جلس حیوان کون ہے
اگر گی آہو ہے جو پاک جنے
گھانس ہڈی آگے اسکے ڈال لو
جانب ہڈی مور غیب سے دوڑے
گھانس کو دوڑے تو اب جان لو
قہر و لطف الٰہیں جو جڑا ہوا
گھانس اور ہڈی کو بس تو کر پہچان
گرغذاے نفس لیوے ہے بڑا
اگر کرے خلیت جان کی ہو وہ خبر
گرچہ دونوں ہیں ایک ہی کام کے
انبیا طاعت کو کرتے ہیں عیاں

لفت ابلیس شاہان را مقلد
امتحان شیر مرد کلیم کا
قلب را من کہ سیہ کردہ ام
نیکوں را پیشوائی میکنم
نیکوں را پیشوا نمی سازم
این عملہاے نہم از بہر چیست
اگر گی از اہو جوزاید گور کے
تو گیاہ و استخوان پیش برند
گر بسوے استخوان آید سگ حرص
قہر و لطف ہفت شہ پاکیزہ گر
تو گیاہ و استخوان او مر کن
گر غذاے روح خواہد بر دوام
گر کند او خدمت تن چست تر
دشمنان شہوت مرغضہ میکنند

مقل و عون تو کی اندھی ہوئی
تو لب با اہل تجھے ہو گیا
تو نے اس شطرنج پر بس یار کی
پس غرور بند ہیں مشکل ترے
تو ہی بحر پاک فطرہ خلق ہے
مکر ترے تیر چھپیں پا بکل
پس ستارہ سا تجھے موزوں
وین سلیماں تو نے پایا تجھے
مثل ماہم تجھے فاجر ملیں

اور نہ پایا پھر وقوف اسنے کبھی
وا الحکم لو جہل تجھے ہو گیا
کر دیا ہوجات راہ ہتا کو
سوختہ جان تیرہ باطن ہوئے
اے سلیماں ذرہ تو دیوں کو تاد
اوتاق خوفناک ہیں ہم
پس ستارہ سا تجھے موزوں
اے سلیماں تو نے پایا تجھے
تھے وہاں ہم جیسا کافر ملے گیا

امتحان شیر مرد کلیم کا
میں ہوں عمرات کشکن ہوں
یاک کی میں رہنمائی کرتا ہوں
اور بد کی پیشوائی کرتا ہوں
ہمیشہ نیکوں کا اور میں ان ہوں
شاخ جو کہ خشک ہو تو کاٹ ڈالے
تاکہ دیکھو جلس حیوان کون ہے
اگر گی آہو ہے جو پاک جنے
گھانس ہڈی آگے اسکے ڈال لو
جانب ہڈی مور غیب سے دوڑے
گھانس کو دوڑے تو اب جان لو
قہر و لطف الٰہیں جو جڑا ہوا
گھانس اور ہڈی کو بس تو کر پہچان
گرغذاے نفس لیوے ہے بڑا
اگر کرے خلیت جان کی ہو وہ خبر
گرچہ دونوں ہیں ایک ہی کام کے
انبیا طاعت کو کرتے ہیں عیاں

لفت ابلیس شاہان را مقلد
امتحان شیر مرد کلیم کا
قلب را من کہ سیہ کردہ ام
نیکوں را پیشوائی میکنم
نیکوں را پیشوا نمی سازم
این عملہاے نہم از بہر چیست
اگر گی از اہو جوزاید گور کے
تو گیاہ و استخوان پیش برند
گر بسوے استخوان آید سگ حرص
قہر و لطف ہفت شہ پاکیزہ گر
تو گیاہ و استخوان او مر کن
گر غذاے روح خواہد بر دوام
گر کند او خدمت تن چست تر
دشمنان شہوت مرغضہ میکنند

نیک گو جو بد کروں بین خوش ہوں
خوب کو بین زشت کر دوں تو بین
آئینہ حبشی بنائے دے
آئینہ بولا کہ مجھ سے رکھا
گر دیا ہوں بہت گو تجھ
بین گواہوں کب گواہی
رکھتا جس جا بین
بکھرا ہوں جس جا بین
یا غبان سے مشک کہتا
یا غبان کہتا ہے جا
مشک کہتا ہے نہیں مجھ بین
یا غبان کہ وہ آگ ہے
تو ہوا ہے جا
اصل بد اور تخم بد
خوش سے شاخ نخل
گر نہ نگا یا نگا بد
یا غبان گو بد
یا غبان گو بد
جا بد
تخم تو بد بد وہ
شاخ نخل ار خوشی
گر ترا بد ار کروم

بین ہوش ای خالق مطلق بین
آئینہ بین خوب بد کا
گر سیہ رو کہوں خطا
جرم آئینہ کا ہے کہ آئینہ
تا کہوں بین کہ زشت خوب
اس مخالف سے خوش
اس گواہ ہم پر
ہر کجا بد خوب
بد کجا بد خوب
کسلے بد
کسلے بد جرم کا
کاش کج ہوتا
اور آب زندگی کے
کب رخ خوش سے
اگے تن بین بے
عادت اصلی مری
ایک چوں بد مسلم
خوب اور خوب
سوخت بد آئینہ
گفت آئینہ کہ
او مرا غماز کرد
بد کجا بد خوب
کسلے بد جرم کا
خشک گو بد
یا غبان گو بد
جا بد
تخم تو بد بد وہ
شاخ نخل ار خوشی
گر ترا بد ار کروم

ایسا بین خالق
زشت اور خوب
کاہے سیہ رو
جرم اس کا
بد ہے
ایسا بین خالق
ترے قبضہ
ایسا بین خالق
خشک گو بد
مرا چہ
اس بد
اندر آب زندگی
یار تو خوش
خوے اصل

سخنی کرنا معاویہ کا ابلیس علیہ اللعنۃ سے و عنف کردن معاویہ با ابلیس علیہ اللعنۃ

دعوی بی بدے ست تکرار کر
تو ہی رہبر بین ہو
کافری سے سامان کو
مشتری کب ہو کیسکا
کیا گرو بین رکھتا
گر فسون اگر دمے

گفت امیرا ہی راہزن
راہزنے تو بین
گر رخت بین مگر
مشتری نبود کسے
تا چہ دارد این
گر یکے فصل دگر

مرترا وہ نیست درین
ہر لباسا نے کہ آری
تو نہ رخت کسے را
ورنہ باید مشتری
ای خدا فریاد ما را
بر دو خواہد این

زاری کرنا معاویہ کا درگاہ حق بین بکر ابلیس سے اور فتح چاہنا

جوں دعوان بین با تن تنگی
رحم کردی نہ کملی
این حدیثش چو دست
رحم کن ورنہ کلیم

بحث شیطان پر غلبہ ہر مجیب — کہ دو فتنہ ہر بد و ہر نیک ہی — من بحمت بر نیام یا ابلیس — کہ است فتنہ ہر شریف و خسیس

بس ہوا آدم علم الاسماء لقب — پر مقابل برق سگ نے از تعجب — آدمی چون علم الاسماء است — آنک چون برق این سگ کو گشت

سگ کو جنت سے گرایا خاک پے — مثل مچھلی شست بین پیدا شکے — از بہشت اندر فتش ہر روز خاک — چون سمک ربت و شد از ماء سماک

تا رتب انا ظلمنا کب ہمہ نہ مکر افسوس کے اشکی انتہا — نوحہ انا ظلمنا نیز ہے — نیست شان فسوس شرما حدے

ہر شرارت اشکی ہمراک بات مین — اندرین ہر حدیث او شرست — صد ہزاران سحر و صد مکر است

مردکی مردی کو باند ہمراں نفس — مرد و عورت مین کہ فرزن ہو بس — مردی مردان بیند دور نفس — مردی و درد مرد افروز و مہیں

اہر ابلیس خلق سوز فتنہ جو — کیلیے مجکو جگا یا سیج کمو — اہی ابلیس خلق سوز فتنہ جو — بر جیم پیدا کر دی رحمت کو

کیونکہ محبت مین نہ غالب کجھی ہو — پس غرض بے مکر اپنی تو کہو — اہین غرض کو درمیان شے فنی

پھر بیان کرنا ابلیس کا مکر اپنے کو ساتھ سعادیہ کے باز نقد ہر ابلیس تلبیس خود را با معتقدانہ

بر لوائے کہ مرد مؤے بدگمان — کشف ہر مرد دیگر باشد بدگمان — نشنود و ارست را ہا صد گمان

بس کسیکا دل خیال اندیش ہو — جو دلیل آے خیال اندیش کا — چون دلیل آری خیالش بیش شد

آسین جائے جو سخن علت بے — تیغ غازی چوبر کی آلت بے — چون سخن در زور آید حجت شود

یہ جواب اسکا کہ مین اک بت ہون — گفتگو ابا سے ہوتا ہے جنون — ہست با ابلہ سخن گفتن چنون

پس جواب او سکوت است پر سکون — کہ ہوا شرسے تو اسکے قید بس — گر تو از شر شر یابی مدتی ہیں

تو ز حق تر مرو از وجد قطع نفس — جانو شر سے تا کر اس نفس خبیث — رو بنال از شر این نفس لئیم

ساقۂ حق کے کجھے سے رد کیلیے — تو زمین باحق چنانی اے حکیم — تب بگیرد طبع تو مختل شود

کھائے تو حلوا تو دل ہون ہے — اور بخار آئے طبع ناخوش کی ہو — تا خوری حلوا تراد آں شود — چون نہ بینی از خود این ابلیس را

بے گنہ لعنت کیے ابلیس کو — کیون نہ دیکھے خود وہی اس ابلیس کو — بے گنہ لعنت کنی ابلیس را

فہ بہ شیطان کے ہمجھے از جہو — مثل رو بہ سر کہ دنبہ جائے تو — نیست از ابلیس ان قسم ہوئے تو

جو کہ دنبہ مین تو دیکھے دنبہ کو — دام ہوے اور نہ جانے روبہ تو — گر تو روبہ سے نہ دیکھے دنبہ را

اپنے تئین جانے تو دانش گئی — خواہش نہ جانے اندھی عقل کی — زان ندانی کت ندانش در کمر

خبث کا لاشیا یعنی الو بصیم — نفسک اسوء جانب لا تختصم — چبک الاشیا یعنی دلبصم

ست گنہ رکھ اور شیخ عار کیو تو — جاہتا ہون مین تو مرون کینہ کو — تو گنہ بر سن منہ کو کر کہ بسین

درمون کینہ انتلاف طبع سے — نفس چار دن منصفی کی مجھ مین کی — درمون کہن ہست از طباع مختلف

اپنا شیطان ہون برائین نے کیا — منظر ہون رات بیر ی ون چیا — من بدی کردم تو نیکی ہم بیار

ہر مجھے ہمیشہ درد و سوز سے — موسم سردی مرا گرمی بے — ہم امید خیزدم با درد و سوز

Stamp: 1240

مثنوی مولوی رومی

مین ہوا بدنام ہون مخلوق مین	فعل اپنے مردوزن مجمع مین کہین	استم گشتم سیان خلق من	فعل خود برمن نہد ہر مرد زن
بھیڑیا بیچارہ بھوکا گرچہ ہے	ہوگیا بدنام جو عشرت کرے	گرگ بیچارہ اگرچہ گرسنہ ست	ستم باشد کہ او را ظلمہ ست
جو ضعیفی سے نہ رستہ جل سکے	خلق کہتے ہی تجھکو کہ کھا ڈے ہے ہر	چونکہ خواند مرد ضعفان را زلوت	خلق گویند بیچہ ست از لوت خویش

پھر عاجز کرنا سائر کا ابلیس کو اور جواب دینا اسکا باز الحاح کردن معاویہ مر ابلیس را و جواب او

بولا کب چھوڑون تجھے بے سچ کہے	داد سو سچ بلا نی ہو تجھسے	گفت غیر راستی نرہانَد مرت	داد سوے راستی بخواہند مرت
سچ کرونا تا تھ سو میرے چھوٹے	کب غبار جنگ بیٹھے کہ سے	راست گوناواری در جنگ من	کم نہ نشاند غبار جنگ من
بولا کیسے جلدے سچ اور جھوٹ کو	اسو خیال اندیش پر اندیشہ تو	گفت چون داند فروغ دروغ را	اے خیال اندیش پر اندیشہ ما
بولا پیغمبر کے تبلا یا بتا	کہ محک کھوٹے کھرے پر ہو کھا	گفت پیغمبر نشانے دارد ہست	قلب نیکو احمک نہاد ست
ہو کیا الکذب ریب فی التعلیب	باز الصدق طمانین طلوب	گفتہ ہست الکذب ریب فی التعلیب	باز الصدق طمانین طلوب
دل نہین خوش ہوتے کبھی سو دروغ	تیل بادام سے نہ زیادہ ہو فروغ	دل نیارامد ز نقصان در دروغ	آب و عن سیچ نفزود فروغ
دل کو ہے آرام سچی بات سے	سچ ہو دانہ دام دل کے واسطے	در حدیث راست آرام ہاست	راستیہا دانہ و دام دل ہاست
گر ہو دل بیمار منھ ہو بد مزا	کر نہ جانے چاشنی کا ذائقا	دل مگر بیمار باشد بد دہان	کو نداند چاشنی این و آن
سچ و بھاری سے جو دل ہو سلیم	جھوٹا دیکھے مزہ سے تو علیم	چون شود از سچ دلت سالیم	طعم صدق ذکذبا باشد علیم
حرص گیہون کی جو آدم کو ذرا سی	دل سے آدم کے سلیمی لیگئی	حرص آدم چون سوے گندم فزود	از دل آدم سلیمی را ربود
تیرے کہ جھوٹ کو تُو نے سنا	ہو کے بیغم زہر قاتل کھا لیا	پس دروغ عشوہ ات را گوش کرد	غرہ گشت و زہر ہا قاتل نوش کرد
فرق اگر کرتے ذرا دم مین کیا	تو تمیز اہل ہوس سے لے گیا	گر دمی از گندم مذلت آنفس	می برد تمییز از اہل ہوس
خلق مست از زر ہی اور ہوا	جو قبول اب کہ تجھ سے کو کیا	خلق مست آرزو و دست و ہوا	زان پذیرا نید پستان ترا
جو ہوا سے باز اپنے کو رکھے	قصے راز اگر گوش اپنا کرے	ہر کہ خود را از ہوا حر باز کرد	گوش خود را آشنائے راز کرد
جس طرح سے اس حکایت مین کیا	اسکو سن تا قید سے ہو تو رہا	همچنانکہ در حکایت گفت اند	لشنو آنرا تا کشاید بستہ بند

شکایت کرنا قاضی کا آفت قضا سے اور جواب پانا اسکے کا شکایت قاضی از آفت قضا و جواب نائب او را

رو تھا قاضی کیا جواب کو	بولا نائب قاضی کیون ڈرا ہو تو	قاضیے بنشاند مر دیگر بجست	گفت نائب قاضیا گریہ چہ ست
یہ نہ وقت گریہ و فریاد ہے	وقت شادی و بہار کبا وقت	این نہ وقت گریہ و فریاد ست	وقت شادی و بہار کبا وقت ست
بولا کیسے نکر حکمرانی کرسکون	جاہل اک مایوج عالم کے مرتا	گفت آہ چون حکم راند بر یکے	صد میان آن دو عالم جاہلے
اپنا جھگڑا جائے ہو یج و لون عدل	قاضی بس کیا جائے انکے بھیجکر	آن دو خصم آرد تہ خورد و قاضی اند	قاضی مسکین چو راند زیرکی و بند
جاہل و غافل ہے انکی حال سے	کیسے جانے انکے خون مال سے	جاہل ست و غافل ست از حال شان	چون مرد در خون شان و مال شان

بولاوه عالم بین برعلت رهین — تو همی جاهل برشمع اندرین

گیرد که علت کو نمیں کھتا ہو تو — پاک رکھے آنکھ کے تو نور کو

آن دعا اور علت سے علم نکلا گیا — اندھا اور علت سے علم نکلا گیا

جس کو بے علتی عالم کرے — دل سے علت علم کو زائل کرے

جب تلک سُنت نہ لے بینا ہو تو — جب ملے آنے تو بیدل اندھا ہو تو

مین بے عادت سے کری ترک ہوا — کھانا کم کھانا ہو شہوت کا سبب

روشنی سے دل مرا آگاہ ہو — از حقیقت جانے شمع کو بصیرت سے

اقرار کرانا معاویہ کا ابلیس لعین سے — باقرار آوردن معاویہ ابلیس لعین را

اے سگ ملعون دے میرا جواب — سچ کہو اور بصیرت سے مت کرو شک

کیسے تو لے بگلا پاہے مجھے — تو تو بگلے کا ہو دشمن جان سے

تو سلامت باش ہے خشنودی تیرے — عقل جیتا ہو کہ مرکی طرح سے

گر دیا ہو مین نے جو سیب مجھے — جانتا سچ کہ ہون مت میل کرے

کسی سے مین طمع رکھتا ہون تو — جو کہ عادت در طبع مین ہو مری

مین نہ سرکے شکر ہون جو ہو ند — از نخست سے ہون مرا دی چاشنی

مثل کافر مین نہ ہے ذوق ہدیٰ — کہ وہ حق ہو یا کہ ہو حق کا ہمتا

مین نہ آبچو مین ہون جو ہو نہ — مین نہ آبچو مین ہون جو ہو نہ

مین شباہین ہے ذوق جوئے مرا — جو بگلا مین مجھکو کا شریک مین

سچ کہنا ابلیس کا بھید اپنے کو معاویہ سے — راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با معاویہ

کرد جملے بس کہ ابلیس لعین — میرے کی جنگے نے اس سے سنے

تب دیا کر بات وہ کہنے لگا — اے سلے مین نے جگا یا بگلوا

تا لے بگلو جماعت کی نماز — نیچھے پیغمبر کے ہو یا صد نیاز

گر قضا ہوتا ترا وقت نماز — یہ جہان تاریک ہوتا بند راز

رد تا واش دو اس نقصان سے — اشک باری چو مثل شک کے

درد نقصان ہوتا جائے صد نماز — بس کمان ہو وہ نماز اور پیناز

گفت خصمان عالم اندر حبسی — جاہل نو لیک شمع سے

زانکہ تو علت ندارے ہو بینا — وان فراغت ہے نفی ردیگران

ان دو عالم کر غرض نے کر دیا — علم شان را علت زند گر کرد

جس کو رے حبسی عالم کرے — علم را علت زوا ما برکند

تا تو شہوت نستدی بینید رہ — چون گلیم کردی فسرد و بند رہ

از ہوا من خمے را دا کردہ ام — تقمہ شہوت کم خورد رہ ام

چاشنی گیرد دلم شد با فروغ — راست را داند حقیقت از دروغ

ذوق طاعت کی جو رکھتا ہو کوئی | صبر ہرگز نہ ہو اس کے اگ مفتری | ذوق دار دہر کے برداشتے | الوجوم کیسہ از دے ساختے

فضیلت حسرت کرنا اس شخص کی اوپر ترک ہونے نماز جماعت کے | فضیلت حسرت خوردن آن شخص بر فوت نماز جماعت

آمد اک مسجد کے جاتا تھا جوان | نکلے مسجد سے باہر مردمان | مردم از مسجد ہمی آمد برون
پوچھا اُس سے کیا جماعت ہو گئی | جو چلے مسجد سے جلدی تم سبھی | گفت ہر سان کہ جماعت چہ بود
ایک بولا کہ پیمبر نے نماز | با جماعت کی ادا اور با نیاز | با جماعت کرد و فارغ شد ز راز
کیلئے جاتا ہی تو اے مرد خام | جبکہ ہو چکے ہیں سلام | چونکہ بنشست بر ادست السلام
آوازی وہ لگانے فرعون | آہ اُسکے دل سے وہ نکلے خون | آہ او سیلہ او از دل بر ے خون
بولا اُس مجمع سے اک اس آدمی کو | دے مجھے مرن نماز اپنی تو دو | آن یکے از جمع گفت این آہ را
بولا مین نے آہ دی اور لی نماز | اُسنے لی وہ آہ یا عجز و نیاز | آدمت آن آہ را با صد نیاز
با نماز و عجز و زاری وہ بھلا | باز تھا شہباز ہو کر وہ چلا | باز بود و در رہے شہبا گشت
خواب مین اللہ نے اُس سے یہ کہا | کہ فریدہ آب حیوان و شفا | گر فریدے آب حیوان و شفے
اسکی برکت سے کیا جو کہ حصول | ہو گئین سب کی نمازین قبول | شد نماز جملہ خلقان قبول

تتمہ اقرار ابلیس کا معاویہ سے مکر و فریب اپنے مین | تتمۂ اقرار ابلیس با معاویہ مکر و فریب خود را

پس کہا شیطان نے اُسکے اے امیر | مکر اپنا مجھسین ہو بس گزیر | مکر خود را مدر میان با مدر نہاد
گر قضا ہوتی نماز شام تری | کرتا تو آہ و فغان اُس سے خود ہی | نیز دی از درد دل آہ و فغان
وہ تاسف و فغان اور وہ نیاز | بہتر اُسکو پاتے کب دسو نماز | در گہ تشے از درد صد در گہ نماز
فوت ہی مین بھگا یا بس تجھے | تا نہ مل جاتے حجاب اُس آپ سے | تا نہ سوزاندے جنان آہ جہیب
تا نہ حاصل ہو تجکو ایسی آہ ہو | تا نہ اُسکے ساتھ تجکو راہ ہو | تا بدان راہے نیابد مر ترا
ہون حسود اپنا سے کیا ہو تم مین | مین ہون دشمن مکر سے کام مین | من عدو م از حسد کردم چنین

سمجھا جانا معاویہ کا ابلیس کو اُس قول مین | تصدیق کردن معاویہ ابلیس را در آن قول

بولا سچ تو نے کہا سچا ہے تو | ہر کے یہ مجھے لائق اُسکے تو | از تو این آید تو این بالا تئے
تو ہی مکاری کے کھی کا شکار | مین نہ کھی ہون اے گنج چو مار | من نیم ای سگ مگس حمت میار
ہون شکاری شہ کا مین باز سفید | باز سپیدم شکارم شہ کند | صعوہ تے کے گیرد مرمن چند
پر ترا اے چور ملعون کام ہی | لائے مکھی کو وہی پر سد ے | سوے دوغ آری مگس را زینہین
جا پکڑ تو مکھیان جبتک سکے | مکھیون کو تو وہی پر جا ے | سوے دوغے زن مگسار اصلا

اگر بلائے شد کی تو سمت جو | وہ وہی ہو بالیقین اے رجوت ہو | ور نجوانی تو لبسوے آمین | ہم دروغ و دروغ ہند ان تعیین
جو دکھایا تو نے مجکو خواب تھا | جو دکھائی کشتی وہ گرداب تھا | تو مرا بیدار کر دی خواب پر | تو نمودی کشتیم گرداب بود
تو مجھے اس خیر میں جو کر بلائے | تا مجھے تو خیر ہو ہے بجائے | تو درین خیرم ازان جو آمد | نازم خیر ہو ہے میرا مدے

بھاگنا چور کا صاحب خانہ کا تعاقب نہ کرنا بسبب آنے اور دینے دوسرے شخص کے گرفتہ نہ زدا بدست صاحب خانہ باو از شخص دیگر

یہ ہر ایسا اک نے دیکھا جو رکو | گھر میں در در ڈاکہ پڑتے سنکو دو | این بدان ماند کہ شخصے فرد دید | در دروغ ناقہ بے او سجدہ دید
اور اسکے پیچھے دوڑا امر خدا | کہ پسینے میں ہوا وہ تر بتر | تا دو سہ میدان ہی ہوا اندیشہ اش | تا در افگند از تعب اندر غریش
وہ جو اس حملہ میں نزدیک آگیا | جا کہ کپڑے اُسے وہ بر ملا | اندران حملہ کہ نزدیک آمد اش | تا بدو ماند جسد ریا بدش
دوسرے اک چور نے آواز دی | کہ تو آگے یہ بلا دیکھ اسی اخی | وز دو دیگر بانگ کردش کہ بیا | تا بہ بینی این علامات بلا
لوٹ جلدی سے تو آ اے مرد کار | اور میان کا دیکھ تو چال نار | زود باش ہا باز گرد اے مرد کار | تا بہ بینی حال اینجا نا زار زار
جو سنا یہ مرد ہوا اندیشہ ناک | دل میں سوچا کہ ہوا چاہ بہ چاک | چون خیال این در گذشت اندیشناک | گفت باخود کشتگیر اے جا بہ چاک
سو چا شاید اس طرف اک چور ہو | مین نہ پھر جاؤں تو در پیچھے مجھ پر دو | گفت باشد کان طرف بے زر بود | گر نہ گردم دو اد برمن درد
مارے وہ میرے زن و فرزند کو | فائدہ کیا مارنے سے اسکے مجھ | بر زنی فرزند من ہستے زند | کشتن این دزد مسودم اگر کند
یہ مسلمان ہے بلا تا جو مجھے | اگر نہ جاؤں تو ندامت ہو مجھے | این مسلمان از کرم بخواہیم | گر نہ گردم دزد بیہش آید ندم
اسکی شفقت کے بھروسہ پر چلا | چھوڑ کر اس چور کو دان سے پھرا | بر امید شفقت آن سیکنوا | ور دزد را بگذشت تا آمد براہ
بولا میرے یار کیا حال ہے | یہ فغان تیری ہی کسکے ہاتھ سے | گفت اے یار نکو احوال چیست | این فغان و ناگہ از دست کیست
بولا یہ ہی کھوج پاؤن چور کا | اسطرف سے ہو گیا وہ پُر جفا | این طرف رفت ست دزدان عزیز
یہ نشان ہے دیکھو پاؤن چور کا | اس طرف پر اسکے پیچھے اب جا | در پے او رو بدین نقش نشان
بولا اوہے عقل کیا گستاخ تو | مین نے تو پکڑا تھا آخر چور کو | گفت اے ابلہ چہ بیگو کی مرا | من گرفتہ بودم آخر دزد را
تیرے کہنے سے تو چھوڑا چور کو | تجھ گدھے کو آدمی جانا تھا مین | دزد را در بانگ تو بگذاشتم | من تو خر را آدمی پنداشتم
کیا تری ہیودہ گوئی اے فلان | جب حقیقت ہائی بین کیا نشان | من حقیقت بافتم چو بو نشان
بولا تو سکا رہا بے عقل ہے | یہ نشان اگر حقیقت سے کرے | این نشانہا از حقیقت اگہم
مین نے پکڑا چور تھا شکل سے دان | بلکہ تو ہو چور در اصف حال سے | گفت طرارے تو با خود ابلہے
توجہ کی اسنے مین در ازجات | اور چھڑایا تو نے لشکر نے نشان | خصم خود را میکشیدم کش کشان
دیکھے غافل مین صفات صفات | وصل مین آیات کیا ادیات | توجہ گو من بر دنم از جہات
دیکھ صفت مین ہر کہ جو بھرا ہو ذات | وہ صفت مین ہر کہ جو بھرا ہو ذات | صنع بیند در مصنوع ایں صفات | در صفات آنست کو گم کرد ذات

جوہری اصل غ فی اللہ اور ہا خبیر
آب صافوں پردہ کرکے ہیں نظر
ڈھلا صاحب ہیں غرق ذات اندر ہیں بسر
ڈھنڈ اندر صفات او نظر

نہر کی تہ میں جو سوئے تیر سے
رنگ پانی کب تجھے آئے نظر
چونکہ اندر قعر جو شد سرت
گر برنگ آب شد نفس نظرت

رنگ پانی پر ہے گر تہ سے تو
چھوڑ اطلس اور رلیا ہو ٹاٹ کر
در برنگ آب باز آئی زقعر
پس پلا سے بستدی ما دامی عمر

عام کی طاعت گنہ ہو خاص کی
وصل عام اب فصل خاصان خدا
طاعت عامہ گناہ خاصگان
وصلت عامہ حجاب خاصگان

شہ زبردستے کہ کرکے نصب
شاہ و دشمن ہیں ہمہ اسکا محب
گرو زبردے راکن رشہ منصب
شہ عدو او بود ہمرہ محب

حکایت آنحضرت کہ بادشاہ بعضے از وزرا را معزول کرد و محتسبی داد

حکایت در بیان آنکہ بادشاہ وزرا را از وزارت عزل کرد و محتسبی داد

بھی گفت مین پھس گیا ہوں دوہ
بے سبب کب ہو تغیر ناگزیر
ہم گناہے کردہ باشد آن وزیر
بے سبب نبود تغیر ناگزیر

محتسب دل سے جو کوئی ہوا
بات اسے دہ فصیبہ ہوسکا تھا
ہو انکہ زاول محتسب پنجہ دورا
بخت در روزی آن بست از ابتدا

وزیر کوئی اول وزیر شہ بنے
فعل یہ ہو محتسب ہوا سے
ایک آن کا باد اگر زشہ بابت
محتسب کردن بہ بہ فعل بہ بست

شاہ دوراندیش سے تجھے تو کوئی خصہ
چون تراشد راستہ نہ پیش خواند
باز سوے آستانہ نہ باز راند

رنجیدن کوئی گنہ تجھسے ہوا
تو یقین سیدان کہ جرے کردہ
جبر راز جہل پیش آوردہ

اگر رہی تھی روزی قسمت تجھے
اگر ترا روزی قسمت بن بابت
پس پراوی بود ایں دولت بست

بچی قسمت آپ کم کی کرکے جہل
بچی قسمت کو بڑھا دے مرد اہل
قسمت خود را فزاید مرد اہل

قصہ منافقان بنگاہ اور بنانا انکا مسجد ضرار کو واسطے تفریق کے
قصہ منافقان و مسجد ضرار کہ حق سبحانہ و تعالیٰ شان بہ تفریق

ہر زماں اک کجروی کی رہبری
توڑ کے قرآن کے حکم اسی کو انہی
یک سئال دیگر اندر کژروی
شاید اراد نقض قرآن کنندی

ویسی کج بازی کو بضعف طاق ہے
ساتھ رہکے تھے منافق کھلتے
ہمچنین کژباز یے دوقت طاق
بابتے ہے باختند اہل نفاق

واسطے اعزاز دین احمدی
ہم بنائین مسجد اور وہی کہی
اگر برے عز دین احمدی
مسجدے سازیم و بود آن جز ودی

کھلتے تھے ایسی کج بازی ایک
اُس سوا اسی بنائی مسجد ایک
ہمچنین کژباز یے باختند
مسجدے بر مسجد او ساختند

فرش بچھت قبلہ کیا ارراستہ
چاہتے تھے کہ جماعت ہو جدا
فرش و سقف و قبلہ اش آراستند
یک تفرق جماعت خواستند

نزد پیغمبر خوشامد سے گئے
اونٹ کے مانن زانو تہ کیے
نزد پیغمبر بلا یہ آمدند
ہمچو اشتر پیش او زانو زدند

یا رسول اللہ بحق محسنی
چلیے اُس مسجد کو ہم مین نبی
کاہ رسول حق برائے محسنی
سوے آن مسجد قدم رنجہ کنی

نامبارک ہو قدم سے آپ کے
خشک نام آپکا جاری رہے
تا مبارک گردد از قدام تو
تا قیامت تازہ باد انام تو

ہر پہ مسجد پانی کیچڑ کے لیے
ہو یہ مسجد بس ضرورت کے لیے
مسجد روز گل ست و روز زار
مسجد روز ضرورت قوت صبر

تا مسافر پائین اشین نہ درمیا
تا زیادہ ہووے قدمت سرا
تا غریبے یا بد انجا خانے جا
تا فراوان گردد ایں خدمت سرا

تا زیادہ فاعد دین کا ہو لیک
کار بد مرتا ہو پس یا نیک نیک
تا شمار دین شود و بسیار پر
زانکہ با باران شود خرش کار در

اہل سجد اور سے پھر پڑے سر کرم — اگر کہ تو ہر شب راہ شب میں ہم
تو نہ رگ ان کی گھڑی اس جا کو رے — تر کہ کے ہمیں شہرت تو رے
ترے جلوہ سے شب ہجر کا روز — اسو ترا جلوہ ہے سر جان فروز
اے دل سے بات و مہوتی اگر — دو مراد دین پاتے اپنی بیشتر
بے دلی سے لفظ جو ہو زبان — شل ہو نہ گندگی پر دہ جہان
بر سر پردہ دور سے کھیں تے — اور نہیں لاتی کہ رسی کھیں تے
پیر فاؤں کی عنایت پر نہ جا — کر وہ پل ٹوٹا ہو جان گھوڑا
جا ہلی سے تو اگر اسپر چلے — پل گرے او پانوں تیرا ٹوٹے
جس جگہ لشکر کو ہوتی ہے شکست — ہوتا ہے وقتی ہر روز سی لشت
جنگ میں تھا صبر یا ندھیں دو ہا — اور بھر سہ ہو کہ ہیں یہ یار خدا
بھاگیں دو ہو شکل کہ میں تو کی — بھاگنا انکا کہ تو رے تری
بات بر سمجھی ہے کہ ہو یا ہے نا — ہو کہ مقصد ہے دو ہو تو یا ہے نا
چا پلوسی کر کہ بس تھوکے نہ لے — پیش حضرت کہ کے تھے رہے
دو رسول مہربان انعام سے — تو تبسم ان سے اکتے نہ تھے
اس گرہ کا شکر فرمانے لگے — خوش دلیلوں کو کیا اتر ہے

مسجد اصحاب سجد را نواز — تو نہ مے، شب نہ مے با ایں ساز
ساعتے آنجا کہ گہ تشریف دہ — تر کیہ پاکی زنا تمریف دہ
باشہ و شب زجمالت بہلا دہ — اے جمال آفتاب جان فروز
اے در لیغا کان سخن از دل شنید — تا مراد آن نفر حاصل شدید
لفظ کا یہ پیدا و جان پر زبان — ہمچو سبزہ و تو ن بود اے دوستان
ہم زدر دش بنگر ند اندر گذر — خود دن بود نشاید اے پسر
کان پل ویران بود نیکو شنو — لشکند پل ان قدم را لشکند
ہر کجا لشکر شکستہ بیشہ زد — از دو در سست و نخست مشہود
در صف آید با سلاح و دود — دل پر دہشت کا نتک با زخما
رو گریزان چو بیند زخم را — رفتن او لشکند لشت ترا
این در ا رست شد او ان بیشمار — ہر چہ مقصد بود ہمہ ہمان بیشمار
چا پلوسی و نہ ثنا خوانی نا — ہر رسول مہربان کو چر بیش
آن رسول مہربان کو چر بیش — جز تبسم جز بلے نا در دہیش
لشکر اے آن پادشاہ ہفت کشور — در اجابت قاصد ان را شاد کرد

فصل در تحقیق آنکہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تمسیح فرمانا

لیعنی ما فرقیہ کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمسیح فرمانا

مکر و خدا تھا بس آنجا آپ کو — جیسے اندر دو دھ آب بن دو دھ
بال کو تا دیدہ کرے نہ بطیف — در دو دھ کو شنا باش کہتے وہ ظریف
بال سے حیلہ وہ لاکھوں چلتے — چشم پوشی کرتے ہم رسے تھے
پنج بہ فرماتے تھے وہ بحر کرم — مین تمہارا قصے شفق ہون انم
بیٹھا مین ہون کن تمہارے ساگ کے — جو کہ تا خوش رشحی شمہ سے ہو
مثل پروانہ ہو تیرے دو دتے — اور بتاتے ہاتھ شکو ہین مرے
دب پھر اگر دانہ ہون رسول — غیرت حق کہ سات سن ہے خیال
چہ نیہ شب کر دیا کرتے ہین — سب ایشا ہو کہ جو کہ لوٹے ہین
قصد انکا ہر سیدہ وئی نہ تھا — کب ہو وی چاہین اچھا ہین کا

تو نہ مے، شب نہ مے با ایں ساز
تر کیہ پاکی زنا تمریف دہ
اے جمال آفتاب جان فروز
تا مراد آن نفر حاصل شدید
ہمچو سبزہ و تو ن بود اے دوستان
خود دن بود نشاید اے پسر
لشکند پل ان قدم را لشکند
از دو در سست و نخست مشہود
دل پر دہشت کا نتک با زخما
رفتن او لشکند لشت ترا
ہر چہ مقصد بود ہمہ ہمان بیشمار
ہر رسول مہربان کو چر بیش
جز تبسم جز بلے نا در دہیش
در اجابت قاصد ان را شاد کرد

یک بیک التماس کرتے تھے — شیر را شاباش گفت آن ظریف
چشم خوا با بندی نادیدنی — من شمارا از شما مشفق ترم
با فروغ و شعلہ ایں آتشے — ہر دو دست من شدہ پروانہ ان
غیرت حق بانگ دشمنو غول — ہمرا مقلوب ست انچو آوردہ اند
خیر دین کی اجابت ترسا و یہود

پل پہ دوزخ کے بنا تا سجدہ کیا
اور خدا سے ڈر کرتے تھے دو نیک

چاہا استغراق ہوں میں اس کا
فضل حق کو کب کوئی جانے غیر

ناچہ ور ہی اک بلائیں سامنے
وعظ گوئی میں جو وہ مشہور ہو

بولے پیغمبر کہ سچ ہے پر یہ میں
ہو غروری جا بلا ہے ذات میں

اس عفت جب میں پھر آزاد گا
تب میں اس سجدہ کی جا ہے ڈنگا

دفع کر اتنا گئے سو سے غرا
اُن دعا باتوں کی ہم دم دعا

جب غرا سے آئے تو وہ پھر گئے
وعدہ ماضی کہ وہ طالب ہے

بولا حق صاف اے پیمبر تم کو
عذر کرنے سے لوا ئی ہو تو ہو

بولے اے قوم فریبی جا ہے تو
تا نہ کہہ دوں راز مخفی جو ہے تو

جو کرا لے جیسے کہ اک نہ بتے
کہدیے کام تنگے بد تر ہو گئے

سب کہ کل ہو ستا کہ بھر گئے
حاش للہ حاش للہ کہ بچے

ہر سخن تیکے قرآن و انجیل
پاس پیغمبر کے آیا پر وحی

تیسم کھا میں کہ وہ اک حال ہے
ہو قسم سنت کہوں کے دستے

جو نہ رکھے رنج دین میں فا
ہر گھڑی تو نے قسم وہ پر جھا

قسم کی عادت اب بچے کو ہے
کیونکہ دونوں اکھڑ دہ پر ہیں لگے

عہد شکنی احمقی سے ہوتی ہے
اور وفا تو متقی سے ہوتی ہے

بولے پیغمبر تمہاری اب قسم
سچ میں جانوں یا خدا کی اب قسم

پھر قسم کھائی مکرر تو نے
منہ میں روزہ ماہ پر تر ان کے

کہ برکت اس کلام پاک کے
ہو ہی مسجد خدا کے واسطے

کچھ نہ اس جا میں ہمارا کام ہے
ہو ہمارا قصد ذکر اللہ سے

بولے پیغمبر کہ آواز خدا
کان میں پیرے وہ آیا جو ں صدا

کان پر میں تمہارے حق کہ کین
تا کہ آواز خدا آئے نہیں

بر ملا آواز حق سنتا ہوں میں
صاف تجھ سے ہو کہ آرا ہوں میں

جیسے موسیٰ نے سنا کہ وحدت
با نگ حق کو ظاہرا سے سجھت

نخل سے انی انا اللہ سنتا تھا
نور ان کلموں سے پیدا ہوتا تھا

سو یہ جب وہ نہ باز آتا تھا
قصد شان اغرا ق ہا جا ہا ل

تا ہو دی راز ما را نجا کشد
گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما

زین سفر چوں باز گردم گمہان
رفع شان گفت و سے غرغر خیت

چوں بیا مد از خدا آواز آمد
گفت قحش کا ہے پیمبر فاش گو

گفت کو قوم و خو یش کیجید
چوں نشانی میدہ از ہر شان

تا صحف ان نو باوند از آب
حاش للہ حاش للہ دم زنان

ہر سخن کہ مصحف از بر دل
سو ے پیغمبر بیا مد واز دل

ہم سر گو ئد ان کہ ایمان نیست
زانکہ سر گو ئد ان کہ شان ہست

چون ندارد مر دگی در رو ح فا
ہر زمانے تشنہ سر گو ئد را

رستہ ان را حبت سر گو ئد یہ
زانکہ ایشان را دو چشم سر خوشی ہست

نقش مشتاق و عہود و ا ہی ہست
حفظ ایمان و فا کار کیست

گفت پیغمبر کہ سر گفت شما
رست گیرم کہ سر گو ئد خدا

باز سر گو ئد مکرر خورد و دم
مصحف اندر سینہ بر لب مہر ہم

کہ بحق این کلام پاک رست
کہ بنا ئے سجد از بہر خدا ست

اندر انجا ہیچ مکر و حیلہ نیست
قصد ما زان صحف و ذکر یا ر ہا ست

گفت پیغمبر کہ آواز خدا
میرسد در گوش من ہمچوں صدا

مہر بر گوش شما بنہا د حق
تا بآواز خدا نا رد سبق

تک صریح آواز حق مے آید م
ہمچو صاف از درے پالا یدم

ہمچنا کہ موسیٰ از سوے درخت
با نگ حق تشنید کا ہے سوے رخت

از درخت آنی انا اللہ می شنید
با کلام انوارے آمد پدید

یا خدا زد و ہل ہے یا خفتہ
فضل حق را کہ شناسد سر بسر

گر بو ظفہ و جہود ان سر خوشند
بر سر راہیم و بر عزم غزا

سوے آن سجد روان گردم روان
یاد خا یان از خانہ ما ضی شدند

طالب آن و عدہ ما ضی شدند
عذر او در جنگ باش گو

تا نگو یم راز ہا تا تن رہید
در بیان آورد و بد شد کار زان

سوے پیغمبر بیا مد واز دل
زانکہ سر گو ئد ان کہ شان ہست

ہر زمانے تشنہ سر گو ئد را
زانکہ ایشان را دو چشم سر خوشی ہست

حفظ ایمان و فا کار کیست
رست گیرم کہ سر گو ئد خدا

مصحف اندر سینہ بر لب مہر ہم
کہ بنا ئے سجد از بہر خدا ست

قصد ما زان صحف و ذکر یا ر ہا ست
میرسد در گوش من ہمچوں صدا

تا بآواز خدا نا رد سبق
ہمچو صاف از درے پالا یدم

با نگ حق تشنید کا ہے سوے رخت
با کلام انوارے آمد پدید

نور سے وحی کے جو عاجز ہوتے تھے | پھر ہی قسمیں کر کھاتے تھے
حق نے فرمایا قسم کو ڈھال جو | زعمِ باطل کے اتھے کب جگ جو
جھوٹ کا رکھے کو ہمیرے مرہم | قدر کذبہم کو کہا اُسنے فصیح

اندیشہ کرنا ایک صحابی کا کہ رسول خدا عیب پوشی ہمیں سکھاتے ہیں

ایک صحابی رسولِ پاک کے | دل میں انکا رآیا اُس سے بارہا
ایسے بوڑھوں کو کہ با اعزاز ہیں | کیا ہوئی وہ عیب پوشی دوجہا
جلد کی پھر دل میں تو یہ نوبت | پردہ خطوہ مبرا دل سے گیا
دوستی نے اُن منافق کی کیا | عیب لاکھوں ہیں چھپاتے انبیا
پھر کہا دل کر کہا اے دل نگار | تا نہ سوزے زور واپس شعبہ سے
ماتھ میں فوراً جو دیدہ ہم کے | فرگئی وہ مہر دل سے ذرا
وہ اِس اندیشہ میں جو کر سو گیا | مثل اُنکے ایک مومن کو پھرا
گندگی میں اُنکا ہر تھے نشان | دل مرا اس کفر سے ست گرگیا
حق پھر اجو دھوان اُنکا کہا | اور ہر اک تھے سے نکلے ہو دھواں
سر نگوں اُسکو دم وہ ہو رہ گیا | کردہ پے وہ دھوئیں کے جگ گیا
ہکا ہوا نہ ہے ایسے حلم سے | منکری کا یہ نشان ہوا خدا
گر تو کھردے کو شش اہل مجاز | فور اُنکے سے جدا محکو کرے
ایک سے بس دسرا بیغرہی | تہ بہ بد بو کرے مثل پیاز
مستعد سو کمر کو وہ قوم ہے | صاد قون کا اُن کے وہ گر نغز ہی
سو کہ باندھے قبا پر قوم دو | بس نفاق و حیلہ و بد دین سے
بس وہ جو کعبہ صحابی نبیل کا | مسجد اہل قبا کے ہدم کو
قصد کعبہ اُنکے دل میں کیا | حق نے پھر آتش حسد میں کر دیا
اُن سے دیوں کی سامان کچھ نہیں | اُنکا قصد پڑھ قرآن میں کھلا
دیکھا اُس مسجد سے ہر صحابی نے | درحقیقت ہو تو الا مکر دین
واقعۃً یا الیقین اُس بھید سے | ہر صحابی دیدہ زان مسجد یہاں

چون زنور وحی واہیماندنا | ان وسوگند یا سخو اندنہ
چون خدا سوگند یا خواند و پس | کم نہ بیند اپس رد کف بکار گر
باز پیغمبر تہ کذب صریح | قدر کذبہم لفت با اُنہان فصیح

اندیشہ میں پڑے از اصحاب کبیر | از اسرار خدا ستاری سیکھتے ہیں

تا کہ یارے زیاران رسول | در و دشمن نکارا آید زان کحول
کا نچنیں پیران پاشد در وقار | میکنند شان آن ہمہ پر شرمسار
کو کرم کو ستر پوشی کو حیا | صد ہزاران عیب چشند انبیا
باز در دل زود تہ تغفار کرد | تا نگردد زو اعتراض آرد بکار زرد
لیک آن نقش کجش از دل نرفت | مہر بدا از طبع بیجا حاصل نیفت
شومی یاری اصحاب نفاق | کرد موسی ایوبا نشان شش ماہ تاب
باز میزد ربوکا می علام سر | مرہم آمد از بر کفر ان بصر
دل بدستم نیست چون دیدہ خشم | در نہ دل اسپرے اندم ز خشم
اندرین اندیشہ خوابش در ربود | مسجد ایشانش بر سر گشن فرود
سنگہاش در حدث جا تباہ | سید میدا از سنگہا دو سیاہ

اندیشہ کرنا ایک صحابی کا کہ رسول خدا عیب پوشی ہمیں سکھاتے ہیں

ایک صحابی رسولِ پاک کے | دل میں انکا رآیا اُس سے بارہا
ایسے بوڑھوں کو کہ با اعزاز ہیں | کیا ہوئی وہ عیب پوشی دوجہا
جلد کی پھر دل میں تو یہ نوبت | پردہ خطوہ مبرا دل سے گیا
دوستی نے اُن منافق کی کیا | عیب لاکھوں ہیں چھپاتے انبیا
پھر کہا دل کر کہا اے دل نگار | تا نہ سوزے زور واپس شعبہ سے
ماتھ میں فوراً جو دیدہ ہم کے | فرگئی وہ مہر دل سے ذرا
وہ اِس اندیشہ میں جو کر سو گیا | مثل اُنکے ایک مومن کو پھرا
گندگی میں اُنکا ہر تھے نشان | دل مرا اس کفر سے ست گرگیا
حق پھر اجو دھوان اُنکا کہا | اور ہر اک تھے سے نکلے ہو دھواں
سر نگوں اُسکو دم وہ ہو رہ گیا | کردہ پے وہ دھوئیں کے جگ گیا
ہکا ہوا نہ ہے ایسے حلم سے | منکری کا یہ نشان ہوا خدا
گر تو کھردے کو شش اہل مجاز | فور اُنکے سے جدا محکو کرے
ایک سے بس دسرا بیغرہی | تہ بہ بد بو کرے مثل پیاز
مستعد سو کمر کو وہ قوم ہے | صاد قون کا اُن کے وہ گر نغز ہی
سو کہ باندھے قبا پر قوم دو | بس نفاق و حیلہ و بد دین سے
بس وہ جو کعبہ صحابی نبیل کا | مسجد اہل قبا کے ہدم کو
قصد کعبہ اُنکے دل میں کیا | حق نے پھر آتش حسد میں کر دیا
اُن سے دیوں کی سامان کچھ نہیں | اُنکا قصد پڑھ قرآن میں کھلا
دیکھا اُس مسجد سے ہر صحابی نے | درحقیقت ہو تو الا مکر دین
واقعۃً یا الیقین اُس بھید سے | ہر صحابی دیدہ زان مسجد یہاں

چون زنور وحی واہیماندنا | ان وسوگند یا سخو اندنہ
چون خدا سوگند یا خواند و پس | کم نہ بیند اپس رد کف بکار گر
باز پیغمبر تہ کذب صریح | قدر کذبہم لفت با اُنہان فصیح

اندیشہ کرنا ایک صحابی کا کہ رسول خدا عیب پوشی ہمیں سکھاتے ہیں

ایک صحابی رسولِ پاک کے | دل میں انکا رآیا اُس سے بارہا
ایسے بوڑھوں کو کہ با اعزاز ہیں | کیا ہوئی وہ عیب پوشی دوجہا
جلد کی پھر دل میں تو یہ نوبت | پردہ خطوہ مبرا دل سے گیا
دوستی نے اُن منافق کی کیا | عیب لاکھوں ہیں چھپاتے انبیا
پھر کہا دل کر کہا اے دل نگار | تا نہ سوزے زور واپس شعبہ سے
ماتھ میں فوراً جو دیدہ ہم کے | فرگئی وہ مہر دل سے ذرا
وہ اِس اندیشہ میں جو کر سو گیا | مثل اُنکے ایک مومن کو پھرا
گندگی میں اُنکا ہر تھے نشان | دل مرا اس کفر سے ست گرگیا
حق پھر اجو دھوان اُنکا کہا | اور ہر اک تھے سے نکلے ہو دھواں
سر نگوں اُسکو دم وہ ہو رہ گیا | کردہ پے وہ دھوئیں کے جگ گیا
ہکا ہوا نہ ہے ایسے حلم سے | منکری کا یہ نشان ہوا خدا
گر تو کھردے کو شش اہل مجاز | فور اُنکے سے جدا محکو کرے
ایک سے بس دسرا بیغرہی | تہ بہ بد بو کرے مثل پیاز
مستعد سو کمر کو وہ قوم ہے | صاد قون کا اُن کے وہ گر نغز ہی
سو کہ باندھے قبا پر قوم دو | بس نفاق و حیلہ و بد دین سے
بس وہ جو کعبہ صحابی نبیل کا | مسجد اہل قبا کے ہدم کو
قصد کعبہ اُنکے دل میں کیا | حق نے پھر آتش حسد میں کر دیا
اُن سے دیوں کی سامان کچھ نہیں | اُنکا قصد پڑھ قرآن میں کھلا
دیکھا اُس مسجد سے ہر صحابی نے | درحقیقت ہو تو الا مکر دین
واقعۃً یا الیقین اُس بھید سے | ہر صحابی دیدہ زان مسجد یہاں

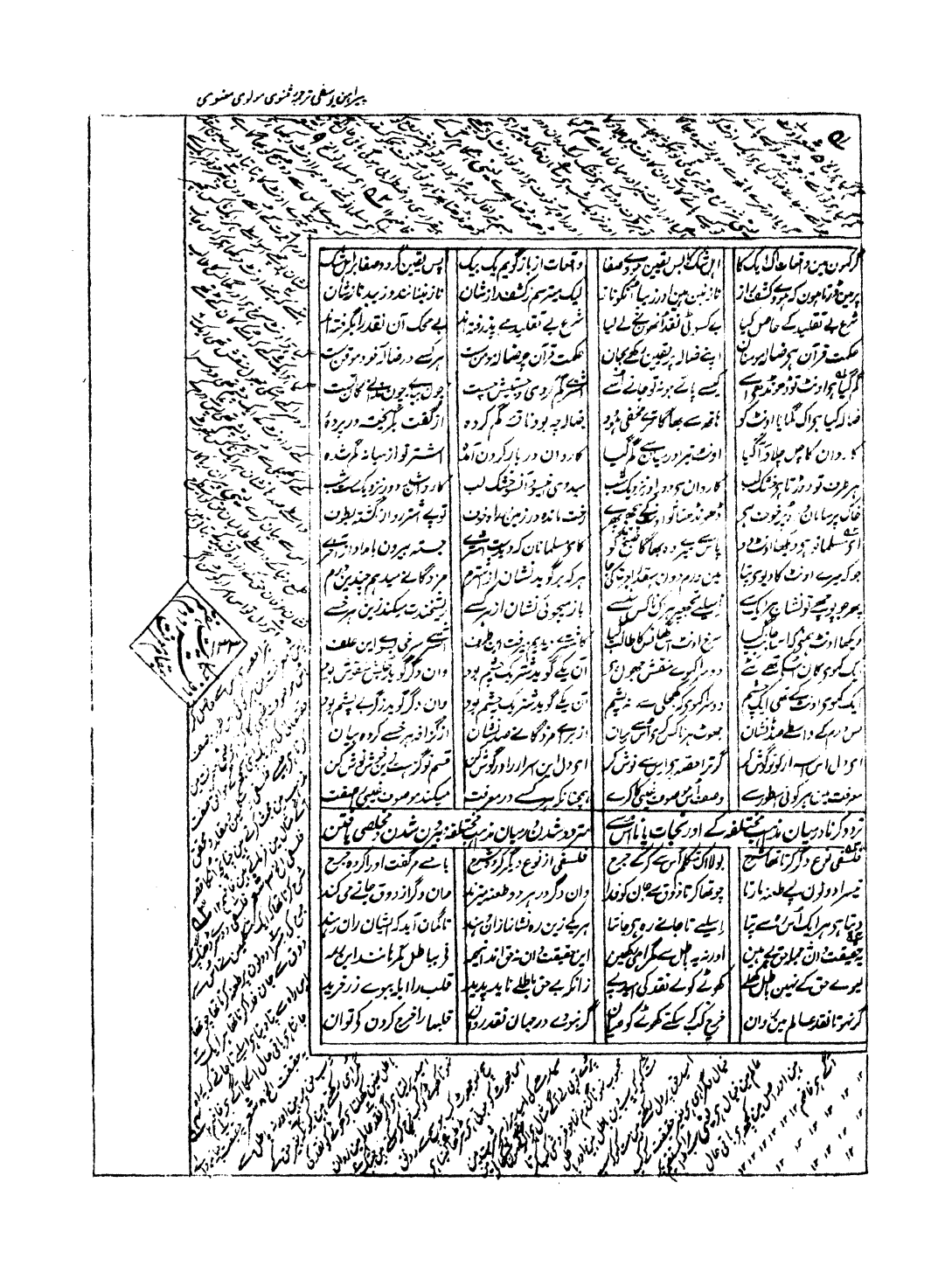

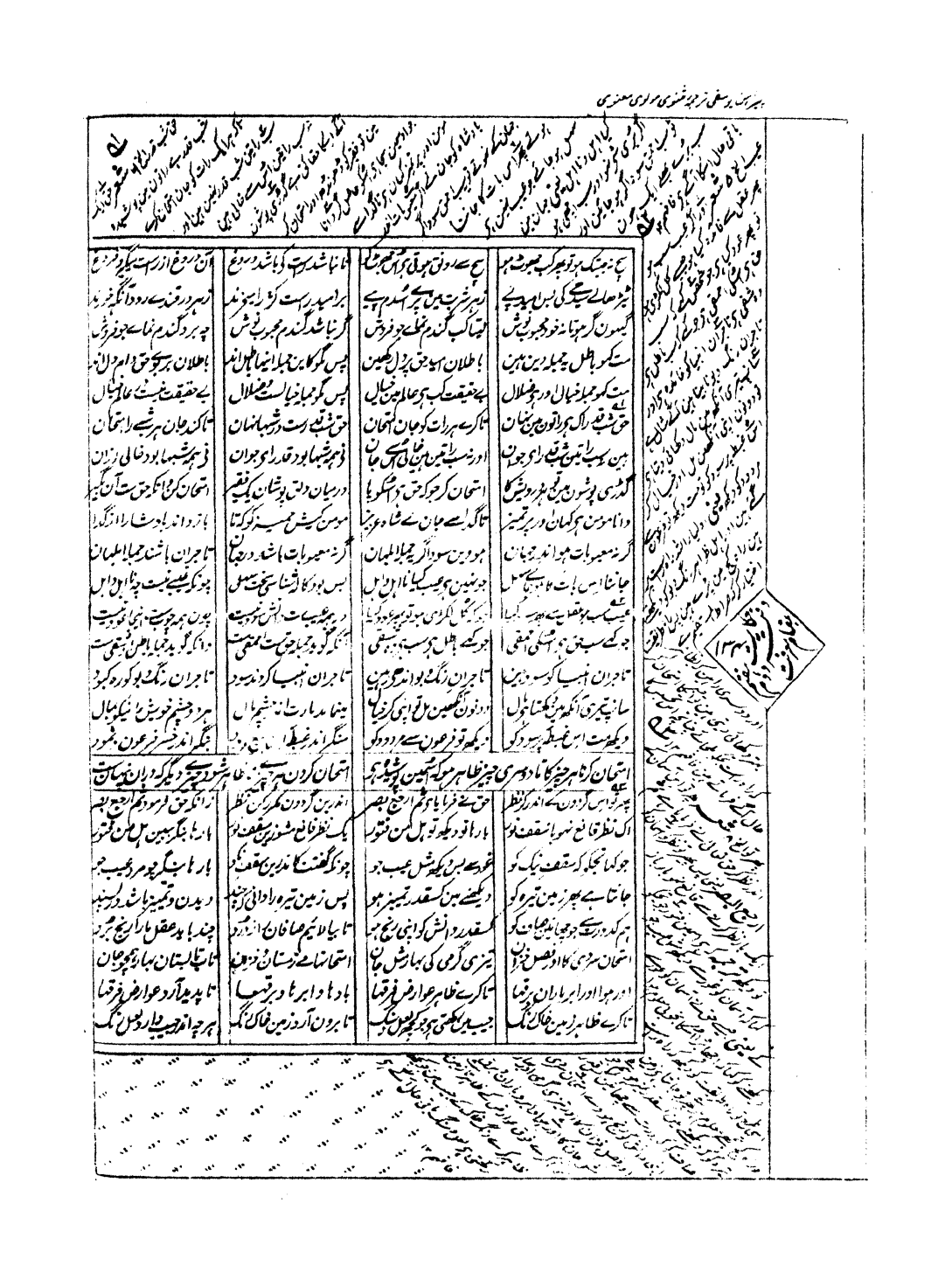

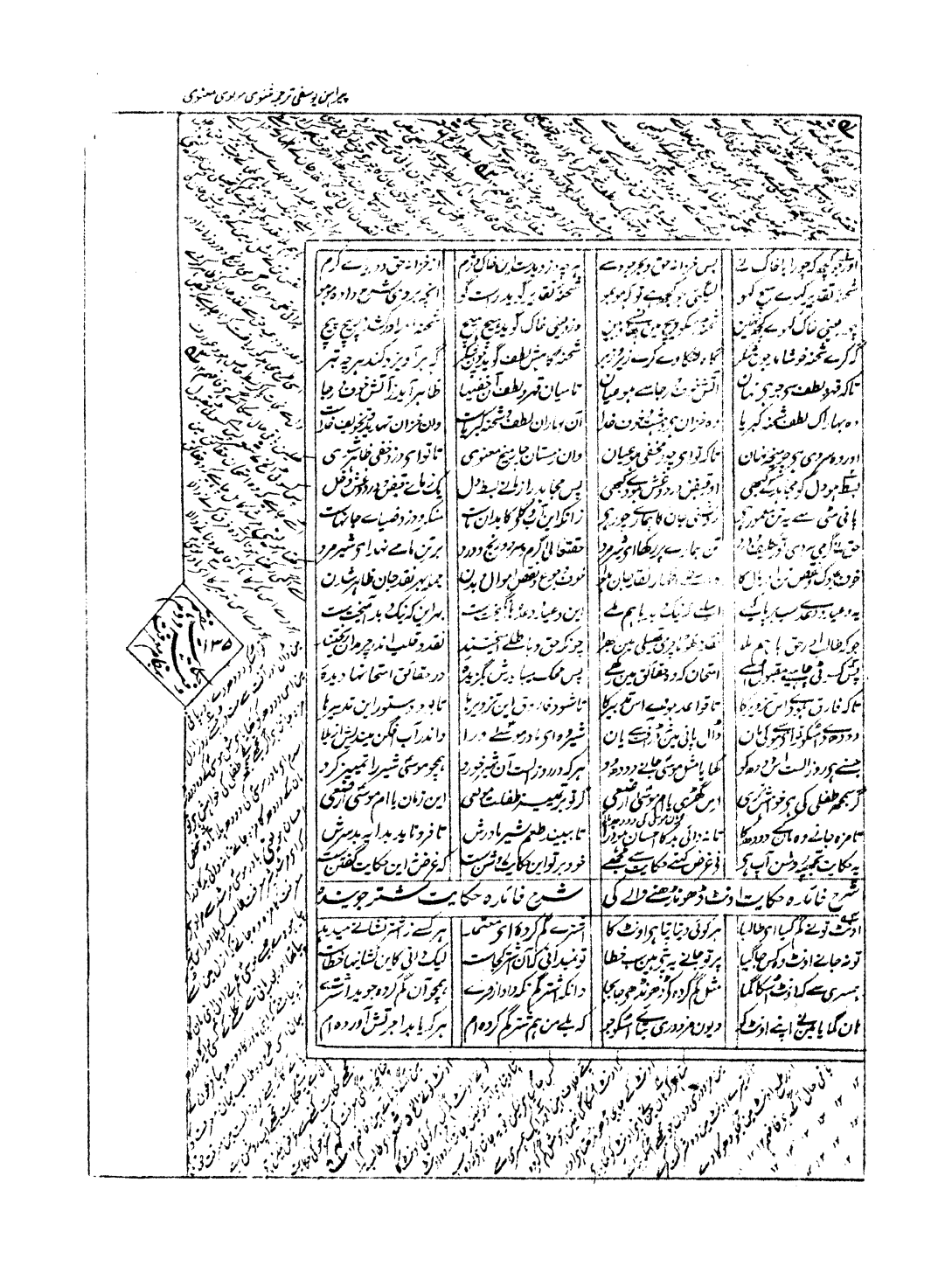

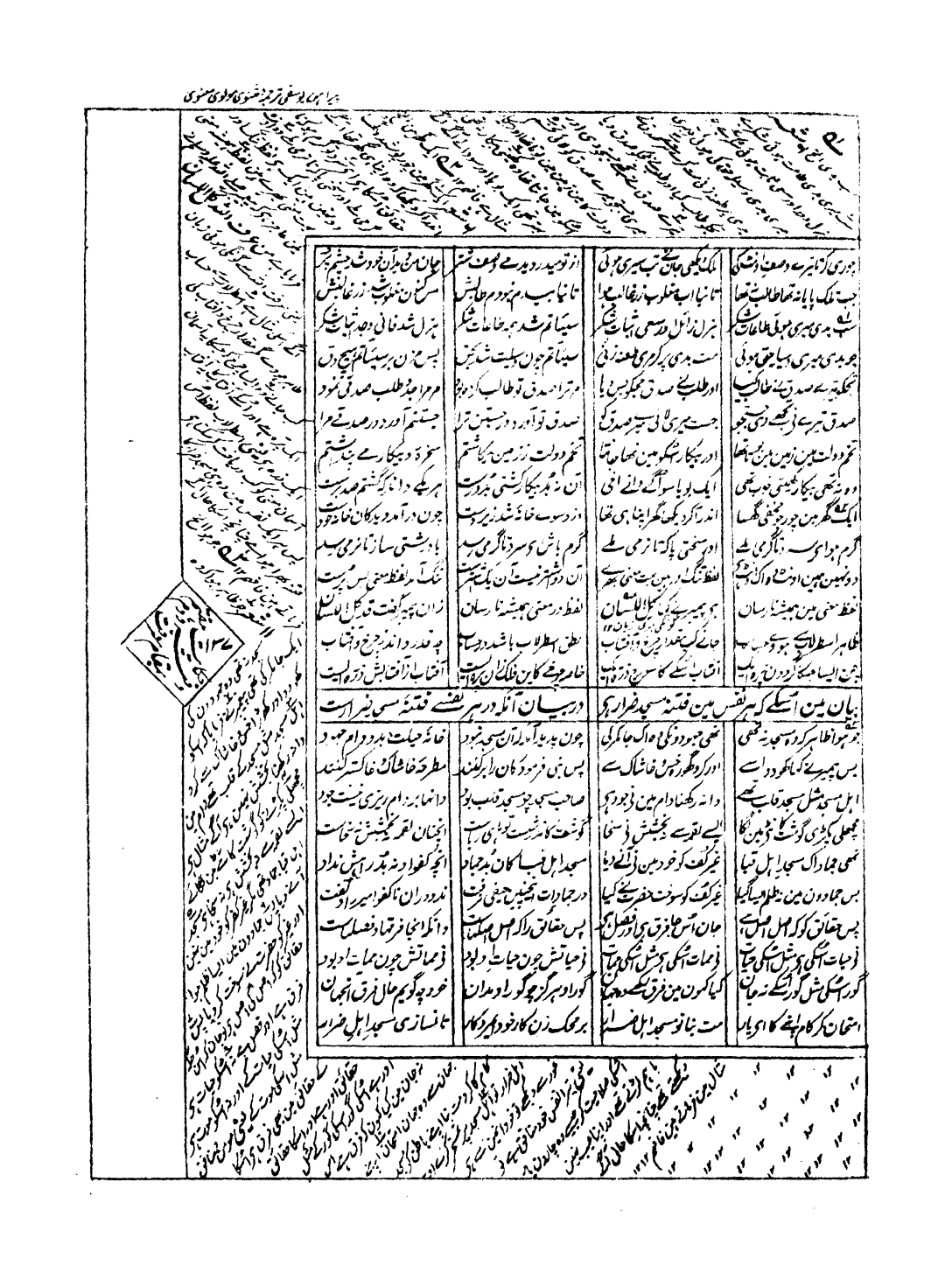

اہل مسجد ہر سہ خر تو گر سے — عمر سے جو دیکھے تو ہیں سے ہزے

حکایت آن چار ہندو کی کہ باہم لڑتے تھے اور اپنے عیب سے بے خبر تھے

چار ہندو در ایک مسجد ہیں گئے — سجدہ اور کرنے رکوع کے واسطے

سب نے اک نیت پہ ان تکبیر کی — اور نماز الحاح و زاری سے پڑھی

مؤذن آیا ایک بولا انہیں سے — اکبر مؤذن بانگ سے کیا قوت ہے

بولا ہندو دوسرا زور و نیاز — ہیں نہ کر باتیں ہوئی باطل نماز

تیسرے نے دوسرے سے چھیڑ کر کہا — طعنہ مت دے اکھوا پنی کر ذرا

بولا وہ چوتھا کہ حمد اللہ ہیں — اگر تینوں کے مثل اچھا نہیں

ہوئی نماز ان چار دن ہندی کی تباہ — عیب گو اکثر کہ گر کرتے ہیں راہ

جان تو وہ ہنر کہ دیکھے اپنا عیب — عیب اپنا جانے دیکھے کب کسی کا عیب

کیونکہ آدھا وہ تو عیبستان سے ہے — اور سراسر آدھا غیبستان سے ہے

مرکے اوپر رحم سب چاہیں کریں — رحم کرنا اپنے اوپر چاہیے

اشکی دار عیب کر نازِ غم کا — رحم کی چاہے شکستہ جو ہوا

گر تجھے اک عیب وہ ہیغم ہو — عیب تجھے ہو تو بھی ظاہر نہ ہو

لاتخافوا توبے حق سے سنا — اسلیے ہیغم و خوش خود کو دکھا

بس رہا ابلیس برسوں یہ کام — بھیجکر وہ رسوا ہوا انجام کام

برتری عالم میں مشہور اسکی تھی — اشکی اس منشوی پر عکس ہوگی

یا نہ ہیغم ہو تو ہمت مشعر ہو — خوف سے چھوٹے حیا سے تب کرو

تب لگے آدھی نہیں نکلے تری — سادہ رو یوں پردہ کر طعنہ نہ دی

ورنہ جان اشکی بلا میں پھنسے — تب وہ ہیبت تکبر اس سے بھی گئی

فرضا تو کہ عیبت اشکو ہو — اسنے کھایا زہر تو کھا قند کو

قصہ گرنا ترکان غزان کا بالات میں ایک مرد کی کمان در سر تکیہ خود

وہ غزان ترک جو خون ریز تھے — تونے کو ایک گاؤں میں کئے

پکڑا اس گاؤں کے دو سردار کو — مارنے کو ایک کو انہیں سے رو

اتفاقاً باندھا تا کر ذبح اکو بلاک — بولا وہ اسے کہ اے شاہان پاک

قتل کرتے ہو مجھے کس واسطے — اشقیا خون ہودے تم کیلئے — قصد خون من بیچارہ میکنید — از چہ آخر کشتہ خون نمید

کیا ہلاک میں تری حکمت کھی — میں ہوں درویش اور محکم فقیری — حیست حکمت چہ غرض در کشتنم — چونکہ من درویشم و عریان تنم

ہوئے وہ یہ یار تر آماڈرے — اور ڈرسے زر کو یہ ظاہر کرے — گفت تا ہیبت برین یارک نماند — تا برد سداد و زر پیہ کند

ہولا وہ مفلس یا وہ مجھسے ہی — بولے ہی آسودہ ہم میں جانتے — گفت آخر او زمن بیگانہ نیست — گفت فاحصد کہ دانست او ز تست

بولا یہ ہو ہم یہ ہم ایک میں — تمہاں مشک میں یہ ہو او میں — گفت چون دیم ست پاسپر کیم — در مقام احمال در شکیم

پہلے اب ہم مارد اسکو اسی شہماں — تم کہ ڈرسے دیوں میں کر نشاں — خود در ایکشید از ال ہم شہماں — تا بتر سم من دہم زر رائیاں

پس خدا کا فضل دیکھو کیسا — اُسے میں آخر زمانہ میں ہم — پس برہمائے الٰہی میں کہا — آمدیم آخر زمان ور انتہا

پہلے میں تو ہوں سے پہلے عزیز — ہو خبر میں اگلوں کے سالقوں — در حدیث ست آخرون السابقون

تاکہ قسمہ قوم نوح و عاد سے — آخرین قرنہا پیش از قرون — عارض رحمت بجان نامود

ارا نکو تاکہ ہم انسے ڈریں — تا ملاک قوم نوح و قوم ہا — در خود این عکس کرمی در آتو

بیان حال خود و سرگشتگی ناشکرون کا نعمت و بخشش انبیا و اولیا — بیان حال خود و سرگشتگی ناشکران از نعمت وجود انبیا و اولیا

بسے عیسا نبیا ظاہر کیا — سنگ آن در چہرہ جان نگہ کنا — ہر کہ ز ایشان گفت نیذیرفت شاہ — ور زدل چون سنگ از جان سیاہ

اور بلکہا رکھنا اُنکے حکم کو — اور از مُردہ حشر سے رہنا آپ تو — ور سبکسار ی فرا مانع او — ور فراغت از غم فردائے او

اور اس تمہاکی حرص عشق سے — تابع نفس ہو تماہوں غرور سے — در ہوس زعشق این دنیا دون — چون زتماع نفس لبود کون بون

ناصحون کے قول کو نا ماننا — اور لقاے صالحون سے بھاگنا — آن نفور از گفتہاے ناصحان — دان مسیون از لقاے صالحان

ہونا لبس پوا ز انواع الوان تمام — گر پر ہیزد گر نیا بد ہوش کام — با دل جاہل دل دیوانگی — با شہان سر نزند پر دو چشانگی

اور تسو دون کو مفلس جانا — اور مسد ہے فقیر دشمن جانا — سیر چشمان را گدا پندا شتن — حرص شان فقیر دشمن داشتن

اگر کوئی خراب لے کہوے گدا — ور نہ تو کہوے کہ ہی یہ گدا — گر بذیرد نیز تو گوئی گداست — ور نگوئی زرتی در کہ ست دعاست

گر رے اگر تو طامع تو کہے — ور نہ تو کہوے تا کہی تو ہے — گر ز آمیزد تو گوئی طامع ست — در نگوئی زیرکیہ مرتع ست

گر تحمل ہو دے تو عاجز کہے — اگر غیور آئے کہے بیہودہ ہے — ور غیور آمد تو کوئی گر ز ہست

یا منافق وار عذر اک تو آرے — گر میون عاجز نفقہ نہ زر ہے — یا منافق وار عذر آری کہ تن — تا نمادہ ام در نفقہ مرز ندزن

ہو نہ ہی بھیجا لے کی فرصت مجھے — اور نہ ہی دین پانے کی فرصت مجھے — ور نہ ہی دہد ہی ہی ہی ہی — ور زیدن ور زیدن

یا رکھو ہمت سو ہمکو تو اے یار — ہو دین تا ہم اولیا انجام کار — ای خلان ما را بہمت یار دار — تا شویم از اد اولیا یا یار کار

یہ کمین یا تین سوزد در دے — جیسے سوتا خواب بین ترسے ہی — این سخن فی ہم زرد در حضت — خوا جا ہاں ہر زہ گفت یا بخضت

چھٹے نہیں سکتا ہو دو فرق کمال — اگر تا ہوں جیسے میں کب جلال — ہیچ چارہ نیست از قوت عیال — از بن و دندان کنم کسب حلال

۱۳۹

کیا حلال ہو شامل اہل ضلال | جز سر سے خون بہے نہ جانوں میں حلال | پہ حلال ہو کشتہ از اہل ضلال | غیر خون تو نہ ہے میم حلال

تو ہے چارہ قوت جسمی سے یہیں | دیں ہے چارہ بت پرستی سے یہیں | از خدا بہت چارہ است از قوت ہی | چارہ ہم استاد دین ہم از ظلمات ہی

صبر دنیا سے سنیں تو لر سکے | صبر منعم المائدین سے کر سکے | ایک صبر تنگ تو ہر کسے اللہ سے | صبر جون داری فعم المادحون

ناز و نعمت سے نہ تجکو صبر ہی | صبر کر تنگی تو ہر کسے اللہ سے | ایک صبر ہست از ناز و نعیم | صبر جون داری ز اللہ کریم

صبر کر تنگی زن و فرزند سے | صبر کر تنگی تو اس خداوند سے | ایک صبر ہست از فرزندان | صبر جون داری ز منی المنن

تو جو کہتا ہے خدا بخشے تجھے | وہ تو ایسا مثل ہی تو جان ہے | ایک سبکو فی خدا بخشد ترا | آن فریب غول میدان بر ترا

ذ فلیس اللہ کر نکلے غار سے | بولے ہذا رب کہاں اللہ ہی | گو خلیلے کر برون آمد غار | گفت ہذا رب من کو کرد گا

چاہتا ہوں دید و عالم نہ میں | نا نہ جانوں یہ دو مجلس کی میں | من نخواہم دید دو عالم نگاہ ہست | تا نادانم ارنی و مجلس آن کہ ہست

بے تماشا ے صفات ذات کے | روئی گر کھاؤں تلے ہر نان کے | بے تماشائے صفتہائے خدا | گر خورم نان در گلو گیرد مرا

کب مزارے کھانا بے دیدار یار | بے تماشائے گل و گلزار یار | بے تماشائے گل و گلزار او | چون گوارد لقمہ بے دیدار او

اس جہان سے غیر امید خدا | جز بامید خدا زین آنجہ | جز بامید خدا زین آنجہ | کہ خورد یک لقمہ بے گاہ و دفر

وہ کہ کالانعام ہیں ہم مثل | کون کھانا کھائے گاہ و فر مثل | آنکہ کالانعام ہیں ہم مثل | کہ بہ پر کاہ ست آن گندم بمثل

مثل ست در نگر کند سگی ہوئی | گر چہ ہی مرکب و گنبد بغل | گر چہ ہی مرکب و گنبد بغل | روز گارے بر دود رنش دیر شد

یہ کہتا ہے کہ اندیشہ میں ہوں | دن کے اسکے نہ دن باقی رہا | کہ ادہ سر بر دادہ سر پر شد | عمر شد چیزے ندارد چون الف

کہتا ہو جو کچھ غفور و رحیم | ہو نہ وہ جز تیکہ نفس لئیم | نیست جز آن میکہ نفس لئیم | ایم از ہستان ایں نفست ہم

غصے تو مرد کر نی روٹی کھے | جو رحیم اب ہو تو بھو در کیلے | ہو رحیم اب ہو تو بھو در کیلے | چون غفور ست و رحیم ای سن صفت

حکایت کرنا ایک بوڑھے کا اگر طبیب کی بیماری ہی سے اچھا ہونا کا حکایت کردن پیر پیش طبیب از رنجوری خود و جواب او

بولا اگر پیر ایک طبیب نیک سے | در دو سے جانکہ تن شکلیف ہی | در رنج چرم از داغ خوشتن

بولا پیری سے ہو ضعف دماغ | بولا آر یکی ہے آنکھ نمیں ہی داغ | گفت از پیریست آن ضعف دماغ | گفت در چشم ظلمت ست داغ

بولا پیری سے ہی اشیخ قدیم | بولا ہو درد کمر مجکو عظیم | گفت از پیریست ای شیخ قدیم | گفت پشتم در دے ایدر عظیم

بولا پیری سے ہی اشیخ نزار | بولا دیکھا تا ہوں ہو بے ناگوار | گفت از پیریست ای شیخ نزار | گفت ہر چہ میخورم نبود گوار

بولا ضعف بلا بھی پیری ہی | بولا میری سانس آنے میں رکے | گفت ضعف صعب ہم از پیریست | گفت قوت دم مرا دم کے شکست

بولا صبح ہر کیون دم تہر اتے | ہر کہ پیری یا عسر صعب ہی | گفت آرے انقطاع دم بود | چون رسد پیری دو صد علت بود

بولا میر غنی شہر تب کم ہوئی | بولا پیری سے ہر یہ بیمار گی | گفت کم شاہد تم کہ بیمار گی | گفت ایں پیریست این بیچارگی

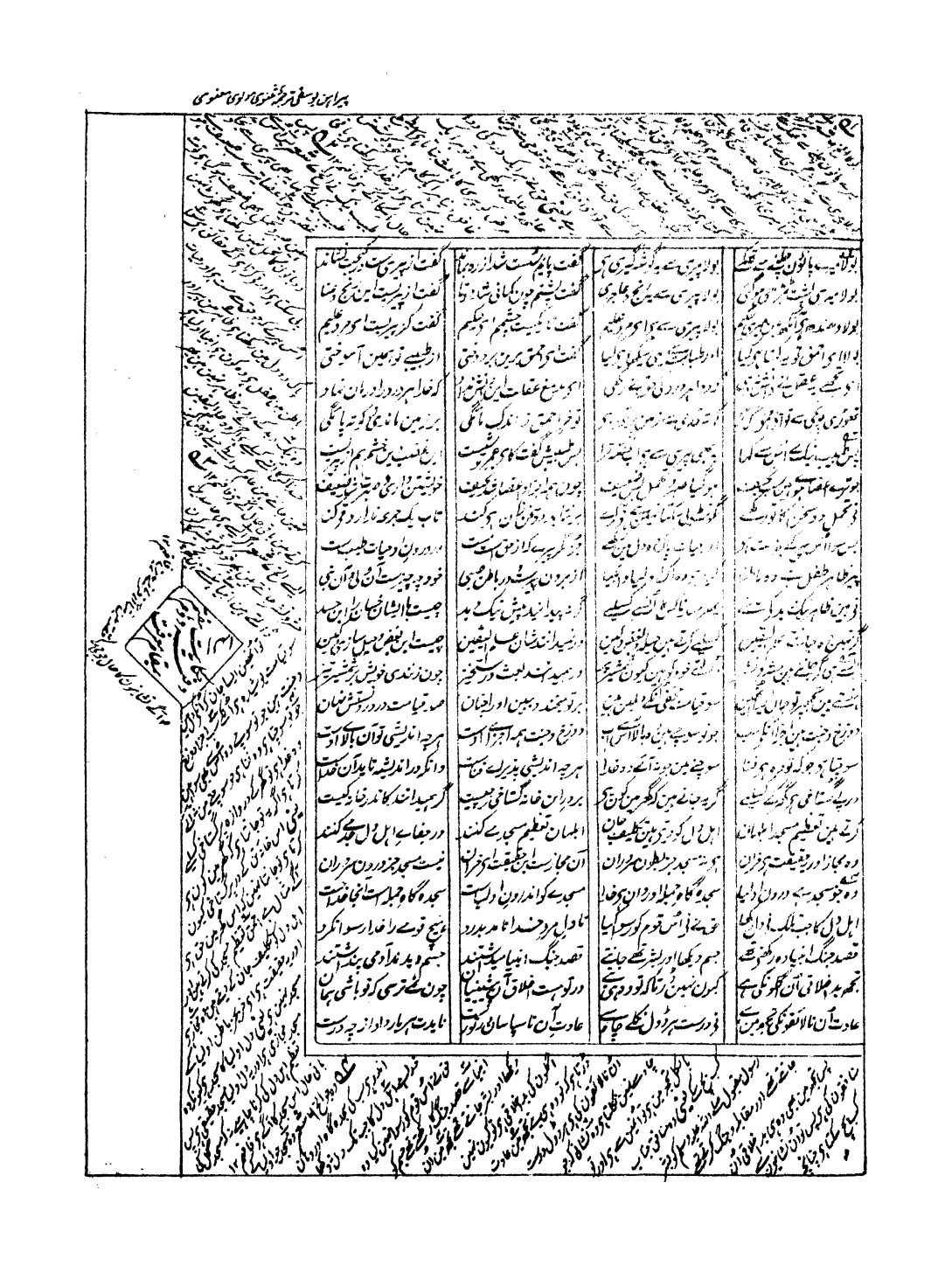

وہ نشانی جو کہ تا کل تجھ میں ہے — جو تو تجھ میں سے کوچ کر جائے — اُن نشانیہ ماہ جون در گریست — جون تو از نشانی کجا خواہی رست

قصہ کرنے کا پیش تا لوت پدر — کودکے کہ بنیارہ آگے رہتا تھا اور کسنا جو جی کا

ایک لڑکا پیش تا لوت پدر — رہتا تھا اور پیتا خالی ناسر — کودکے در پیش تا لوت پدر — از اوے نالید و بر گریست سر

ہو پر سنگ کہ کہاں لیجاتے ہیں — تا کہ بچے خاک کے بجکو بچھیں — کاہو پدر آخر کجا یت می برند — تا تراو را در زیر خاکے بسپرند

تجھی لیجاتے ہیں اُس گھر تنگ میں — جسمیں نہ قالین ہیں نہ فرش ہیں — بے بزینت خانۂ تنگ و زبیر — نہ در و فالی و نہ فرش و حصیر

نہ چراغ شب نہ رون ہو دہان — اور نہ بولھانے کی اور آنکھ نہ نان — نہ در ان پوے طعام و نہ نشان

نہ رہ گھر آباد نہ جیسے اور نہ باغ — روشنی کے واسطے نہ واں چراغ — نہ در ان سہر نہ سیاے سیج جام

نہ مہمان کے لیے — اور نہ ہمسایہ پناہ جو ہمسے لے — نہ در ان از سہر مہمان آب چاہ — نہ یکے ہمسایہ کو باشد پناہ

نہ جہاں پانی ہے — خانۂ تاریک ہیں کیونکر کہ ہو — جسم تو کو بوسہ گاہ خلق لو — چون شود در خانہ کور در کہو

جسم تیرا جو ہنی تھی خانۂ تنگ — کہ نہ اُسمیں منھ دیکھے ہو اور نہ رنگ — خانۂ بے زینہا رو ہے خانۂ تنگ — کاندران در مے نیاید ہیچ رنگ

بے بناہ اک گھر ہے اور ہے جا تنگ — ساتھ خونی تنگ کہ وہ رہتا تھا — زین نسق او صاف خانہ نمی شمرد — نہ در و دیوار ہ تنگ خانہ نمی شمرد

اسطرح او سان گھر کے کہتا تھا — واللہ لیجاتے ہیں اسکو جسکے گھر — واللہ این راخانۂ ما بے نہند

بولا جو جی باپ سے کہ اے پدر — گفت جو جی با پدر اے آجنبد — گفت او را با نشانہا بشنو

بولا جو جی سے پدر یا بلکہو — بولا اسے با نشانی سب سنو — گفت او با نشانہا بشنو

یہ نشانی سنے اک اک جو کی — ہین نہا نکہ گھر کی وہ پختہ سہی — این نشانہا کہ گفت او کہ نیک

نہ چالی نہ چراغ و نہ طعام — اور نہ گھر آباد نہ جیسے در نہا — خانۂ ما راست از تزویر و شک

اسطرح رکھتے ہین خوبے انسان — پر نہ انکو دیکھتے ہین گمرہان — در دش ہمرہ و نہ شغف و نہ ہم

خانہ اُس دل کا کہ خوبے نور ہو — زین نمط دارند پر خود را نشان — لیک کو بینند آنرا طاغیان

تنگ و تیرہ وش جہان کدورے — پر تو ے خورشید اللہ پاک سے — از شعاع آفتاب کبریا

اور نہ اُس دل ہین ہو نور آفتاب — اور مفلس وق سے ستارے — بینوا از ذوق سلطانی رود

گر رہے ایسے دل سے ہو تجھے — نہ کھلا میدان اور نہ مہتاب — ڈ کشادہ عرصہ و نہ آفتاب

پیدا زندہ ہے ہو اور زندہ تو ہو — گور دل سے باہر آ تو آپ سے — آخر از گور بدل خود بر تر آ

تو ہو یوسف اور خورشید سما — دل نہین گھر آتا اس تنگ گور سے — دل نگیرد تر ازین گور تنگ

چاہ و زندان سے مکل اور ہو کھلا — تو ہو یونس بطن ماہی مین چکا — زین چہ و زندان بر آور دست ما

پر ہے تسبیح سے اُس کے چشما — تو نہ چھتنا پر تو تسبیح سے چشما — خلصش رانیست از تسبیح ہد

برکت تسبیح سے اُس کے چشما — رہتا ہے تسبیح مین وہ یونس مدام — جنس از غذا تنمے بدا تبدیل شود

گر نہ ہوے او سبح بطن نون — کیا ہو تسبیح اُسکی وہ صدا — چیست تسبیح آیات در دل راست

آن یہ تسبیح از تن ماہی بجست — چیست تسبیح آیات در دل راست

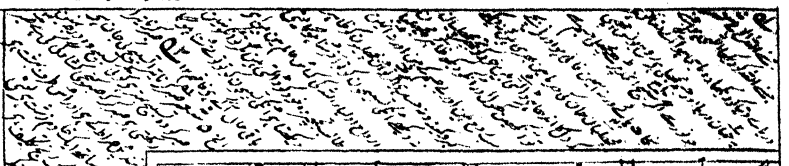

آ اگرچہ صحبت او کیمیائے جان ۔۔۔ تشنہ تو میرو اے ماہیان ۔۔۔ گر فراموشت شد آن تسبیح جان ۔۔۔ بشنو این تسبیحہائے ماہیان

چشمۂ حیوان درو او کیمیائے جان ۔۔۔ چشمۂ حیوان چہ باشد بحر پاک ۔۔۔ ہر کہ دید اللہ را اللہی شد ۔۔۔ ہر کہ دید آن بحر را او ماہی شد

یہ جہان دریا و ما چو ماہی جسم ہے ۔۔۔ جسم ماہی از جہان دریا تنی ۔۔۔ این جہان دریا و تن ماہی روح ۔۔۔ یونس محجوب از نور مسیح

گر پڑے تسبیح مچھلی سے چھٹے ۔۔۔ روح یونس ہے مچھلی جسم حوت ۔۔۔ گر مسیح باشد ازو ماہی رہید ۔۔۔ ور نہ در دریوے غم گشتہ امید

مچھلیاں جانی ہیں دریا میں رہیں ۔۔۔ ور نہ آبیں نیست جانی ہر دمی ۔۔۔ ماہیان جان در ین دریا پرند ۔۔۔ تو نہ بینی کہ کوری و تر نہ

ڈالتی ہیں خود کو تجوید مچھلیاں ۔۔۔ تو نہیں دیکھے کہ ہے تو آنکھ میان ۔۔۔ بر تو خود را میز نند آن ماہیان ۔۔۔ چشم بگشا تا نہ بینی شان عیان

مچھلیاں سب سیر ہیں دریا رہے جسد ۔۔۔ اور نہ آبیں کیر کینہ فرجسد ۔۔۔ ماہیان جملہ سیر و بے جسد ۔۔۔ نور ایشان کیر کین نے حسد

مچھلیاں کو گر نہ دریا دیکھے ظاہرا ۔۔۔ آنکھ تسبیحون کو آنر تو سنا ۔۔۔ ماہیان را گر نہ بینی پدید ۔۔۔ گوش تو تسبیح شان آنر نشنید

صبر کر نا تیر تسبیح کی ہو جان ۔۔۔ صبر کر تسبیح بہتر ہو د جان ۔۔۔ صبر کردن جان تسبیحات ست ۔۔۔ صبر کن کانست تسبیح درست

کوئی تسبیح دو نہ رکھتی ہو حرج ۔۔۔ صبر کر کالصبر مفتاح الفرج ۔۔۔ ہیچ تسبیحے ندارد آن درج ۔۔۔ صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

صبر ہو جون پل صراط اس سوت ہے ۔۔۔ ساتھ اگر صبر خوب خادم ہو ت ہے ۔۔۔ صبر چون پل صراط آن سو دشت ۔۔۔ ہست ہر خوب یک لالہ زار ست

جائے تو خادم جنک کب ہو د حاصل ۔۔۔ کیونکہ خادم کو نہ شاہی ہو ت حاصل ۔۔۔ تا ز لالہ گیرد نہ شادی و نہ منت ۔۔۔ از کجا لالہ را زند ناہید فصل ست

شیشۂ دانی صبر کیا جا تا ذوق ۔۔۔ صبر شاہد ہے یہ ہر ہے ذوق ۔۔۔ تو چہ دانی ذوق صبر اے شیفتہ ۔۔۔ خاصہ صبر از بہر آن شوخ چگل

درد کو تو کر دوا سے ذوق ہے ۔۔۔ اور محنت کو ذکر سے ذوق ہے ۔۔۔ مر محنت را بود ذوق از ذکر ۔۔۔ مر محنت را بود ذوق از فکر

جز و فکر اسکو نہ ذکر دین ہے ۔۔۔ فکر اسکو جانب اسفل لے گے ۔۔۔ سوے اسفل پرد اور آنکہ او ۔۔۔ سوے اسفل پرد اور آنکہ او

گر فلک تک پہونچ اوسکے درخت ۔۔۔ شوق بین اسفل کے سیکھا علم کو ۔۔۔ گر بیاید تا فلک از حد ترس ۔۔۔ گر بیاید تا فلک از حد ترس

اسفل کھڑا رہ دور اے ہمی ۔۔۔ گو بجا تا گھنٹہ وہ اعلا پہ ہی ۔۔۔ او بسے اسفل بیراند فرس ۔۔۔ گر چہ سوے علو جنباند جرس

اور گداؤں کے علم نے کیا ہی ۔۔۔ وہ علا روں کے ٹکڑے کو نیا ۔۔۔ از علستے گدایان ترس جیست ۔۔۔ کان علما لقمۂ ناراں ہمی ست

جان اچھے طرح سے اس بات کو ۔۔۔ گر نہ سیکھے باپ نیم سے تو ۔۔۔ این عنصر را تا کہ در باب تو ۔۔۔ ور نہ یا فی شنوا از باب تو

ڈر نا یک لڑکے کا مر د فربہ سے اور لا سا دینا اسکا اس لڑکے کو ۔۔۔ ترسیدن کودک آنشخص را جثہ و تنومند و لاغر بود

طفل تنہا مرد فربہ کو ملا ۔۔۔ مرد کے بس قصد سے اوکا ہوا ۔۔۔ گفت نفی کودک را یافت فرد ۔۔۔ نزد دش کودک زیبا قصد مرد

بولا مت ڈر مجھسے اے جانی مرے ۔۔۔ کہ تو چاہے میں چڑھ جاؤں آپے ۔۔۔ گفت ایمن باش اے کودک ز من ۔۔۔ کہ تو خواہی بود بر پشت من

ڈر نہ تو مجکو محنت جان کے ۔۔۔ چڑھ تو انداوت کے ڈر مجھسے ۔۔۔ من اگر ہم لاغر محنت دان مرا ۔۔۔ ہمچو اشتر بر نشیب میدان را

مرد صورت سنی ہیں اکثر سے ۔۔۔ ظاہر آدم و باطن دیو ہی ۔۔۔ صورت مردان معنی اینچنین ۔۔۔ از برون آدم درون یا جوجین

جو ہوا سے بھرا وہ اس قول کو ۔۔۔ گو تماسی چوب سے تھا اسکو دو ۔۔۔ آن دُمل را نافی اسی رفت چوباو ۔۔۔ کہ بر د آن شاخ را کسکو فت راو

بس شکار اپنے کو چھوڑا رو دیئے — آہوؤں کی خاطر کہ جن شاہ ہے — رو بہ اشکار خود را باد داد

جونہ دیکھا گوشت اُسنے ڈھیل دی — بولی نوکر اس شکار پر خبر ہین — چون ندید اندر دُمبل او فریبی

دُرتے ہین رو بہ صدہا آہوؤں سے — عاقل تنہا کو نے تاوہ چُپ رہے — رو بہان ترسند از آواز دہل

قصہ یک تیر انداز کا اور ڈرنا اسکا ایک سوار کو کہ جنگل مین جاتا تھا

ایک کس تنہا سیاہ و باد و تار — جاتا تا جنگل ہرن تنہا گھوڑے پر سوار — بیٹھ را نہ ریشہ اُسکے عجیب

ایک تیر انداز نے دیکھا اسے — پس کمان کو کھینچا اُسنے خوب سے — تیر انداز سے بحکم اور ارید

تیر تا مارے کہا سوار نے — مین ہون گرچہ فربہ جسیم ہے — من ضعیفم گر چہ قسیم جسم

تاز ندتیرے سوار اُس بانگ سے — مان نظر است کہ بیٹا ہے پر سے — کہ کم در وقت جنگ اُسپر سوار

مان درمان مکن تو در زخمی من — لم ہون مجروح پر من وقت جنگ — بر تو نہ اندختم از تیر خویش

بولا جا اچھا کہا ورنہ ترے — مارتا اک تیر اپنی خوف سے — بے رویت جان لیتے پشت سے

اس سلح بندی نے مارا چند کو — بے جوانمردی کے ہاتھ سے تیغ جو — بر کسان مالان سلح بگشت

رستموں کے باندھے گرز و تیغ و کمر — جان جائے مرد آیکا جو نہو — گر بپرسی تو سلاح رستمان

جان کو کر ڈھال پھینک تیغ کو — سر بچا کر شہ سے بے سر ہو کر ہو — جان ببر کن تیغ گذار اے پسر

دہ ترے ہتھیار حیلہ و مکر ہین — مجھسے پیدا ہین تیری جان لین — ہم ز فوز آب و ہم جان توست

جونہ پایا فائدہ اس مکر سے — مکر کو تو چھوڑ تا دولت ملے — ترک حیلہ کن کہ پیش آید دول

تونے پھل کھایا نہ دم بھرنے سے جب — چھوڑ فن کو طالب اتق ہو — ترک فن گو بیطلب رب الحسن

یہ علوم اب نا مبارک ہین مجھے — خود کو کر بیعقل و جاگ نہ ہے — چون مبارک نیست بر تو ابن علوم

چون ملائک کر کہ لا علم لنا — یا الٰہی غیر ما علمتنا — یا الٰہی غیر ما علمتنا

اک حکایت تم سنو اہل بیان — عقل کے اوج پر جس کے ہم در پیان — در بیان عقل حسن الانفصال

حکایت اُس اعرابی کی اور تباکون مین پھرنا اور مناکرنا علمتنا کا

ایک اعرابی نے لادی اونٹ پر — ایک جانب گون کو لیموں سے بھر — یک جوالی زفت از گندم پرے

دوسری جانب کو گون لی اُسنے بھر — بھر کے لادی دونون گون اونٹ پر — ہر دو را او ہموار کردہ بر شتر

بیٹھا دونون گون کے سر پر وہ جوان — کس خوشی سے اُسنے سوال رخ کیا — او نشستہ بر سر ہر دو جوال

جس طرف کو اونٹ کا منہ پھر گیا — اُدھر ہی لیتا تھا یہ اُسکو گھما — ارد وطن پرسید و او در دم شگفت

پھر جو اونٹ دونون گون لیکر چلا — سمع لمہ تھے کہ اُسنے کیا کہا — ہمچو اران گفتنش کو آن ربود

دیکھا گیون مین ہیں اک جوالی کھڑا — سمع لمہ تھے کہ اُسنے کیا کہا — ہست آگندہ بگو مصدوق حال

زار گیون مین ہیں اک جوالی کھڑا — سمع لمہ تھے کہ اُسنے کیا کہا — گفت اندر یک جوالم گشتہ ست

سمع لمہ تھے کہ اُسنے کیا کہا — سمع لمہ تھے کہ اُسنے کیا کہا — در دگر گیرے کہ نوت مردمت

بولا گون اک کیستے تنہا لوذتا | گفت تو چون بارگرہی بر تن مال | گفت تا تنہا نماند آن جوال
بولا اک مین کیسون آدھے پتھر تو | گفت نیم گندم آن تنگ ا | در دگر ریز از پے فرہنگ ا
بولا شاباش اے حکیم فلسفی | تا سبک گردد جوال ہم شتہ | گفت شاباش اے حکیم اہل حم
ایسا بنگا اور بیاوہ پاہو تو | انچنین فکر و قیق در ہے خوب | تو چنین عریان بیاوہ در نوب
کہ ٹھہائے اسکو انجوادث پے | جنبش آمد بر حکیم و عزم کرد | کہ بر آشتر بر نشاندنیک مرد
حال اپنا کچھ ذرا سا تو کہو | بار گفتش اے حکیم خوش سخن | شمہ از حال خود بہم شرح کن
ہو وزیر اب سچ کہو باشاہ ہی | انچنین عقل کفایت کہ تراست | تو وزیری یا شے برگوی راست
دیکھ میرا جامہ اور حال بون | گفت این ہر دو نہم از جامہ ام | بنگر اندر حال اندر جامہ ام
بولا فیہ اور نہ وہون سچ نہ | گفت آشتر چند داری چند گاو | گفت فراین و نہ آن مارا لکا
بولا ذو دکان مکان لکتا ہین | گفت قوت پیست بار در دکان | گفت مارا کوذکان کو کسکان
ذہے ہمکھا نا کپڑا ذسامان ہے | از قوت و قوت نی قماش | از متاع نیست طمع نیست آش
بولا کتنا نقد تیرے پاس ہے | گفت پس از نقد پرسم نقد چند | کر تو ئی تنہا رود محبوب پند
کیمیاے زر عالم تجکو ہے | کیمیاے زر عالم با توست | عقل و دانش اگر تو بر دست
تو خزانہ گھر مین رکھتا ہو گا | گنجہا بنہادہ باشی در مکان | نیست عاقل تر ترا تو کس رجہان
بولا واللہ کچھ نہین رکھتا ہون | گفت واللہ نیست با وجد العرب | در ہمہ ملکم وجود قوت شب
ہو نہ عاقل تر جہان مین تجسا | پا بر ہنہ تن بر ہنہ میدوم | ہر کہ نانے میدہد ہا انجا رد م
قوت شبکا بھی نہ اپنے پاس مین | مر مرا ازین حکمت و فضل و ہنر | نیست حاصل جز خیال در رسر
جو کہ روٹی سے مین جاؤن اس حکمت | پس عرب گفتش کہ روز دراز | تا نیا یدشومی تو بر سم
فائدہ مجکو نہین جز درد سر | در بر آن حکمت شومت نہ زمن | نطق تو شوم ست بر ابن زمن
تا نہ شومی تیری مجھپر ہو ولا | یا تو آن سوزن بمن بازیں سوزن | در ترا رہ پیش من و اپیش تم
ہی کلام اب شوم تیرا خلق ہم | یک جو ا لم گندم و دیگر زریگ | بہ بود زین حیلہا کہ مردہ ریگ
گر ذرے جاے مین و اپس پھرون | احمقی ام بس بسا رک احمقی ست | کرد دلم با برگ و جانم تنگ ست
بہتر ان ہیلون سے ہے اے اخی | گر تو کوشش نا کنی حکمت مجھے کم | جہد کن تا از تو حکمت کم نشود
دل ہو باسا با رک جان ہر تقی | فیض نور حق نہ و حکمت لکھے | حکمتے کز طبع آید در خیال
گر تو چاہے کہ شقاوت ہے ترا کم | حکمت دین ہو فلک پر بر تر ان | حکمت دنیا فزاید طن و شک
جو کہ حکمت ہو خیال و طبع سے | حکمتے کز حق بود نور ہدیٰ | حکمت دینی بر و فوق فلک
حکمت دنیا سے شک ہے ہو و ظن | حکمتے کز وحی حق تابد بجان | حکمت دینی بر و فوق گمان

رہروِ ہمان آخر زمانہ کے عمل
چلے سیکھے اور جگر سوزاں ہوے
صبر بخشش در سخاے نفس جود
فکر[ت] ہے جو کہ لے راہ کو
شاہ وہ ہے جو کہ خود سے شاہ ہو
اسکی شاہی تا کہ رہے سرمدی
تا نہایات شرع انکی الارذال

جانتے ہیں جو دے گلو کو دلیل
اور مکر و فعل سب حاصل کیے
سب کو چھوڑا جو کہ تھے اسپر حجود
راہ وہ ہے جو ملاوے شاہ کو
تو زر و گوہر کہے اور شاہ ہو
جیسے ع۔ ملک بن احمد ہی
اور ملک تک ہے ہمہ عین الکمال

رہروِ ہمان زیرکِ فرزمان
حیلہ آموزان جگر پاسوختہ
صبر اختیار و سخاے نفس جود
فکر آن باشد کہ بمنزل برسے
شاہ آن باشد کہ از خود برتر ست
تا ہمایہ ذیشاہی اوسرمدی
تا نہایات نیست ہر عشق زوال

برفروزد خویش پیش ہمنیان
فعلہا و مکرہا آموختہ
بازداده کان بود کہ اسپرد
راہ آن باشد کہ پیش آید شے
تو بمخر بنہا و گو ہر شو شود
ہمچو ع۔ ملک بن احمدی
کشتہ دراز ملک ابن الکمال

کرامات ابراہیم ادہم کی کنارۂ دریا پر

ذکر[ت] ابراہیم ادہم کا شنود
گذری نبی بیٹھے تھے سلطان جہان
دو امیر اک بندگان شیخ تھا
شیخ دگذری اسکی سے حیران ہوا
اسنے چھوڑا ایسا ملک شرکت
چھوڑ کر اس ملکِ ہفت اقلیم کو
ملکِ ہفت اقلیم ضائع کرتا ہی
شیخ ہوا آگاہ خطرہ اسکا سے
دل میں جو خوبی خود وجاہ و اوراں
دل گر رکھو تم اسے حاصلو
پیش اہل تن ادب ظل ہرے ہی
پیش اہل دل ادب باطن ہے ہی
تو بملک نہ صورت آگے بہر جاہ
آگے بینا کے ادب چھوڑے تو ہی
جو نہیں رکھتا ہی تو نور ہدی
آگے بینا کے رکھے نا پاک رو
پیشکدی دریا میں کی شیخ نے

راہ چلتے بیٹھے اک دریا پہ دو
اک امیر اس جا پہ آیا ناگہان
شیخ کو بہان کے بیٹھا کیا
اسکی تنہائی سے متغیر رہا
اور لیا ہو فقہ سے باریک فہم
سیتا ہو غسل گہ آندری کو دو
اور گدڑی جون گہ کے سیتا ہو
شیخ جون شیر اور دل جنگل شاہ
ہین یہ خفی اس پہ سر زنان
اہل دل کی جو حضوری تو کو ہو
کہ خدا نہان و خفی آنسے ہی
کہ ہو دل انکا بھد اسرار سے
بیٹھتا ہو جون مرد پیش شاہ
اسلیے تو نار شوت ہین پڑے
دے ہو اندھورکی پہ تھم کو جلا
نازمت کر ایسی بدحالت سے تو
اور بجا راسوئی کو آواز سے

کرامات ابراہیم ادہم بر لب دریا

ہم زا ابراہیم ادہم آمت
دلق خود خیات دو آن سلطان جہان
آن امیر از بندگان شیخ بود
خبر یہ شد بر شیخ و اندر دل گذشت
گور راہ و بخیان ملک شرکت
ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را
ملک ہفت اقلیم ضائع میکنند
شیخ دہ قصد گشت از اندیشہ ہا
چون جاہ و شوت رذلہا و دان
دل نگہدارد ہا ہی بجا صلان
پیش اہل تن ادب پر فائدہ
پیش اہل دل ادب بر باطن
تو بملکی پیش کو ران بہر جاہ
پیش بینا یان کنی ترک ادب
چون ندارد ہی فطنت نور ہدی
پیش بینا یان خدا در دے دل
شیخ سوزن نہ در دریا فگند

کو زرا ہے بر لب بحر ہے گشت
یک امیر ے آمد آنجا ناگہان
شیخ بر آشفت بجد گرز زد
گشتہ دیگر گون خلط عقل او
برگزا ناز فقر قرس بار حرص
میز ند برق سوزن چون گدا
چون گدا برد برق سوزن میز ند
شیخ چون شیر سے لسا نیدہ سبیل
نیست ہرگز خفی اسرار نہان
در حضور حضرت صاحبدلان
کہ خدا از ایشان نہاں ساست
زانکہ دل شان بر سر ر حق است
یا حضور آئے نشینی پا گاہ
نار شوت را ازان کنی تشنی طلب
بہر کوران سرکہ را بیزن جلا
نار مسکن تا چنین کند بد عمل
خواست سوزن را بآواز بلند

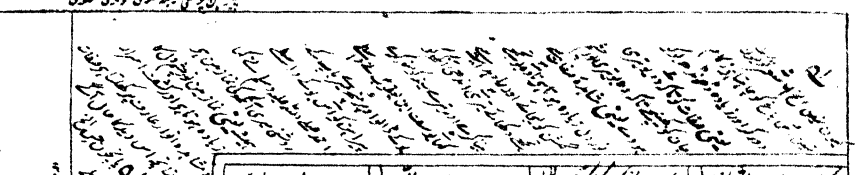

سیکڑوں ان کا بیان اللہ تعالیٰ نے آپ
سر نکالا اس میں سے دریا سے عرفان کا
پھیر کر منھ اُس سے ہوا اوجھل ہمارے سامنے
یہ نشان اُن خلعتوں کا ہے جو ہیں پوشیدہ
تھے ہمیں لاتے ہیں باغ آسمانی کے لیے
باغ ایسا جس کا بیتا آسمان
کیوں نہ ہو اُس باغ کا ہر ذرہ باغ
تاکہ وہ بو پھینچے تیری جان تک
تاکہ وہ بو تیری نظر چشمہ ہو
تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے
بولا یوسف اس یعقوب سے
واسطے اس بو کے احمد نے کہا
پانچوں حس اپنے ہیں ہم پانچ ہیں
قوت ہر اک کا قوت اور ذوق ہے
آنکھ کے دیکھے سے زیبا شے کی
صدق ہر اک حس کی پیدا کیجیے
ایک حس باطن کھولے جا تو

شروع مثنوی حواس عارف کا ساتھ نور غیب کے

محرم محسوس ایک حس کو جو دیکھا
بھیڑ اک گلہ کی کوے نہ سے
تا نہ بھیڑ نکو حواس آسمانی چرین
اے جگہ نا سبز و ریحان چرین
تیری ہر حس ہو حسوں کی کان سوں
تیری حس سے سبز باغ حس ہیں
حقیقت والی تاویلوں کی ہے

صید ہزاراں ماہی الٰہی
سر برآور و نماز در پای عرض
رو بدرگاہ و بخشش کا مراد
اور ان نشانوں کی ہدایت ان سے جب
سوئے شہر از باغ شاخے آورند
خانہ باغے کاین فلک یک برگ دست
بلکہ آن صحبت ازیں ملکے بتر
بوے افزودن تو در گرد مرغزار
تاکہ آن تو جاذب حالت شود
تاکہ آن بو سوے بستانت کشد
چشم نابینات را بینا کند
گفت یوسف را یعقوب نبی
بہر این گفت احمد در رموز عظات
تا کہ این ہر پنج حسے ہر پنج
قوت ہر یک قوت باقی شود
در دمن دیدہ فزاید عشق را
صادق بیداری حس بیشتر
چون یکے حس در وزن بگشادہ

سوزن زر بر لب ہر ماہیے
گر نگیرد آتش عشق تو حس
ملک دل یہ یا چنیں ملک حقیر
باطنی چوری و بنظارہ پرست
باغ را بستان را گاہے بازیند
بلکہ آن صحبت ازیں ملکے بتر
بوے افزودن تو در گرد مرغزار
تاکہ آن تو جاذب حالت شود
تاکہ آن بو سوے بستانت کشد
چشم نابینات را بینا کند
سینہ ہات را سینہ سینا کند
بہر بو القوا علے وجہ الی
قرۃ عینی فی صلوٰۃ دیدہا
کیونکہ پانچوں ایک بڑے ہر ہے
پانچوں تا وہ ہر اک ساتی بنے
عشق سے دل ہیں ہوا وجد مدرک
اور حسن کا ذوق ہیں نرسے
باقی ہر ایک حس تبدیل ہو

آغاز منورشدن حواس عارف بنور غیب

سب حسوں پر غیب ہر ظل ہر ہوا
آنکھ سے پیچھے کہ دیں جملہ اس حسے
اخرج المرعے کہ ہو اس میں چرین
راہ گلزار حقائق کی چلیں
ہووے اُس جنت سب حس کی خزاں
بے زبان اور بے حقیقت بجا
یہ توہم پوچ تخیلوں کی ہے

چون یکے حس غرق سبحات دہاں
چون زبوجہل انگلک یک گوسفند
گوسفندان خود ہست ابران
تا بہ گلزار حقائق رہبرند
جملہ حسہا دران جنت رود
حسہا با حس تو گویند راز
کین حقیقت قابل تحویلہا ست

گشت غیبی ہر یہ حسہا پدید
پس بیا پا چمباز اشور بر حسہا
در دلالتہا خرج المرعے چران
تا بہ گلزار حقائق رہبرند
ہر حست پنجیہ حسہا شود
بے زبان دے بے حقیقت بے مجاز
ہمیں توہم مایہ تخیلہا ست

وحقیقت کو دو عین ہمدیگر ہو
تیری حس کی بندہ ہر حس جو ہوئی
کب فلک کو تجھ سے ہو چارہ گری
ایسے دعوی ہے جو ملک پوست ہے
تخم جبکا ملک آسکا پوست ہے
داند کسی ملک ہو تو جانے
یہ ہو ظاہر اور وہ مخفی رہے
آسمین سا جسم جان جون آتے کے
عقل سے حس جلد روح کو پاتے
پر یہ کب جانے کہ ہمین عقل ہو
عقل سے تابے کی حرکت ہو کے
جب سمجھ آئے تجھے کہ عقل ہے
کیونکہ وہ ہی اس سے غیب ہے
روح وحی اصلی نہ ہر جان پے کھلی
کرسکے ہو عقل کب انسا تو نمیز
کیونکہ موقوف ہو جب تک ہو دو
عقل موسی کی مکرر دیدہ مین
جو کہ وہ موسی کو ذ احوال ہے
موش کی ہے عقل کیا ہو از جمند
شتری جو بائے تو رونق رکھے
اشکی رونق ہو سدا بازار کی
شتری بیلد کہ اللہ شتر ہے
در شر اسکا جانے کب پوری کرے
شرح کرنے والا سر حق کا ہے
اور تلون طبع ہے تمکین ہو وہ
کھانا ہوا اور خاک مین سیاہ ہو
ہر طرف وہ خاک کو کرتا ہو ہوا
راہما داند وے در زیر خاک

آن حقیقت کان بود عین عیان
چونکہ ہر حس بود حس تن شد
چونکہ دعوی پیرو در ملک پست
چون تنازع فتد اندر تنگنا
پس فلک شد شرف نے روح معنی
جسم ظاہر روح مخفی آمدست
باز عقل از روح مخفی تر بود
جنبشے بینی بہ ابدای زندہ است
تا کہ جنبشہا سے موزون کند
زان مناسب آمد ین افعال و
روح وحی اند عقل مان تر بود
عقل احمد از کسے نسان نشد
روح وحی را مناسب تا نمیز
گر جنون مینہ کنے میدان شود
چون مناسبہاے احوال خفی
نا مناسب مینمود افعال او
عقل موسی چون نبود خوش حال او
چون تنازع اتحاد آرد پدید
علم تقلیدی بود بہر فروخت
شتری علم تحقیقی حق ست
لب ببستہ ست ربیع وصی
در سر آدم را فرشتہ شتری
آدم انبیہم با سما مدرس گو
ایخنان کس نا کہ کوتہ بین بود
موش گفتہ زانکہ در خاک جاش
راہما داند وے در زیر خاک

ربیع تا ہو بلے گنجد در رسان
مر ملکہا را نباشد راز تو بد
مغز آن کہ بود توشہ آن آدمست
دانہ آن کیست نہ اگر کنجگاہ
این ہمہ بیدست آن نبی زین بلغ
جسم ہمچون آستین جان ہمچو دست
حس ہمچو روح زان مترود
این ندانی کز عقل آن ناداست
جنبش حس را بدانش نرکند
فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
روح وحیش مدرک ہر جان شد
در نیابد عقل کان آمد عرض
زانکہ موقوف ست تا آوان شود
عقل موسی بود در دیدہ کہ
پیش موسی چون نبود خوش حال او
عقل موسی چون ہوا مر احمد
چون بیابد شتری خوش قدر شد
دانما کہ بازار او رونق ہست
شتری بجمد کہ اللہ شتری
محرم درگشش دیو و نہ پری
شرح کن اسرار حق را مرسلان
در تلون غرق و بے تمکین بود
خاک باشد موش تا آخر معاش
ہر طرف خاک را کرد دست خاک

جھلکے ہیں اس آب جاری پر وہاں
باغ عیسی کے پھلوں کے ہیں نشان
از ثمار باغ عیسی شد روان

باغ ہیں جا منزلوں چھلکوں کے
نہر میں آتا ہے پانی باغ سے
فشر ہا ہر سو کے این آب روان
فشر ہا را سوئے اندر باغ جو

اگر نہیں چلتا دکھے آب حیات
نہر میں تو دیکھ یہ سیر نبات
گر نہ بینی رفتن آب حیات
بنگر اندر جوے این سیر نبات

نہر میں کثرت سے پانی ہو رواں
جھلکے صورت کے ہوں جلد اس میں عیاں
آب جو بانہ تر آید در گذر
زو کنت فشر صور تر گذر

جو بہت جاری ہوئی نہر روان
غم نہیں لکھے ہیں اس میں عین فاں
چون نبات تیز شد این جو روان
غم نیا ید در ضمیر عارفان

جو نہایت بھر گئی اور موشگاف
کچھ نہیں تھمن سکے وہ لیکن آب
چون نبات محتلی بود و شتاب
پس نہ کمتر آرد و نہ الا گر آب

طعنہ زناں بیگانہ در شان یہ شیخ کی و جواب نقص مرید شیخ

شیخ پیر یا بدنے اک تہمت رکھی
کرد و بد ہا او نہیں ہمتقی
طعنہ زناں اور یک شیخ را تہمت نہاد
وآن یکی یک شیخ را تہمت نہاد

ہے شرابی اور بدکار ریس
اک مرید زکارہ ہو فریاد رس
شراب خمرت ساہوں پیش
ومرید ان را کجا باشد مئیت

ایک بولا اُس سے گستاخی نہ کر
عیب گیری تو نہ ز گون کی نہ کر
آن یکے گفتش ادب امپیش دار
خود مذنبود انچنین ظن ہر کبار

دور اُس سے دور احسان اُسکے سے
اُسکا اصاف اک سیہ گندہ ہے
دور از و دور و ز اذاد صاف او
کر رسیلے تیرہ گرد و صاف او

اہل حق ہے ایسا ہستان بت کھو
یہ خیالات ہیں ترے تجھو جوے
انچنین ہستان منہ بر اہل حق
کاین خیالات ست بر گردن ورق

یہ نمود اور ہوا کا ہی مرغ خاک
بحر کو مردار سے کیا خوف باک
این نباشد بر بود ہا مرغ خاک
بحر عازم را نہ مردار سے پاک

کم نہیں ہے تلمیذ و حوض سے
گر کرے بیگار اک قطرہ آسے
نیست دون الفقیہ و حوض فرد
کش تو ا قطرہ از کا ربرد

آگ ابراہیم کو اقصاص شد
جو کہ فرد وی ہو وہ نہیں ہے حق
آتش ابرا ہیم را نبود زیان
ہر کہ مردیست کو بہ ترس از ان

نفس ہم فرد و دلقش جان خلیل
نقص فرد وست عقل جان خلیل
رمح در عین ست نقش کرگیل

یہ رسیل راہ رہ گردن کو ہو
کہ بیابان میں یہ لیس راہ رو
این رسیل راہ و رہبر را بود
کو بہ رہ دم در بیابان کم شود

واصلوں کو ذو سواد ہیں ہم چراغ
اور رسیل راہ سے آنکو فراغ
و اصلان را نیست حاجت ہیچ مرجع
از رسیل راہ سان شاہ طلع

مرد واصل نے رسیلیں ہیں نہیں
لڑنے والوں کے سمجھنے کو نہیں
گر رسیلے گفت آن مرد کمال
گفت بہر خم اصحاب جوال

باپ بچہ کے لیے نی نی کرے
گرچہ عقل اُسکی رہا نمی داں ہو
بہر طفلے نو پدر نی نی کند
گرچہ عقلش ہندسہ گیتی گسند

گم نہو اُستاد کا نفس و ہنر
گم شود گرد نفس اُستاد از خلل
گر الف ہنیے نہ ارد گو یاد

واسطے تعلیم اُس نادان کے
از بے تعلیم آن بستہ دہن
از زبان خود بروں باید شدن

چھوڑنا اپنی زبان کو چاہیے
ورز زبان او بیا باید آمدن
تا بیا موزد ز تو او علم و فن

بولنا اُسکی زبان کو چاہیے
پس ہمہ خلقان چو طفلان اند نو
لازمست آن مر ورا فرمت پند

جو کہ کرنا نصیحت چاہیے
آن مرید شیخ ہد گو یندہ را
آن بگفتہ و گفتہ ی آگندہ را

پیر کو کرنا نصیحت چاہیے
بولا اُس گمراہ و اُس بیدرد کو
آن مرید شیخ نے اُس مرد کو

خود کو تو مت مار تیغ تیز پر — جنگ سلطانوں سے تو ہر کو نہ کر — گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز — ہین مکن با شاہ و با سلطان ستیز

ہمسری جو حوض دریا سے کرے — اپنی ہستی کی کمیٹے جو مرکو ہی — حوض یا مدیا اگر پہلو زند — خویش را از بیخ ہستی بر کند

یہ نہ وہ دریا کہ ساحل ہو جسکا — تاکہ اس مردار سے گندہ ہو جو — نیست بحرے کو کران دارد پدید — تیرہ گردد او ز مردار شمار

حد و اندازہ ہو دریا کا سبھی — شیخ و نور شیخ ہو بے انتہا — بحر را مدت و را غایہ بدان — شیخ نور شیخ را نبود کران

جو ہو محمد و آگے جیسے کے ہو لا — کل شئی غیر وجہ اللہ فنا — بیش بیمد بر چہ محمد دست لاف — کل شئی غیر وجہ اللہ مدان

کفر و ایمان ہو نہ دان جس کا حد — کیونکہ وہ معنو اور یہ نامہ پڑھ — تفرقہ ایمان نیست انجا کہ اوست — زانکہ او معنو است ایں ہر دو نام پوست

یہ غبار پردہ ہوئی آس درمیان — جون چراغ اکل طشت کے نیچے نہفتی — این غبار پردہ آن را پرورد — چون چراغے خفتہ آمد در طشت

تن کا یہ سر اک حجاب آس سر کا ہو — آگے اُس سر کے یہ سر کا فرسا ہو — پس سر ایں تن حجاب آن سر است — پیش آن سر ایں سر تن کافر است

کون کافر غافل ایمان شیخ — کون مرد و پیغمبر یا جان شیخ — کیست کافر غافل از ایمان شیخ — کیست مرد و پیغمبر از جان شیخ

آزمایش میں نہ جان ہو جو جہنم — جسکو زیادہ ہو خبر جان بیشتر — جان نباشد جز خبر خود را در آن — ہر کرا افزون خبر جانش فزون

جان حیوان سے ہوئی جان بیشتر — اسلیے کہ زیادہ رکھتی ہر خبر — جان ما از جان حیوان بیشتر — از چہ زان رو کہ فزون دارد خبر

جان ہمارے فزون جان ملک — کہ نہ رکھتے ہین وہ حس مشترک — بس فزون از جان ما جان ملک — کو منزہ شد ز حس مشترک

اور ملک سے جان اہل ال فزون — ہو تو نوت لطف تحیر ذو فنون — در ملک جان خدا دانان دل — باشد افزون تو تحیر اہل

انکا سجود اسلیے آدم ہوا — انکی جان انکی قیمت سے سوا — زان سبب آدم بود مسجود شان — جان او افزون ز جملہ جان ہا

بہتروں کے در پہ سجدے کیلیے — نہ بہتروں کو ملک شایان ہی — در نہ بہتر از سجود دون بری — امر کردن بیخ خود در خوری

لطف اللہ کب اپنے سے کو کرے — کرکے گل سجدہ آگے خار کے — کو پسند عدل لطف کرد کار — کرکے سجدہ پیش خار

اشکی تابع جان ہوئی جیسے جیوتی — اشکی تابع جان ہوئی جیسے جیوتی — جان چو فرمودش گذشت از انتہا — شد مطیعش جان جملہ چیز ہا

جز زیادہ وجان ہوئی بیچ ہوئی — کیونکہ وہ زیادہ ہو پہچین لی — مرغ و ماہی و پری و آدمی — مرغ و ماہی و پری را آدمی

مرغ و مچھلی اور پرستی لوگ آدمی — شہ کہ کرتا تابع لکھے ہین سو بیان — ماہیان مسحور گردنقش شوند — سوزنان را شہتما تابع بوند

آسکی گدڑی سینے والی مچھلیان

باقی قصۂ ابراہیم ادہم کا کنارۂ دریا پر اور آس سے کا — بقیۂ قصۂ ابراہیم ادہم بر لب دریا و آن امیر

وہ سیہ کا دہ حکم جاری میرے — دیکھا مچھلی پر ہوا وجد اور اسے — چون نقاد اندر شیخ آن میر دید — آن یکے ماہی شایش جاے پدید

بولا مچھلی کو ہی چیزون سے خبر — تف ہی اُس پیر جیکہ ہو ملعون تر — گفت ماہی زہر چون آگہ است — شہ تنے را کو لعین در گہ است

پیرے اگر ہون مچھلی ہم بہتر — ہم شقی دولت سے ہوئی اور ہم سیہ — ماہیان از بہر آگہ یا لعیم — ماشقی زیرک ولی از اشیان سیہ

بس کہ وہ اور وہ ہوا اور زہ ہوا — عشق کی خو ہر اش سے دیوانہ بنا — سجدہ کرد و رفت گریان و نزار — گشت ویرانہ ز عشق فتح باب

اوہ شبہ رو بس کیسی بات ہی — او حسد اور جنگ کے سات ہی — پس تو اے ناشستہ رو در مجلسی — در نزاع و در حسد یا کیستی

ترجمہ ہو بازی تو دم سے شیر کی — اور فرشتوں پر چلا دوری
اب تو خیر محض کو بدست کے — ان تو اک درجہ سمجھ کم شرع سے
بد ہو کیسا تانیا کہ وہ محتاج ہو — شیخ کہتا ہو کیمیا اک جان ہے
کیمیا تانبے کو گر زر فرکرے — کیمیا تانبے سے کب تانبا بنے
بد ہو کیسا اک آتش سرکش عمل — شیخ کہتا ہو عین دریا ازل
بد ہو کیسا اک غلام خلقت فرا — شیخ کہتا ہو عکس انوار خدا
بد ہو کیسا اک آتش پسوزدوں — شیخ کہتا ہو آب کوثر بسکہ سرد
آگ کو بس بین بجھاتے آپ سے — آگ سے ہرگز نہ مرتا آب ہو
آہ میں تو دیکھتا ہو عیب کے — اور خفا خاصیت میں ہو تو
جائے گر جنت میں کانٹا دھو نہ چاہتا — کانٹا تو پائے نہ وان اپنے سوا
تو اگر ہو خاک تو خود شید پر — بدر میں سورج کوئی دھوتہ ہو
آفتاب ایسا کہ چمکاتے جہان — آب ہو جنگاڑ کی خاطر دھونا
عیب کل پھر دیکھ رہے عیب ہے — غیب رشک پرے ہر غیب ہے
دور گر غیبت سے ہو تو یار ہو — گر تو غیبت سے تو نامت جان کو
تاکہ اس مے نسیم آئے مجھے — آب حیوت کیوں سکندر کھے ہے
دور اگر ہو تو بلا دور اپنی دم — حیث ما کنتم تو لو او چھکم
دوڑنے سے شل نہ گل میں پیسا — دوڑنے کو دم بدم ہو تو سدا
وہ برابر جانہ رہنے کو کرے — جا تا ہو اسماعیل اس چاہے ہے
خس نہ رہے تیری حس کمتر ہوئی — دل ترا اس گل سے نہ اٹھلا کبھی
گل میں تو تا دیں بنے کی کرے — کیوں نہ جانے تو کہ دور اس رہے
ہون میں ہو کانتین کا ہو ہوا — گر پکڑتا ہے نہ حاجر کو خدا
خود ہو ہنسا شیل ہر کہ بد ہو کے ہو — تو ہنسا جائے وہ خود کو خمرہ سے
کہتے ہیں کہ دو جگر کہ ان میں ہیں — ڈھونڈھو باہر غار کے اندر میں
وہ جگر کا اندر نہیں ہو غار کے — پانی پیتے کر گیا اس جا سے ہو
اسطرح کہکر پکڑتے ہیں اسے — تشنہ وہ ہو مگر لب میں جانتے

ہو ملائک تر کشا زی سیکنی — با دم شیر سے تو بازی سیکنی
ہین تو رنجے کہ شمر آن نحض را — بد چہ سگوئی تو نحیب محض را
شیخ کہ بد کیمیائے بیکران — بد چہ باشد بس متاع مہان
کیمیا از مس ہر گز مس نشد — مس ارزاں کیمیا قابل نہ باد
شیخ کہ بود عین دریا ازل — بد چہ باشد سر کش آتش عمل
شیخ کہ بود عکس انوار خدا — بد کہ باشد غلام خلقت فرا
شیخ آب آتشے پرزور دو سوز — بد چہ باشد آتشے پرزور دو سوز
آب کی تربہ ہر گز نہ آتش — دائم آتش را تبر ساند ز آب
در بہشتے خار چینی مے کنی — در رخ مہ عیب مینی مے کنی
ہیچ خارا کہ نیاب بی غیر تو — گر بہشت اندر روی تو خار جو
رفتہ مے ہو ئی زبد رکمالے — اے پہ شتی آفتابے در علے
بہر خفاسے کجا گردد نہان — آفتابے کو تبا بد در جہان
غیبما از رشک پیران غیب شد — عیبما از زرق پیران عیب شد
ور مذمت جان کن و کار باش — یار اے از دوری رغبت بیار باش
آب رحمت را چہ نا ہی از حدر — تا ز ان رحمت نسیبے بیرسد
حیث ما کنتم تو لو او وجہکم — گر تو دوری او ہمینا ں تو دم
و ہم منیب بر آ اے عرعر خمیر — چون ترے در گل فتد از گاہ تیر
کہ دل تو ز ان رحلہا نیست — جاے را ہموار نکند بہر باش
چون نجو اہی کز ان دل کہنی — حس تو از حس خر کمتر نیست
حق نگہبر دعا جو بی از کرم — در حل ما و میل خیست سیکنی
از برون جو بید کا مد نو زیست — این گر فتن را ببیں از غور
رفت نماز ان او بیچ بجود — کا بن رواباشد بر ان مضطر
او ہمیگوید ز میں گر آگا نند — این ہمی گویند بندش نشنند

جاننے نکلو اگر یہ تم سبھی ان
ہاں خلائق کو ابھی ہیں جانتے

کیسے کہتے ہو کہ حق ہے ہر دمے گمان
اور وہ غافل ہے حق سے ہر دمے

گر زمن گاہ و بود ہے این مدعا
تا کہ بر بندد دہیر دانش کشا

کا خدا کردی کہ آن لقمہ کرد
غافلان کفار از این دانش کنند

دعوی کرتا شخص کا کہ خدا مجھ سے گناہ نہیں کرتا اور جواب اس دعوی کا

شخص کہ کہتا تھا یا علیہ الجواب
کہ خدا از من بسے ریدست خوب

آن یکے میگفت در عہد نجیب
چند دیدا زمن گناہ و جرمہا

اور بہت ہم دیکھ لے ہیں عیب
پر کرم ہا بر دوان نمیگیر مرا

حق تعالی گفت در گوش نجیب
در جواب نیک خصم از راہ غیب

پس کہا مخلص خدا نے اے نجیب
کہ گناہی ہیچ کسے از بس گناہ

وز کرم ہا بر دوان نمیگیر مرا
گفتا ہم بندگانم در خلاف

ہو چنانکہ ہون تجھے تو بے خبر
ہین بکرتا ہون تجھے تو بے خبر

اسکے تہ ہے تیرے اوپر ایک سیاہ
روے باطن کو کیا تیرے تباہ

اور ہے تیرے انگ پر یہ انگ جو
اسلیے ناحق ہو تو ہر سے

اور دو ایک لوچہ لگتا ہے دھواں
او بقدر ہوا شر کبیرہ میان

کہ یہ کیا ظاہر ہوتی ہر دم تجھ پر
بس سفیدی سے سیہ ہوتا ہے

ہو دھوئیں سے تیرے جیسے تو بیا
پھر دھوئیں کا اسکے کیا کہنا کہ کیا

ایک ذرا سی نقطہ کالی ہو دے تمام
تیرے دل کی تختی کو ہے جیا

مرد رومی گر کرے آہنگری
اسکا نقطہ باقی رہتا ہے ہمیشہ

جان لیوے جلد تا خیر گناہ
اور در کر پکارے اسوا

چرکے اعمار دبد پیشہ کرے
خاک سے پر چشم اندیشہ کرے

توبہ نادر شہر من جرم ہو
اسکے دل پر تا کہ سیاہی نہ ہو در

کہنا یارب در پشیمانی گئی
آئنہ پر زنگ کی تہ جم گئی

زنگ اسکے روے کو کھانے لگا
گو سراسکا زنگ کم کرنے لگا

سادہ کاغذ پر اگر تو کچھ لکھے
اس نکتے کو خوب کر کوئی سمجھے

تو لکھے کاغذ پہ دیکھے اور خط
فہم میں ہر گز نہ آوے بے غلط

اس سیاہی پر سیاہی جو چڑھے
دونون خط نا بھی ہوون نہیں پتے

تیسری بار اس پہ تو لکھے اگر
مثل جان کافر کے ہو تاریک تر

آن یکے میگفت در عہد نجیب
چند دیدا زمن گناہ و جرمہا

حق تعالی گفت در گوش نجیب
در جواب نیک خصم از راہ غیب

کہ خدا از من بسے ریدست خوب
پر کرم ہا بر دوان نمیگیر مرا

عکس نیکی و مقابل ہا سیفت
چند جذبت گیرم و تو بے خبر

امر ہا کرد و دو بار نہفتہ تیم
با سیاہ مسل نامۂ پاتا پسر

زنگ قہر ہر قوت او دیگ سیاہ
گرد سیمای درونت اشتباہ

جمع شد تا کو شد ز اسرار ما
بر دلت زنگار بر نگار ما

آن اثر ہا یدار باشد جبر ہے
گر ز ناآن دود ہر دیگ نفسے

ہر سفیدی آن سیہ سر شود
زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود

بعد ازان ہر دے کہ جہاد و زہد و
چون سیہ شد دیگ از تاثیر دود

ہو دریا یا بر دشس ہم زنگی ہو
مرد آہنگر اوز نگی ہو بود

در دشس طبق کرد و از زہد و آہ
مرد دے کہ بر کند آہنگری

پس بنالد زار و گوید کاہ آہ
پس ہوا پذیرد تا تیر گناہ

خاک اندر چشم اندیشہ کند
چون کند اصرار و بار پیشہ کند

توبہ بنا بشد بگر شیریں شود
توبہ بنا بشد بگر شیریں شود

آن آہنیاں بارے نہ زد
شست بر آئینہ زنگ تو نہ

آہنش از نگہا خود دن گرفت
گو سر شر از زنگ کم کردن گرفت

چون تو بسی کاغذ سیہ کردی بہم
آن نوشتہ خواندہ آید در نظر

چون نویسی بر سر ہر نوشتہ خط
ضم نا یدخواند ترش گردد غلط

کان سیاہی بر سیاہی افتاد
ہر دو خط شد کور معنی رو نداد

سوم بار نویسی بر سرش
بس سیہ کردی تو جان کافرش

چارہ کیا پس مرد بنا و چارہ گر
اسکے آگے ناامیدی کو نہ رکھو
جو شعیبؑ اُن نکتوں کو کہنے لگا
اسکی جان نے جو سنی دمی سما
بولا رو مجھکو کہ بڑا کہ اسکا پتا
بولا ہوں ستار ناامید کیجیو نہ
اک نشان یہ کہ کہتا ہوں تجھے
اور نماز میں اور زکوٰۃ میں دھیان رکھے
طاعت اور اعمال بہتر و کرے
طاعت اچھی پر یہ سنی نغز ہیں
چاہیے ذوق اب کہ طاعت کو ہم
دانہ بے مغز سے کب ہو نہال
جو شعیبؑ ان نکتوں کو کہہ کر چکا

پس چو چار مرد بنا و چارہ گر
نا امید ہی سے امید پیدا ہوتی ہے
چون شعیبؑ آن نکتہا را گفت
جان او بشنید و دمی تمکین
گفت یارب فتح سر بیکبار او
گفت ستار منم ہم راز ماش
یک نشانے آنرا بگویم ورا
از نماز و از زکوٰۃ و غیر آن
میکند طاعات و اعمال سنی
طاعتش نغز است سنی نغز فن
دوق باید تا بدہد طاعات بر
صورت بے جان ناشد پر خیال
چون شعیبؑ این نکتہا را برشمرد بخواند

تا امید ہی سے امید کی راہ نکلتی ہے
نا امید ہونا بہت بڑا گناہ ہے
راز ہا بر وے دمادم بر دمید
گفت اگر نا گفتہ را گوئی نشان
آن کہ گفتن را نشان ہیچ پیدا
جز بہ یک رمز آن تبلا ش
آنکہ طاعت ہا دہد معصوم دعا
لیک بے ذوقے نہ دارد ذوق جان
لیک یک ذرہ ندارد جاشنی
جوز نا بسیار دہد طاعت مغز نی
مغز باید تا دہد طاعات بر
صورت بے جان ناشد پر خیال
از تفکر نے چو خرمہ در خلل نماند

تتمہ قصۂ طعنہ زن شیخ کا اور جواب مرید کا

وہ شعیبؑ اس شیخ کو کہتا ہوا
کہ میں اسکے حال بد کا ہوں گواہ
میں نے دیکھا ایک شخص مرد سے
اگلے وقتوں کا نہیں میں وقت شب
ایکبار شب کو وہ اک سوار ہے
دیکھا اسکا مکر و زرق فسق شب
دن کو عبد اللہ اسکا نام ہے
شیشہ دیکھا ہاتھ میں اس شیخ کے
تو نہ کہتا تھا کہ اندر جام ہے
بولا میرا جام ایسا ہے کیا
دیکھ تو کچھ ذرہ اسمیں آ کے

عقل حوالی ہوش لے گیا مرا
وہ شرابی کام اسکا ہے تباہ
پاکی اور تقوے نہ وہ پاس کے
شیخ کا تجکو دکھلا دوں فسق سب
بولا اسکی بخشش اسکا دیکھ لے
دن ہے شش مصطفےٰ سب لب بلب
اور نعوذ باللہ شب ابلیس ہے
بولا شاید خانہ تر اسب مکر ہے
مر تو شاید طیلسان آسمین جلد ہے
ہے نہ اک ذرہ کی باقی آسمین جا
بات یہ اُلٹی سنی غرہ سے ہے

اس شعیبؑ نے شیخ کے لایعنی اقوال
کہ سنے بر حال زشت او گواہ
دید مستی اندر میان مجلسے
در کہ باد نیست نیز اشیان
شب بر دوش برسر یک زنے
بنگر آن ساوس مزور فسق شب
روز عبد اللہ اور اگشتہ نام
دید شیشہ نزد آن شیخ پر
تو نمیگفتی کہ مر جام شراب
گفت جام را چنان پر کردہ اند
بنگر اینجا ہیچ کمبد ذرہ

اگر شکر باش ہمیشہ عقل کا تر
تم خود ارست بد کار شرمسار
از نقصے عار یست مقلے
تا بہ بینی فیض صحبت را لیان
گفت بنگر مستی و عشرت کردنے
روز ہمچون مصطفےٰ سب لب کبب
شب نعوذ باللہ و در دست جام
گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر
دید بیمز و شراب اندر شتاب
گاندر و نقش ہے کہ نبود یک سپند
ازین سخن را کز شنید و غر

جام ظاہر ہی نظاہر ہے شراب
جام ہو مستی ہو جیسے شیخ کی
پیر و مالا مال حق کے نور ہے
گندگی پر کر پڑے جس کا نور
شیخ و مالا جام و مال اس کو ہوا
انکر دیکھا تو خالص شد تمہا
پیر نے اُس خادم اپنے سے کہا
گشتن ہوں جہاں یا مصطفیٰ بیقرار
ہو ضرورت بین ہر اک مردار کا
گر دکھانوں کے رد خادم ہوا
پر دکھانوں میں دیکھوں ہے تو
ہو لا ہو رند و یہ کیا احوال ہے
شیخ کے نزدیک آئے ہے رب سب
ہو خرابات اندر یا شیخ تو
ہو کو ناپاکی سے دانے نور
گر ہو عالم خون سے پر مال حال

جام ظاہر نور ظاہر ہے یہ این
جام ہو مستی سخت اے فیلسو
پیر و مالا مال از نور حق ہست
نور خورشید از سفیدہ بر جہت
شیخ گفت این خود ز جام جہاست تو ہمہ
آمد و دیدہ انگبین خاص بود
گفت پیر آن دم مر مریدان را
کہ ز اہل بہشت مضطر گشتہ ام
در ضرورت ہست ہر مردار پاک
گر دکھانہ بر آمد آن مرید
در ہمہ دکھانہا او نے ندید
گفت ہر رندان چوں بشنید این
جملہ رندان نزد آن شیخ آمدند
در خرابات آمدے شیخ اجل
کرد وہ مر را تو مبدل از حدیث
گر شود عالم پر از خون مال مال
کو خورد بندہ خدا الا حلال

جام ظاہر نور ظاہر ہے یہ این
جام ہو مستی سخت اے فیلسو
پیر و مالا مال از نور حق ہست
نور خورشید از سفیدہ بر جہت
شیخ گفت این خود ز جام جہاست تو ہمہ
آمد و دیدہ انگبین خاص بود
گفت پیر آن دم مر مریدان را
کہ ز اہل بہشت مضطر گشتہ ام
در ضرورت ہست ہر مردار پاک
گر دکھانہ بر آمد آن مرید
در ہمہ دکھانہا او نے ندید
گفت ہر رندان چوں بشنید این
جملہ رندان نزد آن شیخ آمدند
در خرابات آمدے شیخ اجل
کرد وہ مر را تو مبدل از حدیث
گر شود عالم پر از خون مال مال
کو خورد بندہ خدا الا حلال

دور ہے شیخ سے رکھ تو شتاب
ہو یو کاموت ہیں ذرا دیر بھی
تو ذات کا جام مطلق تو ہے
ہو ہیں ہو ذات مطلق کی ظہور
ہے اگر یکرنگ کیسا ہو شمع
دشمن و دوست از جہاں بر دیا
جانو میرے واسطے ہو جانو دیا
بعد کی نکلیف ہے گندہ ہیں بار
اسم ہے ہو سنگ کے لیس لعنت ہے ہو
شیخ کی خاطر ہر اک ہو کو چکھا
ہو کے بھے تم ہو چشمہ سے
یہ کسی تم ہیں ہیں ہا انا ہو
رو تے او بہر کو تے دو با ادب
شہد یہ تعلیم سے کیا ہو بادہ کو
پاک کر دے تو ہماری جان کو
کھائے کب بندہ خدا الا حلال

دور ہے شیخ سے رکھ تو شتاب
ہو یو کاموت ہیں ذرا دیر بھی
تو ذات کا جام مطلق تو ہے
ہو ہیں ہو ذات مطلق کی ظہور
ہے اگر یکرنگ کیسا ہو شمع
دشمن و دوست از جہاں بر دیا
جانو میرے واسطے ہو جانو دیا
بعد کی نکلیف ہے گندہ ہیں بار
اسم ہے ہو سنگ کے لیس لعنت ہے ہو
شیخ کی خاطر ہر اک ہو کو چکھا
ہو کے بھے تم ہو چشمہ سے
یہ کسی تم ہیں ہیں ہا انا ہو
رو تے او بہر کو تے دو با ادب
شہد یہ تعلیم سے کیا ہو بادہ کو
پاک کر دے تو ہماری جان کو
کھائے کب بندہ خدا الا حلال

دور دار این را بشیخ دہر بین
کاندر و اندر نہ کنجد بوالہ یو
جام تن بشکستہ نور مطلق ست
او ہمان نور ست پذیرد ذوق ہست
ہین بزیر سنگر آہنگر بوے
کو شت آن دشمن کور کبود
رو برو من بجو ما ہی کیا
من ز رنج اخمصہ بگذشتہ ام
بر سر سنگر لعنت باد خاک
بہر شیخ از بہر فے او می چشید
گشتہ بد پرار عمل نم فہید
ہیچ خمے در نے جنس عقار
چشم گریان دست بر سر میزنند
جملہ ما از قعر دوست متصل
جان ما را ہم بدان کن از خبث
کو خورد بندہ خدا الا حلال

دور دار این را بشیخ دہر بین
کاندر و اندر نہ کنجد بوالہ یو
جام تن بشکستہ نور مطلق ست
او ہمان نور ست پذیرد ذوق ہست
ہین بزیر سنگر آہنگر بوے
کو شت آن دشمن کور کبود
رو برو من بجو ما ہی کیا
من ز رنج اخمصہ بگذشتہ ام
بر سر سنگر لعنت باد خاک
بہر شیخ از بہر فے او می چشید
گشتہ بد پرار عمل نم فہید
ہیچ خمے در نے جنس عقار
چشم گریان دست بر سر میزنند
جملہ ما از قعر دوست متصل
جان ما را ہم بدان کن از خبث
کو خورد بندہ خدا الا حلال

۱۵۵

عائشہ نے یہ پیمبر سے کہا
تم نماز ہر جا پے کرتے ہو ادا
جانتے ہو گر چہ ہر اک کا پلید
بولے پیغمبر نہ گر گون لے لیے
لطف حق نے سجدہ گہ پیدا کیا
ہان بزرگوں کی حسد کو چھوڑ دے
زہر کھاتے وہ اگر بس شد ہیں

عائشہ نے پیغمبر علیہ السلام کو کہ تم ہر جگہ نماز پڑھ لیتے ہو

یا رسول اللہ ظاہر باطنا
گھر میں اکثر ہوتی ہے پاک جا
گر تا ستعمل ہے ہر جا کو مزید
ہر جگہ پر کھول تم اسکا راز
پاک کرتا حق نجس کو جان بے
پاک ساتوں آسمان تک کر دیا
ورنہ اک شیطان جہاں میں نہ بچے
ہان وہان ترک حسد کر اے مہان
کو اگر زہرے خورد شد نہ شود

عائشہ روز سے پیغمبر گفت

یا رسول اللہ تو پیدا و مفت
میرو در خانہ نا پاک و دنی
گر مستعمل ہے جا کر رسید
ہر کجا بارد سے زمین بکشای راز
حق نجس را پاک گرداند بدان
پاک گردانید تا ہفتم طبق
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
کو اگر زہرے خورد شد نہ شود

۱۵۵

چو تسمین کامل رود راہ نامرد
ہوا نو تواند بہ بہت بردبار
الفتیوا کو تن تواہ خانہ شیر مرد
گر کشتے تو است عادہ کو کو
ابتداے کہ دلیس شرت ست ہو
خوے بد مضبوط ہو عادات سے
تمام کھانے والا جو کہ تو ہو را
بت پرستو نکر جو عادت بت کی ہو
عادت اہلیس سر داری کی ہو
گرن سر داری ہین بہ تجھے لو
سروری جاہ ایک سوالبس ہو ہو
کوہ ہین گر سانپ ہون کیا تجھے
ہو کر سر ہون سے سر داری جھوی
بد خصلت عادت ہو کو نا کے
گر خیرا نامہ ہی عادت سے تجھے
برنہ عادت بد ہوا سکے دسمان
عادت بد جو تسمین مضبوط ہو
دہ مخالف سے مدارا نین کرے
گر کہ عادت بد تری محکم ہو لی
ابتدا مین مار شہوت کو تو مار
جانے ہر کس مور اپنے مار کو
نامہ سنی ہو دیکھا کب مفلس ہین
مثل مس تو خدمت اکسیر کر
یار ہو کون اہل دل کو جان لے
مت بڑ اکہ بندۂ اللہ کو

مثنوی شریف دفتر پنجم

چون تہ کامل ذکوان نما گیرد
چونکہ آزاد ست او نیکو بود
الفتوا الوش کن عاموش کن
مر گیو ای شکل آ ست فسار کو
ابتدا کر دلیس از شہوت ست
چون ز عادت گشتہ محکم خوے بد
چونکہ تو محکوم گشتی ہر کہ او
بت پرستان را نیکو خو بات ست
چونکہ کردہ الفتوش نامہ می
کہ بہ از نیس سروری دیگر بود
سروری چہ بہت تر آن سر وری را
کوہ و اگر پر باشد با کے مرا
سروری چون شد دوا مت لئیم
چون خلاف نفس جہد کو بدے کے
کوہ از خوے بد سن بسکیند
چون نباشد خوے بد بر کش رو
چون نباشد خوے بد محکم شدہ
با مخالف او مدارا کے کند
ز انکہ خوے بد بگشت ست استوار
با شہوت را بکش در ابتدا
لیک ہر کس مر بد خو را بہ پیش
تا نشد زر مس نداند مفلسی
خدمت اکسیر کن مس را رتو
کیست اندر اہل دل کہ بیخود نہ شد
عیب کم گو بندۂ اللہ را

مست خوش بیدار تر کو دی نیر
ہین بپوش طاعت و در زندہ باش
چون زبان حق نگشتی گوش باش
باشد شما مان تو سکین مر گو
آنچہ شہوت از عادت ست
خشتر آید بر کسے کت دا شد
دا شد اگر اہل را باشد عدو
با ستان راہ جان را تو فنا
دیدہ آدم را بخفیر از خسی
نالہ او بسی چون مس کشتہ
کہ بود در ترا ق لائے ابتدا
کہ بود اندر درون تریاق زا
ہر کہ شکست شد خصم قدیم
بنما خیب و تر ا او لے
نوش را بر بن چو بر بیکند
کو فرو رد از خلاف آشکدہ
در دل او خویش را جا میکند
مر شہوت شد ز عادت ہمچو مار
ورنہ اینک گشتہ مارت از دہا
تو ز بر صاحبدل کن استفسار خویش
تا نگوید دل ندا ند مفلسم
جو ر میکش اے دل ز دلدار تو
کر چہ در روز و شب جہانی از جہان
منتہم کم کن بد زدی شاہ را

۱۵۶ قاضی محمد اسلم

نفس سوزطانی آیا مارآسے | مارے سے ہو مطیع نہ بندے سے | نفس سوزطانی آ ہو سیہ نوش | نوش دن سازد بحجت گفتش
معجزہ دیکھے گذار ہم ہووے | بعد کہے خیالات اسکو وہ | معجزہ بیند فراز آن زمان | بعد ازاں گوید خیالے بود آں
درحقیقت معجزہ ہووے نما | آنکھ مین ہووے ان دنیا مگر | درحقیقت بووے آن دیدہ | پس مقیم چشم بووے او زرو
آنکھ مین یا کون کی بینک نما ہووے | آنکھ حیوان کی نہ ہووے خود بہ ہم | آن مقیم چشم یا کان بے بود | تو پرین چشم حیوان مشود
وہ عجب امن سے ہو قناعت پیشگی | ہے کجا طاؤس اندر جاہ تنگ | کان عجب جس مرغزار و جاہ تنگ | کاہ بود طاؤس اندر جاہ تنگ
خانہ کعبے مجکو تو لبسیار تو | مال ساکنتا ہون سے ایک کو | انہ کون مرو را بسیار گو | سن زصد یک گویم تا انہم پیر

فصلہ نا صوفیہ نکا اکسنے کے اس صوفی پر کہ بہت کہتا ہے — تشنیع زدن صوفیان پیش شیخ بران صوفی کہ بسیار میگوید

فصلہ صوفیون نے طعنہ صوفی پر | آگے شیخ خالقہ کے سر ملا | صوفیان بر صوفی شطحیات زد | پیش شیخ خانقا ہے آمدند
شیخ کو بولے ہمارے حال جان | تو دلالت بکن ما مین نے یاں | شیخ گفت اے هنرمندان جان ما | تو ازین صوفی بخواہ اے پیشوا
بولے تین عادت بدی کی تم ہووے | بولے تین عادت بدی کی تم ہووے | گفت آخر چیست اے صوفیان | گفتا اے صوفی منہ خار مگران
بات کرنا ہے وہون مثل جرس | کھانا ہے آنا کہ کھاتے ہین تمیں کس | در سخن بسیار گو ہمچون جرس | در خوش اندر دون خم را دان خسک
صوفی سب کے خلاف اس شیخ کے | صوفی سب کے خلاف اس شیخ کے | در نجوید ہست چون اصحاب کہف | صوفیان کہ ندہ پیش شیخ رہنمت
شیخ منوبہ ہووے اور دانشمند | کہ تو جس حالت مین ہو او مطلوب | شیخ زو آورد پیش آن فقیر | کہ بہر جائے کہ ہست او واسطہ گیر
ہے خبر خیر الامور اوساطہا | خانع آیا اعتدال نہالکا | در خبر خیر الامور اوساطہا | نافع اندر عہد آل غلاطہا
ایک اندازہ سے غلط اور صحیح | ہو مرض درد مرکے خاطر ہم | گر یکے غلط فزون شد از نقص | در تن مردم بد ید آید مرض
خود کو سہنے سے زیادہ ہست تاب | کہ فراق آفرکلا کے دوستان | کان فراق آرد یقین وی رنجات
کہنا سودی کا تھا اندازہ لیک | ہو گیا زیادہ بقول یانیک | نطق موزی بود باندازہ نیک | ہم نزدون آمد زگفت یانیک
خضر کرتا یا بہت کہنا جی شاق | بولا جاہی زیادہ گو ہندا فراق | آن فزودے باحفاظ کژ شقاق | گفت رد تو مکنے ہندا فراق
موسیا بسیار گوئی ہجر تو | وصل آن خرجا تو کبتک تفتگی | موسیا بسیار گوئی در گذر | چند گوئی رد وصال آمد سمر
موسیا بسیار گوئی سے ہو دور | در نہ میرے ساتھ رہ تو کر کوک | موسیا بسیار گوئی دور شو | ورنہ باسن گنگ باش مگر خموش
گر نہین جانا ہوا دار الترا ہو تو | تو گیا معنی مین پر ڈوبا ہو تو | ورنہ رفتی در ستیزہ خشتہ | تو بمعنی رفتہ گر بستہ
پاس آنکے جا جو تیرے یار مین | اور تیرے عاشق گفتار مین | رو بیر آشنا کہ ہم صفت تو زند | عاشقان را خشہ گفت تو نہ
جو نماز اندر ترا جاتے وضو | تجکو کہوے جا وضو کر جا تو | چون حدیثے کردی او نگو ذرا | گو بدت سوے طہارت رو بیار
گر نجاتے خالی حرکت تو کرے | جو گئی تیری نماز عاجز ہے | چون نمازت رفت نیشی علی وجہ | چون غارت رفت نشیں بر تل کوہ
غافلون پر پاسبان بھیجے گئے | پھلبز نکو پاسبان کسے جاگے | پاسبان بر خدا باکان بر فرق | ماہیان را پاسبان ماہیت بس

عذر کردن فقیه کاشیخ خانقاه را

شب سوم ایشان کو جواب آمد ز پیر — شیخ کو چیست نفرستاد سوی فقیه — چون جوابات سوالات شنید
دو جوابات دو سوالات کلیم — گر خضر نے یکے بار سبب سلیم — کشف خضر بنمود از رب علیم
مشکلین حل بگو تبیین شکی ان — وز پی هر مشکل ای گنجینه جان — از پی هر مشکلش مفتاح دان
رفتن ما میراث خضر درویش تھا — وز جواب شیخ همت کو لکھا — در جواب شیخ همت بر گماشت
بود حکمت راه اوسط گر چه ہے — لیک اوسط نیز هم بالنسبت ہے — لیک شه بالنسبتش راه آمدیم
گر هر آب نهر نسبت اونٹ کے — آب جو نسبت با شتر بہت کم — ور خورد با سه خورد ہے اسطے
چار رودی جو کھاتا ہے فنی — هر کرا باشد وظیفه چار جان — او اسیر حرص مانند رباط
گر دو شه چار ان کھا اور اوسط کے — در خورد هر چار را لوپد اوسط — شش خورد دیدان کا اوسط ہے
جسکو دس روٹی کی ہے بہ اشتہا — هر کرا اشتہا دو نان بود — وسعتش کرده تنعیم فی
استہا بنجاہ روٹی کی مجھے — چون هر اینجا ماه بست است — من ہے انصاف در دنیا پدید محال
گر تو دس کہہ بڑھے تو نوے چلے — تو بده کہہ است نان را لول — ور ہے یکے اسید از خود دلشود
ایک کعبہ تک ہے رہنہ پا چلے — آن یکے تا کعبہ جانی میرود — وان یکے جان کندنا یک ان بدر
ایک نے جان یار کے لالچ سی — آن یکے در پا کنار ہی جان بداد — کہ مرا تا اول و آخر بود
انتہا انس جیسے کی اوسط کی ہو — آن وسط در انتہایت میرود — در تصور گنجد اوسط با میان
اول و آخر جا ہے تا میان — اول و آخر بسا پا تا دان — گر بود آخر میانہ منصرف
بے نہایت دو طرف ہووے کے — بے نہایت چون ندارد دو طرف — گفت ارکان له البحر مداد
اول و آخر کی کسی نے دیکھی یار — اول و آخر نشان کس ندار — نیست مر پایان شدن را هیچ اسید
ساتوں دریا گر سیاہی کا بنیں — هفت دریا بان شدند از هیچ کم — زین سخن هرگز نگردد هیچ کم
باغ و بستاں گر بنے بالکل قلم — باغ بیشه گر شود دیگر قلم — وایں حدیث بے حد باقی بود
پر سیاہی اور قلم سب پوند ہے — یہ سخن باقی ہے بے انتہا — ایں همه جزو سخن فانی شود

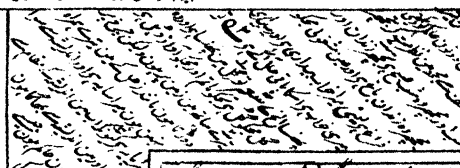

بیان اُس دعوی کا کہ عین وہ دعوی اپنے صدق کا گواہ ہے

لکھائے وہ جو کچھ کہ ہو حال حال
ترا ہے دعوی خود میری ملک ہے
مست در شب کے تیرہ ہو عین عیش
دونوں دعوی سنی ہوں لگے ترسے
ہے پیش خویش دو دعوی ہے
قرب بانگ سگی گواہی دیتی ہے
لذت آواز سے خویش کی
چہر منبر الہام عشق ہیں سے
اُسکے آگے دعوی دو گفتار ہے
آگے دا اُسکے کہ آمین نور ہے
یا کہ والی بولے اک عربی زبان
عین عربی کہنا اُسکا سنی ہو
یا کہ اک کاغذ ہے اک کاتب لکھے
گرچہ پر تحقیق لکھنا دعوی ہے
یا کہ صورتی کہ دیکھا تو نے ہے
میں ہی تھا وہ خواب جس کچھ کہا
سُن تو مثل علقمہ کہ تو کان میں
تجھکو یاد آئے یہ بات اور تو رہے
گرچہ یہ دعوی لکھے پر بیگمان
جو کہ یہ حکمت ہے نماز متین
اُسکے آگے ہائے تو خود کو فقط
جو پیاسے کو کہے تو کہ شتاب
کوئی تشنہ کہے دعوی ہے جا
یا گواہ اور بھی دلیل اسکی تو ہے

بیان اُن دعوی کہ عین آن دعوی گواہ صدق خویش ہست

ہر کہ در دیر تعریش نور حلال
گر تو ہستی آشنائے جان من
گر بگویم نیم شب پیش قوم
این دو دعوی پیش قوم مستی بود
پیشی خویشی دو دعوی بود یک
قرب بانگ او گواہی میدہد
لذت آواز خویشا و نمیز
بازبے الہام عشق کور جہل
پیش او دعوی بود گفتار او
پیش بیرک کاندرو نوش تو رست
یا بتازی گفت یک تازی زبان
عین تازی گفتنش معنی بود
یا بنویسد کاتبے بر کاغذے
این نوشتہ گرچہ خود دعوی بود
یا بگوید صنعتی دریا می دود
من بدم آن کہ تو گفتم خواب
گوش کن چون یاد آید آن بگو
چون تر یاد آید آن آنی بگو
گرچہ دعوی بے نماید این دلے
پس چو حکمت صاحب ایمن بود
چونکہ خود را پیش او بنمود بے غلط
تشنہ را چون بگوئی تو شتاب
ہیچ گوید تشنہ کاین عرعر ست
یا گواہ دیگرے بنما کہ این

ہر چہ خواہد گو بگو اور احتمال
نیست دعوی گفت سنی آن سنی
ہین سر ار شب مپرس ہین تا نہ ام
چو شناسی بانگ بیشک و بشنود
ہر دو سنی بود و پیش فہم نیک
کاین دم خود یک از نیاز خلیل
شد گوا بر صدق آن یار حریف
اے نداند بانگ بیگانہ ز اہل
جہل دانش بایہ انکار او
عین این آواز سنی بود راست
کہ چہ باشد نیم زبان تازیان
گرچہ تازی گفتنش دعوی بود
کاتب خط خوانم من ہیچ ہے
ہم نوشتہ شاہد سنی بود
در بیان خواب بجاوہ باید یک
با تو اندر خواب در شرح نظر
این سخن با بیدلے آہن کن
معجزہ نو باشد و در آئین من
جان صاحب واقعہ گوید بلے
آن ز ہر کہ بشنوی موزون شود
چون بود شاگون کند فی الفور
در قفی آب بستان زود زود
از برم اکو ہی مجو ہی مجو ہے شو
جنس آب بستان از ہمین

یا بکاری دو دھد کے بچہ کو مان — کہ ازو بچہ آید تیری ان چون ان — یا بطفل شیر یا در بانگ زد — کہ بیا من مادرم مان ہی دل
بچہ کو وے ان دلیس اشکی بہا — تا بہ تسکین دو دھ سوی شیر بھا — طفل گوید مادرا محجت بیار — تا کہ یا شیرت بگیرم من قرار
انبیا کے دل مین ہی چون ہے سوا — شد روا آواز نبی ہے معجزا — در دل ہر آنہی کز حق مژدہ ہست — رو دی وآوا ز پیمبر معجزہ ہست
جو نبی با ہر سے پس اولیا رسے — جان آنہ اندرون ہمچو کہ رسے — چون پیمبر از برون بانگے زند — جان آنہ در درون سجدہ کند
کز کسے نشنیدہ یا شد گوش جان — وانکہ جنس بانگ دانند جہان — از کسے نشنیدہ یا شد گوش جان
اس نبی کے نوش سے آواز ہے — وانکہ غیر از ذوق دانی قریب — آن غریب از ذوق دانی واز غریب

سجدہ کرنا یعنے دست کا مان کے پیٹ مین ایک دسرے کو — سجدہ کردن یعنے دست بر شکم مادر یکدیگر را

عائشہ یعنے کی ان جو ہے قصہ — بس برابر یعنی و مریم کی قصہ — مادر یعنے چو حامل بود ازو — بود ہامریم شستہ رو بر رو
ان نے بچی کی یہ مریم سے کہا — پہلے وضع حمل سے اپنی خفا — مادر یعنے بہ مریم در صفت — پیشتر از وضع حمل خویش گفت
کہ یقینا دیکھا تجھ مین شاہ ہی — کہ اولوالعزم و رسول اللہ ہی — کہ یقین دیدم درون تو مسیح — کہ اولوالعزم در رسد آل گزیست
اتفاقا مین سے پاس گئی — حمل نے سجدہ کیا یہ جبھی — چون برابر او فتادم تا بون — کرد سجدہ حمل من او را بلفظ
سجدہ اس بچہ نے بچہ کو کیا — در دو سجدہ دے تن مین ہوا — ایں چنین مے آن چنین اے دوکرے — از سجود شں در تنم افتاد در
بولی مریم مین نے اندیشہ کیا — دیکھا بچہ بھی مرا سجدہ کرے — گفت مریم من ازون خویشتن تم — سجدہ دیدم ز طفل در شکم

تعجب کرنا نادانون کا اس قصہ پر اور جواب انکا — اشکال اورون نادانان بریں قصہ و جواب ایشان

قصہ اس قصہ کو حق مین برا — کیسلیے کہ ہو دروغ اور ہو خطا — اہلمان گویند این افسانہ را — خط بکش زیر اورو غ ست خطا
کیونکہ مریم وقت وضع حمل کے — دور بھی دو انچواور بیگانہ سے — تا کہ مریم وقت وضع حمل خویش — بود او را بیگانہ دور در دیم رنج خویش
حمل مین مریم کسی سے نو ملی — اور نہ آئی شہر مین باہر رہی — مریم اندر کھل جفت کس نشد — از بروں شہر او واپس نشد
شہ کے باہر سے پس و پاک ہن — جب تلک فارغ نمودی آئی نہین — تا نشد فارغ نیامد ہم درون
جب جنی تو اس گھڑی گر دی سے تن — گیگئی وہ پاس نو اہل کے — بر گرفت و برد تا پیش تبار
مانے یعنے کی کمان کھیلا ہے — کر تو یہ قصہ بیان اشکا کرے — مادر یعنے کجا دیدش کہ تا
جو کر اول دل مین وہ مین جانے — غیب کا احوال آپ کشف ہی — گوید او را این سخن در ماجرا
لگے مریم کے تھی وہ پیش نظر — اگرچہ مان یعنے کی تھی دراز بصر — غایت آنست او را حاضرست
بند کرکے آنکھ دیکھے اپنا یار — پوست اپنا جو کرے سوراخ درا — مادر یعنے کہ دور دست از بصر
گر نہ ظاہر با طنا دیکھا اسے — اس حکایت سے تو سمجھ جان لے — چون بدیدش نزد برون و زدرون
تو ہست اس طور کے قصے سنے — شش جہین ہے پکا ہر کسکے نقش ہے — از حکایت گیر معنی اے مزبون
ہمچو شیریں بر نقش آن چنیں و

تا کلیا سے زبان نے یوں کہا | اور دمنہ سے بیان یوں کہا | تا جیسے گفت آن کلیا بہ زاغ | چون سخن گوشتہ دمنہ بیان
گر نہ تھے آواز یا ہم جانتے | کیونکہ اک کو دوسرا سمجھا بے گویائی کے | ور نہ داستان سخن ہمدگر | فہم آن چون کردے بے نطقے شگر
کیسے دمنہ نے میان گاؤ شیر | اینچی بنکر کیا دونوں کو زیر | در میان شیر گاؤ آن دمنہ چون | شد رسول ایں خیانت پیر و فون
گاؤ کیسے شیر کا نائب ہوا | ہاتھی کیسے عکس سے ڈر گیا | چون زعکس ہر سہ ان پیل | چون زعکسش ہر سہ ان پیل
یہ کلیلہ دمنہ سب ہم فہم را | ور نہ کلک زاغ کک جبر ہوا | این کلیلہ دمنہ جملہ انعنی است | ور نہ کو باز اغ کلک راست
اصل برادر قصہ چون پیمانہ ہے | اصل برادر قصہ چون پیمانہ ہے | معنی اندر وی بسان آبیست
دانہ معنی کو لے اصل مغز عقل | دیکھ صورت پیمانہ گر ہے ناقص | بنگر در پیمانہ اگر گشت نقل
ماجرائے بلبل و گل سن کے یار | اگرچہ کہنے میں نہیں ہے وہ اشکار | ماجرائے بلبل و گل کو شن ار | اگرچہ گفتنی نیست ایں جا اشکار

بات کرنا زبان حال سے اور سمجھنا اسکا — سخن گفتن بہ زبان حال و فہم کردن آن

ماجرا اے شمع اور پروانہ تو | سر بسر اور اے معنی فسانہ تو | ماجرائے شمع با پروانہ تو | بشنو از معنی گر نہ افسانہ گو
بھید کہ کہنے کے لائق نہیں | اور کہا اگر مت آخر ہوں چیستان علیہ | اگرچہ گفتنی نیست سر گفت مست | ایں جا لابر سر چون چیستان است
بولا یہ شطرنج میں رخ کا ہے گھر | بولا اسنے پایا کہ یہ جا ہے گھر | گفت رسطرنج کا جان رخ ہست | گفت خانہ اش کجا آسیب ہست
گھر ہے یا یا کہ تو کہ میں ملا | مردہ، بہ چہ معنی کو لب | خانہ را بخر بد یا بیاید ثبت | فرخ انکس کو سر معنی شناخت
بولا نحوی زید مارے عمرو کو | بولا بے جرمی سے کیونکر مارا ہے زور | گفت نحوی زید عمرو را زد بجرم | گفت چونش کرد بجرمی ایست
عمرو کا کیا جرم تھا کہ زید نے | مثل خادم ہے گنہ مارا اسے | عمرو را چہ جرم بود کہ زید | بیگناہ او را بزد چون غلام
بولا یہ پیمانہ اک معنی کا ہے | رو ہے پیمانہ تو کیوں اس سے لے | گفت این پیمانہ معنی پر | گن مثل لبتان کہ پیمانہ بہ بست
عمرو زید اعراب کا ہے واسطے | اگر ہے جھوٹ اعراب اسکا جان لے | عمرو زید از ہر اعراب ست ساز | اگر دروغ ست آن گو با عرب باز
بولا میں ہوں عمرو کو کب جانتا | زید نے کیوں مارا کہ تو بخیطا | گفت من آن را نمی دانم عمرو را | زید چون زد بیگناہ و بیخطا
بولا وہ نا چار و عاجز ہو گیا | عمرو نے زیادہ ہو کر مارا دو تھا | گفت او ناچار و لاغر گشت و | عمرو یک داد و فرو ماند زود
زید نے آگہ ہو مارا جور کو | حد سے گذرا حد کہ بس لائق نہیں | زید و قصد کشت و زور ش انگیز | چو کہ از مادر بر و حشر بہ ستیز

پسند آنا سخن باطل کا باطلوں کے دل میں — پذیرا آمدن سخن باطل در دل باطلان

بولا یہ سچ ہے پسند آیا مجھے | ہے صواب و حق کہ ہستی کرد | گفت اینک حق بود پذیرفتم ترا | کہ نما یا رہبت در پیش گرد
گر کہے اخول کو تو اک ماہ ہے | وہ کہے دو تہ میں اک شک ہے مجھے | گر بگوئی احولے را مہ یکی ست | کو بدیدا ستی دو ترا در شک شکے
گر نہی سے کوئی کہ دیدہ بند ہے | جانے تجھا ہے سزا بند ہی کی | در بدر و خند رسے گو بدہ رہ است | است دار و ایں سزا ے بد خواست
ہوا ہوس جمع جھوٹوں پر ہے جمع | للخبیثات الخبیثون کا ہے مرجع | للخبیثات الخبیثون کی مرجع | للخبیثات الخبیثون کی مرجع

بقیہ سیرت محبوب الٰہی ملتمسا دعا
دل کشا و نام کشا و دست ہم
وہ مسیح بیکر صدوق سے پیدا ہوا

وہ ہوا فرمانروا اُس درخت کا کہ جسنے اُسکا میوہ کھایا ہرگز نہ مرا

وہ ستان میں ایک کیا شیرنے
اُسکا میوہ جو کوئی کھانے لگے
ہاتھ سے یہ جو صدا اُس نے سُنا
ایک طالب ہوشیار و باادب
سالہا طالب وہ پیرانے لیے
شہر شہر اُسکے لیے پھرا وہ
جس کسی سے پوچھا وہ ہنسا
جس کسی سے پوچھا وہ بولا
وہ ہوا فرمانروا جسنے کیا
یہ حکایت ایک تھا وہ پادشا
وصف مرد اک نے سنے اُسکے سدا
وہ بلند اقبال دولت مند تھا
فاصلہ شہر ستمگر تا اُسکا
برس سیاحی کری اُسنے روا
جو سفر میں رنج اُسے ازبس ہوا
کچھ نہ مقصد سے اثر پیدا ہوا
اُسکی بڑا سیدلی جو کٹ گئی
عزم مرشد کے پاس پھرنے کا کیا

بیان کرنا شیخ کا اُس درخت کے پھیدکو ساتھ اُس طالب متعلد کے

شیخ اک تھا عالم و درظل شیخ
بولا میں تو سیدلی سے جاملوں

شرح کردن شیخ ستر آن درخت را با آن طالب متعلد

بود شیخے عالمے قطبے کریم
گفت من تو سید پیش دروم

گرد ستان ہست بسیار آشیان
ہر کسے کز میوہ او خورد و دید
با درشاہے بہ پیش تخت از سباع
قاصدے آمد ز بیدستان کیا
سوئے بیدستان روان شد با ادب
شہر شہر از بہر او جستند و یافت
ہر کرا او جلسہ فرمودے بدست
وان ز احسان را لبود و دست فراخ
ہر کرا او نان دہد عمرے بدست

جستن آن درخت کہ ہرکہ میوہ او خورد و ہرگز نمرد

گفت دانائے ہرے دہستان
ہاتھ فرمش ز نیاز ہمچو من
چشم کور ان را شناسد سلطان
انبیا را نیز ہمچنیں دان شدہ

گر درختے ہست اندر بوستان
ہر کہ از میوہ او خورد و دید

تا دعا آنکی مرے ہمراہ ہو
گر نہ پایا میں نے ان مشکوب کو
چونکہ تو میدم سن از خواجہ ما

شیخ کے آگے گیا یار وفا ہوا
مثل پرِ آنسو کو برسا تا ہوا
اشک مے بار یہ مانند سحاب

بولا اے شیخ اب وقت ہے رحم و کرم کا
بین جون نا اسپ لطف با گذرا
نا امیدم وقت لطف و رحمت است

بولا شیخ آپ کہ کیوں تو نا امید ہی
او کریم مطلوب کی خواہش کیے
چیست مطلوبے تو ہر یک بہ چیست

دھونڈھنے لگا مجکو تمیں کیا
دھونڈھ مے لو از دو عالم ہستیا
از برائے حسن یک شانہ سار

گر درخت اک ہے عجب آبِ حیات
اسکا میوہ ما پہ آب حیات
زیدہ از ما یہ آب حیات

دھونڈھا بسیون اسکا نہ پایا پتا
نخلِ مستون او تم سوے سوا
جو کہ طلبِ تو ہو این راہ پوئیدن

شیخ نے ہنسکر کہا کہ اے سلیم
یہ درخت علم ہے اہلِ علیم
این درخت علم باشد اہلِ علیم

بس بلند او بس عجیب او بس بسیط
آب حیوان ہمرہ او رہے محیط
آب حیوانے زدریائے خیط

تو کیا صورت پہ او بس گم ہوا
آنہ رکھے شاخ معنی سے تہ
زان زشاخ معنی پے بار دہ

تو کیا صورت پہ اوبس گم ہوا
اک لطے معنی تو اسمے ہو جدا
آن نے ما یی کہ معنی ہشتہ

درخت ہمارا نام او گر آفتاب
گاہ در یا نام او گہ ہو سحاب
گاہ و جوش نام او شد طالب سحاب

ایک درخت اک لطے لاکھا
اکثر آثار اسکا لئے عمر بقا
کمترین آثار او عمر بقاست

گرچہ مفرد ہے اثر رکھے ہزار
نام ہوتے ایک کے ہین بیشمار
آن یکے را نام باش بیشمار

ایک درخت ہی خصلت ہو تا ترا پہ
آن یکے شخص ترا باشد پدر
در حق شخص دیگر باشد پسر

دوسرے کے حق مین درخت ہو تو مفرد
دوسرے کے حق مین وہ ہو پسر
در حق دیگر لبود قحبہ و عار

دوسرے کے حق مین ہو لطف کلی
دوسرے کے حق مین ہو ہم دیگر
در حق دیگر بود داد و غم و فال

سایہ دون ہین نام وہ اک آدمی
وصف سو اپنے نہ اسکا آدمی
صد ہزاران نام آن یک آدمی

جو کہ ڈھونڈھے نام گر جوئے شفا
مثل تیرے نام اسپر اور ہو جدا
ہر کہ جوید نام او صاحب شفاست

کیلے ثمر اشجر کے نام ہے
تلخ کام او بے نصیب تو ہے
تو چہ بر چسپی بریں نام درخت

صورت ظاہر کو ڈھونڈھ کیلئے
جا طلب معنی کہ گر تو جان ہے
صورت ظاہر چہ جوئی اے پسر

شکل و صورت مثل مغز و پوست
معنی اسمین مثل مغز و پوست
صورت و ہیئت بود چون مغز و پوست

چھوڑ قشر نالہ اور دیکھا کر صفات
تا صفات تین تجکو دکھلا دین ذات
در گذر از نام و بنگر در صفات

ذات مین تو گم ہوے آرام خود
دیکھے اک رنگ نکہ تو ہی یک رنگ ہے
تا صفات رہ نما یا سوے ذات

اختلاف خلق ہو اس نام سے
جو کہ معنی کو گیا آرام ہے
چشم تو یک رنگ بیند یک رنگ

اختلاف خلق از نام اوفتاد
چون بمعنی رفت آرام اوفتاد
چون بمعنی رفت آرام اوفتاد

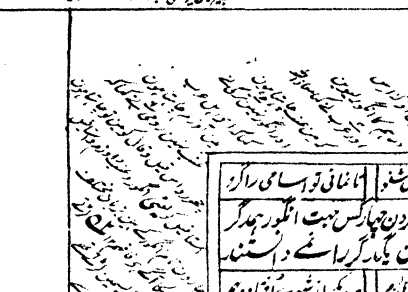

اگ مثال این معنی کے واسطے بیان کرنا چار آدمیون کا آپس مین دا سطے انگور کے جسنے کہ زبان ایک دوسرے کی نہین جلتے تھے

بیان نمازعت کردن چہار کس بہت انگور ہمدگر بعلت آنکہ زبان یکدگر را نمے دانستند

اگ مثال این معنی کے واسطے بیان کرنا چار آدمیون کا آپس مین دا سطے انگور کے جسنے کہ زبان ایک دوسرے کی نہین جلتے تھے	اتنا نہین تم تمام کے یا ہندی ہو	اندرین معنی مثالے خوش شنو	تا خانی تو اسامی را گرد
چار کس کو اک درم اگسنے دیا	اتفاقاً ان چار شخصون کا یا ہم ملا	چار کس را دادہ مرد سے یک درم	بہ یک از شہوت افتادہ بہم
ناری تھی دومی اعرابی تھا	وہ اک ترکی تھا اور اک پارسی	فلاسی و ترک و رومی و عرب	ہمہ با ہمد در نزاع و غضب
تیسرا ہندی بولا اسے کیونکر چھوڑین ہم	تیسرا ہندی تھا وہ بولا فارسی	فارسی آنقدر ازین چون ازیم	ہم بیا کاین را بما بانگو بہ بیم
وہ عرب بولا معاذ اللہ لا	وہ عرب بولا معاذ اللہ لا	آن عرب گفتا معاذ اللہ لا	من عنب خواہم نہ انگور اے دغا
وہ ترکی کہ اس اعرابی سے	اور ترکی کہ اس اعرابی سے	آن یکے کز ترک بالفت آشنا	من عنب خواہم عنب خواہم وزم
بولا ہندی تھا کہ اے ہمراہیو	چاہتا ہون مین تو انگور اے عرب	آنکہ رومی بود گفت این چیز را	ترک گفت ایں ہر سہ را غافل مدار
تم تو ہندی تھے کہ اے ہمراہیو	چاہتا ہون مین تو انگور اے عرب	در تنازع ہشت ہر ہم تیز و خشم	گر ستیزد ہا غافل زیرکے
تم تو ہندی تھے مگر نہ تھے ہمارے ساتھ تم	چاہتا ہون مین تو انگور اے عرب	مشت بر ہم میزد از بہر طعام	پند بد نداز جہلاء از آشتی
ہندی بولا ان کو فی الفور	بیت	صاحب سرے ہزیرے صلح جان	گر برے آنجا بدا دے صلح خان
کہتا انگور ہے سے مین تم	ہندوی گفت او کہ این چیز بکدم	پس بگفتند او کہ ما را چیست کار	آرزو مے جملہ ایں را خواہیم
بولے ہم اک کا ہوا ہے فیصلہ	آرزو مے جملہ ایں را خواہیم	چونکہ بسیار و دوال آید بہ دست	ایں زمان ہم آن بگیریم چند چیز
چار ہوتا ہے تمہارا اک کا اک ہم	یہ درم کرتا ہے از بہر عمل	یکدرم آن ہفتصد و چار آمد	چار شمن ایک ہو تین تین ہم
بولے ہم اک کا ہوا ہے فیصلہ	چار شمن ایک ہو تین تین ہم	گفت ہر کس آن دو آن شما را اتفاق	بولا مین گو دون تمہارا اتفاق
اتفقوا کہ پیسہ ہوتم اسی جہان	بولا مین گو دون ہون تمہارا اتفاق	پس شما خامش چرا ہستید ہر	اتفقوا کہ پیسہ ہو تم اسی جہان
تو تمہارے بین سخن اک طور ہے	اتفقوا کہ پیسہ ہو تم اسی جہان	گر سخن تان مے نماید یک نقط	تو تمہارے بین سخن اک طور ہے
گرچہ باتین سب تمہاری ایک ہین	پر اثر مین اک کے اک تکرار ہے	در سخن تان رو وفق ہو شقہ است	گرچہ باتین سب تمہاری ایک ہین
عاقبت نفسی گرمی نہین دیتی اثر	پر اثر مین تفرقہ از بس یقین	در اثر با یہ نزاع و تفرقہ است	عاقبت نفسی گرمی نہین دیتی اثر
گرم کرے آگ سے مرکہ اگر	مادی گرمی ہو بس کرتی اثر	گرمے عاریتے ندہد اثر	گرم کرے آگ سے مرکہ اگر
کیونکہ یہ بس عارضی گرمی ہے	کھائے تو سردی کرے دو طبع پر	سرکہ را گر گرمی داری از آتش آن	کیونکہ یہ بس عارضی گرمی ہے
عرق خور و برف بین گرمی ہوگا	باطبع و تیزی او خیرہ کرے	تا نکہ آن گرمی آن دلپذیر است	عرق خور و برف بین گرمی ہوگا
گر شیخ اچھا مرے خلاص سے	کھائے تو گرمی جگر مین ہو سوا	در بوریہ بستہ دو شاہ را بہ پس	گر شیخ اچھا مرے خلاص سے
شیخ کی باتون سے جمعیت ملے	وہ بصیرت سے یہ اندیشے کرے	پس ریائی شیخ بیند خلق را	شیخ کی باتون سے جمعیت ملے
	تفرقہ اہل حسد کا دم کرے	از حدیث شیخ جمعیت رسد	تفرقہ آرد دم اہل حسد

جو سلیمان جانب حضرت گیا | وہ زبان مرغوں کی ہو سمجھ جاتا
اسکے عہد عدل میں آہو پلنگ | آشتی سے بیٹھتے ہیں ایک جا
امن رکھتا ہے کبوتر باز سے | بھیڑیے سے بچہ کو نا خوف ہو
ایلچی دو دشمنوں میں بن گیا | اتحادی دو دشمنان میں ہو گیا
شکل چونٹی دو درّ دانہ لے چلے | کیوں نبی ہو تو سلیمان ہو ہویدا
دانہ جو کو دانہ اسکا دام ہو | اور سلیمان جو کو دانہ کام ہو
پیش اس آخر زمان میں مرغ جان | اپنے ہم جنسوں سے پاتے ہیں امان
ہیں سلیمان بھی ہمارے دور میں | صلح ہیں در ظلم کو دو کھیں
قول ان من امتہ کو کر پذیر | تا بہ الا فخالیا فیہا نذیر
بولا فخالی ہوئی امت کوئی | بے خلیفہ حق و صاحب ہتی
مرغ جان کو سطح اک ایسے | کر صفا ائکی کو بے عرش عمل کرے
ہو گئے شفق شمائل الوہ | مسلمین کو بے نفس یہ احد
نفس و احد در پیمبر سے ہوئے | ورنہ باہم دشمن جانی رہے
اتحاد اب خالی شرک و دوئی سے | ہو تماہو توحید اور اک سو ہے

جو سلیمان حضرت بیتاب | وز زبان جملہ مرغان خطاب
اسکے عہد عدل میں آہو پلنگ | آشتی سے بیٹھتے ہیں ایک جا
شد کبوتر ایمن از چنگال باز | او سیاحی شد سیاحان شہان
تو چہ مورے بہر دانہ مبتلی | دانہ جو بر او دانہ اش دانے شود
مرغ جانہا را در این آوند بیت | ہم سلیمان ہست اندر دور ما
قول ان من امتہ را یاکیہ | تا بہ الا فخالیا فیہا نذیر
گفت خود خالی نہ بود است تے | مرغ جانہا را چنان یک اک اک
شقفان گردند محبوب الاہ | نفس احد از رسول حق شنید
اتحاد خالی از شرک دوئی | باش از توحید اے مانوی

دور ہونا مخالفت و عداوت کا انصار کا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت سے

تو چہ دوکان دین مرج نام ما | یک زدیگر جان خون آشام ما
گینہ ہا انگار در ما ہم سلام | محو شد نور سلام و ملفا
پس چو دشمن پیلے انہان شد بجو | ہمچو اعدا و عنب در روستان
او در دم المومنون اخوۃ بے | دو شکستند و تن احد شدند
صورت انگور دہ اخوان تھے | چون فشردی شیرہ شد احد شدند
عورہ و انگور ضد ہا ہم بین یک | چونکہ عورہ رفت شد شاہ رنگ
عورہ چو شد عورہ و انگور ضد اند یک | عورہ کو سنگ بت خام ماند
ذاتی نے نفس احد جو دہ | در رازل حق کافر اصلیش خواند
گر کمون جو بچہ وہ گھتا ہی نہاں | در شقاوت عکس ملی یا شاد
فتنہ اک عالم میں پیدا ہو گیا | فتنہ انام فیزد در جہان

مرغ آبی ہم مہین ناطق ہمین ہم
شمل او و شمن باران ہمین ہم
قصہ کرتے ہم نہایت جس سے
مرغ جبر دشمن سلیمان سے ہوے
بلکہ دانہ عاجزون کو دیتے ہین
جو ہمارا کار واسطے تقدیس کے
زاغ انکا گر بصورت زاغ تھا
انکا باجو کر تکلک کستا تھا
ڈبکو تر انکا تر تا باز سے
انکا بس جو کہ حالت لاتا ہی
انکی طوطی تید سے آزاد ہیں
انکے طاؤسون کے پانون مین
کیک انکی ہنستی ہے شاہین
منطق الطیران خاقانی جمال
بانگ مرغون کی نہین تو جانتا
بانگ طرب کی ہین مرغ غوک پر
جست ہر کرسی سے انکی تا ثریٰ
مرغ جو ہے اس سلیمان ارسے
اے اسیر نگاہ سلیمان کی تو ہے
ایک گزرہ کر تو ہم جانب چلے
بولا لشکر اسے عزت عطا تو ہو

قصہ بط کے بچون کا کہ مرغ خانگی انکو پالتا تھا

بط کے بچے مرغ خانہ نے لیے
بط بہ تیری جان و تن پالا گیا ہی
دل کو خواہش جو ہے ریائی ہو

گر چہ بر پرد چون دانی سے
دانی خشکی ہے تری اور خاک
مرد بیہودہ ہے آبی جان گیر ہی

کور مرغابیم و بس نا ساختیم
ہمچو چپان و شمن باران شدیم
سیکنم از غایت حبس غمے
جمع مرغان کہ سلیمان ہوش ہے
بلکہ سرے ماہران چیدہ گشت
مُرد ہدایشان پے تقدیس
نزاع ایشان کہ بصورت نزاع بود
تکلک ایشان کہ بکلک میزدند
دان کبوتر شان باز شکند
باسبل ایشان کہ حالت آزدا
طوطی ایشان زقند آزاد بود
پاے طاؤسان ایشان در نظر
کبک ایشان خنجر شاہین شکند
منطق الطیران خاقانی صداست
تو چہ دانی پانگ خانی ہمی
پر آن مرغے کہ بالش طرفہ است
ہر یک آنہا شش کرسی تا ثریست
مرغ کو بے این سلیمان پیر بود
با سلیمان نوکن اے خفاش زود
یک گزے رہ گرد سد میری
وانگہ لنگے لوک آہو سیمی

کون سلیمان راے اشتاختیم
لاجرم وا ماندہ و دور ان شدیم
قصد آزار عزیزان منند
پر و بال بے گنہ کر بر کنند
بے خلاف و کینہ و خوش بیختہ
سیکشا یدراہ صد بلقیس را
بازہمت آمد و ماز اغ بود
آتش تو حید بر رشک بیز فند
باز سر پیش کبوتر شان نہند
در دردون خویش گشتن را روا
کز دردون قند ادبشان دمزنود
بہتر از طاؤس بریان اگر
در فلک راہ علیین زند
منطق الطیران سلیمانی کجاست
چون ندیدی سر سلیمان را دمی
از بردن شرق تا آنست مغرب
وز ثوبہ تا عرش اگر دو فراست
عاشق ظلمت بود نفاشے بود
تا کہ در ظلمت نمانی تا ابد
ہمچو کرم قطب مساحت مشتوی
از ہمہ لنگے دلو کے میبری

قصہ بط بچگان کہ مرغ خانگی مے پرورد شان

تخم بطی گر چہ مرغ خانہ زات
مادر تو بط آن در دریا پیست
میل در دریا کہ تر اوان نماند
کز دز بر مرد ایہ تر طبیعت
وایہ ات خاکی بد خشکی بہت
آن طبیعت جانب آب از ادست

خواہش خشکی سمجھے جون ہوائی ہے | چھوڑ دوائی کو اے وہ بدرائی ہے
چھوڑ دوائی اور کر خشکی را | مثل بط در ماے مے بین قع آ
گر ڈرائے آب سے دوائی سمجھے | سوے دریا جلد جا او ہست بے
بط ہو تو زندہ رہو خشک سے ہے تو | ذ مثال مرغ خانہ مت جو
مرتو کر سنا بی آدم سے ہو | پانون دریا اور خشکی میں سکے
کہ حملناہم علے الجری بجان | ہو حملناہم علی البر سے روان
بس ملائک کو نہ بر مین راہ ہی | اور نہ حیوان کو جہت سے آگاہ ہی
تن سے تو حیوان ملک ہو جان سے | نماز مین پر چوں چلے چوں مرغ پے
ظاہرا تو مشکلے کے ہو بنشر | دل سے ہو تو حی الے دیا دور
قالب خالی زمین پر ہے ہی ترا | روح اسکی چرخ پر جا و فضا
ہم ہین سب جے خا بیان بس اے ہو شمند | بحر جاتے ہی ہماری کل بنا
پس سلیمان بحر مے خالی ہین ہم | تا سلیمان مین کرین ہم سیر یم
با سلیمان پا رکھ اندر بحر کے | سوز رو دا ود سے پانی ہوے
تو سلیمان حاضر آگے رکھے ہی | پر نظر بنا دی غفلت سے ہے
یا صبت جہل در غفلت و فضول | دو ہمارے آگے ہم اسکے طول
تو شنیدہ کہ دیو سے بانگ عا | جو نہ جلنے کو وہ مکوے ابر سعد
آنکھ اسکی قائم آب نہر پر | ذوق آب آسمان سے تخیر
رکھتا ہی اسباب پر ہمت کو جو | بس سبب کے رہے محجوب او
دیکھتے ہین جو سبب کے عیان | آنکھ کب سکیدے سیاہ بیان
ایک ال مین بس سبب کے دین | کہ خلاصون در نجاتون سے جو مین
سو بر بس مین جو کرے حیلہ سازی کو | اُس خزانہ سے نہ حاصل ایک پے

حیران ہونا حاجیون کا کرامات مین آس زاہد کے کہ صحرا مین گرم ریت پر بیٹھتا تھا

زاہد اک صحرا کے قالین سیان | غرق عبادت مین تماشے جا بجا
حاجی آئے اور شہر سے سو روان | زاہد خشک ایک یکسا کا رہا

حیران شدن حاجیان در کرامات آن زاہد کہ در بادیہ بہ ریگ گرم نشستہ

زاہدے بدر سیان با دیہ | در عبادت غرق چون عبادیہ
حاجیان آنجا رسیدہ ناز بلا | دیدہ شان بر زاہد خشک اے عجب

دانہ را بگذار کو بدرا پہ است | دانہ آور بہر معنی چون بلال
تو تہ تہ رس در سکو دریا اش تاب | گر ترا دانہ تہ سر ساند ز آب
نا پچو مرغ خانہ خارا مکن پر | تو بطی ہر خشک و تر تر زمدہ
ہم بدریا ہم پر خشکی پا نہی | تو ز کرمہا نبی آدم ہی
از حملناہم علے البحری بجان | کہ حملناہم علے الجری بجان
جنس حیوان ہم ہو بحر آفتاب | مر ملائک را سوے بر را نہ ست
تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک | تو ز تین حیوان بجانب ملک
با دل یوحی الے دیا دور | با نظام شکم باش بشر
روح اوآردان بران مرغ برین | قالب خاکی نشاند بر زمین
بحر سید اندر زبان ناتمام | ما ہدہ غائب نیم ہو غلام
در سلیمان تا ابد داریم سر | پس سلیمان بحر آمد ما چو طیر
تا چہ داند دو آب ساز د صدر | با سلیمان پاے در دریا نہ
لیک غفلت چشم بندد و ساحرست | آن سلیمان ہوش جبا حاضرست
او بہ پیش او بازد ہی طول | تا ز جہل خو اپنا کمالی فضول
چون نماند کو کشا بد ابر سعد | تشنہ زار در سر آرد بانگ عا
بیخبر از ذوق آب آسمان | چشم او مانند در جو روان
از سبب لاجرم محجوب ماند | مرکب ہمت سوا فلاک راند
کو ندون بر سببہاے جہان | آنکہ بیند او سبب را عیان
از نجات و از فلاح و از نجاح | از سبب یابد او در ک صباح
و ہے کہ زان گنج حاصل نا ورند | از سبب یابد انچہ در صد سال شت میسر نہ شد

جاے زانو خشک تھی وہ تر مزاج
اور بہے آنسو تھی آنکھی طلاج

جاے زانو خشک بود او تر مزاج
از سموم بادیہ لبہاش طلاج

جا ہی حیران ہی تشنائی سے تھے
کہ سلامت آنھوں میں آنکھ ہے

جا ہیان حیران شد نماز او قضا
وان سلامت در میان آنکھ آش

دو نماز اندر کھڑے تھا ریت پے
ریت جلتی تھی جوں آبے گے کے

دو نماز ہنا وہ در بر سر ریگ
یک کہ از نفسش بجوشد آب ریگ

تو کے مرت سبز و گل کا ہے
افتی مرت ہیزہ و وصل کا ہے

یا سوار دیدہ براق و امل
یا بران سہار اور دلدل کا ہے

یا حریر و حلہ پر آنکا ہے ہا
یا کہ پالیش پر حریر و حلہا

یا سموم اور ہا باز بر حمت
یا ہوا گرم آنکو ہے باد صبا

وہ کھڑا تھا نماز رو اندر نماز
یا خضوع و ہا خشوع زبانہا

بانضوع و باخشوع زبانہا
ایستادہ تازہ رو سے اندر نماز

یار سے اپنے وہ کنارا تھا
اور بڑی اک نماز میں تھا وہ کھڑا

یا حبیب خویشتن گفت از
باز ماندہ تیز استادہ و ہا کھڑا

وہ گروہ ٹھہرا رہا بسان نماز
تا کہ بہ در پیش پہ نہ شد نماز

پس بماند آن جماعت با نیاز
تا شد و در ویش فارغ از نماز

جب وہ استغراق سے فارغ ہوا
اُس گروہ ہوا کہ جو ان تھا

چون ز استغراق خود را فارغ
دید کا شتی پیکہا را بے سبب

دیکھا اُسکا آنکھ وہ پھیکا ہوا
اور جامہ تر و خوگو یا کیا

دید کا شتی پیکہا را بے سبب
پس پرسیدش کہ آبت از کجاست

پھ جھاپہ پانی کہا ہے لا با تو
ہاتھ سے بتلا یا اُسنے چرخ کو

بولا جب چہتا ہو تو پا تا ہو تو
نفت ہر گاہے کہ خواہی بر سرم

مشکلیں مل کر ہمارے شاہ ہیں
یا کبھی مقبول رد ہو تا ہو تو

ایک سر تبا ہمیں سر سے
مشکل اصل کن او سلطان من ہے

آسمان کی سمت دیکھا اور کہا
تا کہ ہم فارغ ہوں ان سے

رزق جوئی کا ہوں فکر و حرج سے
کہ قبول اب حاجیوں کی کر دعا

او سکان تبے سکان کھلا دا
چرخ سے در کھولا تو نے مجھے ہے

اس عجائب کا برا ک آگیا
فی السمار رزقکم فا طلبوا

مشک کی صورت بر سنے وہ لگا
مشک میں آب کش کے چلا گیا

ابر شل مشک برسا تھا مشک
در میان غار رزق بہنے وہ لگا

اک عجائب بات جگل میں ہوئی
اور حاجی آکے بس تر تھے مشک

اک جماعت اُس عجائب کار سے
ابر شل مشک برسے تھا وہی

دوسری قوم او بعضین کرتی زیا
قوم تشنہ تھے رشتہا ناسے

قوم ناقص دوسری تھی از انام
ہو عجب اللہ اعلم بالمراد

قوم ناقص دوسری تھی از انام
ہو عجب اللہ اعلم بالمراد

قوم دیگر را یقین و ہا زیادہ
قوم دیگر ناپذیر آتش ضمام

قوم دیگر ناپذیر آتش ضمام
قوم دیگر را یقین و ہا زیادہ

قبول اُسکو کیا تم الکلام
تا قصان سرمدی تم الکلام

تمت ترجمہ

تتمۂ مترجمہ

رو کہ تو خامہ کو اپنے یدِ بیضا سمجھے — راز اب لکھنا ہے مشکل مثنوی — تیرے پیرِ من کہ طبیعت ہو بنی — گر سمائے آمین رازِ مثنوی

مثنوی سے اب تو استمداد لے — تا یہ خامہ خامہ تیرا رو چلے — گلشنِ آباد سے جو تو گیا — خادمِ تونگ کا دل میں بھا

یعنی وہ خانِ جہاں خانِ باخبار — راہ اللہ میں ہوا بس جاں نثار — مُنھ سے اللہ نکلا وقتِ انتقال — محکمہ ہاتف نے کہا جانا نہ ٹال

جان اللہ نے بسالتؔ خوب کی — اللہ اللہ خانِ جہاں جاں سے گیا — خود ہوا شرمندۂ دنیا سے گنگے رنج سے — کر دیا افسردہ دل از بس مجھے

تونگ خانہ ویران ہو اب تو تکل — گلشنِ آباد کی پھر ہو بحال — غور دور از نزدہ کو مت دے ہاتھ سے — ورنہ یہ عاملہ چھوڑ بھاگا مجھے

گرچہ دل غم سے یہ پُر خوں ہے ترا — مثنوی کے نور سے دے تو جلا — تا کہ پھر روشن ہو یہ تیرا چراغ — اور پھر آباد ہو تیرا یہ باغ

قیصرانی فتح شروع کر یہ شی — کر کمان سے تیر کو رفتار ہے — اور زبان کو دل سے کب فرصت رہے

جب بیان اور دل تمام ہو گیا ایک — بند دو در نگو اب تو ختم کر — بس تو ختم الانبیا کے نام پر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

فہرست حقایق و تعلیم دفتر سوم پیر اہن یوسفی ترجمۂ مثنوی مولوی معنوی

صفحہ	دہستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۲	حکایت اول انکشاف گنجینۂ اسرار مین تاغنا مہو		
۰	تمہید	قوت ارواح ہے نہ غذاے	گنجینۂ اسرار
۰	۰	حق نے اذان ظرف پر کھ لیا ہے	اخفا سے راز
۰	۰	سب کا کل آکر ان مین داخل ہین	اولیا الاولیا ہین
۰	۰	ترک غذا سے غذا ای رہی ہے	ہر جان کی وہ جان ہوا ہے
۳	۰	علم و بیخبری خواب ہے	علم مرتبہ
۰	۰	علم عارف حق بحر ہستی ہے	قبول نصیحت ہی
۵	حکایت دوم خنیہ یران ترک طمع مین		
۰	قصہ ابابیل و ہابیل	ابابیل مثل انبیا ہر قرن مین	اور یا جاجین دو رکے
۰	باقی قصہ قصہ	نصیحت ابابیل ہابیل کو کرنا ہر	ہر کسی کی اہل نصیحت
۰	۰	گفتگو کرنا ہابیل کا قابیل سے	حرص حاصل کی
۰	۰	رفع خیانت اور قبول نصیحت	مدرسۂ اولیا تیر
۰	جمع طرف حکایت	مدرسۂ اولیا علم ہوا کے ذکا ہے	روزہ ہا
۱	۰	اخفا بعض ہستی صحیح ہے نفخا	زیارت مقبرہ پاک
۱۱	بیان بن بیانکے	ایک بیابان مین جو ہیبت ہوا	یکے دنیا دوست ہیبت
۰	۰	مرد زندہ بدو عقیدہ کرنا ہر ہے	بیابان ملعون ہی
۱۲	۰	ہیران ہونا کے بیخاطر ہوا	قبول اہل غفر ساتھ
۱۳	حکایت سوم خرم و ہوشیاری مین		
۰	فرقہ کرنا دہقان کا قلعہ ہی کا	جرات نیکی کے اسی پیچھے کر گیا	نیکی کا بدلہ دیا ہر
۱۴	ایضاً	راہ بدہیت چل شامل ہوا ہے	دلیل راہ جدا کر

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۵	تصاحل بیا کا	راہ ہلاک سب کا کر لیا ہے نہ غذا کر	گذرا ہوا ہو جانا کو فوت کر گیا ہے
۰	۰	تو ر شکر کہو نور کو تم کہو	جلد دریا کو تم کہو
۱۶	۰	کتون کی نظارہ ای تو کبود ہوا	نظارہ ای مرشد ہستی کا ہر
۰	۰	وفا ای حق کی فنا کر	سلسلہ بھی کا ہے وجہ ہے
۰	۰	دنیا یار کو کہ ہمیشہ ہمراہ	مرشد حاصل کر
۱۷	۰	ترک وظیفہ نفس ہوتا ہر	آفات قبض
۰	۰	رفع قطع کا رابطہ کی حفاظت	آفتین پرسے
۱۸	باقی تصاحل بیا کا	اشنان کیا ملت پر الفنی نہین	صدیق مجھو جمع
۱۹	ایضاً	نظارہ کو بسبب گرد و نواحی نفس	جو نی اسرار آزاد کے حق نے نور بڑا کے
۰	۰	دل پر اگا حق سے کر تاب	دل کو فراق حق
۲۰	۰	جو خدا سے جدا کرے وہ کہ ہی	کبر و لعب مین
۲۱	باقی قصہ جانا خواجہ کا	اصحاب نبی حق نے نجو کا	جان نہ النفس
۲۲	جمع طرف حکایت	تو نور زمین پر حکم حق ہوتا ہر	مرتبہ اولیا تیر
۰	۰	اصل اولیا جان تبع حق پر شیدا ہر	روح زندہ نفس
۲۳	۰	قضا ما تحل کو اندھا بہ کرتی ہی	قضا مین جا کنوں
۰	قصہ اصحاب قمروان	خدا حد کا منکر احمد کو کستا ہر	دل پر شکار کی
۲۴	۰	نرد و شبہ خانہ ہر	مدرسۂ جان کو جان
۰	۰	بے رحمی حق کو نون و نفس	خوف بہتر خوشی کا
۰	۰	راہ سلوک مین بہ ستی بلندی	سیر کرنا کہ دیر ہوتا
۲۵	۰	پیر راہبر گاؤن مین گاؤن مین	طریقہ خاوند

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۲۵	روزہ بدخواجہ کا	صورت ہستی مسی کو پہونچاتی ہی	صفت مہ خلائق سے دفع
۲۶	جانا خواجہ کا	توحید زندہ حاصل کی کہ بیزندہ ہے	حسن ظاہر مین لمعہ
۲۷	۰	مشرق مغرب کی نذر وی ہی شوق	کرسی یا کہ آئینہ ا
۲۸	قصہ تعلیم عیب	ہنر مین ہستی کو وہ مارا صوفی کو	عیب ہین عاجز ہین
۰	۰	سگ کرے یار بہتر شہر سے	واردہ اندیشہ نفسین
۰	۰	صفت کا علم وہی عالم کا علم کہی	یا پرشد راہ ہتہ بتا
۲۹	ہونہار خواجہ کا	دیدہ صورت دیکھا ہوتا نفس ہی	ترک عادت آفت ہی
۳۰	۰	تاج نقیر ہوا سیر کا عیب ست ہی	ہوا و شہنشاہ بزرگ ہی
۳۱	۰	گرخدا شب مین چاہے خواجہ کو نچاوے	یار ہاری
۰	۰	ہستی عشق مین ہیچ ہیچ ہی شرع شاہ	ہستی کا تماشا
۳۲	۰	ہستان حق مشغل ست ہو کر کہین	عاشق قابل عاشق حق ہین
۳۳	۰	قربت حق کسی قسم پر ہے	قربت الٰہی
۳۴	گرنا گیدڑ کا	صدق و لگی شمار اولیا ہر	کمر ریا کار
۳۵	بچہین چکنی کرنا	ایک استان پر نیم خواجہ سے	استہائی استہان کی
۳۶	۰	دعوی ریا بی جہت و کرم کو	کاذب ادعا حق سے
۰	لیجانا بلی کا	ہستی ہر دو فنا ہوتا ہر ہی	ہستی و بقا ہی

حکایت چہارم پیران ریا کارین ۳۷

۰	دعوی ریا ہیت	ظاہر ہزار استہان و ایا سر ہوا ہو	قدر از استہائی طرح ہی
۳۹	مستی بزرگی	مستی شہوت اہل دیدہ کی مستی کر	قطرہ بادہ تو حید پیکر دنیا سر کرتے
۴۰	تمنا کرنا بارت	بال ہتی گستاخون کی زمین ہو	جدا از فرش ہی

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۴۰	خوابیدن ترکیمان	منع سے درمن زادہ ہونا ہی	شوری ریا کا، اخ
۴۲	حکایت تمثیل	عام میں خاصوں کو تلاش کر	ہر دن میں ہمارا ہیں
۴۳	ترسانا فرعون کا	قبل مدکا ستارہ آسمان پر ہوں میں	تقدیر مبرم سے دور آنے سے ہو
۴۴	پیلوانہ شاہ	جو حکم تضاد سے مقابلہ کرے خود کر	گمراہی
۴۷	پھر آنا دوی کا	اژدہای موسوی فرعون اژدہا	ہوی حق حاصل کر
۴۸	حکایت مادر گبر	نفس اللہ دہا ہے کہ میں حیران ہوں	تو خود الیس ہو
۴۹	اشنای دنیا جاہ	حرکت سے	فرق جان گویائی
۵۰	اولیا تسبیح خدا کی مشغن ہیں	یاد تسبیح دلیل ہو	
۵۱	تفسیر سامانی عوانی کا حاجز ہو	قصر روہ قصر ہو	
۵۲	جواب موسیٰ	شرح حق مثل حق کے ہو	ترکیہ نفس
۵۳	صلابت دینا	فاضل و ناپختہ میں ہیں	نقد خود کو اکبر خود
۵۵		حیرت فکر و ذکر کو دور کرتی ہے	بھولا گے ہوتا ہے
۵۵		عقل حاسی عقل سادہ کو کھا پی گیا	علم ظاہر حجاب علم باطن کا
۵۶		راحت یکے میں ہو	دولت حق دو جو بھی ہو
۵۶	بھینا فرعون کا	سر نیا نو ہونا ہر بیان صوفی ہو	مراقبہ
۵۸	خانا دو فرعون کا	فرار اولیا سے فیض پانا	طلب فیض
۵۸	جواب دینا	فوق معجزہ و کرامت ہو	سر فوق شریعت قرآن سے
۵۹	باقی حکایت	بیداری سے بیداری دان ہے	مجاہدہ نفس
۶۰		علم سو کیمیا ہے کہ نور موتمین	دل محبت سے نہ ہو
۶۱		حکایت	
۶۲	اختلاف کرنا	جو زندگی حق ہو بلبلے ضمنی ہو	
۶۲		شوری ریا کا، اخ	
۶۳		ہر دن میں ہمارا ہیں	
۶۴		تقدیر مبرم سے دور آنے سے ہو	
۶۴		گمراہی	
۶۵		ہوی حق حاصل کر	
۶۶		تو خود الیس ہو	
۶۶		حرکت سے	
۶۷		یاد تسبیح دلیل ہو	
۶۸		قصر روہ قصر ہو	
۶۹		ترکیہ نفس	
۶۹		نقد خود کو اکبر خود	
۷۰		حکایت	
۷۰		بھولا گے ہوتا ہے	
۷۲		علم ظاہر حجاب علم باطن کا	
۷۳		مراقبہ	
۷۵		طلب فیض	
۷۸		سر فوق شریعت قرآن سے	
۷۹		مجاہدہ نفس	
۸۰		دل محبت سے نہ ہو	
۸۱			
۸۲			

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۸۳	کراہت شیخ	اولیا گرگ جسمیت جزو ہو	جسم شوم ایک ہو
۸۵	ساحران	دنیا خواہ ہاتھ ریح کر اجسم کے نقصان نہیں	نوراتیان کی ہوا کیا
۸۶	شکایت کرنا	حواس رفتہ پھر آجاتے ہیں	وقت مرگ چراغ خوشی سے ہیں
۸۸	شرر ریاضی کا	جو بے تعلق ہو رہ اولیا ہو	وہ شیخ ہی کو خوار کر ذرے
۸۸	حسد کرنا	اولیا کو واسطہ رحمت کے بھیجا ہے	ہدایت خلق
۹۱	قصہ پڑھنا	صبر سے کشود کار ہوتا ہے	صبر کرنا
۹۲	قصہ اولیا کا	اہل دعا و اہل رضا	رضا بقضا
۹۳	سوال کرنا	مراد اولیا کے پاتے ہیں	یکرنگ خواہ نہیں ہیں
۹۴		خاص خدا کر اسکے کہتے ہیں	دعا بہ اخلاص

حکایت ہشتم فرق اہل رضا و اہل عیان

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۹۴	قصہ دقوقی	محبت مکان صاف راہ ملک	خلق جزو سوال ہے
۹۵		نور محمدی کا کل جاہ ہو	دل سوال کرو ہو
۹۷	پھر بھیجنا	عرض خدا کے لیے محمود ہو	حسد ہوس
۹۷		عشق خدا میں قرار نہ دے بجز خدا کے	سترت ہے چھپنا بچھوں ہوا
۹۷	سوجنا	فرد دل اولیا میں شیخ موجود	ظہور نور آگہی
۹۸	پھر دکھانی دینا	نور اولیا عرش سے پار ہے	عالم ولایت ہیچ ہے
۹۸	پرسیدہ بزرگ	اولیا سوا خدا کو کیوں ماننے لگے	نا مانسنہ
۹۹		اولیا خاص ہے تقریب میں خاص	محبت بنا کر ہیچ ہے حل ہوتی ہو
۱۰۰	سات مرد	مراقبہ میں وصال حق ہوتا ہے	مراقبہ کا فائدہ
۱۰۱		بیخودی میں محرم اسرار ہو	خاموشی کا کیا کہنا

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۷۰		حکایت	
۷۰	بھولا گے ہوتا ہے		
۷۲		علم ظاہر حجاب علم باطن کا	
۷۳		مراقبہ	
۷۵		طلب فیض	
۷۸		سر فوق شریعت قرآن سے	
۷۹		مجاہدہ نفس	
۸۰		دل محبت سے نہ ہو	
۸۱			
۸۲			

حکایت پنجم طلب دخدامین

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۸۰			
۸۲	حکایت مرد و گبر	روزی از پیشہ نیستن ضمنی	جو نیوہ یا بندہ
۸۲	گفتن تا بیل کا	اکوی تسبیح جمادی ہر طاعل ہو	ہر کی گنی کو ہر آہنگ
۸۳		گمان مقابل علم کے نقص ہو	خیال سو یقین ہو
۸۵		عقل پیدا نہیں ہوتی عقل جزوی ہو	
۸۸		عبادت کو خدا	
۸۹		حکایت اور نفس	
۹۰	باقی قصہ زاہد کا		
۹۱			
۹۲			
۹۳			
۹۴			
۹۵			
۹۷			
۹۷			
۹۸			
۹۸			
۹۹			
۱۰۰			
۱۰۱			

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۰۲	آگے بڑھنا	کشتی بجنس ماہن ہین	عوض پانا
۱۰۳	〃	مرد خبرست شناور سوال اللہ کا	سمع در پردہ
〃	آگہی پر خدا نورانی کا	سمع عکس مین سمع صورت ہی	مثنوی کی تعریف مثنوی کی بیان ست پر ثنا ان
۱۰۵	مقصد ہی	جواہر ہا راہ حق مین پھر فکر	خانہ نور مشعر ہی
۱۰۶	ستارہ نوری کا	انجام ہین باعث حال ہین ہی	عشق انجام
۱۰۷	دعا شفقت	فعل فانی کا فعل حق ہی	فعل اولیا فعل حق
۱۰۸	〃	اولیا کو قبل بلا تلاش کر	ہر دو سا کو پنا ناقص مکمل
۱۰۹	〃	تجلی روان پاک ہوا دل کو کھینچ	حق دل کو کم صورت کر لین
〃	〃	صاف دل روان جانا ہی	خواہش زنیا فانی
〃	〃	دل ہزارون مین ایک ہی	اولیا حق مین پنہان
۱۱۰	ذکار کرنا	دعا پاکی سے مقبول ہو	مقبول دعا
۱۱۲	جانا	اعتماد اولیا خواب پر ہی	ذوق اولیا راست
۱۱۳	〃	آگہی لست دنیا مین مرد مرنیو	عشق غیر اضداد ہوا کرے
۱۱۶	زاری کرنا	دل مین اور زت ہی ہر فطرت مین کے	کشود
۱۱۷	حکم کرنا اوگ	جو اپنے نفس کا امر و نہی سے چھوٹے	نفس کشی
۱۱۹	گراہی دنیا	ساز دل مرکل خیر ظاہر کرتا ہی	اظہار راز
۱۲۰	باہر جانا	نفس ظالم نہ سمجھے اولیا کو ریا مین	تشنیع اطلاع ہو کر پنا ہوتا ہی
۱۲۱	قصاص لینا	خمار دل چھپتا ہر بندہ ہو اگر ہی	سوالی
〃	〃	سمجوری کی جان زندہ دلی ہی	عقل کو فنا راہ حق ہی
۱۲۲	بیان مین کے	اسباب پر سباب پا دو سر مین	اسباب باطنی
〃	مثال	عقل پر عقل کی عقل نہ ہو	جن جانچ جان جانی ہی

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۲۳	مثال	تو بہ شیخ سو نذار وحی ملتی ہی	بیعت شیخ سے نفس مرتا ہی
۱۲۴	ایضاً	نفس عقل کو دھو کہ دیتا ہے	پاکہ دہ فرزندان کو ترتے ہین
۱۲۵	بھاگنا ہے کا	دل احمقون کا تجربہ سو ہی	مرغ احمق ہوا پکڑا نہ گیا
〃	〃	احمق بن مقدار دل کا نہین بتاتا	سنگدل احمق

حکایت پنجم اثر پذیر نمودۂ احمقان نخلدل مین

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۲۶	قصہ اہل سبا	گر نہین وز سو جان نکلتی ہی	ہو رد کہی نہین ہی
۱۲۷	شرح اندھری	اعمال ست بعد مرگ بنے گا	علما علم نہ سمجھے گا
۱۲۸	〃	علم ظاہر علم خود نما سے بچو	معرفت نفس
۱۲۹	آنا پیغمبر کا	شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہی	شکر واجب
۱۳۰	جواب دنیا	ملت دل ہر نعمت ملت ہون	علت ہر بلا ہیچ ہوتا ہی
〃	〃	در سی نفیحہ حد حق عقل تیز ہی	ملت ست قدر شر شر ہی
۱۳۱	〃	طبیب الٰہی اولیا راللہ تھا	طبیب ہوا دنیا و عقبیٰ مین
〃	معجزہ چاہنا	طبیب الٰہی کی ضیافت ہی دنیا	ہجر بصلاح ہی تو ہی
۱۳۳	حکایت نکرکش	پنجہ دل کفار اور تیرہ ملتون کا	بے نصیبی حمقا
۱۳۴	جواب دنیا	آن زندہ شرک حق کیون نہ حق	غلط بینی
〃	〃	دل لطف اور حق مین ہی بتاتا	جو حق چاہتا کرتا ہے
۱۳۵	بیان مین اس کے	کار حق مین ہر ایک کو شاں نہ	مثال دیتا چاہیے
۱۳۷	جواب مثال کا	نور انبیا کا تیرہ دل نہین پکڑ سکتا	اتنا انبیا بتا سکتا
۱۳۹	بیان سنی	دام سے بھاگنا مشکل ہی	جو حرص سے چھوٹا دام ہوا
۱۴۰	ناواقع	عمل کا جنت اثر ہے	توبہ کی دم سے بچا
〃	〃	امتحان ہی چھپا پھر ویسا ہوا	پھر اصل پہ آنا

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۴۱	حکایت عمدہ کرنا	شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہی	غذا سے من
〃	صنع کرنا ملک کا	صفت ذاتی نہین بدلتی ہو	موصف ذاتی نہین بدلتا
۱۴۱	جواب انبیا	اگر بچ کی ادا ہو کہ حکمت ہوتی	رحمت سوا امید ہو
۱۴۳	پھر جواب دنیا	ہزار برس کی ایک ساعت برابر ہی	موہوم معدوم
〃	〃	راہ باطن دست حق سے ڈھونڈھ	ہم ہین فنا و بقا
۱۴۴	دوبارہ	امر ناقص فال بد نہین ہوتا کہ	عیبکی فنا سیاہی
〃	پھر جواب انبیا	ایک سو مو لا یکی بسو بہ لا دی	عوض نیکی کہ بدی
۱۴۵	〃	لیسیر جفا کرین تو وہ وفا کرے	نفس کشی
۱۴۶	حکمت پیدا کرنا	کافرون کو دیدا حق ہوگا	روز حج مسجد کفار کو ہو
〃	بیان اس بات کا	اہل دنیا انبیا سے بے زار ہوا	نفس نعیم پر تنگی کر دے بچنا
۱۴۷	نفسہ عشق صورتی	عاشق مخلص جسم کے نہین	عاشق سب ایک رنگ ہین
۱۴۸	خاص یعقوب	عاشق یوسف کی صورتین پاتا ہی	مقام تشبیہ
۱۴۹	〃	عاشق یوسف کا گو سو برس کی راہ	عام عالم ہیچ ہی ہر ایک کو ہر ہیچ
〃	〃	خیال جان مین کس کا ہے تا ہی	اولیا اُدھر ہوا کرے
۱۵۰	حکایت امیر و غلام	شکر خوری ہو خدا کا	رضا تسلیم اختیار کر
۱۵۱	نا امید ہونا	حال مقبولی مر دروی خود کا	کام مسیر پر ہی
۱۵۲	بیان اس کے	اولیا کا شکر بلا نہین ہر کو	نہین معلوم مدد گاری اولیا
۱۵۳	**حکایت ہشتم مدد گاری اولیا راللہ کی**		
〃	نقصہ فرعون کا	سرخ فضل ہو سے سہل آتی ہی	پابندی اسباب
〃	پہونچنا		
۱۵۶	دیکھنا خواجہ کا	جان جو جان پابند قیاس ہو	صورت مین اہل قیاس ہین
〃	〃	آدم کی صورت دیکھکر ابلیس کو شبہ	رسول امر کو تجربہ کار ذریت اولیا کی

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۹۱	دیکھنا خواب کا	از اگر بر تو فاضل سبب پر جا	تشنگی پیدا کر اب نہ
۱۹۲		بیان میں اسکے	موافق عادت کر حق دیتا ہے
۱۹۳		بیان مقالہ کا	انبیاء اولیاء بارگاہ کے
۱۹۹		دعوت	کار زشت طاعت آمد تجدید
۱۹۱		چاہنا ایک شیخ کا	فقیر سے ہستی خدا میں اشارت
۱۹۱		دعوی آنا	سر سے کان نہ سکا فرمان نہ
۱۹۳		شرمندہ ہونا	جاہ کا صدقہ مال ہے
۱۹۴		خسبہ دینا	کوئی کام مرد مطلب نہیں کرتا
۱۹۵		دو گروہ	عاقل وہ ہے جو دیکھتا ہے
۱۹۶		دعا کرنا	رد بلا جز بفرمان خدا کے
۱۹۷	**حکایت نہم ریاضت کی عمدگی میں**		
۱۹۸	حکایت	نعمت بہشت کیف جنت ہے	رویت حق
۱۹۹		اہل انسان دنیا کی بیشتر	تن ہو جان ہو
۲۰۰		پرسنا دینا	عاشق کہ نثار جان کرے
۲۰۱		جو کہ سے رہی جزا پائے	تیرہ مغز کی نہیں
۲۰۲		اسباب ہم شکل اثر نہیں	مثل صفت جزا
۲۰۳		طول امل ایسی عمر ہے	نار تو سرد کشتہ ہے
۲۰۴		اولیا سنی ہیں پہونچا دے	خطرہ جوانی شیطانی
۲۰۱		حیلہ زنی نہیں	جلدی کام شیطان کا ہے
۲۰۲		وفات بلال	جان مقام دیدہ میں دیکھ
۲۰۳		تشبیہ خاکی	جان خواب میں خوش ہے تو ہی

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۷۳	تشبیہ دنیا کی	پر نیش حاصل سرا پیش دار کے	اودھا جیسی کی جاتی
۱۷۴	بیان اس بات کا	مسبب پر بہت علت دیکھتے ہیں	ہیں علت اولا واسطہ
۱۷۵	تشبیہ کرنا	عقل جان سے کام کرو ہے	حسن پرستی
۱۷۶		اولیا سایہ کا کرو ایسا کہتے ہیں	سحر حلال
۱۷۷	آداب سننے والا	اولیا سمع مردہ دل سے سبب ہوتے ہیں	مردہ دل مردہ کرے
۱۷۸		اولیا احسان پیشوا اور اصحاب	دوست دشمن کر جانتے ہیں
۱۷۹		پہونچنا ہر ایک کا	دشمن سمجھتے کہ کہ غالب ہو
۱۸۰		فرق درمیان	عام و صفے خاص امت
۱۸۱		نقلی و اثبات ایک غیر دار ہے	سے جانتے
۱۸۲	مسئلہ تناقض	ساکلک کی نسبت سو خار زیر کے	قتالی الوجود
۱۸۳	**حکایت دہم جذب عشق میں**		
۱۸۴		قصہ کلیل حمار جہان	اور اس ہو جاگا جیسے بھاگے
۱۸۱	ظاہر ہونا	دولت متمثل ہوتی ہے	آلات اور اکرمین
۱۸۲		شبہ کو درس دیوے آرہی	قبض میں فائدہ
۱۸۳		یہ ندا چھوڑ خدای حکمت کھا	فرکھا دوں تکمین
۱۸۴	کنایہ وجہ القبلہ	گنج عشق ہمدم جانیگا	کبھی قبض کبھی
۱۸۵	ارادہ کرنا	ہمشناس سے آفت ہوتی ہے	بدلہ ہے
۱۸۶	پوچھنا صوفی کا	عاشق جانب یار کو گھنتا ہے	بہانہ شناسی سے
۱۸۷	منع کرنا	عقل طفل چاہ ہے علیحدہ نہیں	ہوتا ہے

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۸۶	منع کرنا	خود کر کھا ان کر کہ رسائی ہو	اثر پند ناصح میں
۱۸۷	کہ دیوانہ	عاشق کہ نثار جان کرے عوض	کب ہے
۱۸۸		عاشق ہو تا ہے	مثل میں جہان نا
۱۸۹		علم ظاہر بصد مردان رہ ہوتا ہے	حیات کے
۱۹۰	جواب دینا	عاشق کشتگی باید کہ زندگی پاوے	حسن پرستی
۱۹۱		ساکا کہ نظر کر ذات حق ہوتا ہے	علم الیقین اور عین
۱۹۱		گوزہ من نسبت سنی بن بشر	الیقین
۱۹۲	آسمان کا	عین فقر من جہان	عاشق کشتگی باید کہ زندگی پاوے
۱۹۳	جواب دینا عاشق	مست رہ ہو کہ دنیا چھوڑے	صد جان عاشق
۱۹۳		دنیا میں سب ان سو آتے ہے	کی مرنے کو دوڑی
۱۹۴		فانی خدا کو موت نہیں	آتش عشق کر دنیا
۱۹۴		اول بشر تو بتر بعدہ مرتبہ ہے	دنیا اور ہو
۱۹۵	دوست کرنا	بزم میں شیرو رزم میں ببر ہو	تصحیف ہو کر آتش
۱۹۶		مرد تو سو بتر ہزار مرد ہے	دوہم حیات ہے
۱۹۷		نفس شیطان کا ایک ہے	اور دنیا کر سے
۱۹۸		حر نفس خانہ ہے میں تو اور ہو	خوش ہو تے ہیں
۱۹۹	جواب دینا	عاشق ہو تا ہے کب ڈرتا ہے	طالب نیاز کو ذرہ
۲۰۰		جان خر خیار کا کہ خر خیار تا ہے	نہیں
۰		علم الیقین ہو عین الیقین ہو تا ہے	اہل دنیا ہوش نہ
۰		یار ہر شے میں رکھتا ہے	مقبول حق ہو تے
۰		امت گمہ نبی فرمود ا	جاہ حق نجات

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم	صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۲۱۲	جواب دینا	جبتاری عبدہ از بتاں آرام	بدرسخی راحت	۲۱۱	تفسیر	حق ہو اولیا ۔ دیو باطل ۔ قافلۂ دل	ہانگ شیطان انگبان
″	جاگنا سہو کا	لشکر سیج کر کر یارسے جا کر تری	رحمت اول تو سے	۲۱۲	پوچھنا	بہن خطرۂ رحمانی ہو خطرۂ شیطانی	نہیں رہتے ہیں
۲۱۳	″	عاشق فنا ہو کر زندگی جاوید	صفات حق میں مل	″	″	جان دینگا ۔ دولت معنی پائیگا	ترک دنیا ماہر
″	″	ریاضت کر رنج سے بچے	غناسر باغی تماشہ	۲۱۳	″	ریا کا رظاہر پر نور باطن مار	اولیا نور ہیں
۲۰۵	قصہ شیر مہمان سگ کا	جاں کہا ہر سر رو کی سایہ پھول کا	مثنوی قرآن ہر	″	ملاقات عاشق	ڈر ہیں کا ڈر نکالتا ہوں اور بلے ڈر ہیں کو بڑھاتا ہوں	جیسا باطن ویسا فعل
″	″	فعل کرنا شہر یاراں کا	مثنوی قرآن ہر	۲۱۴	″	عشق معاشق و معشوق دیتے ہیں	جو حق کا حق ہوگا
۲۰۶	ذکر برائی سوتیا	قرآں کے نشتر باطن ہیں	باطن قرآں کا دیکھو	″	″	دنیا میں ہر ایک کو جوڑا ہے	دولتی تو سہ ہے
۲۰۷	تفسیر اور صدیث	کوئی اولیا کو خلق میں نہیں	اولیا پری سے نہاں تر	۲۱۵	جذب کرنا	عنصر تن کو اصل کھینچتی ہے	طالب عشق ہے
۲۰۸	تشبیہ اولیا	ابدال ہیں اولیا الغیب ہیں نہیں	اسطاں الذکر	۲۱۶	کھینچنا جان کا	انسان سوالیہ فلانہ ہے	″
″	تفسیر قول	ہر عضو ذکر کرتا ہے ذاکر کا	ذکر سے فکر ہے	″	″	عشق سے عاشق بھلے مشرق	ارادہ حق توڑنا ہے
۲۱۰	مثال دینا	کلام اولیا سے حاصل کر	تقلید کر	۲۱۷	توڑنا ارادہ کا	اہل شمع کو شکستگی ضرور	ذوق غافل دل
۲۱۱	″	خیضان مرشد سے دل ابدال کا	پہچان قبض کی	۲۱۸	″	اولیا کو اختیار سے	توکل پر کام کر
″	″	مرشد سے دل ابدال ہو کر روشن	عرب دیہ	۲۱۹	بیان اوسکا	اولیا یہ ہیں جو شو نفخہ میں جانا	جسنے کوشش کی دولت پائی

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۲۲۱	آگاہ ہونا	اولیا راز حق جانتے ہیں شیطان نہیں۔	کشود
۲۲۲	بیان اوسکا	دوستان خدا کو خدا سر ہوا نہیں	خلد کو حق جوئی خوف سے
۲۲۳	″	اولیا یہ عرض و مقلد باغ عرض	عذاب حق دونوں کو گھیرے
۲۲۴	جذب عشق کا	جسکو دیدہ حاصل ہے نا آسماں ہیں	عاشق ہے نا پسند می رہے مرگ آسان
۲۲۵	پوچھنا	عشق آیا عقل گئی	خدا ہیں تو
۲۲۶	حسکم دینا	دعوی دوعا علیہ کے مقابل ہیں	ذوق آئی طالب کا حق ملتا ہے
۲۲۷	آواز نا معشوق کا	راز باطن اس لیئے وہاں سے بیان نہیں	افغاں، سال یا ہو
۲۲۹	ہوش میں آنا	جاں اپنی پہل کہ عشق عدم ہو عقل کل وہاں سے جاتے۔	اول ہستی چھوڑ اولیا سے مل
″	″	طالب عشق ہے	عشق میں ہوش کی باتیں کرنا محال ہے
۲۳۰	″	وجود و ہستی میں حق موجود ہے	اولیا گو اہ و ہوش ہیں۔
۲۳۱	حکایت عاشق کی	دماغ عاصل کر کر بیدار ہو سکھ	جو کر نگاہ وہ پائیگا
۲۳۲	پانا عاشق کا معشوق کا	نور کے رہے ست ہو کر آفت ہے	توکل پر کام کر
۲۳۳	″	جسنے کوشش کی دولت پائی	کوشش ہم پیشہ خیر کا

به عون صناع مکین و مکان فضل خلاق مین و زمان

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے منتہی | جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز | کلام

مثنوی معنوی

ربعہ دفتر سوم

از طبع معارف گاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میان چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

مطبع نامی منشی نولکشور مین بحسن و زیبائی منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر سوم مقام غنا میں

پیر اہن یوسفی ✦ مثنوی معنوی

الٰہی ضیاء الحق حسام الدین یار	اے ضیاء الحق حسام الدین یار
کھول تو گنجینۂ اسرار کو	بر کشا گنجینۂ اسرار را
تیری قوت قوت حق سے بڑھی	قوتت از قوت حق میزند بہر
یہ چراغ شمس کہ روشن ہوا	این چراغ شمس کہ روشن بود
آسمان کی چھت کہ دو عالم ہوئی	سقف گردون کہ چنین محکم بود
قوت جبریل کھانے سے نہ تھی	قوت جبریل از مطبخ نبود
قوت ابدال حق اسطور سے	ہمچنین این قوت ابدال حق
جسم جان ہا ہم ز نور سرشتہ اند	جسم شان ہا ہم ز نور سرشتہ اند
جو ہے تو موصوف و صفت جلیل	چونکہ موصوفی بأوصاف جلیل
اے مزاجوں کہ ترے عنصر غلام	اے مزاجہا کہ ترے عنصر غلام
ہر مزاج افضل تر اہر پاست	ہر مزاجے را عناصر مایہ است
اس بسیط عالم میں تیرا مزاج	این مزاجت در جہان منبسط
تنگ میدان فہم کا کہتی ہو خلق	حیف کہ گفتی نہ چنین ہی خلق خلق
اے ضیاء الحق تری ثنائی سے	اے ضیاء الحق ثنای تو
پاپا خلق اندر تجلی طور نے	کہ طور اندر تجلی طور یافت

✦ شنوی معنوی ✦ پیر اہن یوسفی

لاسوم دفتر کہ ہی سنت سہ بار	این سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
تیسرے دفتر میں ہے تو اب عذر تو	در سوم دفتر بہ پوشد اعذار را
اگر گون سے کہ حرارت سے ملی	نز عروقی کز حرارت تیز جست
تیل و بتی سے نہیں روشن ہوا	نز فتیلہ و پنبہ و روغن بود
فلک اب ستون سے قائم ہوئی	نز طناب و استنی قائم بود
تھی وہ دیدار خدا سے اتقی	بود از دیدار خلاق وجود
ہوئی گلستاں آگ تجھ پہ جوں خلیل	ہم ز حق جان نز طعام و از خلیق
آگ تجھ پر ہو گئی برد و سلام	تا ز روح و از ملک گلشن نما
اے عناصر فراجت راغلام	بر تو آتش شد گلستان چون خلیل
دین مزاجت پر تر از زمہریر است	اے عناصر فراجت را غلام
وصف حدت کا کنول اندر نقطہ	دین مزاجت پر تر از زمہریر است
سخت تنگ آمد بخود ز خلق خلق	وصف حدت کاکنول اندر نقطہ
خلق بخشد سنگ را طوبای تو	سخت تنگ آمد بخود از خلق خلق
تا کہ مو نی پیدا و نہ آگہی اُسنے مو	خلق بخشد سنگ را طوبای تو
	تا کہ مو نی شنید و می نہ شناخت

صاید دکاسنہ و اشتق الجبل
لقمہ بخشی آید از ہر کس کبس

خلق بخشد جبہ او روح را
این گہی بخشد کہ اجلالی شود

تا نگوئی ستر سلطان ابلس
گوش تا کس نفس شد اسرار جلال

خلق بخشد خاک را لطف خدا
باز حیوان را بخشد خلق و لب

چون گیا بیش شود حیوان قوت
بار خاک آمد شد اکال البشر

ذرہ را دیدہ دہد جان شان جملہ بار
بر گہا را برگ از انعام او

رزق ہا را رزقہا او سبب بہ
نیست شرح این چنین فضل مثل

جملہ عالم آکل و ماکول دان
این جہان و ساکنانش منتشر

این جہان و عاشقانش منقطع
پس کریم آن ست کو نبود رہ

باقیات الصالحات آمد کریم
گر ہزار اندیک تن بیش نیست

آکل و ماکول را خلق سبب ہا
خلق بخشید او عصا کے حمل را

و ذر روا فزون نشد آن جمل کل
مرقعین را چون عصا ہی خلق داد

پس سمانی را چرا عیان عاصفہ است

بل اتیتم من جبال قص الجبل
خلق بخشی کاریزد است دبس

خلق بخشد بہر ہر عضوی جدا
از دو خار و از دو غل خالی شوی

تا نریزی تو ندر اپیش کس
کو چو سوسن دو زبان افتاد لال

تا خرد دو آب بر رویہ صد گیا
گیا را پیش خود در اندر طلب

گشت حیوان تقلہ انسان و زفت
چون جدا شد از بشر روح و بصر

گر کبوتر نور دشان گردد دراز
در نگان را داد بہ لطف عام او

زانکہ گندم بہ غذائی کے دہد
پارہ گفتم بہر ان زان پارہ با

باقیان را مقبول و مقبول دان
وان جہان و ساکنانش مستمر

اہل آن عالم محمد مجتمع
آب حیوانے کہ ماند تا ابد

رستہ از صد آفت و خار و بیم
چون خیالات عدو اندیش نیست

غالب و مغلوب را عقل رہے
خورد او چندان عصا و جبل را

زانکہ حیوانی خود ش اکل و سکل
ناجبور داد ہر خیالاتے کہ زاد

رازق و خلق و معانی ہم خداست

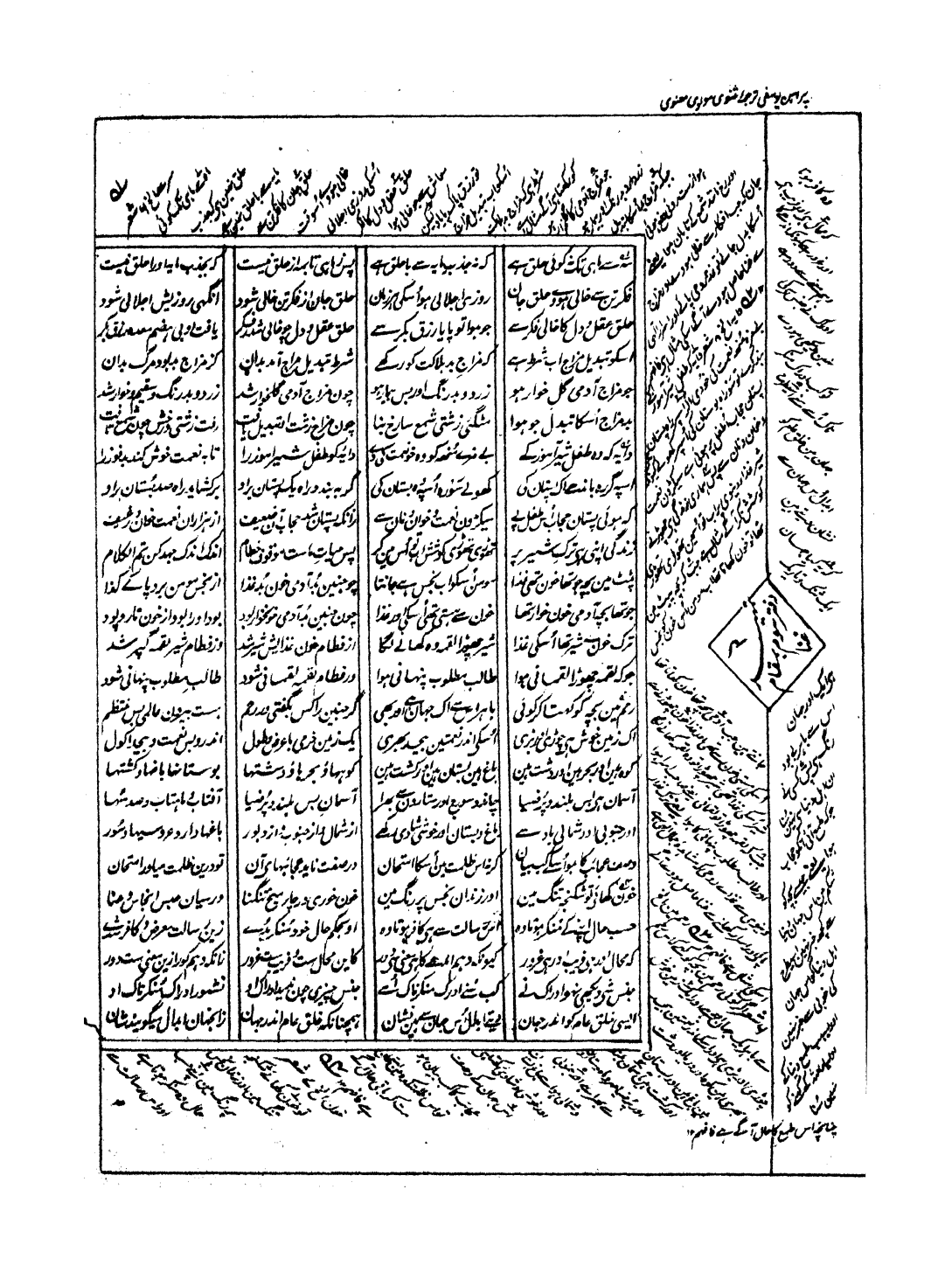

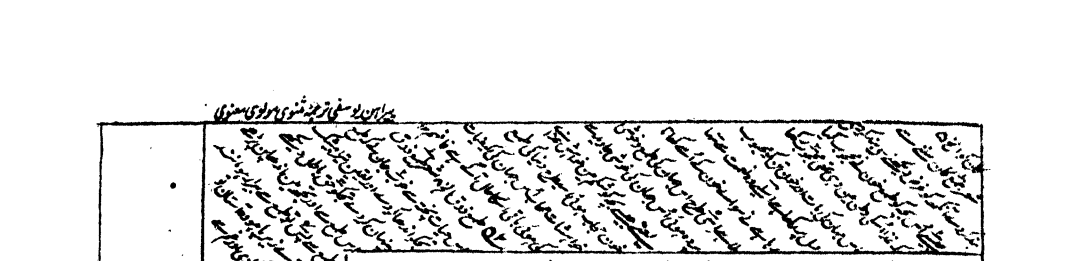

کہ جہان یکبارگی تاریک و تنگ
اَوْ جہان با ہر ہوا و رنگ و بو
کاین جہان چون چاہ ست و تن چون یک تنگ

بر کسی نے بوی تن آمین سے سُنا
جو طمع آئی مجاب درگاہ ہوا
ہیچ در گوش نمی آید شان نرفت

کان کو کر کے طمع سننے سے بند
آنکہ کو کر دے عوض فکر ست بند
گوش بلا بند طمع از استماع

جیسے اُس کیچہ کو طمع خون نے
ہمچنانکہ آن جنین را طمع خون
کاین غذا ہا دست دراز طمع کرد

لکھا محجوب اس جہان کی بات سے
خون تن را پرورش مجبوب کرد
خون تن را پرورش مجبوب کرد

ایسے نعمت سے وہ تنہا رہا
زین ہمہ انواع نعمت ماند فرد
تغیر خون او می نداند چشت خرد

جہاں ان کی تجھپے بس طمع خوشی
بر تو ہم طمع خوشی این جہان
شد حجاب آن خوشی جاودان

طمع ذوق اس حیات خام نے
طمع ذوق این حیات پر غرور
از حیات راستین کرد کور

کردے اندھا طمع فجکو جو جلی
کرد بی اندھا حیات پختہ سے
بر تو پوشانند یقین را بیگمان

حق تجھے باطل دکھے بس طمع سے
اور یقین تیرا چھپا دے بیگمان
در تو صد کوری فزاید از طمع

طمع سے بیزار ہو جون یار ستان
تجھ مین ان دعا مین چھپیں طمع سے
از طمع بیزار شو چون راستان

آئے اُس کے جو اندھا تو چھٹے
تا ترے ہو نور یہ پردہ آستان
کاندر ان دم چون جدائی وا رہی

چشم و جان و دل کی تجھ بیتری یقین
شادی و غم سے قدم باہر رکھے
چشم جانب روشن حق بین شود

پند پیرون را پذیرا سو بجان
بے سیاہی کفر کے ہو نور دین
تا ہی از خود رہائی در امان

تا حقیقت مین تو پاوے نور جان
تا کہ چھوٹے خوت سے نہ ہو لول
تا بیابی در حقیقت نور جان

قصہ تمثیلی کا اُسکے سُن بیان

قصہ اُس دانا کا کہ بیابان مین بعضے مردم سے ملا اور وصیت کی کہ پیل کے بچون کو ست کھانا

قصہ دانائے کہ در بیابان بہ بعضے مردمان رسید و وصیت کرد کہ پیل بچگان مخورید

وہ سُنا ہو تو نے ہندستان مین
آن شنیدی تو کہ در ہندوستان
دید دانائی گروہی در دستان

بھوکے ننگے اور نہ کچھ سامان کے کہین
کرسنہ ماندہ شدہ بی برگ و عور
سیر سید انداز سفر زر راہ دور

مہر دانائی کو جوش اسکی ہوا
مہر دانائیش بجوشید و بگفت
خوش سلامی شان چون گل بشگفت

بولا مین نے جانا تنکو بھوک سے
گفت دانم کز نجوع و ز خلا
جمع آمد یخ تان زین کربلا

لیکن اللہ اللہ ای قوم جلیل
لبیک اللہ اللہ ای قوم جلیل
تا نباشد خود نان فرزند پیل

اُس طرح پیل اب جا لے ہو تم
پیل ستانید مگو اکنون سر بتن
پند مردان جان و دل را بشنوید

ہین تمھاری رہ مین بچے پیل کے
صید ایشان بست بس لخواہ تان
صید ایشان بست بس لخواہ تان

بس لطیف است این بیان از نکتہ دان
واسطے بچوں کے سو فرسنگ راہ

اے ولیا الطفل حق ہیں ای پسر
غائبی ہیں گو نقصان ہے بشر

بولا میر طفل ہیں یا اولیا
استخوانا ہیں وہ بس خود بے نوا

عصمتیں میری ہیں بس کی پشتی ہے
ہاں یہ گڈری پوش جملہ میرے ہیں

ورنہ موسیٰ با عصائے پُر سہر
ورنہ نوح اک بد عا سے کر تا لب

کھودتی کب لوط کی اک بد دعا
شہر جملہ اُسکے جن فردوس تھے

شام میں تو اُسکو جا کر دیکھ لے
سیکڑوں ہیں اولیائے حق پرست

کر کروں ان کا بیان ہو کوہ قرآں
کوہ خوں ہو جا اور وہ پھر جمے

طرفہ اندھا دور ہیں مدتیں پرہ پشم
حرص کو میلہ سے دیکھے تو بسو

سو بسو حرص ابھی دیکھے ہی بشر
رقص کردان پر کہ توڑے فوق تو

رقص جولان کرتے ہیں میدان میں
ہیں بجاتے تالیاں خوشی چھپیں

ہیں بجا مطرب اندر رنگ و دف
تو نہیں دیکھے ہے پتے شاخ سے

لیکن اُنکی ان سے اُنکی کہانت ہیں
کھو دتی ہی نالہ کرتی اور آہ

بچہ مرحوم اُسکے سے ہوا لاں
ہیں حضور و غائبی ہیں باخبر

کینہ وہ اُنکی رکھے جان کے لیے
ہیں غریبی ہیں امیری سے سوا

پر ہوں ہیں سر زمیں انکا بیر
گویا وہ تحقیق ہیں اجزا مرے

سیکڑوں ہیں پر یاک تن ہستی ہیں
کر تا لب فرعون کو زیر و زبر

مشرق و مغرب کو غرق آب
اُسکے سب شہروں کی از تا پا ہلا

دجلۂ آب سیہ دیکھا اب سے
راہ میں بیت المقدس کے وہ ہے

ہر قرن میں ہیں سیاستہا بدست
یہ جگر کیا کوہ بھی رہ جا خون

تجلو کوری سے نخلی مو تا کے
پردہ دیکھے اون سی وہ غیر پشم

رقص یہ حاصل کری جن کو بچہ تو
رقص خال خیر سے اور پر یہ شر

ریش شہوت سے نکالے روئی تو
رقص اپنے خون ہیں کرتے مو ہیں

رقص کرتے ہیں کہ نقصاں سے بچیں
اُنکی شورش پا ہیں لا سبر کف

تال دیتے اور صبا سے ناچتے

بس ظریف ہیں لطیف اندر ہیں
از پی فرزند صد فرسنگ راہ

دود آتش آید از خر طوم او
اولیا الطفال حق ہاندی پسر

غائبی مندیش از نقصان شان
گفت الطفال ہیں ہاندین اولیا

از برائے استماں خوار و یتیم
پشت دار جملہ عصمتہائے من

ہاں وہ اُن ہیں دائق پوشان منی اند
در شکی کردی بیک چوب ہنر

در شکی کردی بیک نفرین بد
بر تکندی یک دعا می لوط را

گشت شہرستان چون دشت شان
سوئے شام ستاں نشان اون خبر

صد ہزاراں اولیا حق پرست
گر بگویم ہر ہر بیان افزوں شود

خون شود کہ باد باراں بفسرد
طرفہ کوری در بن و تیر پشم

سو بسو بیند رمز حرص انس
سو بسو بیند حرص خود بشر

رقص خالی ز خیر و پر شر
رقص آنجا کن کہ خود را اشکنی

رقص جولان بر سر میدان کنند
چوں ہنداز نقص خود رقصی کنند

سطر طان شان اندر دون بنویسند
تو نہ بینی بر گرما با شاخسا

بس ظریف اند و بطیف اندر ہیں
ای بگرد و در حنین و آہ آہ

الصدر از کہ دک مرحوم او
غائبی و حاضری بس با خبر

کو کشد کین از برائے جان شان
در غریبی فرد از کار و کیا

لیک اندر سر نہم با او ندیم
گویا ہستند خود اجزای من

صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند
سو بسو فرعون را زیر و زبر

نوع شرق و غرب اقراب خود
جملہ شہرستان شان را بسپرد

دجلۂ آب سیہ رو بین نشان
در رہ قدس ستم بینی بر گذر

خود ہبر قرنی سیاستہا بدست
خود جگر چہ بود کہ گویا خون شود

تو نہ بینی خون شدن کہ حرص او
لیک از آشتر بیند غیر پشم

رقص یہ مقصود و داو ہیچ و خس
رقص خالی ز خیر و پر شر

پنبہ را از ریش شہوت بر کنی
رقص اندر خون خود محرم کنند

چون بجنبد از رقص خود رقصی کنند
بحر با و در شور شان کف نیز تند

گفت زان رقص ان تحرک صبا

لیک یا در شان بود ند محرمین
ای بگرد و در حنین و آہ آہ

الصدر از کہ دک مرحوم او
غائبی و حاضری بس با خبر

کو کشد کین از برائے جان شان
در غریبی فرد از کار و کیا

لیک اندر سر نہم با او ندیم
گویا ہستند خود اجزای من

صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند
سو بسو فرعون را زیر و زبر

نوع شرق و غرب اقراب خود
جملہ شہرستان شان را بسپرد

دجلۂ آب سیہ رو بین نشان
در رہ قدس ستم بینی بر گذر

خود ہبر قرنی سیاستہا بدست
خود جگر چہ بود کہ گویا خون شود

تو نہ بینی خون شدن کہ حرص او
لیک از آشتر بیند غیر پشم

رقص یہ مقصود و داو ہیچ و خس
رقص خالی ز خیر و پر شر

پنبہ را از ریش شہوت بر کنی
رقص اندر خون خود محرم کنند

چون بجنبد از رقص خود رقصی کنند
بحر با و در شور شان کف نیز تند

گفت زان رقص ان تحرک صبا

تو نہ دیکھے لیکن انکے سر کان — بر گرشا خون پہ بچاتے تا لیان — تو نہ بینی لیک ہر گوش شان — بر گہا باشا خا ہم کف زنان

تو نہ دیکھے ہے بچاتے تا لیان — کان مُل کھچا سیبی نے من کے کان — تو دہنی بر گہا لکف زدن — گوش دل یابد زاین گوش ہان

کان تن کے بند کر تو جھونٹ سے — تا کہ دیکھے شہر جان پر نور سے — گوش سر ہو بند از ہزلی و دروغ — تا بہ بینی شہر جان را با فروغ

منھ کو اپنے جھونٹ سے کر بند تو — اُسکے منھ کے مست سو اگر گفتگو — جز حدیث رشت او چیزے مگو — کش مگو بد در نہی حق ہوا ذن

کان احمد کا سنے سر سخن — اُسکو آیت میں کہے حق ہوا ذن — جز بہ بد در نہی حق ہوا ذن — حست حق مر خفہ ست ما بھی

گوش دیدہ ہی نہی ستا قدم — رحمت حق دائی ہی ہے ہین ہم — این سخن پایان ندارد باز ران — اسوی اہل پیل بر آ غاز ران

بات یہ بے انتہا ہے پھر چلو — سوئے اہل پیل اور آغاز کو — این سخن پایان ندارد باز ران — اسوی اہل پیل بر آ غاز ران

باقی قصہ اعتراض کرنے والون بچہ پیل کا — بقیہ قصہ متعرضان پیل بچگان

ہتھون کو سونگھتا بس پیل ہے — گرد معدہ ہر بشر کے ہی پھرے — ہر دمان را پیل بوئے میکند — گرد معدہ ہر بشر بر می تند

اپنے پھون کا ہمان پہ کباب — تا کہ ملا اُس سے لے دیگر مذاب — تا کجا یابد کباب پور غوش — تا نمایا د انتقام و زور و غوش

بند گان حق کا کھانے گوشت میں — نیست اُنکی کہ کے بدلا پا ؤ د و — گوشتہائے بند گان حق خوری — نیست ایشان کہنی کیفر بری

منھ تمھارے سو نگھ مخلوق پیو — کب بچے جان اُس پر حملہ جو ہی — ہین کہ بوئے دہان تا حق ست — گی بر دہان فیر ان کو صادق ست

اسپہ ہی نسوں کی ہو کو لے — گور مین ہم نکیر و لیج و لے — در آن نسوے کش لوی گیر — یا شد اندر گور منکر یا کیر

منھ پُر سکتا نہین کچھ پُر سے دو — اور نہ بو کھ سکتا منھ سے ہو دو — فرد توان خوش کردن ز دیدان تا بدان — فرد ہان فرد دیدان سلطان یا نہان

تیل پانی ہی نہین رو پوش کو — راہ حیلہ ہے عقل و ہوش کو — آبی دہن نیست مر رو پوش را — وہ حیلت نیست عقل و ہوش را

گر ز پا ؤن تک ہر اک خوا ہے — سر کو پا ؤن تک ہر اک خواہے — چند کو بد خمہائے گر زشان — بر سر ہر زار شاہ و ہر زشان

گر ز عزرائیل کا تو دیکھے اثر — شکل چوب آہن ز آئی گر نظر — گر ز عزرائیل را بنگر اثر — گر بہ بینی چوب آہن در صور

گاہی گاہی شکل بھی آنے نظر — اُس سے اُس بخور کو ہو دی خبر — ہم بصورت می نماید گہ گہی — زان ہمان رنجور باشد آگہی

وہ کہے رنجور اے یار دمرے — کون سر پر پارے سیر تیغ ہے — گو بدان رنجور کای یار حرم — چیست این شمشیر برق سرم

تر کتی کو دیکھتے ہین اُسکے یار — اُس سے کہتے ہین کہ اذھم پیر بار — چون نمی بیند کس یاران او — در جواب آید یاران کای عمو

تو ہمین دیکھتا ہی تیرا یہ خیال — ہے خیال ان کا کیا کہ یہ ہی اشغال — ما منی ہستیم پاشد این خیال — چہ خیال ست این کہ ہستی این جمال

یہ خیالی ب کیا کہ مرغ الٰہا ہوا — اُسکے ڈر سے تو خیالی ہو گیا — پہ خیال ست کہ این ہر چہ مشکون — از نہ ہیب آن خیالی شد کنون

گر ز اور تیغ آ کے اُس بیمار کے — ہو گئے محبوس سر منکوس ہے — گر ز ہا و تیغہا محسوس شد — پیش بیمار و سرش منکوس شد

وہ یہی دیکھے کہ وہ اُسکے لیے — وہی بیند کہ آن از بہر اوست — چشم دشمن بستہ زان فہمیم دوست — چشم دشمن بستہ زان فہمیم دوست

حرص و دراز چشمی تیز اسکی ہوئی — چشم حرص او دشمن جوع تیز کی
مرغ بے ہنگام شیہم اسکی ہوئی — ہے نتیجہ کبر کا اسکے سبی
کاٹنا سر واجب آیا مرغ کا — کہ بجا تا وہ جرس بے وقت تھا
نزع ہر دم تیرے جزو جان کو — نزع جان میں دیکھ تو ایمان کو
عمر تیری نزرکی ہمیانی سی ہے — رات دن دیدار کی گنتی ہے
گنتا اور دیتا ہے نذر کو اس لیے — تاکہ خالی ہو کثافت سے بھرے
کوہ سے لے نی عوض اسکے رکھے — کوہ اُس نے آخر کو کرے
پس تو کہہ ہر دم کہ جا پاک عوض — تاکہ واسجد واقترب ہے لے غرض
ست کر کہ شمس تاب کل کام میں — کرنا ہی کو کر جو دین کے کام میں
جا یگا آخر کو تو بس ناتمام — کام ابتر تیرے بن رہ گی ہے خام
وہ عمارت کرنا گور و لحد پے — ہی سنگ چوب سے نا بیت سے
ہی صفا میں گورا پنی گھود سے — اور خود بلی سکی خودی میں گلا دے
خاک مدفون اُسکے غم کا ہے سبب — تا ہ و دم کو ترے اس غم سے ہو
مقبرہ گنبد ہے جو کہ قبر پر — ہے نہ اصحاب معانی کا وہ گھر
دیکھ تو اب رند اطلس پوش کی — کچھ سجی اطلس سے ملا ہی ہوش کو
ہے عذاب منکر و نیون انکی جان — غم کا بھو خمکدہ میں ہی نہان
ظاہر میں نقش باہر سے رکھے — اور باندیشی وہ اندر سے رکھے
اور گدڑی پوش میں بس پاکتو — جون نبات اندیشہ شکر بات کو

رجوع طرف حکایت مسافر و پیل بچون کے — رجوع بحکایت مسافران و پیل بچگان ست

بولا ناصح پند میری تم سنو — امتحان جان دل سے تا چشو
گھانس پتے کھا کے تم قانع رہو — پیل بچو بچگا شکار اب مت کرو
میں اگر دن سے نکالا دام پند — جز سعادت کے نہوا انجام پند
آیا تبلیغ رسالت کو ہو من — تا نہ دیسے چھڑاؤ نین تمھین
کہ مبادا طمع ہو رہزن را — طمع تا مان کی تمھاری بیچ کن

حرص نیارفت چشم تیز شد — چشم او دشمن کہ جوع تیز شد
مرغ بے ہنگام شد آن چشم را — از نتیجہ کبر و زخشم او
سر ببین واجب آمد مرغ را — کو نیرد وقت جنباند ورا
بنگر اندر نزع جان نہایت را — روز و شب ہا نند و بینا اسمت
می شمار دمی دہد دہ تو دہ — تاکہ خالی گردد و آید فسون
گر زگہ بستانی و ننہی بجاے — اندر آید کوہ زان لعن زجاے
پس بتو بر جاے ہر دم را عوض — تا زوا سجد واقترب یابی عوض
در تمامی کار ہا چندین کوش — جز بکاری کا بود در دین بکوش
عاقبت تو رفت خواہی انجام — کار بایت ابتر و ان تو خام
وین عمارت کردن گور و لحد — فی رسنگ ستا نہ پے فی لبد
بلکہ خود را در صفا گور سے کنی — در دنی آن کنی دفن این منی
خاک او گردی و مدفون غم کش — تا دست یابد ہمدہا ز دمش
گور خانہ قبہ ہا و گنبدہ — نبود از اصحاب معنی آن سرہ
بنگر اکنون در نگ اطلس پوش را — ہیچ اطلس ست گیرد ہوش را
در عذاب منکر ست آن جان او — کز دم غم در دل غمان او
از برون بر ظاہرش نقش و نگار — وز درون مار و بہا ہا زار زار
چون نبات اندیشہ شکر حزن — وان یکی بینی دران خلق کہن

Marginalia and boilerplate text

یہ کہا اور الوداع کہہ چل دیا
قحط و بھوک انکی ہوئی یہ پیروا

راہ میں دیکھا انھوں نے ناگہاں
پیل بچہ ہوگیا تو پیدا وہاں

بھیڑیا ہے شکل لڑنے آئیہ تو
خوب کھایا اور دھویا ہاتھ کو

ایک ہمو نے دیکھا یا پند کی
بات اُس درویش کی جو یاد تھی

بات وہ مانی کہا یوں کی ہوئی
بخت تو پایا جو کہ نہ مقبل تھی

پس وہ لیٹے اور سب سو گئے
وہ بگلا بھوکا مخالفت کے لیے

دیکھا اُسنے پیل سے اک آگیا
پہلے وہ در پے محافظ کا ہوا

سونگھا سونگھا سنکے کر نشتین بار
کوئی بو تو سکونہ آئی ناگوار

کرچھر کر چند بار سکے کیا
کچھ نہیں شے پیل ہے وسکو کہا

سونگھتا تھا تبھی وہ آن نشکا وہ
آتی ہر دفعہ تو اس پیل کو

جو کہا ب پیل نے کھانے لگے
پھاڑا دو بار اُن پیل نے

اُس گھڑی کچھ چھوڑ نا نے سکو تھا
اُس گروہ سے ایک اک کو مارتا

اور زمین پر تو تڑکے ہوئے
بھینکی اُسکو ہوا نے خشک سے

تا نہ اُسکا خون پکڑے تیر خلق
اُڑ سا ب پھر تو اُن خونخوار خلق

کیونکہ حاصل مال سوتا مار سے
مال اُنکا نکلا نہوں ہی جان سے

پیل بچہ کی تو ماں کی گریہ رکھے
پیل بچہ اُسے اُڑا کہ تا بہ تلو

پیل دشمن پھر نہ سے میر سے مغز کو
بونے رسوا کر دیا بسکار کو

اپنے کی ہے جانے پیل نے
بوہ رحمن جو یہ سے ہو باطل ہے

کیونکہ مجھ سے ہو باطل ہے
مصطفےٰ جو بو کو پلے دور سے

بو ہمارے کو بچانے کس لیے
پا تا ہے لیکن چھپا تا ہے

بو نیک و بد ہی جاتی ہے لیے
تو تو پس سو تا ہی وہ بوے حرام

آسمان پر پہنچتی ہے صبح و شام
تیرے بدنسو کیے ہمرہ جاتی ہے

چرخ کی بو گیر تک وہ آتی ہے
بوے کبر و ریو رعونت تو آ

بات کرنے مین ہی آتی جن پیاز
گر تسم کھائی کہ مین کب کھاتا ہون

مین پیاز و سیر تقوی رکھون
از پیاز و سیر تقوی می کروہ ام

ازین بگفت و خیر باد می کرد و رفت
گشت قحط اجوع شمالی سراسر رفت

ناگہان دید ند سوے جادہ
پُور فیلے فر بہی و زادہ

اندر افتادہ چون گرگان مست
پاک خورندہ و شستندہ دست

آن یکی ہمرہ نخورد و پند داد
کہ حدیث آن تفسیر ش بود یاد

آنکہا بش مانع آمد آن سخن
بخت تو بخشد ترا عقل کہن

پس بخفتند و خفتند آن ہمہ
آن گرسنہ پاسبان آن رمہ

دید پیلے سمنا کے سیر سید
اولیٰ آمد سوے حارس دوید

بوی سیکرد آن دانش ستہ بار
ہیچ بو نے زو نیامد ناگوار

چند بار سی گرد و برگشت و رفت
و ز ہ آمد نزد آن شپیل رفت

مرلب ہر خفتہ را بوسے کرد
بوی می آید و ازان خفتہ درد

کز کباب پیل زاد و غرورہ بود
بوے رآیند و بگشتش پیل زود

در زمان و یک سیکت آن گروہ
بوے رآیند و نبود ش آن شکوہ

بر ہوا افتخت ہر یک از زمین
بر بر و بحر مین بے خد شمان

اے خزد و خون خلق زرہ بگرد
تا مبیا د خون ایشانت نبرد

مال ایشان خون ایشان دان یقین
تا نکہ مال ز دیر آید بر یمین

مادران فیل بچہ کین کشد
فیل بچہ خوار و زکیفر کشد

فیل بچہ سیخورد بر آپارہ خوار
ہم بر آرد خصم فیل از تو ہزار

بوے رسوا کرد مکر اندیش را
پیل داند بوی خصم خویش را

آنکہ یا بد بوے رحمن از زمین
چون نیابد بوی باطل از یقین

مصطفےٰ چون بو بگرداند ورد
چون نیابد بوی باطل از زمین

ہم بیابد نیک بو شاند زما
بوی نیک از دہان ما بچو

تو ہمی خسپی و بوی آن حرام
سیز بر آسمان سبز فام

ہمرہ افلاس شقت می شود
تا بجو گیران گردون می رود

بوی کبر و بوی حرص و بوی آز
در سخن گفتن بیاید چون پیاز

گر خدا ی سوگند مین کی خورد ہ ام
از پیاز و سیر تقوی می کروہ ام

وہ قسم خود تیری غمازی کرے | اور دماغ ہمنشین پر کھول دے | آن قسم سوگند غمازی کند | بر دماغ ہمنشینان بر زند

بس دعا اس چور رد ہوئی مان | ہو کبھی دل کی زباں ہے بس عیان | بس دعا ہا رد شود از بوی آن | آن دل کژ می نماید از زبان

اس دعا کا اخیر آئے جواب | ہر دعا کا چاہ روہ ہے عذاب | اخیر آنجواب آن دعا | چوب رد باشد جزای ہر دغا

بات ٹیڑھی مثنے سیدھا ہو ترا | ہے کبھی لفظون کی مقبول خدا | گر ثبیت کنی خود منیت راست | آن کژی نیز لفظ مقبول خداست

مثنے ٹیڑھا لفظ سیدھا ہو ترا | وہ نہ لائق ہو ہے معنی کچھ ذرا | در ہو مثنے گر نظت نکو | آن چنان معنی نیز زود کید نکو

بیان مین خطا محبون کے کہ بہتر صواب بیگانون سے ہی | در بیان خطای محبان کہ بہتر از صواب بیگانگان ست

شہ بلال صادق مدر بانگ کے | عین کو ہی کہتا تھا بے تامل سے | آن بلال صدق در بانگ نماز | حق را ہی خواند از روی نیاز

بولے حضرت سے صحیح یہ نہیں | یہ خطاب ب ہی آغاز دین | تا بگفتند ای ہمہ نیست ست | این خطا کان نکوئی آغاز بہاست

لے نبی اللہ و محبوب خدا | اک سوذن کہ فصیح تر ہو بلا | اے نبی رای رسول کردگار | یک سوذن کو بود نفع بیار

عیب ہو ہی دل مین صلاح | لحن ہے کہا کہ حی علی الفلاح | عیب باشد دل مین صلاح | لحن خواند افتتح حی علی الفلاح

جس خطا ہو کر ہیب نے لکھا | ایک دور مز خفی کو بر ملا | خشم پیغمبر بجوشید و بگفت | بک در مزی مار عنایات نهفت

لے امینو نزد حق ہی بلال | سیکڑون میں سے بہتر ہے قال | بہتر از صد حی و یہی قیل قال

ست گفتگو تا تمہارے بھید کو | آمد ون ظاہر زوال آخر جو ہو | دانکہ یوم زاخر و آغاز تان

گزر مین پاک دم نے تو کے | جاہ و اہل صفا سے چاہ لے | گزر ای تو دم خوش در دعا

حکم کرنا حق تعالی کا وسی علیہ السلام پر کہ اُس سنہ سے | امر کردن حق تعالی ... وسی علیہ السلام کہ

مجھکو پکا کہ جس سنہ سے تو نے گنہ نہ کیا ہو | بد ہانی خوان مرا کہ بدان دہان گناہ نہ کردہ باشی

اسلیے حق نے یہ موسی سے کہا | جبکہ حاجت چاہے تو اندر دعا | وقت حاجت خواہش مرد دعا

لے کلیم اللہ مجھسے رکھ پناہ | ایسے سنہ سے نے کیا ہے گناہ | بہر ان فرمود با موسی خدا | بد ہانی کہ نہ کردی تو گناہ

بولا موسی رہ سنہ صاف مجھے | بولا بھکو چاہ سنہ سے غیر کے | کای کلیم اللہ زین سیچو پناہ | گفت مالا از دہان غیر خوان

یا تو کر ایسا کہ سنہ تیرے لیے | رات دن از بہر دعا کرتا ہے | گفت مالا از دہان غیر خوان | در شب و روز مالا آرد دعا

اب کیا سنہ غیر سے تو نے گناہ | تو دہان غیر سے کہ اے آلہ | از دہان غیر کے کری گناہ | از دہان غیر بر خوان کای آلہ

یا دہن اپنے کو اب تو پاک کر | اپنی جان کو تیز اور چالاک کر | یا دہان خویش را پاکی کن | روح خود را چابک و چالاک کن

ذکر حق ہی پاک سب پاکی ملے | بس پلیدی لے گے سان جاں سے | ذکر حق پاک ست چون پاکی رسید | زشت را ہم بہ بردن آید پلید

بھاگتی ہے خدا سے شیطان لو
نام پاک اُسکے دیکھ کر جیہان

رات بھاگے جبکہ روشن ہو ندا
نے پلیدی رہ ہوی اوٹوانی دوہان

می گریزد صد ہا از ضد ہا
چون برآید نام پاک اندر دہان

شب گریزد چون پر افروزد ضیا
نے پلیدی ہی ماند و نے آن ہان

بیان میں اُس بات کے کہ اللہ کہنا نیازمندوں کا ہمیں لبیک کہنا حق کا ہی

در بیان آنکہ اللہ گفتن نیازمندیست لبیک گفتن حق ست

گنتا اُلک تھا اللہ اللہ رات کو
میٹھا اُسکے ذکر سے نغمہ نالو ہو

بولا شیطان اُسکا دیکھ اسے سخت رو
کب تلک تو کہوے ای بیمار گو

کرکش سے تو نے یہ اللہ کہا
یرتہ لبیک ایک اللہ سے تنہا

کچھ جواب اُسکی نہ در سیمے ملے
کب تلک اللہ کہے تو آپ سے

وا اُسکے سے ہوگیا شیطان موکھا
خوب میں نے کیا تجھے بیکار گو

بولا تو کیوں نہ اُسے عاجز ہوا
کیوں شیطانی کو اُسے بیکار گو

اسلیے ہے خون کہ دوں دہ بہا
بولا لبیک کا آیا جواب

غصہ تو بولا یہ کہا حق نے سخن
غصے کہو جا کر کیوں تم سخن

کہنا اللہ وہ ترا لبیک ہے
یہ نیاز و سوز سیر اپیک ہے

دین ہی تجکو کام دیں بولا یہ ہون میں
اور کر یا شغول تجکو ذکر دین

چپا رہا دہ اور حیلے سب ترے
خنب ہے یہ تو کو شش تجھے

عشق و فتر تیار ہمارا لطف ہے
جو لبیکین دین یار میں ترے

جان جاہل کی وہ کہے دور ہے
کہنا یارب اُسکا فی ستو ہے

پرش یارب اُس کے فضل دین
تا نہ رہے ساتھ حج کے بخل دین

ملک و مال اُسکو دیا دین کو دیا
تا کیا پاس اُسنے دعوے خدا

عمر بھر اُسنے نہ دیکھا دور سے
تا نہ رہے سوئے حق رہ بد گہر

اس جہان کا سارا ملک اُسکو دیا
حق نے اُس نعمت کو نہ دیکھا کیا

اُس کے دل پر رنج کا بار گران
اپنے یاروں کو دیا اندر جہان

بہتر ین ملک جہاں سے دور ہے
تا کہ پوشیدہ خدا کو پڑھے

پڑھنا سمجھے اور اُسکو ہی پڑھے
پڑھنا بادر دا اُسکو ہی پذیرگی

زیر لب وہ کھینچنا آواز کا
یاد کرنا مبدء و آغاز کا

آن کشیدن نے زیر لب و نزار
خواندن بی ورد از افسردگی ست

آن یکی اللہ می گفتی شبی
یاد کردن مبدء و آغاز را

گفت شیطان آتشی شد در دہنت و
تا کہ شیریں گردد از ذکر ش لبے

این ہمہ اللہ گفتنی از عشق تو
چند گوئی آخر اے بیمار گو

ای دیا رب از تو بیچیں سخت
خود یکی اللہ را لبیک گو

او شکستہ دل شد و بنہاد سر
چند اللہ سیر نی اے سخت

گشت عریاں ذکر جان را ماندہ
دید خواب او خضر را او خضر

گفت لبیکم نے آید جواب
چون بشیانی ازان کش خوانده

گفت خضرش کہ خدا گفت این چنین
زان ہمی ترسم کہ باشد در باب

گر ببرہا او بگوا ے متکمن
گر ببرہا او بگوا ے متکمن

گفت آن اللہ تو لبیک ہاست
این نیاز و سوز و درد ت پیک ہاست

نے ز لاف و کار سن آورد ہ ام
نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام

عیسیٰ با او چہارہ جوئیہا ے تو
خنب بود و کسا آن پای تو

ترس عشق تو کہ نست ایمنت
زیر سر بارت تو لبیکہا ست

جان جاہل ہین عاجز نہ ذریست
او تکہ یارب گفتنش مسعود نیست

رہ جہان پر پیش قفلہا شت بند
تا نالہ باخدا و قت گزند

دادہ فرعون را صد ملک و مال
تا بکرد او دعوی عز و جلال

در ہمہ عمرش ندید او درد سر
تا نالد سوئے حق آن بد گہر

داد او را جملہ ملک این جہان
حق خدا و ش در دو رنج آن و جہان

زانکہ درد و رنج بار آن جہان
شد نصیبے ستانش در جہان

درد آمد بہتر از ملک جہان
تا بخوانی تو خدا را در جہان

خواندن بی ورد از افسردگی ست
یاد کردن مبدء و آغاز را

وہ ہذا از صافی اور خزین

اسکے رہ میں نا یہ سگ مُنہ سے

جو سگ کہف اک چشمۂ موار سے

کھاتا ہے وہ تا قیامت پیش غار

ہمی ست سگ پیوست آب کنام ہیں

جان دے اُس جاہ کے تو واسطے

صبر کرنے میں اسکے ہو حرج

ذلولی ہی صبر زخم اُس سے چھٹا

صبر کرکھانے میں ہے زہری کیا

کو دلی ہے کاہ تو ہر باد سے

ہر طرف تجکو بلاتا عدل ہے

رہ بتاتا ہوں رفیق ہو وں تا

نے دوراہ جا ہے وہ ہے پیشوا

خرم وہ ہی کہ نہیں دیگو فریب

چرب شیریں کو سمجھتا ہے سمین

کہ تو اے مہمان سرا ہے شیشی

خرد ہے وہ جو کہے بہ ضم ہوا

یا مرا سر کھلتا پھاسر کو کر

گیہ و مکہ کھو نوش و بیتا بہ نیش

ذرہ کان تھے رسا تھ رہ دیکے تھے

ہو کیو کر خود دیکو کب و پر بہل

شرع شرع اسکی عقل کیا دستری

تیری خرجی اور کیسہ بار ہے

لیک نزدیک میں آفات ہی

تو نگہ میں ہست خواہان ہیر

کاہی خدا ای ستغفار وی ہین

قید رہن کی ہر رک غب کھے

بادشا ہو دیکے وہ بیٹھا خوان پے

مثل عارت آب ہمت بیشمار

پاتے رہ وہ مزبہ وہ جام ہیں

بی جہاد و صبر نصرت کب ملے

صبر کرکا اصبر فتاح الصبر

ہاتھ پاؤں ہیں بہ تو دخرم کا

خرم کرتا ہے ہی تو زاد ایسا

بادکی کب کہ وہ بات اپنے سے

کہ بر در راہ وہ ہے آو لے

جو نہیں اس پا یک ہو ہیں شوا

بو سفا سے کہ آل نبی کہ تو نبا

چرب و شیریں کا نہیں شاک عجیب

سمجھ پڑے کہ پھوکٹ ہے بلا ہین

گھر تری خلق نو ملک ہے ہمین

یا جگر خستہ ہوں یا ریش خرہوان

یا بلا تا مجکو ماہوں کا پاسبر

لکوے وہ نیش کا تجھ نیش

شست ہیں وہ گھوشت ہا ہی کے

جبر بو سیدہ ہی ہی تین پر دغل

عقل صد پا کو نہ جا ہی اک فریبی

تو ہر یا ہیں ہو ہو ڈ مست جزو ایسے کے

لیک نزدیک میں آفات ہی

تو نگہ میں ہست خواہان ہیر

آن شدہ آواز صافی و خزین

نالہ سگ رہ ہیچ جذب نیست

چون سگ کہفی کہ ارہوا ست

تا قیامت بیجو بد او پیش غار

عار فانہ تو حرست بے قرار

اہی بسا سگ پیست کو دانہ ست

جان بدہ از بہر این جام نیست

صبر کردن بہر این خود حرج

ہین کہ بے صبر حرق کن ست

خرد کن خود کا ہی ہین گیا

کاہ باشد کو بہ باد ہی ہوا

ہر طرف غولی ہمی خواند ترا

نہ اید مہرست با شہر نیست

نی خدا نرست نی زاد داد

خرد آن باشد نہ فہر ہیب آر

کہ نہ جبلی دارد و نہ نوش

کہ بیا مہان مائی روشنی

خرد آن باشد کہ گوئی نخورم

یا مرا خواند است آن خالو پسر

کہ بکا ید در تو نیش ریشما

ما ہیا و گوشت سیست ہ

جز بو سیدہ است گفتار و غل

صد ہزار ان عقل ایک شمر

گر تو را عینی مجو جز و یہ ات

وین ہر و نہا ہمہ آفات ست

تو نگہ ہی ست خواہان سن اند

کاہی خدا ای ستغفار وی ہین

تراکہ در راغب سپہر بری ست

بر سر خوان شہ منشان نوشست

عار فانہ تو حرست بے قرار

ایک مدیر وہ وہ آن جام نیست

بے جہاد و صبر کی باشد لطف

صبر کن کا صبر مفتاح الفرج

خرد نہ خود صبر باشد پادوست

خرد کردن ہر دو نوا دایا ست

کوہ کی مہ باد او زنے خوار

کاہی بر باد سر راہ خواہی ہین ہیا

ہمین خواہ زہر مہ رین راہ و تحقیق

بو سفا کہ و ہ خواہان گرگ خو

چرب نوش و نہا ہی این سما

سمہ خواند می و مہ و گوشت ا

صاحبہ آن ست او آن ست

یا مفید و دشت این و خوار

یا مرا خواند است آن خالو پسر

کہ بکا ید در تو نیش ریشما

ما ہیا و گوشت سیست ہ

جز بو سیدہ است گفتار و غل

صد ہزار ان عقل ایک شمر

گر تو را عینی مجو جز و یہ ات

وین ہر و نہا ہمہ آفات ست

تو نگہ ہی ست خواہان سن اند

اُنکی دعوت کو صفیر مرغ جان	گھات مین صیاد کر اہی نہان	دعوت ایشان صفیر مرغ دان	کہ کند صیاد در کمین نہان
مرغ مردہ آگے رکھتا ہی عیان	کہ یہ بس کرتا ہی فریاد و فغان	مرغ مردہ پیش بنہادہ کہ این	سیکند آواز و فریاد و انین
مرغ جانے اُدمری ہی جنس دد	جمع ہوتے ہین اُنکے چہارطرف پوست کو	مرغ پندارد کہ جنس دست او	جمع آید بر درو شان پوست او
حزم خالق نے دیا جس مرغ کو	قیدہ دہ دھوکے کر دانہ کا نمو	جز کہ مرغے کہ خزسنہ زاد حق	تا نگردد ہیچ از ان دانہ لمق
ہی یہ حزمی پشیمانی یقین	حزم کو ست چھوڑ محکم کر تو دین	ہست ہی حزمی پشیمانی یقین	حزم را گمذار و محکم کن تو دین
کہ ہی بے حزمی شقاوت کا ثمر	دین جا دے اور ہو ے درد سر	زانکہ بے حزمی شقاوت مبدہ	دین مرو دار و ست دور از شر مبد
سُن یہ قصہ اور شرح اُسکی کو تو	تا کہ حازم ہو تو حفظ دین کو	بشنو این افسانہ را و شرح این	تا شوی حازم پے حفظ دین

وفیقیت کرنا دہقانی کا شہری کی اور دعوت کرنا اُسکی خوشنودی الحاح سے

ایک بار اُنکے یار مہمان مین تھا	ایک دہقانی کا شہری آشنا	اے برادر بود اندر ما مضا	شہریے بار و ستائی آشنا
شہر کو دہقانی آنا چاہو کہ تھا	گھر پے وہ شہری کے آکر ٹھہرتا	روستائی چون سوے شہر آمدے	خرکہ اندر بہ بود آن شہری دے
اُسکا مہمان رہتا دو تین ماہ	کھاتا اور دکان پہ رہتا گاہ گاہ	دو سہ ماہ مہمانش بُدے	برد کان او بر خوانش بنشے
ہوئی جو جانے کی سو اُس شہری کی	مرد شہری بولی کہ تو کیا سمجھی	ہر خواجہ را کہ بود وش آن زمان	رست کردی مر وشہری را یگان
شہر کو آیا تو کہتا خواجہ تو	کسلیے آیا نہین ہی گانون کو	رو بشہرے کرد و گفت ای خواجہ	ہیچ می نالی سودہ فریہ بود
الحمد للہ بال بچے لایا تو یار	ان دنون کا کلش ہے اور فصل بہار	الحمد للہ جملہ فرزندان بہار	کاین زمان کا کلش ست و نو بہار
یا تولا گرمی مین ہو وقت ثمر	تا تری خدمت مین بادھے نہ کمر	یا بتابستان بیاوقت ثمر	تا بہ بندم خدمتت آمن کمر
لا تو فرزندون کو اور تحفہ مرکو	گانون مین دو چار مہینے کر رہو	فرزندان تو ست را یار	در دو ہا باش خوش با ہی یہ چار
خوش ہمارا نہ رہو خط گانون کا	گشت سبزہ اور لالہ زار و نضا	در بہاران خطہ رہ خوش بود	گشت زار و لالہ و دلکش بود
ٹلنے کو وعدہ خواجے نے کیا	تا کہ گذرے آٹھ سال اُسکو بھلا	وعدہ دادی خواجہ ایراد فعال	تا در آمد بعد وعدہ ہشت سال
وہ ہر اک سال ایسے کہتا تعلل کب	تم چلو گے، ماہ پھاگن یا اب	او ہر سالے ہی گفتے کہ کے	عزم خواہی کرد آمادہ دے
وہ بہانہ کرتا کہ اس سال تین	ایسے یاران مہمان کہین سے آتے ہین	او بہانہ ساختے کا سالہا مان	از ظان خط بیامد میہمان
پار سال آؤنگا گر فرصت ملی	اپنے کا مون سے مجھے سر بھی اٹھی	سال دیگر گر تو ا تم وا رہید	از رحمات آن طرف خواہم دید
برسات سے منتظر ہین سب عیال	تیرے فرزندون کے بھی فرضہ ہے	گفت ہستند آن عیالم منتظر	بہر فرزندان تو اے اہل پہ
شل لکلک آتا وہ ہر سال تھا	اور شہری کے مکان پر ٹھہرتا	باز ہر سالے جو لکلک آمدے	تا مقیم تبہ شہری شدے
خواجہ ہر سال اپنے زر و مال کو	خرچ اُسپہ کرتا بس خوشحال ہو	خواجہ ہر سالے ز زر و مال خویش	خرچ او کردے کہ شود بہ مال خویش

تین بہ آخر فعل بس دور ہا
کھانا کھایا اُسکے بیان میں

پھر خواجہ اُست سے کہا اُٹھو اے مرد کو
سوال نواجہ حمال

پیر بہ اوسکے شنیدار ہی مہربان
آدمی کشتی سیر اور بادبان

بھیجے تا کب بلکو وہ بادبان
پھر اُسے تحسین بہت دین کر یہ

لا تو فرزندون کو دیکھے اب نہیں
یا تھہ پکڑ اتین یا ہی جہد کو

اللہ اللہ آؤ دکھلا ہمد کو
وعدہ شیرین نوش کرتا رہا

ماہ و برو سایہ رکھے یہ سفر
کام مین اُسکے اُٹھائے رنجہا

بس بھلا کرتا ہو تو مہمان ہو
کر خوشامد کہ لاؤ کھانون کو

اتق من شر من احسنت الیہ
بدیہ و دشت ہی کہ فاسد ہو کبھی

جیسے چھاگن کھیت دشمن کی ہو
آیے ہو رفیق و آمد بیشمار

تا کہ تو بھاگے مدد سے میدان
ہر قدم کو دام جالی ہی بچھول

ہر قدم پر دام ہے نادان نہ جا
جگہ نہ وڑے دام مین جا کر پھنسے

دکھتا صحرا تھا نہ دکھتی تھی زمین
بے زمین و دام صیاد دان کب

کھیت مین تھا ہو نہ بے سبب
اُنکی ہڈی کھوپڑی کو دیکھ کو

ہڈیون سے اُنکی پوچھ اب ماجرا
کس طرح ڈوبے مرین اندر جا غرد

گر نہین یہ آنکھ حاصل کر عصا
آخرین کرت تہ ماہ آن سپاہیان

از خجالت با نگفت و بود جا
گفت خواجہ جسم و جانہا مست تو

آدمی چون کشتی ہست او بادبان
تا کے آرد باد را آن بادران

باز سوگندان بداد شکا کرم
گیر فرزندان بیا بنگر نعیم

دست او بگرفت سکر بہ جہد
کاللہ اللہ رو بیا بنا جہد

بعد دو سالے بہر سالے نہین
لا بہا و وعدہا ے شکر ین

گرید کان خواجہ گفتت ای پدر
ماہ و برو سایہ رکھے یہ سفر

حقہا بردی توبت کردہ
کام مین اُسکے اُٹھائے رنجہا

او ہمی خواہد کہ بعضے حق آن
بس وصیت کرد ما را او مہان

گفت حق ست این ولی اے سیر
اتق من شر من احسنت الیہ

دوستی تخم دوم آخر بود
بدیہ و دشت ہی کہ فاسد ہو کبھی

صحبتے باشد چو شمشیر قطوع
جیسے چھاگن کھیت دشمن کی ہو

صحبتے باشد چو فصل نوبہار
صحبت اک ہی مثل فاصل تیغ کے

ترجمہ آن باشد کہ ظن بد بری
صحبت اک ہی مثل فاصل نوبہار

ہر قدم کو دام جالی ہی بچھول
ترجمہ سوراظن ہی وہ ہے کہ بری

ہر قدم پر دام ہے نادان نہ جا
ترجمہ سوراظن ہی وہ ہے کہ بری

آن بزو کو ہی رود کہ دام کو
دام کان ہی وہ بزو کو ہی کے

آنکہ میگفتے کہ کو اینک ببین
دیکھ لے ابو کو کہتا تھا نہین

بے زمین و دام صیاد دان کب
بے زمین و دام صیاد دان کب

ای زمین دام صیاد ہی بیار
اس زمان پر آئے ہین گستاخ جو

آنکہ گستاخ آمد اندر زمین
جا گے گور ستان مین گر نہ مرے تو ہی

چون بگور ستان روی آیی بتعنی
تا تجھے ظاہر دکھین گور ستان گو

تا بنظارہ بینی از ستان گو
آنکہ کر ہے مثل عصا ہو کے عطا

چشم اگر داری تو کور انہ مباش
گر نہین یہ آنکہ حاصل کر عصا

خوان نہادش تا ملوک و شاہان
چند وعدہ چند بفریبی مرا

لیک ہر تحویل اندر حکم ہست
تا کے آرد باد را آن بادران

گیر فرزندان بیا بنگر نعیم
باز سوگندان بداد شکا کرم

کاللہ اللہ رو بیا بنا جہد
دست او بگرفت سکر بہ جہد

لا بہا و وعدہا ے شکر ین
بعد دو سالے بہر سالے نہین

ماہ و برو سایہ ہم وارد سفر
گریدکان خواجہ گفتت ای پدر

رنجہا در کار او بس بردہ
حقہا بردی توبت کردہ

واگذارد چون شوی تو ہمان
او ہمی خواہد کہ بعضے حق آن

کہ کشیدش سوے دا یہ کنان
بس وصیت کرد ما را او مہان

اتق من شر من احسنت الیہ
گفت حق ست این ولی اے سیر

ترسم از دشت کہ او فاسد شود
دوستی تخم دوم آخر بود

ہمچو سرو در بوستان ور زرع
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع

زہد و ما را سود دخل بیشمار
صحبتے باشد چو فصل نوبہار

اگر زمی و شوی از بد بتری
ترجمہ آن باشد کہ ظن بد بری

ہر قدم کو دام جالی ہی بچھول
ترجمہ سوراظن ہی وہ ہے کہ بری

ہر قدم پر دام ہے نادان نہ جا
ترجمہ سوراظن ہی وہ ہے کہ بری

آن بزو کو ہی رود کہ دام کو
دام کان ہی وہ بزو کو ہی کے

آنکہ میگفتے کہ کو اینک ببین
دیکھ لے ابو کو کہتا تھا نہین

بے زمین و دام صیاد دان کب
بے زمین و دام صیاد دان کب

ای زمین دام صیاد ہی بیار
اس زمان پر آئے ہین گستاخ جو

آنکہ گستاخ آمد اندر زمین
جا گے گور ستان مین گر نہ مرے تو ہی

چون بگور ستان روی آیی بتعنی
تا تجھے ظاہر دکھین گور ستان گو

تا بنظارہ بینی از ستان گو
آنکہ کر ہے مثل عصا ہو کے عطا

چشم اگر داری تو کور انہ مباش
گر نہین یہ آنکہ حاصل کر عصا

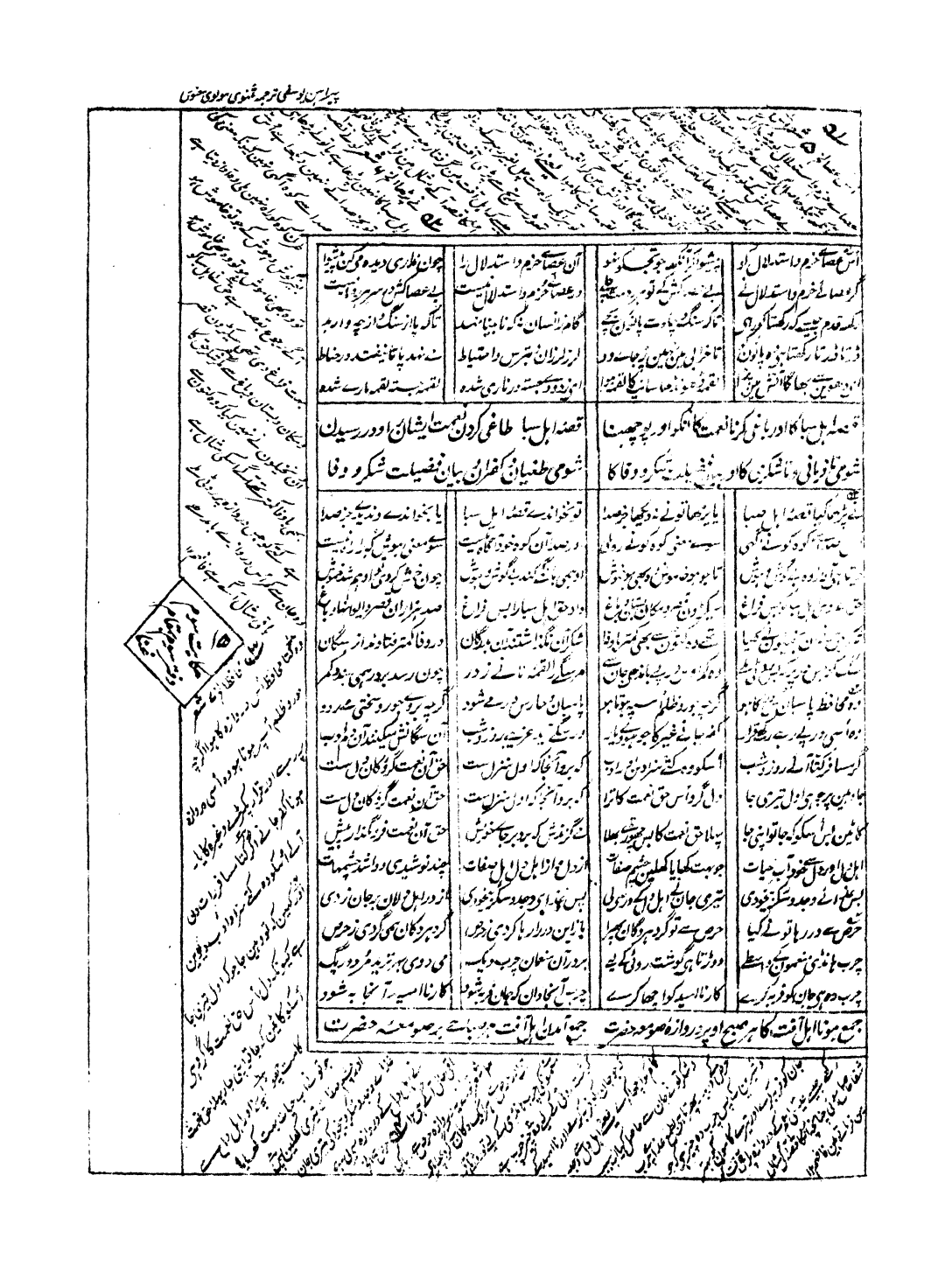

عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے چاہنے شفا دعا اونکی کے

صوبہ عیسیٰ ہی یہاں اکا خوان
چھوڑیت ای مبتلا اس در کو ہاں

جمع ہوتی تھی ہر کہ نبا سی خلق
لنگڑے لولے اور مریض و اہل درق

صوبہ عیسیٰ کے در پہ صبد م
تا گنا ہوں سے چھڑ ائیں وہ دم م

سبکو فارغ جبکہ وہ اور اوسے
آتے بس یا ہر وہ وقت جا سکے

جوق جوق بستلا کو دیکھتے
منتظر در پر اُنھیں بیٹھے ہوئے

ہوئیں وا اُن حاجتیں مقصود سب
کہتے اے اصحاب آفت حق جواب

جانو تم سب یہاں سے پر رنج و غنا
جانب غفار و اکرام خدا

کہ تو کھولے اُنکے پانوں کی بندھا
جملہ مشکل اونٹ بستہ پانوں کے

جو دعا سے اُنکی وہ چلنے لگے
سوئے خانہ خوش و شاد اں پیدلے

سب وہ بے درد و الم بے رنج و غم
تندرست و شاد اں و محترم

اپنے اپنے گھر کی جانب وہ گئے
بس وہ پاک اُس نبی اللہ سے

آزمایا اپنی سب آفات کو
پائی صحبت تو نے اُن یار ان سے جو

اسقدر جان تیری بے غم ہو گئی
اسقدر سستی تیری جاتی رہی

تا نہ گم جائے تو اپنے آپ سے
اے تو غافل باندھ رشتہ پانوں پہ لے

نے کیا بس یاد کھائے شہد کو
تیری نا شکری فراموشی نے جو

اسلیے تجھپر وہ رشتہ ہو بلی
تجھ سے اہل دل کی جان تنہا ئی

جلد اُنکو پاؤ استغفار کر
ابر کے مانند گریہ زار کر

تیری جانب باغ اُگاتا کھلے
اور سیوہ پختہ تیرے پر پھلے

گنگ سے کہہ گو در گاہ پر
خواجتاش گر کہہ سگ کا ہی مگر

جبکہ کتا ناصبح کتے کا ہوا
کہ تو ائل اگلے گھر کا رہ سدا

اگلے در سے جبکہ کھائیں ٹھوکریں
چھوڑ صحبت اور حق گذاری کر عیاں

کاٹیں اُسکو اور بے جانے وہ
اگلی جا پر فائدہ تا پائے وہ

کاٹیں اُسکو کہ اسے گمراہ نما
جاوں نعمت سے تو باغی ہو نمو

مثل حلقہ در پر اُس کے رہو
اُسکی ہشیاری نگہبانی کرو

عیسیٰ علیہ السلام جہت طلب شفا بہ دعاے او

صوبہ عیسیٰ ست خوان اہل دل
جمع گشتندی ز ہر اطراف خلق

روز آں صوبہ عیسیٰ صباح
تا بعد ایشان رہا نداز فلاح

اوچو فارغ گشتے از اورا خویش
چاشت گہ پیرون شدند از رخ کہ پیش

جوق جوق مبتلا دیدے نزار
شستہ بر در با امید انتظار

گفتے اے اصحاب آفت از خدا
حاجت و مقصود جملہ شد روا

ہین روان گردید بے رنج و غنا
سوے غفار و اکرام خدا

جملگان چوں اشتران بستہ پاے
گر گشائی زانو ایشان برائے

خوش و دل شاد انہ سوے خان
اندر آمدے شہد ے پاے دوان

جملہ بے درد و الم بے رنج و غم
تندرست و شاد مان و محترم

سوے خانہ خویش گشتندے روان
از دم عیسیٰ آن صاحبقران

آزمودی تو بصے آفات خویش
یافتی صحبت از ایں یاراں کیش

چندگاں سنگی تو رہوار شد
چند جانب بے غم و آزار شد

کہ سفال شیشہ بر پاے بند
تا زخود ہم گم کنا دی ہا ی و ہو ند

تا سپاسی و فا سوشی تو
پا دنا و رد آں مسل نوشی تو

چوں اہل دل از تو خستہ شد
ہمچو ابر بے گریہ ہاے زار کن

سیوہ ہاے پختہ بر خود وا کند
تا گلستان شان سیو تو بشگفند

ہم بران در گرد و از سگ کم ہاش
چون سگان ہم بر سگان ملمع

از دل اول کہ خوردی ستخوان
سخت گیرد حق گذاری را رحمان

می گزندش کاد ب آنجا رود
در مقام اولین مفلع شود

میگزندش کاسی گل طاغی بود
باد لی نعمت باغی مشو

بر ہمان در ہمچو حلقہ بستہ باش
پاسبان و چابک و بر جستہ باش

ست ہماری اب وفا کو توڑ تو
بیوفائی کو نے بادل چھوڑ تو

جب کہ کتوں کو وفا آئے شما
جان کر بیناموس کتوں کو نہ مار

بیوفائی ہے جو کتوں کو تھی عار
بیوفائی تو نے یوں کی اختیار

حق تعالیٰ نے کیا فخر وفا
بلا استثنا وفی بعہدہ خبر نما

بیوفائی ہے وفا یار و حق
نے مخلوق حق پہ کھلے کس سبق

نور ہو بالنور اور بانار نار
جائے گل کے گل ہو جائے نار خار

مالک حق ہی بعد سکے حق نے جو
تجھ سے بہتر سے کر دیا تا وان ہو

تیری صورت باندھی سکے جو مہین
حل میں ٹکو دے تا رہے مہین

اسکو خود متصل سا تو کیا
متصل کو کر دیا اسنے جدا

حق نے صد ہا صنعت بدیع کی
تب محبت ہائے پس تجھ پر کی

پس خدا کا مال سے حق پہلے ہوا
چونکہ او حق کی کو چاہے بڑھا

اسنے ان اور شیر کو پیدا کیا
باپ کے ساتھ اسکا بھر فرزند کیا

یا کہ تھی یہ ترا احسان ہی
جانا بے جانا ترا سب ان ہے

تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر
کیونکہ حق میرا خود کہتہ تر

یاد کردہ لطف جو تجھ پر کیے
نوح کی کشتی میں کھا اس سے

باب دوداد کو ترے طوفان سے
اور نہ وجس سے رکھا محفوظ ہی

آب تش خونی کہ کی تھی ان میں
موج لیجاتی تھی کہ کو کر یقین

حفظ کی میں نے ڈبایا تھیں
بس وجود جد جد جد میں

کیسی تھوکر یار دل ہو تو سہا
کار کر کو کیسوں کر دل اپنی بنا

بیوفا یاں پر خدا ہوتا ہی
بدگمانی سے اُدھر جاتا ہی

بیوفائی سخوں مزار در بھول ہے
بھیجے آئے گمان بد تو رکھے

یہ گمان بد وہاں بھی کار تو
مثل خود ٹیڑھی کرے دنیا تو

یار دہمراہ اپنے تو نے دو کیے
تجھ سے گر پوچھوں کہ تو وہ کیے

یار تیک ب تیر سے گردوں پر گئے
یار بد ماند در زمین بس ہے

تو تو ویسا ہی رہا پر اس میں
اگر ہیجاتی ہے جن بے کار دل

بیوفائی رکھن ہو بودہ فال
صورت نقص و فا مہ مثال

وسوسان رنگ بدنامی سیاہ
مرسگان را پون فا آمد شعار

بیوفائی ہے دلا دامی نہو
بیوفائی چون سگان آلا بود

کلفت صبر و وفی بعہدہ خیر نما
حق تعالیٰ فوز در وفا بود

برحقوق حق نہ دار و کس سبق
بیوفائی دان وفا بار حق

جا بجا گل کاشی جائے خار خار
نور را ہم نور شو بانار نار

کردد از جنین توغم بیم
حق مار بعد از ان شد کان کریم

تا کہ در رحمت ورآرام خو
صورتی کردت در دل جا و

متصل را کرد تدبیر حبل
ہمچو جزو متصل دید و ترا

تا کہ در بر تو مہر اندر خت ست
حق ہزاران صنعت و فن ساخت ست

ہر کہ آن حق را نداند فرد
پس حق حق سابق از دار بود

باید کردش قربان آن خود گلیم
آنکہ مادر آفرید و فرع و شیر

ہمچنانکہ دانم و انکہ نے ترا
ای خداوندا سی تدبیر حسان تو

ز انکہ حق من نیگرد دکمن
تو بفضل خود سی کہ حق را یار کن

باشد از حفظ در شتی رفق
یا دکن لطفے کہ کردم من صبح

دادہ زلطفاں از موجبش امان
اصل واجد او شما آن زمان

سوی او مراج کہ رای رہبود
آب و آتش خود زمین بگرفتہ بود

در وجود جد جد جد تان
حفظ کردم من کہ در مرتان

کار گاہ خویش چون خالی کنم
چون تش سے سرشت پاپت چون تم

از گمان بد پد انو سیر وی
چون خدائے بیوفایاں میشوی

سوی من آئی گمان بد تری
من رسود بیوفا یہا بری

میشوی در پیش چون خود در تو
این گمان بد بد انجا کہ تو

گر ترا گویم کہ گوئی کان رفت
بس گر نتی یار در ہمراہ ان رفت

یار نسقت ماند در تعزیر زمین
یار نیکت رفت بر چرخ برین

بے مدد چون تشے از کاروان
تو بجا ندی در سیاہ ہمچنان

واسی ایسے کا پکڑ تو اسی دلیر	کہ نہ بکھتا ہو وہ بالا زیر	دامن او گیرا سے یا دلیر	کہ نہ تنہ وہ باشد از بالا زیر
مثل بھیتی کے نجائے چیخ پے	نے زمین میں مثل قمار اکے گھسے	فی چو بیتی سوی کردون شود	فی چو قمار اون نہ زمین اندر رود
ہو مکان او لامکان میں سیر کا	حق تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے	باتو باشد دیدکان او مکان	چون بمانی از سما آواز دکان
رہ کند دور سے تجھے کر دے صفا	اور ترا دلدار کرد و تماشا صفا	اور بر دلدار آرد و تماشا صفا	مرحبا بادے ترا آگیہ دو دنیا
ہو وفا تو لائے دو سو گو شمال	تا نہ نقصان سے بچے تن فرشتہ گو ثواب	چون وفا آید فرشتہ گو ثواب	تا نہ نقصان او دمی سو کے کمال
ہو نظر تربیت میں لطیفہ پیدا ہو سے	قبض تجھ پر کے بیع قرب سے	اون وفا و بیع تجھ کو بخش دل	برتر قبض سے پیدا ز بیع و قبض
و داد و ب کا ہی پیدا ہے سے	کوئی دیدہ سے ترے عہد سے	اون ادب آوین ہو دیدہ کون	بیع قبض سے پیدا ان عہد کون
پہلے اسے قبض کا ذکر پھیر ہو	اب کہ ہو دیگیر و پھر ہا انگیز ہو	پیش از ان کا ذکر قبض تجھیر ہو	تا نگہ دیگیر ت پاگیہ ہی شود
بیع معقولی ترا محسوس ہو	تا نہ تو شے جانے قوس سے کو	بیع معقولات شود محسوس قبض	تا نگہ پیری ہاں اشارت را شنا
پس کہا ہوں تجھ سے ہوا وگاہ قبض	وقت گذرا تو ہو از تجھ قبض	دیدہ صاحب قبض دیگیر شد	قبض بعد از اہل بکیر شد
لفظ سن اعوض بنا عوض کرنا	عائشہ خنکا کو تخشیر یعنی	عائشہ خنکا کو تخشیر یعنی	عائشہ خنکا کو تخشیر یعنی
جیسے جلیتا کسی کا مال ہے	قبض دل میں ان کے شے لگے	قبض دل ان کے شے لگے	قبض دل ان کے شے لگے
وہ یہ کہتا ہی یہ کیسا قبض ہے	کہ ویا وہ خلاد و سکا قبض ہے	کہ ویا وہ خلاد و سکا قبض ہے	کہ ویا وہ خلاد و سکا قبض ہے
کم کیے جو اتفاقات قبض لے	باد اسا ان سکی پھوک دے	یون میں قبض ان کی اتفاقی کرے	باد سر زد تشش زد دم کند
قبض دل کا قبض یہ قیمد زمو	ہو سے محسوس یعنی فاش تو	قبض دل ان قبض جہاں شیع لا جرم	گشت محسوس آن معانی زد علم
قبض زندان ہو گیا او چار بیع	قبض جز ہے اہل شاہ بیع	قبض دل ان قبض جہاں شیع	قبض زندان ہو گیا او چار بیع
جز تھی پوشیدہ ہوئی ہیں سکا	قبض بسط دل کو اک جز کر شمار	قبض بسط دل کو اک جز کر شمار	جز تھی پوشیدہ ہوئی ہیں سکا
جز کہ اک سکی جز ہی ہے تو کو ہوئے	تا نہ بد کا ملتا چمن میں اک گے	قبض بسط دل کو اک جز کر شمار	جز کہ اک سکی جز ہی ہے تو کو ہوئے
قبض دیکھا کر علاج اس قبض کا	کیونکہ سب اضداد کین ترے بھلا	تا نہ رو دیدی چارہ ان قبض کرن	قبض دیکھا کر علاج اس قبض کا
بسط دیکھا بسط کو وے آپ تو	سیوہ جوانے تو ے اصحاب کو	بسط دیدی بسط خود را نے	بسط دیکھا بسط کو وے آپ تو
اب تو پھر اور قصہ اہل سبا	پھر کہ تو اپنے کرم میں مرحبا	باز گرد قصہ اہل سبا	باز گو تا باز گویم مرحبا

باقی قصہ اہل سبا کا

باقی قصہ اہل سبا

خاص لوگوں سے بھی تھا اہل سبا	اگر کہ بس کفران نعمت کام تھا	آن سبا از اہل صبا بود نہ ضم	کار شان کفران نعمت با کرم
وہ سبب کفران نعمت در مثل	اگر کرے محسن سے اپنے تو بدل	با شدش کفران نعمت در مثل	اگر کنی با محسن خود تو بدل

کر نہیں یہ نیکی بلکہ چاہیے
لطف کر یہ نیکی ہم سے دور کر

بس سما بر لے کر با ثمانہ بینما
ہر نہیں چشمے ہیں یہ قصر ایاغ

شہد ہیں نزدیک ایسے ہیں نہیں ہیں مے

یطغی الانسان نے انصیب اشتا
قولا یرضی بحال ابدا

قتل الانسان ما اکفرہ
اسلیے ہے نفس ناپاک شتی

خاصیت زیادہ ہے تکبر میں کمی آئے ہے

ناصحان کر تے نصیحت تکبھی
قصہ کرتے ناصح ہی خون کا

جب قضا آئے ہے تنگ کرے جہان
بولے اذا جاء القضا ضاق الفضا

آنکھ موتی بند ہو وقت قضا
گرد اڑاتی کرنے اسوار کے

جا سوے اسوار نے سونے غبار
بولا حق کہ اسکو کھایا کرنے

گرگ کی دو گرگ تھا جانتا
بکریان بولے گزند گرگ کی

مغز حیوانات بولے شیر کو
شیر دشمن کی جو پاوے بو تو پھر

نے پھرے وہ لوگ گو گرگ سے

ایست ہمچو بندہ و تو گیسوان تنگ
چشم نے چشمے ہیں یہ قصر ایاغ

شہد ہیں نزدیک ایسے ہیں نہیں ہیں مے

فاذا جاء الشتا انکر ذا
لا یضیق الا یعیش رغدا

کلما نال المدی انکرہ
اقتلوا النفس کہ بولے ہیں

ہاتھ دامن تو جو نیک کے
گر مصیبت ہم کو پہنچے دنیا

منع کرتے فسق سے او کفر سے
تخم فسق و کفر بولے تھے سدا

ہو قضا سے حلوا لبن بخ دہان
تحجب الابصار اذ جاء القضا

آنکھ دیکھے آنکھ سر تا آنکھ کا
گرد بین تو رہ گیا اسوار کے

در نہ مارے تجکو وہ مگر سوار
کیوں شتر رویا کرد دیکھی گرگ سے

با وجود عقل کیوں ایسا کیا
جانتی ہیں بھاگتی ہیں بھاگتی

جانتا ہے پر نہ جانا چھوڑ ہی دے تو
با مناجات خدا سجدہ ہیں کر

کرد کے بعد اسکی محنت سخت ہے

گر نہ باید مر ا این نیکوے
لطف کن این نیکوی را رد مکن

بس سما گفتند با حد بینما
ما نمی خواہیم این ایوان و باغ

شہر ما از نزدیک ہمدیگر بدست
وہ بیابان خوش جہان شاہ و دود

فاذا جاء الشتا انکر ذا
لا یضیق الا یعیش رغدا

قولا یرضی بحال ابدا
قتل الانسان ما اکفرہ

کلما نال المدی انکرہ
اقتلوا النفس کہ گفت آن نبی

دست از دریا بکار زن
دست اندر یا بکار زن

گر بہ پیش مار ما بہ از صبا
از فسوق و کفر ان نوعی شدند

تخم فسق و کافری میکاشتند
از قضا حلوا شود تنگ بر جہان

تحجب الابصار اذ جاء القضا
آنکہ او چو القضا ضاق القضا

چشم بستہ میشد و وقت قضا
گرد ران فارس چو انگیزد بگرد

سوی فارس مر ترا سوی غبار
گفت حق آن آگہی کز چشم کش نخورد

او نمی دانست گرد گرگ را
گوسفندان کہ ز گرگ بگزند

مغز حیوانات بولے شیر را
بوی شیر خصم دیدی باز گرد

دانہ گشتندان گروہ از گرد گرگ
گرد محنت بعد گرگ آمد ستر گ

سن بر گو تر بن چہ دید ستوی
سن نخواہم چشم و دم کو کردن

شینما ناخیہ لنا خذ تینا
فی زمان غرب فی اسن و فراغ

آن بیابان آتش کا خانہ دست

بکر تیرین کو پچھاڑا زور مشتم کے
کہ بچھا گرین عشق کے پرہلے سے

برد یدآن گوہ فضلہ ان بخشم

نے وہ تیرین چاہ پچھ پڑا نے
خاک غموں کی آنکھ میں پڑ اوے کے

پنہ چھ پاوے شان بخواند نامہ مند

آ تیجا چہ آہ ہمہ تیں تجھے نیک
کیوں تجھ ان تاج ہمہ تیں ہنر ایک

اگہ برد ناخود تو چہ پان تریم

تم تیں طمع گر ملک یار نے
نانگی ہیزم تیں ملک مارنے

طمعہ گر گیم وان یار نے

جو بیمت جاہلی کی سر تیں تھی
بانگ شوق نے سینہ دل گری تھی

ہیتے بہ جال ست دباغ

کھود تے مظلوم کی خلط تھے جام
خود گیب دہ چاہ تیں تے تھے تا

بہر مظلوماں ہمی کند بہ چاہ

یوسفوں کی پوستیں تھے پھاڑتے
جوگ کر تے تھے وہ پاتے آپ تھے

پوستیں یوسفان بدگماشند

گوں وہ یوسف داچ حق ہو ترا
مثل قیمت ان تو چہ ہیں تا

کہ بہ آن یوسف دل چی ہوی تو

اک تو ہے تو نے باد صبا بہ نہال
بال پر تو رت کیا اسکو ذلیل

جبر کیلے بر استخوں بستہ

اُسکو گو سالہ بھناوے تا ہے تو
اور پرا کہ پرا سے لاتا ہے تو

پیش او گو سالہ بریان آوری

کہ ہمارا ہی یہ خدا ہے کھاتا ہے
جز لقائے حق نہ اُسکا قوت ہے

کہ خورا قیست ار اوت دلوت

اس خدا پر ہے رنج سے وہ مبتلا
کرتا ہے اللہ سے تیرا گلا

زیں شکنج و امتحان آں مبتلا

نے فراق اسکا ہے اس گرگ سے
دو کہ کر غصہ تیرا وقت ہے

گاہی خدا لقان زیں گرگیں

داد و بیخ دو ہے تو ان تیری ہو شاد
جز خدا سے داد کر دے کون داد

گو بیش مکن قوت آد صبر کن

وہ کہ اے کہ صبر میرا بس گیا
اے فراق رو میں تیرے رہنما

داد تو وا خوا ہمار ہر جعفر

احمد جا ہر ان ہیودان سے مرا
صالح قیدی آشنو دین سے مرا

او ہمی گو ید کہ صبر م شد فنا

اے سعادت بخش جان انبیا
یا تو مار اور یا بلا اور یا تو آ

صبر م را ماندہ در دست ہیود

نے فراق اب تیرا کا فر لا سکے
ہر کوئی یا الیتنی کہت تراب

صالحم فتادہ در حبس نمود

کافروں میں سے کہیں قت خدا
بے ترسے کیا ہو جیتری ملک ہے

ای سعادت بخش جان انبیا

حال اسکا یہ کہ وہ ہم غیر سے
صبر بہتر ہے کہ صبر اب تم کرو

یا فراقت کافران انات ست

یہ کہا حق نے کہ سچ ہے پر سنو
وقت آنے کا ہی بار تم سنو

گا فران گیم بندہ در وقت عذاب

صبح نزدیک آئی ہی ہم جب ہو
میں کروں کوشش کہ کوشش کو تو

حال دین ست سکو خوان سوات

اب بلا آتی ہی تم جب ہو
تیر مارو گے سے مری دار و ہلی

حق ہمی گوید کہ آری ای ثرہ

ست زبان کو تو ہلا اور گوش ہو
ہین تحمل کن بر و خاموش شو

صبح نزدیک ست تلخاس و مہ مزن

ہین تحمل کر دجا خاموش ہو

ملک بلاشان سپید تو کم خروش

من ہمی کوشم پے تو تو کوشش کو

کوشش من بہ کہ کوشاسای تو

دار وی تلخم از حلوائے تو

ہین تحمل کن بر و خاموش شو

کمتر ک جنبان زبان بد گوش شو

گر چو پان خود بستد بہ چشم

خاک غم در چشم چوپان ریز زود

چون تیغ کر دیم ہر یک سر بریم

ہیزم ناریم و آن یار نے

بانگ شومی بر د من آن شاگرد نے

در چہ افتاد و مد می گفتند آہ

انچہ میکر د ند یک یک یافتند

چون ہیر سد بہ تا مد کو ئی تو

بر د باشد بالصد جان شتے

کہ کشی او را بکمدان آوری

فیست او را جز تقاضا ند قوت

سیکند از تو شکایت با خدا

گو بیش مکن قوت آد صبر کن

داد تو وا خوا ہمار ہر جعفر

در فراق رو بے تو یار تبا

یا بکش یا باز خوانم یا بیا

این فراق اند خور اصما فیست

ہر یکی یا الیتنی کہت تراب

حال دین ست سکو خوان سوات

حق ہمی گوید کہ آری ای ثرہ

کاندر آمد وقت بہر و ن آمن

من ہمی کوشم پے تو تو کوشش کو

دار وی تلخم از حلوائے تو

کمتر ک جنبان زبان بد گوش شو

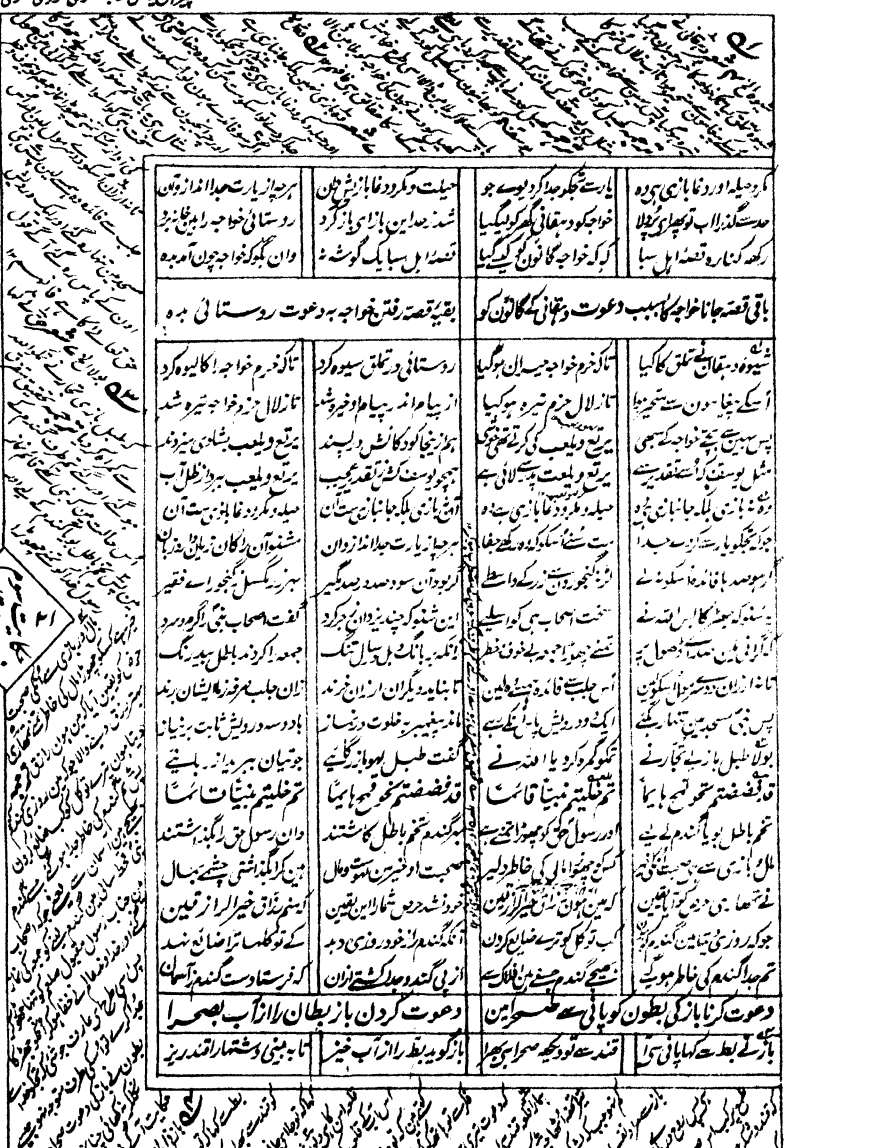

کرد حیلہ اور دغا بازی ہی وہ
یار سے جلکر جدا کر دو سے جو
حیلت و مکرود غا باز ش ہلن

حدست گذرا اب تو پھلا سے کہلا
خواجہ کو دہقانی گھر کو لیگیا
شد سعد این باز ای باز گرد

رکھہ کنارہ قصہ اہل سبا
کہ کہ خواجہ گانون کو لیگیا
قصہ اہل سبا یک گوشہ نہ

ہر چہ از یارت جدا انداز وتن
رو ستانی خواجہ را بخانہ برد
وان بگو کہ خواجہ چون آمد بہ

باقی قصہ جانا خواجہ کا بسبب دعوت دہقانی کے گانون کو — بقیہ قصہ رفتن خواجہ بہ دعوت روستائی بہ

شنیدہ دہقان سے تعلق کا کیا
تا کہ خرم خواجہ میدان ہو گیا
روستانی در تعلق سیوہ کرد
تا کہ خرم خواجہ اکالیوہ کرد

اُسکے بچہ اون سے تحیہ ہوا
تا زلال جزو خواجہ تیرہ ہو گیا
از پیام اندر پیام او خیرہ شد
تا زلال جزو خواجہ تیرہ شد

پس سہیں سے بچے خواجہ کے سبھی
یہ تیغ و یلعب کی کرتے تھی شروع
ہمراز بچگانہ کودکانش در ربند
یہ تیغ و یلعب بشادی میزدند

مثل یوسف کرنے قصد عجیب
یہ تیغ و یلعب سے لائی ہے
ہمچو یوسف کرد فن قصد عجیب
یہ تیغ و یلعب بہ از نطاب

دیو نے بانون کو بلکہ جانا بنی ہے وہ
حیلہ و مکر و دغا بازی ہے وہ
آہوئے بازی بلکہ جانان ست آن
حیلہ و مکر و دغا بنون ست آن

جو کہ بچگانہ یار سے جدا
بہت سنے اسکا کیا وہ کھیے دغا
ہر چہ از یارت جدا انداز دوان
شنوندہ آن ارکان زیان در زبان

اُسہو صد باغ فا مد اسکو نے
اُنے انجور ہے نذر کے واسطے
گر بود آن سود صد صد گنج
ہر زر گسل گنجور اے فقیر

یہ سنکہ بیٹھ کلا اس قصے
سخت اصحاب ہی کو اسلیے
این شنو کہ چند پند دادم در گرد
گفت اصحاب تی راگرد و سرد

گا گرانی مین مدد ہو صول پہ
تنے چھوڑ جمعہ بے خوف خطر
تکہ بہ بانگ بل سائل تنگ
جمعہ اگر ذمہ بالجل ہیہ نگ

خانہ از زان بسکے مرد ان سکون
اُس جلب سے فائدہ ہے بلین
آن جلب جامع مفرز لایسان رسند
ہان جلب مرغزار لایسان رسند

پس نبی مسجد مین تماز کے لئے
ایک درویش یا اُنکے سے
ماند پیغمبر خلوت در نماز
باد دسہ درویش ثابت در نیاز

بولا طبل باز بے تجارنے
تمکو گر کرد یا اللہ نے
گفت طبل لہو باز گلیے
جو تیان ہر دیار بانتے

قد فضحتم سحر تم یا ہما
تم مظلیتم مبنیا قائما
قد فضحتم سحر تم یا ہما
تم خلیتم مبنیات ما

تخم باطل جو بگندم لے لیے
اور رسول حق کو جھوٹا جانے ہے
بگزندم تخم باطل کاشتند
وان رسول حق را گذ اشتند

ملک بانی سے ہے بیت کانی نہ
کسکے جھوٹا لی کی خاطر لیہ
صحبت او خیرمن صوت و مال
بین کہ ا گذ اشتی چشمے بمال

نے تماشا جی دیتی تو یا لقین
کہ مین ہون تم سے خیر الرازقین
خود نشد حرص تما را این یقین
ایسنم نداق خیر الرازقین

جو کہ روزی تی تمامین گندم
اب تو کل کو ترے ضایع کردن
تا نگندم از خود روزی دہد
کے تو کلہا ترا ضایع نہند

تم جد اگندم کی خاطر ہو گئے
ہیجے گندم جنسے مین فلک سے
از پی گندم جدا گشتہ زان
کہ فرستادست گندم آسمان

دعوت کرنا بازکی بطون کو پانی سے طحرا مین — دعوت کردن باز بطان را از آب بصحرا

باز نے بطہ سے کہا پانی سے آ
قصد سے تو دیکھ صحرا بہتر ہے
باز گوید بط را از آب خیز
آنا بہ مینی دشتہا را لقد ریز

۲۱

بط عاقل بولی جانا فی مرے | آب قلعہ اس جہ میرے لیے | بط عاقل گو دیش گاہی جاؤ | آب مارا حصن ہن ست و سر
دیو شش بار سہ تم سی بھلو | اس قلعہ سے آب کے باہر نہو | دیو چون باز اہی بطان شتاب | ہین یہ بیرون کم رو دیز حصن آب
باز کو کہتی ہین جاؤ و پھر آؤ | اور ہمارے قلعہ سے آب اٹھا | باز زار کو بیند رو رو باز گرد | از سر او دست وارائے پاپرد
ہو برسی دعوت سے ہین جو تم | ہم نہین کھاتے تو رکھے کا فری | ما برای دعوت عوت ترا | ما نشنیم این دم تو کا فرا
قلعہ اپنا فند ہین تم اب ترا | ہم نہین کھاتے ترا تقطا اٹھا | حصن مارا قند و قند بستان ترا | من نخواہم ہدیہ ات بستان ترا
جبکہ جان ہو تو نہ کھانا تے کم | جبکہ لشکر ہی نہو رے کو علم | چونکہ جان باشد نیاید لونکم | چونکہ لشکر نیست کم نماید علم

رجوع طرف حکایت خواجہ اور دہقانی کے

خواجہ حاذم سے نذر نہیں کیا | اور بہانہ دیو ملعون سے کیا | ذو اجہ حاذم ہے نذ آورید | بس بہانہ کرد با دیو مرید
بولا اسد وکام مجکو ہے ضرر | ہین جاؤن جبکے اترے رہا | گفت اینہ وکا ما دارم مہم | گر بیا بم آن نگردد متظم
شہ نے ناگ کام فرمایا مجھے | انتظاری سے نہ سوؤ رہے | شاہ کار ما نگم نمودہ است | از انظار ہم شما و شب غنودہ است
حکم شہ کو ترک کر سکتا نہین | رو بدو شہ کے نہ ہون شرمگین | سن نیارم ترک امر شاہ کرد | من نشائم شد برشہ روی زرد
آگے آیے شہ کا سپاہی صبح و شام | آپ سے شہ کو پوچھے ہے ہر دو گام | آیہ صباں و مہر سا سر ہنگ ما | میر سد از من ہمی جویہ نشان
تو بیتا ہی ہین چلون گانون کو | اور نا خوش ہو سے سلطان ہو | تور و اری کی آیم سوے دہ | تا بیارد افگند سا سلطان گرہ
ابھی کیا شہ کا ہارہ کاروان | زندہ و در گور ا سے ہین آن نہ ہان | ہمہ از اوی روان خویش چون کند | زندہ خود را زین گرہ خون کند
اسطرح صد بار ہا تلبس کیے | حکم حق سے کا ٹ نہ پہنچے | زین حیلہ او صد ہمانہ بار ہفت | حیلہ ہا با حکم حق لنفتد بہفت
تو سے حیلے کرے ہین فلاک سے | کیا تفنشک آسمان کر سکتے ہین | گر شود ذرات عالم حیلہ جو | با تقضائے آسمان ہیچ اند ہیچ
کس طرح سے خود کو سے کر سکے | چون گریزد ہین ہی از آسمان | چون گریزد از قضا ہین شیخ و مرد | چون کند او را خدا خویش از دہان
نے حالج ہو ہین پر تلے سے | ہمتا ہیز از آسمان سے زمین | نے ضرر او نہ چارہ نے کمین
آپ پر سے آگ جو خود شید سے | آتش از خود شید میارد در برد | او بہ پیش آتش جہ دہ رو
آپ سے طعنہ خان گر کسے مارے بھی | ذرہی ملعون کند یارا ن برد | شمہ کو آپ کر سکے ہیران سبھی
صبر و کر تی تو بس اے بیچارا | کہ ہین ہوان تمہیں ہو جو تکا | شمہ با راے کند و یران برو
تو جو کی کہ جز ہین ہے کائنات | حکم حق ہو دیکھے تو فوت ہے | او شد و تسلیم او ایوب وار | کر سیہ ہر چہ ہے خواہی بیار
جو خلقنا کم سنا ہی سن تہ | خاک ہو لیس و نکا ند ر حجاب | اے کہ جز ہا ین رسیدہ سر کش | چونکہ ہین حکم پر دان در کش
ہم نے ہم کو ایک مٹی ایک نقم کو | ایکے خاکی دی بلندی ما سکو جو | چون خلقنا کم سنا ہی من تراب | خاک باشی حسب آرزو در عتاب
ہین کہ اندر خاک تخمے کاشتم | کر وغا کی و منش او اشتم

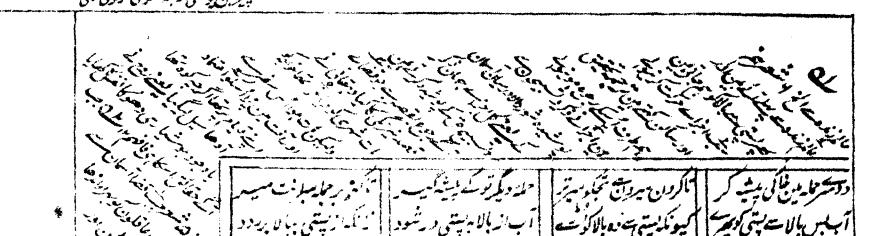

دوسرا حملہ مین ظالمون کا پسپا کرنا

تا کردن میر ان حملہ دیگر تجلد پسپا تر

آب اس بالا سے پستی کو پھرے
کیونکہ پستی سے نہ بالا کو اُٹھے

حملہ دیگر ترک پیشہ گبر

آب از بالا بہ پستی در شود
کو نہ از بالا بہ بالا بر رود

کیمون بالا سے گئے ہو خاکمین
بعد وہ خونخوار جارک مین

گوہر از بالا بزیر خاک شد
بعد ازان زیر زمین ہا پاک شد

تخم سر سبز و زمین یہ لی آئے ہے
پھر زمین سے سبزہ کو باہر لاتے ہے

دانہ سر سبز آمد در زمین
بعد ازان سرسبز آید در یقین

آسمان سے اصل نعمت تا بخاک
ہو گئی اگر قدسے جان پاک

اصل نعمتہا نگردد زان بخاک
در ترو شد قدسے جان پاک

چرخ سے ازدہ تو لغ آئے نہیں
جنس و انسان کے ہو سفندہ دلیر

از تواضع چون نگردد زشت نیز
گشت ہیزم و آدمی صید دلیر

اور اُڑا وہ شکر سیمین پر
اُڑ گیا بس صف مور و مور جاد

ہیچ صفات آدمی شد تان جماد

عالم زندہ سے پہلے آئے ہم
جملہ جانے محرک اور سکون

گر جہان زندہ زاد آمد یم
جملہ جاندار حرک و رسکون

ذکر تسبیح جن اور ذرے نہان
شورہ الا آسمان کے درمیان

ذکر تسبیحات ذرہ سنان

مات دہقانی نے شکر دریا
جو قضا نے قصد نیر نگی کیا

چون قضا آہنگ نیرنگ کرد

عزم تھا پر بات خواجکو ہوا
اُس سفر سے اور آنت مین پڑا

ناہزاران خرم خواجہ بات شد

اعتماد اُسکو تیا م اپنے پہ تھا
گرچہ کوہ تھا سیل اُدھا گیا

اعتمادش بر ثبات خویش بود

جب قضا سر چرخ سے باہر کریں
بہر اندھا جملہ عاقل کو رکے

چون قضا بیرون کند از چرخ سر

بچھلیان باہر پڑین بس مر جے
مرغ زار تا دام مین آخر پھنسے

تا بسیان افتند از دریا برون

تا پری و دیو در شیشہ مین پھنسے
بلکہ ہاروت اگر دریا مین پھنسے

اُس سوا کہ بھاگے تواند قضا
خون اُسکا آخر ہوست نہ گیا

ہر کسے کا مد قضا اندر گریخت

اُس سوا کہ بھاگے تواند قضا
کوئی حیلہ بچنے کا کر دے رہا

غیر آنکہ در گریزے در قضا

قصۂ اصحاب فیروان اور حیلہ کرنا اُنکا کہ بغیر محنت کے درویشون کو بہار باغونکی نہ دین

قصۂ اصحاب فیروان و حیلہ کردن ایشان تا بے زحمت فقیران باغہا را قطاف کنند

قصۂ اصحاب فیروان جو پڑھا
کیلیے پھر حیلہ جوئی مین پڑا

قصۂ اصحاب فیروان فوائدہ

چند بچھونے حیلہ مارے
چھینون پر زنی کہ چندہ دے نہ کر

حیلہ می کردند کہ دوشش چند

رات بھر کرتے تھے باہم فکر کر
اور سر گوشی دہ کرتے عمرو بکر

شب ہمہ وسیے بگالید ند کر

خفیہ کرتے تھے وہ باتین پر خطا
تا نہ آگہ ہووے احمد کا خدا

خفیہ می گفتند سر ہا آن بدان

ہو سکتا ہے جیسے دل اس وجود عالم سفلیہ مین محیط ہے اسی طرح ذات حق عالم کبیر مین محیط ہے بفضل او استاد حق جان جہانست و جہان جملہ بدن

مشتمل خواجہ ہوا سامان کیا | مرغ عزم اُسکا طرف وہ کی اڑا | خواجہ در کار آمد و تعمیر ساخت | مرغ عزمش سوئے وہ شتاب تاخت

روانہ ہونا خواجہ کا طرف کاتوان کے واسطے مہمانی کے | روان شدن خواجہ بسوے وہ بمہمانی

اہل فرزندان سفر اہل مسافتند
شاہان و شتابان سوی وہ

گر بری فرد و گر از فرد وہ

یار آنجا کہ یہ وہ والیست

بہر ما غوش کرو مبشاندہ است

از پرو سوی شہر تریم باز

در سیان جان خود ون نجانند

عقل یگفت زون تا تفرجوا

ان ربی لا یحب المفسدین

کل آت شغول الہا کم

او ہوا را سوی اور تو غیر ہوس

کہ یہ تجلو تخت ملک تاج ہے

اندر سر کو کی ہی نشا

کب ز طفل کے اندر کرے

دور نے سب تھا ہے فرکیا

کھا تو تین ون آشام

جو لی آنکھ سے دوم ان

تیر ہی کے جوانی پر پڑے

گر شارہ گل کے سحوا ہن ہو

تلعہ ملک جا ہے امن امان

ہا سی شیے بوستان با بوستان

فیہ اشجار و عین جاریہ

عقل کو بے نور بے ذوق کرے

یہ نہ جانے روزی ہند الا

عقل از ہی گا ہے ہی ہے ہو

عقل کر سہ لے جا اسکی ہے

عزم کے پس میل پر ہر کسی

کند کھا نیکے ہم گن ون سے

یار اپنا ہو اُس جا ہے پا

اور رکھی نعت ہما یا سطے

شہر کو ہم اُس سے واپس تیگے

بیان ہی ہین جا یکہ ہمکو سے

ای عقل فرسے تھی لا تقنطوا

ان اللہ یحب المفسرین

کل آت شغول الہا کم

او ہوا را سوی شہر تو غیر ہوس

کہ یہ تجلو تخت ملک تاج ہے

اندر سر کو کی ہی نشا

کب ز طفل کے اندر کرے

دور نے سب تھا ہے فرکیا

کھا تو تین ون آشام

جو لی آنکھ سے دوم ان

تیر ہی کے جوانی پر پڑے

گر شارہ گل کے سحوا ہن ہو

تلعہ ملک جا ہے امن امان

ہا سی شیے بوستان با بوستان

فیہ اشجار و عین جاریہ

عقل کو بے نور بے ذوق کرے

یہ نہ جانے روزی ہند الا

عقل از ہی گا ہے ہی ہے ہو

عقل کر سہ لے جا اسکی ہے

اہل فرزندان سفر اہل مسافتند
شاہان و شتابان سوی وہ

گر بری فرد و گر از فرد وہ

یار آنجا کہ یہ وہ والیست

بہر ما غوش کرو مبشاندہ است

از پرو سوی شہر تریم باز

در سیان جان خود ون نجانند

عقل یگفت زون تا تفرجوا

ان ربی لا یحب المفسدین

کل آت شغول الہا کم

او ہوا را سوی شہر تو غیر ہوس

کہ یہ تجلو تخت ملک تاج ہے

اندر سر کو کی ہی نشا

کب ز طفل کے اندر کرے

دور نے سب تھا ہے فرکیا

کھا تو تین ون آشام

جو لی آنکھ سے دوم ان

تیر ہی کے جوانی پر پڑے

گر شارہ گل کے سحوا ہن ہو

تلعہ ملک جا ہے امن امان

ہا سی شیے بوستان با بوستان

فیہ اشجار و عین جاریہ

عقل کو بے نور بے ذوق کرے

یہ نہ جانے روزی ہند الا

عقل از ہی گا ہے ہی ہے ہو

عقل کر سہ لے جا اسکی ہے

ایک سہ تک احمقی اُسمیں رہے | تا بماہی احمقی وردے بود | از عشیش وہ خزینہا چو رود
ایک سہ تک گانوئین چرکے سہے | وانکہ ماہی باشد اندر دستا | رونگاے باشد رش جہل ما
گانوئن کیا شیخ نے پوچا ہوا | وجہ یہ باشد شیخ وصل ناشدم | دست در تقلید در حجت زدہ
شہر عقل کل کے آگے چوس | پیش شہر عقل کلی این حواس | چون خزان چشم بست در خراش
چھوڑ اسکو صورت انسانہ پے | این رہا کن صورت انسانہ گیر | ہل تو دُر دانہ و گندم دانہ گیر
گر نہین موتی ملے گندم کو لے | گر بدان ہم نیست ماہین بران | گر بدین ہم نیست ماہین بر ستان
گر چہ ظاہر کی موخطا ہر سکالے | ظاہرش گیر از چہ ظاہر کرد بود | عاقبت ظاہر سوا باطن رود
ابتدائے آدمی مشکل رجال | اول ہر آدمی خود صورت ست | بعد ازان جان کی جمال سیرت ست
ابتدائے بیوہ بھی صورت رکھے | اول ہر سیوہ جز صورت کرست | بعد ازان لذت گہ معنی وہ ست
اولاً تیار خیمہ کرتے ہین | اولا خرگاہ ساز ند و خرند | ترک راز ان پس بہمان آوند
تیری صورت خیمہ تک اک معنی ہی | صورت خرگاہ دان معنی ترک | معنیت طاح وان صورت پرکلک
ایک دم اُسکو خدا را کر رہا | بہر حق این را رہا کن یک نفس | تا خزد خواجہ بجنباند جرس

جانا خواجہ و قوم اُسکی کا طرف گانوئن کے — رفتن خواجہ و قومش بسوے دہ

خواجہ اور فرزند سا یان چل پر | گانوئن کی جانب گئے بسا لاکر | خواجہ و بگیان جہازی شتافتند | بر تموران جانب دہ تاختند
سوے صحرا خوش و خرم جا تے تھے | سافروا کے تمنوا کو دوڑتے تے | شادمانہ سوے صحرا اند ند | سافروا کے تمنوا بر خواند ند
کہ سفر سے بندہ ہو تو بادشاہ | بے سفر روشن نہ ود بے قرص ماہ | گر سفر بابندہ کیمیر شود | بے سفر ہا ماہ کی خوش رو شود
اور سفر سے پیادہ لعل زمین بنے | از سفر بیذیق قصور زین او | نور سفر یا بید یوسف صد مراد
دن کو کرتے گرم منہ خورشید سے | روز روسے از آفتابے سوختند | شب زا فتر راہ سے سوختند
رات کو تاروں پہ چلتے راہ تھے | غرب گشتہ پیش ایشان راہ شت | از نشاط دہ شدہ رہبر بہشت
گانوئن کی عشرت سے رہ جنت نما | طعلبار شیرین لبان خوش میشود | خار از گلزار دلکش میشود
خار جون گلشن سے دلکش موتا ہی | منفعل زمستوق خرامی شود | خانہ از ہمخانہ صحرا سے شود
صحرا ہمخانہ سے خانہ ہو دلا | لے بسا از ناز نینان خار کش | بر اسید گلعذار سے ماہ وش
ہین امید گلبدن پر خار جین | اے بسا اجلاگ شتہ پشت ریش | از برای دلبر سرو دلکش
ماہرویون کی بلاسے پر جفا | کردہ آہنگر جمال خود سیاہ | تا اگر شب آید بجوید روی ماہ
تا کہ رات آئے دکھاوے روی ماہ | تا کہ رات آئے دکھاوے روی ماہ

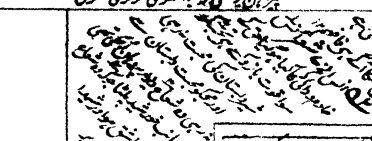

شاہ تک اوہ کان پر تیدہ ہے — گیونکر دلبر سکے دل مین جگہ کھے — خواجہ تا شب بکنار آب ریخ
خشکی دریا مین ہو اگر پھرے — اہل خانہ کی محبت جور کھے — سا جرے سو دریا و خشکی ہے وہ
ہر کوئی مردہ کو لیتا سمل ہے — زندہ کی اپنی وہ اسید لیے — ہر کرا یا مردہ سو قائے بود
کرتا خواہش چپ کی سجا رہے — خدمت محبوب کی اسید پے — او رد گرد سا اورد بجا ب
سنگی گر زندہ کی تو اسید پے — بعد مردن کے نہ وہ مردہ بنے — بر اسید زندہ کن اجتہاد
مت کرے نا کس کو تو مونس کبھی — عاریت ہوتی ہی کسکی مونسی — ہین کمن مونس سے اڑ رہے
ہی کہان مونس ہے تیرے کب وفا — حق سوا مونس کو تیرے کب وفا — اُنس تو بابا و رد بابا کجاست
آنس الاولی کا کیا ہوگیا — قوت بازو کسے ہے حق سوا — اُنس تو بابا و یہ ولالا چہ شد
مجکو ب نے شیر پستان بچی رہی — شجاعو نفرت نے دبستان بچی رہی — اُنس تو با شیر و با پستان نماند
وہ شعاع دیوار پر تھی گئی کہان — جانب خورشید پیشاہ نشان — آن شعاعی بود بر دلہا نشان
وہ شعاع ہر چیز پر جو گئی پڑے — اُسکا تو عاشق ہوا و شیدا ہے سے — بہر ان چیزے کہ افتد آن شعاع
عشق یا مجکو ہن ہو دیے — وصف حق کا جن طمع سے ہے سب — عشق تو بر ہر چہ آن موجود بود
زر گیا جو اصل کرتا نا بجا گیا — اپنے زر ہونے سے فلس رہ گیا — چون زری با اصل قلبی یار ماند
ہوئی طبیعت سیر تر گر سکو کیا — لات مارے ہے تو طاق او ہوا — زر زند و وصف قلبش پاکیش
چاہیے ست اُسکے ملنے وصف کو — جبل سے کھوے ٹکوست چھا کھو — ضبع سے تیرہ طاق او بجوانہ
اچھا ہن کھوٹی کا ہی یہ عارضی — نیچے ہر زینت کے ہے یہ قلبی — کان فوشی در قلبہا عار یتست
کھوٹے پر ست زر گیا ہے کان مین — تو بھی جادہ گر گیا ہی کان مین — زر زندہ دست قلب کان میرود
نور جاتا شمس مین دیوار سے — جانا سوے شمس بہتر ہے تجھے — نور زیبا را تا خورے رود
آسمان سے اوے صلے آب کو — باد نے پایا پرنالہ کو جو — زین سبب بستان تو از آسمان
صعدن و دنبہ نمود و مرگ — کب جگر پہچانے دو گز سرگ — صعدن و دنبہ نباشد و مرگ
تھا گمان کہ زر گرو مین ہی بند ہا — جاتے تھے سفر ور کانون کو بھلا — از گمان بر رند بستہ در گرہ
ایسے ہی جاتے تھے ہنستے کھیلتے — مثل دلالے سو ہ لون پکا مین تھے — ہمچنین چندان رقصان مے شدند
جانور اڑتے ہوے جو رد کے — کانون کی جانب پرے لے صید تھے — چون ہی دید ند مرغے می پرید
کانون کی جانب جو چلتی ہوا — اڑتی تھی روح روان اُس جا کو یا — ہر نسیمے کز سوے وہ مے وزید
کانون سے آتا جو اُنکے پاس تھا — چوستے خوش ہو کہ اُسکے دست پا — بوسہ می داد ند خوش ہر دو اُو

نزا نکہ سوی ہر دشت گزشت ہیچ — آن بہر خانہ شنینی ہیچ رود
بر اسید زندہ سیائے بود — بر اسید خدمت سد رہے خوب
لونگر د بعد روزے دو چاد — عاریت باشد رو آن سر نہے
کہ بجز حق مونسانرا وفا ست — گر کسے شاید بغیر حق مضد
نظرت تو از د بیر ستان نماند — جانب خورشید رفت آن نشان
تو بران ہم عاشق آی آن شعاع — آن ز د وصف حق چیز اند رود
از زری خود شیخ نفسے نماند — پشت بر کرد و دست از و شستہ
ز جہالت قلت زار گر د خوش — زیر زینت آیہ بے زینت ست
سوے آن کان رو تو ہم کان میرود — تو بران خور و گہ د گھوڑے رود
چون ندیدی تو د فاد ناد وان — کے شناسد معدن آن گوہر گرگ
مے شناسد بند مغروران بدو — سوے آن د ولاب چرخے می زند
جانب د صبر جامہ مے درید — گو کہ یا رو ح روان مے پرورید
بو سہ می داد ند خوش بر دو اُو

نواستیلاے شوق سے دل اُسکا اُس طرف کو کھینچتا ہے اور جدہر سے آتا ہے محبوب تر معلوم ہوتا ہی جیسے مجنون کو سگ لیلی فرشتہ معلوم ہوتا تھا چنانچہ اُسکا قصہ

کہ ہمارا یار تو نے دیکھا ہے	جان کی جان کا ہمارے ہے	کہ تو روے یار ما را دیدہ
پس تو جانِ جان ما را دیدہ		

قصہ خطیم کرنا مجنوں کا اُس کتے کی کہ مقیم گلی لیلیٰ کا تھا

قصہ نواختن مجنون آن سگ مقیم کوی لیلیٰ بود

مثل مجنوں کہ وہ سگ کو چہ دوست	کرتا تعظیم اور خود کو مٹاتا	ہمچو مجنوں کو سگے رامی نواخت
گرد اُسکے عجز سے کرتا طواف	مثل حاجی کعبے کے گرد طواف	گرد او سیگشت شاخع در دعاف
اسکے سایہ پر فنوں کو بھی چومتا	بھی جلاب اُسکا شکر کا تیتا تھا	ہم سر و بارش ہمی بوسید و ناف
بولا اک مستاج کہ مجنوں خام	کہ یہ کیا ہے کہ کرتا ہے مدام	بو لفضولی گفت کاہیں مجنوں خام
سگ کا منہ کھاتا پلید ہی کو دوم	چاہتا اپنی ہے مقصد کو وہ تم	پور سگ دائم پلید ی مے خورد
عیب دار اسکے سگ کے کہتا تھا	عیب ہیں کب غیب ہیں کہ جاتا	عیب دار آن سگ بداند مے شمرد
بولا مجنوں تو تو بالکل سم ہے	اندر آ تو دیکھ میری آنکھ سے	گفت مجنوں تو ہمہ نقشے و قت
کہ طلسم اک یہ بندھا ہوا لیلیٰ کا ہے	یہ محافظ کوچہ لیلیٰ کا ہے	کاین طلسم بستہ با ہولی ست این
ہوش میں ہمت جہاں دیکھ سکا تو	اپنا اسکو کر لیا کس جا سے کو	ہمتش میں دل جہاں شناخت
وہ سگ فرخ ہے کہ کعب کا	بلکہ ہم رد و دالم ہے دو دو را	او سگ فرخ پے کہ کعب ست
اُسکے کوچہ میں وہ سگ تباہ جو	خاک پا بتر ہے اُسکی شیر ہے	آن سگے کہ گشت رکوشیر مقیم
اُسکے کوچہ میں وہ سگ تباہ جو	ایک بال اسکا کیں دن شیر کو	آن سگے کہ باشد اندر کوے او
شیر بن جو اُسکے کتوں کا غلام	کہ ملائے ممکن ہے چپ رو دا سلام	آنکہ شیران مر گدائش را غلام
تم اگر صورت سگ گذ رو دوستان	ہی بہشت و رلو ستان یہ دوستان	گر بصورت بگذ ری دوستان
تو ری اپنی صورت او جھانک کی	کل کی صورت آ تو نی بس سیکھ لی	صورت خود چوں بینی سے سوختے
بعد اُسکے تو ڈ سے ہر صورت کو تو	جون علی تو ڈ ھے در خیبر ہو تو	بعد ازاں ہر صورتے را بشکنی
خواجہ شہری عاشق صورت ہوا	گا نوں کو اس کے کہنے پہ چلا	شعبدہ صورت شدن ہا چہ سلیم
جانب اُس نام تعلق کے روان	جیسے مرغ اک سو دانہ ا متحان	سوے دام آن تعلق شاخان
مرغ حرصی لے کہ ہی جانا تھا	دام کے دانہ کو پر اسین پھنسا	از کرم وانست آن مرغ دریں
دانہ وہ بخشش سے جانا مرغ نے	غایت حرص ہوئی وہ ہی سبب سے	از کرم وانست مرغ آن را ندرا
مرغ جو خوش ہلے میں دانہ کے تھا	وہ طرف اُس کے کہ دوڑا اور اڑا	مرغ کاں مر طمع دانہ شاد ماں
گر خوشی سے خواجگی اگر ان	دیر ہو جگلوی سالک ڈ رتا ہوں	گر ز شادی خواجہ آگاہ ست کم
ترسم ہی ہر کہ بیگانہ ست کم		

مختصر کرتا ہوں جو گانوں کا گانوں کو کھا
آخر تک گانوں گانوں کو پھرا

جو کر مشیخ بغیر استاد کے
جگہ بے رہبر کے جا گانوں کو

جو ولی کعبہ کو جائے بے دلیل
شش جہت میں ہو کے حیران و ذلیل

طالع و پائے کہ کسب کو کرے
گان ہے احمد کہ ان کا جان تھا

اہل تن کا جملہ علم ما بالقلم
ہے یہ میں ہر ایک مرد راہ سنو

زیر اس سرد میں آتھائی ہیچ حساب
ہو گئی بس کاہلوں سے سیری ہے

خود نہ وہ گانوں کا اور تھا دور
کیونکہ گانوں کی شرع تھا جانتا

شہر وہ میں انہوں کی تھی نہ پے
راہ دور دراز کی رہ رو

ان پریشان کی طرح ہو دور جیل
آدمی پیدا ہو بے جان ہا کے

ہو وے نادر گنج اک کو جو ملے
تا کہ رحمن علم القرآن تھا

کر دیا ہو واسطے نبل ذکر کرم
جون حریصان دوڑے ہے بستہ کمر

آب میں جون مرغ خاکی کو عذاب
اور شکر زیر ہے بے ستاد کے

مختصر کردم چو آمد وہ پدید
قرب باہی وہ بے بھی ہاتھ آتا

ہر کہ کیسہ وہ پیشہ بلا وستا
ہر کہ در رہ بے قافلہ زدی رود

ہر کہ تنہا رود سوئے کعب بے دلیل
منکر کنا در باشد اندر فتنین

مال نیاید کہ کیسے نے کند
مصطفا کو کہ بیش جان بود

اہل تن را جملہ علم ما بالقلم
ہر چہ بیند ہست محرر در امین سر

اندرین رہ رنجہا دیدند و تاب
سیر گشتہ ازدہ و باز روستا

خود نبود آن وہ وہ دیگر کزید
تا نکہ راہ وہ نکو نشناختند

ریشخندی شد بشہر و روستا
ہر دو رہ رفتہ صد سالہ رہ

ہمچو این گشتند کاین گروہ ذلیل
آدمی سرسبز تر لے والدین

ناوری باشد کہ بر گنجے زند
تا کہ رحمن علم القرآن بود

واسطہ افراشت و رسل کرم
چون تن ایشان بکل فاسد تر

چون عذاب مرغ خاکی اندر آب
در شکر زیری چنان ناوستا

۲۹ حکایت سوداگر و طوطی

پہونچنا خواجہ قوم اسکی کا طرف گانوں کے اور رنجان ہونے انکا اون کی نادہقانی کا اون کو

بعد اک مدت پہونچے وہ اس بستی کو
دیکھو دہقانی کو وہ بیت سی جو

دل ہوا وہ نہ تھے چھپا تا منکہ وہ
ایسا منکہ کہ کہ وہ شیخی دکھا

بعضے منکہ دیو مانند مس
اسکا منکہ جو دیکھے وہ تجھ پر ہنسے

ایسا منکہ کو کہ ہو اور یا عصیہ
جبکہ پوچھا اور بایا اسکا گھر

اسکی بس وجہ زبستہ کیا
پر خشد کا نہیں وقت تھا

بعد اسکے جون سیند آن طرف
روستائے مین کرا بد نیتی

آنچنان رو کہ بہ زنے سرست
رو سیہا باشد کہ دیوان جن کس

چون بہ بینی آرے او رو نہ فتند
در چنان رو کہ خبیث عاصیہ

چون بہ پرسید ند خانہ اش نہ فتند
در فرو بستند اہل خانہ اش

لیک ہنگام در شتی ہم نبود
چون ز افتادی بچہ تیری ہم سود

رسیدن خواجہ و قوش بسوے دہ و نادیدہ و ناشناخت آوردن روستائی ایشان را

بینوا ایشان ستوران بے علف
سے کند بہر التیاط التی

تا سوبا فتش نہ بکشایند بوز
از سماں نان نمان اوی ترست

بر سر شش نہ بستہ باشد چون جرس
یا سیں آمن یا چو دیر خموش مخند

گفت پزدان نسفعا بالناصیہ
ہمچو ایشان سوے در سا فتند

خواجہ شد نین کہ بروی بروانہ اس
چون ز افتادی بچہ تیری ہم سود

کہ چوں دیکھیں ساتھ بیٹھنا کے ہے قابل سم

گرگ کی خاطر لیے تیر و کمان
گر تو وہ خدمت کریں چاہتی تری

وہ کمان تیر تو لا مجاور دے
مین سونپوانی حفظ مین گرگ کے

پر جگہ تھی تنگ و دیار پر ملال
تھا مکان خالی گیا وہ با عیال

اونٹ سے پانی کہ ہر اک سے جدا
ایک پر تھا دوسرا

آیت سے گنجائش اس مین بڑھی
شہر مین گرگ کا ہوا

ہیں ستر آگ کی بھی خلق خانہ سے
خاک پاکان چاہتا ہے جو

عاجزی سے اور گرگ زار و نیاز سے
مرد روشن دل کا بندہ ہو تو

بہتر اس سے کہ ہوش کے سر تو
شاد و خاکی ہے جو تو زندہ دل

تو نہیں پانیگا کچھ اس قول سے
شہر مین رفتن خدا پر ہے سبب

کیا ہے و ہتھان نے جو کہا ہے سچ
یہ ستر آگ سکی کہ ہے تدبیر عقل

سنکے بانگ غول کہ ہوئی سنے نقل
جو مصیبت مین شیبان اس سے ہو

بعد کیا فائدہ افزار سے
ہو شیبان اس سے ہی کیا کیا

آو کرنا بعد کے بے فائدہ
ہاتھ مین اسکے کمان و تیر تھا

ڈھونڈھتا تھا گرگ کو وہ بیجا
اگر گرگ سپر نرو و سلط ہوا ہیں شہر

ڈھونڈھتا اور گرگ تھا نہیں
مثل گرگ رہ محبت گیر و پیو ہوا

اسکے کمنٹ مین اسکی ہی کیا
مارنے مجھ کو بھی فرصت ہی

ٹوٹ نار گرگ کے استوانی
آئے گرگ اور تعصان ہے

وا دلھی خواجہ کی فوج مہمان فوج لے
تیرہ شب تک وہ پیسا کیا

جان بابا سے سیر ہو کر
شکل گرگ کی نگہبان کی نظر

کہ نکالا اک بڑی سیاہ سے
خواجہ نے اک تیر اسا کھینچکر

گر زمین پر بس گرا وہ جانور

اور کشش تیر و کمان نہ بہر گرگ
اگر تو ان خدمت کنی یا آن است

گفت صد خدمت کنم تو حب دہ
من خیم حارسی ر کنم

ہو حق بگذار و شب بای دل
گوشہ خالی شد و با عیال

چون شغ بر سر گریشت سوار
شب ہمہ شب جوا دیا کا خدا

این سر ے آنگ شا یا فسانہ
این سر ے آنگ فند طبع خام

خاک پاکان لیسی دوا شان
بندہ یک مرد شمال شوی

از ملوک خاک جنہ پاک دل
شہر مان نردود نانی بہت بخ

این سر آنگ بے تدبیر عقل
چون شیبانی بدل شد باشمات

چون شیبان گست تقل تو کرد
آن کمان و تیر اندر دست او

گرگ خود بر سلط چون شیر
بر شہ کہ کہ چون گرگ شد

فرصت آن شیہ زمان ہم فوت
تا نیا یہ گرگ سے زند

چون شیبانی گران تا نیم شب
تا مان تمثال گرگ شد

تیر را کشاد آن خواجہ ز شت

تا نہ چون آن بدن گرگ ستر گ
ور نہ جای دیگر می نہاں پست

وان کمان و تیر بر قسم بنہ
گر بر آرد گرگ سر تر ش نکم

آب باران بر سر و در زیر گل
رفت آنجا تا سنگ بیحال

از نہیب سیل اندر گنج غار
این سزاے اسراے ناسزا

بالیے کز وا یے ناگہان
گرگ گوید خدمت خاص کرام

بہتر از عام و زر و گزر شان
یک بر فرق سر شاہان روی

تو نخواہی یافت ہیچ سیل
روستائی کیست گو بے فتوح

بانگ غولے آمد ش گفتہ بقل
دان پس سوے دلہ اعتراف

بعد ازان سوے مزار آمد سرد
آرزت اجویان ہمہ شب سوے

اگر گرگ جویان در گرگ دیہ
اندران ویرانہ شان فحی رود

از نہیب حملہ گرگ عنود
روستائی بیرون خواجہ بر کند

جان شان زان مے آمد بلب
سر بر آورد از فرز شتہ

زو یران حیوان کہ تا او ختلو پست

جانور کا گوز نکلا جو گرا
چیخا دہقانی کہ بابا کیا ہوا

ڈکرا بچہ ہے یہ میرا گدھے
بولا نی جون ہر بن یہ گرگ ہے

شکل میں اُسکی ہوگی گی ظاہر
شکل گرگا سکی وہتی ہے پتا

بولا نی اُسکا یہ نکلا گوز ہے
جانتا ہون جیسے بابہ ہے

باغ میں خربچہ پارا تو نے ہی
ہو ہو جوت بسط بگلو نہیں ہے

بولا تو تلاش کر کدرات ہے
رات کو دکھتا نہیں ہے جان نے

رات نملطی سے دکھائی اور ہے
وصحیح دیدہ ہر کوئی شب کو دیکھے

رات ہی اور ابر ہی باران ہے
تینون تاریکی یہ سب غلطی کو دے

ہوا اُڑا وہ مجھ پر سے مثل دون کھلا
گوز خر بچہ کا مین ہون جانتا

قصہ کرمن زندن مین یہ جانون گوز کو
پس مسافر تو شتے گاہ ہو

خواجہ کو دا اور تعجب ہوا
جون مسافر تو شتے گاہ ہو

کہ فریبی چور تو جیا کرے
اور گریبان پکڑا اُس مقام کا

تین تاریکی مین سے جانے گوز خر
بھنگ افیون تی دونون کھائی ہے

تیم شب مین جانے چوگو سالہ کو
کیون نہ جانے ہمرہ وہ سالہ کو

خود کو عارف اور عاشق تو کہے
خاک تو چشم مروت مین بھرے

کہ مین اپنے سے بھی خود آگہ نہین
صور ہے دل مین بجز فقد ان نہین

جو کہ کہا یا تھا نہ مجکو یاد ہے
جبر کہہ کر کہ دیا نے شاد ہے

ناقل و مجنون حق ہون یاد کر
یہ خودی ایسی ہے مین کہ مفتدر ہے

کھائے وہ مردار کو یعنے شراب
شرع نے رکھا ہے اسکو مفتدر آپ

مست و بنگی کو نہ بیع ہی نہ طلاق
مثل اگر کون کہ سمان ہون نہ شاق

ایسی مستی کہ ہوش عقل سے
مستوفم مے نے اثر مین کرے

اسپہ کیون تکلیف بھر سووے کروا
ساقط اور سست ہو پاگون کا ہو وا

بار اُتارین جو ہو لنگڑا اور عرج
بولا حق لیس علی الاعرج حرج

کون شیطان کو پڑھا فاری
کہ خود سے نہ فصاحت سے مین بیتاب

تلمت و کثرت سے مین کسور ہا

اور افتادن دیوان بادست
روستائی با برد کوفت دست

ناجوانمرد کہ خر کرہ من ست
گفت نی این گرگ آہ سرزنست

گوز او از گرگ گے او مغز ہست
شکل او از گرگ گے او مغز ہست

می نشناسم چہان کا فی ہے
گفت نی باگ گے ز پست فرج او

کہ سیادت بسط سر بر انقباض
گرشت نہ کرہ او در ریاض

شخص صادر شب نظم نہ ہست
گفت نیکو تر تفحص کن شب ست

دید صاحب شب ہزار در بسر
شب غلط بنماید و سیل اسے

این ستاریکی غلط آرد بسر
ہم شب ہم ابر و ہم باران رفت

می نشناسم چہان مسافر او را
گفت آن ہر بن چہ مذہر دشمن ست

روستائی اگر بدانش گرفت
ور سیان بیست بلوان او را

بنگ افیون ہر دو با ہم خورده
خواجہ برجست و بیامد با شگفت

چون ندانی مر مرا لے خیر سر
کا بلہ طفلے را رشید آورده

چون ندانند ہمرہ وہ سالہ را
در ستاریکی شناسی باد خر

خاک در چشم مروت نفذنی
آنکہ او اندیم شب گوسالہ را

کہ مرا در خویش ہم آگاہ نیست
خویشتن را عارف و الا کنی

ایزدی خوردم ز نعمت زیست
کہ مرا در خویش ہم آگاہ نیست

عاقل و مجنون حقم یاد آر
ایزدی خوردم ز نعمت زیست

آنکہ مردار خورد بیند نبد
عاقل و مجنون حقم یاد آر

مست و بنگی را طلاق بیع نیست
آنکہ مردار خورد بیند نبد

ہمچو طفل معان و مطلبیست
مست و بنگی را طلاق بیع نیست

صد خرے در سوء منان کرد
ہمچو طفل معان و مطلبیست

اسپ ما فطہ گشت شد بد حرج
صد خرے در سوء منان کرد

گفت حق لیس علی الاعرج حرج
اسپ ما فطہ گشت شد بد حرج

درس کہ دہد پارسی او مورا
گفت حق لیس علی الاعرج حرج

سن ما فہم از قلیل او از کثیر
درس کہ دہد پارسی او مورا

دعوتی فقد و جنود کا تو ترے
عاشقان حق کی ہے سب ہو کرے

لاف در ویشی مزن چون بینوا
ہمچو ابراہیم بانگ لا احب

گر زمین و چرخ و مہ خواہان ترک
امتحان تیر بلا خواہد شدن

گر نہ جانی ہا و او را ز امتحان
گرد ما بر آسمان خواہد شدن

گوز خر چہ پف زنی ہمسایگی
گر دعوی ثابت نیستی ہستی تری

ایستا سوگند خوردن امتحان
ور نہ پاکے صید کے جہد کا بجہد

سیاہ دعوی امتحان بر تو دوان
جز کہ کاسکا بیند ہاں ہاں چون بود

گر نہ جانی ہا و او را ز امتحان
بوجہل بے خاصان نہ مستی شاہ را

دست بکلا جو کہ او ہی جو بود
آنگہ بکے شاہ الحلال او اسے

گر نظر کردی بچہ اسکندرا
امتحان کو تخمیہ اسکے اسکوا

امتحان ہست اندریں ہر مذہبے
ہر خشت بنیاد کسے بنہادہ بکو

خود دخمت آن زہ پیدا اگر
از رخم خود بکھے تو جاگے سر بسر

ہست حق را بیشکی ہادی مدبر
ہست حق چون کہ نفع صورت

بادہ حق را ہمچنیں ہر عہد و دین
تو نے ہر کھا یا وہی ہا تلقین

خود کو کز تاہی جنبید و بازید
جا نہیں جانوں تہ ہیں کا یہ

تو ہی منکر بر عقیدہ حرص تو
گر بپوشید و کرے مکار تو

خود کو منصور حلاجی کرے
روئی میں یار کی بتی آگ دے

نے عمرت بوالہب میں جانتا
کوز نرتہ کو شب میں جانتا

اگہی بھے یہ تجھے خبر دار رکھے
خود کو تو تیرے لیے نہ دھا اسے

سالکوں سے جہان خود کو کم سوا
رہزنوں کا یار ہے تو کو نہ کھا

عقل کی جانب نہ جا اڑ مکر سے
آسمان پر کب مجازی پڑ سکے

حق کا عاشق آپکو کرتا ہے تو
عشق کالے دیو کا کھتا ہو تو

حشر کے دن عاشق و معشوق کو
دو بدو باندھیں گے لائیں گے وہ رو

بینوری میں تو نے خود کو ڈالا اگر
خون زر کیا خون ہا لکھا ہے تو

جانہیں سچ پہچانتا تحکو نہ رہ
عاشق بے خود وہوں میں سا بلوں ہ

قرب پانے ہونے کا تجکو ہم کہے
گر دعا ہی ہے صلا صنوع سے

تو شنیدی دیکھے کہ قرب اولیا
سو کرامت رکھے او فضل خدا

لوہا ہوتا سوم ہی داؤد سے — سوم تیرے ہاتھ میں لوہا بنے — آہن ازداؤد سومے مے شود — سوم وزد سنت جنت حسن شود

قرب خلق و رزق سب پر ساختم — قرب حی عشق ہیں خاص ہے — قرب خلق ورزق ہر جملہ ہست عام

قرب ہو تا ہے کئی اقسام سے — کوہ و زر پر پرتو خورشید ہے — قرب بر انواع باشد ای پسر

قربت زر سے ہی جو خورشید کو — آس سے آگاہی نہ ہووے بید کو — ایک قرب ہست بار شیدا

شاخ خشک تر ہے قرب آفتاب — رفعتاً کب خشک و سبز دونوں سے حجاب — شاخ خشک تر قریب آفتاب

قربت اس شاخ تر کی ہے کہاں — گو تو لے پہنچے ثمر اس سے عیاں — ایک کو آن قرب شاں ظاہری

شاخ سوکھی قربت خورشید سے — سوکھنے کے بس سوا کیا اس سے ہے — شاخ خشکے کانے قربت آن آفتاب

ایسا تو مست ست ہولو دیر سے — عقل آئے ہوش پانی تجھے — آنچناں ہستی مباش ای بیخرد

پلکہ اون مستوں سے جیتے ہیں بے — عقل بیچے حسرت و افسوس سے — پلکہ اون ہستاں کہ چوں مے مخمور

اے تو جن بلی ہوئی کوہ و دشت پیر — اک پڑے شیر اس سے تو ہے شیر گیر — اگر نخفتہ ہمچو گربہ ہوش پیر

اے کچھ کھایا نیم خام سے — مثل مستان حقائق مست اش — اے نخوردہ از خیال خام ہیچ

مست سا گرتا ادھر ہا ادھر — گر ادھر کو تو نہیں ہی جا ادھر — می فتی ہیں ہمہ آن ہست وار

تو ادھر گر راہ پائے بعد نہ — گر ادھر کو راہ ادھر سر پھیر نہ — گر بدان سو یابی ایں بدلہا ن

کل ادھر ہی ہست ادھر کی بات — موت کرتے جاں کو موت ات کر — چوں نداری سوئے جاں سوئے مزن

جو خضر جان کہ اجل سے تو ڈرے — خلق کو نہ جانیے لائق ست — آن خضر جان کز اجل نہ ترسد او

منعمہ کو ذوق دیوے تو خوش — ہیچ اپنی مشک کو تو خود مہر سے — کام از ذوق تو ہم خوش کند

آس بلا کو سعی کر اگتا لی کرے — اس بلا پے سعی تو غافل ست ہے — پس یکے سوزن تہی گر دد بیاد

گوزہ ہا سازی ہیں جہاں بہ ست سے — گر نہ ہووے یک تا شے بیکار ہے — گوزہ ہا سازی ز بہر ہند شا

گرنا گیدڑ کا رنگ کے خم میں اور رنگین ہونا اُسکا اور دعوے کرنا طاؤس ہونے کا اور گیدڑوں میں افتادن شغال در خم رنگ ورنگین شدن بے دوعوی طاؤسی نمودن در میان شغالان دیگر

رنگ کے خم میں جو اک گیدڑ گرا — اور تھوڑی دیر اُس خم میں رہا — آن شغالے رفت اندر خم رنگ

پس لگا اُسکا تن رنگین ہوا — کہ میں اک طاؤس رنگین ہوا — پس آمد پیش شغالان بدہ

اُسکی رنگین بال کو رونق ملی — دھوپ سے رنگت چمکنے بس لگی — پشم رنگین بر فلق خوش یافتہ

خود کو دیکھا نیلا پیلا اور سرا — گیدڑوں پر آپ کو ظاہر کیا — دید خود را سرخ و سبز و مورزد

بولے اے گیدڑ ترا کیا حال ہے — کہ خوشی تجھ میں بھری ضحال ہے — جملہ گفتندش کہ خالک حال چیست

اور خوشی سے تو جدا ہے ہوا — یہ تکبر تو نے سیکھا کس جگہا — از شیاطیں از کہا کرنا کہ کرد — این تکبر از کجا آورد؟

اُس سے اگر بیٹھے نہ بڑھ کر یہ کہا — کہ کیا ہی کہ جو خوش دل ہوا — ایک شخصے پیش او شد ہا گلاں — شد کہ دی تا شد ہی از خود شداں

کہ سے سنبر بیٹھوں تا کہ زیر — خلق کو شیخی سے نادان جیتریں — شد کہ دے تا بہ منبر بر جہے — تا زلان این خلق را سر بر دہے

جوش میں تو ہو نہ دیکھے مے شراب — اگر سے کرتا ہی تو بے شرمی ہے اب — پس بجو شید می نہ دیدی کس بہے — پس بشد آوردہ بے شر بے

صدق و گرمی ہی شعار اولیا — اور بے شرمی پناہ ہر خطا — صدق و گرمی خود شعار او بیا — بازبے شرمی پناہ ہر خطاست

کالتفات کیجیے اپنی سو — کز دو فتی شاں نوش گھوٹ الحان کو — کالتفات خلق سوئے خود شنند — کز خود شید از دروں آنہا تنند

سو نچھیں چکنی کرنا مونچھی خورکا — ہر سر کردن می طافی لب بابت خود را ہر ما دپست و نبہ

اور باہر آکر کہتا یاروں میں کہ میں نے مارو کھا کھایا ہے — دیو و رزن آواز میہمان حریفاں را چنیند و پنہاں خورد ہ ام

پوست و نبہ کا ما جدو کو — مونچھیں چکنی ہر سر بزرگ تھا — ہر سماں او چرب کردی ہی بہ لباں

سنعصوں کے درمیان جاتا کہیں — چرب کھانا کھاتا ہوں میں تو نے — اور سماں نعماں فتی کہ یں

پھیلتا ہے مونچھیں خوش ہوتا ہے — یہ غرض کہ مجھ سے بہتر کوئی نہ — پوست بر سبلت نہاد و نیو میا

راست کہوں کی جن سے بدبو آوے — چرب شیریں کھانا کھاتا ہوں پتا — گمان گو بد صد ہی گفتا ہیت

پیٹ کا سکہ دے جواب ہاں نہیں — اما واللہ کہیدا الکافرین — اما واللہ کہیدا الکافرین

تیز ہیں شیخی ہے چلتی مجلسوں — تیز ہی چلتی سنجلتی نہیں — لاف تو ما را بہ آتش ریزہا

تیز ہی کی بدبو تو اے لبدا — مجھ کو بدا اس تی مجھ سے بھلا — گر نبود سوے عیسیٰ کہ خر و ہی بہا

گر دکھاتا عیب کہ کھلتا ہو بھا — کوتاہ معافی نہ رسی اک تا سنا — ہم چکی کہ ہی معافی یک آشنا

بولتا تو کبر و ہی کرتا تو کم — اک طبیب اپنی دوا کہتا ہم — یک لطیفیں را سوئے ما ساختے

بولتا حق کہ ہی ہر ست اگر کہ ہی — نیفعون الصادقین صدقہم — نیفعہ الصادقین صدقہم

اپنا عیب خامیں میٹھا جو ہو — فاستقم اور کر تو ظاہر جو ہو — انچہ داری در ضمائر فاستقم

گر نگہ تو عیب اپنا چپ ہو — مکروا الی شیخ ست مالکہ — ور نہ گوئی ہی ہر خیبہ بار خویش

اپنی چکنی مونچھ پہ پہلے غم نہ ہو — کیونکہ بلی میگیری دنبہ تو — از نہ کہ کہ بر بدنبہ تو بر سخن

نقد کر پایا ہست کھوٹے زبان — بہست در رہ سنگہا ہای تحان — سنگہا ہے امتحان را نیز پیش

امتحان کے سنگ بھی امتحان — استحانہا ہست در احوال خویش — گفت یزدان از ولادت تا بہ بین

بولا حق تا زندگی ہو ہے تو بین — یفتنون فی کل عام مرتین — یفتنون فی کل عام مرتین

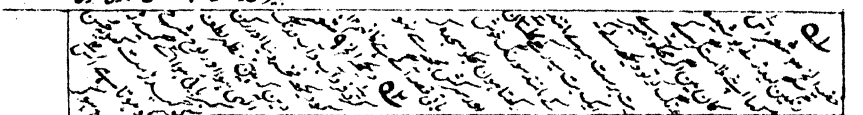

مرگیا ہمنا مدیو ہوس بس مشغل — سر جھکا یا اور ہوا پیو و جل — مشغل شد در رسیان انجمن — سر فرو برد و خمش شد از سخن
پس محبت سے سے سبا جران — پھر اُنھیں رحم آگیا اُسپر و بان — خندہ جا معاضران از شگفت — رحما شان باد جنیدان نبشت
دعوت اوسکی کہ کہ پیدا سکا جرا — تحفہ نعم اُسکی یہ مین مین بُو دیا — عوتش کر دند و سیر شش داشتند — تحفہ حمت اور نوشش کا شتند
دیکھا جو خاصیت ذوق رستی — بے تکبر راستی حاصل کری — اوچہ و ذوق راستی پیدا کرام — بے تکبر استی راشغلام
رستی کا پیشہ اپنا کرہ داد — دونوں عالم مین ہو تو آنیکا م — راستی را پیشہ خود کن ہاد — تا شوی در ہر دو عالم نیکنام

طاؤس نے چونچ کا دھونے کو نالہ گیدڑ کا جو رنگریز کے خمر مین گرا تھا — دعوی طاؤسی کہ زبان آن شغال کہ در خم صباغ افتاد و

مقفیہ آسمان مین گیدڑ نے کیا — کان مین اُسنے پڑا دیکا سکے آ — آن شغال رنگ رنگ از معرفت — بر بنا گوش ملاستگ گیفت
مجکو سیر رنگ کو تو دیکھیے لے — بُت پرست اُس بت سے بجا لیا سکے — نیکر آمد روبسی رو در گلستان — یک صنم بہتر ز صد گلزار و خود شمن
جون گلستان رنگ رنگ اُسنے دیکھا — مجکو بہتر کر دکہ کش محبوب سے سو — چون گلستان گشت شہ از لطف او — مر مرا سجدہ کن از مہر سر کشش
دیکھکر فوارہ آب اور رنگ کو — فخر و نیا خواہان ہا اور کرن مین — گر ز فوارہ آب اُسنے لذتے مین — فخر دنیا فوان ہا اور کرن مین
منظر لطف خدا فی مین ہوا — حق شغالے کہ زبانی مین ہوا — لوث مشرع کب زبانی گشتہ ام — خاصہ لطف خدا فی گشتہ ام
گیدڑ و مجکو نہ تم گیدڑ کہو — حسن دیکھ سبھوں گندہ کہو — اہل شغالان مین مخواہ ندیم شغال — کے شغالے بود بہتر مین جمال
مجھ سے تم گیدڑ و مجکو گیدڑ سو — جیسے پروانہ بگرد آگر شمع — آن شغالان آمدہ تجا نجمع — ہمچو پروانہ بگرد آگر شمع
جملہ گفتند شہا پہ خوبیت تیرا — گفت طاؤس مرا چون مشتری — جملگی گفتند شہا پہ خوبیت تیرا — گفت طاؤس چون مشتری
پس گہا اُسکو طاؤسان جہان — بولا طاؤس یہ کہ دنیا مشتری — پس گہ بینندہ شد کہ طاؤسان جہان — جلوہ بار اندر گلستان
کیسا تو جلوہ کرے لے بولا کرلا — نے گیا جنگل کو مون کیسے سنا — تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے — جلوہ نا رفتہ چون گویم ہنے
بانگ طاؤسون کی سو بولا کرلا — تو نہین طاؤس خواہ بو العلا — بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا — پس تو طاؤس خواہ بو العلا
خلعت طاؤس لے چرخ سے — رنگ سے کب دعوی طاؤسی ہو سکے — خلعت طاؤس آید از آسمان — کے رسد از رنگ و صورتہا بجان

وحشی کا لوبیت کرنا فرعون کا اور تشبیہ دینا اُسکو ساتھ اُس گیدڑ کے کہ دعوی طاؤس ہونے کا آگے گیدڑ کے کرتا تھا — دعوی کردن فرعون الوہیت و آنچہ بکرون او را ہان شغال کہ دعوی طاؤسی نزد شغالان مے نمود

جب سے فرعون حرص رایش نے — ہمچو فرعون مرتضع کردہ ریش — بر تر از عیسی پرید از فرد ریش
گیدڑون کی نسل سے پیدا ہوا — اوز نسل شغال مادہ زاد — در خم کاے دجا ہے او فتاد
جب نے دیکھا اُسکا جا سجدہ کیا — ہر کہ دید آن جلوہ باش سجدہ کرد — سجدۂ افسونیان را رد بخود

وہ معاست اگر گدائے بود ور ملک
سجدہ و تعظیم سے جو کرتی خلق
گشت سنگ آن گہ ازو بدرد ورق

تھا وہ گو عمر بھر اک مفلس گدا
دے مجھے تو مال کی حق سے دعا
تو نہ سجود و از تہیتر اے خلق

جان سے خدمت کروں مخلوق کی
وہ دعا مقبول اسکی ہو گئی
خواہ بیق الفت گرد بھی تامل

اسکی طاقت خلق سے جو بڑھ گئی
وہ دعا عاجل سے فراش ہو گئی
آن دعا بیش مستجاب مدور

مال جو اسکا سانپ ہری پر جفا
ہیں قبول اے سجدۂ خلق از خدا
شد فراموشش دعا از رشاد

ہائے اے فرعون ناموسی کمر
تو نہ گیدی لاف طاؤسی مکن
وان تبعمل سجدۂ خلق از دست

جو کہ طاؤسوں کی جانب جائے تو
عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
تو شتالے بیع طاؤسی مکن

سوئے طاؤسان اگر پیدا شوی
پر جلوہ بر سر و ریت زوند
عاجزی از جلوہ و رسوا شوی

سوئے ہاروں چوں طاؤس تھے
سر نگوں افتادی از آلات
پر جلوہ بر سر و ریت زوند

تیری ہوئی ظاہر بڑی سوائی
نقش شیری رفت پیدا شد عقب
سر نگوں افتادی از آلات

محک کو سیکھی قلب سا کالا ہوا
چوں محک پیدا شد شیری نقش طلب
نقش شیری رفت پیدا شد عقب

اے سگ بد گہر تو خود حرص جو
اے سگ گمیں شہرت از دو چشش
پوستین پوش

شیر کا غرہ ترا لے امتحان
عرۂ شیرت بجو اہل امتحان
نقش شیری را بخا بخ نگان

ہے جو گمیدہ بے جمال و بے ہنر
اے شہ اہل جمال و اے ہنر
بیع بر خود ظن طاؤسی مبر

ہو کریں طاؤس تیرا امتحان
تا نماند طاؤسان کنند امتحان
خواہ و بے رونق بمانی در جہان

تفسیر ولتعرفنہم فی لحن القول

تفسیر ولتعرفنہم فی لحن القول

حق نے قرآن میں منافق کا نشان
سماتہ حضرت کو تبلایا عیاں
یک نشان سماتر از نفاق

گر منافق ہو کے خود را ہل ہوں
اسکو تو ہیچان اندر لحن قول
واشناسی مر ورا در لحن قول

جو کہ اٹھی کالبتا ہی کبھی
استحان کر تا نہ ہی تو فاش تر
استحانے میکنی ای مشتری

ہا تھہ اسپر کسیلے آ ہی تو
تا کہ تو جانے صدات نقش کو
ناشناسی رستمیں شکستہ را

ہے صدا تو لے کی اور ہی
اور تقیبوں کی صدا اور ہی
بانگ چاوش ست پیش سیر رو

اسکی تعریفیں صدا آ کر رہے
فعل کی تعریف جوں مصدر کہے
بیچو مصدر فعل تعریف کند

استحان کی بات ہو ہونے لگی
یاد آیا قصہ ہاروت بھی
یاد م آمد قصہ ہاروت زود

قصۂ ہاروت اور ولیزنا انکا اوپر امتحان حق تعالیٰ کے
قصۂ ہاروت و ماروت و ولیری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ

پہلے تھوڑا سا کہا اس قصے سے
کیا کہ ہاروت و ماروت کون تھے
چاہا کہنا اسی پر تحقیق سے
پھر کیا میں نے بات تک تعویق سے
کہ ان کی اک اسی لغزش کا ذکر ہو
تا کہ دیکھوں میں یا کسے سراغ کو
دوسرا جملہ بہت اسکا قلیل
کہتا ہوں جہاں شرح قطرہ و نیل
قصہ ہاروت اور ماروت کو
تم سنو میں بھی کلام ربی سے تو
دیتا ہے شاہد آرسی سے
اور جناب شہ کی ستائش سے
ایسی مستی رکھے استعداد حق
کہ ہیں مستی ہے پھر عرفان حق
واہ کے دو نے مستی ایسی کی
خوان انعام اس کا کیا چرخ نے دی
مست ہو اور واہ سی چیز ہے
ہا عجب عاشقانہ کرتے تھے
استحان اک وہ بے تحاشا دنی تھا
صبر اس کی کو جن نے لیا گیا
استحان کرنا انھیں ہر دو بر
اس سے کب بہت کو ہو کے خبر
آ گئے خندق اونکے گرد ایک
چاہ و خندق اونکے گرد ایک

پیش از ایں ان کا گفتہ بود و ہمارے
خواستم گفتن و ہمان تحقیق ما
گوش ہوش از ایک نفس این سو نہید
چہرہ دیگر زیبا یش تعلیل
گوش کن ہاروت را و رو نگاہ
مست بود و ناز تماشائے اللہ
انچنین مستی ست زاستدراج حق
وانہ دامش چنین مستی ز بہ
مست بود و در بہ بیداد مانند
یک کمین استحان ہا بود
استحان ہے گرد شان بر بود
خندق سیمین و پیش او یکی ست

خود چہ گویم پیکر ہزار انس یکے
تا کنون وا ماند راز تو القما
تا کہ گویم یا تواز اسرار یار
گفتہ آید شرح یک جزوے ز نیل
اے غلام و چاکران ما رودت را
وز عجایبہائے استدراج شاہ
تا ہوستیہا بد بمعراج حق
خوان انعامش چہا واگشود
بائے چہ عاشقانہ مے زدند
کہ برش چون کاہ گہ را میربود
کے بود مست راز نیہا خبیر
چاہ و خندق پیش او خوش مسلخے

مستی ہر کوہی کی دیکھنے ہے زادہ اور کہ ذا اسکا ہے کہ وہ ہے سر کوہ مقابل پر
مستی آواز دیدن ہر یاد وہ جو بتن آواز کوہی ہے کوہ مقابل

وہ جو کوہی بلند اک کوہ پے
آن کہ بر کوہی جان کوہ بلند
برد و داز نیہ خرد ہی بے گزند

تا چرے گھما تا اور دیکھے نا گہاں
تا علف چیند بہ بیند ناگہاں
بار بے دیگر ز سکر آسمان

دوسری بار سی بجلک آسمان
برکسے دیگر بر انداز د نظر
ماوہ بز بیند بران کوہ دگر

دیکھے ہے ماوہ کو وہ اس پر
چشم او تار یک گردد در زمان
بر جہد سرست زین کہ تا بدان

کود سست اپر کوہ سی کی کوہ پے
آسیخان نزدیک بنماید ورا
کہ دو دیدن کرد با لوہ سرا

کہ بدر وہ پردہ کود گھر کے ہے
آن ہزاران گرد و گز بنماید ش
تا ز سستی میل بستن آید ش

جست کی سستی سے تا رغبت کے
چونکہ بجہد در فتد اندر میان
در میان ہر دو کوہ بے امان

دونوں کو ہیں کے وہ درمیان
از صیادان بگہ بگریخته
خود بنا بش خان اور ا ریخته

خون بٹویا اسکی ہاتھ اس نے
ست صیادان ہمان آن کوہ
انتظار آن قضا ئے با شکوہ

منتظر تھے اس قضا کے واسطے
باشد انما صیدین ز انچنین
ورنہ ہے جالاک چست او تیز رو

ورنہ ہیجا لاک چست او تیز رو
رستم از چہ با سرو سبلت بود
دام شہوت ہین قید مرد و زن

دام شہوت ہین مقید مرد و زن
دام پا گیرش ہمین شہوت بود

مثل ہے ہستی شہوت کو چھوڑ | اونٹ ہین کر ہستی شہوت کو چھوڑ | ہستی شہوت ہین آمد شتر
ہستی شہوت ہے عالم ہین کری | آگے ہستی ملک کی ماخوری | پیش ہستی ملک شد ہستہان
آنکہی ہستی انکی ہستی تو رہے | جانب ہوت رہ نوا ہش کرے | او بشہوت التفاتے کم کند
سانہ کھایا آب شیرین آب شور | خوش شہ ہو ہوسیتی آنکھوی نہر | خوش او بود خوش چون من بنوشد
آسمانی نہ کا اک قطرہ گرے | جان کو ہیم ساتی ہیتا ہے | پر کند جان را ز ہر دو ساتیان
ایسی ہوہین پھر ملک ہستیان | اور روحون کو جا الا ہستیان | وز جہالت روحہا ہا پاک را
کہ رکھین اس سی ہوں امید ہے | ہم مری کو توڑ اس عالم کے ہی | کہ ہیچ نے دل پران ہین بستہ اند
بس سوا اُنکے کہ نا امید ہین | جز مگر آنہا کہ نومید اند و دور | ہیچ مغارست نخفتہ در قبور
نا امید اب دونون عالم سی ہوے | اور کانٹے بے نہایت بو دیے | نا امیدی ز ہر دو عالم گشتہ اند | خارہائے بے نہایت کشتہ اند

تمنا کرنا ہاروت و ماروت کا زمین پر آنے کی — تمنا کردن ہاروت و ماروت آمدن بر زمین

کہتے ہستی سے ہم دا ستترا | پانی بر ساتے زمین پا پر سا | بز مین باران بہا ہے چو سپنج
ہم بچہاتے اُسے ہم کی جا ہین جا | عدل انصاف عبادت او زخا | عدل انصاف عبادات و دنی
وہ یہ کہتے اور قضا کہتی کہ ٹھیر | ہوا م نہان تیر سے کمر تیں پر | پیش پایت ام ناپیدا ہے ست
جانہ گستاخ اب بالا کے دام ہین | جانہ اندھ کہ بالا کے دام ہین | ہین مران گو رانہ اندر کو بالا
بالا در ہڈی سے پر بھارا ستا | رہ نہین پاتا ہی پائے سالکان | مے نیابد راہ پائے سالکان
بولا حق کہ بندگان بار وفا | شی کو لا شی تیغ قہری نے کیا | بسکہ تیغ قہر لاشی کرد شی
پا پر نہ جیسے کانٹون ہین چلے | چلتے آہستہ زمین پر ہین سدا | ہز ہزین آہستہ میرا تند ہیون
یہ قضا کہتی تھی لیکن بند تھے | عاقل و دانا تامل نکر سے | جز بہمل فکر ہر پر ہیز کار
گر دیا ہی بند کان او ر نکھ کو | کان اُنکے بس حجاب جنس سے | بست بود اندر حجاب ش شان
جز مہنیت کون کھولا ہے شم کو | پر سوا اُسکے کہ جو ہیچ ہی دو | جز مگر آنہا کہ از خفتہ رستہ اند
جز عنایت کون روکے شم کو | جز محبت کون روکے شم کو | جز محبت کہ نکشاند چشم را
جان کہنی یہ جد بے تو فیق ہو | کم ہو کنکنی سے جو سو خر مین مو د | جد بے تو فیق خود کس نہ مباد
ہونہ کو لی جد بے تو فیق ہات | بیان یہ اب واللہ اعلم بالصواب | وز جہان واللہ اعلم بالرشاد

خواب بین دیکھنا فرعون کا نزول موسیٰ علیہ السلام کو و زدید کرنا اُسکا — خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام او دیدار کردن آن

بیت ۹۵ بے توفیق فرعون کا تھا جو ۔۔۔ جو کہ وہ سیتا تھا پھنچا تھا وہ

تھے منجم عہد میں اُسکے ہزار ۔۔۔ اور معبر او ۔ ساحر بشمار

اُسنے دیکھا آتا ۔ وہی کا عجوبہ ۔۔۔ کرے ہی ملک فرعون کو خراب

پس معبر اور نجومی سے کہا ۔۔۔ کیسے شومی خواب کی موقوف ہلا

بولے ہم تدبیر سب اسکی کریں ۔۔۔ راہ بند ہم پیدا ہونے کی کریں

رات وہ پھونچی کہ پیدا جسمیں ہو ۔۔۔ رائے اُن فرعون نے سوچی وہ

کر دیئے ہیں تم نکالو تخت شاہ ۔۔۔ سوئے میدان صبح سے کر رُخ نگاہ

پس یہ فرمایا کہ کر دو آشکار ۔۔۔ تم منادی شہر کی اہل کار

الصلائے جملہ اسرائیلیان ۔۔۔ شہ بلاتا ہے مکان تک دوان

تا دکھائے منتہی ہو وہ نقاب ۔۔۔ تحفہ احسان مکی ہو ثواب

ان سیہ رُخ سے ہے دور بی جوتی ۔۔۔ ذاجازت دیکھنے فرعون کی

گر مقابل راہ میں آجائیں دو ۔۔۔ قاعدہ اُنکے لیے پٹ ہوں نو

قاعدہ اُنکا نہ تھا فرعون کے ۔۔۔ وقت اور بے وقت دیدار سیر

چو برادر اُن کی تعمد میں تھے ۔۔۔ تا نہ دیکھے شخص برادر بے رہے

دیکھ لے شخص کو اگر مجرم ہو وہ ۔۔۔ اور سزا بدتر ہے اُس شخص کو

تھی اُنھیں حرص لقا جمع متع ۔۔۔ گر یہ ہیں ہر دو فیما منع

میدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلہ نہ پیدا ہونے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

بہمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلۂ منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہر محلہ میں منادی بس گیا ۔۔۔ اور گلی کوچہ میں سنے کی ندا

لے اسیرو جانب میدان چلو ۔۔۔ طالب دیدار شاہ منشا ہو

مژدہ اسرائیلیو اب جی جوٹا ۔۔۔ تھا سبک مشتاق تو دیدار کا

اُس غضب سے سب جو بر شاہ ہیں ۔۔۔ راہ لی میدان کی لے کے اُس آن

کھا فریب ہر یک کو ہے بھاگ جلا ۔۔۔ ہو کے جلوے کے لیے آراستہ

تا کہ دل بھر کر کے دیکھیں یار کو ۔۔۔ خاصیت دیتا ہی کیا دیدار کو

شد منادی در محلہ ہا روان ۔۔۔ بانگ سیر دکو بکو شادی کنان

کلہ ہائے سیران سوئے میدان گرد ید ۔۔۔ گر شنشہ دیدن او جو دست سپید

چون شنید آن مژدہ اسرائیلیان ۔۔۔ تشنگان بودند بس شتاق آن

زین خبر شتند جملہ شادمان ۔۔۔ راہ میدان بر گرفتند آن زمان

حیلہ را خورد ند و آنسو تا فتند ۔۔۔ خویشتن را بہر جلوہ ساختند

تا رود آنجا ببیند روے او ۔۔۔ تا چہ خاصیت دہد دیدار او

ہر چہ او مے دید آن نیکو بود ۔۔۔ ور معبر بود ساحر دیو بود

آنکہ زو عون ملک شد از خراب ۔۔۔ چون بود در فن خیال اخواب شوم

راہ آنان را بہر رہزن بر زنیم ۔۔۔ تا میدان شب کہ سوے ما بجوان

اے آن دیدند آن فرعونیان ۔۔۔ سوئے میدان بزم دولت بادشاہ

کہ منادی میکند از ہر مکان ۔۔۔ شاہ مے فرماند شما را آن زمان

بر شما احسان کند بہر ثواب ۔۔۔ وین فرعون ستوری بود

بہر آن یا سے بخندد بر او ۔۔۔ گر نشاند بر بہ در پیش او

یا سہ آن بہ کہ نہ بیند ہیچ سیر ۔۔۔ بانگ چاؤشان چو در نہ شنید

ور نہ بیند رد بے آن مجرم شود ۔۔۔ بود شان حرص لقا سے متنع

حکایت تمثیل مین

ایسا ہی تھا اک رئیس جلیل جو
مصریون کو جمع اپنی جانب کرو
جسکا مین ملک التجار نام ہو
اور پاس اس رئیس کے اک دن گئے
جبکہ آ کر کہتا وہ یہ سب سے مین
اسطرح یقین ہے جو جمع آ کر ہو سے
یہ تو شوق ہی نے سوئے بانگ نماز
پہلے اسکے کہ وہ صوت کہلے بانگ
بانگ وہ دیوانون تمام جمع ہو سی
گر یہ طلب مین کل کو نہ آئے گا
بحر مین گوہر مین ہو سنگ کے
خوش مین کر کے اسکو بیدار کرنیوالے
جو ہمارا یا تمھارا ہمسایہ
بولا اے سب کچھ تمھارے واسطے
ہو گے سب جانب بیابان روان
گر تو چاہے ایک سو مہمان پر تیرے

بولا وہ صوفی مین ہوں تم ایک کرو
جسکا مین ملک التجار نام ہو
اور پاس اس رئیس کے اک دن گئے
آ کر خواجہ جہان یہ ہے گوشہ نشین
ماہ مین ٹکی گر دنیا مین کرت
داعی اصلیہ کا نہ رکھتے تھے نماز
ان مکان شیطان کے اس کمر تھے
تا نہ کوسے بانگ لا الہ کان مین
مدر صوفیون کی ہو گی دعوت تو
تو وہ شیشہ ہے جو ہے سنگ کے
ہو گے سب جانب بیابان روان
منعم اور نوازندگان وہان
ہو عطا بخشش تمکی شاہ نے
آج کی شب سو رہو تم سب کے پاس

گئے طمع سے باہر اک اک سر سبز
از غرض غافل بد و مند بیخبر
حکایت در تمثیل

تھے غرض سے غافل اور تھے بیخبر
ور طمع فتنہ پیرون سر سبز
همچنان کانجا مغفل جاہلان
مصریان را جمع آریدہ بطوع
ہر کجا بانگ مصے بے جمع آمدند
ہر کہ مے آمد بگفتا نیست این
تا مبین بیشہ ہمہ جمع آمدند
شومی آنجا سوے بانگ نماز
دعوت کارشان آنجا کشید
بانگ دیوانشان معطا جان تمام
گر گرایان طاس اندوزیست
در شکم خواران تو صاحب ابجو
قوم را آمد سیان تنگ ماست
از پگہ تا جانب سیدان روان
روے خود نمود ہمہ دشان بیش آمدند
گرد وادی ہمہ بخشش شما باد
بعد زان گفت آنجا آن تان
پاکش دادند کہ خدمت کنم

گفت مے چو کیم کسے از مصریان
آوازہ آید کہ مے چو کیم بہ کف
در بر آن میر کیک مے شدند
مین در آخواجہ در این خشت نشین
گرد ون ایشان مبان جملہ زدم
داعی اصلہ را نبود نمازی نیاز
اندر زکہ شیطان ای رشید
اینگہ دیو بانگ منتالیت گوش
در شکم خواران تو صاحب ابجو
قوم را آمد سیان تنگ ماست
از پگہ تا جانب سیدان روان

پھر لوٹ آنا فرعون کا سیدان سے طرف شہر کے خوشی سے سبب تفرقہ بنی اسرئیل کے عورتون اپنی سے شب حمل مین

شاہ تو تا شب خوش موتا ہوا
خازن عمران سکی تمنا مین تھا
بولا اے عمران تو اس رہ پہ سو
بولا ستا ہون تری گاہ پہ
عورتون سے حمل کی شب مین جدا
شہر مین آیا وہ ہم راہ شاہ
اور نہا ہم صحبت عورت سے نہو
اور نہ چھتا ہون بجز تو اور سے

بازگشتن فرعون از میدان بہ شہر شادمان از تفرقہ بنی اسرئیل از زنان شان در شب حمل

شہ شبانگہ باز آمد شادمان
خازنش عمران ہمانرا مقتدش
گفت چسم ہم در این رگاہ تو
کامشبان حمل است و دلدار زنان
ہم بہ شہر آمد قرین صحبتش
ہین مرو سوے زنان بہر صحبت مجو
ہیچ نامد نیشم بجز تو مخواہ تو

ایک سر خیال سے عمران تھا — پردہ دل اور جان تھا فرعون کا — بود شد ان ہمزاد سر سلیمان — لیکن از فرعون دل لبریز جان

خون عمران کے نہ تھا انعام کا — خون فرعون جہنم میں گرتا تھا — لئے زمان بردی کہ او عصیان کند — آنکہ خوف جان فرعون آن کند

دل میں کہتے موسیٰ یہ تقدیر تھی — پردہ خود کو خود بخود لے حال او — لیک آن خود بخود جزائے حال او

صحبت کرنا عمران کا مادر موسیٰ سے اور حاملہ ہونا مکالمہ — جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ و حاملہ شدن او

شکیبا اور سو گیا عمران جان — نیم شب کہ آئی زوجہ بہ سامان — شہ پرنیت و بران در نگاہ فضت — نیم شب آ بہ پیش نفیہ بہ جنت

لیٹ کر کرنے لگی بوس و کنار — خواب سے اسکو جگایا زینہار — زان پرواز فنا بو سید آن پیش — بر جہانیہ شش جہات نور شد

وہ جگا عیرت کو دیکھا خوش خرم — اب سے اسکے سب تھا وہ چو سبا — گشت بیدار و زن دیدہ خوش — بوسہ باران کرد لب بر لبش

بولا عمران کیسے تو آئی ہے — بولی میں حکم خدا و شوق سے — گفت عمران این راہ چون آمدی — گفت از شوق و تمنا آمدہ ام

مرد نے اسکو بغل میں لے لیا — خود بہ خالب دو دانے میں ہوا — ورشد پیش از یکہزار و صد بدر — بر نیاید با خود آن دم صد بشر

سو کے ہم صحبت ہا منی ہے — بولا اسے زن یہ کلام آسا ہے — پیش گفت طفل نہ زان این نگار — یست فرد

تو کو پیٹ حمل سے پیدا ہوئی ہے تو — شاہ ملک سکے کہ کہنہ بطے ال — آنچہ بر سنگ نزد آتشے

برسا میں تو زمیں پر سی جات — حق ہم شہ شطرنج ما او ہم تو — من چو اسم تو زمیں حی ثبات

شاہ ہے تو جان پر دوات کو — جا نے ست ہم تو ذرا نفسوں تو — نات و پرواز شاہ و فن ان سو رس

جس سے یہ فرعون ذرا تا ہو ہی — بست ہوا سد ہم چو ہمت تھسکی — انچنین فرعون مے ترسید او

وصیت کرنا عمران کا زوجہ اپنی کو بعد صحبت اسکی کے — وصیت کردن عمران جفت را بعد از جماعت با آن

کچھ نہ انما سے تو لے پیدا — مجھ پہ تجھ پہ تا نہ لائے سوداء — تا نیاید برسن تو صد حزن

آخر آثار اسکے پیدا ہونگے — جو علامت پوچھتے ہیں جان سے — چون علامتہا رسد ای نازنین

اس گھڑی میدان سے بھر فرہ ہا — آتے ہیں ملکوت سے بطلا ہرا — سیر سید از خلق و بے شد بر ہوا

شاہ اس ہیبت سے باہر آگیا — پا برہنہ کہ یہ کیا ہے غلغلہ — پا برہنہ کاین چہ غلغلہ ہاست ہاں

ڈر نا فرعون کا شور و غل کی آواز سے — ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

شور و غل کی سیاہی میدان میں — جسکے ڈر سے بھاگتے جن و دیو میں — از سو سیدان چو بانگ مث غریو — کز نہیبش میرد سہ تنے و دیو

بولا عمران شہ کی برکت عمر مین
شہ کی بخشش ہے مین کرتے شادیان
بولا یون ہی ہوگا یہ لیکن مجھے
اس صدمے نے جان کو متغیر کیا
کب تھی عمران کو یہ قیمت تمامکے
رات بھر شہ باسرا ندرد و زنا
ور روزہ کے وقت جیسے جامہ
سر گھڑی کہتا تھا اے عمران مجھے
کر دیا ہے بیقرار اُن شور نے
زوجہ عمران کی جو عمران سی ملی
جو پیمبر کو رسم مین آئے ہے
قوم اسرائیلیان شہ سے ہین
اُٹھتے ہیں بجانے تالیان
وہم واندیشہ بہت کچھ کہتے
اس غم واندوہ سے بوڑھا ہوا
صحبت زوجہ کو اپنی شاہ سے
پیش ہے آمد پس مے نوت شہ
ہر زبان سے گفت اے عمران مرا
اُسکا تا پہنچ یہ جلوہ کسے

گفت عمران شاہ ملا عمر باد
از عطائے شاہ شادی می کنند
گفت باشد کاین بود داو لیک
این صداے جان مرا تعبیر کرد
زہرہ نے عمران سکین کہ تا
صبح دم کہ آفتاب نے اپنا منہ دکھایا
ہر گھڑی کہتا تھا اے عمران مجھے
جون زبان عمران عمران خوانیلے
ہر پیمبر کو در آید در رحم

قوم اسرائیلیان نواز شاد
رقص مے آرند و کفہا می زنند
وہم واندیشہ ہر یکرا دونیک
از غم واندوہ تلخم پیر کرد
باز گوید اختلاط جفت را
جملہ شب ہمچو حامل وقت زاد
سخت از جا بردہ ست یعنی مرا
تا کہ شد ستارہ موسیٰ پدید
نجم دیگر چرخ گردد منتجم

پیدا ہوا ستارہ موسیٰ کا آسمان پر اور چلا آتا ہو کا میدان مین
پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو بنجمان در میدان

یہ ستارہ چرخ پر جب پیدا ہوا
دن ہوا بولا کہ اے عمران تو جا
جا کے میدان مین کہا عمران نے
ہر نجومی سر کھلا اور چہرہ چاک
اہل ماتم کی طرح اُنکی فغان
بولے داڑھی نوچیں منھ زخمی کیا
بولا خیر اب ہے کیسا شور حال
عذر لانے اور کہا کہ ایسا امیر
یہ کیا سب ہنسنے دولت ہوئی خراب
شب کو تارہ اُسکا ظاہر ہو گیا
تارہ روشن چرخ پر کھے نبی
دل مین خوش عمران از زادہ فلاں
خود کو عمران نے کیا پرسش
آپ کو لا علم کر کے وہ گیا
اور گیا دیوانہ سادہ رو برو
اور باتین سخت وہ کرنے لگا

اور بکر و اندھا ہین فرعون کا
اور خبر شرع نہ غل کی ہے یہ بات
شور یہ کیا تھا سا سلاطین نے
اہل ماتم کی طرح ڈالے خاک
تھی گریہ کی آواز شہر تمام
خاک سر پر چون آکھون نے بہا
بہ شگونی دیتا ہی ہیبت سال
کر دیا تقدیر نے ہمکو اسیر
دشمن شہ ہست ہوا آبے تاب
آسمان پر اژدہا اپنا کھلا
اور ہم رو درد کرین وا ویلا
کوشتا سر کو کر آہ و الفراق
گفتہائے پرش خشم و جنگ خود

بیت الحزن یعقوب

اب کہ نمکیو کیا اور تریش رو
دوسری صورت سے کھیلے زرکو
خویشتن را ترش غمگین ساخت او
نزد بائے با گونہ ناخت او

بولا یہ ین نے شاہ کو دھوکہ دیے
فی خیانت لب سے قاصر ہوے
گفت شاہ ار راست گفتید
از خیانت دز مطلع نگفتید

جانب میدان بھاگا رشاہ کو
شہ ہما سے کی جگر دی آرد
آبرو نے شاہ ما را نگہ دارند

ہاتھ سینہ پر رکھا تیوم نے
شاکی فارغ کر ین ہم رنج سے
دست بر سینہ زد نہ مردانہ

تر تلف آخر ہوا اور کار خام
حال فرعون سے کہا آکر تمام
عاقبت زر با تلف شد کار خام

جو سنا غصہ سے منھ تر ہوا
اور غصہ سے طاب نکو کیا
چون شنید این قصہ دیو سیاہ

پس کہا نکو کیا اچھا خایو
میں تمھیں بنکا و نکا فی اس ہو
گفت ایشان را کہ این ہا خیالات

خود کو میں نے مسخرہ ین دیکھا
مال یار دشمنوں کو بس دیا
خویش را در مضحکہ انداختم

یا ین نکل سر نیلیو اچھے تلے سب
تعو نون کو پنچھوڑ آج سب
آگاہ اشتب جملہ سر نیلیاں

یس کیا مال بر باد و کار خام
یہ کر یہون کا ہوا کرتا ہے کام
مال رفت آبرو د کار خام

بر سون خلعت اور وزیر نیا
اور سا ہی سلطنت کو کھا یا
سالہا او را ر وخلعت مے رسید

اسلیے کہ ایسے وقت سخت مین
سوچ کر کے ست د کار ی رین
از برائے آنکہ در روز نبرد

یہ تھا ین سے راستے ہتھیار و خوم
تم ہو ہا جا ین اور سکا اور شوم
راستے تان این بود در جنگ خوم

تکلو پھا ڈون در حلا دون کے مین
اور تمھا سے کاٹون کے دکان تین
من شمارا بردرم آتش زنم

مین تمھین ایسے نیزہ آتش کر ون
عیش باقی شہ ہین خوشی کر ون
من شمارا ہیزم آتش کنم

جینے د کر کے بولے سب کہ ایسا خوب ہے
ہم پہ گر غالب ہوا کب زیبد
سجدہ کردند و بگفتند خوب بود

جینے تو بر سون کر ین دن بلا
وہم حیران ا سے جو جینے کیا
سالہا دفع بلا ما کرد او ایم

بھولے ہم حوا سکا طی ہو گیا
نطفہ اسکا رحم ادر مین پڑا
نطفہ اش مسجود و محرم اندخزید

روز میلا دیس کو اسکی کر ینگے یاد
ہم نگہ رکھینگے اے شاہ قبا د
ما نگہدار یم اے شاہ قبا د

یاد ہم رکھینگے دن میلاد کا
تا نہ بھولین ہو نہ ظاہر یہ قضا
نگذرد فوت و نہ جدا یین قضا

گر نہ رکھین یاد ہم سکو نا
ہے خلاف ہوش تیری رہگا
اے خلام را سے تو انکار بش

تو مہینے تک دو دن گنتے رہے
تا نہ تیر حکو دشمن کش چلے
نا نہ بر تر تیب حکم خصم و فن

جو کوئی حکم تضا سے بس لڑے
اپنا سکھا نے نگو نساری رکھے
سر نگون آید سر خود را خورد

لا سکان پر جو سکان حملہ کرے
خون کرے اپنا بلا کو صل لے
خون خود ریزد بلا ہا را خرد

آسمان کی جو زمین دشمن بنے
شور ہو ئے سر بلا کت مین رکھے
شورہ گردد سنبل ہر مرگے بزند

نقش جو نقاش سے پنجہ کرے | اپنی داڑھی سے کوئی کنگھی کرے | نقش با نقاش پنجہ کے زند | سلیمان در ریش خود بہری کند

بانا فرعون کا میدان مین زنان بنی اسرائیل کو کہ جو منی جنی تھین بسبب کر کے | خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را کہ تو را سیدہ بود ندسوے میدان ہم جہت کر

بعد ثلثہ تو تخت کو شہ نے لیا | سوے میدان اور جواہر نما
پھر منادی شہر مین کہنے لگا | اے زنو تم بھی اٹھا فائدہ
اے زنو با طفل میدان مین چلو | شاہ کی بخشش سے تا تم شاد ہو
جسطرح مرد و زن بیا یا پارسال | شاہ سے ہر ایک نے خلعت لیا
آج کے دن گو تمھارا بخت ہے | حسب خواہ پاؤگی ترشاہ سے
عورتون کو خلعت و دینار ملے | اور کلاہ زر ملے اطفال کو
جس کسی نے اس مہینے مین جنا | گنج پائے شاہ سے اور خانہ
عورتین با طفل سب باہر گئین | شاہ کے خیمہ ملک خیمے خرگہ تکین
شہر سے تو زنان با تمکین | سوے میدان کر غلغل ہو تھین
عورتین گرد ہوگئین سب کے جا | ماں سے سب لڑکون کو اُنھون نے لیا
کانا سر کو احتیاج اُسکو تھی | تا نہ پیدا ہووے دشمن دین کی

بعد ثلثہ شہ برون آورد تخت | سوسیہ لڑکان بر مثال نخلہا رُست
بادِ گیر شد منادی سوے شہ | کانیزنان کز دہرے یا پیدہ
اے زنان با طفلگان میدان روید | تا ز بخششہاے شاہ آن شوید
آنچنان کہ یار مردان آرسید | خلعت و سر کرسان ایشان رسید
مہتر نامزد و زر اقبال شماست | تا بیاید ہر کہ چیزی کہ تمنیست
مر زنان خلعت و صلت دہد | کودکان را ہم کلاہ زر نہد
ہر کرا اولین ما زائیدہ ہست | گنجہا گیرد ز شاہ مکرمین
آنچ نان با طفلگان سوے شہ اند | شاہ دان تا خیمۂ شاہ آمدند
ہر زنے نوزادہ ہیرون شد ز شہ | سوے میدان فاخل آمد ستاھر
چون زنان جملہ بدر گرد آمدند | ہر بہ بود از زندہ مادر رستہ ند
سر بریدندش کہ نیست احتیاط | تا نزاید فتنہ و شر فساد

پیدا ہونا موسیٰ علیہ السلام کا اور آنا سپاہیان کو تولی کا | بوجود آمدن موسے تے غم و آمدن عوانان بخانۂ عمران و وحی آمدن بہ مادر موسیٰ علیہ السلام

جون عمران نے تقاضا موسیٰ جنا | اُنھون نے چنان چھپان اُس مین کیا
بعدہٗ اُس مکر کے جو کہ کیا | عورتون سے دیکھ کر گلا کر لیا
کہ زنان نگاہ اُسنے جا بجا | بھیجی جاسوسی کی خلط سر ملا
دیکھی خبر آ کر میان کی طفل ہے | لے گیا میدان مین ہم دم سکے
ایک سے کہہ چہ مین ہے حسن دا | طفل اک لکھتی ہی پر سن ہو شیار
جو تباہی آئے بھیجا طفلان | اک تنور اندر بہ حکم جاودان
آئی اُس صورت کو وحی الصمد | ہے پسر نسل خلیل الصمد سے

چون زنان عمران کہ موسیٰ کا تھے | دائمی رنج پیدہ زان آشوب و درد
بعد آن مستان کہ آن سگ بازنان | کرد و گیر مین چادر و آن زنان
آنچ زنان قابلہ در خانہا | بہر جا سوسی فرستاد آن دغا
عمر کرد ند شک اینجا کو کی ست | مادر او سید ان کہ رو بہم شکست
اندرین کوچہ کی نجا نے ست | کو دو کے دارد و لیکن پر دلی ست
چون عوانان آمدند آن طفل را | در تنور انداخت از امر خدا
امر آمد سوے زن از داد و گر | کہ ز اصل آن خلیل ست این پسر

فرعون کے شعلہ زن ہونے یعنی جلوۂ نفس اشرکتا ہی کہ تیرے نفس کو سامان فرعونی ہیں ہی ورنہ جلوۂ یہی نفس مانند فرعون کے کرا کو کیا پیسے ازدہا افسردہ ہو کر

جو کما ہے تو اب حلال ہے — ایک بھی پورا کھانی وہ کد سے — کچھ گفتم جملگی احوالست — خود بگفتم صد یکی انمادہ ست
گر کہین تجھ سے تجھے دست بدھے — اور نہ گر کہین قصہ یہ تجھے — گر زنو گویند دشت ست ایں رہ ست — مرد رہ گیر آن نسازد بہ ست
کرتا ہے تجھے نفس لعین — دور کرتا ہے تجھے بس یہ قرین — چہ خرابت ہے کند نفس لعین — دور ہے نزدیک ہے خود ہاتھ مین
زخمہ یہ ہا کل مین تیری نفس کے — پر تو ہی مغلوب اپنے ہوس سے — ایں چرا صحبا ہمہ نقش ست — ایک شاہ اوبر جمال ست ست
ہیز فرعون نہ تیری آگ کو — رکھے قوت مثل فرعون کہے نہ دو — از آنکہ چون فرعون او باغی ست — تا شتلت را سیز مرز فرعون ست
نفس کے گلخن کو ہیز مت نہ ترسی — ورنہ چون فرعون شعلہ زن رہی — گلخن نفس ترا خاشاک ست — ورنہ چون فرعون او ہلاک ست

حکایت ایک مارگیر کی کہ اژدہاے افسردہ کو مردہ جانا اور رسی مین باندھکر بغداد مین لایا

حکایت بارگیرے کہ اژدہاے افسردہ را مردہ پنداشت و در رسنہا بستہ و بچیدہ بہ بغداد آورد

بیان حکایت کرتے ہین تاریخ کو — یک حکایت بشنو از تاریخ کو
مارگیرے رفت مندر کوہسار — مارگیرے رفت مندر کوہسار
آگہ پکڑے مار فسون سے بھلا — تا بگیرد او بافسونہا ش را
گر کوئی دیوانہ یا ہشیار ہے — گر ازان دگر ستانند بود
ڈال ہاتھ مندر طلب کے دہانہ — کہ طلب مندر راہ نیکو رہبرست
ہو دے انگڑائی اگر ہووے دلاور — سگ او مینگر دراورامی طلب
گاہ کاٹے گاہ چپٹے سے تو — بوے کردن گیرد سگ بوے شد
اپنے اژدر کو کہا یعقوب نے — جستن یوسف کند یعقوب نیز
ہر کوئی الاش مین ہر سو گیا — ہر طرف رانہ بشکل سگ شد
بولا یا رہ خدا یا تیا سگو — ہمچو گم کردہ پسر رو سوے سگ شد
جاؤ تم جس سے تو یا ان کی رہ — از رہ حس ہان بویان شوید
کر کے تم دریافت مردہ جان کو دو — پر ہی سان دگانی جانی ہند
آئے جس جا پاؤ خوش بیجاؤ بو — ہر کجا بوے خوش آید بو بریم
دیکھو جس جا تم ایسی لطف کو — ہر کجا لطفے بہ بینی نر کسے
ہین یہ نمرین اک بحر دریا کی سبب — ایں ہمہ جو با زور سیاست رشت
خلق کی زشتی ہی خلق کے لیے — ریشہا آخلق ہر فوجی ست
خلق کا غصہ محبت کے لیے — خشمہا آخلق ہر مہر ست
اور جفا ہی بس وفا کے واسطے — از جفاے خلق امید وفا ست

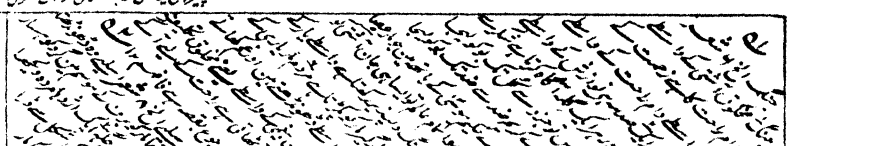

جنگ خلق ہمہ آشتی کنید اسطے
واہ رابت کار ہیچ مکنید اسطے

ہمچو ہر یک صد خلوش نیچ لیے
مرگیاں آگہ کرے ہیچ مکنید اسطے

جزت کل اک بو کو نیچا کی کریم
نسمے ضد تاک کو نیچا ہیم

دست موسیٰ ہین ہوا جو اعصا
جا عالم کو توجان ایسا بھا

آشتی کو جنگ سکھے دلپذیر
ما ریاس کے لیے لے اگیر

ما مرد و دھوئے بھی لیے
مصالے خوہ ہے بھی کے واسطے

اسلیے اک کو دھوئے دستا خوان کو
برف کے موسم ہین گرد کو دو

اژدہا کا مردہ دیکھا اگ نگہا
کہ دیاں سکا سکل کے سکی دیا

مار گیر اس موسم سرمے ہین جا
وھونڈھتا تھا ما دیا اژدہا

ما گیر اک مار پکڑے اس لیے
تا کہ حیران خلق ہو اون سے

آدمی ہے کو دیکھوں فنون ہر
کوہ ہین ہوا گیہون حیران ہے

خود کو کہ پچانے سکے آدمی
آیا فروفی سے اور کھے گی

ہمچو ازران آدمی نے آپ کو
اس سیگہ ری چو خود طلب تھا

سیکڑون ما رہے اس حیران ہے
کس نے حیران زدہ واپس آ

مار گیر طوس اژدہا کو لا مدکر
سکو بندہ دا یا حیران ہوون شہر

اژدہا کو جوان ستون تھا کھینچتا
تا کہ پیٹے دلیہ ہین ہر اگ سکو جا

اژدہا کو مردہ اک لا یا ہون مین
اور سکا اسکے مین کی پیچ شش

جانتا تھا ایک وہ مردہ اسے
تھا وہ زندہ جانور زندہ اسے

برف اور سردی ہی افسردہ تھا وہ
جیتا تھا پر صورت مردہ تھا وہ

عالم افسردہ ہی نام اسکا جماد
جامد افسردہ ہی ہیں سب اوستاد

شعر ناخورشید محشر ہو عیان
تا تو دیکھے حرکت جسم جہان

جون عصا کے سوہی ارانس جا ہوا
عقل کو ساکن ہے اگہ کر دیا

تیرے پارہ خاک کو زندہ کیا
چاہیے سب خاک کو اب جاننا

اس طرح مردہ کو حرز ہین وہ
بان خش اور روان پر گوہند ہین وہ

ہی جاری ہوا دھر سے بھیجنا
مار ہوتا ہے ہماری سو عصا

۱۳۹

جنگ خلق ہمہ آشتی ست
واہ رابت کار ہیچ مکن ست

ہمچو ہر یک صد خلوش نیچ بود
ترزبان مہر نوازش آید

جزت کل اک بو کو نیچا کی کریم
بوے بد زجزو تا کل کریم

دست موسیٰ ہین ہوا جو اعصا
چون عصا دست آشکار شد

آشتی کو جنگ سکھے دلپذیر
جنگ ما نے آشتی آرد دریں

ما مرد و دھوئے بھی لیے
ما رسے ما جو یہ آوے

اسلیے اک کو دھوئے دستا خوان کو
او بھی بستے کے شکر نہ

اژدہا کا مردہ دیکھا اگ نگہا
اژدہائے مردہ دید آنجا عظیم

مار گیر اس موسم سرمے ہین جا
کہ گیر اندر شدند ستان شدید

مار گیر اک مار پکڑے اس لیے
مار گیر از بہر حیرانی خلق

آدمی کو دست چیزے مشتبہ
خود شیفتہ ہی نشناخت مسکین آدمی

آیا فروفی سے اور کھے گی
خود شیفتہ آدمی زان فروخیست

ہمچو ازران آدمی نے آپ کو
عجب از ان ادمی حیران ست

سیکڑون ما رہے اس حیران ہے
کہ گیر آن ژدہا را برگرفت

کس نے حیران زدہ واپس آ
اژدہائے چو ستون خانہ

سکو بندہ دا یا حیران ہوون شہر
گماشتہ ہائے مردہ آوردہ ام

تا کہ پیٹے دلیہ ہین ہر اگ سکو جا
او ہمی مردہ گمان بردش لیک

اور سکا اسکے مین کی پیچ شش
اندر سرما بدیں افسردہ بود

تھا وہ زندہ جانور زندہ اسے
عالم افسردہ ست نام جملہ

جیتا تھا پر صورت مردہ تھا وہ
باش تا خورشید محشر آید پدید

جامد افسردہ ہی ہیں سب اوستاد
چون عصا دست آشکار شد

تا تو دیکھے حرکت جسم جہان
پارہ خاک تا چون زندہ شد

عقل کو ساکن ہے اگہ کر دیا
مردہ زین سیکہا ندران حرز زندہ اند

چاہیے سب خاک کو اب جاننا
چون ازان سحر شان مستند سوے

بان خش اور روان پر گوہند ہین وہ
آن عصا گردد سوے اژدہا

مار ہوتا ہے ہماری سو عصا

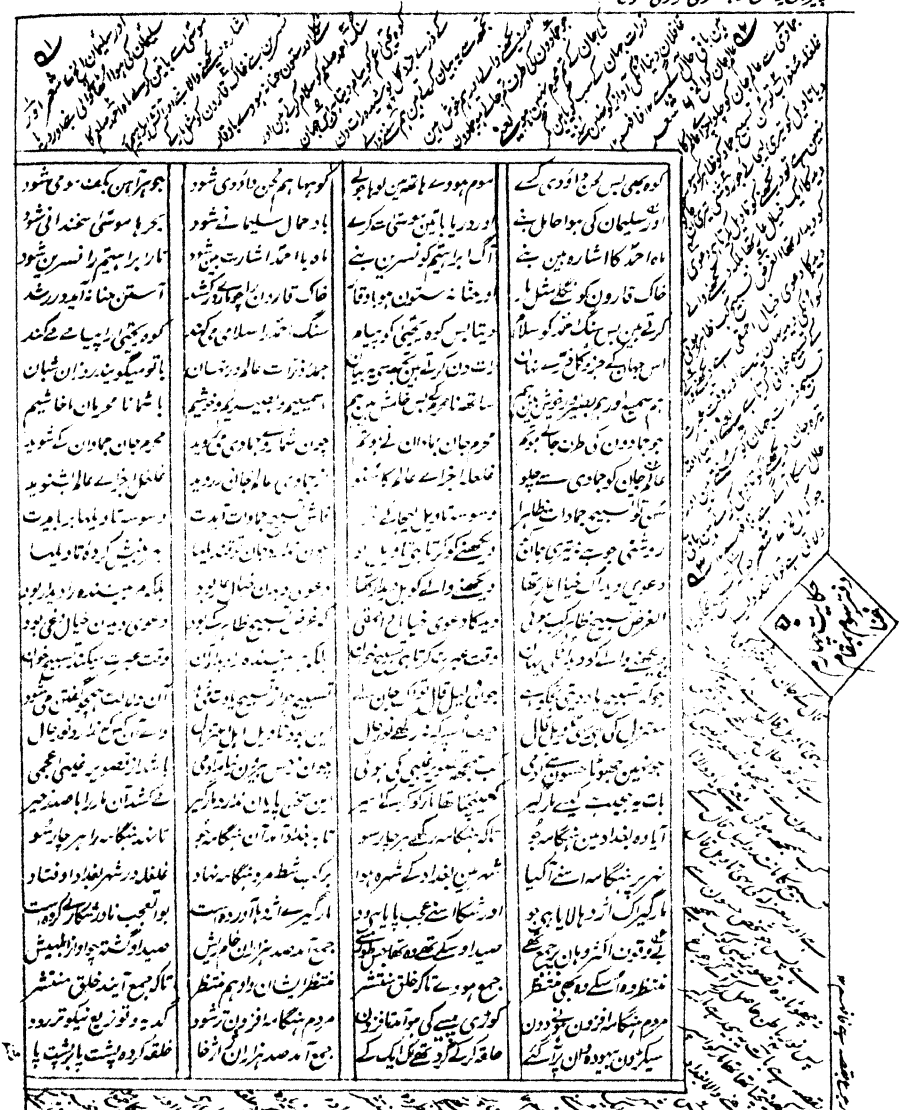

مثل گرد جامہ ہر حلقہ کہ یافت
عورتوں سے مراد اندر دوام

ذوق گندگی جسدم کجا تا پیدو
اژدہا افسردہ تقلب برپشت

اور بند ھا تھا سر پہ سو سختیوں
انتظار و محبتی اور دیر ست

شور و غل اور درد فریاد خلق
گرد ہا سکو خور شید نے

مردہ تھا زندہ ہوا وہ اس فنی
مثل سب کے سب سے مردہا سکے

ہو سکا حیران شور و غل کرنے
ٹوٹے وہ بند تھے اشوب ست

بند ٹوٹے نکلا ہو کے دلیر
بھاگے یوں لوگ جس گھستے ہوئے

مار گیر ہوش سیوں ان شکار ہو گیا
بھیڑیا بھی نے بکایا گرگ کو

کھا گیا اس مرد کو وہ اژدہا
اور لپٹا اک ستون پہ وہ ہا

شہر چھوڑا اور بھاگا اژدہا
نفس تیر اژدہا مردہ ہے کب

گر ملے اسباب فرعون کا اسے
جو کہ وہ فرعون کو پیدا کرے

اژدہا کیسا ہوا ہو بھی فقر
برف محرومی مرے کھا اژدہا

تا ترا افسردہ رہے اژدہا

حلقہ کردا و چو خود گرد عرش
مدد را از زن خبر نے از دعا

چون ہمی مرد قہ جنباند اد
اژدہا کز مرد پر انمرد بود

بست بود ش یا پسند تا محیط
در دل تنگ و اتفاق انتظار

در نیا بد سوے وفغان ہیشمار
امانت بتان ما خور شید عراق

تافت از اعضا ے او خلط سرد
اژدہا بر خاست چیخ دین گرفت

گشت شان ان یک خر صد پارہ
ما سکان را بخشت گنجتید

من شکست ان خانہا ی بافتہ
بندہا بگسست و پرہا شد ز بیم

در نہایت بس خلائق کشتہ شد
گیر تر تر چاشنی گشت

گرگ بیہودہ کرد آن کو رمش
اژدہا یک لقمہ کرد آن گبر را

خویش را بر شعبہ چیہ دست
شہر خالی گشت و از ژدہا براند

نعمت اژدہا ست کو را مرد ہست
گر بیا ید آفت فرعون را

آنکہ او بنیاد فرعونی کند
کرم گشتہ این ژدہا را درست

اژدہا را دار و در برف فراق
تا فسردہ می بود آن اژدہا

ہمچنانکہ بہ پرستان کنیش
رفتہ در ہم چون قیامت خلق عام

مے کشاند و اہل جنگ و گلو
زیر پہ گوبہ پا ی پر دو بود

حفیظ طے کرد بود تا آن حفیظ
اور یا ہو سے و فغان ہیشمار

امانت بتان ما خور شید عراق
لفت از اعضا ے او خلط سرد

اژدہا بر خاست چیخ دین گرفت
گشت شان ان یک خر صد پارہ

ما سکان را بخشت گنجتید
بلرزہ می لفت چاتا چاق بنہ

اژدہا ے زشت غران ہیچو شیر
از نہایت دو گشت کاں ہیبت شکند

کہ چہ آرد ہوس نگسار و زشت
نعمت ہا دان سوے عزرائیل خویش

سہل باشد خون خوری ہیچ را
استخوان خود را ور ہم شکشت

سگ گبر گردار ہیا بان برشکند
از غو ے آنے افسردہ ست

کہ با مرد ہی رفت آب جو
راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند

بخشت گر دو زال و جاہ صعقر
بین کشش زدا بخور شید عراق

نقد را رے جو او یا مرجات

بات کرا سکو بیوا یسی بات سے	رحم کم کردہ نہ تیر یار سے	بات کن او را وا یسی شوز مات	رحم کم کن نیست ارزہا مل صلات
کہ وہ گری شمس شموت کی کرے	اور چیگاڈر ساہ وار نے لگے	کان تف خورشید شہوت پرز نم	وان نقاش مردہ رنگیت پسند
مارا سے اندر جہاد و قتل کے	مردوار اللہ جزاے اصل دے	می کشم او را در جہاد و در قتال	مردوار اللہ سوے کیب الوصال
ارذلہا کو جو کہ لایا مردو	اور محبت میں کیا خوش آپ کو	چونکہ آن مردا ژدہا را آورید	در ہوائے گرم خورشید آن مجید
اس لیے ظاہر وہ فتنے ہوگے	جو کہ ما میں بے وہ اس کے تھے	لاجرم آن فتنہا کرد اے عزیز	بیست چندے اگہ افتیم نیز
تو طمع رکھے کہ اُسکو بے جفا	خود بند ہار کھوں یا ژدو فا	تو طمع داری کہ او را بے جفا	بستہ واری مر روقار رو در نہ فا
ہر کسی کو یہ تمنا کب ملے	موسیٰ ہو کہ ا ژدہا کشتہ کرے	ہر کسے را ایں تمنا کے رسد	موسیٰ می باید کہ ا ژدہا بکشد
خلق صد ہا ا ژدہا ہیں سکے سے	بھاگنے میں مرگئے افسوس سے	صد ہزاراں خلق ا ژدہا آمد	در ہزیمت کشتہ شد صد اے و اے و
اور طمع سے کر دیا خود کو خراب	لعنۃ یا اللہ علیہ بالصواب	ور طمع ہم خویش را برباد داد	گفتہ شد واللہ اعلم بالشداد

بیان ہدایت کرنا و دھمکانا و سوال و جواب کرنا فرعون کا ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

بیان پاسخہا و تہدیدہا و سوالہا و جوابہاے فرعون با حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ست

بولا فرعون کیسلیے تو نے کلیم	خلق کو مار کر کھا پر خوف و بیم	گفت فرعونش چرا توام کلیم	خلق دکشتی وانگنی ہی بہ یم
بھاگنے میں خلق بس تجھسے گری	بھاگنے میں مٹھو کریں کھا کر مری	ور نہ ہزیمت از تو افتاد خلق	در ہزیمت کشتہ شدند ایں ق
اسلیے مردم ترے دشمن ہوے	مردو فرزند اپنے کینے بس تجھسے کھے	لاجرم مردم ترا دشمن گرفت	کین تو در سینہ ہمہ رو در گرفت
خلق کو تو نے بلایا پھر گئی	اس خلافی سے وہ حاجز ہو گئی	خلق را ے خواندی بر عکس شد	از خلافت مردوں نیست بد
میں بھی تیری شر سے گر پہنتا ہوں	فکر اس بچنے کی تیرے کرتا ہوں	من ہمہ از شرت اگر پس بگریزم	در مکافات تو در یکے می نرزم
چھوڑ تو اسکو کہ دھکا کھا جلد وے	یا کرے اک حرکت پیرو مجھے	دل ازیں بر کن کہ لفر بنی مرا	یا بجز فے بس رہی گودم ترا
تو بناوٹ اپنی پر غرہ نہ کر	اور دل مخلوق میں کھا ہی ڈبکی	تو بدان غرہ مشو کہ لساختی	در دل خلقان ہر زمن تو اختی
سو بنائے ایسے پر سوا ہو تو	خوار ہو تو سخرہ و غوغا ہو تو	صد چنیں آری ہمہ رسوائی	خوار گردی مضحکہ غوغائی
تجھے سے کار ایمان کشتے تھے	سیرے آخر شہر میں سوا ہوے	ہمچو تو سالوس بسیاران بُوند	عاقبت در شہرہا رسوا شدند

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو از راہ ہدایت کے کہ اسکو کرتے تھے فرعون را در تہدید کہ با او ے نمود

بولا لاحکم حق میں شرکت نہیں	حکم گر مارے میں فی تا ہوں نہیں	گفت با امر مقلم شرکت نیست	گر بریزد خونم امرش باک نیست

۴

وصی اور شکا ہوں اس میں ہے حق
بیان پر سوا پاس حق کا ہوں آپ
ایضی مرشکا کروں میں ہے حق

نزد خلوتیات خوار و ستمند
نزد حق محبوب مطلوب پسند
پیش خلقان خوار و زار و شرمسند

بات اک کہتا ہوں میں بہر تجھے
رو سیاہ اندر محشر میں کرے
از سخن میگویدا ایں ہے خدا

عزت اسکی پاکی فاعلون اسکی کمی
آدم ابلیس سے لے آگہی
عزت آدم ابلیس ہے نشاں

شرح حق ہے انتہا ہے بیحق
گر زبان کو بند دو تا اب تو قلم
شرح حق پایاں ندارد ہم بحق

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور مہلت چاہنا چالیس روز کی موسیٰ علیہ السلام سے

پاسخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن تا چہل روز از موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام

بولا فرعون سے ورق اسود ہوئے
ہاتھ میں فرد و دیوان ملک کے
گفت فرعون ش نبشتہ است

اہل عالم کیا بقبضہ مجھے
عقل سب عالم سے توڑ کر رکھے
در فرد دیوان و حکم ما نیم ہم راست

موسیٰ تو تو ہے سیاہ خود کو جا
ست ہو خود میں نگاہ بھلا
موسیا خود در میں بین برو

جمع لاؤ ان ساحران دہر کو
اور دکھلا ان سے تو معجزہ کو
جمع آرم ساحران دھر را

ایک دو ان میں نہ جگر اچھا ملے
مہلت بچالیس دن کی مجھ کو دے
این نخواہد شد بروز ہا دو نے

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو

جواب موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را

بولا موسیٰ نہ اجازت ہے مجھے
بندہ ہوں مملکت میں کیسے دخل
گفت موسیٰ مر او را دستور نیست

گر تو غالب ہے نہ یہ پایہ ترا
بندہ ہوں حکمی ہوں مطلق کا ترا
گر تو چیرہ نہ ہ نہ پایہ ترا نیست

سمجھو اور دن ہے تک نہ دیر نہیں
میری نصرت بندہ گو بندہ ہوں میں
می زنم با تو بحد تا زندہ ام

مار و نمین ہے تک نہ دیر نہیں
دشمنی ست و دگرے و شمن خدا
من چگارہ نصر تم من بندہ ام

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور وحی آنا پیش علیہ السلام پر

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن بہ موسیٰ علیہ السلام

بولا فانی نے مجکو مہلت چاہی ہے
غمزہ کم کر مت تو بیہودہ بک
گفت فانی فی مقتم یا بد نہاد

حق نے یہ بھی اس سے مہر نہ کی
مہلت سکوے بر ای او رحمت ست
حق تعالیٰ وحی کرش بر زبان

مہلت اب چالیس دن کی دے اسے
سوچ سمجھ کر تا ہر طور سے
این چہل روزش بہ مہلت بلیغ

تا کرے کوشش کہ میں نا قابل ہیں
کہدے جا تو میں نے راہ میں بند کیں
تا بکوشد او کہ نہ من فتنہ ام

ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل
نیز رد کو پیش رہ بگرفتہ ام

اور کے سب ملعون کو بس میں تو رہنے دے	وہ زیادہ جو کرے میں کم کروں	حیلہا شان اہبہ پر بہم نرم	دانچہ فرماید سن بکم نرم
آپ والے تو میں آتش کو بجھا	خوش جو وہ کھیلے تو میں خوش کروں	آب را زاری سن آتش کنم	نوش خوش گیرد سن تا خوش کنم
جو محبت باندھے وہ میں توڑ دوں	جو نہ آئے وہ ہم میں کروں	مہر بپوندند من ویران کنم	انچہ اندر وہم آید آن کنم
تو نہ دُر دولت سے اسکو بیٹی بڑی	گو سپہ لائے کرے حیلے کری	تو ترس حیلش رسد در راز	گو سپہ گرد اردو صد حیلت بساز

حیلت فی موسیٰ علیہ السلام الخ	حیلت داون موسیٰ علیہ السلام فرعون انما ساحران الخ		

بولا آیا حکم موت سے تجھے	میں ہو جاتا تو جا آفات سے	گفت مرا مد برو حیلت ترا	من بجایے خود شدہ پستی بلا
وہ گیا اور تو بھی پیچھے چلا	دانا کتنا جس طرح صیاد کا	او ہمی شد ما ہمی آمد عقب	چوں سگ صید و استخوانی کم مجو
وہ بلا تا جوں سگ صید و دم	رینہ کرتا سنگ کو وہ زیر دم	چوں سگ صید و استخوانی کم مجو	سنگ را امی کرد یگ لذیر سم
سنگ و آہن کو وہ دم میں کھینچتا	ظاہر آہن کے ٹکڑے جا بتا	سنگ و آہن را بدم در می کشید	فردمی خائید آہن را بدید
اور ہوا میں موتا تا بالا چرخ	بھاگتی تھی سب قوم دد و درک	در ہوا سیگرد خود بالا چرخ	کہ ہزیمت دید زو بی دست و برگ
جہاں شتر وہ جھاگ منہ کی الٹتا	خون بگرتا قطرہ جس پر ڈالتا	گفتہ اندانت چیست ایں کار و کام	قطرہ بر گر می زد شد جذبہ دام
دانت کی آواز سے دل ٹوٹتا	او ہوتی جان شیراں کی ہوا	نعرہ مندان ز دل می شکست	جان شیراں سیہ مشد مست مست
جبکہ آئے قوم موسیٰ مجتبا	اُسکا پھن پکڑ ہوا وہ چھو عصا	چوں بقوت خود سیلان گفتہ	شد مدق و گر بنیت بازار عصا
تکیہ کرتے کرتے کہتا اعجب	ہو گیا خورشید کوہ اندر غروب	کہ مبادا بے گزاردمی گفت اعجب	بیش از خود شید و پیش تر مغرب
اژدہے کو دیکھ کر وہ سیاہ	وقت ہیں میں فتاب مہ نگاہ	تا بجنبی جنبشے بنمایدیں سیاہ	عالمی را بر فتاب اندر شتگاہ
کان و آنکھیں بند کھلیں ہوں جہاں	اس نظر بندی سے حق سوگند ہوں	چشم بازو گوش بازو زبان بکہ	خیرہ او مد در چشم ہندوی خدا
آگے انکے لے گیا یہ اوہام مے	یہ بہار خیالے اور گل ہیں وہیں	من ز ایشاں فہم ترا ایشاں ہمہ	از ہبا خالی نیشاں ای من سمن
پانو پھولوں سے میں تھے دیوا	وہ ہوا سنگ آب انکے سامنے	پیش شاں بر جستہ جاد جیش	سنگ شد آبش بجنبش آن فریق
ہانپتا کانپتا ہوا وہ پھر اسی	نوشتہ بنیاد اور گل ہر اک کا فنا ہوا	دشتہ کا استخوان بردم پیش	ہر گلی چوں فکر شت نوشت ریش
تھا نصیب جان بخود خوشیاں بود	با خود و گم کس طرح خال ہو	آن نصیب جان بخود خوشیاں بود	چونکہ با خویش آمد پیدا کی شود
تا کہ بیداری میں دیکھو خواب کو	خفتہ بیدار یا بد پیش ما	تا بہ بیداری بہ بیند خواب ہا	
تا نہ سوئے فکر لے باندھا گلو	دشمن دین خفتہ شد فکر خلق	تا نہ خسپد فکر تا بیند بحق	
کھا لے حیرت فکر اور ذکر کو	حیرتے باید کہ رود فکر را	خورد حیرت فکر او ذکر را	
پیچھے صورت پہلے معنی کو لیں	ہر کہ کاہل تر بود او دور تر	او بصورت پس بہ معنی پیشتر	

راجعون ہوا راجعون گفت جوع لسان الحال

جبکہ گاگر کو لی اور چلا پنگھٹ سے پھرے — جون پلٹ کی سی گاگر کو سب — گاگ واگرد و خانہ رود

آگے ہو بیڑے پہ دلنگاں جو پہنچے ہے — لب پہ بڑھنے لگے کی پیچھے ہے — پس فتد آن ہر کہ پیش تنگ بود

جتنے بیڑے یہ کہ بیڑا ہے کہتے ہیں — فضلکہ الرجعی جوہ لعاصین — ضحکہ الرجعی جوہ لعاصین

ہے کوہ جاتا ہے ہیں ہنگ ہو تا ہے — نخر لو دیکھ ذرہ اتنے تنگ — فخر لو دانہ در خیر نہ تنگ

دل کو واں سے ہے نہ یہاں ہوتا ہے — ہے سے راہ وہاں آگنج ہے — از رنج راہی ست پنبلق تا فرنج

ہیں دو واں سے کسی کی ہے ہی ہے — کیونکہ یہ واں سے ہے طریق — تا نکہ ایں فرش نماند مطوی بتیق

خوف مر یا رہ یہ ہے ملک رہ ٹیڑھے — کیونکہ رہبر ہے کی ہر اک شاخ ہے — تا نکہ ہر فرعی بصلش رہبرست

کس لیے یہ علم سیکھا ہے ہر سے — علم کب عامل کا پاسکے — دانش بہر آنکہ دانا راہبرست

ہیں سے ہمرہ تو ہے ہو ہے — ہے سینہ پاک کر جا ہے — نالد ان علم لدنی بے برد

آنزوں اسبا بقوں ہے ہو ہے — ہے تیر پر پلے ہو ہے لطیف — گوش بباید سینہ دانان پاک کرد

سبو ہو گر چہ پیدا نہ ہوں ہوا — اسباب پہلے کہ وہ مقصود تھا — وقت کشتن تو پیش آہنگ باک

جون ملائک کہ تو جہل سیکھا — با تھ تیر کہ ہے علم تو سیکھا — ز شجر سابق بود سیوہ لطیف

کہ تو اس کتب میں تو اجاڑ پر — مشق آخر تو ہو تا ہے اسے — اول ست اوز انکہ او مقصود بود

گرنہ تو مشق صور ہو اندر بالا — نے کہا واللہ اعلم بالعباد — تا بگیرد دست تو علمتنا

نے ہو یہ ہے ہو ہے ہو ہے — کہ ہے سکی ہے ہو ہے — ہمچو احمد ترے از نور مجے

کب جگہ پھر تو میں لکھے ہیں گنج — اسطرح ادت ہی ہوتی ہے ہیں گنج — کم نہ و اللہ اعلم بالعباد

دل کو اس تنگ محل ہی ہو ایک — تو تہ تا ہی بگو ڈر ب اسے ایک — از ترا ہر سوئے قبیل آمد فرج در زیر رنج

آتش عشق کا شکا ستو ہے — تا کہ کو چھاڑے وہ نور رہنے — ہر نہاں کہ بر دہ نور ز روز

اسطرح ہے ہو چو ب شکا تے — جس طرف ہے سوا آ یا تجھے — کاین سو والی مدار ان سوم ترا

خانہ بہ خانہ دل شہرہ ہمہ — تا بہ لا شرقی و غربی ماہ ہے — تاب لا شرقی و غربی ازیں ست

تو اور ہے ہو ہے ہو ہے — اسی کہ معنی کو کیا دھونڈھ ہے — اسی کہ معنی چہ ہیچ کس صدا

ڈھونڈھ او ہے کہ تو ہے — ذکر یار ہی میں جھکتا ہی کو — مشوی در ذکر یار بی دو تو

وقت مرد و مرگ جھکتا ہی کو — در و تیر جو کیا پھر خیبر — چونکہ در دت رفت چونی عجبی

وقت محنت کے تو بس اب تھکے — جو گئی محنت کہ کان راہ ہے — چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

درد و غم کے وقت یاد اسکو کنے
جبکہ خوش ہووے تو بھیجے ارمغاں ہے

اسی سبب سے یہ کہ حق کو ہے شبہ
جبکہ عقل و ہوش میں ہووے فتور

عقل جزو کی دگر ہیراں ہے
گاہ و ناگاہ اور گہ ہووے حضور

لے تو حیرت ہے عقل و ہوش کو
عقل کُل امین سکو کو ہے رہے

تو نجی راہین اگر پالے ذرون
جانکہ خوارزمی مین بخارا کو نہ تو

اہل عقل اسکے ہین لایعقلون
عقل جزوی راہ بین بخارا کی ہے

ہر سخن مین جو ہوا مین مبتلا
بس حکایت سے حکایت مین پھنسا

پیچ قصہ پیچ عدم مین لیکی کیا
تا ثقاب ساجدین مین ہوم ہوا

نے حکایت ہوتی پیش مرد کار
وصف حال او ہی مقصود بود

حرف قرآن کو سا سطر اولین
چونکہ ما و جہل نے ازراہ کین

لا سکان کہ نور حق اسمین نہان
ماضی مستقبل و حال اسمین مکان

تیر ہی نسبت ماضی مستقبل ہے
دونون مین کہ چیز کو جانی کہ دو

ایک تن اسکا پدر سیر پسر
زید کو پھت نہ زید کو ہند بر

نسبت زیر و زبر دو سے ہوا
ور نہ پھت کہ چیز ہی تو جان لے

مثل اسکا کب مثل ہے سخن
معنی تو سے ہے تنگ چشمان

نہر بے اسپ تو اب کو بند
بے ادب ساحل ہی پہ تشنہ

بات یہ بے انتہا ہے لوٹ جا
جانب فرعون کر گیا سنے کیا

بھیجنا فرعون کا طرف شہر دیکے ساحرون کی طلبی مین

جبکہ خوش ہووے تو بھیجے ارمغاں ہے
جبکہ عقل و ہوش مین ہووے فتور

گاہ و ناگاہ اور گہ ہووے حضور
عقل جزو کی دگر ہیراں ہے

عقل کُل امین سکو کو ہے رہے
جانکہ خوارزمی مین بخارا کو نہ تو

عقل جزوی راہ بین بخارا کی ہے
اہل عقل اسکے ہین لایعقلون

بس حکایت سے حکایت مین پھنسا
ہر سخن مین جو ہوا مین مبتلا

تا ثقاب ساجدین مین ہوم ہوا
پیچ قصہ پیچ عدم مین لیکی کیا

وصف حال او ہی مقصود بود
نے حکایت ہوتی پیش مرد کار

چونکہ ما و جہل نے ازراہ کین
حرف قرآن کو سا سطر اولین

آن اساطیر اولین گفت خلق
لا سکان کہ نور حق اسمین نہان

لا سکانی کہ ز روئے فرض ہست
ماضی مستقبل و حال اسمین مکان

ماضی و مستقبلش نسبت تیست
تیر ہی نسبت ماضی مستقبل ہے

یک تنی از او پدر ما را پسر
دونون مین کہ چیز کو جانی کہ دو

نسبت زیر و زبر شد زین کس
ایک تن اسکا پدر سیر پسر

نیست مثل آن مثالی است این سخن
نسبت زیر و زبر دو سے ہوا

چون لب بحر ہست سکاب بہند
معنی تو سے ہے تنگ چشمان

این سخن پایان ندارد بار کرد
بے ادب ساحل ہی پہ تشنہ

جانب فرعون کر گیا سنے کیا

فرستادن فرعون بمدائن در طلب ساحران

چون شمسی خوش از مطلع صفات تما
ور زمان وی دو فرمان داد خوش

ہر کہ بشناسد بود او محرم ران
این زان نامد کہ حق را ہمگان

گاہ پوشیده و گہ بدیده حبیب
آنکہ عقل جملہ جہان ہست حبیب

عقل کلی ہمین زیب السنون
عقل جزوی گاہ فیر گہ بگمون

ور بخواری نی بخار اہی بسر
عقل بفروش سر حیرت بخر

ساکنان محفلش اہل عقلون
تا بجائی آدمی ور گریا بی در دون

کز حکایت امکانیت نشانہ ایم
ما چو خود را در سخن آغشتہ ایم

تا تامل یابد اندر سا جدین
من بعد ما انسانہ کرد مو دہنین

وصف حال است و حضور یار غار
این حکایت نیست پیش مرد کار

حرف قرآن را بدان آثار نفاق
آن اساطیر اولین گفت خلق

ماضی مستقبل و حالش کجاست
لا سکانی کہ ز روئے فرض ہست

ہر دو یک خمیر مایہ ندارش وجود
ماضی و مستقبلش نسبت تیست

با مو زیرزید در عمران زبر
یک تنی از او پدر ما را پسر

سفت سوی خویش کہ چیزست کس
نسبت زیر و زبر شد زین کس

قاصر از معنی تو حرف کہن
نیست مثل آن مثالی است این سخن

بے لب ساحل ہی تشنہ بحر تند
چون لب بحر ہست سکاب بہند

سوی فرعون مرتع تاپہ کرد
این سخن پایان ندارد بار کرد

بوگیا موسیٰ فقط فرعون را
بس طلب سنے مشیرن کن کیا

مجتمع ہو کر کے اراده ہوے
وہی ہر اک نے رائے اپنی فکر سے

آخر اُس بامان بے سامان نے
رائے دیکہ اب تباہی راہ اُسے

کہ لے شاہ بامان مرغ مرا بڑھا
ساحرون کو جمع کر جلدی بلا

ہین ہماری سلطنت مین ساحران
سحر مین ہر ایک ہی فرد زمان

ہی صلاح یہ مصر کی طرف سے
جمع آنکہ کر تو شہ مصران سے

اہل سر او مشورت را پیش خم اند
چونکہ موسیٰ باز گشت و واند

ہر کسی کز وی غرض نکرد روا
مجتمع گشتند و بنشستند پا

رای ہیچش در نہ کرد و نش ہمون
عاقبت بامان بی سامان مین

ساحران را جمع باید کرد زود
گای شہ صاحب نظر چون غم فزود

بہر یکی در سحر فرد و پیشوا
در ممالک ساحران داریم ما

جمع آرد شان شہ و مصران مصر
مصلحت آن ست کز اطراف مصر

بھیجے اُسنے آدمی اطراف کو
ساحرون کو تا بلا کر لائیں وہ
اور بھیجا دوم فرستادوان زمان
در نواحی بہر جمع جادوان

جسطرف تھے نامور ساحر جہان
بس بچو اُس سمت کو وہ بے زیان
ہر طرف کہ ساحری بُد نامدار
گرد تر تر آن سوئے اودھد کار

جو کہ تھے مشہور ساحر و جہان
سحر اُنکا ماہ کے دل مین زدان
دو جوان بودند ساحر مشتہر
سحراایشان در دل ہر مستمر

ماہ کا دو دو صد تھے تھے جوان
مبعثہ شکے پر سفر کرتے ہر آن
شیر دو شیدہ زمہ فاش آشکار
در سفر یارفتہ بر خمی سوار

شکل اک کھا دی کی کر کے دھرے
ناپ کر کے پیچ دیتے جلد دو
شکل کر پاسی نمودہ آفتاب
او بہ پیمودہ فرد شیدہ شتاب

دام دیتے شتری آگاہ ہو
پیٹتے حسرت سے پھر فسار کر
سیم پردہ مشتری آگہ شدہ
دست از شدت بہ رخسار بدہ

ایسے ہی دون مین بہت استاد تھے
اور نہ تھے مرد ری یکدو سے
صد ہزاران ہمچنین ہر جادوئی
بود و استاد نمودہ چون روئی

جبکہ پہونچی اُنکو یہ پیغام شاہ
کر بلا کر تمسے ایسے کا شاہ
چون بر ایشان آمدین پیغام شاہ
کز شما شاہ است اکنون چارہ خواہ

اسلیے کر آئے ہین درویش دو
شہ کو گھیرا ہوا ہے اُسکے قصر کو
از پی آنکہ دود درویش آمدند
بر شہ و بر قصر او سوکب زدند

پاس اُن کے کچھ نہین ہی چارہ عصا
حکم سے ہو قادر اُنکے اژدہا
نیست با ایشان بغیر یک عصا
کہ ہمی گردد بامر شں اژدہا

شاہ و لشکر جملہ عاجز ہو گئے
مردان و آست سبہ ہین ہیچ چیز
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
زین دو کس جملہ بافغان آمدند

چارہ جوئی کے لیے ہمکو یہان
شاہ نے بھیجا تھا آپ ان پان
چارہ جویان بندہ درپیش شما
شاہ آن ارسال نمود ست تا

دفع اُنکے مین علاج اب تم کرو
گنج ہے داس عرفان اُسکے بھرو
چارہ سازید مر ورا رفع شان
گنجہا بخشد عوض شہ بیکران

دونون ساحرکو بپا کر دیا
دل مین اُنکے بس پڑا خوف و رجا
آن دو ساحر را چو ایشان پنجاہ داد
ترس و مہری ہر سہ را بر ہم نہاد

بحقیقت ایک جنگ نے ہر دو کی تنگی کی
سر بکھا لا فون پہ حیرانی رہی
سر بزیر افتاد و اندر شگفت
ہر سہ را بر فتاد و اندر شگفت

ہے داستان اُنو صوفی کے لیے
حل مشکل کو دو زا سحر ہے
حل مشکل اودذا نو جادو دست
چون دبیرستان صوفی آنموست

جانا اُن دونون ساحرون کا باپ کی قبر پر اور پوچھنا اُسکی روح سے حقیقت موسیٰ علیہ السلام

رفتن آن دو تن ساحر بر سر گور پدر و پرسیدن از روان او حقیقت موسیٰ علیہ السلام را

بعثہ بولے کہ اے ہمارے باپ تو
گور بابا کی ہمین تبلا دے تو
بعد ازان گفتند اے مادر بیا
گور بابا کو تو مارا رہنما

گور بتلائی نہین وہ کھو گئے
تین روز نے شاہ کی خاطر کیے
بروشان بر گورا و بنمود راہ
پس سر زدہ داشتند از بہر شاہ

بعثہ بولے کہ اے بابا ہمین
شاہ نے پیغام بھیجا ہے ہمین
بعد ازان گفتند اے بابا بیا
شاہ پیغامی فرستاد از وجا

کر کیا ہی تنگ اُسے دو مرد نے
پیش لشکر آبرو لی اُسکی ہے
کہ دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند
آبرویش پیش لشکر بردہ اند

لشکر و ہتیار نے پاس اُنکے ہی
جز عصا یہ وہ عصا آفت رہے
نیست با ایشان سلاح و لشکری
جز عصا و در عصا شور و شری

تو گیا ہے جہان پاک مین
گرچہ ظاہر مین ہے سو یہ خاک مین
تو جہان را ستان و در رفتہ
گرچہ در صورت بخاکی خفتہ

وہ اگر ہی سجدہ سے ہمکو فسحہ ۔ اگر خدا والا ہی لے جان بدہ ۔ آن اگر سجدہ ست وہ مارا خبر ۔ ور خدائی باشد از جان پدر

بھی خبر دے تاکہ ہم سجدہ کریں ۔ آپ کو اس کیمیا پر ہم کسیں ۔ ہو خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم ۔ خویش را بر کیمیا کے بر زنیم

ہم ہیں نا امید امید اک لے ۔ ہین شب ظلمت ہیں شید اک لے ۔ تا امید امید نیم امیدی رسد ۔ در شب دیجور خورشیدی رسد

لمرہی سے نیک رہ ہمکو لے ۔ زندہ در ہین کرم تا ہمکو لے ۔ از فضلا آئیم رہ راہ شد ۔ زندگانیم و کرم ما را کشد

جواب دینا ساحر مُردہ کا فرزندون اپنے کو ۔ جواب گفتن ساحر مردہ بافرزندان خود

خواب یہ بی سنے کہا را بی پسر ۔ گر نہین سکتا ہون ظاہر خبر ۔ گفت شان بی خوا کا بی مولا دین ۔ نیست ممکن طاہر ا این مر دین

امتحان کرنے کی اجازت مجھے ۔ ہر نشان از آنکہ ون بتاؤن تجھے ۔ فاش سطلق گفتم و دستور نیست ۔ لیک نا زا پیش چشم دور نیست

اک نشانی تا کہ بتاتا ہون بی ۔ ایک نشانی دو نمانم ہا شما ۔ تا شود پیدا شما را این خطا

نو نشانہ جا رتم ہو سکیجا ۔ نو نشانم چو بجائے رو بہ ۔ از مقام خواب تا ان آگہ شوید

جس گھر تی کہ سقا ہو دیکیو ۔ ون لون تا نیفتہ باشد ان حکیم ۔ آن عصا کی رہ بلکہ رہ جوید

گر نہ پاوہ وہ عصا ہیلو و گر ۔ گر نہ پاوے بلکہ وہ ہیلو گر ۔ یا بداند شیم را حائر شدہ

گر نہ لے سکتے ہو حق جل ہو ہو ۔ ور سوال حق بجا ہو ہو ہو ۔ او سوال و جلب ہو ہو ہو ہو

شرق تا غرب عون ہے ہمان ۔ حق تعالے کرتے ہے یہ امتحان ۔ سنگریزہ آیہ در حق گواہ دہ

یہ نشان سچا دیا ایمان باب ۔ لکھو یکسہ واللہ اعلم بالصواب ۔ بر تو بے واللہ اعلم بالصواب

جبکہ سنو جان جہاں ایمان باب ۔ تو کرنا چاہے سکھا رہبری ۔ سجدہ کریں ما انبا شد رہبری

سنو کہ پیدا ہا ان ہو گر کو ۔ گہ نکہ کوشش ہو گی بیکار کو ۔ چونکہ نفشان ہو جلد ساکن شود

پردہ حیوان جسکا دیوا باخدا ۔ اڑ کا کب ہاتھ تا چکنا سا ۔ اگر کی انجا سیدہ رہ کہ است

حق کرے جاوہ اڑ حق ہی او سہ دا ۔ جاودی گر کہتا ہے کو بس خدا ۔ جاودی خواہش کی آن حق را خطا

یہ نشان روشن ہے جان پدر ۔ جاودی کہ نہ ہے ست در راہ ۔ جان با این نشان قاطع ست ۔ گر بمیرد نیز نقش او فی ست

قرآن مجید کو تشبیہ دینا ساتھ عصا و ہیلہ سلامکے اور وفات
صطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دینا ساتھ خواب موسیٰ
علیہ السلام کے اور مدعیان تفسیر قرآن کو ساتھ اون ساحرون کے
مارا دو ایجانی عصا کا کیا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو سوتا پایا

تشبیہ کردن قرآن مجید بعصا و حیلہ موسیٰ علیہ السلام و وفات
مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و تشبیہ دادن خواب موسیٰ
علیہ السلام او را و مدعیان تفسیر قرآن را بآن ساحران کہ
وقا صد آن تفسیر قرآن را بآن دو سا دیچہ کہ قصد بر آن
عصا کردہ بود نہ چون موسیٰ علیہ السلام را نفتہ یا فتند

حق نے امت سے کیا ہم صحبتی کو
نعوت گر تو ہو تو قرآن بخوان
مصطفےٰ او صدقہ کرد الطاف حق
گر نہیں تو نیز قرآن سبق

جز و قرآں کا حافظ میں ہوں
بیش و کم قرآن میں کرتا فرق ہوں
من کتاب و سحر یکسا رانعم
پیش و کم کن از قرآن انعم

دونوں عالم میں ترا حافظ ہو رب
دور باشی کو ہد شیوے کردن
سر تو اندر دو عالم حافظم
طاغیان را از حدیثت راندم

بیش کو کوئی نہ اس میں کر سکے
مجھ سے بہتر تو نگہباں کرتے
کس نماند بیش و کم کردن درو
توبہ از من حافظے دیگر مجو

واں بدان خلق ترے زیادہ کرے
سیمرغ زیر پائے تیرے کھو دوں
روئے نعت را روز افزوں بینم
ناد تو بر زر و بر تقریر نم

منبر و محراب سازم بہر تو
فہر پیر جب میں تیرا قہر ہے
در شعب قہر من شد قہر تو

وہ ہے تجھ سے خفیہ نام تیرا لیتے ہیں
او بمارین مو کے مخفی پرشتے ہیں
چون نماز آرند پنہاں بیشتر

خفیہ تیرے نام کو اب لیتے ہیں
خفیہ بیں با نگ نمازے لیتے ہیں
خفیہ ہم با نانگ نماز اے فرد فنون

کانوں میں کھڑے ہیں جبریل امیں
دیں تیرا چھپتا ہی پھرتا ہے زمیں
دینت پنہاں میشود زیر زبان

میں منادی کردوں عالم میں بلند
اور مردودوں کو دوں اس سے گزند
من منارہ بر کنم آفاق را

تیرے چار شہر ہیں اے بادشاہ
زمیں تیرا ہی ہے پاکیزہ تر ماہ
گوہر گردانم دو چشم عاق را

باقی رکھیں تا قیامت دین ترا
نسبتے ہے تو ڈرا اے مصطفےٰ
دین تو گیرو ز ماہی تا بماہ

تیرے ہمسر سے جا دو ہے نہ تو
تو ہے صادق خرقہ موسیٰ ہے تو
تو مترس از نسخہ دین احمدے

اور تو قرآں ہے ترا مثل عصا
گفر کو کھاتا ہے مثل اژدہا
صادقی ہم خرقہ موسیٰ شدے

خاک کے نیچے اگر سونا ہے تو
جو عصا جاں کو کہتا ہے تو
گفر پارا در نگشد چیں اژدہا

گر چہ تو سونا ہے نیچے خاک کے
چون عصا آگاہ تیرا قصد ہے
چوں عصا آگہ بود آں مرد پاک

مدعی تیرے عصا کب پا سکے
سو تو اے سلطان تب آ سکے
تو بجنبش آ شہ بسیار تو زہ کردہ کماں

سو یا تو اے نور جان چن چن پڑے
لڑنے والوں پر کماں کھینچی ترے
قاصد ان را بر عصا یت دست کے

فلسفی اور تو اس کا جوڑ ہے
تیر مارے اس کو تیرہ پر نے
تن بجنبند نور جانش آسماں

وہ کیا اُس سے زیادہ وہ کیا
وہ کہ سو یا بخت بیدار اس کا
فلسفی او آنچہ پوشش میکنند

باقی حکایت موسیٰ علیہ السلام کی

بقیہ حکایت موسیٰ علیہ السلام

جب کہ ساحر سو گیا جان پدر
کام بے رونق بود اُس کا بتر
جہاں بابا چونکہ ساحر خواب شد
کار او بے رونق و بے آب شد

گور سے اُس کی بدر ان فنون ہوا
مصر تک وہ جلد لڑنے کے لیے
ہر دو از گوشش بروں شد مختفت
تا بصر از سر آن پیکار رفت

سر کرو اُس کلام کی خاطر گئے
موسیٰ و گھر کو تمی اُس کے دھونڈھنے
چون بصر از بہر آن کار آمدند
طالب موسیٰ و خانہ او شدند

اتفاقاً شہ پہنچے وہیں دن وہاں
سوتی نخلستان میں سوتھا جہاں
سوتا نخلستان میں ہے ہر زباں
سوتا تھا پر تھا وہ بیدِ جہاں
آئے نخلستان میں وہ دونوں جواں
عرش فرش اُسکے تعاشے پیشِ نظر
بندا سکی تا یہ تھی چشم سر
بہرِ نازش بستہ بھوا چشم سر
تین بہت بیدار چشم و خفتہ دل
اے بہ ما بیدار چشم و خفتہ دل
جبکہ دل بیدار کہے چشم سر
وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
گر ہو خفتہ کھولتا ہے چشم سر
گر تو اہل دل نہیں بیدار ہو
گر تو اہل دل باش بیدار باش
دل کا طالب ہو ولی تا شاہ ہو
دل چھپا چشمہ سات سے ناظر ترا
در دولت بیدار شہ ہے ناظر ترا
نے چھپا چشمہ سے ناظر ترا
گر شہود اہل بیدار سو تو خوب سا
گفت پیغمبر کہ خفتہ چشم من
پر نہ خفتہ ہے مرا دل تنگ مین
ہوے حضرت میری خفتہ چشم تین
شاہ بیدار و نگہبان خفتہ ہے
جان فدا اُس خفتہ بیدار پہ
وکی بیداری کا وصف مثنوی
کب ملے گر ہوں صدہا مثنوی
دیکھا سوتی کو کہ سوتا ہوا
چوری کرتا جا بجا اُسدم وعصا
ساحروں نے بس کیا قصد عصا
چلکے ہم پیچھے سے آ اُن کی اُٹھا
آئے بڑھنے کا ارادہ جو کیا
بس وہیں دیکھا یہ اُن نے یہ عصا
اسطرح پر تھر تھرایا وہ عصا
تھے دونوں تو گئے تہ در تہ جھکا
بعدہٗ حملہ کیا ہو از دہا
دونوں بھاگے اور ہراساں ہو گئے
اور لڑکے بھاگے اندھیارے
ڈر کے مارے گر پڑے نے جا سکے
آسمانی ہے یقین آنکو ہوا
جانتے تھے ساحروں کی انتہا
اسلیے علم سحر سے سیکھنا
بس ممنوع و حرام اور فی بڑا
ابعدہٗ نے سوتی آنکھیں سے گئے
کاوا نخا نے غ تک پوچا وہ لا
بھیجا سوتی پاس کہ بیٹھے ہیں وہ آ
عذر خواہی کیلیے بس کچھ ری
امتحان کرنا ہمیں الحق نہ تھا
گو مسدت ہو نہ کیسی ہی بڑا
مجرم شہ ہیں ہما را عذر خواہ
قوت خاصل الی ہو نہ کاوا آہ
عفو کر دو در گذر از ما کہ ہم
آگے سوتی کے وہ بچے رہیے
بخش دے ہم کو کیا ہے بُرا
بخشے ہے الطاف و فضل خدا

اتفاق افتاد کان ہر دو رود
پس نشان دادند شاں مر صیان
آمد آن سرو و نا فرجا نبان
سوتی نخلستان بجو نشان زبان
فتہ بود او لیک بیدار جان
عرش و فرشش ہمہ در پیش نظر
خود چہ بیند چشم اہل دل و گل
گر نہ بیند بر کشاید صد بصر
طالب دل باش در بیکار تا
نیست غائب ناظر از سرّ خفی
لیک کے فہمد ہر کہ خفتہ گاں زدل
جان فدائے خفتگان اہل دل بصیر
در نگنجد در بیان مثنوی
بہ فرو ریزی عصا کرد و نماز
گر پیش بہ میشدند نگہ بود
اندر آمد آن عصا در اہتزاز
کان و بر جا خشک نشستند دو جا
ہر دو آن بگرختند مدد سے نزد
غاظ غلطان نہ نہم اندر شیب
تا نکنی دیدہ حسد سا ران
نیست ممنوع و حرام و محن
کا رشان تا نبع جہان کہن سید
سوتی از ریے مندان
امتحان تو اگر نبود مسد
اہی تو خاصل الخاص دگاہ آہ
پیش سوتی ساجدند و توشدند
اہی تو الطاف و فضل بیدد

بولا موسیٰ یہ میں نے کہا شاہ کرام — جو گئی پر ہے تم پہ دنیا حرام
میں ہوں فرعون دیکھا نہ تم نے مجھے — عبد سے لا علاج آخر کو یار
اسطرح بیگانہ مشکل آشنا — بیگ میں تم آؤ پیش بادشا
یاد ہوں جب کچھ کہا فرعون سے — ہی مرو اطلس سے لا دو بیگ میں
بس میں ہوئی انھوں نے دے دئے — منتظر رہو وقت فرصت کے رہے

گفت موسیٰ مقصود دو امر کریم — گشت بروفق حسن جہان تا فہوم
من شمارا خود مدید ہای دہد — اعمی سازد مقصود را ضد زر
ہمچناں بیگانہ مشکل آشنا — در نبرد آسیب پیش بادشا
آنچہ باشد مر شمارا از فنون — جمع آرید از برون اندر درون
پس میں بوسہ داد و رد شد ہم — انتظار وقت فرصت می بود

جمع ہونا ساحروں کا اطراف سے فرعون کے پاس اور خلعت پانا

وہ جو آوے ان ساحروں کے درمیان — مشیخ فرعون تشریف عطا کرتا ہے ان کو
وچھاتی ٹھونکنا فرعون میں کہ چلا جب وہ آیا ہر طرف سے — مورد بستہ بر سینہ کردن و رقعہ فرعون کہ ایں کار را رونق بیار انیس

بہر فرعون آمدند آن ساحران — تا بفرمان شاہ کار آرند ہاں
بھار بھاری خلعت لے کر دینے — دادشان تشریف بیشمار بیکران
کچھ خلعت اور اسپ نقد و جنس — وعدہ با شاں کرد و ہم پیشیں بداد
بیجے کے کاوے گے جو زر استحان — بردگان سپاں و نقد و جنس زاد
کہ پھینگا پردۂ جود و سخا — گر فزوں آید امر استحان
ہم ہوا غالب بگاہ و ہو سگاہ — کہ بزد بر پردۂ جود و سخا
کوئی قابل ہو کرے اندر جہان — غالب آیم و شود کارش تباہ
کہ مکابت میں یہ پہلے رہ چکا — کس ندارد پای با اندر جہان
نور موسیٰ نقد تیرا یار ہے — کایں چکاید ہمت کہ پیشیں بہت
ڈھونڈھان وہ دشمنو کینہ میں — باید ایں و آں خصومت را برید
گو چراغ اپنے سر انور لگے — تا قیامت ہست از موسیٰ نشان
دوسرا نور اسکا کب ہے اخی — ایں سفال و ایں فتیلہ دیگر ست
کیونکہ شیشہ میں ہے امداد دوئی — از نگاہ ریشہ ست امداد دوئی
تو دوئی او جسم کے امداد سے — از دوئی و امداد جسم و مفتی
اختلاف موسیٰ و فرعون ہو — اختلاف سوسن و گبر و یہود

اختلاف کرنا بیچ کیفیت شکل اتھی کے شب تاریک میں

اختلاف کردن در چگونگی شکل پیل در شب تار

خانۂ تاریک میں اک پیل تھا — لائے تھے ہندو دکھانے کو بھلا
پیل اندر خانۂ تاریک بود — عرضہ را آوردہ بودند ش ہنود

مثل دانہ کھا کے شیر خاک کو
قوت حکمت کھا ہوا روشن ضمیر
جب کیا تونے قبول ایکا نور
جان ستارہ سیر گردون نور
اسطرح چونیت سے بست آیا تو
یاد رہے آنے کی نی تجھکو ہی
ہوش کو تو چھوڑ اسمہ ہوش
مین نہین کی ماسوا تجھی خداوندان
یہ جہان مثال نزہت ہی کرامہ
شاخ کو غصہ کہ کیون غلم تر
جبکہ چلا اور ہوا شیرین بکار
ہو جو اس قبال سے شیر جہان
ہی ہے صحبت سیر خلوت مین
دوسری چیز کرتی ہی بیان نے
تو نہین کہتا ہو اپنے کان مین
جسطرح سے خواب مین نیند ہو
خود سے سنتا ہون اپنے غیر سے
تو نہین ہے ایک آواز ہوش رفیق
وہ تو ہی خود ہے کیا کہے ہیرے رہی خواب
خود ہی وہ کیا کہے ہیرے رہی خواب
چپ ہو تا تم سنو اس سے صدا
چپ رہو تا تم سنو اسرار حال
چپ ہو تا تم سنو اس پایہ
چپ ہو تا تم سنو کہ شرح سے
چپ ہو تا جان کی تجھے بھلا

ڈھونڈھ ترک شیر قوت حال تو
نور ہے پردہ ہی ہے تو جو کہ دور
بجھ پتہ پر کرے مخفی ظہور
بے خاک ہال سیر گردون تو کرے
اک طریق آیا تو ہست آیا تو
پر کہو نکار مزاج تجھسے اخی
گوش کو کر بند اسمہ گوش رکھ
جو ہوا یہ نہین دیکھی ہیچ جان
آ سپہ جو ہین سیوہ آ ہے خام
آ ہو کی خاص میش لاغر محل تن
اشتر سیوہ نور دار سکی جہد
آدمی پر سرو ہو ملک جہان
ہین نہین ہے جہان ہے بے چون تن
ہین نہین نوع قدیم ہے کے
بوے بے غیر کچھ اسی تن
اپنے آگے آپ خود ہو تا ہی تو
خواب مین پوشیدہ سمجھے کوی
بلکہ ہی گردون اور دریا عمیق
بحر ہے اور ذرہ بنے کی سکی جا
چپ ہو واللہ اعلم بالصواب
الصلا ای پاک یزدان الصلا
بے زبانی سے کہے تو قال
جز زبان قال اے انزون ہے
لکھنے اور پڑھنے سے جو کہ دور ہے
نوح کی کشتی مین چھوڑ دیہ نیا

بستہ شیرینی چون جوب
حرف حکمت خور کہ شد لور ستیر
تا پذیرا کردی اسی جانی را
چون ستارہ سیر گردون پاک
نہ چنان کز نیست در ہستی
را ہمای آمدن یاد نماند
ہوش لیکن آنا ہوش دار
نے نگو کز ما کہ تو خانے منور
این جہان ہیچ ہی نسبت اگر کم
سخت گیری در خلا مار شاخ را
چون ازان قبال شیر شیر دان
سخت گیری تصحب خالی ست
چیز دیگر یا مد آنا گفتنش
تو نگوئی ہم گوش خوشتن
بچو ان وقتی کہ خواب اندر رود
شنوی از خویش پندار خلا
تو کی تو نیستی اے خویش رفیق
آن تو ئی رفت کان نصف تست
خود چہ جائی حد بیدار رخی خواب
دو مزن تا بشنوی ان را لقا
دو مزن تا بشنوی سر رحال
دو مزن تا بشنوی قال مزن
دو مزن تا بشنوی آن آفتاب
دو مزن تا دم زند بہر تو رد

چون نظام خوش آنت قوت مطلوب
ای تو نور بے حجب ناپدید
تا بہ بینے بے حجب ستور را
بلکہ بے گردون سفر چون کی
بین و بود چون بی ست تدی
لیک نوری با تو برخوا ہیم خواند
گوش با ہر بند نگو گوش دار
در بہاری و ندید ستی تموز
مار بہ دیدن سیوہ آہے خام
زانکہ در خامی شاید کاف را
ست گیر ستاخیار بعد ازان
سرد شد بر دی ملک جہان
تا بچینے کار خوان شاہی ست
با تو روح القدس گوید گوش
بین بے غیر ترا ہی ہم تو س
تو ز پیش خود بہ پیش خود شوے
با تو اند خواب آفت ست آن نہان
بلکہ گردد نے در دریا عمیق
فارغ ست و غرقہ کہ وصد توست
دو مزن واللہ اعلم بالصواب
الصلا ای پاک یزدان الصلا
از زبان بے زبان کم تعال
انچہ نا ید در بیان در زبان
انچہ نا ید در کتاب و خطاب
آشنا بگذار در کشتی نوح

شکل کنعان کہ نوح تھا پیرتا	کہ نہ کشتی نوح کی ہمیں چاہتا	ہمچو کنعان کا شنای کرد او	کہ نخوا ہم کشتی نوح عدو
دعوت کردن نوح علیہ السلام کافر بیٹے کو اور انکار کرنا اسکا		دعوت کردن نوح علیہ السلام پسر او و سرکشیدن او	
کہ ہمیں پیار پر چار اسکا بندوبست کرتا ہوں اور ترا احسان نہیں لیتا		کہ بر سر کوہ روم و چارہ کنم دست تو نہ کشم	
کشتی بابا ہین آ کہ بیشمہ تو	تا نہ شوی غرق طوفان ہمچو سبو	بہن بیا در کشتی بابا نشین	تا نہ کردی غرق طوفان ہمچو طین
بولا نہ ہی کیا ہمین پہ پیرنا	شمع روشن کی تری شمع سما	گفت نی ز آنرا نشا آسوختم	سن بگھر شمع تو شمع افروختم
ست کرے یہ موج طوفان ہی بلا	پیر نیوالے کے دست پا ہین لا	ہمچو کنعان کا شنای کرد او	وست پای آشنا امر فرست
ہے ہوا قہر و بلا کی شمع کش	شمع حق کے بس سوا باقی ہمش	باد قہر ست بلا کی شمع کش	چیکہ شمع حق ہمی یابد پیش
او تلا جاتا ہمان بلند اک کوہ پر	کہ مرا عاصم چہ کوہ بس سر بسر	گفت نی فرستد ران کوہ بلند	عاصمت از من مرا نیر گزند
ست کرے کہ کوہ کہ ہی بن سان	خبر عجیب ست کوہ ہمچو وہ مان	ہین کہ کج کوہ کاوہ ست این مان	خبر عجیب خویش آمد ہمان
بولا ہین تیری نصیحت کب سنون	طمع ست کز اہل سے تیر خون	گفت من کی پند تو بشنوم	کہ طمع کردی کہ سن ہین دوم
خوف نہین تا تا مجھے کہنا ترا	دو جہان ہین ہمچو سے بن نہین جدا	خوش نیاید گفت تو ہر گز مرا	سن بری ہا ر تو د ہر دو مرا
ست کرے بابا ہین ہی نا کا	نے خدا کا ہی شریک و ناتوا	ہین کمن با کہ مدد نا نیست	ہر مقدار اخویشی را غبار نیست
بس کہ یا ابتک یہ نا کر نوح ہی	نا زہ ہوں گر ہین فنا ہونی کرے	تا کنون کردی ز ما ہم نا رکی ست	اندرین ہر گاہ گیرا نا رکی ست
ثم یلیدم بولا آبا و قدیم	باپ کھتا ہی بیٹا وہ کیم	ثم یلیدم اولیدست او از قدم	نے پدر او را و فرزند و نہ عم
نا زہ بیٹوان کا اٹھا نیگا وکب	نا زبا با کا سنیگا وہ تو لب	نا زفرزندان کجا خواہد کشید	نا زبا یاران کجا خواہد رسید
نا زکم کر با ہین بیٹا نہین	نا زکم کر اے جوان با ہم نہین	نیستم من بندہ پیر کم نیاز	نیستم فرمانبر و ہمدرس تو
فر میں سنو ہر نوں شوت کو کھون	چھوڑ خاتم نا زکو لعنتا ہین ہمون	نیستم شوہر ہمہ سر سوتے	نیستم فرمانبر و ہمدرس تو
چند خضوع اور بندگی او ر اضطرار	رکھے ہیں رکھا وہین نے اعتبار	چند خضوع و بندگی و اضطرار	آنا زہین حضرت قدر و اعتبار
بولا بابا برسون یہ تو نے کہا	پھر تو کہنا جہل سے ہی اب بھلا	گفت بابا سالہا این گفتہ	بار سیگو نی بجہل آشفتہ
یہ بہت تو نے کہا ہر ایک سے	اور جو اب مر تجھے نہ بن سکے	چند از ینہا گفتہ باہر کسے	تا خواب سر و بشنو می بہی
سر دوم تیر کب ہین سے سنا	ناص کر اب کہ ہوا ہون ہین بڑا	این دم سر تو بود کہ شوم رفت	خاصہ کہ کنون کہ شمع دادا ہا و رفت
بولا بابا کیا کرے نقصان اگر	ایک بار ہی سن لے تو پند پدر	گفت بابا چہ زیان دارد اگر	بشنوی یکبار تو پند پدر
ایسی ہی کرتا تھا اسکو پیدہ	او یسا ہی تیا جواب تندو دہ	ہمچنین پس گفت او پند لطیف	ہمچنین گفت او ضعیف
پند کنعان سے نہ سا کر تھا پدر	تھا نہ اک دم کان ہین رکھ سکے اثر	نی پدر از نصح کنعان سیر شد	نی ہوی در گوش جان او پر شد

تھے نُخیبن یا تو خیبن آلِ سبع تیز
نوح بولا کہ اے شہِ دُربار
مجھسے وعدہ تھا یہ تیرا رہا
مطمئن تھا میں تری امید پہ
بولا تیرے اہل سے ایسا نہ تھا
دانت میں تیرے مجھ کو کیڑا لگا
تازہ اُس باتی تن بیمار ہو
بولا ہوں بیزار تیرے خیر سے
جانتا تھا میں تو یہ کیا مجھسے ہُوا
شاد و زندہ مجھسے ہوں محتاج نہ
متصل ہے متصل کے کیا مجال
ہو نہ جب تک تو ہی دریا حیات
نے اہل میں فانی کو تاب تو آ سکے
قبلِ طوفاں اور بعد اسکے مرا
تجھسے کہتا تھا میں یہ پیغمبر
ذکرِ عاشق رات دن یہ کیجئے
منعمہ کھنڈری سمت کی اطلاع
شکرِ طوفان کا ادا تا قائم کیا
کیونکہ بھتے کھنڈر ریت برسے
مرکھنڈر پتا ہو نہ جس قبر خطاب
تا دوبارہ نام تیرا یہ مٹوں
دوست رکھتا ہو نہ کوہ اسلیے
کوہ چھوٹے ہیں شمال سنگ میں
میں کہوں یار یہ کوہ مرا
کر زمیں کے بس سمیر تو اوسے

اندریں گفتن بُدند و سہ تیز
نوح گفتا اے شہِ دُربار
وعدہ کردے مر مرا تو بار ہا
دل نہادم بر امیدت اے سلیم
گفت او را اہل خویش است نیو
چونکہ زدان تا کرم افتاد و
تا کہ باقی تن گرد و زار و
گفت پیزارم ز غیرت ذات تو
تو ہمی دانی کہ چو نم ہا تو من
زندہ دارد تو شاد از تو خالے
متصل نے منفصل نے این کمال
تا بہا یم تو تو در یا ے حیات
تو نہ گنجے در لنا فی فکر نے
پیش ازیں طوفانی بندد میم
با تو سیکفتم بنا الشان من
نے کہ عاشق زود شب گیرد پیمن
وز سر اطلال کردہ دائما
شکر طوفان را کنون گہا شتے
زانکہ اطلال لئیم بُد بُند
من چنان اطلال خواہم ز خطاب
تا شنائے بشنوم من لم تم
ہر نبی زان دوست طرد کردہ را
آن کہ پشت شاں نکو کاح
من بگویم از مگر دیوار من
بار دیں آن بہ کہ ہموارش کنی

کرد با کنعان کو اسنے ز زیر
غرقہ کو مار الیگی سیل سکا بار
اہل تیرے ہو دین طوفان رہا
سیل نے کملی مری کی کس لیے
دیکھا نے تو نے غدیدی سیا
دانت وہ کیسے تو کرا سکو جدا
گر تپہ ہاک ہوں ہے تو نیز ار ہو
فکر کیا ہو جو کہ تجھ میں بات ہو
بیش صد صد ہوں چنیں فرزان
اور خدا بر واسطہ میں تجھ سے ہے
اعتدالی ہے بھی ہر قبیل قال
لطف سے ہم زندہ اے نیکو خصا
اہل جا سکے نہ ساتھ ہے ہی
تو مخاطب ہے جرے میں نیست ہا
گھنڈ اور تو اسے تو بخشے ہی سخن
گر کھنڈ اور درگاہ پستی سے کرے
وہ کرے کس سے یہ کس کی شنا
واسطہ کھنڈر و نکاح فع کر یا
نے صدا اور نے غدا تھے وہ
کہ صدا سے مثل کو وہ دیوے جواب
نام پر تیرے میں عاشق زار ہوں
تا دوبارہ نام تیرا وہ سنے
چاہیے چو ہو نکو ہا کو ہا ضی میں
وقت کہنے کے وہ ہو بے صدا
اور کر یا ماں کب ہم وہ ہے

بر سر کشتہاں زدو شد زیں
مر مرا غرقہ و سیلت بُرد بار
کر بیا یہ اہل تا بلد و فان ہا
پس چرا ربود سیل این گلیم
خود ندیدی تو سفینے کہ بود
نیست زندان بر کسش چو ہو شاد
گر چہ بود آن شو بنیز راز و
غیر نبود آنکہ او شدہ است تو
بیست چند اگر تمر ا بالا بین
مفتہ ہا بیدا سطہ او حالے
بنگ ہمچون چلو نہ از اعتدال
زندہ ایم از لطف ہا نیکو صفات
نے بعلو لے قرین باطلے
تو مخاطب بود ہ در اجرا
این سخن بخش بود آن تو کہن
گاہ با اطلاح گاہی او سن
او کرا می گو یہ این ستمگرا
واسطہ اطلال را ہر وا شتے
نے ندائی نے صدائی می زدند
کر صدا چون کو ہ واگو یہ جواب
عاشقش بر نام جان آرا م تو
تا مشیخی بشنو د نام ترا
سوش را شاید نہ مار او ر شاخ
بے صدا اند م گفتار من
نیست ہمدم با قدیم یار کنی

جمع صورت ایسے معنی سے ہے
ایسی ہستی مین عنایات ادب
جو غنا مین ہو رعایات نیاز
جمع و ضد مین نیاز و ناز ہے
جو عصا لانے ہو نگاہ بس مشق ہے
قول ان معنو نگاہ خود صندوق ہے
پھر بھرے صندوق قرآن ہے یقین
پھر ہے اک صندوق خالی ہاتھ سے
الغرض جو وصل ہووے مرد کو
جبکہ تو مطلوب سے اپنے ملا
آسمان کی چھت ہے جبکہ تو نہ ہا
بس تعلیم غیرون کے لیے
خیر کی رہ سو ہے تجھے خیر سے
آئینہ روشن کہ جو ہووے صفا
جہل ہووے تا کہ صد و خار مند ہا

نے جو ممکن جز پڑے سلطان کے
ہوتی کب ہے اور اگر ہو ہی عجب
جمع مین ضد مین کہو کر ہو دراز
پھر تحیر مین نہ گر سکو رہے
انمعنا خود قرآن کا صندوق ہے
بس جو ہو تو ہے وہ اور قرآن سے
اُس سے جو صندوق خالی ہاتھ مین
بلکہ اُس کہ بھرا ہو مار سے
اُس گھڑی دلال بن بیکار ہو
علم کا کر نا طلب پھر ہو بُرا
پھر ہے شیشہ کا ہو دھونا ہیچ سا
جہل ہووے قال کرین کہ بھلا
جہل ہووے تا صد و خار مند ہا

نیست ممکن جز رسد سلطانی تحسکرت
خود نہا شد در بود مشکل عجب
جمع ضد مین ہست چون گوہر دراز
بار در وقت تحیر امتیاز
گو بود خود صندوق قرآن بیشود
از حدیث و صحف و دفتر اندر
زانکہ صندوقی ہو دعائی بہست
بلکہ صندوقی کہ پر ہو شد ہست یار
گشت دلال بہ پیش مرد سرد
شد طلبگاری علم اکنون صحیح
سود باشد نسبت درجوی نرد بان
سود باشد راہ خیر از بعد خیر
جہل باشد بہ بنا دان بہ یقلے
جہل باشد نسبتن نا مد رسول

داستان شغول ہونا عاشق کا ساتھ عشق نامے اور پڑھنا
عشق نامہ کو حضور معشوق مین لے جانا پسند کرنا معشوق کا
اسکو کہ طلب الدلیل عند حصول الدلیل قبیح
والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم
اور کھولنا اُس کا عاشق کا معشوق کے آگے

خط نگو یا اپنے جانا یار نے
خط مین تجھے شاد ہون مدح و ثنا
اپنا درد و غم و زاری و فغان
دوری و مہجوری ذات یار سے
اسقدر آگے پڑھا معشوق نے

آن بلی را یار ہ پیش خود نشاند
بنیسا د در نامہ مدح و ثنا
گریہ و افغان و حق و درد مندی
دوری و رنجوری از حد جان و دست
ہمچنان میخواند با معشوق خود

بولا معشوقہ یہ گر سچ ہے تیرے
وصل میں یہ عمر فنا کس کرے

پاس میں تیرے ہوں تیری خط کو دیکھے
عاشقوں کا یہ نہیں طور رہے

بولا تو حاضر ہے اس جا پو لیک
یہ نہیں پاتا ہوں تجھ سا بے نظیر

دیکھتا تھا جسے جو میں پار سا
اب نہیں ہے وہ اگر یہ ہے وصال

میں نے اس شیشہ سے پی خوش پیا
اور دل اور دیدہ کو بیتاب کیا

دیکھتا ہوں شیشہ پہ پانی نہیں
میرا پانی رہ گیا رہن فنا نہیں

بولا اس تیرے تصور شوق میں
میں ہوں شرق میں تو غرب میں

مجھ پہ تو عاشق ہے اور بھی حال ہے
پر نہیں قبضہ میں ہوتا حال ہے

اس سبب مطلوب کا ہیں میں ذلیل
مجھ میں قصد ہے تو الگ تیرا

خانۂ معشوق میں معشوق نے
قصد پر عشقہ نے صندوق نے

جو کوئی کیتا ہو وہ معشوق ہے
ابتدا اور انتہا تیرا رہے

پائے جو اسکو نہ تو منتظر
بھی وہ ظاہر ہو تو بھی ہو وہ دور

حال کا ہی میرے پایندہ حال
ہوتا بندہ ماہ کا ہالہ وصال

حال کو محو و اطاعت تو کرے
جو کہ چاہے جسکو جان و دل کرے

جو کہ ہے پایندہ وہ منتہی
منتظر ہے حال کا وہ ماخی

کیمیائے حال سکا رست ہو
جو ہلاکے ہاتھ وہ ہست ہو

گر وہ چاہے موت بھی شہر بن رہے
خار و خشتر گل نسرین بنے

فقط لیقت میں ہے سلطان حال
تجھ سا نو محروم ضد محال سے

حال کا پایندہ جو ہے آدمی
اگر کبھی نرد ون کبھی بارہ کمی

پیر ہو فارغ صافی وقت حال سے
اور مثل میں ہو صوفی اس الوقت سے

حال اسکی رائے کا بندہ ہوس
اسکے جیسی دم سے بس نا ہوس

حال کا عاشق ہے نور میرا تو ہے
حال کی اسید پر مجھے لے

جسکے ناقص کے کامل ہو وہ
بے ہمہ بود خلیل آفل ہو وہ

بر سو فل گاہ کا ہے نہیں
کہ بود بہ لا احب الآفلین

جو کبھی خوش ہو کبھی ناخوش رہے
دم میں پانی دم میں آتش رہے

بولا معشوق یہ گر سچ ہے تیرے
ہست این پیشیت حاضر تو نامہ خوان

پاس میں تیرے ہوں تیری خط کو دیکھے
گفت اینجا حاضری را ما دلیک

بولا تو حاضر ہے اس جا پو لیک
آنچہ می دیدم ز تو پار پنہ سال

دیکھتا تھا جسے جو میں پار سا
من ازاں شیشہ زلالے خورد ام

میں نے اس شیشہ سے پی خوش پیا
چشمہ می بینم و لیکن آب نے

دیکھتا ہوں شیشہ پہ پانی نہیں
گفت پس من تیستم معشوق تو

بولا اس تیرے تصور شوق میں
عاشقی تو بر بدن بر حالتے

مجھ پہ تو عاشق ہے اور بھی حال ہے
پس نیم گلی مطلوب تو من

اس سبب مطلوب کا ہیں میں ذلیل
خانۂ معشوق تو معشوق نے

خانۂ معشوق میں معشوق نے
بست معشوق آنکہ دیکھد او بود

جو کوئی کیتا ہو وہ معشوق ہے
چوں بیابد بیش بینا شی منتظر

جو کہ ہے پایندہ وہ منتہی
میرا حوالست نہ تو قوت حال

کیمیائے حال سکا رست ہو
چوں نبود بدیہ حال را توان کند

گر وہ چاہے موت بھی شہر بن رہے
منتہی نبود کہ موقوف ست او

خار و خشتر گل نسرین بنے
کیمیائے حال باشد دست او

فقط لیقت میں ہے سلطان حال
گر نجوا بد مرگ ہم شیریں شود

تجھ سا نو محروم ضد محال سے
او بود سلطان حال اندر دیں

حال کا پایندہ جو ہے آدمی
آنکہ او مقہور حال ست او دیں

اگر کبھی نرد ون کبھی بارہ کمی
لیک صافی فارغ ست از قوت حال

پیر ہو فارغ صافی وقت حال سے
حالہا۔ و قوت فکر و رائے او

اور مثل میں ہو صوفی اس الوقت سے
عاشق حالے نہ عاشق بر منی

حال اسکی رائے کا بندہ ہوس
آنکہ او ناقص گہے گہے کامل بود

اسکے جیسی دم سے بس نا ہوس
وانکہ افلی باشد آن ہم میں بود

حال کا عاشق ہے نور میرا تو ہے
آنکہ او گہ گاہی خوش و گہ ناخوش ست

جسکے ناقص کے کامل ہو وہ
گاہ وصل ست ہم عرضہ کردن ست

بر سو فل گاہ کا ہے نہیں
نیست این ہا رسم نشان عاشقان

کہ بود بہ لا احب الآفلین
من نہی یا امر نصیحت خیر نیک

جو کبھی خوش ہو کبھی ناخوش رہے
نیست بندم گر چنیں ہم نیز حال

دم میں پانی دم میں آتش رہے
دیدۂ و دل را بہ تازہ کردہ ام

راہ آہم را گر زور ہر نے
من بیابغار و مرادت در قفو

حالت اندر دست نبود دلی قفا
خبرد مقصود م تر اندر زمن

عشق بر نقدست و صندوق بہ
مہتدا و منتہا بت او بود

ہم ہویدا او بود و ہم نیز سر
بندۂ این ماہ باشد ماہ و سال

چون بجوا ہد جمہا ز جان کند
منتظر نبشستہ باشد حال جو

دست جنبانہ شود وی ست او
خار و خشتر گل نسرین شود

نے چو تو محروم از حال کشش
کہ گہی نرد ون گہی بارہ کمی ست

صوفی ابن الوقت باشد شال
زندہ از نفخ مسیحا سالے تو

بر اسید حال بر سن می تنے
نیست معبود خلیل آفل بود

نیست لبر لا احب الآفلین
یک نمانی از بجا کہ آتش ست

جمع صورت ایسے معنی سے ہے
ایسی معنی مومن حایات اوب
جوغنا میں ہو ریاعات نیاز
جمع دو ضد میں نیاز و ناز سے
جو عصا مانند ہو کاپس مشوق ہے
قول ان کا مثنوی خانہ صندوق ہے
پھر ہے صندوق قرآن خوب بین
پھر ہے اک صندوق خالی بارے
الغرض جو وصل ہووے مرد کو
جبکہ تو مطلوب ہے اپنے ملا
آسمان کی چھت ہے جبکہ تو بچھا
بسکہ تعلیم غیر ہیں کے لیے
آئینہ روشن ہے جو ہووے صفا
شہ کے آگے جو ہے خوشامد بیجا ہوا

نے ہے ممکن جز بہ شہ سلطان کے
ہووے کب ہے اور اگر ہووے عجب
جمع ہیں ضدیں کیونکر ہو دراز
پھر تحیر میں تمیز اسکو رہے
اندھا خود قرآن کا صندوق ہے
بس ہے یہ شرح وہ ہے قرآن سے
اس سے جو صندوق خالی یا تہ میں
بہتر اس سے کہ بھرا ہو مار سے
اس گھڑی جملہ ان بیکار ہو
علم کا کرنا طلب پھر ہو بُرا
پھر طمع شیری کا ہو کر دھندا ہونا
خیر کی رہ سو ہے پیچھے خیر ہے
جہل ہو جو قبل کرین کو بھلا
جہل ہو سو کا صدد خدا و معنی ہونا

جمع صورت باچنین معنی شود
وچنین ہستی مراعات ادب
اندر استغنا مراعات نیاز
جمع ضدین از نہاد فاطر نیست
چون عصا معشوق عیان شود
گفت کہ ان صندوق قرآن است
باز صندوقی پر از قرآن است
باز صندوقی کہ خالی شد نبار
حاصل ہمہ صلح چون آخر شود
چون بطلوبت رسید سعی لبیع
چون شمسی بر اصابع آسمان
جز برائے یاری و تسلیم غیر
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی
پیش سلطان فرخ شستہ تحویل

نیست ممکن جز بہ سلطانی تمکن
خود نباشد شد بود باشد عجب
جمع ضدین ہست چون گفتہ تو راست
باز در وقت تحیر امتیاز
گوہر صندوق قرآن میشود
از حدیث و صوت و ذکر ند
زانکہ صندوقی ہو دغالی ہست
ہر صندوقی کہ پر ہوش ست بلد
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد
شد طلبگاری علم الکتون صحیح
سرد باشد نسبت درویش و جہان
سرد باشد راہ خیر اندر بعد خیر
جہل باشد بر بنا دان بیخلے
جہل باشد مشتغل نامہ سوختن

داستان مشغول ہونا عاشق کا ساتھ عشق نامہ کے اور پڑھنا
عشق نامہ کو حضور معشوق میں ناپسند کرنا معشوق کا
اسکو کہ طلب الدلیل عند حصول الیہ بول قبیح
والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن
و مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق و معشوق آن را
ناپسند داشتن کہ طلب الدلیل عند حصول الیہ بول قبیح
والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

اک کو پاس اپنے بٹھایا پیار نے
خط نکالا پڑھنے وہ آگے یار کے
خط میں تھے اشعار مدح و ثنا
ناریاں و لالہ زار و سبزہ زار کے
اپنا درد و غم و زاری فغاں
خواریاں و بیقراریاں ہائے خاموش کے
دوریوں کی نجدیوں کی داغ ہے
جھوٹ سچ پیغام کے ناکامیاں
استعارے سے پڑھا معشوق کے
کہ وصف سے کنایہ الفاظ سے

آن یکی را یار بنشاند خوش
بنیاد و نامہ و مدح و ثنا
گریہ و افغان و حرقی و درد و ریش
خواری و بیقراری ہا بال خویش
درد و رنجوری ہا ز ہجران دوست
ہمچنان میخواند با معشوق خود

نامہ بیرون کرد و پیش او بخواند
ناریاں و سبزہ زار و بس گیاہا
ذکر پیغام و رسل از مشرق و پست
تا کہ بیرون شد مقصد از مقصد

بولا معشوقہ یہ گر حیرے ہے
وصل میں یہ میرا منانا کرے
گفت معشوق یں اگر ہیرہ ست
گاہ وصل یں عمر ضایع کردن ست

پاس میں تیرے ہوں نظر کو ترسے
عاشقو کا یہ نہیں طور رہے
ہیں بیشیت حاضر و نامہ خوان
نیست ایں را رسم و نشان عاشقان

بولا تو حاضر ہے اس جا پر لیک
یہ نہیں پاتا ہوں میں تیرا پتا
گفت اینجا حاضری اما دلیک
من نمی یابم بر نصیب خویش نیک

دیکھتا تھا تجھے جس جا پر میں
اب نہیں ہے وہ جا اگر ہے ہجر وصال
انچہ می دیدم ز تو بر اینہ سال
نیست یابندہ گر چہ ہیں ہم حال

یں نے اس عشق پہ پیا تیغ چشم
اور دل دیدہ کو بستر تازہ کیا
من ازیں عشق بر لائے خود دام
دیدہ و دل از اب تازہ کردہ ام

دیکھتا ہوں چشمہ پہ پانی نہیں
سیر پانی رہ کا رہنما نہیں
چشمہ می بینم و لیکن آب نے
راہ آبم را گزر در ہر نے

بولا اس تیر نے میں عشق کے
یں ہوں مشرق میں تو وہ غرب میں
گفت پس من نیستم معشوق تو
من بیابانرو و ملولت در قفا

پہنچیں قبضہ میں ہو تا حال ہے
عاشقی تو بر من بر حالتے
حالت اندر دست نبود بی فتی
پس نہ ہم نگہی مطلوب تو من

مجھ میں مقصد ہے تو اک جزو ترا
خانۂ معشوق و معشوق نے
خرد مقصود و من تر اندر زمن
عشق بر بقدست بر صندوق نے

نقد پر ہے عشق نے مسند وں نے
ہست معشوق آنکہ دیگ بو بود
عشق بر بقدست و منتہا بود
مبتدا و منتہا ت او بود

ابتدا اور انتہا تیرے رہے
چوں بیابیش نباشی منتظر
ہم ہویدا او بود ہم تیز سر
بندۂ ایں ماہ باشد ماہ وسال

بھی وہ ظاہر ہو تو جو ہے وہ وہ
میرا حال ست نہ وقوف حال
چوں کہ بیند حال را نوران کند
چوں نجوا ہد ہمسہار جان کند

ہو تا بندہ ماہ کا ہو وصال
منتہی نبود کہ موقوف ست او
منتظر شبستہ باشد حال جو
دست جنباند شود وی مستاد

جو کہ چاہے جس کو جانے ذکر سے
کیمیائی حال با شد دست او
خار و خشتر ز گل نسرین ہنے
گر نجوا ہد مرگ ہم شیریں شود

منتظر ہے حال کا وہ ملی خی
کیمیائے حال کا وہ ہست ہو
خار و خشتر گل نسرین ہے
اور بود سلطان حال اندر دیش

جو ہوا کے ہاتھ وہ ہست ہو
خار و خشتر ز گل نسرین ہنے
تجھ سا فی محرومہ جذب وصال سے
اگر کبھی از زمان کبھی رکھے کمی

اگر کبھی از زمان کبھی رکھے کمی
اور سلطان ہیں صفی این الوقت ہے
آنکہ او سیصلی ہم ہے بنی نہ پرس
آنکہ او متوقف حال ست دمی ست

آنکے جیسی ہم ہے بنی نہ پرس
حال کی اسیر پر مجھے رہے
لیک صافی فارغ ست از توقف حال
حالہا ۔ توقف نگذرد ہے او

نے ہے معبود خلیل آفل سو وہ
عاشق حالہ نہ عاشق بر منی
آنکہ گوید ناقص ست کامل بود
نیست لا احب الآفلین

کب ہے لا احب الآفلین
آنکہ او کامل بود خوش و گناخوش ست
واں کہ افضل یا شد آن ہم یں ہے
یک زمانی آب دیگر دم آتش ست

دم میں پانی ہے دم میں آتش ہے

ماہ کا ہی ہیچ لیکن مہ نہیں — نقش بُت کا ہو بہو لے آگہ نہیں
جو کہ صوفی صفا ہی این وقت — وقت کو مثل پسر کر ڈالا ہے نخست
پر ہی صافی غرق عشق و ذوالجلال — نے کسی کا بیٹا نہ باپ حال
غرق گو رہے میں لم یولد حق کی ملک ہے — لم یلد لم یولد آن ایزد سمت
عشق ایسا اگر ہے زندہ خو — ورنہ بندہ مختلف و متفق کا تو
نیک و بد نقش اپنے نکوت دیکھے تو — ننگ و ند عشق و بد طلب خویش
دیکھ ہیبت اسکو حقیر و ضعیف — ننگ و ند ہیبت خطا ہی شریف
ہو تو جس حال میں کر تو طلب — آب بجو و انما ہی مشک لب
خشک لب ہے تا گوا ہی ہے ترا — گو بآخر بر سر منبع رود
خشکی لب آب کا پیغام ہے — کہ بات آرد لقین بانہ طلب
یہ طلب گاری عجب چیز بخش رکھے — این طلب ہے راہ حق مانگ شرف
یہ طلب کنجی ہے مطلوبات کی — این سیاہ نصرت و رایات کی
یہ طلب ہے مثل نور صبح کے — می زند نعرہ کہ می آید صباح
گر چہ ہے سامان تو ہر کر طلب — نیست آلت جا بجا ہند رہ رب
جسکو دیکھے تو طلب گاری پسر — یار و شو پیش او و اند از سر
طالبوں کے سایہ سے طالب ہے تو — وز ظلال غالبان غالب شوی
ایک چیونٹی گر سلیمانی کرے — ننگ و ند جستن و رست سمت
جو کہ اک پائے گزار دہ رہ وہ — فی طلب بود و اصل خواند شہ
گنج و اک پائے ٹھہر گر قاصر ہو وہ — در طلب استاد ظلب ہم قاصر ست
چیز ڈھونڈھی جسنے پیٹکا ہی ہے — چون بجد اند طلب شاد ست او
جو قدم کھا طلب میں اسی پسر — یافتی و شد میسر بے خطر
ست رہ ہوا ہی خطا جا کر ہی طلب — تا بیابی ہر چہ خواہی ہی عجب
آخر ڈھونڈھیگا جو وہ پائیگا — چونکہ بر وفق مراد ست شتابد بلو
جو طلب میں تیز رو نہ ہی صواب — می و اللہ اعلم بالصواب

حکایت اس مرد کی کہ عہد میں داؤد علیہ السلام کے رات دن — حکایت آن مرد کہ در عہد داؤد نبی علیہ السلام شب و روز

دعا کرنا تھا اور خدا سے طلب رزق حلال کی کرتا تھا اب رزق حلال میں بہتوں کی کسب

عدد میں واحد کے اک آدمی	پاس دانا اور زیادا نون ہے بھی
یہ دعا کرتا تھا ہر دم کہ خدا	دے مجھے بے رنج ثروت تو سدا
تو نے اک کابل مجھے پیدا کیا	تشنہ باز زخم خار و ملا
پس گھسوں پر جنکی نعمی مثمر ہے	بوجھ اونٹوں کا نہ رکھنا چاہیے
مجکو کابل چو کیا پیدا تمنی	روزی مجکو بے برا کابلی
میں ہوں کابل سایہ پرور تم ہو من	تو ہوا تیرے سایہ میں تخشیں کے کہن
کابلوں اور سایہ پرور کے مگر	دوسری صورت پہ روزی دیجیو
ڈھونڈھو روزی یہ کابلوں کا ہنر	کر تو دستوں نخ جو پانوں کے
رزق اس عمگین کی جب بھیجو تو	ہر زمیں کی سمت برسا ابر کو
جو زمیں کابا نہیں تیری سخا	ابر کو بھیجے ہی اسکی موسدا
طفلوں کا پانوں نہیں تو اسکی ان	دودھ اُستا کر پلاتی ہے زناں
چاہتا روزی ہے ہمیں بے رنج آب	کہ نہ کوشش سے ہوں کھتا طلب
اک بہت مدت سے کرتا تھا دعا	شب تا روز و سحر سے تا مسا
خلق بنستی اسکی ہس گفتار پر	اُسکی طمع خام اور بیکار پر
کہ یہ کیا کہتا ہے حمق عجب	یا کہ بھنگ اسکو ہی اب
راہ روزی کسب کے اور ہے تعب	یہ نہ نادر ہے کہ ہو کسب عجب
جسکو پیشہ اور طلب نے دیا	کسب اور محنت کے رستے دیا
اطلبوا الارزاق من سیاحہا	اوحلوا الاوطان من اوطاحہا
شاہ و سلطان رسول حق کہ ہے	ہے جو داؤد نبی یا صوف
حکم میں اُسکے دھوش طیر ہے	اُسکی کل مخلوق زمین پر سیر ہے
با وجود اس نا تھے جو ایسی ہے	کہ کیا مقبول الطعمہ دوستے
سجز سا اسکے بہت اور بے عدد	اور بخشش کی مدد اند مدد
حضرت آدم سے تا ہنگام ہے	جکہ آواز عنوں آئے بس رکھے

دعا سیکھو واز خدا طلب رزق حلال جی ہنوز بی رنج کسب

آن کی در صمد داؤد نبی	نزد ہر دانا و پیش ہر غنی
این دعا سیکھ و از خدا کامی خدا	شرو تے بے رنج روزی کن مرا
چون ہر اقوا قدر بیدی کا بلے	زخم خوری سست منبع منبلی
بر خزان پشت ریش بے مراد	بار اسپان شتران نتوان نہاد
کا بلم چون آفریدی ای ملے	روزیم دہ ہم ز راہ کا بلے
کا بلم من سایہ خسپم در وجود	خفتم اندر سایہ احسان و جود
کا بلان و سایہ پسان از مگر	روزی بنہادہ نوعے دگر
ہر گرا پابست جو بد روزیے	بر گرا پانیست کرن سوزیے
رزق دہ میلان بسوے این خرین	ابر را باران بسوے ہر زمین
چون زمین را پانباشد جبر تو	ابر را نرا ند بسوے او و تو
طفل را چون پا نباشد مادرش	آید در یزد وظیفہ بر سرش
روبی خواہم نا کہ بے تعب	کہ ندارم من کہ کوشش در طلب
مدتے بسیار سیکر دین دعا	روز و شب شب ہمہ تہ تضرع
خلق بے خندید بر گفتار او	بر طمع خامی و بر پیکار او
کہ چہ سیکو ید عجب این مست ریش	یا کسی را دست بنگ بی ہشیش
راہ روزی کسب بی نہ سب تعب	ہر گز این ناورد شد در شد عجب
ہر گرا و پیشہ داد و طلب	از رہ کسب تعب بارنج و تب
اطلبوا الارزاق من سیاحہا	اوحلوا الاوطان من اوطاحہا
شاہ و سلطان رسول حق کنان	ہست داؤد نبی زو فنون
ہست مر فرمان از و حش طیر	در ہمہ دی زمین او راست سیر
پا بخلق حق نازی کا ندر دست	اگر کز بہ تشرع عنایتہای در دست
سجز تش بے شمار و بے عدد	موج بخشایش رود اندر مدد
ہیچ کس را خود ز آدم تا کنون	کی بدست آواز چون ارعنون

ف ۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳ شاہ سلطان رسول حق ۱۲ ف ۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۲۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۳۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۴۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۵۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۶۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۷۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۸۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۱ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۲ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۳ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۴ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۵ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۶ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۷ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۸ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۹۹ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲ ف ۱۰۰ اور اصحاب کہف کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے ۱۲

دو سہ موذم کو جو آئے وعظ سے
لحن اُسکا بس اُسے شایان ہے

شیر ہو جمع ہو وہیں اُس زمان
سنے ذکر اسکے وہ غافل خود سو بن

اسکے دم کو پھونکنے کو وہ رجز بھی
وقت صوت اُسکے محو رہ سبھی

یہ دابس سے زیادہ ہے معجزات
نور اُسکا بے جہات و بے جات

باوجود جملہ تکلیں رزق کو
جست و جو پر حق نے رکھا اُنکی ہو

بے زرہ بننے کے لو روزی ملے
باوجود اس تمکنی کے اُسے

تو ہی گر اور برگشتہ ہے تو
گندہ گھر مردود گر دن کا ہی تو

اسطرح بد بخت چاہے اُسے
گنج حاصل ہو تو رہے یا خون سے

احمقی سے جا ہے تکلیف بیخ
بے تجارت حاصل اسکو ہو گنج

کس کو ایسا گنج عالم میں ملا
آسمان پر کون پہنچ سیڑھی چڑھا

بس ہنسی سے گفت اسکو رد کیے
ہے یہ خوشخبری کہ رد نہ کی ہے

دو بھی ہنسکر کہتا لاؤ ہمکو دو
جیسے ہے یہ پاتے ہی اسکو

اس ہنسی اور طعنہ مردم سے یہ
کم نہ کرتا تھا دعا و عجز کو

ہوگیا مشہور شہروں میں حقیر
چرم خالی ہی وہ دھونڈھی ہے جسنے

طبع میں غرب الشل وہ ہوگیا
پر نہ اُس خواہش سے ہوتا تھا جدا

کم نہیں کرتا تھا وہ زاری دعا
حق نے کرنا ہی تھا قبول اسکی دعا

گر کوئی دو روز یا آہستہ چلے
پا کے آخر کو تجھے جا ہے کرے

گھس نا بیل کا بیچ گھر اُنکے زاری کرنے والے کے
دو بیدن کا دو رخانہ آن دعا کنندہ با لمحاح

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا

کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے

زیرا کہ دعا کنندہ عین خواست ست از حق تعالےٰ
والملح خواہندہ راہبشت انچہ میخواہد آنرا نروے

تا تکدر کین نہ گردد صبح کو
یہ دعا کرتا تھا اور زاری نکو

برگ سا بیل سگ گھر را یکبار
تو لا بن نجبور سینگ مار

تا گمان در خانہ اش گاہی رود
این دعا میکرد و باری راہ

شاخ زد بشکست می بند کلید

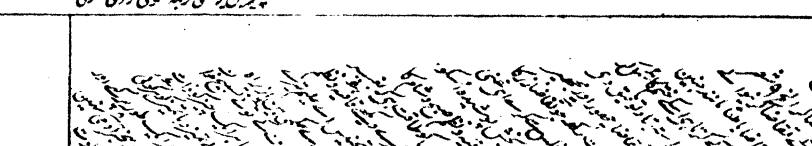

گھر مین ہو گستانہ بیہودہ اُسکے گھسا
مرد و زن اُسکو بامد خانہ سا

اور گلا اُس اُسکا کاٹا اُس زبان
بے تامل بے دریغ و بے امان

کاٹنا اُس اُسکا کیا اُسکے تصاب
تا دھیرے کھا اُسکی دشنام و سب

لے تقاضا گر تقاضا باطنا
جون نہین کرتا ہون اُسکے ختم کا

سہل کر سر بتا توفیق دے
یا تقاضا چھوڑ معمہ بیت رکھے

جو تقاضا زر کا مفلس سے کرے
اسی غنی زر بخش پوشیدہ ہے

قافیہ اور نظم صبح و شام کا
کس کو طاقت ہے کہ دیکھے بھالا

قافیہ اور نظم و جنیس و علیم
بندے علمی ہین سے زیادہ ہیم

تو نے تسبیح خوان کیا ہر چیز کو
ذات بے تمییز و با تمییز کو

ہر کوئی تسبیح ہر اک طور پر
کہوے اُسکے واسطے وہ پیغمبر

آدمی نے جانے تسبیح جماد
اس عبادت مین نہادت تو ملو

بل ہر شے مین ہون مین سے ہی نیک
پیغمبر کو دوسرے سے ہے ہر ایک

جو کہ دو ناطق ہون با پیغمبر
کیسے ہون گاہ یہ دیوار و در

پیغمبر تسبیح ناطق سے ہر ہون
کیسے تسبیح جمادون کو سنون

خاص تسبیح ایک ہی سنی کی ہے
اور جبری اُسکی فضیلت کی کچھ

جبری سنی کی تسبیح سی خبر
سنی جبری کی نہ تسبیح سی خبر

یہ کہین نکو کہ وہ کمرہ مین
نے خبر وہ حال مخبر سے کہین

وہ کہین ہو کہ یہ مین پیغمبر
جنگ کھا لا نصن تنے نہ سر

وہ گھر ہر ایک کا نہا ہر کرے
جنس کو نا جنس سے ما ہر کرے

قہر کو ہر ایک جا لطف سے
خواہ دانا یا کوئی نادان ہے

لطف مین پرقہ نہان ہو گیا
قہر مین بالطف پوشیدہ ہوا

کم ہوئی جانے مگر خاصان سے
ہر کسی سوفی جان نکلے دل مین اب

باقیان دو سے گمان کی رکھتے ہیں
ایک ہے پر آشیان کو جاتی ہین

علم کے دو پر گمان کا ایک پر
ہی گمان ناقص اولیٰ مین بتر

بیان مین اسکے کہ علم کے دو پر اور گمان کا ایک پر

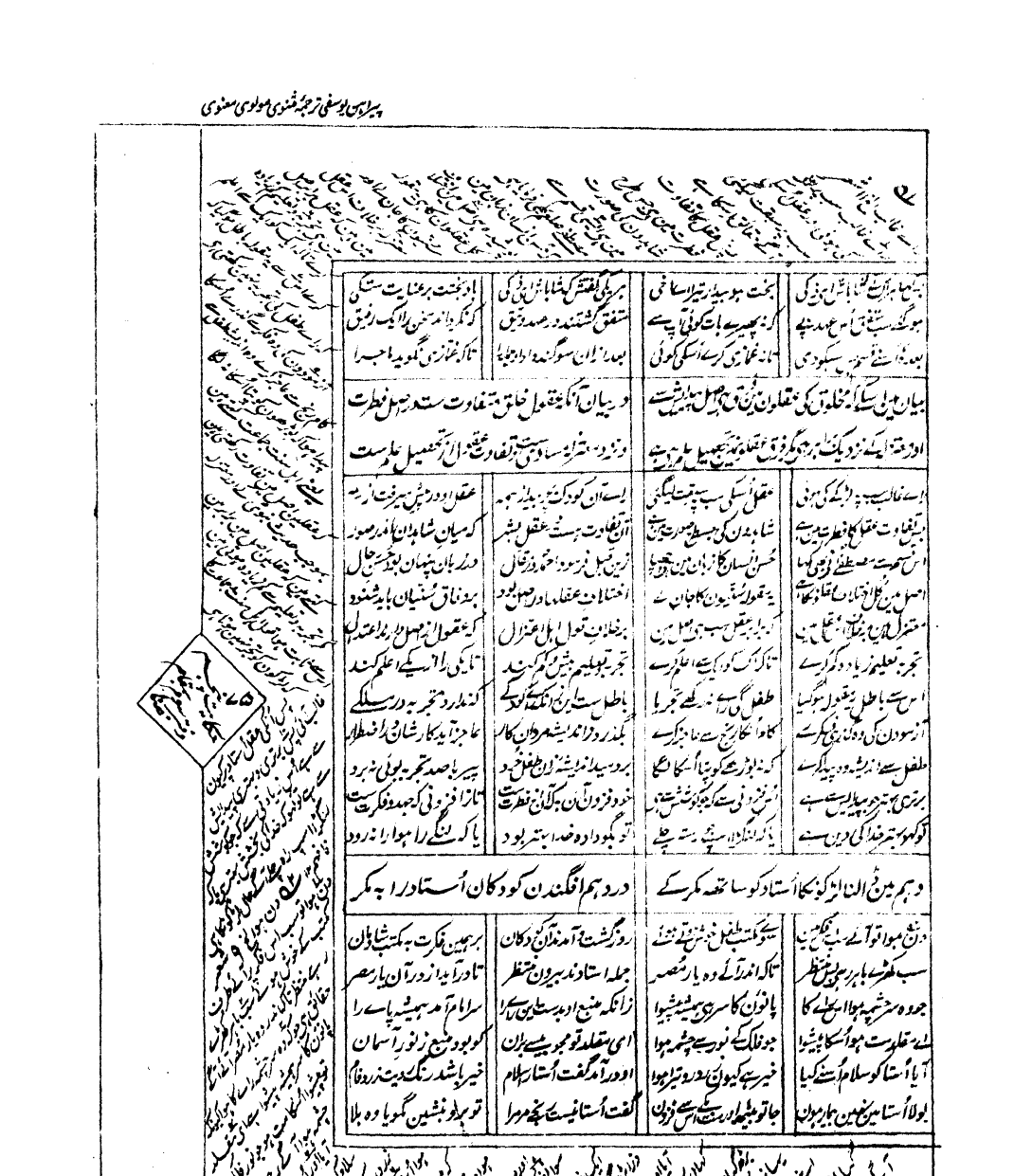

بیان میں اسکے کہ مخلوق کی عقلوں میں فرق ہے اصل پیدائش سے اور وجہ اسکے نزدیک ہر گروہ فرق عقلوں میں تفاوت ستہ اصل فطرت

و بیان آنکہ معقول خلق متفاوت ستہ اصل فطرت و نزدیک ہر گروہ سبب تفاوت عقل آن تفصیل علماء ہست

اے غالب بہ ذائقہ کی ہوئی	معقول اسکی سب پہ ثابت لیکن	اسے آن کہ درک بدیہہ ہمہ	عقل او در پیش میرفت از رہ
بیشک تفاوت عقل کا فطرت سے ہے	شاہد بدن کی جسطرح صورت میں ہے	آن تفاوت ہست عقل بشر	کہ میان شاہدان نامد صور
اس صحت مصطفےٰ فرمود کہ	حسن انسان کا زبان میں ہے	زین تمثیل فرمود احمد ذوالجلال	وز بیان پنہان بود حسن جمال
اصل میں کل اختیار اتفاق کا ہے	یہ تفاوت عقلہا میان کا جان ہے	اختلاف عقلہا در اصل بود	ہر دو فاق شنیدن باید شنود
متقل ہوں بہ تفاوت عقل میں	کہ بدیہ عقل سب ہی اصل میں	بر خلاف اہل اعتزال	کہ بتحصیل زیادہ گردد
تجربہ تعلیم زیادہ کرے	تاکہ کسب کو کہا ہے علم سے	تجربہ تعلیم نیز کم کند	تا یکی را آنچہ یکے علم کند
اس سے باطل یہ معقول ہوگیا	طفل گر آرے نہ کھے تجربہ	باطلست این کہ ملک گوید کے	کہ مدارد تجربہ بہ در رسلکے
از سود ان کی وہ نہ بری کرے	کاہلی کار تجربہ سے عاجز کرے	بلکہ ژرف اندیشہ مردان کار	عاجز آید شاق او را ضطرار
طفل سے اندیشہ وہ پیدا کرے	کہ نہ لوٹے کو تپا آگ لگا	بر دو سید اندیشہ زان طفل خرد	پیر با صد تجربہ یونی نہ برد
برتری ہے تجربہ پیدائش سے ہے	اس نہ فزونی ہے کہ بچہ کو نہ شش ہو	نبود فزون آن بر کان فطرت	تازہ افزونی کہ جہد فکرت ست
تو کہو داد خدا بہتر بود	یا کہ لنگے را ہوا را نہ رود	تو بگو داد خدا بہتر بود	یا کہ لنگے را ہوا را نہ رود

و ہم میں ڈالنا کہ کوئی اُستاد کو ساتھ مکر کے

در وہم افگندن کو دکان اُستاد را بہ مکر

دن نہ ہوا تو آئے ہے نکلنے میں	روز گشت و آمد آن دکان	سوئے مکتب طفل خوش خوش تنے	بر ہمیں فکرت بہ مکتب شاد ان
سب کھڑے باہر ہیں منتظر	جملہ استاد ند بیرون منتظر	تا کہ اندر آئے وہ یار مصر	تا در آید زود تر آن یار صبر
جو وہ سر شیشہ ہوا اس حیلے کا	زانکہ منع او بدستان ہا کرا	پانوں کا سر ہی ہمیشہ پیشوا	سر ام آمد ہمیشہ پائے را
یہ عقلوں میں ہوا اسکا پیشوا	چو فلک کے نور سے چشمہ ہوا	چو فلک کے نور سے تیرہ ہوا	کو بود منبع ز نور آسمان
آیا اُستا کو سلام اُسنے کیا	ای متعلمہ تو مجو بیسے بران	خیر ہے کیوں رہ رو تیرہ ہوا	خیر باشد رنگ دیت زرد فام
بولا اُستا میں نہیں جا رہوں	او در آمد گفت اُستا رسلام	جا تو بیٹھ اور بہت کے اس سے فرمان	تو ہر اور بنشین گمویا وہ بلا
	گفت اُستا نیست بچہ مورا	گفت اُستا نیست بچہ مورا	

کسکے نفی لیکن غبار شک و وہم کا	اُسکے دل مین جو کہ رسا پڑ گیا	نفی کر و اما غبار و ہم بد	اندکے اندر دلش ناگاہ زد
دور سے آیا وہی اُس کے لگا	وہم اُسکا اور تھوڑا سا بڑھا	اندر آمد دیگر ہ گفت یہ نہین	آمد کی آن وہم فزون شد برین
وہم اُسکا اسطرح بڑھتا گیا	یان تلک وہ حال مین پہنچا کہ ہنسا	ہمچنین او وہم او تو سنگرت	ماند اندر حال خود پس در شکست

بیمار ہونا فرعون کا بسبب وہم تعظیم مخلوق کے رنجور شدن فرعون بوہم از تعظیم خلقان

صبح دوزخ کی سجدہ کرنے نے کیا	جلد تر بیمار دل فرعون کا	سجدۂ خلق از زبان از طفل بد	زود دل فرعون را رنجور کرد
سجدے کہنے نے خداوند و شما	ایسا اسکو وہم ہے سر کو کیا	گفتن ہر یک خداوند ملک	آنچنان کردش وہمی منتک
کہ ہوا دعوی خدائی سے لبریز	اژدہا تھا وہ نہین اتھا سیر	کر بدعوی آلہی شد دلیر	اژدہا گشت نمی شد سیر سیر
عقل جزوی اُسکو ہی ہوگمان	کینہ کہ تاریکی مین اُسکا ہے مکان	عقل جزوی آفتش دہت نرمی	زانکہ در ظلمات شد اژدر وطن
گر زمین پر آدمی گر تخت کا ہے	آدمی بے وہم خود اُسپر چلے	بر زمین کر خیمہ گز را ہے بود	آدمی بے وہم ہمدم ہے رود
گر بلند و پر بس بالا ہے تو	عرض و در گر ہو تو کھجا ہے تو	بر سر دیوار عالی گر رود	گر رود گاہی عرضش ہو ذراہ شود
بل پڑے تو از زدل سے وہم مین	وہم و ڈر کہ دیکھے ذرا تو فہم مین	بلکہ می افتی ز زدل بو ہم	ترسش او وہمی را کمو تنگر بفہم

بیمار ہو جانا اُستاد معلم کا بسبب وہم و خیال کے رنجور شدن اُستاد معلم بو ہم و خیال

بس پریشان وہم سے اُستاد ہوا	اژدہا کامل اور وہان سے وہ اژدہا	گشت سستاد سست و دست از بہر ہم	بر جہید و می کشانید او بگلیم
غصہ صورت پر ہوا کر بے وفا	پہلے حال اُسنے نہ پوچھا میرا	خشمگینی بین کہ مہر و رست	من ہمین عالم نہ سید او نخست
نے خبر کی مجلکو پھر نے تنگ سے	ہی زیادہ چھوٹے سے تنگ سے	خود مرا آید ہمہ از تنگ سن	قصد وار و ذار بیدل از تنگ سن
اپنے جلدہ سن مین ہی وہ مست ہے	بے خبر کہنے سے ہماری ہی ہے	او بخشم جلوہ خود مست گشت	بے خبر کز باہم سن فتاد و شست
آیا اور در دو ان لعبا تم سے	لڑکے سب پیچھے تھے اُستاد کے	آمد و در راہ تندی بر گشاد	کو دکان اندر پآن او ستاد
بولی صورت غیر حبالہ ہے یہ یون	کر طبیعت کیا ہوئی تیری زبون	گفت زان غیرست ہمچون دو آدمی	کہ سبا دا ذوات نیکت را ہبی
بعد الا ندھی کہ کیا میرا تنگ حال	دو منٹ اے غم بے کہتی ہون ذلال	گفت کو ہی تنگ حال من ہین	از غم بیگانگان اندر چنین
گھر مرا بغض و نفاق اپنے سے تو	تو در و ن خانہ از بغض و نفاق	می نہ بینی حال من در احتراق	
بولی عورت کچھ نہ بیماری تجھے	ہی گمان و وہم بے معنی تجھے	گفت زان اخمہ بیمنی نیست	وہم و ظن می نباشد بی سنست
بولا قہر ہی تجھے پر خاش ابھی	نے تغیر دیکھے رنے لرزہ کو بھی	گفت ای غرقہ ہوی در کاج	می نہ بینی در تغیر از تاج
تو ہے زہری ہری میرا کیا گناہ	مین کہون یہ رنج و غم او درد و آہ	گر تو کور و کر شدی مانی چہ غم	مادرین رنجیم و دلا مندہ گرم

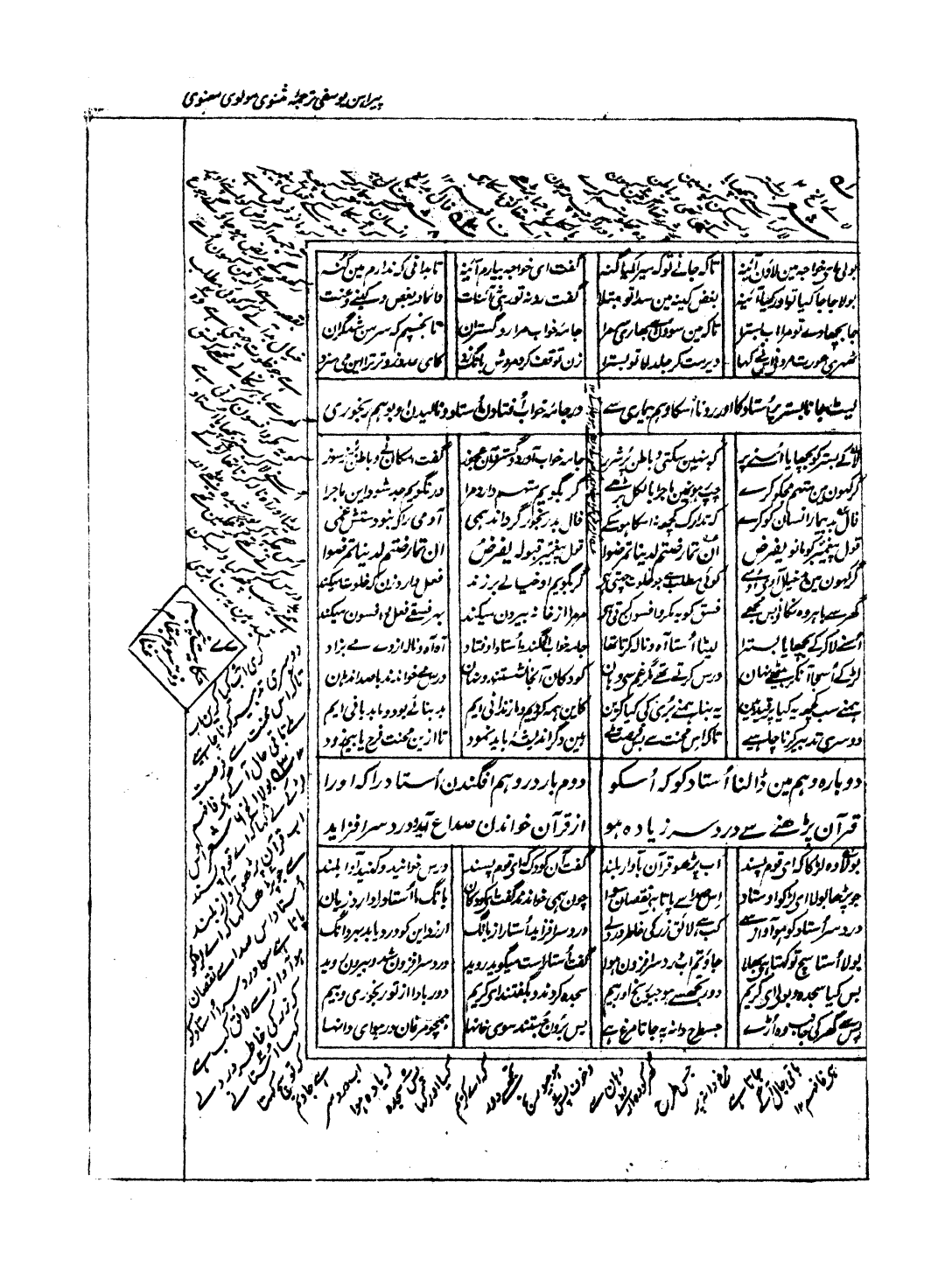

بولی اے خواجہ مین الاون آئینہ | تا کہ جانے تو کہ سیر اکیلا گئینہ | گفت اے خواجہ بیارم آئینہ | تا بدانی کہ ندارم مین گنہ
بولا جا جا کیا تو اور کیا آئینہ | بغض کینہ مین سدا تو مبتلا | گفت رو نہ تو ہی آئینات | تا نماند بغض و کینے و غنت
جا بچھا دے تو مرا اب بستر | تا کہ مین سو دن ذرا بھار ہی مرا | جا بہ خواب مرا رو گستران | تا بنہیم کہ سر سن شمگران
تصہری حورت مرد نے کہا | دیر ست کر جلد لا تو بستر | زن تو قف کرد مرد ش بانگ زد | کای صدف دور تر از این می سزد

لیٹ جا بالستر پر اُستاد کا اور رونا اُسکا و ہم بیماری سے | در جامہ خواب اُفتادن اُستاد و نالیدن او بوہم رنجوری

لڑکے بستر کو بچھایا اُسنے پر | کہ نہین سکتی باطن پُر شر | گفت اسکا نے و باطن نہ سوز
گر کہون مین متہم محکم کرے | چپ ہو غین یا جزا بالکل ہے | در نگو یم جد شود این ماجرا
فال بد ہمارا نسان کو کرے | کہ ندرک کچھ نہ اسکا ہو سکے | آدمی رنگ نبود ستش غمی
قول پیغمبر کو مانو بیفرض | ان تمارضتم لدینا تم قضوا | ان تمارضتم لدینا تم قضوا
گر کہون مین بیمار خیال آ رہے ہے | کوئی مطلب ہے جو کہلوا چتی ہے | قول پیغمبر قبول بیفرض
گھر سے باہر وہ نکالیں مجھے | فسق کو یہ بکرا فسون کی تی ہے | گر بگویم او ضیاے بر زند
اُسنے لاکر کے بچھایا بستر | لیٹا اُستاد آہ و نالہ کرتا تھا | ہمرا از خانہ بیرون سیکنند
لڑکے اُستاد آکر بیٹھے نہان | درس کرتے تھے مگر غیر سو دہان | جامہ خواب آلودہ گردستوران عجوز
ہنسے سب مجھ پہ کیا پڑ قید مین | یہ بنا ہنسے بُری کی کیا کرون | گر بگویم رسم و آئین کہن
دوسری تدبیر کرنا چاہیے | تا کہ اس محنت سے رفع مصیبت ہو | جامہ خواب آلودہ گردستوران عجوز

دوبارہ وہم مین ڈالنا اُستاد کو کہ اُسکو | دوم بار در وہم افگندن اُستاد را کہ اورا
قرآن پڑھنے سے درد سر زیادہ ہو | از قرآن خواندن صداع آید درد سر افزاید

بولا وہ لڑکا کہ اے قوم پسند | اب پڑھو قرآن بآواز بلند | گفت آن کودک کہ ای قوم پسند | در پس خوانید و کنید آواز بلند
جو پڑھا بولا اسی لڑکو اُستاد | اِس پڑھے سے پاتا ہے نقصان سوا | چون ہمی خواند مرا گفت اے کودکان | بانگ با اُستاد او را در زیان
درد سر اُستاد کو ہوا اور اسے | کب ہے لائق زر کی خاطر درد لے | در دسر افزاید اُستاد از بانگ | ارز دین کو درد باید بہر بانگ
بولا اُستاد سچ تو کہتا ہے بھلا | جاؤ تم اب درد سر افزون ہوا | گفت اُستاد است میگوید رسید | درد سر افزون شد و بیرون روید
بس کیا سجدہ و بولا ای کریم | دور مجھ سے ہو جیسے سچ اور ہیم | سجدہ کرد و بگفتند اے کریم | دور با دا از تو رنجوری و بیم
پس گھر کی جانب دوڑے | جسطرح دانہ پہ جاتا مرغ ہے | بس بروح بتند سوی خانہا | ہمچو مرغان در ہوای دانہا

رہائی پانا اُن کو کانا کہنے سے تمسخر کرنا اور سوال کرنا ماؤں کا اُنسے

غصہ ہو کر اُنکی ماؤں نے کہا
وقت تحصیل علوم اب کس لیے
عذر لائے کہ اسی مان سوت کھے
کہ قضائے آسمان سے ہو ستا
ہو لیں بائیں جھوٹ ہی اور کر رہے
حیلے سو ہیں کھیلنے کیواسطے
صبح کو ہم پاس اُستاد کے چلیں
بولے سب لڑکے کہ بسم اللہ چلو

کھیلتے ہو کیوں نہیں تم پڑھا
بھاگتے ہو گم کتاب اُستاد سے
یہ کہنہ ہمسے نہ اور تقصیر ہے
ہو گیا بیمار اور وہ مبتلا
اصل کو پاس کر کے ہم دیکھ لیں
جھوٹ سچ کو تم ہمارے جان لو

خلاصی کو دکان از مکتب بین کہ سوال ماوران از ایشان

ماوران شاگرد گفتند کہ گفت
وقت تحصیل ست اکنون وا شما
عذر آوردند کانا ہی دیر بست
از قضائے آسمانی ستاوا
ماوران گفتند کہ شد روغ
صد دروغ آرید بہر طبع و فروغ
کو دکان گفتند بسم اللہ شوید

روز کتاب و ما ہا موجفت
می گریزید از کتاب و اوستا
این گناہ از ما و تقصیر ست
گشت رنجور و سقیم و مبتلا
صد دروغ آرید بہر طبع و فروغ
تا نہ بینم اصل این مکر شما
بر صدق و صدق آرائف شوید

عیادت کو جانا ماؤں کا معلم فرزندوں کے پاس صبح کو

بعیادت رفتن ماوران علی الصباح معلم فرزندان را

صبح کو مائیں سیمیں تو اوستاد
تھا لحافوں سے پسینا بس رہا
کرتا تھا بس آہ آہستہ وہ
خیر ہے اُستاد نے ہمکو خبر
بولا مائیں بھی جمیں اس حال تھا
شغل قال و قیل میں غافل میں تھا
آدمی مشغول ہو گوشہ میں ہے
عورتوں سے مصر کی یوسف نکلے
ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ اپنے کو کیا
اے ستمگر شیخ کی جنگ میں
وہ اُنھیں ہاتھ سے حریف کی
دیکھتے ہیں ٹکڑے ہاتھ اپنے پر

مثل بیماروں کے تھا سویا ہوا
گنجہ چھپایا سر کو بالوں سے
سب بے بس اُسمیں پڑھا احمل کو
جان تیری کو ہوا درد سر
گنجہ ازدوں نے مجھے آگہ کیا
رنج ایسا بس کہ باطن میں تھا
دیکھنے سے رنج کے اندھا ہو
اپنی مشغولی عقدہ بے خبر
روح و آلہ پیش پس نے جانتا
ہاتھ بالوں فرج سے بس کٹتے ہیں
اُس گمان پر کہ درستی رکھتے ہیں
خون جاتا ہے بہت وہ بے خبر

ماوران آمدند آن ماوران
ہم عرق کردہ ز بسیاری لحاف
آہ آہی میکند آہستہ او
خیر باشد اوستا این درد سر
گفت سن ہم بیخبر بودم ازان
سن بہم عامل مشغل قال و قیل
چون بجد مشغول باشد آدمی
از زنان مصر یوسف شد بدر
پارہ پارہ کردہ ساعد آخریش
ای بسا مرد شجاع اندر حرب
او ہمہ دست آورد روز گار دار
خون نہ بیند دست رفتہ در خبر

خفتہ اُستاد ہمچو بیمار گران
سر بہ بستر کو شیدہ در ہجران
جملگان گشتند ہم از احمل کو
جان ما را نبود از این خبر
آگہم کردند این ماور غران
بود در بالین چنین بی ثقیل
او ز دید درج خود باشد عمی
جملہ از مشغولی خود بے خبر
روح را کہ کرد پس از پیش
کہ بیفتد دست یا پائیش ز راب
بر گمان با نگہ بست او ز قرار
خون از و بسیار رفتہ بے خبر

دربیان آنکہ تن روح را چون بیاسیبی دست آستین روح کے ہاتھ کی ہے اور یہ ہاتھوں معجزہ روح کی ہاتھوں کا ہی

بیان ہیں اسکے کہ بدن روح کو اندر لباس کے اور یہ ہاتھ آستین
دست روح ست و این پائے موزہ پائے روح

جون لباس یا بدن پر فربہ موٹا تو
روح کو تو سمجھ حق ہی خوشنما
ہاتھ یا پاؤن خراب ہیں دیکھے سے
بے بدن کیسے ہی بدن دو تو ہی ہی
بے بدن کیسے سمان کرے ہی کاروبار
شہر تا باہر نفس سے مرغ ہو
اک حکایت کہتا ہوں گوش سے سنے

تا بجانی کہ جون در جان لیس
روح را تو حید اللہ خوشتر است
دست و دہ خواب ہیں تیلاف
آن تو ئی کہ رب بدن داری بدن
روح دار دبی بدن بس کار و بار
باش تا مرغ از قفس آید برون
یک حکایت گویمت گر گوش دی

رد بجز لابس لباسی لیس
غیر خطا ہر دست پانی کہ رست
آن حقیقت دان من افشاں گزاف
بس تہی ست جسم جان ہیر و من شین
مرغ با شد در قفس ہیں بے قرار
تا بہ بینی ہفت چرخ اندر زبون
در حقیقت بر حقیقت بگر دی

حکایت وسوسہ درویش کی کہ پہاڑ و غیرہ خلوت اختیار کی تھی
اور بیان لذت قطع تعلقات اور دخل ہونا اس نسبت میں

حکایت آن درویش کہ در کوہ خلوت کردہ بود و بیان
حلاوت انقطاع و خلوت و داخل شدن درین نسبت

کہ انا جلیس من ذکرنی وانیس من استانس بے
گر با ہمہ چو بی منی بے ہمہ
ور بے ہمہ چو با منی با ہمہ

کہ انا جلیس من ذکرنی وانیس من استانس بے
گر با ہمہ چو بی منی بے ہمہ
ور بے ہمہ چو با منی با ہمہ

گوشہ میں بود درویش اک بہ پس تھا مقیم
جو کہ تھا اللہ سے اسکو وصال
ہو گیا جیسے سہیل آسمان حضر
جیسے تو محبوب کے سروری
کر کشتی کو کام کے لائق کیا
کہ یقین ہے خدا ہشیار کو کیا
دیکھے غیبت پنی تو سو سے سوا
دیکھے غیبت پنی تو سو سے زمین
ہا اول سے کرین ہیں ہو انجان
دیکھ انجام ابتدا ہیں کام کے

اسکی صحبت تھی خلوت دیگر
مردوزن کے نفس سے کھتا مال
دوسری ہمقوم کو آسمان حضر
خواجہ کہ مرغوب ہے بیگانگی
دل ہیں اسکے اسکی غیبت کا مزا
کب و ہوں خالی رہے آب و ہوا
کھول بیٹھے دولت کا تو شل ہا
نالہ کر اور بیٹھے تو اندوہگین
اور سر سٹے ہیں آخر جا بجا ہاں
تا بحشر ہیں پشیماں تو رہے

دیکھ انجام کو اور باتیں کر ناموافق
انجام کے ساتھ استعارۂ ترازو کے

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق
عاقبت گفتن باستعیر ترازو

بود درویشی بکساری مقیم
چون خلائق سیر سیلاب شمول
ہمچنان کہ سہل شد مار حضر
آنچنان کہ عاشقی پر سروری
ہر کسے را بہر کارے ساختند
دست و پا بی سیل جہاں کی شود
گریہ بینی سیل خود سوئے زمین
در رہ بینی سیل خود سوئے زمین
عاقلان خود نوحہا ہا میکنند
زابتدائے کار آخر را ببین

خلوت اور بود و ہمچو آب نعیم
بود از اقناص و روزن طول
سہل شد ہمقوم را دیگر سفر
عاشقی ست ان نہ کہ ہر زہ بنگری
سیل آزاد و دلش آزاد شد
خار خس را آب باد کی رود
پر تو دولت بر گزیدہ ہمچون ہما
نوحہ میکن ہیچ نشیند بر جنین
جاہلان آخر بسر برجی زنند
تا نباشی تو پشیمان بود مبین

ف جیسے ایک سنکر انجام میں تھا چنانچہ اسکی حکایت مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

پاس آں کہ زر کہ آیا اک بشر
آں یکی آمد بہ پیش زرگری

کہ ترازو دہ کہ بر سنجم زرے
گفت رو خواجہ دگر فرباں مست

بولا جا چلتی نہ میرے پاس ہے
بولا سنیاں نے تسخر مت کرے

گفت جا رو بے نذارم ہر دکاں

بولا نے بھاڑ دکاں پر ہو مرے
بولا اس کریہ مذاق بہ مت کھے

گفت بس بس ایں مضاحک را بجاں

مین ترازو تجھ سے تہتا ہون کہ دے
بہر راست ہوا اور ہر سو دست پھیر

خویشتن را کرمکن ہر سو دوچو

بولا سنتا بات ہون بہر انہیں
تا تو جانے کہ مین ہون بے معنی نہین

تا نہ پنداری کہ بے پیستم

یہ سُنا پر عشہ پیری سے ترے
ہاتھ کانپے اور لاغر جسم ہے

این شنیدم لیک پیر مرتعش

سمجھا پر پیری سے تو ہنا توان
ہاتھ کمزوری سے کانپے ہر زمان

دست لرزان ہست و تو پنداشتش

اور وہ زر ریزہ ریزہ ہے ترا
ہاتھ کانپے زر وہ گر جانے ترا

وستت لرزہ نیست در زر ریزہ ہا

پس کہے تو خواجہ جا رو مجھکو دے
تا کہ ڈھونڈھوں ہر کو ہے خاک سے

دست لرزد پس بریزد زر خرد

خاک کو تو بھاڑ کر جمع کرے
پھر کرے چلتی تو بھائی تجھ سے مجھ

تا بجویم زر ز خود را ز غبار

میں ٹھہرا دانا سمجھا آخر کو تمام
اور کہین جا تو سیانا آپ کو سلام

گو ئیم غربال خود بہتر بود ای فانی

دیکھے جو اول اکو ہے انتہا
دیکھے تو آخر کو نہین ہے مرسا

جائے دیگر رو ز نیکو تا سلام

حکم جو کہ آخر اندیشی پہ ہے
ہو نے آخر مین ہین بس اول ثوا

ہر کہ آخر بین چو با سنی بود

بات یہ بے انتہا ہے راز کو
بات کر شیخ مجوزہ کی تمام

اندر آخر او نگردد شرمسار

حکم چون بر عاقبت اندیشی ست
شاہی ہے پس ہو قوت و درویشی ہیچ

بادشاہی بندہ و درویشی ست

عاقبت بنیان بود دل شاد
دیکھے تو واللہ اعلم بالصواب

در نگر یا اللہ اعلم بالسداد

این سخن پایان ندارد باز گوے
مرد زاہد کا تو قصہ پھر کہو

قصۂ آں مرد زاہد باز گوے

کاندریں گفتن بسے بودش ثواب
کوہ مین کہنا تمہارا خاب و خوار

کن تمام اکنوں مدیث شیخ فرد

باقی قصۂ اس زاہد کی کہ عہد کیا تھا کہ میوہ درخت کو ہی سے نہ توڑونگا اور نہ خود بلاؤنگا اور نہ کسی شارۃ و صراحۃ کہونگا کہ تم توڑ مین کھاؤن بلکہ وہ میوہ درخت سے گر دے

بقیہ قصۂ آن زاہد کہ عہد کردہ کہ میوہ کہ از درخت باز نگیرد و خود نخورد تا نیفشانم و کسی را نگویم بصریح و کنایت کہ بفشان تا آنرا بخورم مگر آنکہ باد از درخت بیفگند و باشد

کوہ مین پھل کے درخت بہت تھے
سیب انار امرود دانا بے شمار

قوت اس درویش کا یہ تھے وہ

اس سوا کھاتا نہ کوئی چیز کو
بولا درویش ہر خدا مین اس گھڑی

عہد کرتا ہون نہ توڑونگا کبھی

خود نہ مین توڑونگا میوہ وا سے
لے کہونگا غیر کو کہ تو ڑ دے

اندران کہ بود اشجار و ثمار
سیب امرود و انار بے شمار

قوت آں درویش یا رب با تو آر

غیر آں چیزے کہ بخورد وی دانما
عہد کرد و ہیچ چیز از بن زمین

خوشہ چینم بیعد او در گل مین

نیز غیرے را نگویم کہ بچین

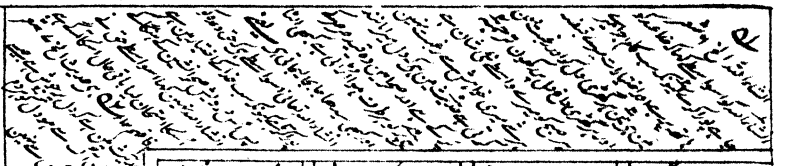

۔۔۔	مین چنیں ایماں خود نتوں پیرے	جزاز ان سیوہ کہ باد انداز قبل	مرسی پیغمبر زود رفت تشنش
۔۔۔	یاں تلک کہ استحان حق نے کیا	مدتی برنمد خود بوشش خدا	تادیدار استحانات خدا
۔۔۔	عہد گر جاہے خدا پورا کرے	زین سبب فرمود استثنا کنید	ز انکہ حکم کار دروست است سنت
۔۔۔	اختیار اب کل ہے قبضہ مین ہے	ہر گھڑی داغ جگر پر لعلون	ہر گھڑی ہر لحظہ ہر ساعت ہر آن
کل اصحاب لنا شان جدید	کل شی عم مرادی لا یحید	کل اصحاب لنا شان جدید	کل شی عم مرادی لا یحید
۔۔۔	قید سحر این نفس عم مرسلے ہی	در حدیث آمد کہ اہل جنت چون بہشت	
۔۔۔	گاہ اینا گاہ سیدھا جا بجا	باد پر ہر طرف نہ زندگانی است	
۔۔۔	جیسے پانی دیگ مین جوش سے	در حدیث دیگر قرآن اہل قرآن خوان	
۔۔۔	وہ نہ ایسے لیکن اس جی جا ہی	ہر زمان این اگر را نے بود	
۔۔۔	ہو آخر عہد سے شرمندہ تر	پس چرا ایمن شوی بر بے دل	
۔۔۔	چاہ یکھے اور نہ اُس مین جا سکے	این ہمہ از تاثیر حکم است و قدر	
۔۔۔	دام نے دیکھے ہلاک ہین پڑے	نیست عنوا از مرغ زیرا این عجب	
۔۔۔	خواہ مخواہ اُو دام مین جا قید ہو	این عجب کہ دام بیند دانہ را	
۔۔۔	اپنی پر سے دام کی جانب اُڑے	چشم بازو گوش بازو دام پیش	سوی دامی می پرد با پر خویش
تشبیہ بندہ مع اُس کے ساتھ قضا کے کہ صعوبت کو فنا اور رسا تھ اُس کے حیات ہے		تشبیہ بندہ در اقتضا کہ بصورت پنہان با اثر پیدا است	
دیکھ اک گل تن مین مستور و مکو	سر بریدہ اور بلا افتادہ کو	بنگر اندر دلق مست زادہ	سر بریدہ در بلا افتادہ
تھا وہ بدکاری کی خوشی مین جلا	مال ملاک اپنی تھا پیچے ہوا	در ہوائے نا بکاری سوختہ	اقتشہ و املاک خود بفروختہ
قوم مین اپنی ہوا تھا خوار وہ	ہمسری سے لاد و اجبار وہ	خود گشتہ در میان قوم خویش	مرہمش نایاب از اشک و مرہمش
خانمان بربادو بدنام اور خوار	مقصد دشمن ہوا اور بار وار	خانمان گفتہ شد و بدنام خوار	کام دشمن می رود داد بار وار
گوئی زاہد پایا کہتا مشفقا	کر بدو در بیری ثواب ہر خدا	زاہدے بیند بگوید ای کیا	ہمتے دارا ز بہر خدا
کہ مین اس واسطے بار آفت مین پڑا	مال و دولت ہاتھ سے مین کھویا	کاندرین رہ باز ست انستادہ ام	مال زر نفقت وا رکف دادہ ام
کہ مرد نا ہوؤن مین اس سے سر رہا	ہوؤن خاک تیرو سی شاید خدا	ہمتے تا بوکہ سر زین وا رہم	زین کل تیرو بوکہ برجہم
یہ دعا چاہتا تھا وہ با مام خاص	کا لخلاص الخلاص الخلاص	این دعا میخواہد از عالم خاص	کا لخلاص الخلاص الخلاص

ہاتھ پانوں اسکا کچھ تھا بندھا — نے توکل سر پہ نے زنجیر پا — دست باندھا پائے باندھے بند نے
تو خلاصی چاہتا کس قید سے — تو رہائی چاہتا کس قید سے — از گدامی بندی جعلی خلاص
قید تقدیر و قضائے مختفی — نے کوئی جانے بجز ذات صفی — بند تقدیر و قضائے مختفی
گر چہ وہ ظاہر نہیں پنہاں ہے وہ — ہے بتر از زنجر و زندان سے وہ — گر چہ پیدا نیست آن کہ ہست
کیونکہ آہنگر بس اُسکو توڑ دے — زانکہ آہنگر مر آزاد است و بند — خود گر ہم شش نمان بر بند
اور نقب ان کھودی ہے دیوار میں — یہ عجب ہی قید پنہاں اور گران — عاجز از تکسیر آن آہنگران
توڑنے سے عاجز آہنگران — این عجب بین بند پنہان مرا — بر گلوئے بستہ حبل متین ہے
بند حبل من مسد گردن پہ ہے — دیدہ آن بند احمد را رسد — ننگ ہیزم گفت حمال الحطب
لکڑیوں کا بوجھ جو گردن پہ ہے — تعلی انما انا بشر ولی حمال الحطب — تعلی انما انا بشر ولی حمال الحطب
رسی لکڑی کو دیکھے کوئی کے سوا — انچہ ظاہر ہوتا ہی ہر اک چھپا — حبل و ہیزم مر ترا اوشیمی نمید
کرتے ہیں تاویل اسکی مالقا — کہ تین ہیوشی وہ ہیں تشنا — کہ پدید آید برو مر ناپدید
اُسکی پر تاثیر سے عاجز ہوا — اور نالاں آگے اُسکے بس گیا — کہ این ہیوشی ہست ایشان ہیچ نیست
کردعا سے ہوون تیری مین نا — اور ہوا اس قید پنہاں سے جدا — گشتہ و نالان شدہ او پیش او
جو کہ جانے یہ علامت ظاہری — کیونکہ جانے وہ سعید و ہے شقی — تا این بند پنہان ہیچون جہیم
جانے پر مخفی کرے بہر خدا — راز کہنے کو بر اہے جانتا — چون ملائد کشت مر اورا سجود
بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر — بھوک سے لاغر ہوا اور تن سیر — کہ ندا مدکشت مر اورا حق جلال

بیقرار ہو کے تو یا اُس فقیر عمدہ کر نیوالے کا امر و کو دوست سے — مضطر شد ان آن فقیر عمدہ کنندہ بکنندہ امر و داز
اور گوشمال دینا حق تعالیٰ کا اسکو بے مہلت کے — درخت و گوشمال حق تعالیٰ بے سیدن بی مہلت برو

پانچ دن ایسا ہوا سے نے گرا — بھوک کی شدت سے مُردہ سا لگا — از آتش جوعش شہ بیرون سی سیکرد گفت
دیر تک امرود وہ تکتا رہا — باز رکھا خود کو صبر نے کیا — باز صبری کرد و خود را واکشید
پھر ہوا نے سر تکا یا شان کا — اُسکا پھل کھانے پر دل للچا یا — طبع را بر خورد لوای و چیر کرد
قوت جذب تقاضا بھوک نے — بیوفا اسکو کیا بس عہد سے — گرد را بدر انداختش بیہودہ
توڑا اُسنے شاخ سے امرود کو — عہد مین اپنے ہوا بس سست رو — گشت اندر عہد بندہ خویش سست
گوشمالی اُسکو دی اللہ نے — بکھلیان تکھیت بکان اسکے گھسیے — چشم او بکشاد و گوش او کشید
رہتے ہیں ہر دم خطر مین مخلصان — راہ مین ہوتے ہین نکے امتحان — استعانت ہا ہست بر راہ امید

صد دست کہ جو وفا کہ کر سکے | مست خطر میں پڑ تو بھاگ کر سکے | بانکن مندرسہ کہ نتوانی دوتا | برخط مشین و بیرون جہ بلا
پھر سوئے قصہ پھر اگر وہ فقیر | صد جو ڈھونڈا ہوا اُسد واسیر | باز گشتم سوی قصہ کان فقیر | عہد چون شکست لعنہ شد بہ
گو شمالی حق نے دی بس اُس کو زید | کیونکہ فرمایا ہی اوفوا بالعقود | غیرت حق کو شمالش داد زود | زانکہ نقض دوست او فوا بالعقود

متہم ہونا اُس شیخ کا چور دیکھ کے ساتھ اور ہاتھ کٹنا اُسکا | متہم شدن آن شیخ باذدزدان و بُریدن دستش را

اتفاقاً چور کتنے بھاگ کے | اُن پہاڑوں میں پہونچا جا کر رہے | اتفاقاً زد و چند بہ آنجا فتند | واندراں گوسار منزل ساختند
بیس جو رہ بل یا وہ اُس جگہ | مال چوری کا وہ خوب بانٹے | بیست نفر دزدان بدند کجا دویش | بخش سیکرد ند سر رفقا خویش
مُجرہ سے کو توال آ گیا ہوا | اُسکے پیادوں نے بس سکھا لیا | شحنہ را غاز آگہ کردہ بود | مردم شحنہ در افتادند زود
ہاتھ سیدھا یا اُٹھا اُس جگہ | اُن سبھوں کا تا بہ اک شور تھا | ہم بدانجا پای چپ دست راست | جملہ بریدند و فغانی بخاست
ہاتھ نہ بکا بھی دھو کے کٹا | اور پاؤں کو بھی چاہا کاٹنا | دست زدہم بریدہ شد غلط | باشن استخواست ہم کردن سقط
اک بزرگ سوا اُسد آ گیا | جیکر بولا کہ اے کتو بھلا | دزد ان مر سوا ری بس حمق بین | باتکن زدبر عوان بد آسکا ہی بین
یہ فلان ہی شیخ اہل خدا | کر دیا ہاتھ اسکا کیونکر بجا | این فلان شیخی ست اہل خدا | دست اور اتو چرا کردی جدا
رو سپاہی بھاگے کپڑ پھاڑ کر | کوتوال نے کو دی آ کر خبر | آن عوان بدید جامہ نیز رفت | پیش شحنہ داد آگاہی بیش تفت
کوتوال یا دبان بس بلند خواہ | کہ نہ جانا یں بخلق بیر گواہ | شحنہ آمد پا برہنہ خند خواہ | کز مذ تستم خدا بر بن گواہ
بخش دے حد اُس نفس پہ تو مجھے | تو کریم اہل بہشت و در پیر ہے | بین سہل کن مر مرا زیں کار زشت | ای کریم و رسور اہل بہشت
بولا میں جانوں سبب ہے بیش کا | اور گنہ اپنے کو جانوں خوب سا | گفت سید انم سبب این نیستی | می شناسم سر گناہ و خویش را
دین نبی تو ڑی حرمت اسکے عدی کی | ہاتھ کاٹا عہد نے اسکے اخی | سر شکستم حرمت ایمان او | پس پیغمبر بر دو او دستان او
عہد تو ڑا بین نبی اور جانا بُرا | ہاتھ پیر اشوی اُسکی ہے کٹا | سر شکستم صد دو انستم بست | تا ر سیدآن شوی جرأت بہ بست
ہاتھ پاؤں سیر ہو بہ جان وبال | ہو خدا نے حکم یا ایکو توال | دست ما و پای دمغز و پوست | باد ای ردالی خدائی حکم و دست
سیر شوی تسمہ ہوں ہا یہ تیھ حال | تو نہ جانے تجھ پہ کب ہو گا وبال | قسم سن بو دین تر اکردم حلال | تو ند انستی تر انبود و بال
اُسنے جو جانا وہ ہی فرمان روا | ساتھ حق کے کسکو لڑنا ہی روا | آنکہ او دانست او فرمان رست | باغذ ا سامان ہمچیدن کر است
ای ہیبت سے مرغ بھوکے بالا سید | ہیں کنارہ باہ پر پنجرے میں قید | ای بسا مرغان سمد مد قفس | بر کنار ایام محبوس قفص
ای ہیبت مین مرغ ار قدانہ جُو | کا ٹا حلق انکی نے انکے حلق کو | ای بسا مرغ پرندہ وانہ جُو | کہ بریدہ خلق او ہم حلق او
ای ہیبت مچھلی شے پانی مین | پنجس مین ص گلو شست مین | ای بسا ماہی تر آبدر دست | گشتہ گلو در فرج گلو خود شست
ای ہیبت سی مو دہ تین پردہ نشین | بس گلو و فرج سی سوا ہو مین | ای بسا مستور در پردہ بُدہ | شوی فرج و گلو سوا شدہ

کس سنا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فاضم ۱۲

ساحران فرعون کی بہادری کا سبب تھے پاؤں کے کٹنے میں — سبب جرأت ساحران فرعون بقطع دست و پاے خود

۱۰	ساحروں پر کی فرعون نے	ابلیس سیاست اس میں پر جہاں ہے	ساحران کہ فرعون یعنی
	دست و پا کاٹوں کہ تم ہو بر خلاف	گلہ سکاوان رکھوں میں سات	کہ ہم دست و پا ان خلاف
	ایسا جانا اُسنے کہ کس شبہ نہیں	وہم او خوف گمان سوا اس کو	او چنان پشت کا شاہ
	کہ یہ ڈرجا میں وہ خوف اس کو	وہم ستد کمی کے جو ہو فرس کو	لک بود شان لرزہ و تخویف
	وہ نہ جانے تھا کہ یہ آزاد ہیں	نور دل کے در پہ یہ آباد ہیں	او نہ نیست کا یشان ستہ اند
	اپنا سایہ جانا اپنے جسم کو	چست و چالاکی پر کہ شاہ کو	سایہ خود از خود و نستہ اند
۱۵	گر نہ پاؤں مستہ گردن ہیں	ریزہ ریزہ کو نہ اس گمان میں	باوں گردن اگر صد بار شان
	اصل اس سے واقف ہیں جو	ردشنی وہم سے بدہ ہیں دو	اصل آن ترکیب با چوں بیدہ اند
	مست گمان ہیں پڑے ہلم وہم کے	خواب میں گر ہاتھ ٹوٹی دستے	این جہانی ہیست مضطرب با کست
	خواب میں گر کاٹے سر خیر ہے	سر ہو قائم عمر زیادہ ہو تری	گر بخواب اندر سرت ہیر یکاز
	خواب میں دیکھے خود کو تو	جو اٹھے تو پائے چھاپ کو	گر بہ بینی خواب خود را دو نیم
	الف نہ خواب میں ہیں قصان تن	گیا ہی ڈگر دو سو کر نہ ہو بدن	حاصل اندر خواب نبقصان بدن
۲۰	اس جہان کو جو کہ صورت پر رکھا	حلم نائم ہے پیمبر نے کہا	این جہان کہ بر صورت قائم ست
	تو نے تقلید کیا اُسکو قبول	سا کا کو نہ دیکھا اسکو پیغمبر رسول	زرہ تقلید تو کردی قبول
	خواب دن ہر ہست کو فی خواب ہے	شاخ سایہ ہر دو مہتاب ہے	روز در خوابی گمو کا خواب ہیست
	خواب بیدار دی ہو جاں اپنی دلا	خواب بیدار یت آن دان کی عضد	خواب بیدار یت آن دان کی عضد
	ہو گمان اُسکو خواب میں ہو گیا	یہ جانا خواب ہیم میں گیا	او گمان بردہ کہ این ہم خفتہ ام
	گوزہ چھاگر ایک کوزہ ٹوٹے	پھر وہ چاہے اسکو قائم رکھے	کوزہ گر گر کوزہ را بشکند
	ہر قدم پر چاہ کا اندھے کو ڈر	سیکڑوں ڈر ہے پھندہ راہ پر	کور را ہر گام باشد ترس چاہ

مرد بینا دید عرض چاہ را | جاہلے ہے غار کو او چاہ کو | اندریں غم سے ترش رو ہو نہ تو | پا فزا تو میش فر از زیر مرو
سینے والا ہے تو جا سہ عاک کر | غول کی آواز پر شہریں ہیں | خیز فرعون تکہ آن تیستیم
بے لباس اس خواب کے اندر کنار | تو یہ ہیں بستہ ای مدوی قا بکار | خرقہ مارا یہ زند و زندہ ہست
خوش جگہ جا کہ میں ہیں ہم بوجم سے | خوشتر از تجرید ترتن در مرتع | خوش بگیریم اے صدی نا بکار

شکایت کرنا خچر کا اونٹ کے کہ میں بہت سند کے بل گرتا ہوں | شکایت کردن اشتر پیش شتر کہ من بسیار در رسوے

او تو ہنیں گرتا ہے الا نادرات سی اور جواب دینا اُسکا | اے افتم و تو نے افتی الا بنادر و جواب گفتن آن

بولا اُٹ خچر اونٹ سے اے ہاوف | اونچی نیچی راہ گہری تہ بند سلا | گفت استر با شتر اے خوش رفیق | در فراز و شیب دررا ہ عمیق
تو کہ سر کہ ہاو رخوش چلے | اور میں گرتا ہوں جن کمر کے | تو نیائی در سر و خوشہ پیر زی | من ہمی آیم بسر در چون خوی
سر گھٹی بیٹھ کے میں گرتا ہوں | خواہ خشکی ہو خواہ تل میں | من ہمی افتم بر و بر ہر سوے | خواہ و خشکی بود خواہ اندریے
یہ سبب مجھے کو ہوا ہے کیا | تا کہ میں جانوں بالتقریب کیا | این سبب را باز گو با من بیست | تا بدانم من کہ چوں بایست زیست
بولا اُٹ یہ تری نکہ تیری تہ نکہ سے | گفت از پشم تو پشتم من یقین | بگسان و شتر بست دو در میں
بعد ازاں ہم بلندی ناظم | خوش بر یم بر سر کوہ بلند | نرین سبب رفتیم حاضر م
او گھاٹی کی ہیں آخر دیکھا لوں | پس ہمہ پستی و بالائی راہ | آخر عقبہ بہ نیم ہو مند
آنکھ کی تیزی دکھاتا ہی آ | ہر تو دم من باز سر بنہش نم | دیدہ وا مرا دنا ید ہم آ
لغزش پا اور گرنے سے بچوں | تو بہ بینی پیش خود کینے سگام | از عثار و دار فتادن ایمم
جانہ دیکھے تو نہ دیکھے دام غم | دانہ بینی و نہ بینی رنج دام | دانہ بینی و نہ بینی رنج دام
لیستوی الاعمی لدیکم والبصیر | یستوی بالاعمی لدیکم والبصیر | فی المقام والتزال المسیر
جز کہ چشم میں جان حق کے کھولے | چون نہ بینی کا در حرم حق مائیں بہ | جذب اجزا کو طبیعت میں رکھے
وہ خورش سے جذب اجزا کرتا ہی | از خورش او جذب اجزا می کند | تا نا باتن کا اپنے بنتا ہی
جذب اجزا میں اُسے چالیس سال | تا چہل سال ش جذب جزو با | حق حریص اُسکو رکھے تا ہو نہال
جا کہ جذب اجزا کی ہے یہ جسم شگاف | چون نماند جذب اجزا شاد زو | کیوں نہ جذب اجزا کو وہ شاہ
جمع ازدن کو کیا خرشید نے | بے غذا اجزا کو بھی لیجا سکے | جامع این زہ ہا خرشید بود

نقش ۲۶

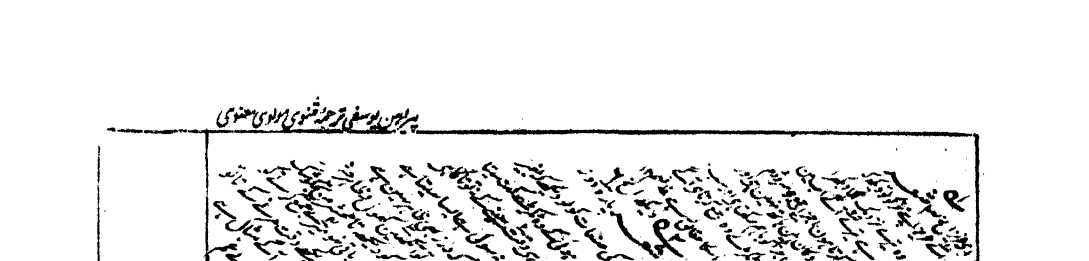

جس گھڑی کی مخاطب سے بیدار ہو
ہوش ہوش میں فوت کو پھیر دے بیدار ہو
آن زماں کہ در آئی تو زخواب
ہوش معہ میں فتہ او خانہ شتاب

جان کے غائب دعا سے ہوئے
پھر وہ آجائیں طالبے دعا سے
تا بدانی کمال ناز و غناب نشد
باز آید چو نگہ فرماید کہ محمد

جمع ہونا اجزاء خمر غریر علیہ السلام کے بعد مرنے اسکے کے بحکم خدا تعالیٰ اور سیدھم مرکب ہو جانا اور برو غریر علیہ السلام کے

اجتماع خمر غریر علیہ السلام بعد از موش باذن اللہ تعالیٰ
و در ہم مرکب شدن ہیش چشم غریر علیہ السلام

اپنی غرقابی دیکھ اپنے خمر کو تو
کہ گلا کھبرا ترے نزدیک دو
ہیں غریر اور نگاہ در خمر
کہ ببو سید ست و ریزید بر

تیرے آگے کرتا ہوں اپنی کیسی
جمع اجزا جو سر دم کہاں ہیں
پیش تو گرد آورم اجزاش را
آن سر و دم دو گوش و پاش را

ہاتھ زار و جرکر باہم کھتا ہی
اور ٹکڑے سب ہیں جمع کرتا ہے
دست او مزور ہم مے نہد
پارہ ہا را اتحادے مے دہد

دیکھ پارہ دوری صنعت کو
بے سوئی سیتا ہی کیسے کپڑا دو
در نگر در صنعت پارہ زنی
کو سبھی دو زرہ کہ ہیں بے سوزنی

وقت سینے کے نہ تا گا سوئی
ایسا سیتا ہی پیدا ہو رہی
رسیمانے سوزنے وقت خرر
آنچنان دوزد کہ پیدا نیست ز

کھول آنکھیں دیکھ ظاہر حشر کو
تا نہ شک محشر میں پانی تجھ کو ہو
چشم کمشا حشر را پیدا ببین
تا نماند شبہات در بوم دین

جمع کرنے کو ہے تار بکھے تو
وقت مرنے کے نہ تا گھبرا ہے تو
تا ببینی جا معیم را تمام
تا نہ لرزی وقت مرزن اہتمام

جیسے نیم وقت سونے کے ہے تو
سب جیو کی نوبت جاتے ہے تو
ہمچناں کہ وقت خفتن ایمنی
از فوات جملہ سہا ہے دنی

تو ڈرے تو اپنی جس وقت خواب
گرچہ ہے ہیں پریشان و خراب
بر جوا خیز و نہ لرزی وقت خواب
گرچہ پر گردد و پریشان و خراب

نہ رونا اُس شیخ بزرگوار کا اور پر مرگ فرزندوں اپنے کے

جزع ناکردن آن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش

پہلے اس شیخ ہادی زمان
تھا زمین پر ایک شمع آسمان
آسمانے شمع بر روے زمین
بود شیخے رہنمائے پیش ازین

جیسے اُمت کے پیمبر درمیان
کھولتا ہی جس دماغ جہان
چوں پیمبر در میان امتان
در کشاد سر و خندہ دار الجنان

بولے پیغمبر کہ شیخ پیشوا
قسم میں اپنی کرتا مثل نبیا
گفت پیغمبر کہ شیخ وقت پیش
چوں وی باشد میان قوم خویش

اسکی بندے تمام ان کے
سنت اللہ ہو گیا کس طرح سے
یک صلاحی نقش این ہیئت او
سخت دل چے نگوئی نیکخو

موت وقت تری اولاد کے
میں اور وقت ہوں ان اس کی جگہ سے
تا نہ ہر دو مرگ فرزندان تو
نوحہ ے عالم چہ انگیزد دو تو

اور نہ یہ تا ہیں لوگ کس لیے
یا نہ دیں رحمت کیا دل میں ترے
تو نہ گرئی نے زاری چرا
یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا

جب شنوی ترجمہ یا سلمی میں ترے
پس مجھے امید یا کیا بھے سے ہے
چوں تتر حمے نباشد در دلی
پس چہ میت مان از تو شوں

مجکو ہی امید تجھ سے پیشوا
تو نہ چھوڑ و لگا مجھے اندر عنا
آنکہ بگذاری تو ما را در عنا
گرنہ بگذاری تو ما را در عنا

حشر کرو جو تخت ہو آرا ستا
تو شیخ ہو گا سر دو جہاں
چوں بیارا ئیند بہر حشرتخت
خود شفیع ما تو لی آن روز سخت

ایسے دن اور رات میں ہیں تمام کار
ایسے دن اور رات میں ہیں تمام کار

سیلیا ہاتھ در تیاد اس سے آنسو آن
سیلیا ہاتھ در تیاد اس سے آنسو آن

بولے پیغمبر کہ محشر میں بھلا
بولے پیغمبر کہ محشر میں بھلا

میں شفیع عاصیاں ہوں گا یہاں
میں شفیع عاصیاں ہوں گا یہاں

دیو دوں گا میں ہل کبائر کو بچا
دیو دوں گا میں ہل کبائر کو بچا

فارغ است کے میں صلحا اتقا
فارغ است کے میں صلحا اتقا

بلکہ وہ خود ہیں شفیع عاصیاں
بلکہ وہ خود ہیں شفیع عاصیاں

کوئی دانا روز رہے نے غیر کا
کوئی دانا روز رہے نے غیر کا

جو کوئی بے وزر چہ دوں شیخ ہی
جو کوئی بے وزر چہ دوں شیخ ہی

شیخ کیا ہے پیر ہے یعنی سو سفید
شیخ کیا ہے پیر ہے یعنی سو سفید

ہے یہ ہستی اسکی ہو سو سیا
ہے یہ ہستی اسکی ہو سو سیا

جسکی ہستی فنا نہ وہ پیر ہے
جسکی ہستی فنا نہ وہ پیر ہے

وہ سیہ سو کہ ہے وصف بشر
وہ سیہ سو کہ ہے وصف بشر

بس کیا جھوٹے میں عیبی نے بیان
بس کیا جھوٹے میں عیبی نے بیان

بعض اوصاف بشر گر جیتے
بعض اوصاف بشر گر جیتے

سو سیہ کہ وہ ہمارا وصف تن
سو سیہ کہ وہ ہمارا وصف تن

گر سفید اتنے ہوں رہے خوئی
گر سفید اتنے ہوں رہے خوئی

بال بھر گر وصف باقی ہیں ہے
بال بھر گر وصف باقی ہیں ہے

ہم کہیں سید تجھے یا تیقین
ہم کہیں سید تجھے یا تیقین

با وجود اس جملہ شفقت کے تجھے
با وجود اس جملہ شفقت کے تجھے

یا نہ شاید اپنہ دل جلتا ترا
یا نہ شاید اپنہ دل جلتا ترا

در چنان وزر و شبے زر نہیار
در چنان وزر و شبے زر نہیار

دست ما و دامن دست آزمان
دست ما و دامن دست آزمان

گفت پیغمبر کہ روز رستخیز
گفت پیغمبر کہ روز رستخیز

من شفیع عاصیان ہم بہ جہان
من شفیع عاصیان ہم بہ جہان

عاصیان اہل کبائر را بجد
عاصیان اہل کبائر را بجد

صالحان مستغنی اند از جزا
صالحان مستغنی اند از جزا

بلکہ ایشان را شفاعت ہا بود
بلکہ ایشان را شفاعت ہا بود

ہیچ وا روز رہ غیر زر نہ یافت
ہیچ وا روز رہ غیر زر نہ یافت

آنکہ بے وزر است شیخ است آن
آنکہ بے وزر است شیخ است آن

شیخ کہ بہ پیر یعنی سو سفید
شیخ کہ بہ پیر یعنی سو سفید

ہست آن سو سیہ ہستی او
ہست آن سو سیہ ہستی او

چونکہ ہستیش نماند پیر است
چونکہ ہستیش نماند پیر است

ہست آن سیہ پیر وصف بشر
ہست آن سیہ پیر وصف بشر

صد ہزار عیسیٰ بر آرد صد نفیر
صد ہزار عیسیٰ بر آرد صد نفیر

گر سپید از بہر اوصاف بشر
گر سپید از بہر اوصاف بشر

در یکی ہست سیکان ہست آت
در یکی ہست سیکان ہست آت

چون بود دیں سپید از بہر حق
چون بود دیں سپید از بہر حق

در سر سبزے ز نقش خاک
در سر سبزے ز نقش خاک

با ہمہ اسید واران تو نیم
با ہمہ اسید واران تو نیم

لیک باین جملہ چون ہے شفقت
لیک باین جملہ چون ہے شفقت

یا مگر خود دل نے سوزد ترا
یا مگر خود دل نے سوزد ترا

با کرام تو ائیم اسید وار
با کرام تو ائیم اسید وار

کہ نماند ہیچ محجور امان
کہ نماند ہیچ محجور امان

کہ گذارم محبران الشکر ریز
کہ گذارم محبران الشکر ریز

تا رہانم شان از شکنجہ گران
تا رہانم شان از شکنجہ گران

وا رہانم از عتاب نقض عہد
وا رہانم از عتاب نقض عہد

از شفاعت ہا ے من فارغ اند
از شفاعت ہا ے من فارغ اند

گفت شان چون حکم ناخذ مزید
گفت شان چون حکم ناخذ مزید

من نیم وا رز خدا یم بر گذشت
من نیم وا رز خدا یم بر گذشت

در تبول حق چو اند کرف نمان
در تبول حق چو اند کرف نمان

معنی این سو بدان نا امید
معنی این سو بدان نا امید

تا از بہ ستیش نماند تار مو
تا از بہ ستیش نماند تار مو

گر سیہ مو باشد او بخود دو مو
گر سیہ مو باشد او بخود دو مو

نیست آن سو سیہ ریش دو سہ مو
نیست آن سو سیہ ریش دو سہ مو

گر جوانان گفتہ ام شیخم پیر
گر جوانان گفتہ ام شیخم پیر

شیخ بنود کہل ما شد ای پسر
شیخ بنود کہل ما شد ای پسر

نیست بر بد شیخ و مقبول ہمہ
نیست بر بد شیخ و مقبول ہمہ

اور نہ پیر ست نہ خاص ریدست
اور نہ پیر ست نہ خاص ریدست

او نداز عرش خدا آفاقی ست
او نداز عرش خدا آفاقی ست

زیرہ چین خوان اساس تو نیم
زیرہ چین خوان اساس تو نیم

بہر فرزندان چرا بے رافتے
بہر فرزندان چرا بے رافتے

باز گو اے شیخ ہا را ماجرا
باز گو اے شیخ ہا را ماجرا

عذر کرنا شیخ کا بسبب نہ رونے فرزندان کے

شیخ لے اے کہ ما ہوں میں مرحوم کو
شیخ لے اے کہ ما ہوں میں مرحوم کو

جملہ کفاروں پہ رحمت ہے مجھے
جملہ کفاروں پہ رحمت ہے مجھے

عذر کردن شیخ بہر ناگریستن بر مرد فرزندان

شیخ گفت اے ہا چند ہا ی شفیق
شیخ گفت اے ہا چند ہا ی شفیق

بر بہ کفار ا رحمت ست
بر بہ کفار ا رحمت ست

کہ ندارم خود و ہوا ل شفیق
کہ ندارم خود و ہوا ل شفیق

گر چہ جان جملہ کافر نعمت ست
گر چہ جان جملہ کافر نعمت ست

تجلی کز تو بر جبل اوفتاد رحم ہے
کہ تا موسیٰ دعا
اور کر تو ان کو بھی کہ کند خلق کر زمین
اسلیے کہ دلی ہو سے زمین
خلق کہ کہ مین سے تو گاہ خاص
کہ تا خود کو نمائش نصیحت کے لیے
عام کو ہوتی ہیں جزئی حیتین
رحمت جذبا سکی کل ہے ہی ولی
رحمت جزئی تو کل حال اس آن
جب تلک جزئی جانی راہ بحر
جزو جانے بحر کو رہ کب ملے
متصل در یا کے ہو اوست ۵
اگر رہے دعوت تو تقلیدی سی ہو
تو بھی ہو تو نرم کھتاب ہے
کیوں نہیں ہیں پیرو تا ان کو کے لیے
آنکھ کا آنسو گواہ رحم ہے
شیخ خاموش اسکے طعنہ سے ہوا
بولا صورت سے کہ پیر زنان
گروہ سب جیتے ہوئے یا مر گئے
پیش خود پاتا ہوں آنکھ میں قرار
گر پیاس عالم سے باہر ہو گئے
گر یہ ہوتا ہی فراق ہمرہ سے
خلق کو کھوٹ کہتی ہی خواب میں
اسی سے مخفی اکثر ہوتا ہوں
مثل ہے تیری عقل کی ای راز گو

کہ نہیں کیوں ہوتے ہیں جگ
کہ چھٹا اس سے اسکو اغ
خلق کہ نے سنگ اور
تا کریں وہ رحمۃ اللعالمین
حق کو کہ وین کند یدہ کر خاک
جو بنا چی کہ وین حق در کہ دا سے
خاص کو ہوتی ہیں کلی حیتین
رحمت کل ریا ہی یا دی اوکی
رحمت کل کو تو با دی اپنا جان
بوکے ہم شکل کہتی ہی نہر
سوے دریا خلق کو کب لا سکے
بحر سے مجاے مثل سیل جو
ذی میان وحی تا نیدی سی ہو
گرد گلہ مثل چہ دا ہی کے ہے
را از قضا دا جل نے نیش سے
آنکہ دے انسو تری ہر کس لیے
بحث سے اکبا گی ارنے لگا
کب بار اب ہو سے مانند خزان
آنکھ سے ہو شیدہ وہ ال کی ہجر
کیسلیے رو ون ہیں تم سا زار زار
پر مرے ہر ہی سامنے وہ سیلتے
پر عزیزو سے وصال ای سی مجھے
اور بیداری جو ہی یکھوں آنکھ میں
اور حد اسوں کی ہیں پت چہر کر آپ ہیں
عقل قیدی سی رو کی ہو جان کی

بر سگاں نم رحمت خویش ہاش
آن سگے کہ کند گوید ہا
این سگاں را ہم ہمین پشہ دہ
زان بیاموزد او دلیا را بر زمین
خلق را خواند سوے درگاہ خاص
جہد نما یا زین سو بہر پند
رحمت جزو سے بود در عالم را
رحمت جزو ش ہمچو بشتہ بگل
رحمت جزوی بکل ہمیشہ شود
تا کہ جزو ست او نداند راہ کر
چون نداند ہیچ رہ کے برد
متصل گردد بہ بحر آنگاہ او
در کند دعوت بتقلید ہے بود
گفت پس چون ہر حم داری بر ہمہ
چون نہ ارسی تو خود فرزند خویش
چون گواہ رحم تست گریہ ات
شیخ دانا زین عتابش کم نشد
رو بہ زن کرد و گفت شکا ہجو
جملہ گر مردند ایشان رحی ماند
من چو ہیم شان ہمین شیخ خویش
گرچہ پیروی نماز دور زمان
گر یاز ہمچون بود با از فراق
خلق را نہ در خواب سینہ شان
زین جہان خود را دی خواہ نم
حس پیر عقل باشد اے فلان

کہ دلبر سنگ ما شان باش ست
کہ از زین فور ار ارشاد ای خدا
کہ تبا شند از خلائق سنگسار
تا کند شان رحمۃ للعالمین
حق را خواہ نکہ دا فکر خلاص
چون نشد گو ید خدا یا دہ مبند
رحمت کل بود ہام را
رحمت در یاست ہادی سیل
رحمت کل انبو ہا ہی ہین فرد
ہر نہ سے کہ اکند شاہ بحر
سوے در یا خلق را چون آورد
رہ برد تا بحر ہمچون سیل جو
ز عیان وحی تا نیبے بود
ہمچو چو پانے بگرد این رمہ
چونکہ قضا اجل شان رہ پیش
دیدۂ تو بہر گریہ چراست
در سخن کیبار رہ بے آزرم شد
خود نہ شد فصل ہمچون فصد
غائب پنہان ز چشم دل کجا اند
از چہ رو رو را کنم ہمچون تو ریش
با سبا نہ رو گر دسن بازی کنان
با عزیز انم و صال ست فراق ہمن
من بہ بیداری ہمی بینم عیان
برگ حس کہ الدرخت انسان کنم
عقل سیر روح باشد ہمدان

عقد کے مقدمہ کو جان لے کیا ۔ ورکے کاسوں کو جارسی کیا
حس اندیشے ہیں ہر آں جان پے ۔ جس طرح خاشاک پانی پر تڑے
دست عقل اُس میں کی کوشش کرتا ہی ۔ آب پیش عقل حس کو سکرتا ہی
جو حس تھا نہر بے مثل حباب ۔ حس ہٹا تو بہ گیا پیدا بس آب
عقل کا جو ہاتھ ہے آنکھ والے خدا ۔ حس یا دہ آب پہ کوے ہوا
آب کو بوشیدہ وہ ہر دم کرے ۔ روئی اور ہستی ہوا ہے عقل کی
دست ہوا کے دونوں باگ دہندے ۔ کھولے حق نے ہاتھ دونوں عقل کے
ہو گئے تیرے سطیع غائب حواس ۔ عقل حاکم ہو گئی جو تیرے پاس
حس کو بے سود کے معطل کرے ۔ غیب ظاہر ہوں تیری جاں کے
اور بیداری میں یکھے خواب کو ۔ آسمان سے کھولے در دانہ کو تو

دست بتہ عقل جان پر کرو ۔ کار ہائے بتہ را ہم ساز کرد
مسما وا ذیشہ بر آب صفا ۔ بچہ وس گرفت زد آب را
دست عقل آں حس کہ کشے جو ۔ آب پیدی شود پیش خرد
خس حس کیونکر پیدا گشت آب ۔ خس ہوا نہر بود بر جوی حباب
خس نما یدا ز ہوا بر آب ۔ چند دست عقل کشا یہ خدا
از ہوا خندان و گریان عقل تو ۔ آب را ہر دم کند پوشیدہ او
حق کشا یہ بر دو دست عقل را ۔ چونکہ تقوی ہست دستے دیگرا
چو فرو سالار د مدم تو شد ۔ پس حواس چیرہ محکوم تو شد
تا کہ نیفتد از جان سر بر زند ۔ حس فی خواب اپا خدر کند
ہم ز بیداری بہ بیند خوابہا ۔ ہم گردون بر کشا یہ بابہا

قصہ پڑھنا شیخ نابینا کا قرآن کو ناظرہ اور بینا ہونا وقت پڑھنے قرآن کے بحکم خدا تعالے

قصہ خواندن شیخ ضریر قرآں را ز رو ی مصحف
در وقت خواندن قرآن بینا شدن باذن اللہ تعالی

دیکھا اُس ایام میں درویش نے ۔ کھر میں قرآن ایک نابینا کے پاس
اُسکے یاں مہمان کوئی دن ہوا ۔ چند روز اُسکے وہ بس رہا ہر دا
سو جاں قرآن اب ہی کیلے ۔ کیونکہ نابینا یہ بس درویش ہے
بڑھ گئی تشویش اُسے نہ اُس کے من ۔ کہ سوا اُسکے نیاں پر دہ نشین
وہ ہی تنہا مصحف اک رکھا ہوا ۔ میں نہیں کس تاخ اور فی ہون ہاتھ
تا نہ پوچھوں اور بس میں چپ رہوں ۔ صبر سے تا کہ مراد اپنی میں لوں
جو کیا صبر اور رہا اندر حبس ۔ کھل گیا کا نصب مفتاح الفرج
صبر سے گنج ہای مراد صبر کر ۔ تا شفا اس تلخ سے لے اگر
صبر ہر کشف ہزار ہر ہے ۔ صبر ہی تلخ اور ثمر میٹھا رکھے

مصحفے در خانہ بہ پہر ضریر ۔ ہر دو زا ہ جمع گشتہ پند دو ز
چونکہ نابینا ست ایں را دیدنی ۔ گر جز او انیست بینا باش بود
سن نیم گستاخ یا آوختہ ۔ تا بصبرے بر مراد صبر کم
کشف شد کا نصب مفتاح الفرج ۔ صبر کرد و بود چند حرج
تا شفا یابی تو زیں تلخی گسن ۔ صبر تلخ آمد بر او شکر ست

صبر کرنا لقمان علیہ السلام کا سوال سے جو دیکھا کہ داؤد علیہ السلام حلقہ لوہ کا بنا تے ہیں اُنسے کہ صبر کرنا سوال سے بہتر ہے

صبر کرد ا لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہ آہن راست
می کرد از سوال باین نیت کہ صبر از سوال ہو بہ فرج راست

حکایت لقمان کہ بسیار خلق بر خوان او طعام خوردندی

خوان لقمان چون بیامد در سخن	دیگ ہا بر نہ ز بہر خلق زن	رفت لقمان سوی دلوا و نہ فا	دید کو می کرد زآہن حلقہ را
لوہ بہر او بپرداز دے دو نیکو	جملہ را با ہمدگر در می نگاند	زآہن و پولاد آن شاہ بلند	
ہمچو زرہ بافتے نہ دیدہ کسی	صنعت زر داد کم دیدہ بود	در عجب ماند و سوی شغل خود	
گفت این چہ شاید بود و با چہ کار	کاین چہ سازی حلقہ تو ہمچو نار		
ہم بگو آخر بگو حلقہ چہ بود	باز با خود گفت صبر اولی تر است		
مقصد و نگذارد او سر بر سرے	چون تو پرسی زود در گشت خشت		
از تامل صبر افزون آید جو	ور بپرسی دیر تر حاصل شود		
سہل بے صبری حریص آمد بشکل	چون کہ لقمان تن بر اندیشہ زدان		
او ز زرہ آخر تمام سکی ہوئی	شد تمام از صنعت داؤد آن		
آگے لقمان کے کہ تعداد ای رہ	پیش لقمان حکیم صبر خو		
جنگ میں جیسے کہ چاند زخم سے	در مصاف و جنگ دفع زخم را		
کر سپہ دفع غم ہر جا سے پے	کو پناہ و دافع ہر غم ست		
آخر والعصر کر پڑھ اے پسر	آخر والعصر آگہ خوان		
کیمیا جون صبر ہیں ڈھونڈیں	کیمیائے ہمچو صبر آرد پدید		

باقی قصہ نابینا و قرآن پڑھنے او سکے کا — بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آن

قصہ مہمان نے کیا تو نا گہاں	مرد مہمان صبر کرد و نا گہان	حال شکل ہو گیا سیر عیان	گشت گفتش حال شکل زدان
نیم شب آواز قرآن کی سنی	نیم شب واز قرآن را شنید	خواب سے اٹھا عجائب کی دکھی	تست از خواب آن عجائب را بدید
کہ پڑھے ناصحیح قرآن کو	گز رہ مصحف کور می خواند درست	ڈھونڈھا مال اذھبی کا وہ صحیفہ	گشت با صفحہ نگر کو آن حال تست
جگہ تیری تا نکہ نہ رکھے ہو نور	گفت چون اندر بصیرت نیست نور	دیکھکر پڑھتا ہو تو کیونکر سطر	چمان ہی جنی ہی خوانی سطر
جبکہ تو پڑھتا ہو قائم سے ہی	آنچہ می خوانی بر آن افتادہ	ہاتھ کو حرفوں پہ رکھتا اسکے	دست بر حرف آن نہادہ
پھیرتا ہاتھ ہو جگہ سے کھسکے	اصبعت در سیر پیدا می کند	کہ نظر حرفوں کے اوپر تو رکھے	کہ نظر بر حرف داری مستند
بولا جبل جب سے چھوٹا ہی تو	گفت آگہ گشتہ ز جبل تن جدا	صنعت حق سی عجب تر ہے تو	این عجب ہے داری از صنع آر
یہ نے حق سے کی ہے عالم ستان	من ز حق در خواستم تا کم ستان	مین قرأت سکا حریص ہون من مثل جان	بر ز قدرت من حریصم ہمچو جان
میں ہے حافظ ہون مجھے تو نور دے	نیستم حافظ مر النور ے بدہ	آنکھ مین پڑھنے کے وقت الفت دے	در دو دیدہ وقت خواندن کم دہ
بخشے قرآن نکھ سکا تو اس آن	بازدہ در دو دیدہ ام قرآن زدان	کر پڑھون قرآن کہ بس مین عیان	کہ بگیرم مصحف و خوانم عیان

آئی حضرت عذلای مرد کار — مجھسے ہی ہر رنج میں امید وار — اے ہر رنجے تجھے ہوا امید وار
حسن ظن آرستہ ہی ہے تجھے — حسن ظن ہے اسید عوض تجھے — کہ ترا گویم ہر دم ہر مرا
جسکی ہی ہو قصد پیشے کا تجھے — ہر زمان کہ قصد خاموشی ثابت — باز مصحفا قرات بایت
اُس کھڑی ہی ہیں گو نکھین پھیلا — من وزان دم داد ہم پشیم ترا — تا فرہ خوانی معظم جو ہرا
ایسا ہی اُسنے کیا جسوقت نبی — ہمچنان کرد و ہر انگاہی کہ من — فاکشایم مصحف اندر خاندان
وہ خبردار اور تغافل کام ہے — آن خبیر کہ نشد غافل کار — آن گرامی بادشاہ کردگار
پھر وہ بینائی مجھے بخشش کرے — باز نشد ہ بنیشم آن شاہ فرد — در زمان ہمچون چراغ شش دہ
ڈولی کو اعتراض سوا سے — زین سبب بنود ولی را اعتراض — ہر جہ بستاند فرستد اعتیاض
باغ کر پھوٹکے ترا انگور دے — گر بسوزد باغت انگورے دہد — در سیان ہا ست صد گونہ دہد
توڑ جسکا ہاتھ اُسکو ہاتھ دے — آن شمل ہید ست لذت ہا دہد — کان غما را دل ستی دہد
تا قبول اعتراض ہے گیا — لا نسلم واعتراض نمی نما بد ثبت — چون عوض آید ز آبا را مقصدت
پھوٹنے جو کر ہی مجھے ناں کے — ہو نہیں راضی اگر فانی کرے — راضیم گر آتش مارا کشد
جو تجھے بے آں یوسے دیکھنا — ایسا اندھا ہیں ہے چشم پر ضیا — اینچنیں کس مدی ست پیشہ روشنی
روشنی ہووے تجھے وہ بے چراغ — کیوں فغان ہے گر گیا تجھسے چراغ — گر چراغت شد چہ افغان سکینی

قصہ اولیا کا کہ راضی بحکم قضاے الٰہی ہیں اور خوشامد نہیں کرتے کہ یہ حکم پیمبر ہے

قصہ اولیا کا کہ راضی بحکم قضاے الٰہی ہیں اور خوشامد نہیں کرتے کہ یہ حکم پیمبر ہے

قصہ اولیا ہی دعا ہیں دوسرے — کہ نہ رہے تیغ اعتراض عالمین — گاہ ہیں کبھی ہیچ کبھی ہیں کھا تے
اولیا اہل دعا ہیں دوسرے — ہیں کبھی ہیچ کبھی ہیں کھا تے — جانو اُنکا سنجہ عاصے بندہ ہے
دوسری قوم اُن اولی العہد سے — جانوا اُنکا سنجہ عاصے بندہ ہے — ڈھونڈھنا دفع قضا اُنکو حرام
بس ہے ضد سے کہ علت ہیں وہ اکرم — ڈھونڈھنا دفع قضا اُنکو حرام — کفر اُنکو ہے رہائی چاہنا
فرق پاتے ہیں قضا میں اولیا — کفر اُنکو ہے رہائی چاہنا — کہ نہ پہنچے جامہ نیلا غمزدا
اُنکے دل پر حسن ظن ایسا کھلا — کہ نہ پہنچے جامہ نیلا غمزدا — جو کہو گے اُنکے اُنکو خوش ہوئی
جو کہو گے اُنکے اُنکو خوش ہوئی — جو کہو گے اُنکے اُنکو خوش ہوئی — زہر اُنکے حلق میں شکر بنے
زہر اُنکے حلق میں شکر بنے — سنگ اُنکی راہ میں گوہر بنے — نیک و بد اُنکو سب یکساں ہوا
نیک و بد اُنکو سب یکساں ہوا — کس سبب سے حسن ظن ہے اسدلا — از چہ باشد این چنین حسن ظن خود

بشنو اکنون قصۂ آن بہر دان — کز مدد ہا اعتراض آید بدر جہان
زاولیا اہل دعا خود دیگر اند — کہ ہمی بوزد ہمہ مردہ را ہمی مدہند
قوم دیگر می شناسم زاولیا — کہ دہان شاں بستہ باشد از دعا
از رضا کہ ہست رام آن کرام — جستن رفع قضا شاں شد حرام
در قضا دوزند ہمی بہتر خلاص — کہ نپوشند از غمے جامہ کبود
حسن ظنے بر دل شاں مشود — آب حیوان گرد دار آتش بود
ہر چہ آید پیش ایشاں خوش بود — سنگ اندر دیدہ شاں گوہر بود
زہر در حلقوم شاں شکر بود — جملگی یکساں بود شاں نیک و بد

کفر نزدیک منکے ہی کرنا دعا	گر خدا تو پیر ہے ہمے قضا	کفر باشد نزد ایشان کردن دعا	گاہی آرا از ما بگردان این قضا
سوال کرنا بہلول کا ایک صاحب دل سے اور جواب پانا اُسکا		سوال کردن بہلول از یکے صاحب دل و جواب او	
بولا بہلول ایک اُن میں دریش سے	کیسا ہو درویش تو بتلا مجھے	گفت بہلول آن یکی درویش را	چونی ای مرد درویش را تعنکن مرا
بولا کیسا ہو درویش وہ کہ جاوے من	کسکی بن خواہش ہو کار جہان	گفت چون باشد کسی کاو جہان	بر مراد او رود در کار جہان
سیل دریا او سکی خواہش پھریں	اور ستارے راہ اُسکی پھرین	سیل چو ہا بر مراد او رود	خیر این انسان کی او خواہد شنود
اُسکے پیچھے زندگی اور مرد مے	جائین ہر کہ چہ پیری اُسکی آپے	زندگی و مرگ سر زندگان او	بر مراد او رود زانہ کو بہ کو
چاہین جس جا پر وہ بھیجے تقدیر	چاہے جس جا پر وہ بخشے تقدیر	ہر کجا خواہد رود بخشد تعنیت	ہر کجا خواہد رود بخشد تہنیت
سالکان راہ اُسکے کام مین	عاجزان راہ اُسکے دام مین	سالکان راہ ہم بر کام او	ماندگان راہ ہم بر دام او
دانت سنھہ مین کوئی جنبش کسے	بے رضا و حکم آن بحکام کے	ہیچ دندانے نجنبند در دہان	بے رضای او نیفتد ہیچ برگ
بر رضا اُنکی گرے نے کوئی برگ	بے قضا اُنکی نہ آئے کوئی مرگ	بے قضای او نیفتد ہیچ برگ	بے مراد او نجنبد ہیچ موئے
بے مراد اُنکے نہ گردے حرکت کے	اس جہان مین تا زمین خاک سے	در جہان تا رایح ثریا تا ثمک	
بولا اے شیخ کہا ایسا ہی ہے	تیری پیشانی سے یہ جلوے کے	گفت ہر سہ راست گفتی ہمچنین	در رود سیلے تو بہ آہست این
دعا اور اُسکے زیادہ تحقیق ایک	شرح و تفسیر اُسکی کر تو ٹھیک ٹھیک	آن سہ چندانی ام صادق بہ بین	شرح کن این ہا بیان کن یک بیک
اُسطرح پر کر کہ فاصل اور فضول	جملے سنے سکو تو کر یہ قبول	چنانکہ آن کہ فاصل و مفتضل	چون بگوش اندر سد آرد قبول
شرح اُسکی ایسی کر نہ رکے کلام	اُس سے پائے نامدہ بھی جان عام	کہ ازان ہم بہرہ یابد جان عام	
عقل کامل جو بچھائے خوان کو	اُسکے خوان پر ہر خواص و عوام ہو	بر سر خوانش ہنر آرد سے بود	
گر نہ مہمان کوئی محروم آ	ہر کوئی پی نغمے جدا	ہر کسے را بہر غذائے خود جدا	
مثل قرآن کے کہ باطن سات ہین	خاص و عام کی نغمے ان مین	خاص و عام او عام را مطمح نظر اوست	
بولا یہ سکو یقین اب ہو گیا	کہ جہان تابع ہے امر خدا	گفت این دانستہ شد پیش عام	
نے پیمبر کے کوئی اک پتا گرے	بے قضا اور حکم اوس سلطان کے	ہیچ برگے در نیفتد از درخت	
شک سے لقمہ جائے نہ سوے گلو	تا نہ لقمہ کو کہے حق کا وہ خدا	زندہ آن لقمہ شد سوی گلو	
میل و رغبت آدمی کی اگر ہے	بے خدا کے حکم نے حرکت کے	سیل رغبت کان بسوی آدمی ست	
نے زمین تک آسمان مین اڑ سکے	کوئی جزہ عاد و جنبش پر کرے	ور زمین و آسمانہا ذرہ	
جز قضا یہی حکم جاری اُسکے کے	شرح نے ممکن ہے جلدی خوب سے	جنبش ذرات عالم آن ست	
		جز بفرمان قدیم نافذش	شرح نتوان کرد و جلد سیر شد خوش

جب تک نہ تمام تا ہی تو پہنچے تمام
بے نہایت کب ہو پابند کلام

اسقدر یہ ہو کہ جو کل کا روبار
ہو تا کب ہے جز بحکم کردگار

جو تقاضائے حکمت کی رضا بندہ کی ہو
چاہتا بندہ ہر اُسکے حکم کو

بے تکلف بے تو ہو بون کے لیے
بل طبیعت اُسکی ہی ہو سطور سے

زندگی چاہے نہ خود اپنے لیے
اور نہ ذوق زندگی کیواسطے

جس بگاہ امر قدم کی رو چلے
جینا مرنا اُسکے آگے ایک ہے

واسطے حق کے جیے نہ بہر رنج
واسطے حق کے مرے نہ بہر رنج

ہمہ تسلیم ایمان خلوص حق کے لیے
نہ بہشت و نہر و پھل کیواسطے

ترک کفر اسکو ہو حق کیواسطے
اور نہیں ہو خوف حق کے لیے

ایسی عبادت کی اسکی جنس سے
بے ریاضت اور نا لائق کے

اُس نظر کی خوش ہو خود وہ کچھ قضا
مٹھے حلوہ کی طرح اسکو قضا

خود خصلت ایسی جس بندہ کی ہو
کیونکر عالم حکم پر اُسکے چلے

کیونکر خوشا مدہ کرے بندہ دعا
کہ خدا تو بھیر ڈالے یہ قضا

صوت اُسکی اُسکے اولاد کی
واسطے حق کے ہی اُسکو چاہتی

نوع فرزندوں کی نزدیک اسکی ہی
جیسے اور بندگان کے سامنے

بردعا مانگے کسیکے وقت دعا
پر دعا میں دیکھے اللہ کی رضا

وہ شفاعت وہ دعا رحم سے
ایسی کہ تا ہو وہ بندہ جان لے

سوخت اپنے حکم کو اُسکے کیا
کہ چراغ عشق حق روشن ہوا

عشق و فرخ اُسکے ہی دل کو ملا
کہ جلا یا وصف اوسکا سو ہو

جانا ہر سالک کے لب پر حق کی
جسطرح جانا دقوقی نے ہر دم

قصۂ دقوقی رحمہ اللہ تعالےٰ اور کرامات اُسکی

وہ دقوقی چہرہ زرد سا لکھتا تھا
عاشق و صاحب کرامت اولیا

تمام زمین پر شہ ماہ آسمان
سالکوں کی ہوتی وہ روشن اُس جان

ہر مقام اور پردہ کستر طرح کا
گانوں میں اُن دنوں رہتا سوا

عاشق و صاحب کرامت خلق کا
دقوقی نے اُس خوش سیاحت

شب کو ان آشتہ زور آن رات کا
بزمین می شد جو ہمہ بر آسمان

کم و بیش زاندر و سخانہ فقہ
ورد تعالے سکنے کم سانتے

فرخندہ بنیاد

گفتا دو دل ایک گھر میں کیسے سمو سکتے ہیں

غرۃ المسکن حاذر ہا انا

لا اعہود خلق قلبی یا المکان

کریمون خالصانی لا امتحان

گھر تنگ تھا چشم شپر کا مجھ میں نہ سما سکتا تھا

مرد و زن کے تھا جدا دو دلی سے

تھا شفیق اسکی دعا قبول مستجاب

ماں سے بہتر زیادہ رأفت باپ سے

بولے پیغمبر کہ تم سے اے بشر

اسلیے کہ سب جزا کل تم سے

جزو کل سے جو کٹے وہ بیکار ہو

جب تک تنگ کل سے نہ پھر نکلے

اگر کہ ہر حرکت و کسب ہے وہی روا

جزو اس کل سے کٹے ہو بیکار جدا

ملنے اور کٹنے میں اسکے ہو فنا

پھر پھرنا طرف قصہ دقوقی علیہ الرحمہ کے

بازگشتن بہ قصہ دقوقی علیہ الرحمہ

گر شمس دین سیر علی کو کہدیا

چھوڑ کر تو فرق و شمال شمل کو

کر وہ فتوی میں امام خلق تھا

مات دیتا سیر میں وہ ماہ کو

بلد جو دانش بدقتوی کے سدا

تھی سفر میں یہ بری اسکی ادا

یہ دعا کرتا تھا جو چلتا تھا راہ

یارب انکو جا بنا ہو دل مرا

جنگلوں نے پہاڑوں میں یہ زبان جان

شیر شمل اسکے غرور چھکا

اور پھر قصہ دقوقی کا کہو

در تقوس میں فرشتہ سہما

رشک و بندار ی میں تھا دیو بھی دو

رہتا تھا لاکھوں خاصان خدا

کہ کوئی دم خلق سے جدا ہوں نہ شی و

کہ ملا خاصوں سے مجلوای آلہ

جانچ اسے انکھیں بند ہوا

کر تو مجھ نا آشنا پر مہربان

شیر علی زبر شمال شیر خواند

از شمال شمل و فرق آں من

انکہ در قتوی امام خلق بود

ہم در دینداری او دیں شک نمود

پا پنہیں تقوی و او را دو قبا

در سفر مظلم مراورش آن بود

کن قرین خاصگان مرآ آلہ

بندہ تو بستہ میان و محملم

بر من محبوب بشان کن مہربان

آسکی در گرفت کہ اے طالب
مہر رکھے میری ڈھونڈھے اور کو

بولا وہ یارب تو ہی دانائے راز
گر چہ بیٹھا ہوں میں اندر بحر کے

تو ہی صورت میری جوں آئینہ
حرص میرے عشق میں ہی خوبجاہ

حرص شہوت کہ رکہ بیگ کی ہو
مرد کو تو کے کی ہوتی مرض ہے

حرص کی کو انتہا مردی کی ہے
آہو پوشیدہ میان پر بھید ہے

جیسے تشنہ پانی ہی ہے سیر
بے نہایت تشنگی ہے یہ بارگاہ

کیسا یہ عشق اور کیسی تشنگی
حق ہی سے ساتھ ڈھونڈھے غیر کو

سیر دل میں کھوئی تو نے فرد نیاز
آب تلکے کی بھی طلب ہی مجھے

طلب صورت تیری غیر میں تنگ تباہ
تنگ خواری ملک ہو نامرد کو

اور تحقیق حرص پیچھے کی رکھے
دوسر کو حرص نامردی کی ہے

گر کیا موسیٰ ہی جانب خضر کے
جو کہ پایا ہی خدا نے ٹھیر

چھوڑ سردار کی ہزار سینہ راہ
اسرار پوچھنا موسیٰ کا خضر سے باوجود کمال نبوت و قربیت کے

تو کلیم حق سے سیکھ لب اے کریم
باوجود ایسی نبوت جاہ کے

تو نے موسیٰ مجھ کو اپنی قوم کو
تو ہی مجھ چھوڑا جائے خوف سے

تو ہی مجھ چھوڑا ہے غیر یقین
بولا موسیٰ تو سلامت کم کرو

مجمع البحرین تک جاتا ہوں میں
اجعل لی اھلا من ھارون سببا

بال پرے میں اڑوں پر سوں تلک
جاتا ہوں لاحق نہیں سکتے مجھ جان

یہ سخن بے انتہا ہے جان لو
داستان پھر اس فوتی کی کہو

دیکھ مشتاقی سے کیا کہتے کلیم
خضر کا طالب خدا میں مجھے

واسطے اک نیک کہ دیا ہے تو
ڈھونڈھتا تا تک پھر کا تو مخلص

اس خلک تک تو نا پہنچا زمین
چاند و سورج کی خدا کو راہ کو

تا خضر سے سبل طلبی ہو وں میں
ذاک آواصفی موسی حقبا

کیا برس بلکہ بست قرنوں تلک
عشق ہاں ہے عشق ہاں کم جوان

داستان پھر اس فوتی کی کہو
اس سخن پایان ندارد اے عمو

ازکلیم حق بیاموزاے کریم
با چنین جاہ و چنین پیری

موسیا تو قوم خود را ہشتہ
کیقباد می رستہ از خون جدا

آن تو با تست تو دا تقیید بند
گفت موسیٰ این ملاکت کم نہید

می روم تا مجمع البحرین من
اجعل الخضلا مری سببا

سالہا پژمرد ہ زرد و بالسا
می رود پنجہ بخاک ارزد بمان

این سخن پایان ندارد اے عمو
داستان آن دقوقی باز کو

بین چہ مشق ست چہ استقامت
چون خدا با تست چہ جوئی بشر

تو کشودی درد را و نیاز
طمع در آب سبو ہم بستہ ام

طمع در نعمت چرا نعم ہم کیاست
حرص اندر فقر تو ننگ و تباہ

دان حقیران ننگ و ریشہ بود
در گہنت حرص سوے پس رود

دان اگر حرص اقتضاع و سوی ست
کہ سوے خضر شد موسیٰ دان

بر ہر اینجا یافتی ہا تہ ہست
صدر را بگذار صدر است راہ

پھر پھر نا طرف قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ کے

بولا سافرت و سیر فی مناظر قصہ

حق ہن چلا ولی اور سے بے خبر
بولا ہن حیران ہوا ن ہنچ دلبر کے
کیونکہ دل پر چاہتا ہے شوق تو
جانے کیا دل کی وہ ہے حالت ہوا
جان کی جانے اور ہی چال ہے
جو سفر نے منتہا کو نہ پہنچا
سیر جان ہن چلا ہے اس بلے
سیر جان ہر ایک کو دیکھے ہے
سیر جیسی چھوٹی ہنسانے حیوان
بولا کہ ان ہن گیا مشتاق یار
تا کہ کل قطرہ ہن دیکھوں بحر کو

بازگشتن بہ قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

آن دقوقی رحمۃ اللہ علیہ
سالہا رفتم سفر از عشق راہ
پا برہنہ می روی بر خار و سنگ
تو ببین ہن پا سیار ارز ہن
ذرہ و منزل ز کوتاہ و دراز
ہن دراز و کوتہ اوصاف ہن ہست
تو سفر کردی ز نطفہ تا بہ عقل
سیر جان آ چون بود زیر و زبر
سیر جان ہر سو ش ہنیہ جان ہن
سیر جسمانہ رہا کرد او کنون
گفت رو رو بے شدم مشتاق دار
تا بہ بینم قلزم و در قطرہ

گفت سافرت مدی فی مناظر

بے خبر از راہ و حیران از راہ
گفت ہن چلا نم و بیخویش و تنگ
تا نکہ بر دل ہیو دہ عشق نہین
دل چہ داند کو ست تا ہ و دراز
رفتن از دل دہ دیگر رفتن ست
نے بگامے بود منزل زیر لفل
جسم از جان بیاموزد سیر
لیک سیہ جسم باشد در طلن
میرد و چون نہان در شکل جان
تا بہ بینم در بشر انوار یار
آفتاب بے درخ اندر ذرہ

دیکھنا سات صورت شمع کی کنارۂ دریا پر

نمودن مثال ہفت شمع در ساحل

جزیرے ہن پہونچا کنارہ بحر کے
سات شمعین دیکھین ہن دور سے
آن ہر اک شمعون کا شعلہ اور نور
ہو گیا حیران ہن حیرت رہی
کہ یہ روشن شمع کس طور سے
خلق بس حیران ہو نی ہیں
تھی نظر بندی عجب ظاہر ا
دیکھا پھر ہن نے ہو ئین سات

دن گیا اور وقت کم ہمارے
اگر کنارہ پر چلا ہن دو تر کے
سقف گردون ہنگ بلند اطلس
سوج حیرت عقل کی سر پر گئی
خلق کی ہیبت کا کہ اس سے ہو گئی
شمع کے آگے کہ تھی ہنسہ بڑی
بندہ کرتا ان پہ ہیبت ہن نشا
آسمان تک جا تا تھا نکا نور نیک

ہو جانا ان سات شمع کا بصورت ایک شمع کے

چراغ سپدم ستون یک ساحل کلہ
ہفت شمع از دور دیدم ہمگون
نور و شعلہ ہر یکی شمع بدان
خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت
کاین چگونہ شمعہا افروختہ است
خلق جریان چراغے گشتہ بود
چشم بندی بد عجب بودہ بما
باز می دیدم کہ می شد ہفت یک

ابو وبے کہ گشتہ روز و وقت شام
از ان آن ہفت شمعا بیدم مدان
برشدہ خوش تا بہ ہنان آسمان
وین ہمہ دیدہ خلق از اتحاد ہنست
پیش آن شمع کہ بر ہمہ بے نزد
بندہ شان کرد ہیدی ہن نیشا
نور او بشگافتہ جیب فلک

شد آن ہفت شمع بر مثال یک شمع

بیہوشی ۵ دہ ساعت اک کیا رگی | مستی و حیرت ہوئی فزوں تری | باز آن کیا رد دیگر ہفت شد | مستی و حیرانی من فت شد
درمیان شمعوں کے وہ تھا اتصال | کر بیان اُسکا نہو دے مجھسے حال | اتصالاتے سیان شمعہا | کہ نیاید بر زبان وگفتہا
جسنے دیکھا اُس نظر نی کر سکے | بر سوال وگاں سکا تیل قال سے | آنکہ یک دید ش ہو اور آن | سالہا متوان شد حالی زبان
جسنے دیکھا ایک مرتبہ کر سکے | بر سوال وگاں سکا از یہ کا ان | آنکہ یکدم ہیند ش اوں آن | سالہا متوان شد معلی ں گوش
جو کہ ہے بے انتہا جام نیک | چونکہ پایانے ندارد رو الیک | زانکہ لا احصی ثنا نا علیک
دو شہ امیں آسکے کہ کیا یہ چیز ہے | کیونکہ لا احصی ثنا نا علیک | تا چہ چیزست از نشان کہ ہا
بیخود و مدہوش بس ہیں مجھ گیا | شمعوں کے ظاہر نشاں اسے | بیشتر رفتم دوان کان شمعہا | تا بیفتادم نہ تعجیل و شتاب
آگ گھڑی بیہوشی مکر گیا | بان تلک کہ وزنے سے گر پڑا | مے شدہ مدہوش و بیہوش و غیو | اوفتادم بر سر خاک زمین
پھر ہوا جو ہوش مخلو تو اٹھا | خاک پر لے عقل میں ٹیا ہا | ساعتے بیعقل و بیہوش اندرین | ورد وش کوئی نہ سر فیا تم
گویا چلنے میں سر نے پانوں تھا | باز با ہوش آمدم بر خاستم

دکھائی دینا اُن شمعوں کا بیچ نظر اُس شیخ کے سات مرد — نمودن آن شمعہا در نظر آن شیخ ہفت مرد

ساتھ شمعیں سات مرد آنظر | نور جانا آنکہ تھا اعلا کا رتبہ | نور شان شد بستہ علما ہجو رہ
آگے اُن نور وں کے دل نور گرد | کر تے سخنی سی تھے نور و کو کبہ | از صلابت نور ہا رامی ہمرد
پھر میں حیران ہفت ہا بین ہا | کہ یہ ایسا کسطرح کیونکر ہوا | کانچنین ہفت گنبد ہست عجیب
مین بڑھا آگے کہ دیکھوں جو سبا | حال کیا ہے یا کہ میرا سر پھرا | تا چہ حال ست اینکہ میگوید دگر

پھر دکھائی دینا اون ہفت مرد کا سات درخت — باز نمودن آن ہفت مرد ہفت درخت

مرد ہر اک پھر ہو مثل درخت | آنکہ سبزی انکی تھی تنکیوں | چشمہا زیبنہری یا شان نکیوں
شاخ پوشیدہ ہجوم برگ ست | برگ بس سبز کی کثر ت سے | برگ ہم گرد گشتہ از سیوہ فراخ
ہر شجر کی شاخ سدرہ تک گئی | کیا ہی سدرہ بل خلا شی ہو گئی | سدرہ چہ بود از خلا بیشتر شدہ
جڑ زمین کی زیر کی اک کی گئی | بل زیادہ گاؤ مچھلی ہے ٹھہری | زیر تر از گاہا ہی ہے یقین
شاخ جو اک تھی بس خندہ تر | عقل اُس شکل کی تھی زیر و زبر | عقل زائل ہو شکا اندیشہ فرد
ہو کہ میوے پھٹ گئے تھے ظاہرا | مثل پانی نور جاری تھا شیرہ | ہمچو آبے دیدہ چشمہ آن

پوشیدہ ہونا اُن درختوں کا چشم مخلوقات مین — مخفی بودن آن درختان از چشم خلق

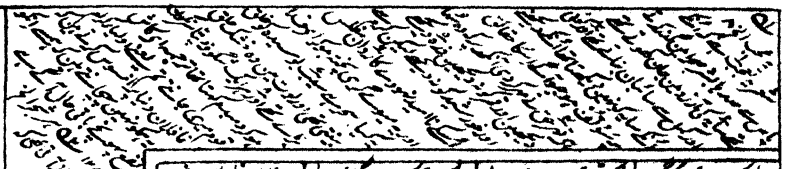

یہ عجب کہ پاس سے آنکے گذر
ارزوے سایہ میں کچھ بیٹھ جاتے
دیکھتا انکے نکو کوئی چلے کو
مہر کردی تھی حق نے انکھ پر
دیکھے ذرہ اور نہیں ہے رشید کو
کارواں مفلس و بیکس گرے
بیخبری تھی سبب بوسیدہ کو خلق
ہر شکوفہ پتا لہتا سنبلون
ہر شجر سے آتا یہ آواز تھا
سنتا یہ آواز حق سے ہر شجر
گر کوئی کہتا انھیں ہے سو چلو
کہتے سب کہ یہ مست ہے گدا
مغز ہیں سکین کا خشک ہے بیتلا
تھا وہ حیران یہ خدا کیا حال
ہے تبسم کی خلق کو سنو عقل ہے
از ہمہ گمراہی کی عقل اب
یا کہیں دیوانہ اور حیران ہوا
آنکھ ملتا ہوں ہر لحظہ کہ میں
خواب کیا پاس ان شہ کا خانہ ان
سنکروں میں دیکھتا ہوں پھر جو
یاد چھدا اس اختیار و فکر کے
اشتیاق و حرص میں اک پل کے
ان در و دیوار سے پوچھوں جو
پھر میں ہوں کہ ہو کہ ہے خود ہو
ہاں تو پڑھ ما استیاس الرسل

کرتے تھے محلوں میں بسیرا ہا شہر
اور کہیں بنا تے سائبان
دیکھنے پر انکی سو تف ہو جیو
کہ شہا دیکھیں دکھیں گے قمر
پر کرم سے نا امید اسکے نہو
پختہ ہو کر ای خدا کیا سحر
اور پڑے تھے ٹوٹیں و شکستہ خلق
دسیدہ یا آلیت قومی یعلمون
کہ ہمارے سمت ہی خلوق آ
انکھیں باندھ عشق کا لادو
ان سجر سے فائدہ چلکر لے لو
او قضا حق سے دیوانہ ہوا
بر یاضت سے مبا ہی پیاز سا
خلق گمراہی میں ہے کسو سے
اس طرف کو آن قدم نہ رکھے
ہو گئی سنکر دماغی سب کی سب
اور غالب یو بھیجہ ہو گیا
دیکھتا ہوں خیال میں مثل
کیوں نہ چاہوں میں سو کہ کلمہ تا
کہ کنارہ کش حواس ستا ہیں
نیم غورہ کی تمنا میں پڑے
آہ کرتے ہیں یہ مفلس جان سے
ہو یہ خلوقات صد ہا سو ای
یا الہا ایسے شاخ شکر مین
تا بظنوا انہم قد کذبوا

آن عجب کہ بدر بیان بگذشت
از آرزو سے سایہ جان باختند
سایۂ آن را نمی دید ہیچ
منتظر کردہ قہر حق بدیدہا
ذرۂ بیند و خورشید نے
کاروانہا بی نوا رین میدہا
سیب بوسیدہ می پیچند خلق
گفت ہر برگ شکوفہ آن سخن
بانگ آمد ز سوے ہر درخت
با نعیمے آمد ز غیرت ہر شجر
کز سے سیگفت شاں کاین سو چلو
جملہ بیگفتند کاین سو نیست
مغز ہا زین سکزین سودا ای دریغ
او عجب ماند یا رجال چیست
خلق گونا گون با صد رنگ عقل
حاملان زیر کان شاں اتفاق
یا منم دیوانۂ زنجیر شدہ
چشم می مالم بر لحظہ کہ من
خواب چیزے بود بر زخسان دوم
باز چون امن بنگرم در متکران
با کمال احتیاج و افتقار
از اشتیاق و حرص میکرد گریہ
در نہ بیت زین در و زین دیار
باز می کوہم عجب ہیں با خود
ہاں تو پڑھ ما استیاس الرسل

صد ہزاران خلق از صحرا و دشت
از کلیے سایباں ہا ساختند
صد تفور بر دیہا ای ہیچ ہیچ
کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا
لیک از لطف کرم نومیدے
تخمہ می ریزد بچہ بحر ست خدا
در ہم و قاعدہ یفنا خلق
دسیدہ یا آلیت قومی یعلمون
سوہا آمید خلق شور بخت
چشم شاں پر تیم کلا لاورز
تا ازین اشجار مستمد شوید
از تضرع اللہ دیوانہ شدست
در ریاضت گشت تا بجون پیاز
خلق در این پردہ اضلالیست
یک قدم زین سو نہی از ندقل
گشتہ منکر ہا چنین بانی معاق
دیو بر بس غالب و چیرہ شدہ
خواجے بنیم خیالی اندر زمن
سیو ہا شاہی خورم چون نگرم
کز ہی گیرد از ریں و تیان کران
از آرزو سے نیم غورہ جان سپار
می زنند این ہنیو یان آہ سخت
این خلائق صد ہزار اندر ہزار
دست بر شاخ خیالے در زدم
تا بظنوا انہم قد کذبوا

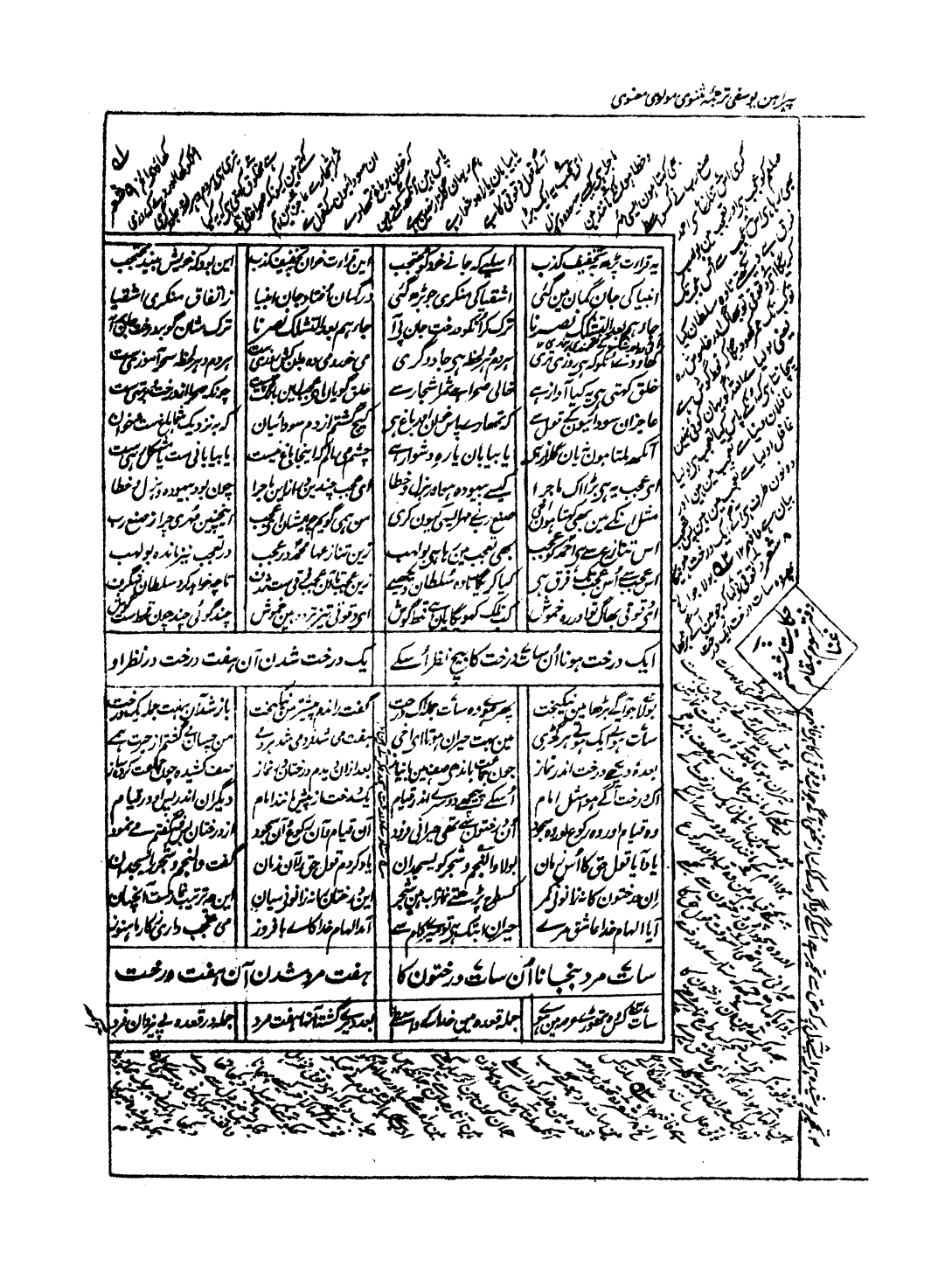

اگر ہو ہوس سے اک طویلہ سے دوسرے

دور سے اندر طویلہ کہ دوسرے

از ہوس از یک طویلہ گر رود

در طویلہ دیگرے اندر شود

اُس گھڑی حق اور خود جلدی بیان لے — با گرہ در آر کہ وحی آمد ہمی
گر نگہبانوں کو خود دیکھے اُس یار — اختیار اپنے کو پا بے اختیار
اختیار اپنی جانتا اپنی تو ہی — اختیاری محکمی قدمی کیلئے
پس نگہبان ہے تو انکار اب کیا — ہاتھ پاؤں کھول قدمی کیلئے
قفس کی تشدید نام انکار کا — ردے رد انکار حافظ برد و

گر زمانی فرجتان پیشہ دوش — گر شد افسار او گزیدہ نوش
اختیارت را ببین بے اختیار — حافظان را گر نہ بینی بر حصار
گر شد است چرا چیے چرا — اختیاری محکمی جست پا
نام تشدیدات نقش کردہ

آگے بڑھنا دقوقی کا واسطے امامت اُس قوم کے — پیش رفتن دقوقی با مامت آن قوم

یہ سخن بے حد ہے اب جلدی چلو — اے دقوقی پیش نماز آگے تو ہو — این سخن پایان نمی گیرد دراز
اے بگانے اُس بگانے کو نہ پوچھو — تاکہ بار رفق زمانہ تجھ سے ہو — ای بگانہ بین دو گانہ گزار
اے امام چشم روشن آب تو آ — چشم روشن مہتابستہ پیشوا — ای امام چشم روشن الصلا
بہی شریعت میں یہ کردہ نادرا — آگے نہ رہا ہو امامت میں کسی — در شریعت بست کردہ ہار کیا
گر چہ حافظ ہو دیا عالم ہو دو — چشم روشن خوب گر جاہل ہو تو — گر چہ حافظ باشد و چست و تقی
نے نجاست سے کوئی اندر حاجیے — اور بچے کی نفط جز اگنہ ہے — کور را پرہیز نبود از قذر
راہ میں سکو ملا بیدی نہ دیکھے — کیونکہ قول و فعل میں ان کے ہے خلا — او پلید سر اند بیند در عبور
خلا ہر امنے میں نجاست ظاہر ہے — باطن امنے میں نجاست باطنی — کور ظاہر در نجاست ظاہر ست
جائے پانی ہے نجاست ظاہری — اور زیادہ ہو نجاست باطنی — این نجاست ظاہر از آبی برود
آپ سے صلحہ وا نکہ کے پانی سوا — جو نجاست باطنی ہیں ہو بھرا — خیز با آبے پشیمانی بشوئیں آن
جب نجس ہے ہاتھ کا فر کو خدا — نے نجاست اُسمیں ہے کچھ ذرا — چون نجس خواہد بود آن شستن آن
ظاہر کا کافر نجس ہے کچھ نہیں — پر نجس اخلاق ہیں ان میں ہمیں — ظاہر کا فر ملوث نیست زین
اس نجاست کی ہو لیدوں میں کام — اس نجاست کی ہو بدبو سے حرام — این نجاست بیش آید بیست کام
بلکہ جائے آسمان پر اسکی بو — ہو تنفر حور اور رضوان کو — بلکہ بیش آسمانہا برود
کہتا ہوں میں کہ لائق تر ہے — ہو عبرت میں عالی فہم کے — این عبارت بیش اہل فہم ست
فہم پانی اور شکا جسم ہے — ٹوٹے جو شکا تو پانی کب رہے — فہم آب ست و دو چیز تن سبو
پانچ ہو سوراخ اسکے بدن میں — کیسے ٹھہرے پانی سکے پنج بن — این سبو را پنج سوراخ ست تن
او عصو فضہ البصار کم — بہی منار کہتا ہیں بابا تم — ہر عصو او فضۃ البصار کم
سنہ سے تیرے نطق ہے فہم کو — کان مثل زنگ کھائے فہم کو — از دہانت نطق فہم ما بجو

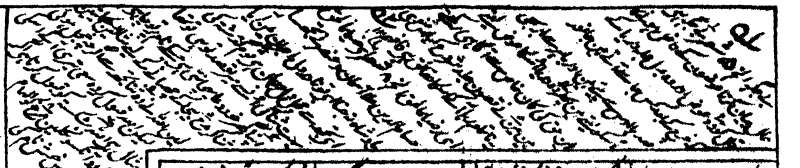

دو سہ سخن سوے فراخ آسیب من ترے
لعل لین پانی فرو کاہی رود
جنین جواہر ہاے دیگرست
مے کشاید آب نرم مضمرت

پانی دریا سے تو کر باہر گرے
بے عوض آں سو نگردد کم ورے
گر ز دریا آب را بیروں کنی
بے عوض آں بحر را ہم سوختی

بے جگہ ہو زود مکتا حال کو
داخل ہو نے عوض آں فال کو
بے گہ است ارزے بگیرم حال را
بے عوض آں سوختی ہم مال را

دو عوض لاوے وہ بدل سب ہجو کے
فرح کے بعد آلم من کن ہوے
کاں عوض ہا ہاں چلا بحر را
مرغ ہواہوں لا وے بدل ہا بدال را

جانو صد باد و ہ بیتا سے ہین
ابر بھی باہر سے سکو لیتے ہین
صد نہاں جانور و میمند
از کجا آید ز بعد فر حبا

پھر وہ دریا عوض لے سکتا ہے ین
کان سے حق کے خاص آگاہی ہین
باز دریا آں عوضہا می کشد
ابر و باد ہم از برش مہرند

جلد تصو ف کو شروع مین کیا
نا تمام اس مثنوی مین یہ رہا
قصہ ہا آغاز کردیم از شتاب
از خدا دانند اصحاب رشد

اے ضیاء الحق حسام الدین ملا
اے ضیاء الحق حسام الدین ہمی
تو بنہ در آمدی در جان جان
مانند بے مخلص بسوی ین کتاب

اے تو نادر آیا دل در جان ین
اے جمال آں سبحہ سبحانی در جان ین
چند کردم عرض تو می نا مضی
کہ فلک در ارکان چو توشاہی نزاد

کی بہت تو م گذشتہ کی ثنا
تصد یہ لا نسے ین تو ہی تو ستا
خانۂ خود را شناسد خود دعا
اصل جمال ہے تو چاہے کر ثنا

اپنا گھر سچا ہی ہے خود دعا
نام پر مسے تو چاہے کر ثنا
بہر کنمان مدح از نا محل
تو بنام ہر کہ خواہی کن ثنا

مدح بچا کی چھپانے کے لیے
کین حکایات و مثل اند نے
گر چہ آں مدح از تو ہم آید نجل
حق ثنا ست این حکایات و مثل

وہ ثنا گر چہ نجل سہم ہی
پر تبو الله کرے وہ سہی تری
حق پذیرد کسر را طرف معاف
لیک پذیرد خدا جد المقل

کر تا ہی اللہ شکستہ کو قبول
کر کرین وہ آنسو دم سرد دل
گر دو دیدہ کور و قطع و کاف
کز دو دیدہ کور و قطع و کاف

مرغکو الہام سے ہے آگہی
مدح مجمل کی جو اس ش قابل
کہ ستودم مجمل ان خوش را
آہ کہ تا حسود ا سیر کرے

تا ہ ثنا ہاے خود آن مرغ را
تا ہ ثنا لیش کہ بود ندان کم گزد
کب خیال اسکو حسود دین ہے ملے
تا ہ ثنا لیش را کجا یا بد حسود

در وثاق ہوش طوطی کے فنود
خود خیالش را کجا یا بد حسود
کر دحیلہ سے ہوا ں اسکو دہ خیال
آن خیال او بود از اعتیال

سوے ابرو ے ویسا ن طبع ہلال
بال بر و کاہی ہوئی سکی ہلال

آگے بر مضاد توقی کا واسطے اس قوم غیبی کے
پیش رفتن در توقی با مت آن قوم غیبی

بڑھ کے پھر اوصاف سے تیری ثنا
مین کہون کہ کر تو توقی ابد ہما
بر تو لیس الکتون توقی پیش رفت

بس تحیات و سلام الصالحین
مدح جملہ انبیا ہے کر یقین
مدح تو کردیم بر جان اہل ہوشت
مدح جلہ انبیا آمد عجین

جیسے کہ ہاں کے ہین ہے کورنش سب کو فن
اگر تحیات و سلام الصالحین
کوزہ ہا در ریگ لگن در ریختہ
گوزہ ہا در ریگ لگن در ریختہ

گل خار اپنے سے اگ اضد ہوے
مرحبا شد جملگی آسیختہ
کیشہا زین شیخ خویش کیش نیست
کیشہا زین شیخ خویش کیش نیست

عاریت صورت پے اسباہ ہے پلا
تا نکہ ہر مردے بنود حق ازو دور
بر صور دا شخاص عاریت بود

مقتدی ہونا قوم کا پیچھے دقوتی کے — اقتدا کردن قوم از پس دقوتی

جون قیامت آگے حق کے ہو کھڑے
حق کے آنکھ نیز ان میں کھڑے
حق کہے کیا لایا تو توشے لیے
عمر اپنی کسمیں آخر تو نے کی
آنکھ سے گوہر کو کس چارہ کیا
آنکھ کان اور ہوش گوہر فرش کے
جون کہے کہ اے اور چاہو تو کر دست پا
اسطرح پیغام جملہ دردناک
گفتگو جو یہ پیام اندر کرے
نے کھڑے رہنے کی قوت جو روی
حکم پھر ہو کہ اٹھا اب سر کو تو
سر اٹھانے وہ کو جے شرمسار
حکم پھر ہووے اوسے کہ سر اٹھا
سر اٹھا نے وہ دوبارہ شرمسار
پھر کہے کہ سر اٹھا کہ حال تو
دوسری رکعت پڑھے اسطرح سے
جو خطاب آیا کہ پھر سر کو اٹھا
نے کھڑے رہنے کی طاقت کو کہو
بیٹھے قعدہ میں وہ بھاری بوجھ سے
تحیات کو نہ کہی کہو کیا فکر تھا
جو نہ پوچھی سو دہاں اوسکے رہا

اور مناجات مسابو نہیں پڑھے
جس طرح روز قیامت میں کھڑے
اتنی مہلت میں کہ دی ہے تجھے
قوت و قوت تو نے فانی کیسی کی
پانچ حس کس کاری تو نے فنا
خرچ کر کے کیا خریدہ فرش سے
میں نے بخشے تجھ کو یہ وہ خوبحال
سیکڑوں فرمائیگاز واں پاک
اور حجابات سے کہ وے ہیں چھپے
بس کہ وے میں خسرو نے تجھ کو کہی
اس کو وے سے آ حجاب اللہ کو
پھر کہے وہ منھ کے بل انجام کار
سجدہ سے تبلا کہ کیا تو نے کیا
پھر کہے وہ منھ کے بل ماندہ
پوچھتا ہوں تجھ سے میں سچ سچ کہو
حق کے در سے وہ امانت دار ہی
کیا کیا تو نے سوال اسکو بتا
کہ خطا پر ہیبتی ہے جان کو
کہے خالق کریماں کیا حال ہے
تجھکو پونجی دی تو سودا کیا بتا
عذر کرنے کو شفیع اور ڈھونڈھتا

چون قیامت پیش چشم مضارع
ایستادہ پیش یزدان اشک ریز
حق ہی گوید چہ آوردی مرا
عمر خود در آور چہ پایان یافتہ
گوہر دیدہ کجا فرسودہ
گوش و چشم و ہوش گوہر ہا کجا عرش
دست و پا دادم دست چون بیل کنی
ہمچنیں پیغام جملہ دردناک
در قیامت این گفتہا دار رجوع
قوت استادن از خجلت نماند
باز فرمان ہے رسد بردار سر
سر بر آر و باز کوع آن خرسار
باز فرمان آید ش بردار سر
سر بر آر و او دگر رہ شرمسار
باز گوید سر بر آر و باز کو
رکعت دیگر بیار و ہمچنین
چون خطاب آمد دگر بار آن فخیر
قوت ہا ایستادن نبود ش
پس نشیند قعدہ زان باگریان
نعمت و دادم بگو شکرت چہ بود
چون نہ سرمایہ بود او را نہ سود

در مناجات مسا بو نہیں پڑھے
برشمال است خیز رستخیز
اندریں مہلت کہ دادم مر ترا
قوت و قوت و رچہ فانی کردۂ
پنج حس را در کجا پالودۂ
خرج کردی چہ خریدی توزرش
من بخشیدہ بخود آن نکشمند
صد ہزاران آیہ از زبور و ان پاک
وز خجالت شد رو تا اندر رکوع
در رکوع از شرم تسبیح نخواند
از رکوع و با سخ حق برہمہ
باز اندر زد فتد آن خامکار
از سجود و داد و فریاد رکوعہ خبر
اندر افتد باز در زر بہ بجوار
کہ بگو ہم مست از تو موبمو
از نشیب شرم زد ان راہ ین
تا چہ کرد ستے زبان بگشادہ تیز
کہ خطاب بیستی بر جان زدش
حضر قرش گوید سخن گو یا بیان
دادمت سرمایہ ہین بہاے سود
شافعی خواہد کہ آرد نذر زود

بیان اشارہ سلام کا طرف ہاتھ سیدھے کے قیامت کے دن
ہیبت محاسبۂ حق سے اور انبیاء سے شفاعت کا چاہنا
سنہ سلام افزودہ سیدھے ہاتھ کے
انبیا کی جان کی جانب کرے
بیان اشارت سلام خود کسست راست در قیامت از ہیبت
محاسبۂ حق تعالیٰ و از انبیا استعانت و شفاعت خواستن
رو بدست راست آرد در سلام
سنۂ جانی انبیا و آن کرام

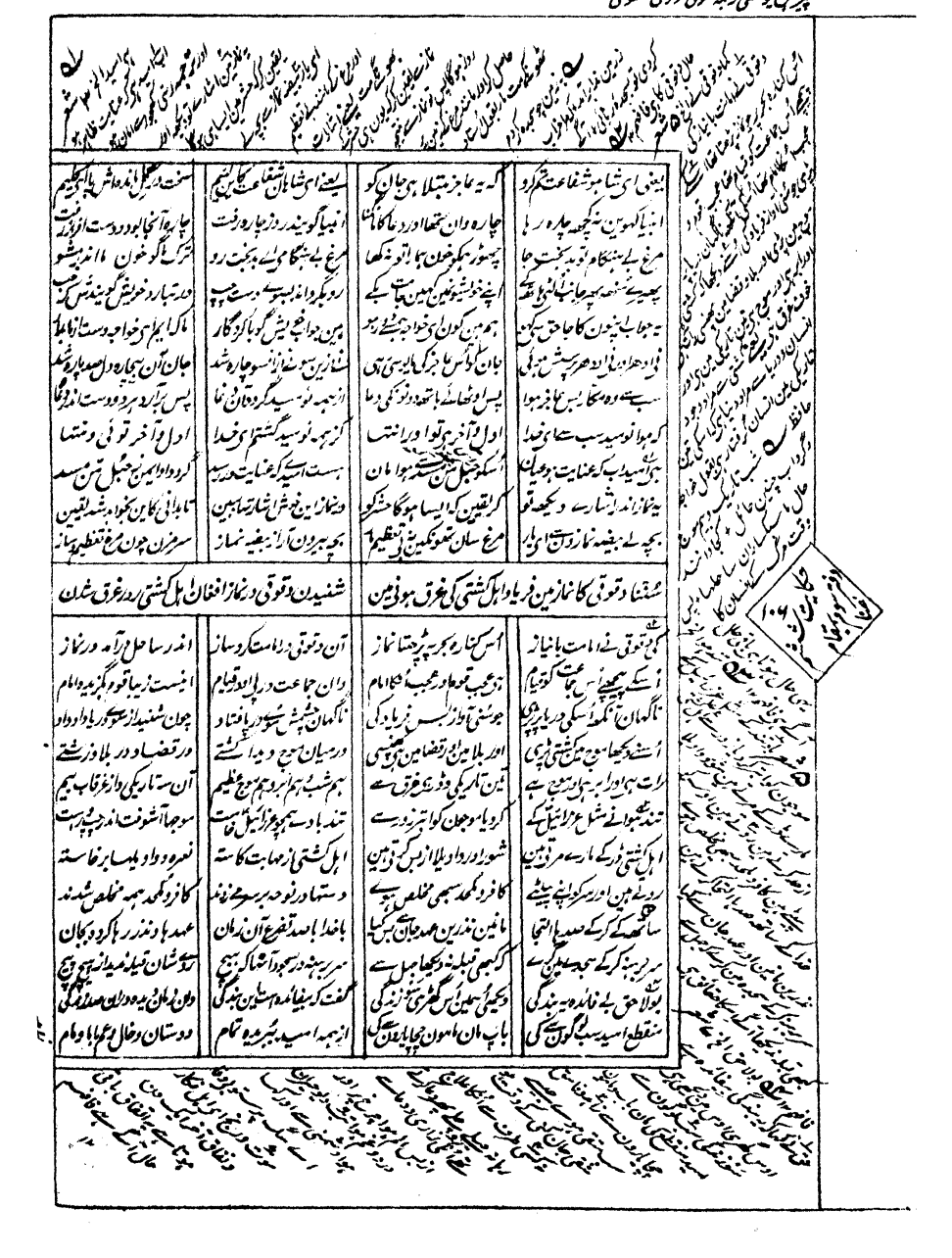

زاہد و فاسق ہر سب متقی — جا کنی کے وقت ہو جیسے شقی
زکسی سوست علاج آنکار رہا — نی چلے حیلہ تو کرتے تھے دعا
آنکی زاری اور حاضی یہ الم — پنج پر آنسے ہوا اور رو و غم
وحشی سے دیو تب حیران ہوا — اور کہا اس سنگ پر سوت ہو فنا
سوت در رنج اہل انکار و نفاق — آخر ہوتا ہی ایک دن اتفاق
بے نجاتی سے جواب تم روتے ہو — ہو گئے ہو دیو تم شوست سے جو
نی ہوئی یاد ایکدن آفت مین جو — حق نے پکڑا تھا تمہارے ہاتھ کو
دیو سے بس یہ نکلا ہی ایک — نے سنے اسبات کہ جز گوش نیک
منقطع نے سبح کہا یہ ہمسے جو — قطب شاہ بنشاہ و دوالا جاہ کو
بعد مین دیکھینگے جو کچھ جاہلان — دیکھتے اول ہین ہین دوعاقلان
ابتدا مین کام عبرت اور غیب کے — عاقل اول باغی آخر دیکھتے
اول اسکا مخفی اور انجام کار — دیکھتے ہین جاہل عاقل آشکار
غیب کے واقعہ کو گر دیکھے جو تو — سیاہ کیا ہے تیرے حرم کو

تصورات مرد حازم کے

خرم کیا رہتا جہان مین بدگمان — دیکھتا ہر دم بلائے ناگہان
جس طرح اک شیر ناگہ آگیا — مرد کو جنگل مین پھاڑ لیگیا
کیا وہ جانے مین اندیشہ کرے — تو وہی اندیشہ رکھے جان لے
کھینچتا صحرا مین ہی شیر قضا — جان ہماری کام مین ہے مبتلا
اسطرح ہر نفس خدنگ قضا — کھاری پانی مین ہے ہر دم ہلاکت
ڈر سے ایسی نفس کے خلاق سے — کنج کھتے ہین انکو افسر خاک کے
خون سے غم کے دو سبو بھر جائے — اور عدم کو دو ہی ہستی کے لیے

دعا و شفقت و قوقوی کی رہائی مین کشتی والہل کشتی کے

جو قوقوی قیامت دیکھی وہ — رہ یا اور جوش آیا اسکے رحم کو

زاہد و فاسق شد آمد متقی — ہمچو در ہنگام جان کندن شقی
نی چلے حیلہ تو کرتے تھے دعا — سیلہا چون در رہنگام وغا
در دعا ایشان نمی آرای واو — بر فلک ایشان شد و دود سیاہ
دید آمد مر اورا صد ہزار — با بانگ زد کہ سگ سان ابعدین
مرگ چسبک اہل انکار و نفاق — عاقبت خواہد بدان این اتفاق
چشم شان تر باشد از بہر خلاص — گر شود یارب بہ شوست دیو خلاص
یاد ان نامد کہ روزے در خطر — دست نابان بگرفت یزدان از قدر
این ہمی آمد مرا ورا دیو لیک — این سخن نی اشنود و در گوش نیک
راست فرمودست با مصطفے — قطب شاہ بنشاہ و دریا سے صفا
کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت — عاقلان بینند زاول مرتبت
کار سا آغاز غیبت دستر — عاقل اول دید و آخر آن بشر
اوش پوشیدہ باشد در آخران — عاقل جاہل بہ بینند در عیان
در بینی واقعہ غیب ہم عنود — خرم ار سیلاب کے اندر ربود

تصورات مرد حازم

جزم چہ بود دید گمان ز رجہان — دسمہ دو دین بلائے ناگہان
آنچنان کہ ناگہان شیر سریہ — مرد را بدید در بیشہ کشید
او چہ اندیشد دران بر بستان بین — تو ہمان اندیش کہ ستاد دین
کے کشد شیر قضا در بیشہ ہا — جان ما مشغول کار و پیشہ ہا
آنچنان کز نقمے ترسند خلق — تیر اب شور رفتہ تا بہ حلق
گر تبر سیدے ازان فقر آفرین — انجمانشان کشف گشتی در زمین
جملہ شان از خود بہم در عین بیم — در پے ہستی دویدہ در عدم

دعا و شفقت و قوقوی در خلاص کشتی و اہل او

جون دو قوقی آن قیامت دید بد — ارحم ار جوشید و اشک او دوید

بولا یارب کیجے قبول اُنکے تو
دستگیری انکی کہ ہی شہ فلکو
گفت یارب ہنگر نہ فضل شان
وست شان گیر عشق کو فشان

پھر کنارہ پر سلامت انکو لا
بحر و بر میں ہاتھ سیو پنچے ہوا
خوش سلامت شان بساحل بر بر
ہر سعید دوست تو بحر و بر

آئے کر کو اور اے رحیم سر بسر
عفو کران بد عملو نکی بدی
اے کریم و اے رحیم و برتری
در گذار از زشت کاران این بدی

اسی تو دیتا کہ مفت ہی ہو چشم پوشی
بل ایسے زشوت کے جنکے عقل مہب ہوش
اے ودود و اے نگاہ صفت چشم پوش
بلہ از زشوت بخش کہ عقل موہوش

پہلے استحقاق سے بخشے عطا
پیش از استحقاق بخشیدہ عطا
دیدہ از جملہ کفران خطا
دیدہ از جملہ گنہگاران خطا

اے بزرگ ہمسے گناہان عظیم
عفو کر سکتا ہی بس تو اے رحیم
تو توانی عفو کردن اے رحیم
تو توانی عفو کردن اے رحیم

بس جلایا اپنے خود کو درس سے
بھی حاکو ہینے سیکھا مجھے سے
دین و دارا ہم تو از خود را سوختیم
دین و دارا ہم تو از خود را سوختیم

اُسکی برکت سے سیکھلائی دعا
شمع کو ظلمت نہیں ہو روشن کیا
در چنین ظلمت چراغ افروختیم
در چنین ظلمت چراغ افروختیم

کرتے تو توفیق دے رستہ بتا
حسرت آن کرد و دعا آموختیم
دستگیر و رہنما تو فیق دہ
حسرت آن کرد و دعا آموختیم

اس طرح کرتا تھا وہ خفیہ سے دعا
جرم بخش اور کھول آج عقدہ ہمارا
جرم بخشش او کشود آن عقد ہا را
جرم بخشش او کشود آن عقد ہا را

آنکھ سے بہتے تھے آنسو بیریا
اُس گھڑی جو ان ماہ ران مشقتا
بیچنین بے رقت بر لفظش دعا
بیچنین بے رقت بر لفظش دعا

بیچنو دو نکی دو دو ما خود او رحی
چرخ پر جاتی تھی بیچو دو دعا
اشک سے رفت از رہ چشم او دعا
اشک سے رفت از رہ چشم او دعا

ہو فنا وہ ہی عاوہ حق کے
وہ دعا اور وہ اجابت حق سے ہی
آنچ در حلقے چو دان خم در گیرست
آنچ در حلقے چو دان خم در گیرست

بیخبر از ہی سے اُسکی ہم عیان
واسطہ مخلوق نے ہے درمیان
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

حق کے بندے ہین یہم اور مرد بار
عادت حق ہے کریں اصلاح کار
بندگان حق رحیم و بردبار
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

مہربان ہے رشوت اور یاری کیلئے
سخت جان ہین یا اور روز مرہ مین
مہربان بے رشوتان او یار بی کیلئے
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

دھونڈھ تا اس قوم کو اے مبتلا
اور غنیمت جان نہین ہیں از بلا
ہین بچو این قوم را اے مبتلا
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

اُسکی برکت سے ہوئی کشتی روا
اہل کشتی کو گمان سی اپنی کا
رست کشتی مژدہ دان ہیدلیون
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

کر نشانے پر ہاتھ کے ہا تھ نے
تیر شاید کہ لگا یا خوف سے
کہ مگر باز دے ایشان ہی خدر
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

پانوں سے رو بہ پچے اندر سکا
دُم سے اپنی جانے وہ ناکردہ کار
پارہا بہ رو بہان را آنشکار
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

عشقبازی دُم سے اپنی وہ کرے
کہ بچاتی ہی بلا سے یہ مجھے
عشقہا با دُم خود باز کین
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

چوتھی ہی دُم کو گرا ہی سے وہ
ناچنی ہی اور خوش ہوتی ہی وہ
از ضلالت بو شما بر مہ مبند
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

پتھرون سے پاکو اہی رو بہ بچا
پانہ تو دُم سے پھر کیا نا مہ
روبہا با را نگہدار از طلوح
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

ہم چون رو بہ پا ہا کے اولیا
دفع کرتے ہے ہین صد ہا بلا
ماچو روبا ہان و پائے اکرام
آنچ عاشق ہی کند چون ہان ہست

مثل دُم کے ہین ہمارے حیلے سب
عشقبازی دم سے ہم کرتی ہین اب
حیلہ با ہر کہ با چون دُم ماست
عشقہا با زیم با دُم چیست است

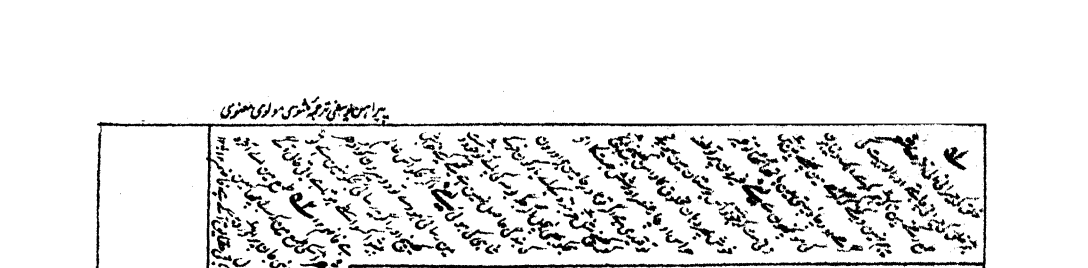

در ملائین ہم دلیل و ہمسے
تا کہ حیران ہے رہے اک رہنما
تا کہ حیران گردد از نا دیدہ گر

خلق کی حیرانی ہیں ہم چھپے ہوئے
اور اویسیت کی طرح رکھتے ہیں
دست طمع اندر نیاید سوئے زر

ما لک دنیا ہوں تا کہ سے
یہ زر کیمیں ہم گدھے میں ہیں چھپے
این نے بنسیم کا در گوئم

اس گدڑ شہ اور چپا پستی میں فنا
ہاتھ اُٹھا سو پھول ہوا بے غیرتی
دست واوادا رنبساں گیران

پھونچے اس تاں میں جو تہتار ہاں
کھینچ پھر مخلوق کا دامن دہاں
بعد ازاں وامان خلقاں کشش

پانچ چار اور چھ کا ہے قیدی ہو تو
گر ہے نادر جا میں تو کھینچ او کو
نفرۂ حامی دیگران را ہم کشش

شمل خر بندہ ہے یار کون خر
بھلوے چل جائے پوسہ یار پر گر
بوسہ گاہے یافتے مارا بیار

جو نہ حاصل بندگی ہو دست کی
خواہش شاہی بھی کیسے ہوئی
سیل شاہی از کجایت سخت

طبع میں ہے کی کہ اچھا کہیں سب
باندھی یہ رہ تو نے اپنی جان پر
بستہ بر گردن جانت رسے

اس دم صیقل کو مجھو اے رو بہ تو
اپنا دل کر وقف اہل اللہ کو
وقف کن دل بر نہ اوزاں دل

کب بنا پر شیشہ میں کرہن کپاس
ہے بہت مردار کی سو جا نشاں
رو بہا تو سوے جیفہ کم شتاب

اے دلا منظور حق اُستاد ہے
کر تو جو نے اپنے عمل سے جو لے
گر چہ جزوی و سوسی کل خود ری

حق کہے میری نظر تو دل پہ ہو
ہو نہ صورت پر کر آب و گل پہ ہو
نیست بصورت کہ آن بآب و گل است

تو یہ کہتا ہے کہ دل میرا بھی ہو
عرش پر ہوتا ہے دل اُو فرش پر
دل فراز عرش باشد نے بپست

جو عمل تیرہ میں جانو آب ہے
نے وضو اُس پر ہے لازم تجھے
لیک زان آب نشاید آبدست

کیونکہ گر پانی ہے پر نقلوب کل
دل کو اپنی رحمت کہو یہ بھی ہے دل
پس دل خود را مگو کانیم دل است

جو کہ دل ہے آسمانوں سے بڑا
ہے پیمبر کا وہ دل ابدال کا
آن دل ابدال یا پیغمبر است

پاک وہ گل ہے ہدیٰ اور برصفا
آیا افزونی میں اور افزوں ہو
در نشد و نی آمد و ہا فی شدہ

پھر بڑا گل کو اور دریا سے ملا
قید سے گل کی چھٹا دریا ہوا
رستہ از زندان گل بحری شدہ

قید میں گل کی ہما آب ہے
بحر رحمت کھینچ جبکہ خاک سے
بحر رحمت جذب کن ما را چنین

بحث کرتا تجھ کو کیونکر یوں آب میں
تو کہے دعوی کی ہوں خوش تر میں
لیک می لافی کہ سن آب خوشم

تیرا دعوی تجھ کو محروم آب سے
چھوڑ دعوی کی بجے مل تو تجھے
ترک آن پنداشت کن در مرمی آ

آب و گل چاہے کہ دریا میں ملے
گل ملے یا آسکا رد کے بہے
گل گر نشت پائے او را بی شک

گر چھڑائے گل سے اپنے پاؤں کو
خشک رہ جائے گل دریا چھوڑ جا
بحل بماند خشک و او شد منتقل

رو کنا وہ کیا ہے گل کا آب کو
نقل و ریا وہ کی خواہش تجھ کو ہو
جذب تو نقل و شہ آب ناب را

۱۰۹

ایسی ہی عالم میں ہر خواہش سمجھیے
خواہ مال و خواہ آب و خواہان سمجھیے

خواہ تیغ و ڈھال گھوڑا اور حسین
خواہ ملک و خانہ اور نقد و زمین

سنت آئین رکھے ہر ایک کیسے
خواہ باغ و مرکب تیغ و حسین

جو نہ پائے وہ غما اسکا رہے
ہر کسے را نقد و حالے تا ہستی آمد

یہ غم عشق و یہ لیل اور کا ہوا
کہ بگفتے مقصود دستی اسے تنہا

این غم عشق و لیل آن شد مست
بس ضرورت کی تو مقدار ہے

جز باندازہ خورد نہ زین گیہ
تا منہ جاوے وہ غالب نہ تجھ

تجکو عزہ ہو کہ صاحبدل ہوں تین
غیر کی حاجت نہ ہیں دل ہوں تین

آب جیسے گل مین کر تاب خود
آن چنان آب در گل پیچد

تو نے دل جانا ہے اس آلود کو
اہل دل سو اس لیے بھاگے ہے تو

تو دا دیکھے کہ یہ ہیں دل دہ ہی
عشق شیرہ و شہد کا جو کہتے

لطف شیرہ و شہد پر تو دل کا ہی
ہر خوشی وہ و ذایقہ دل ہی رکھ

پس ہر دل جو ہر و عالم ہو خوش
سایہ دل کا کیسے ہو دل کی نہ

ایسا دل کو وہ ہو عاشق مال کا
یا زبون آب و گل ہو پا بھنسا

یا خیال ایسے کہ ظلمت انکی ہین
واسطے کہنے کے کہتے ہین نہین

دل نہین اُس نو کے دریا سوا
اندھا کب ہو جو نظر گاہ خدا

دل ہزار و ان خلص عاموذ ہین
ایک ہین ہو کو نسا ہو کر تعین

دل کا یہ جیو رو دا کی ہو ڈھ
اُس سے وہ یہ وہ مثال کو وہ

دل محیط اُس ملک مین ہو ہم کے
بخشتا ہے زر نخا و جو دے

فیض حق سے فیض کرتا ہے مثا
اہل عالم پر جو رکھے ہفتا

جو کو لی دامن دست اپنا رکھ
اُس نثار دل کو بس مے سکے

تیرا دامن وہ نیاز اور ہر حضر
مت رکھو دہن مین ہی سنگ فو

تا نہ جانے فقد کو او قلب کو
تا نہ بھاٹے دہن سنگ و

تو نے دامن سنگ عالے بھرا
مثل طفلان سنگ سیم و زند کھا

وہ خیال سیم و زر جو ان زر تھا
پھاڑ دامن کو نہ صدق کا اُسے تو

سنگ کب لڑکون کو دکھتا ہے
عقل و دامن کو نہ پڑے جنگ سی

عقل ہے پیرا و زادہ موسیٰ
موکی گنجایش نہین یان پانو

پھر نہین ہر شہوتی نہ جہان
خواہ مال و خواہ آب و خواہان

خواہ باغ و مرکب تیغ و حسین
خواہ ملک و خانہ اور نقد و زمین

ہر کسے را نقد و حالے تا ہستی آمد
چہ زین نیاز آن غارت نشکند

این غم عشق و لیل آن شد مست
تو مدان مقصود ہستی ات بدست

جز باندازہ خورد نہ زین گیہ
تا منگر در رغاب و بر قوا مہ

بہر کشیدی تو در من معاصی
حاجت غیبے نہ ارم و مسلم

آن چنان آب در گل پیچد
کہ سنم آب و چراہ یم مد

دل تو این آلودہ را پنداشتی
لاجرم دل ناہل دل پر داشتی

خورد و اداری کہ تا دل شاد این
کہ تو دو عشق شیرہ و شہد

لطف شیرہ و انگبین جوئی دل
ہر خوشی کان جوئی دل صحبت

پس ہر دل جو ہر و عالم غش
سایہ دل چون بود دل را نقش

آن دل کو عاشق مال است و جا
یا زبون این گل و آب سیاہ

یا خیالاتے کہ ظلمات اند
می پرستندشان برای آفتاب

دل نباشد غیر آن دریای نور
دل آنگہ گاہ خدا و آنگاہ کور

ذرہ دل اندر صد ہزاران خلق حرص
دریکی مانند کہ ہست آن کہ ہم

ریزہ دل را اہمل دل رکھ
تا شود آن ریزہ چون کوہی ازو

دل محیط ست اندرین خط وجود
زر ہمی افشاند بر اہل جہان جود

از سلام حق سلامتہا نثار
می کند بر اہل عالم ز اضطرار

ہر کرا دامن درست ست و مہم
آن نثار دل بر آن کس می رسد

دامن تو آن نیاز ست و خضو
بین منہ رو دامن آن سنگ فو

تا نہ گردد دامنت آن سنگہا
تا بدانی فقد را از سنگہا

سنگ پر کردی تو دہن از جہان
ہم ز سنگ سیم و زر چون کودکان

آن خیال سیم و زر چون نبود
وا منہ صد قدست و ریدہ و ہم فزود

کی نماید کودکان را سنگ سنگ
تا نگوئی گفتہ و دین ما ہ

پیر عقل آمد نہ آن موسی چو شہ
عقل ہم گنجد درین جا ای فقیہ

موسی گنجد درین جا ای فقیہ

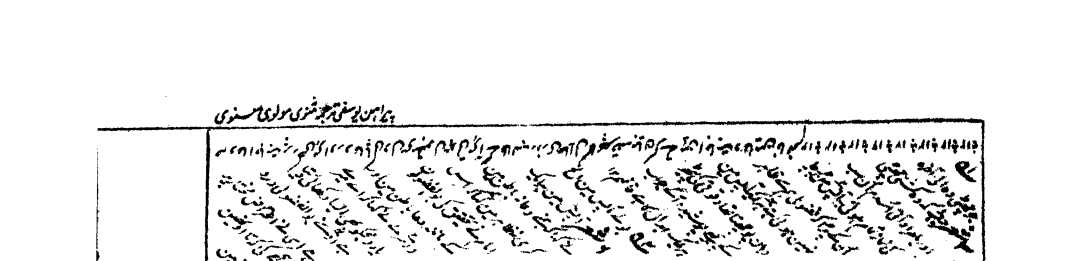

انکار کرنا اُس جماعت کا اور پردہ شفاعت و قوتی کے اور چھپ جانا و نگاہ پردہ غیب میں اور حیران ہونا و قوتی کا کہ وہ ہوا پر سکے یا زمین میں پوشیدہ ہوے

جو کشتی وہ آئی بکنار — بھی نماز اُن سبھی نے ادا سر بسر
چڑھا اُس میں یہ لشکر بس بڑا — کہ فضولی سے ہوئی نے ظاہرا
پوچھا ہر اک تھا اُس میں وہاں — پیچھے کے پیچھے وقوتی کہاں
بولے اُس میں ہر اک سے رہے وہاں — لے کہ ہی باطن میں اور نے ظاہرا
بولا تحقیق اس امام نے آگی — بالفضولانہ دعا ہی باطنی
دوسرا بولا کہ اے یار رسد — بلکہ بھی ایسا دکھائی دیتا ہے
اے کی ہے بالفضولی در رسد — اعتقاد اس سے کیا نہ تھا پہلے
جو تمکی کی پیچھے تا دیکھوں نہیں — کہ یہ اہل جواب کیا کہتے ہیں
ایک اُن میں تو نہ دیکھا پھر وہاں — کہ ہوے اپنی جگہ سے وہ نہاں
لے وہ دیتے باہیں یار در تپے — نے نگاہ قید سے مجذوب کے
تھے وہ زندے کو یا پانی ہو گئے — نے نشان یا نگہ راہ سے
حق کی قبول میں گم آسمد م دو — یا کسی روضہ کے اندر اے عجب
مین رہا حیران کہ اس قوم کو — لیون جیسا یا حق نے مجھے قہر کو
اس طرح وہ چھپ گئے آنکھ اُنکی سے — جیسے مچھلی غوطہ مارے اور نہ سمجھے
اُنکی بس حسرت مین وہ برسون رہا — عمر بھر شوق اُنکے مین دیا کیا
سنت حق کو مرد حق پیش خدا — وہ کرب کرتا ہو وہ انسان کا
اس سبب سوتا ہو ہر تیر ہیان — کہ کرب دیکھا انھین تو نے نہ جان
اس سبب ابتر ہوا ہر مرد و زن — کہ کرب دیکھا انھین یا ماند عام
تو نے وہ دیکھا کہ جو ابلیس نے — بولا مین تی تش ہی آدم خاک سے
چشم ابلیسی کو اپنی بند کر — کب تلک دیکھے گا صورت ہاے سپر
اے وقوتی روی مت مانند جو — پھور ہر ست امید دھوند مرد اب کا کو تو

انکار کردن آن جماعت بر دعا و شفاعت و قوتی و ناپیدا شدن در پردہ غیب و حیران شدن وقوتی کہ ایشان بہ ہوا رفتند یا بہ زمین پنہان شدند

چون رسید آن کشتی و آمد لکام — شد نماز آن جماعت ہم تمام
چشم تیز من نشد بر قوم حیز — کین فضولی نیست آرد با ہیچ
ای وقوتی بادہ چشم ہیچ چیز — این سبب امید دارد ایشان را بجو

پھر شرح کرنا حکایت طالب روزی حلال بے کسب رنج کی عہد داؤد علیہ السلام مین اور قبول ہونا اسکی دعا کا

باز شرح کردن حکایت طالب روزی حلال بغیر کسب رنج بعہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعای او

جانا دونون دشمنون کا آگے داؤد علیہ السلام کے

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ السلام

بولالا آہ جمع ہوا سے مسلمین | دیکھو ہیودہ کیے ہے یہ لعین | گفت گر دآید ہین او مسلمین | زار زار میدہ فشار این لعین
بھوکہ تو کب تک کیگا اسے دغا | محبت قاطع کو کیسے دے عطا | امی دعا تاجب خلاق غفار | محبت قاطع بگو چہ بود دعا
اے مسلمان مال میرا یہ دغا | کیسے ملک سکا کرے بہرہ روا | اے مسلمانان دعا عامل مرا | چون ازان او کند بہر خدا
ایسا گر ہو تا دعا کہ جہان | ملک دنیی کہنے کیسے یہ بیان | گر چنین بودی بہ عالم مدین | یک دعا ملک بردندی کہین
ایسا گر ہو تا گدایان حقیر | ہوتے آسودہ و سلطان ہیر | گر چنین بودی گدایان خیر | محتشم گشتہ بندی واہیر
راحت دن کرتے خوشا مد سو دعا | کر ہین تو مال دی لیل ہی خدا | لا بہ گویان کہ تو وہ مال او خدا | سوز و شب انہ رد عا واند ثنا
تو زجیب تنگ دی دیدین ہمکو دی | کھول اوی مشکل کشا اس بند کو | ای کشایندہ تو بکشا بند این | تا تو نہ دی ہیچ کس نہ دہ یقین
کسب اندہون گا خوشا مد او دعا | نے بحر دلی کے پائین گے عطا | جذب آب نانی نبا بند عطا | کسب کو ران بود بر لب وہ دعا
قوم بولی یہ مسلمان ہیچ کے | ہیچنے دے دعا کا ظلم تو | قوم گفتند این مسلمان ست راست | دین فروشند و دعا با ظلم جوست
یہ دعا اسباب ہو ملک کی | کسب روا ر کے شریعت سکو پی | این دعا کی ماند اسباب ملک | کی کشاید این شریعت خود سلک
نیچ و بخشش یاد صیت ملک ہو | یا اسی کی جنس سے ہسلک ہو | ہیچ و بخشش یاد صیت باطل | یا ز جنس این بود ملکی تراز
اس کتاب اندر نبی یہ شرح ہے | گاو کو تو پھیر دے یا قیدے | در کداین ذوق ست این شرح را | گاو را تو باز دہ یا حبس رو
قید خانے ہین تو اسکی قید لے | ورنہ دے تو گاو حجت ست کر | اندر آور حبس دز دزان او | ورنہ گاو ش راہد حجت گو
آسمان کی ہمت دہ کرتا ہتھارو | اے خدا وند کریم لطف خو | او بہ سوے آسمان سیکو رو | کای خدا وند کریم لطف خو
اس تمنا سے کری مین نے دعا | کون واقعہ میرا جانے تو ہوا | سن دعا ہا کار و اوامر این آر زو | واقعہ مارا کر و اند مخیند تو
دل مین ڈالی وہ دعا تو نہ ہنا | سیکو ون امیدان مین کین عیان | در دل من آن دعا اند اختی | صد امید اندر دلم افراختی
تین نہین کرتا ہلون و جھولی و ملا | مثل یوسف خواب دیکھو یا ملا | من نمی کردم کزا تو آن دعا | مجھ یوسف دیدہ ام بس خوب رو
دیکھا یوسف نے کہ مہر اختران | سجدہ اسکو کر تی ہین چون کا ذبون | دید یوسف آفتاب و اختران | پیش او سجدہ کنان چون کاذبان
اعتما و اسکو تھا اپنے خواب پر | چاہ و زندان ہین و ہ دھوکہ کھا گیا | اعتمادا و بود بر خواب درست | ورچہ و زندان فزان را می بجست
اعتما و اسکے سے ہنکو غم نتھا | کچھ غلامی و ملامت سو ہوا | ز اعتمادا و نبود ش ہیچ غم | از غلام و از ملام پیش دم
اعتما و اسکو تھا اپنے خواب پر | شمع روشن اسکے سامنے | اعتمادی داشت او بر خواب خویش | ورچہ شمسے در وزیدش پیش پیش
چاہ مین یوسف کو ڈالا اسکے بھائی | اونے یہ آواز اللہ سے سنی | چون ورا افگند ند یوسف را بچاہ | بانگ آمد سمع او را الاکر
کر تو اک دن ہو گا شہا ی وفا | ہمنے گا اون کے منہ پر یہ جفا | کہ قرار وی شہ شوی اے مہربان | تا بہ بال این جفا بر روی شان
قائل اس آواز کا کیا کہ سکے | نیک دل قابل اتنے جان کا | قابل این بانگ ناید در نظر | نیک دل بشناخت قائل زانثر
اعتما و قوت و راحت دل | ڈالا اسکی جان مین اس آواز نے | قوتے و راستے و سندی | در میان جان فتادش ان سخے

۱۱۳۰

لطف تیرے دکھا نجانے کیا
خلق کب جانے مرے اسرار کو
حق ہی سبحان کو جانے ہے اور
بولہب دشمن دیکھ اور ہے کہہ
کر کے دھوکے میں ڈالتے ہے تو
کس سبب سے جو کہ دل مردہ ہو تو
شہر مکہ میں کہ خلق ہوا ایمان سے
اے خدا بندے کو تو رسوا نہ کر
جانتا ہو تو کہ میں شب بھر بھی
قدر نے اسکی ہے آگے خلق کے
مانگتا ہے گا وہ تجھے لے خدا

وہ دعا کیسی تھی جس پر یہ ہوا جواب
جانے بیہودہ مری گفتار کو
راز داں جانے ہے اور ستار غیب
دیکھتا ہے کس لیے افلاک کو
شیخی قرب و عشق کی ار ہو تو
آسمان کی سیر نہ کرتا ہو تو
وہ مسلمان ہو زمین پر بھیجے
گر ہوں میں راز تو پیدا کر
پڑھتا تھا جس سو نیاز و آہ سے
جون چراغ روشن آگے ہر ہے
تو نے بھیجا ہے نہ کی میں خطا

مر مرا لطف تو ہم خوابی نمود
ے نہ اندر خلق آشکارا مرا
حق سبحان ست و کہ داند راز غیب
مصحف نقش و رمز من کن حق نگر
شدید کمی آری غلط می افگنی
باگدا مین ردی چون دل مرد
غلغلے در شہر افتد و در آرزو
گای خدا این بندہ را رسوا مکن
تو ہمی دانی دشنہای دراز
پیش خلق این اگر خود قدر نیست
گاو می خواہند از من اے خدا

آن دعای ہمدیم بازی نمود
ز ارزشے دانست نگذاردم را
غمیہ علام ہر دو ساعیب
روپہ سوی آسمان کردی عمو
آن غشم و لات قوت میزنی
روے سوے آسماں نہ کردہ
آن مسلمان می نماند در زمین
گر بدہ من سنہ من پیدا کن
گہ سبی خواندم ترا مصحف نہاد
پیش تو ہمچون چراغ روشنی
چون فرشادی نگردم من خطا

سُنّا حضرت داؤد و عمر کا ماجرا و شمنوں کا ظاہر ہین — شنیدن حضرت داؤد و سخن خصمان را در ظاہر

باہر آئے جو کہ داؤد نبی
مدعی بولا کہ خصمت ہے جفا
گاؤ مارا میرا اس سے پھیجے
بولے داؤد اُس سے کر انیک خم
ست کہے بیہودہ ار حجت تلا
بولا داؤد اُو گذری سات سال
مانگتا تھا حق سے مین کہ اے خدا
مرد و زن نالے کے تھے اہین سے
جس سے چاہے پوچھ لے تو یہ خبر
پوچھ پرسشیدہ و ظاہر خلق سے
بعد اس حملہ دعا کے اس مان
قوت کی خاطر نہ تیرہ آنکھ ہوئی

چون کہ داؤد نبی آمد برون
مدعی گفت ای نبی اللہ داد
کشت گاؤم را پسر این کو چرا
گفت داؤد خوش بگوای بولکرم
ہین پر اگندہ نہ گو حجت بیار
گفت ای داؤد او بود ہفت سال
این ہمی جستم ز یزدان گای خود
مرد و زن بنزالہ من واقف نہ
تو پرس از ہر کہ خواہی این خبر
ہم ہویدا پرسش ہم پنہان ز خلق
بعد ازین جملہ دعا و این فغان
ہیشم من تاریک شد نی بہر قوت

گفت ہین چونست یا احوال چون
گاؤ من در جا نگاوان اوفتاد
گاؤ من کشت او بیان کن با جزا
چون تلف کردی تو ملک محترم
تا بیک سو گرد دین عوی کار
روز و شب اندر دعا و اندر سوال
روز کے خواہم حلال و بر اعنا
کو دکان این ماجرا را صف زند
تا بگو بیسبب شکیبے ضرر
گر چہ میگفت این گدای ژندہ رنق
گاؤ اندر خانہ ویدم ناگہان
شادی آن کہ قبول آمد قنوت

۱۱۵

حکم دینا داؤد علیہ السلام کا مارنے والے گاؤ کو

مارا و تا شکر مین دون ایسلیے	کہ دعا میری یعنی اللہ نے
چھوڑ یہ باتین کہا داؤد نے	محبت شدعی کہ ترا دید ہے
تو روا رکھے کہ بے حجت کے مین	آن طریقہ رکھون یا طیل شرع مین
کیسے یہ نیطا یا وارث ہے	ہو می حصل لیتا ہے حارث سے تو
جان تو مثل رعیت کسب کو	تا نہ بولے کیسے آمد ملک ہو
جو کہ بولے کاسہ تو دو اسکو	وہ تجکو ظلم یہ کب چاہیے
ست کہ مال مسلمان کا تو دو	قوش لے اور جاسے کیا ان اسکو دے
بولا اے خشہ تو بھی یہ کہتا	جو یہ ظالم کہتے مجکو ظلم سے

تضرع کردن آن شخص از داوری داؤد بنزد خدا

زاری کرنا اس شخص کا انصاف داؤد علیہ سے پیش خدا

آہ و نالہ سے کرکے وہ کہنے لگا	آہ خدا تو طاق و جفت ہر جگہ
سجدہ کر کہنے لگا کہ اے خدا	دو چیک داؤد کے دل مین تیا
دل مین شک کی ڈال جو دل مین ہے	آلا تو نے رانپنے فضل سے
یہ کہا اور بات کرنے لگا	یان تلک داود کا کہ دل دکھا
پوچھے آج اسے مدعی کا کہو تو	مجکو مہلت دو ساعت اسکو تو
سوی خلوت جاتا ہون اندر	پوچھون یہ احوال حق سے بنیاد
ہے نماز اندر وہ خوی الثقات	معنی قرۃ عینی فی الصلوۃ
جان مین ملک وزن صفائی جھلا	ہو پنجے ہے واسطہ وحی خدا
وحی و بارش نور کی سوراخ سے	اور بستی گھر مین مدعی مرے
وہ دو روزن گھر کے روزن ہی جان لو	کنار روزن اصل مین ہی جان لو
تیشہ ہر میشہ مین پانون پر مار	تیشہ سے سوراخ کرا سو دکار
تو نہین جانے کہ نور آفتاب	عکس باہر سے کا ہے بے حجاب
دیکھے جو جیوان تو نور اسکو کہے	کس یہ کہ مینا پھر آدم ہے

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ

گفت داؤد این سخنہا را بشنو	محبت شرعی درین دعوی نگو
تو روا داری کہ من بی حجتی	بنہم اندر شرع باطل سنتی
این کہ بخشیدت خریدی ارزانی	ربع راچون می ستانی جارئی
کسب راچون رعیت دان عمل	تا نہ کاری دخل نبود آن تو
انچہ کاری بدروی آن آن تست	ورنہ این ہبدا بود تو شد زدست
رہ بدہ مال مسلمان کز دنگ	رہ سجود ام و مدہ باطل بمجو
گفت اے خشہ تو ہمین میگویم	کہ ہمی گویند اصحاب یسار

تضرع کردن آن شخص از داوری داؤد بنزد خدا

پس ز دل آہی برآور و گفت	ای خدا تو ہر کجا طاقی و جفت
سجدہ کرد و گفت ای آنکہ ای	در دل داؤد و اندر آن فروز
در دلش نہ انچہ تو اندر دلم	اندر افگندی ہزاران مفہلم
این گمفت و گریہ درشہا ہای ہا	کاول داد و دیر دان شد زجا
گفت حق مر روز ای خوش ابان گاہ	حملتم زہ این دعاوی لسکا
تا روم من سوی خلوت و نماز	پرسم این احوال را ز دانای راز
خوی دارم در نماز آن التفات	معنی قرۃ عینی فی الصلوۃ
روزن عالم گشادہ ہست ازصفا	بے رسد بے واسطہ نامہ خدا
نامہ و باران نو راند و زنم	بے فتد در خانہ ام صد مغتنم
دوزخست آن خلق کو عالم بدرد	اصل این مندر روزن کردن است
تیشہ زن در کندن دندان بلا	تیشہ زن در کندن روزن بپا
عکس خورشید بر دست ار دہی	عکس خورشید بر دست ار دہی
یا بمنید الی کہ نور آفتاب	یا بمنید الی کہ نور آفتاب
نور آن دانی کہ چیان دیدہ	نور آن دانی کہ چیان دیدہ
پس چہ گر مینا بود بر آدم	پس چہ گر مینا بود بر آدم

نور میں جان فرق جون تمیز رشید کے | خود جدا ہونا نہ جانو ذی نہ | من چو خورشید فرد رون نور عرق | می ندانم خویش کرد از نور فرق
جانا خلوت اور نماز اندر مرا | خلق کی تعلیم کہے رستا | سفر تعلیم ست رہ مر خلق را
ہوون میں یہ تیغا کہ سید ھا ہو جان | بس یہ ہوا الحب خدعۃ ای جون | الحرب خدعہ این بود ہای پلو
سے اجازت ہے وگرنہ گرد کر | مین اُٹھانا رانکے دریا سے تر | گرد از دورہ پای راز مختم
اس طرح کہتے تھے داؤد نبی | عقل مخلوق انگشتری اس جانی تھی | خوست گشتن عقل خلقان محترق
پس گریبان اسکو کھینچا ایک نے | کز ناک ہونے مین یہ کہ کشک مجھی | کہ ندارم زیرکی اش من شکی

جانا داؤد علیہ السلام کا خلوت مین اور دکھانا اس سے کا انکو | رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت و نمودن با وآن اسرار را

ہوش مین آنا ان کو تو کیا | باندھا لب اور غم خلق کو کیا | باخود آمد گفت را کوتاہ کرد | لب ببست و غم خلق کوتاہ کرد
بند دروازہ کیا جلدی گیا | جانب محراب قبول الدعا | در فروبست و برفت انگہ شتاب | سوی محراب و دعای مستجاب
جو دکی تھا وہ دکھایا حق نے | وہ ہوا واقف مذاہی کے سبب | حق بمود وش انچہ نمودش تمام | گشت واقف بر سر و انتقام
حال وہ دیکھا ہوا واقف تھا کون | راز پوشیدہ سے حیرانی ہوئی | راز نہانی کہ کرش واقف نبود | راز نہانی کہ حیرانی فزود
دوسرے دن آئی خلوتی جہان | باندھی صف داؤد کہ آگے روان | روز دیگر جملہ خلقان آمدند | پیش داؤد چو پہ صف ایستند
اس طرح پر ماجرا واقع ہوا | مدعی وہ ملتمہ پھر وہ نیاز کا | ہمچنین این ماجرا ہا باز رفت | نو بنو زان مدعی تضحیح رفت
جلد سید انکو دے اے نابکار | شرم اپنے حق سے کر تو زینہار | زود دگاہ دم راہ بدای نابکا | از خدای خویشتن شرمی بدار
اس طرح ظلم صریح و نارو ا | ہوتا ہے عہد پیمبر مین بھلا | این چنین ظلم صریح و نامزا | اے رود در عہد شفیع ما روا
گاؤ مارا کھا یا پھوت ہو بیم | مکر کرتا ہے جواب اندیشیم | گاؤ کشتہ خورد و فی ترسی ز بیم | در جواب افزود ہ تزویر آن لئیم
کو دعا مین مین رہا کتنے برس | کی طلب حق سے دیا کھکو وہ لب | گرچہ چندین سال بودم در دعا | من طلب کردم ز حق داد او مرا
ای رسول حق ہوا یسا کہ بود | ملک میری کیسے دے اسکو خدا | ای رسول حق چنین باشد روا | ملک من بندگا چون داد ش خدا

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ گاؤ کا خیال تو چھوڑ دے اور طعنہ کرنا گاؤ والے کا داؤد علیہ السلام پر | حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذرد و تشنیع صاحب گاؤ بر داؤد علیہ السلام

بولا داؤد اس سے چپ ہو چھوڑ جا | گاؤ کر تو اس مسلمان کو عطا | گفت داؤد ش خمش کن ای دہل | این سلمان را گاؤ ت کن بحل
حق نے سبحان جو کیا بخیر جوان | جا تو چپ رہ حق کی تاری کو جان | چون خدا پوشید بر تو ای جوان | روخمش کن حق ستاری بران
بولا یہ کیا ہای اب انصاف ہے | شرع نور کھے ہو کیا میرے لیے | گفت داؤد یا چہ حکمست این خدا | این چنین من شرع نو خواہی نہاد

شہرہ تیرے عدل کا ہے بس عیاں — کہ معطر ہے زمین و آسمان — نغمہ ہست آواز عدالت چناں — کہ معطر شد زمین و آسمان

یہ ستم اندھے سگوں پر نے ہوا — کوہ اور سنگ اس تعدی سے ہلا — برسگاں کو راہ یہ ستم نہ رفت — نین تعدی سنگ بر سنگ نہ رفت

ایسے ملکے ماتحت ایسا ستم — ظلم کا ہے وقت لوگو انصلا — ہمچنین تشنیع ہے زور بلا — کا انصلا ہنگام ظلم است انصلا

اس طرح ظلم و جفا جو کچھ کرے — یا نبی اللہ نہ دے ایسی خبر — این چنین ظلم و جفا بر من مکن — یا نبی اللہ مگو این سان سخن

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا کہ وہ لے کر سب مال اپنا اسکو دے — حکم کردن داؤد علیہ السلام بر مصادرہ کاوہ و جریمہ نقد و نقی کش

بعد ازاں داؤد نے اس سے کہا — مال سب اپنا اٹھا لے جا بلا — بعد ازان داؤد نگفتش ہیچ گفت — جملہ مال خویش در آغوش زد

ورنہ کہتا ہوں کہ شکل تجھ پہ — اور ستم تیارانہ ظاہر اس سے ہو — ورنہ کارت ختم کردم گفتمت — تا نگردد ظاہر از تو سہم ہست

پھاڑے کپڑے اور ڈالی سر پہ خاک — کر ستم کرتے ہو ہر دم ور دناک — خاک بر سر کرد و جامہ بر درید — کہ بہ ہر دم می کنی ظلمی نوید

اور اسدم طعنے دو کرنے لگا — پاس پھر داؤد نے اپنے بلا — یکدمی دیگر ہمین تشنیع را — بازد اوش پیش خویش خواند و گفت

بولے اندھے پر نصیحت ہے ترا — ظلمت آمد اندک اندک نور کور — گفت چون نعمت نہ بد اینجا کور — ظلمت آمد اندک اندک نور کور

دیکھا اسدم تو نے یہ انصاف کا — تجھ کو دے پر خس کو ہی افسوس آہ — دیدہ انگاہ صدر و پیشگاہ — ای دریغ آنچہ خوتو خاشاک را

جا تو جو رو بے کے تیرے سب ہوے — اسکے بندے اور ریا و دستکے — زر فرزندان تو با حفت تو — بندگان اوشند مادون گھو

یا تو اسینے پہ پتھر ہا تھے — دور تر اہل پنے سے رو بلے — سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست — اے دو دیدہ جہل خود بالا و پست

پس علامت خلق بھی کرتو نگی — کہ نہ تھی فعلون سے کسکے آگہی — خلق ہم اندر علامت آمدند — کز بصیرہ کار او غافل مبند

کون جانے ظالم و مظلوم سے — اپنے ظالم نفس کا سر کاٹ دے — کہ بود ذخیرہ ہوا بچون خسی

جانے ظالم وہ کوئی مظلوم سے — اپنے ظالم نفس کا سر کاٹ دے — کہ کند نفس ظلوم خود ببرد

ورنہ وہ ظالم کہ اندر نفس ہی — دشمن مظلوم ہی وہ جہل ہے — خصم ہر مظلوم باشد از یقین

کتا حملہ کرتا ہے سکین پہ — کاٹنے وہ مسکین کو جبتک مرے — تا تو آنرا خرد ہر مسکین نہ

شرم شیروں کو ہے نے کتوں کو ہی — کہ نہ پکڑیں صید وہ ہمسایے کے — شرم شان ست آنی سگ بارہاں — کز نگیرو صید از ہمسایگاں

دور اشل سگ طرف داؤد کی — عامہ مظلوم کو ظالم ڈرے کہ — انکہ سگسان سرد آزردست — عامۂ مظلوم کش ظالم ز ہیبت

سب نے منہ داؤد کی جانب کیا — کہ نہی ہمدستی و شفقت کرے — روی ہر دو سو کرد آن بی ہنر — کای نبی ہمدستی بر مکنسی

ظلم جنکو یہ صریح نے چاہیے — بے گنہ پر قہر اتنا ست کرے — این نشاید از تو کیں ظلمست فاش — قہر کردی بیگناہی را بلاش

ارادہ کرنا داؤد علیہ السلام کا کہ تا از خلایق بطلبہ کین — عزم کردن داؤد علیہ السلام تا ناز را از آنکہا بر خلایق کند

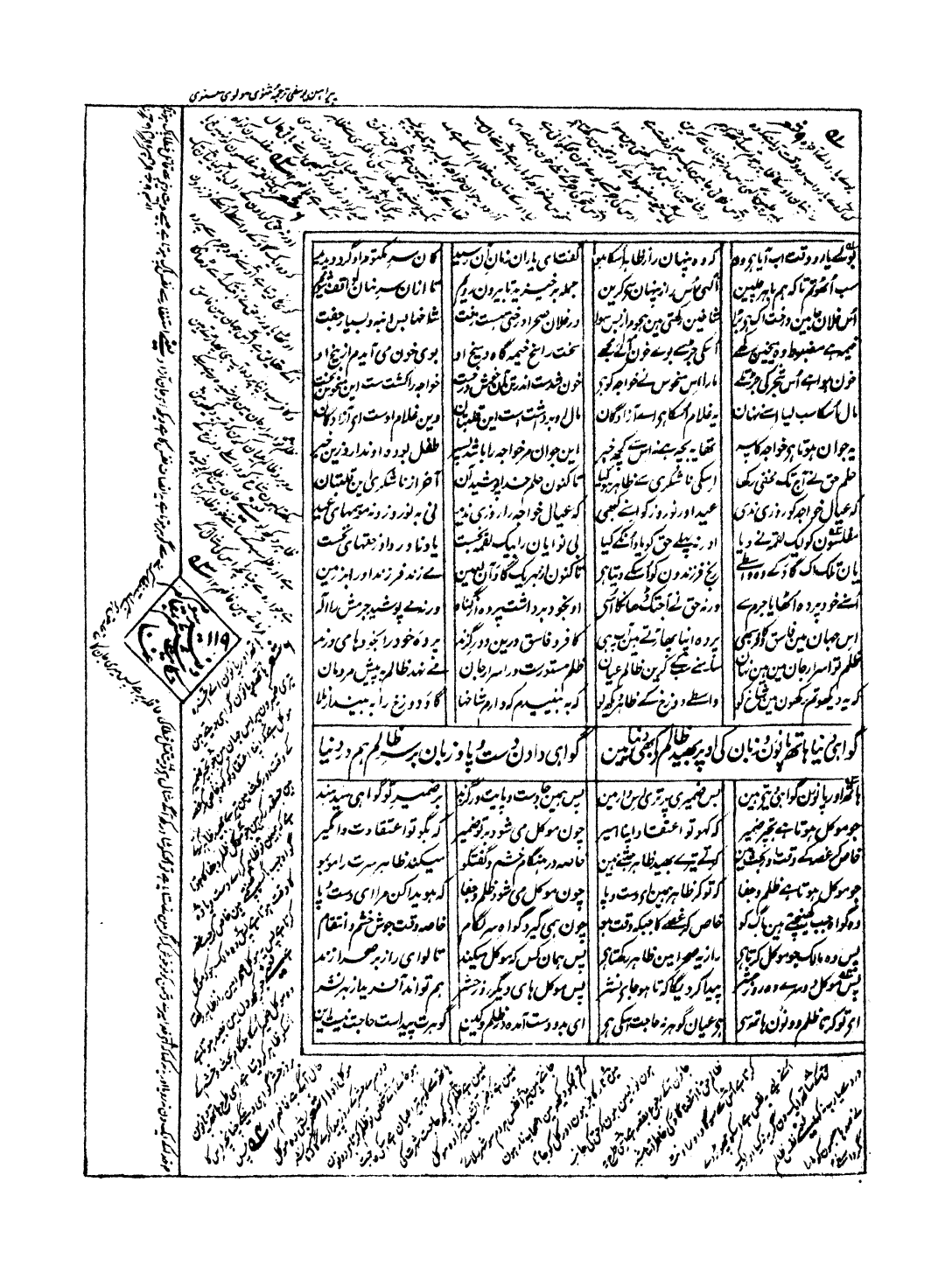

بوئے یار و وقت آب آیا ہوا — کہ وہ پنہاں را ظلما بالسکا ہوا
سب اُٹھو تم تا کہ ہم باہر چلیں — آگہی اُس را پنہاں پر کریں
اُس فلاں جا ہیں درخت اک تو بڑا — شاخ خوں رکھتی ہیں ہو وا اُس سوا
خیمہ ہے مضبوط وہ یہ نہیں گرے — آسکی جڑ سے بوے خوں آئے مجھے
خون ہوا ہے اُس شجر کی جڑ تلے — مارا اِس منحوس نے خواجہ کو یہ
مال اُسکا سب لیا اِسنے نہاں — یہ غلام اُسکا ہی اِسے آزاد کہاں
یہ جوان ہوتا ہو خواجہ کا پسر — تھا یہ بچہ جبکہ اِسنے کچھ خبر
حلم حق نے آج تک مخفی رکھا — اِسکی ناشکری سے ظاہر ہو گیا
کہ عیال خواجہ کو روزی نہ دی — عید اور نوروز کو اِسنے کبھی
مفلسوں کو ایک لقمے نہ دیا — اور نہ پہلے حق کو یاد اُسکے کیا
یا اِن تلک اک گاؤ کے وہ بیٹے — رنج فرزندوں کو اُسکے دیتا ہے
اُسنے خود یہ وہ اُٹھایا جرم سے — ورنہ حق نے اُسکا کاٹا اُسی
اِس جہان میں فاسق کو اب بھی — پردہ اپنا بھائے ہیں آپ ہی
ظلم تو اسرار جان ہیں ہیں نہاں — سایہ نے جیسے کریں ظالم عیاں
کہ یہ دیکھو تم کہ ہیں میں شیخ کو — واسطے دوزخ کے ظاہر کر لو

گواہی دینا ہاتھ پاؤں زبان کی اوپر بھید ظالم کے بھی تئیں دنیا

ہاتھ اور پاؤں گواہی دیتے ہیں — بس ضمیری پر تری اِس راہ میں
جو موکل ہوتا ہے بحر ضمیر — کہ کہو تو اعتقاد اپنا اسیر
خاص کر غصہ کے وقت و بخشمین — کہتے تیرے بھید ظاہر شیخ نہیں
جو موکل ہوتا ہے ظلم و جفا — گر تو کر ظاہر ہمیں ہو دست و پا
وہ گواہ جب کھینچتے ہیں تاک کو — خاص کر غصے کا جبکہ وقت ہو
پس وہ ہاتک جو موکل کر تا ہے — راز یہ صحرا میں ظاہر کہتا ہے
پس موکل در سے وہ در جستن — پیدا کر دیگا کہ تا ہو جا نشر
اے تو کرتا ظلم و خون ہاتھ سے — ہر عیاں گوہر نہ حاجت ہے کسی ہر

گواہی دادن دست و پا و زبان بر ظالم ہم در دنیا

پس ہمیں جا دست و پا بت در گزیں — بر ضمیر تو گواہی سید ہند
چون موکل می شود بر تو ضمیر — کر نگو تو اعتقادت وا گیر
خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو — سیکند ظاہر سرت را مو بمو
چون موکل می شود ظلم و جفا — کہ ہو یدا کن ہمرا ای دست و پا
چون ہمی گیرد گواہ سر لگام — خاصہ وقت جوش خشم و انتقام
پس ہمان کس کہ موکل میکند — تا لوای را زبر صحرا زند
پس موکل ہای دیگر نو رسند — ہم تو اندر آئینہ ہا زہر نشد
ای بدو دست آمدہ ظلم و کین — گو ہرت پیدا ست حاجت نیست بہ

حاجت شہرت نہیں کچھ ظلم کو
کہ ضمیر آلتشین جانِ جہین دو
نفس ہر دم تیرا لائے سو شکار
دیکھ تم تجکو ہین جہان جہانبار
نار کا جزو ہون مین کل کو جا تا ہون
تو نوری ہون کہ سو حضرت چلون
اس طرح یہ ظالم حق ناشناس
گاؤ کی خاطر کرے اتنا شبہا
گاؤ اور اونٹ اُسکے سامنے
نفس یہ ہے پر اب چھپر ہے
ایک دن ساتھ حق کے کر کیلا
اور نہ اک دن ورد سے یار کیا
میرے دشمن کو خدایا کر تو خوش
گر ستایا مین نے تو اُسکو خوش
عاقلہ پر ہے دیت قتل خطا
عاقلہ جان کا مرا بس ہر خدا
سنگ استغفار سے ہوتا ہو گرا
دیکھ یہ انصاف نفس ایجان جز

نیست حاجت شہر و گشتن گرد او
نفس تو ہر دم برآرد صد شرار
جزو نارم سوی کل خود رم
ہمچنان کاین ظلم حق ناشناس
او از و صد گاؤ بر و صد شتر
نفس نیست ای پدر آزدی ہے
تیز روزی با خدا زاری مکرد
کای خدا خصم مرا خوشنود کن
گر خطا کشتم دیت بر عاقلات
سنگ می گردد باستغفار مرد

بر ضمیر آلتشینت واقف ہم
کہ بہ بینید دم سم اصحاب نار
سن نہ نورم کہ سو حضرت شوم
ہر گاوی کرد چندین اجتناب
نفس نیست ای پدر آزدی ہے
یار بی نا مدار و زری بد ہ
گر منش کرد م زبان آمو د کن
عاقلہ جانم تو بودی انصاف
این بود از انصاف نفس ایجان جز

باہر جانا خلایق کا طرف اُس درخت کے

بیرون رفتن خلایق بسوی آن درخت

بعد گئے باہر تجسس کی سمت و در
پر اسکے ہاتھ نہ پہنچے باندھ دو
تا کہ اسکے جرم کو مین کھول دون
تا کہ ظاہر عدل محمد مین کرون
پر اسکے جد کو مال اُسکا تو نے ہے
تو غلام خواجہ ہے ہو اسطے
مار کر خواجہ کو مال اُسکا لیا
حال اُسکا حق نے ظاہر کر دیا
پیری وہ عورت بھی تو مدعی ہی ہو
ایسے خواجہ پر جفا کی کس لیے
پیدا اُس سے بیٹا بیٹی جو ہو ہو
ملک وارث کی سپرد ہو ہو
کسپیر ملک اُسکی تو غلام
شرع تو ہو ند ہے شرع لے سلم دو
ظلم سے خواجہ کو مارا زار زار
بھی یہان پر خواجہ کشتہ زینہار
اور پھری تلبدی ہی اوپر گاڑی
مارے ہیبت کے نہ نیکے کوئی
اس زمین مین اسکا سر اور چھری
اس زمین کو کھود تو اسکے بھی
نام اُس سنگ کا چھری پر لکھا
ساتھ خواجہ کے کیا کر دو فا
جو زمین کو کھود وا یسا ہی کیا
دو چھری او ر سر زمین مین سے ملا
خلق مین اک شور و غل اُٹھ پڑا
تو ترین زنا یہ سبھون نے سنا
اُس کھڑی سوی شجر آمادہ ہو
بولے تو کیا جانتا ہو سچ کہو

چون برون رفتند سوی آن درخت
تا گناہ و جرم او پیدا کنم
گفت ای سگ جد این را گشتہ
خواجہ را کشتی و بردی مال او
آن زنت او را کنیزک بود و ہست
ہر چہ زو زائید ہ او ملک اوست
تو غلامی لب کارت ملک دست
خواجہ را کشتی یتیم زار زار
کار دا را شتا بکر دی بر خاک
ملک سر شرع کار دو ز زیر زمین
تا مر این سنگ ہم نوشتہ کار دید
ہمچنین کر دند چون ابلہ فتند
و لولہ در خلق افتاد آن زمان
وانگہی سوی درخت آور دو

گفت آتش را ز پس بندید دست
تا لوای عدل بر پھر از نم
تو غلام خواجہ زین رو گشتہ
کر دیز دان آشکارا حال او
با ہمین خواجہ جفا نبود ہ ست
ملک وارث باشد آنہا سر بسر
شرع حبتی شرع بستان ذکر ہست
ہم برا یجا خواجہ گویان زینہار
از خیالے کہ بدیدے سہمناک
باز گا و دیدین زمین را ہمچنین
کر د با خواجہ چنین کر د و ضرر
ور زمین آن کار د بسر یا فتند
ہر یکے زنا زیر دیدار زیان
گفت این حالت چہ میدانی بگو

شلع چون نے بچہ کے اس ذکر ان | صنعت حق سے کیا بس ہے بیان | ور زبان ارشاخ و برگ آن درخت | آہ از صنع خدا و آہ از آن بخت
ای رسول حق تو کہتا ہے بجا | صانع اس کہنے کا تیرے ہے گواہ | کای رسولی حق بگفتی تو درست | صانع عالم برین گفتہ گواست
خواجہ اس کہتے نے مارا ہے بیان | ہاتھ مین خنجر تھا فولادی یمان | خواجہ این سگ بیخی چون کشت | ازخولا کہ سوشنا بود دشت بدست
سب ہوئی دارو تو بس عذر خواہ | کیونکہ بہ ظن ہو گئے تھے دو تباہ | حمد اندر او دو گشتہ عذر خواہ | زانکہ بہ ظن گشتہ بود مہ تباہ

قصاص لینا داؤد علیہ السلام کا خونی سے بعد ارادہ کے قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد الزام

بعد دو فرمایا اے انصاف جو | دادے اس دو سے اپنی تو | بعد ازان گفتش بیا ای دادخواہ | دادخود بستان توازین روسیاہ
بس قصاص اسکا کیا اس تیغ سے | علم حق سے کر اسکے کب بچے | ہمدران تبخیش بفرمود او قصاص | کی کند کمرش بعلم حق خلاص
علم حق کا گرچہ مختواری کرے | جبکہ گردد بہ سے رسوائی نکرے | حلم حق گرچہ مواسا باکند | چون کہ از حد بگذرد رسوا کند
زخمچے خون او ہر دل مین پیدا ہے | صید کے کھلنے کی بس غبت کرے | خون بخسپید و رفتہ و رہ بدے | سیل جست و جوی کشت مشکل
خواہش انصاف داور کرتی ہے | بس ضمیرون مین ظلم ہر یک کے | اقتضای داوری ہے دین | سر برآرد از ضمیر آن واین
گیا ہوا وہ خواجہ کیا حال اسکا ہو | جیسے کیستی ہر ہو گذرا ہے | کان فلان خونی چنین حالش گذشت | بچنانکہ چوشمار گذرگشت
اسکا جو شر خون ہو دل مین جستجو | دل مین خارش ہو و بحث گفتگو | بخشش خون بایشان آن جہتما | خارش و لعا و بحث و ماجرا
جبکہ آسدم صید اسکا کھل گیا | صید کو داؤد کا ظاہر ہوا | چون کہ پیدا گشت سر کاراو | معجز داؤد و شد فاش و دو تو
خلق جملہ سجدہ بر ہنہ ہو گئی | صید کو سجدے زمین پر ماراتی | خلق جملہ سر بر ہنہ آمدند | سر بسجدہ بر زمینہای زدند
انسے اصلی ہر ہوی مین ظاہرا | جو کہ تو کہتا تھا نے ہنے سنا | ما ہمہ کوران اصلی بودہ ایم | و انچہ ے فرمودہ نشنودہ ایم
سیکڑون دیکھے عجائب بحسب مین | یہ مین ہم سنتے رہے آنکھون یقین | وز تو ما صد گون عجائب دیدہ ایم | لیک سنتہ دیکھ چون ہی دیدہ ایم
تھرون نے یہ تجھے ظاہر کیا | ہمکے طالوت کی کرتہ غزا | سنگ با تو در سخن آمد شہیر | کز نبرای عذر و طالوتم بگیر
نے کے گو پھن مین سنگ آیا ہر تو | اے تو نے صد ہا دشمن اور عدو | تو بسے سنگ و فلاخن آمدے | سر بزاران خصم را بر ہم زدی
سنگ تیرے سیکڑون لشکر کرے | دشمنون کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے | سنگہا بہت صد ہزاران یار شد | ہر یکے مر خصم را خونخوار شد
تو ہوا تیرے ہاتھ مین چون موم ہے | جو زرہ جبکہ تجھے معلوم ہے | آہن اندر دست تو چون موم شد | چون زرہ سازی ترا معلوم شد
گوہ تیرے سایہ کرتے تھے شکو | ساتھ تیرے پتھے جو قاری زبور | کوہہا با تو رسائل شد شکور | با تو مے خواندند چون مقری زبور
سیکڑون دل کی آنکھین کھل گئین | تیرے دم سے غیب کا پایا یقین | صد ہزاران چشم دل بگشادہ شد | از دم تو غیب را آمادہ شد
وہ قوی تر سے جو دیم ہو دم | زندگی بخشے سد ایام ہو دم | وان قوی تر از ہمہ کان ایم | زندگی بخشد کہ سر مر قایست
جان جملہ معجزون کی بس یہ ہے | کہ حیات جاودان دو نکو ہے | جان جملہ جوہرات نیست خود | کہ بیکبخشد مردہ را جان ابد

۱۲۱

پس مدار اظہار جہان زندہ ہوا	حق کا ہم میں ہے ہر اک بندہ جلا	کشتہ شد ظالم جہانی زندہ شد	ہر یکے از ما خدا را بندہ شد
بیان میں ہے کہ نفس کو مکی بجای اس محرکی کے ہے کہ مدعی گاؤ		در بیان آنکہ نفس او مکی بجای آن خونی ست کہ مدعی گاؤ	
کشتہ کا ہوا تھا اور مارنے والا گاؤ کا عقل ہے اور داؤد علیہ السلام		کشتہ بود و آن کشندہ گاؤ عقل است و داؤد علیہ السلام	
حق ہے شیخ کہ نائب حق ہے کہ ساتھ قوت و یاری کے وہ ظالم کو		حق ست یا شیخ کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او	
مار سکتا ہے اور تو اگر ہونا ساتھ روزی بے کسب و رنج کر		تواند ظالم اکشتن و تو نگر شدن بی روزی بی کسب و رنج	

مار نفس اپنا جہان کو زندہ کر	مار خواجہ کو ہے او سکہ بندہ کر	نفس خود را کش جہانی زندہ کن	خواجہ را کشت ہا بندہ کن
مدعی گاؤ تیرا نفس ہے	خواجہ بن میسا ہے وہ خود آپ ہے	مدعی گاؤ نفس تست ہین	خویشتن را خواجہ کردہ ای مہین
گاؤ کش دے عقل تیری ہے سنو	گاؤ کش ہے تن کہ تو سنگ نو	آن کشندہ گاؤ و عقل تست تو	بر کشندہ گاؤ و تن منگر مشو
عقل قیدی اس طرح اللہ سے	روزی بی رنج جیسی حق سے ہے	عقل اسیرست و ہمی خواہد حق	روزی بے رنج و نعمت بے طبق
روزی بے رنج سو قوت سے ہے	گر وہ اپنے گاؤ کو کشتہ کرے	روزی بی رنج او موقوف چیست	آنکہ بکشد گاؤ را کاصل بدست
نفس کہ مورے گاؤ کیون مارا ہوا	کیونکہ گاؤ نفس نقش ہے جسم کا	نفس گو یہ چونکہ کشتی گاؤ تن	ز انکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
خواجہ زادہ عقل کا صفدر ہے	نفس خونی خود ہی خواہ بیقیا	خواجہ زاد و عقل ماند مبتلا	نفس خونی خواجہ گشتہ پیشوا
روزی بے رنج کیا ہے جان لے	رزق نوری اور خدائی جان ہے	روزی بی رنج میدانی کہ چیست	قوت ارواح ہست امر الٰہی ست
گاؤ کے قربان ہو موقوف ہے	گاؤ مین ہے گنج احمق جان لے	لیک موقوف ہست بر قربان گاؤ	گنج اندر گاؤ دان ای گنج گاؤ
کھا لیا کل شب کو کچھ روزہ تمام	ہو تیا دست غیب مین تیرے لگا	دوش چیزے خوردہ روزہ را تمام	دادے و درست فہم تو زنام
کھا لیا کل شب کو افساد سا ہے	جو کچھ آتا ہے وہ اس عالم کا ہے	دوش چیزے خوردہ امر افتادہ است	ہر بدی آید پشیمان خاستہ است
آنکہ رکھی ہر سبب سے باب پے	گر کرشمہ سیکھا خوش چشمان ہی ہے	چشم بر اسباب بد چون دوختم	کز خوش چشمان کرشمہ موختم
دور ہے اسباب مین اسباب پر	سیب بہت دیکھا نہ پر نظر	ہست ہر سبب را سببہای دگر	در سبب منگر دران انگیں نظر
ترک اسباب انبیا نے ہے کیا	سجدے پہونچائے اپنے تا سما	انبیا در قطع اسباب اند مہ	معجزات خویش ہر کیوان نمہ
پھاڑا بس دریا کو بے اسباب کے	صاف کیون بے زراعت کھیت ہے	بی سبب رجعت مہ را بشگافتند	بے زراعت چاشنی گندم بافتند
ریگ کو کوشش سے انگبیں کیا	پشم کو محنت سے ابریشم کیا	ریگہا ہم آرد اندر شان شان	پشم ہم ز ابریشم آرد کارخان
سارے قرآن مین پھا تو کر سبب	عزت فقط یا لک کو بو لہب	سجدہ کرد آن ہست در قطع سبب	مسند در و لیعنی و ہلاک بو لہب

مثال		مثال	

مرغ با بیل ایک دو لشکر کوے
بیل میں سو راغ کثرت سے کہ
گاؤ کشتہ کی وہ بس مقتول پر
اٹھ کھڑا ہوا پی جاسے سر کشا
ایسی ہی اول سے آخر تک قرآن
عقل سے ہر کہ نیست معلوم ہو
فلسفی معقول میں کتنوں میں غل
مغز عقل عقل تیری عقل پوست
مغز کو جو پوست سے ہو دو حلال
عقل کا پچھلا کا جو سو برہان رہے
عقل اک دفتر کو کرتی ہے سیاہ
ہے سیاہی اور سفیدی کی نہ چاہ
اس سفید و اس سیہ کو فرق رہ
سیم و زر سے قدر ہمیانی کی ہے
جس طرح سے قدر تن کی جان سے
جان بے پر تو کے ہوتی زندہ گر
گر کہ کھووے ناطقہ ماند کر
گرچہ ہیں اہل سخن ہر قرن میں
گر تمامین تو ریت و انجیل پڑ پڑ
روزی بے رنج جا ہوا ہے خلیل
بلکہ روزی خالق جنت سے ہے
کیونکہ نان میں ذوق کھلکھا نہ ہو
نقش نان و ذوق نان کا خوان ہے
رزق روحی کب تو پائے کسی جا
نفس مقصد شیخ سے دیکھے ترا

لشکر اہل حبش کو تو ردے
مرغ عنکبوت ایسا مارے اس سے
مارو دم کو تا کہ فن میں جا گھسے
خون چاہے اپنا قاتل ہی بھلا
ترک اسبابدن ہوئے پیر جوان
بندگی کر تا کہ تجھے معلوم ہو
ادیبا ہیں شہوا عقل عقل
معدہ حیوان چاہے اکل پوست
مغز نار و اسکر آبے ہے حلال
عقل کل کہ بے یقین یا ظن کرے
عقل عقل عالم ہیں علم نور نما
جان و دل پر دش سکم نور نما
اس شب قدر نور آسمانی
او بے زر کون ہمیانی کو لے
قدر جان ہے پر تو جان سے
کہتا کب کا نہ کو سے جن
قرآن کے بعد آیا ہی اس میں ہو
ایک قول گلوں سے بیل ہی کرتی
ہو تمیں گواہ صدق قرآن کو شکو
کہ جنان سے بیدلا و ہر جبرئیل
بے تردد با غبان و کشت کے
بے ذریعہ پوست جھکنے ذوق کو
تان بے خوان اولیا کو لیں ملے
جز تو جو شیخ کر و اوڈ و ہی
گر گرم کے تابع ہو جائے ترا

مرغ با بیل و رسن سنگ افگند
بیل را سو راغ سوراخ افگند
دُم گاؤ کشتہ پر مقتول زن
حلق ہر مرد ہمدا رجای خویش
ہمچنین تا آخر قرآن تا تمام
کشف این مشکل کار او شود
بندہ طفلات آمد فلسفے
عقل عقلت مغز و عقل تست پوست
مغز جوز پوست دارد در مثال
چونکہ قشر عقل معدہ بریان بود
عقل عقلہ کند کیمیا سیاہ
از سیاہی در سفیدی فارغ ست
این سیاہ و آن سفید از قدرت ست
قیمت ہمیان و کیسہ از زر ست
ہمچنان کہ قدر تن از جان بود
گر مدی جان زندہ بی تو کون بود
ہین بگو کہ ناطقہ جوئی کند
گرچہ ہر قرنی بمن تاری بود
لیک گفتہ سابقان ہا ری بود
روزی بی رنج جوئی ہی حبیب
بلکہ رنجے از خدا دہ حبیب
زانکہ نفع نان و ان دانہ ہا سے
ذوق نہان نقش نان چون مغز ہست
رزق جانی کی ہری باشیخ ہست
نفس چون با شیخ بنیہ گام زد

لشکر اہل حبش را بشکنند
سنگ مرغے کو بجا لاہور زند
تا شود زندہ و بمان رود و کفن
خون خود جوید ز خون او لاجرم
رفت اسباب ست و علت والسلام
بندگی کن تا ترا آپ اید شود
شہوہا عقل عقل آمد صفی
معدہ حیوان بیشہ پوست جوست
مغز نغز آنرا حلال آمد حلال
عقل کل کی کام فی الیقان نہند
عقل عقل آفاق دارد پر زاہ
نور ہا بش بر دل جان تابناک ست
ز ان شب قدرت کا خیر از ہا ست
بی زری ہمیان و کیسہ ابتر ست
قدر جان از پر تو جانان بود
ہیچ گفتی کہ فزان بر اہیتون
تا ترا نے بعد ما آبی رسد
شد گواہ او صدق قرآن و شکور
کہ بششت آورد جبرئیل سیب
بے صدیع با غبان بیرنج و کشت
بہ بہت آن نفع بی توسیط ہست
نان بی سفرہ وہ ولی را سہ ست
جز بعد الشیخ کو ژاد و دست
از بن دندان شود او رام تو

۱۳۳۷

گاؤ والا تب مطبخ تیرا ہوا — گر دم داؤد سے آگاہ ہوا — اصحاب این گاؤ را لم انگاؤ شد — گاؤ دم داؤد او آگاہ شد
عقل غالب آکے تب اندر فتکا — نفس کے سگ پر کہ جو ہو شیخ وار — عقل گاہی غالباً مدہوش کار — بر سگ نفست کہ باشد شیخ وار
نفس باعث کرکے ہے اژدہا — روے شیخ اد کنو زو دہا گیا — نفس اژدہا ست جاں مندو مدن — روی شیخ او را ز مردی مکن
گر تو چاہے اژدہے ہو نڈر — اسکے دامن کونہ تھوڑا سا پھر — گر تو خواہی ایمنے از اژدہا — دستش او را دمان مکن کیدم ما
خاک ہو تو شیخ کے آگے ولا — خاک سے تیری اگتے کیسا — خاک شو در پیش شیخ ہا ہمہ — تا ز خاک تو بروید میسا
گاؤ والے کو تو چاہے ذبحنا — مثل خر اندر سے آر اسکے لگا — گر تو صاحب گاؤ را خواہی ز دہان — چون غزالان مجنبش کن ز نسوی زبان
اژدہا کے پاس جو کہ جاتے ہے — وہ زبان نفس کو تہ پاتے ہے — چون بنزدیک ولی احمد شود — آن زبان صد گوش کر تہ شود
سوز زبان او ہر زبان میں ہو نعت — اسکے میلے و مکر کی کب ہو صفت — صد زبان و ہر زبانش صد لغت — زرق و دستانش نیاید در صفت
مدعی گاؤ نفس ہے بس فصیح — سیکڑوں حجت وہ لائے تا صحیح — مدعے گاؤ نفس آمد فصیح — صد ہزاران حجت آرد تا صحیح
دھوکا دیوے شہریار شاہ کو — پر نہ دھوکا دے شہ آگاہ کو — شہر را بفریبد بلا شاہ را — نہ ستاند زہرہ آگاہ را
نفس کی تسبیح دو آں ہاتھ میں — آستین میں خنجر شمشیر میں — نفس را تسبیح و مصحف در یمین — غمزہ و شمشیر اندر آستین
مکر کے قرآن کو اسکے تو زبان — مست کرے ہر از اپنا ہم عنان — مصحف سالوس و ہاو مکن — خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
حوض پر لائے وضو کے واسطے — گجکو دھکا دیکے غرق یمن کرے — سوی حوضت آورد بہر وضو — وا ندر اندازد ترا در قعر جو
عقل نورانی ولیکن طالب ست — نفس ظلمانی بر او چون غالب ست — عقل نورانی ز نیکو طالب ست — نفس ظلمانی ز بد غالب ست
ہو رے کہ شیر اپنی جاں بچاوے — کیونکہ وہ گھر میں ساز عقل ہو — از کہ او در خانہ عقل تو غریب — بر در خود سگ بود شیر مہیب
اور یہ اندھے کتے واں ہو کار کن — شہر تا شیر اپنے جنگل کو چلیں — ور سگان کو تا کجا بگریزند
اور نہ وہ مقہور ہو زوری کے — مگر نفس تن نہ جانے خلق ہی — او نگردد وحشی بوحی لقد جئتمونا
بس سوے داؤد گر شیخ ہی — ہر کہ جنس اوست یار او شود — جنسہ نگردد او گر خویشت بود
اپنی جا پر جسکو خالق نے رکھا — کو سبل گشت و حبس تن نماند — ہر کہ احق در مقام خود بماند
خلق سارے علتی ہو کھاتے ہی — یار علت کی ہو علت جان لے — خلق جملہ علتی اند ایقین — یار علت می شود علت یقین
دعوی داؤدی ہزار اکس کرے — ہاتھ اسکا پکڑے جو ناداں ہو — ہر کہ بے تمییز کفت روی نزد
مرغ کی آواز سن صیاد سے — مرغ ناداں اس علت کہ جا ہی ہو — از صیادے بشنود آواز طیر
اڑکر اجانے وہ کھڑکے لبھی — بھاگ اس سے گر چہ ہدہدی سنوی — نقل از تلک شمامہ خویشتہ
قید و آواز اسکے آگے ایک ہی — گر کرے دعوی یقین کا شک کھو — آستہ و ریسہ بیش ولی ست
گر تو کی مطلق ایسا کوئی ہو — یہ تیسد اسکو نہ احمق ہو دو — این چنین کس گر تو کی مطلق ست

بھاگنا عیسےٰ علیہ السلام کا بلندی کوہ پر اور انکے پیچھے جانا ایک شخص کا اور سوال کرنا

گریختن عیسےٰ علیہ السلام بفرازکوہ و تخفتن در پے اورفتن و سوال کردن

بھاگا کہ اُس سے جیسے آبد شیر	اور نہ جا اسکی طرف گر عقل ہے
عیسےٰ مریم تھا کہ پر بھاگتا	گویا او سگ و شیر تھا کہ بھاگتا
ایک اُنکے پیچھے دوڑا اور کہا	گون ہے پیچھے اُسے تو مرغ سا
اس طرح تیزی سے تھا وہ بھاگتا	کہ جواب اسکو نہ ہرگز دے سکا
اُس دو میدان پیچھے پیچھے کر گیا	رکست عیسےٰ کو ما بصد التجا
ٹھہر دم بھر تو خدا کے واسطے	بھاگتے ہیں تیرے شکل پر مجھے
کس لیے تو بھاگتا ہے اے کریم	شیر پیچھے تھے نے خوف و بیم
جو لے میں احمق سے بھاگوں ہیں تو جا	مین بچون اور تو ہو نجیر پا
بولا آخر وہ مسیحا سے تو	کہ ہوا ذھابر اتجے بس گم
جو لے سچ ہے بولا وہ نے شبہ ہے تو	کہ فسون غیب سے آگاہ ہے تو
وہ فسون مردہ پھر کو تو زندہ ہے	جی اٹھے وہ جون مکاری شیر کی
جو لے سچ ہے مین ہون اور تو لاکر تو	مرغ نے کل سے بنائے خوبرو
پھر نگاہ دم آپ کر تا زندہ ہوا	بس ہوا مین آگہی اُسی وہ اژدہا
جو لے سچ ہے بولا بس اے مرد کیا	جو کہ چاہو سو کر اُسی ہے بات
جو جہان مین ایسی ہر ہا نین رکھ	کون ہے جو تیرا بند و نے بنے
جو لے جیسے کہ قسم ہے ذات کی	جو ہے خالق جان تن کا اے اخی
برکت ذات و صفات پاک کی	کہ فلک آپ گریبان چاک ہے
اُس فسون اور اسم اعظم کو تو بتا	اندھے اور بہرے پہ تو اچھا ہوا
کو مشکین پر جو بس مین اژدہا	وہ فسون تو مکر کے شوخے ہو گیا
جو پڑھا دے پند مہ ہو گیا	جو پڑھا لاٹھے پر و ڈنکے بجا
آسمانون کے دل پہ جو پڑھا	سیکڑون ہاری اژدہے کو ہوا
جی بھی عادت وہ او پھیرا ہوا	ریگ تھا کہ کچھ نہیں اُس مین گا

ہین از دگر نیز چون آہو شیر

سومی دفعہ شتابا بہ دنبالہ

جیسے مریم کہہ ہے گریخت	شیر گوئی خون او نیز ہست بخت
آن یکے در پے دویدہ گفت خیز	در پیت کس نیست چہ گریزی چو خیز
باشتاب او را بخواں تا یافت جنت	گر شتاب او بخود و جواب او نگفت
یک دو میدان دو پے عیسےٰ بزد	پس بجد و جہد عیسےٰ را بخواند
گر پے مرضات حق یک نوبتست	کہ مرا اندر گریزت مشکلیست
از گزاین سومی گریبے اے کریم	نیست شیر و نہ غم و خوف و بیم
گفت از احمق گریز ای مہ رو	مے رہانم خویش را بندم مشو
گفت احمد آن مسیحانہ قوی	گر شود کو رو کر از تو مستوی
گفت آرے گفت آن فتنہ مئی	گر فسون غیب را مار دئی
چون بخوانی آن فسون بر مردہ	بر جہد چون شیر صید آوردہ
گفت آری آن ہم گفتہ کرتو	مے نگفتی مرغ را کئی اخی بر تو
بردمی بر دی سبکتا جان شود	در ہوا اندر زمان پران شود
گفت آری گفت پس ای روح ما	بہر چہ خواہی ہمانی را کہ ئیت بہ
باچنین رہان کہ باشد در جہان	کہ نباشد مر ترا از بندگان
گفت عیسےٰ کہ بذات پاک حق	مبدع تن خالق جان و رمق
حرمت ذات و صفات پاک آن	کہ نبود گردون گریبان چاک آن
کان فسون و اسم اعظم را بگو	بر کند در کو رو خرم را ندم شد حسن
بر کہ شکین بخواندم شد ہلاک	فتنہ تو را ابد دیدہ بخود تا بیان
بر تن مردہ بخواندم گشت حی	بر سر لاشے بخواندم گشت غی
خواندم آن را بر دل احمق کہ مرد	صد ہزاران بار و درمانی نشد
مشک خاکشت و زاغ بر نگشت	ریگ شد کز وی نرویید ہیچ گشت

۱۳۵

بر لا کیا حکمت و اسم حق دہان | با ر شہ نے اثر رکھے سیان | گفت حکمت چیست کا نجا ہم حق
وہ بھی سچ اور سچ یہ بھی کیسے | وان اثر ار نے اثر ثانی پہ کرے | آن ہمان رنجست و این رنج بس چیا
بولے سچ احمق مقرر خدا | سچ اند عا پین نقد الا بلا | گفت سچ احمقی قہر خدا ست
کہ بلا کا سچ لائے رحمتین | احمقی کا سچ لائے جحمتین | ابتلا رنج بست کا ان جحم آورد
جہر کی ہے وہ جو اُسکا داغ ہو | کب علاج اُسپر اثر پیدا کرے | انچہ داغ اوست جہر ا کرد ہ ست
مثل لیلیٰ احمقوں سے بھاگ جا | صحبت احمق نے خون صد کیا | رحمتان گیرند چون عیسی گریخت
سنہ کو توڑ آتا ہے سچ و احمقی | رحم کب ہو چارہ جو جو ہو شقی | بر سد آزد رحم رنج احمقی
چوری پانی کی کرے جیسے ہوا | اس طمع احمق بھی لے تجھے چرا | اندک اندک آب راوند و ہوا
لیوے گرمی او دی سردی بھگے | جیسے پتھر اپنے نیچے تو رکھے | گر میت راوزد تو سردی ہو
بھاگ گنا جیسے کانے تھا خوف سے | وہ نڈر پر واسطے تعلیم کے | آن گریز عیسوی نیز یم بود
زہر یہ آفاق کو گر پر کرے | شمس کو سردی ہو بس کیا فکر کسی | زہر یہ را پر کند آفاقی را

قصہ اہل سبا و حماقت انکی کا اور نصیحت انبیا کا اُن میں اثر نہ کرنا

یاد آیا قصہ اہل سبا | ہوئی حماقت سے صبا اُنپر روا | یاد م آمد قصہ اہل سبا
وہ سبا بس اک بڑا شہر ہے | تم کمانی میں سنا اطفال سی | آن سبا ما نند شہری بس کلان
ظاہرا اُنکے کمانی بس کمین | پر کمانی میں بھرے اسرار بین | کر دکان افسانہ ہای آورند
نزل کہتے ہیں کمانی میں دل | تو خزانہ دُھوند معمور یہ زمین ہو | ویرہ افسانہ شان بس سر بسر
شہر تھا وہ بس عظیم اور بس بڑا | قدر اُسکی نے سکو رے سے سوا | گنج ہے جو ویرہ ویرانہا
بس بڑا ہو پڑا وہ اور بس تمام اور | اور گنجان تہ بہ تہ مثل پیاز | قدر او قدر سکر بیش لی
اس قدر بس بس شہر کے انسان تھے | بس عظیم و بس فراخ و بس دراز | سخت زفت و تو بتو ہمچون پیاز
اُن مین تین قسم خلایق میں تھا | مردم و دہ غلہ مجموع اندرا | یک جملہ سہ تن نا شستہ رو
سوی جانان جا بی عاقل جان جو | اندر و نوع خلایق بیشمار | گر ہزاران ست باشد نیم تن
ایک اندھے اُنمین تھے اور دو ذریں | جان نا کردہ بجانان تا فتن | از سلیمان کور رویہ یای مور
دوسرے بہرے تھے اُنمین تیسرے گوش | آن کلی بس دو بریں دو دیدہ کار | گنج در روی نیست بیکو سنگ نر
تیسرے منگے بدن تھے وہ دوسے | آن دگر بس تیز گوش سخت تک | یک جو دامن ہای جملہ او دراز

بولے اندھے اک گروہ آماہو اب
دیکھتے ہیں ہم کہ وہ آتو ہیں سب
گفت کو رانیک گر وہی بیسپند
من ہی ہیزم کہ چقو مرا نہ وچنید

بولے ہرے ہم صدا انکی سنیں
گر وہ ظاہر ہا بلٹا کچھ کہتی ہیں
گفت کر آری شنیدیم ہا نگ شتاں
کہ پڑے گو ینہ پسیلو نہان

بولے ننگے ہم کو ڈر کس خوف ہیں
گر پڑے داس ہمارے کا ٹلیں
آن برہنہ گفت تر سانی ان تنم
کہ ببر ند از در ا ہی دانہم

بولے اندھے ارے نزدیک آ تین
بھاگیں ہم پہلے سے جو کشتہ کریں
گو گفت ار نیک بہ نزدیک نرو
خیر بگریزیم پیش از زخم و بند

بولے ہرے ہیں نزدیک وہ
یا رواب ہرتے ہیں نزدیک وہ
گر ہے گوید کہ آرے مشتغلم
مے شود نزدیک تر یا ان ملم

کاٹیں داس وہ ہمارا طبع ہے
آن برہنہ گفت آرد واہنم
از طمع ببرند و من نا اہنم

بھاگ کر اک گاؤں اندر کے
شہر را شتند بیرون آمدند
وز نہر یت در دہی اندر شدند

شہر کر چھوڑا وہ اور باہر ہو ئے
اندران دو مرغ فربہ یافتند
یک دزدہ گوشت بر بی تزدند

گاؤں میں اکدم سوتا سا ملا
او رایک نے داس میں رکھا
عور بگرفت و بدامن در کشید

دیکھا اندھے نے رہرے نے سنا
مرغ مردہ خشک و زخم دانے سے
استخوانہا مرغ را گر شتہ چون تاغ

مرغ مردہ خشک زخم دانے سے
کھل گئیں تینوں ہڈیاں جو تھیں
پس طلب کردند و دیگی یافتند

ڈھونڈ نکالے وہ بس اک دیگ کو
کہ نہ سرا دے نے تلار کھتی تھی وہ
مرغ فربہ آں سہ تن را بر نہا د

اسکو اُن تینوں نے آتش پر رکھا
گوشت کچی اور ہڈی گل گئی
آتشش کردند چندان ابی ببر

آگ تھی سلگائی جو سین خوب سی
سیر اسکے کھا کر بہوے وہ بیدار
ہر سہ زان خوردہ بس فربہ شدند

اسکو کھا یا شیر جو ان کھا اشکار
تینوں وہ کھا کر اسے فربہ ہوے
آن چنان کو فربہی ہر یک جوان

اِس طرح موٹے ہوے کہ ہر جوان
نے سما سکتا تھا بس اندر جہان
با چنین گبری و ہفت اندام زفت

باوجود ایسے مٹاپے جسم کے
در ز سے در کے نکل باہر گئے
راہ مرگ خلق نا پیدا ہے راہ

راہ مرگ خلق نا پیدا ہے راہ
لے نظر آتی کر وہ بیجا ہے راہ
آنک پیاپے کاروانہا میتتے

آگے پیچھے کاروان جن اب رواں
در ز سے در کے کہ وہ ہم پس نہان
بر درا ہا چون زنا یی آن شگاف

در پہ گر ڈھونڈھے نہ پائے در زکر
ہر بہت پوشیدہ جا لگتوں میں وہ
ای ضیا ء الحق حسام الدین عیان

اے ضیا ء الحق حسام الدین میاں
چاہیے پھر کر نا یہ شرح و بیان
ای پسر ہر مختصر افسانہ نیست

اے پسر ہر قصہ نے ہے مختصر
استثنا ما تل نہیں ہر گلے پر
استثنا را روی در بیگانہ نیست

شرح اندھے دو بین و بہر ہ گوش و ننگے دراز دست کے
شرح کور دو بین و کر تیز شنو و برہنہ دراز دست

طول امل کو ہر ان آن جان را
گشتہ مرگ غیر نے اپنی گنے
اہل را دان کہ مرگ نا شنید
مرگ خود تشنید و نقل خود ندید

ہم پس غور و شناسی مین رب شناسی ہوگے اہل سبا کا قصہ ہے فاعتبروا

اندھا حاسد ہے کہ دیکھے عیب کو — خلق کے اور اسکو کھولا فاش کر
آنکھ اندھی اور سکی ذرہ عیب کو — اپنی نے دیکھے ہے گر چہ چیب جو
ڈرتا ہے ننگا کہ اسن پھاڑ لین — پھاڑتے ننگے کا اسن کون ہے
اہل دنیا مفلس اور پر خوف ہو — کچھ نہین رکھتا جو رہزن دوڑے
آیا وہ ننگا و ننگا جائے ہے — غم سے چورون کے جگر خون کھا آوے
وقت مرنے کے کہ جاوے کی ہے — جان اسکی منتہی ہے اس خون سے
تب غنی جانے کہ لے میرا وہ زر — بھی ذکی جانے کہ تھا مین ذی ہنر
ٹھیکری ہون جسطرح کچون کے پاس — اُسکے وہ جون اہل دولت پرہ ہرس
چھپنے کو ٹھکری کوئی دیدے نہین — پھر کوئی دیدے نہین ننگ لگین
جو شہین لڑکون کو ہو رہ رہ کے کار — رونا ہنسنا اُنکا ہے بے عتبار
عاریت کو مالک اہل جاہ نے — جانا اور تڑپا وہ چھوٹے مال پے
خواب مین دیکھے کہ میرا مال ہے — ڈرتا ہے کہ چور میرا مال لے
جو قضا اسکو جگائے خواب سے — پس ہنسی آئے اُسے اس خوف سے
یون ڈرانا عالمون کا جان لا — علم و عقل و نکہ جو اس عالم کا ہے
اُن عقیلون کے لیے اے پر فنون — حق نے قرآن مین کہا لا یعلمون
ہر کوئی چوری سے ہر ہر کی ڈرا — اور خود کو جانے بس عالم بڑا
کہتے ہین کہ وقت ہمارا کھو تو ہین — نے زمانے خواہ خود ہر کس بنا
کہتے ہین کہ صرف کار اپنا کیا — اور بیکاری مین خود ہر کار ہا
ڈرتا ننگا کہ مرا دامن بڑا — کیسے اُنکے ہاتھ سے رکھون بچا
سیکڑون وہ فضل جانین علم سے — ظلم ہے جان کو نہ اپنی جانتے
خاصیت جانین ہر اک جوہر کی کہ — اپنے جوہر کے بیان مین مثل خر
جانتا ہون مین بجو زر ولا بجو — خود نہ جانے تو بجو زی یا بجو
یہ روا اور نا روا جانے نہ لے — خود سرا یا نارا و ہا دیکھے ہے
قیمت ہر سامان کی تو جانتی — قیمت اپنی کو نہ جانے ہے قری
جانتا ہے بد کو تو اور نیک کو — پر نہ دیکھا نیک ہے یا بد ہے تو

حرص دنیا بیناست بندد موبہ — عیب خود یک ذرہ چشم کور او
عمرے ترسد کہ درمانش بزند — مرد دنیا مفلس ست و ترسناک
ابر بہنہ آمد و عبر یان رود — وقت مرگش کہ بود صد حادثہ پیش
آن زمان داند غنی کش پیست زر — ہم ذکی داند کہ بود او بے ہنر
چون کنار کودکی پر از سفال — گر ستانی پارہ گریان شود
چون بنا شد طفل را دانش ثمار — گریہ و خندہ اش ندارد اعتبار
خواجہ بیند کہ او راست مال — ترسد از زوے ربا یہ چوال
چون خود اش بگزاشت گوش کش — پس ترس خوش شود تحریر آدیش
ہمچنین ترسائی این عالمان — کہ بود شان عقل و علم این جہان
ازلی این عاقلان دو فنون — گفت ایزد در نبی لا یعلمون
ہر کسے ترسان ز روزی کسی — خشیتن را عالم پندار بسی
گویدا و کہ روزگارم می زند — خود ندا رد روز گار شوم مند
گویدا ذکا رم بر آرد زید خلق — عرق بیکا ریست جانش را بکوب
عورتر سان کہ ستم رہن کشان — چون رہا نم دامن ہمگنان شان
صد ہزاران فضل و انعام علوم — جان خود را ے مذاد اظلوم
واندا خاصیت ہر جوہرے — در بیان جوہر خود و چون خری
کہ ہمی دانم بجو زر ولا بجو — خود ندانی تو بجو زی یا بجو
این ہم و ادان روا دانی دلیک — خود رو ایانا روا نی ہین نیک
قیمت ہر کالا میدانی کہ چیست — قیمت خود را ندانی ہمچو ہست
سد ہا و نہا و انشتہ — تنگری سعدی تو یا ہشتہ

عیب خلقان و مگو یہ فاش او — می نہ بیند گر بہ پست او عیب جو
وا مین مرد بہ ہنہ کی رو نہ — پیچ او را ہست و زند و زبان نہ پاکہ
و ز غم و رزش جگر خون میشود — خندہ آید جانش ازین ترس خویش
کو بران زان لو د چو ران لو د چو ران بال — پارہ گر بازش دہی خندان شود
گر یہ و خندہ اش ندارد اعتبار — پس بران مال و زمین مخلیط
ترسد از زوے ربا یہ چوال — پس ترس خوش شخیر آدیش
کہ بود شان عقل و علم این جہان — گفت ایزد در نبی لا یعلمون
خویشتن را عالم پندار بسی — خود ندا رد روز گار شوم مند
عرق بیکا ریست جانش را بکوب — چون رہا نم دامن ہمگنان شان
جان خود را ے مذاد اظلوم — در بیان جوہر خود و چون خری
خود ندانی تو بجو زی یا بجو — خود رو ایانا روا نی ہین نیک
قیمت خود را ندانی ہمچو ہست — تنگری سعدی تو یا ہشتہ

سارے علموں کی جان ہے ذوق ان
کہ تو جانے حشر میں کون ہوں
وہ اصول دین جاننا تو ہے پر
دیکھ اپنی اصل میں کیا ہوں شعر
کہ اصول اپنے سے ہے علم الدل
کر تو جانے اصل نبی اور فضول

قصہ خوشی و خرمی اہل سبا کا اور ناشکری کا زبانکا

اصل شان ان کی یہ تھی وہ اہل سبا
جھاگتے تھے انبیا سے جو بھلا
اصل شان بد بود آن اہل سبا
ہے رسید نہ سنے از اصحاب بقا

پیش پت از کود دینے بگل باغ
ہر طرف سے تا کہ انکو ہو فراغ
ہو اوشان چندین منبع ارزاق و رفاغ
از چپ و از راست زہر فراغ

میوہ از فرنی سے اپس کرتے تھے
کہ مسافر تنگ رہ میں ہوتے تھے
ایکے شد میوہ بہر رہگذار
تنگے شد میوہ بہر رہگذار

راستے بس تنگ میوے نے کرے
اور مسافر اس سے بس حیران تھے
از پری میوہ بہر رہ رامی گرفت
آن نثار میوہ رہ رامی گرفت

لوگ رہ لیکر دکانوں میں بھرے
خود بخود میوے گرین اور رہ بھرے
سلسلہ بر سر دکانہا شان
سلسلہ بر سر دکانہا شان

میوے بے توڑے ہوا سے جھڑتے تھے
خود بخود دامن بھوں بھر تے تھے
با دآن میوہ فشاندی بی کسے
با دآن میوہ فشاندی بی کسے

خوشے بھاری ہو کے نیچے جھکتے تھے
اور رہگیروں کے منھ پڑتے تھے
خوشہ ہای نرفت تا زیر آمدہ
پر شدی زان میوہ دہنہا بے

یا ان کی ملک بھری تھا فاصلہ تا ان زمانہ
باندھتا تھا ہر گھڑی زرین کمر
مرد و گلخن تاب از پری زر
بر سر و روی رزدہ دی زرد

ناری پھر تین ہر دیان کنون ڈھلے
بھیڑیے بہ بہم صحرا میں ہوے
سگ کلیجہ کوفتے در زیر پا
بستہ بودی بر میان زرین کمر

شہر رہ میں اس گرگ و چور سے
بھیڑیوں کی بھیڑ نے دشت کو گھیر
گشتہ آہن شرہ و از زور گرگ
تخمہ بودے گر گ صحرا و رنوا

ایسے کپڑے اونکے ہو جاتے اگر
آگ صابون انکی ہوتی بیشتر
جائہ ایشان اگر چہ کہن شدی
بندہ نہ رسیدی ہم از گرگ سترگ

وہ تنور اندر جو کپڑے ڈالتے
ایک دم میں بس صفا ہو جاتے
در تنور اندا فتندی جامہ را
آتش سوزندہ شان صابون بے

اگر کروں نعمت کا انکی میں بیان
دن بدن زیادہ ہو بے قصہ میان
اگر بگویم شرح نعمتہای قوم
بعد یکساعت شدی خوش ہا صفا

سکو بھی کہ سا زیادہ فا رادا
انبیائے فاستقم
مانع آمد از سخن ہاے مہم
گر زیارت ے شدآن پاکو نیم

آنایت جو پیغمبروں کا واسطے نصیحت اہل سبا کے

آمدن سیزدہ پیغمبر بہ نصیحت اہل شہر سبا

پیر پیغمبر وہاں پر آئے تھے
سیزدہ پیغمبر آنجا آمدند
گر ہان را جملہ رہبری شدند

ہوتے تھے ہادی وہ اوں گمراہ کے
کہ ہلا نعمت نشد دن ضد شکر گو
مر کب شکر را بجنبد حر کو

ٹھہرا مرکب شکر کا جو لان کرا
شکر منعم واجب آمد بر خرد
ورنہ اسکے وہ عوض غصہ کرے

ورنہ اسکے وہ عوض غصہ کرے
بین کرم بنید واین خود کس کند
کو چنین نعمت بشکری بس کند

کر نہیں شکر ایسی نعمت کا کرے
کر چنین نعمت بشکری بس کند
تم کرم دیکھو کہ کوئی ایسا کرے

بخشا سر سجدہ کا جا ہے شکر کردہ | بخشا پا تعدہ کا جا بتہ شکر دہ | سر بہ بخشد شکر خواہد سجدہ | پا بخشد شکر خواہد تعدہ
شکر نعمت نعمتیں زیادہ کرے | سیکڑوں گل خار سے پیدا کرے | شکر نعمت نعمت افزوں کند | صد ہزاراں گل ز خاری نشکفد

جواب دینا قوم کا انبیا علیہم السلام کو — جواب دادن قوم انبیا علیہم السلام را

قوم بولی یہ گیا ہے شکر اپنا خول | ہم ہوئے ہیں شکر نعمت کے رسول | قوم گفت شکر ما را بر دغول | ما شدیم از شکر زنعمت ملول
کیا ہے نعمت میرے جان اس سے ہوئی | شکر کیا کہو ہیں کہو تم اسی نبی | نعمت چہ پیر شد میان ما زین | شکر چگونہ کنیم مر گوئید ہین
نعمت اب یہ ہم پہ محنت ہو گئی | شکر محنت کا بھی کرنا پڑے گا ہمیں | پیش ما این نعمت آمد محنتے | شکر محنت کس نگفت ست اہتمی
ہم عطائے ایسے پتمردہ ہوئے | کز طاعت فی خطا خوش ہکو دکر | ما چنان پژمردہ گشتیم از عطا | کہ ز طاعت ما خوش ہیم فی خطا
ہم نہیں چیتے ہیں نعمت اور باغ | ہم نہیں چیتے ہیں اسباب فراغ | مانمے خواہیم نعمتہا و باغ | مانمے خواہیم اسباب فراغ

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا قوم کو — جواب گفتن انبیا علیہم السلام مر قوم را

انبیاؑ بولے کہ علت دل مین ہے | جو ہے آفت حق شناسی کے لیے | انبیا گفتند کہ در دل علتی ست | کہ از آن در حق شناسی آفتی ست
ساری نعمت اس کے بس علت بنے | کھانا بیماری مین کب قوت بنے | نعمت از وی جملگی علت شود | طعمہ در بیمار کے قوت شود
چند خوش جو پاس ترے آئین گر | ہو وین ناخوش او رنفع ہو ضرر | چند خوش پیش تو آمد ای پسر | جملہ ناخوش گشت و صاف او مکدر
ان خوشی جملہ کا بس دشمن ہی تو | اسکے ناخوش ہو وہ سمجھ بھائی تو | تو عدوی این خوشی آمدی | گشت ناخوش ہر پسر کو کہ پدر دی
آشنا اور یار تیرا جو ہوا | وہ بقیر اک تیری نظر دین پا | ہر کرا او آشنا و یار تو | شد حقیر و خوار مید دیدار تو
جو کوئی بیگانہ بس تجھ سے ہوا | آگے تیرے سمت دم وہ ہو گیا | ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم | پیش تو از بس مسرت و خرم
یہ بھی اس علت کی ہے ماہیے | زہر اسکا ہو نہ سب خلقت مین ہے | زہر ہم آنرا شیر آن بیماری ست | ز ہر او در جملہ خلقان ساری ست
دفع علت جلد کرنا چاہیے | شکر اس کے کرنا پیدا چاہیے | دفع آن علت بباید کرد زود | کہ شکر با آن حدث باید نمود
جو خوشی آئے تجھے ناخوش کرے | آب حیوان آئے تو آتش بنے | ہر خوشی کا یہ تبر ناخوش بود | آب حیوان گر رسد آتش شود
کیمیائے رنج دو کم کردہ صفت | زندگی ہو موت اس رعا نبت | کیمیای رنج و کم کرده صفت | مرگ گردد زان حیات ثابت
وہ غذا کہ اس سے بس زندہ ہوئی | تیر سے تن مین آئے تو گندہ ہوئی | بس غذای کز وی ای زنده هوش | چون بیامد در تن تو گنده شد
جو ہوا اک نار سے تیرا نکار | پس تیرے وہ ہوا آخر خوار | چون فگارت شد بر تو خوار آمد | چون فگار و ریش شد بر تو فرار شد
آشنائی عقل کی ہو عقل سے | درستی ہر دم صفائی ہے بہ بہ | چون شود ہر دم ز دل با عقل صفا | آشنائی عقل با عقل صفا
آشنائی نفس کی ہو نفس سے | کر یقین کہ وہ مدم بس وہ مگے | آشنائی نفس با ہر نفس پست | تو یقین میدان کہ دم دم مستی است

کینہ کرد و علت اَنفس اَسکا پیر ہو | معرفت کو جلد تر فاسد کرے
محض نفرت دوست سے تو جا ہو گر | دوستی تو عقل در عاقل کرے
نفس کی گرمی سے جو علت بنے | ہو مرض کا آلہ تو جو کچھ کرے
گر تو اک گوہر کو لیسے سنگ ہو | گر محبت دل کی لیوے رونگ ہو
گر تو لیوے نکتہ نادر لطیف | بعد آگاہی ہو اذوق و تکلیف
یہ سنا میں نے پُرانا ہو گیا | دوسری چیز اور کہو اسکے سوا
جان لیں ہی دوسری تو چیز کر | کل کو پھر نفرت تجھے بھی آ ست ہو
دفع علت کر جو علت دور ہو | ہر پرانی بات تجکو ہو دے نو
تا پرانی سے ہو مبدا شائع نو | نکلیں خاک کہنہ سے نوخو شہ سبو
ہم طبیب اللہ کے شاگرد ہیں | پھٹ گیا جو ہم نے دیکھا تہ نہیں
وہ طبیبان طبیعت اور ہیں | نبض سے دیکھیں دل بیمار ہیں
دل میں ہم سے واسطہ ہیں رکھتے | کہ فراست سے نظر رکھے پہ ہم
وہ طبیب آگہ غذا و ہیکل کا ہیں | زیغ حیوانی کو وہ قاہر کہیں
ہیں طبیب ہم نفس کے اوجال کے | نور حق الہام و حیت ہمکو ہے
کہ یہ ایسے فعل نافع تجکو ہیں | اور ویسے فعل قاطع تجکو ہیں
قول ایسا تجکو بس بہتر کرے | قول ویسا تجکو بس بہتر کرے
نیک و بد سے ایسا ویسا ہم ہیں | آگے تیرے اور تا ہیں کو شنیں
گر تو چاہے اسکے یا اسکو کرے | زہر و شکر سنگ و گوہر ہیں کھلے
اُن طبیبوں کا ہے قاروریہ دلیل | اور دلیل اُنپی ہے بس جی خلیل
ہم نہ مزدوری کسی سے چاہتے | ہمکو مزدوری ملے اللہ سے
اَور تم بیماری نا سور کر | اک یہ اک دیوین دوا رنجور کر

معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبران علیہم السلام سے

قولہ تعالیٰ قوم بولی اے گروہ مدعی | اِس نفع طب کی گواہی تو دی
ایسی ہی کھاتے ہیں تم بھی ہو چھنے | جیسے ہم کھاتے ہیں اندرویہ کے

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم گفتند ای گروہ مدعی | کو گواہ علم طب نا فہی
چون شما بستہ ہین خوابخورید | ہمچو ما باشید دور و می چریم

دام میں اس آب و گل کے تم ہو جو
دل کے اک سیمرغ کے صیاد ہو

حب جاہ و سروری تم رکھتے ہو
خود کو تم سیمرغ سے کمتر نہ جانو

ہم نہیں چھپتے ہیں ایسے جیسے تم سمجھتے ہو
سنا اور پڑھا سنائی دیتا ہے

انبیا بولے یہ اُس علت میں ہم
اندھا پن رویت کا جو پردہ بنے

استحان ہے اس گہر کا خلق کو
نے گہر دیکھو ہمارے پاس ہے

استحان ہے اس گہر کا خلق کو
ہم دکھاتے ہیں ظاہر اسکو جو

جو گواہ پوچھے ہے قول اسکا گواہ
وہ نہیں دیکھے گہر کہ ہے چھپا

گر کسے خورشید کا اب تم اُٹھو
کہ ہوا بس روز روشن ہے لڑو

تو کہے اے شمس کون اسکا گواہ
وہ کہے اے اندھے حق سے تو ہم چاہ

دن ہے روشن جو ہو شمع ڈھونڈھتا
اندھا پن ہے میں اُسکا ڈھونڈھنا

گر نہ دیکھے تو گمان یہ ہے کہ
تو تو اک اندھا ہے اور پردہ ہے

اندھا پن ظاہر ہے اس قول سے
انتظاری میں تو چھپے فضل کے

فضل بے علت کو تو پائے مگر
اس شقاوت کو پھر سے دل کو شمر

ایسے اندھے پن میں گر ہو سدا
آئینہ چھپ جائے نہ دے میں گہر

دن کو کہاں ہو دن میں چھپ کر کتاب تو
آپ کو رسوا نہ کر اے تند خو

صبر کر نا جاذب اس حجت کا ہو
یہ بہ تا چھپنا پتا علت کا ہو

انفقوا کو کر قبول اب جان تو
آئی جانان سے جزائے انفقوا

گر طبیبوں سے نہ چاہے گہری
سبز زمین پر مار جلدی اے اخی

لاتخافوا کوئی کو توبیخ او رسوا کرے
بدل جان و دل فدا جہ کو جان سے

تا شنا تیری کہے فضل خدا
جا و پرتیری حسد کم سا

جو طبیبوں کا نگہ رکھتے ہو دل
خود کو کر دیکھو اور خود سے ہو تو بس غافل

خلق اندھا ہیں نہ دفع کر سکے
پیر طبیبوں کی ہدایت چاہیے

جان سے بندہ اِن طبیبوں کا رہے
تا معطر مشک اور عنبر سے بہے

ستہم کرنا قوم کا انبیا علیہم السّلام کو

چون شما رو دام این آب و گل کمید
حب وجاہ و سروری دارد بدان

ما نخواہیم این چنین لاف و دروغ
انبیا گفتند کاین نشان علت است

دعوے ما را شنیدید و شما
امتحان است این گہر خلق را

ہر کہ گوید کو گواہ گفتش گواست
آفتابے در سخن آمد کہ خیز

توبہ کو کی آفت با کہ گواہ
روز روشن ہر کہ او چوید چراغ

وے نبیند گمانے بر دروغ
کوری خود را کہ ہیں بر گفت فاش

فضل بے علت مگر دریابیت
در بیانی در چنین کوری مبر

در رسیان روز گفتن روز کو
صبر و خاموشی جذب رحمت است

انفقوا بنہ بر تا بر جان تو
گر نخواہی کس پشیماں مطلب

گفت افزون را تو بفروش و بخر
تا شناسے تو گہ بہ فضل مر

چون طبیبان را نگہ دارید دل
مرفع این کوری بود صحت خلق است

این طبیبان را بجان بندہ شوید

ستہم داشتن قوم انبیا علیہم السّلام کو

کے شما صیاد سیمرغ دل اید
کہ شمار و خویش را سیمرغ ہیں

کردن اندر گوش افتادن بہ بغ
مایۂ کوری مجا ہد بیت است

اے نہ بینید این گہر در دست ما
ماش گرد ایں گہر گردید خیرہ

کونے بینید گر چہ ہیں کما است
کہ برآمد روز و رجعہ کم ستیز

گویدت ای کور را رنق دید خوش
عین جستن کہ رش مدار و لاف

کہ صبا ہست و تو اندر زیر دوک
خامش و دور انتظار فضل باش

زین شقاوت روی ناں تباہ بت
آئینہ پنہاں شد از تو در زنہ

خویش رسوا کردن ہست اے تند خو
عین نشان جستن نشان علت است

ایں از جانان جزائے انفقوا
بز زمین زن زود سر را اے لبیب

بذل جان و بذل جاہ و بذل مال
کہ حسد دار د رفاک بر جاہ او

خود بہ بینید و شود یلدا خود و خجل
لیک اکرام طبیبان از ہدیست

تا بشک و عنبر آگندہ شدید

قوم بگولی بہ ہر سب کرد دعا | کب کرے زید عمرو کو نائب خدا | قوم گفتند اے پیمبر زشت ست کار | اے خدا ناآب گند از زید بکر
جنس شہ ہیچ در رسول اندر جہان | یا نی ستی سے گمان خالق گمان | ہر رسول شاہ یا یزدان بود | آب و گل کو خالق افلاک کو
کو کاسہ کھایا ہی نے تاسا کیا | ہم گمین مجھ کو ہمسا زہما | مغز خر خورد و نا ماچون شما | پشہ را دادیم ہمسازی ہما
کان سہا مجھ کان گل در خدا | شمس سے نسبت جلا ذرہ کیا | گو ہا کو پشہ کو تگل کو خدا | زا فتاب چرخ چہ بود ذرہ را
ہو یہ کیا نسبت ہیو دی ہر کب | کب و داغ عقل بیی ہو دسا | این چہ نسبت مین چہ ہیو دہ بود | تا کہ در عقل و دانش در رود
ہم گمان یہ کہتا ہیو دہ گمان | ہو یہ کیا مگر دو خدا در دہ گمان | تا کجا این گفت ہیو دہ کجا | این چہ زرق ست چہ نسبت دور ہا
تو گمان او آسمان سی گمان | کب و داغ اپنا تنے یہ استان | خود کجا کو آسمان کو ریسمان | مے نگیرد مغز ما این پوستان
اسقدر ہم عقل دانش رکھتے ہین | گند نا کو جانے گا ہر سے ہین | غالبا با عقل داریم نیتیم | گند نارا مے شناسیم از گہر

حکایت خرگوشون کی کہ ایک خرگوش کو قاصد کرکے ہاتھی کے پاس بھیجا کہ کہو کہ مین ماہ آسمان کی طرف سے قاصد ہو کر تیرے پاس آیا ہون کہ تو اس پانی کے چشمہ سے بھاگ جا چنانچہ کتاب کلیلہ دمنہ مین آیا ہے

حکایت نہم گشتان کہ خرگوشے را بر رسالت پیش پیل فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم لہذا در پیش تو آمدہ ام کہ تو از این چشمہ آب حذر کن چنانچہ در کتاب کلیلہ دمنہ بر آمدہ

پیل وہ ہی کہا خرگوش نے | مہ کا قاصد ہون ہمرہ ما ہے | این بران ماند کہ خرگوشے بگفت | من رسول ماہ ہمرہ ما ہے
گو پیلون سے چشمہ آب پر | ہو پہنچا تھا سب شکارون کو خبر | گرز سر پیلان بران چشمہ زلال | جملہ گنجیران بدند اندر زبل
سب کے محروم او تھے چشمہ سے دور | بس کیا چاہ جو کہ تھا او بیکار و زور | جملہ محروم و ز خود نا چشمہ دور | خیلہ گرد ند چون کم بود زور
کو پیلون سے بس کیا خرگوش نے | ہاتھیون کو پہلی شب مین ہی سے | از سر گہ بانگ و خرگوش زال | سوی پیلان در شب غرہ ہلال
پر دھین شب کو تو او ای شاہ پیل | تا کہ اس چشمہ مین پانے دیں سل | کہ بیا رایع عشر اے شاہ پیل | تا در ون چشمہ بابی این دیں سل
مین ہون قاصد شاہ پیلان کے آ | قاصد ون پر ہی نہین جور جفا | شاہ پیلان من رسولم پیش تست | بر رسولان بند و زجر و خشم چیست
ماہ کہتا ہی کہ اے پیلو تم آب | چھوڑ و چشمہ مرا ہی جاو سب | ماہ مے گوید کہ ای پیلان رویہ | چشمہ آن ماست آن کی شوید بہ
در نہ اند میاشکو کردون ند در سے | کمند یا پو جیا دو نار اسے ہی | در زمن تا کور گردانم ستم | گفتہ از گردن بروں اند نم
چھوڑ و اس چشمہ کو او بس جائیگم | تا نہ میری تیغ سے کشتہ ہیگم | ترک این چشمہ بگو تب در رویہ | تا زنم گر تیغ من این شو ید
ہی بتا یہ چشمہ اند رہا تاب | مضطرب ہو بہ پیل دسکا تاب | تیغ کہ نشان لست کا ندر شہ پاہ | مضطرب گردد ز پیل آب خواہ
اس فلانی شب کے آ ای شاہ پیل | تا کہ چشمہ مین تو پانے وہ سل | آن فلان شب حاضر آ اے شاہ پیل | تا در ون چشمہ بابی آن دیں سل

اشتر بن یاسر تا نوین تاریخ آ | اشتاب پیل آمد بکه اندر گسما | چون نکرد هفت پشت از نه نگذرید | اشتاب پیل آمد زشهر سے خرید
آب بین چب سوند ڈالی پیل نے | نه بلا اس آب کی تحریک سے | چونکه زد خرطوم پیل اندر آب نے | سفطراب شد آب نے کر دا سفطراب
جا ناسج اس پیل نے بین و خطاب | جو که چاشه بین مئے سفطراب | چون درون چشمه گیرد اضطراب
برس و گاه در کے جھاگا پشت پا | بعد آیا نه کوئی اوس جگا | بعد ازان نامد کبھی اوسان بہم
اے اگر وہ ہم وہ نہ تھی پیل ہین | اضطرابی منه کی ہمکاے ہین | کا سفطراب ماہ آرد ماہ شکوہ

جواب گفتن انبیا علیہم السلام کافرانرا طعنے کا اور مثل آوردن ایشان را

جواب بنا انبیا علیہم السلام کافرانکے طعنے کا اور مثل لانا اونکا

انبیا بولے کہ ہاے پندرے | پند جان کردی تمھاری سخت ہی | انبیا گفتند آوه پندار جان | سخت تر کز اے مضیمان پندتان
ہاے ہیا ہین تمھاری مین دوا | ہو گئی سم اور قصد جان کیا | اے در دنیا کہ دوا در ریخ تان | گشت بہر وقہ جان آسیخ تان
آنکھ کو اوس شمع نے اندھا کیا | ظلمت افزود این چراغ آن چشم را | چون خدا لگماشت پر دوز چشم را
کیا حکومت سے ہم چاہین پھلا | ہر حکومت کہ بپس است سوا | کر ریاست ما فزود ہست اژشما
کیا شرف کشتی سے پائے بحر در | چه شرف یابد ز کشتے بحر در | خاصه کشتی ز سر گیں کشته پر
ہاے وہ آنکھین کہ اندھی اور سیا | آفتاب آنجین ہو ادراک زره دکھا | آفتاب اندر نیاید کور را نمود
ایسا آدم کہ نہ شکل پنا سکے | دیکھا جو خاک اوکو ذلیلے | آفتاب اندر نیاید کور را نمود
چشم پر نور سے نے ہمارا اوسکو خوار | بس کھائی اوسنے گھر تھا جانی | دیده آه ابلیس جز طینے ندید
اے بہت دولت کہ آئے گاہ گاہ | آگے لے دولت کے بس چیزے دوه راه | ز انطرف نبنید کو ز انه بدید
اے بہت شوق آئین بدلہا ہس | عشقبازی و نجانے ناشناس | پیش بے دولت بگرد اوز راه
احمقون کو ایسے حرمان کیسے | کیون نہ سجدہ کی اوه پر اوکو کر کے | می نساز د هیچ کان را راه راست
یہ غلط بین ہمکو حرمان نے کیا | یہ تقلب قلب کی ہے یہ قضا | دین مقلب قلب را سوے اصفهاست
کیون ہمارا اقبال سنگین بت ہوا | لعنت کوری تمھاری ہوئی بنا | لعنت و کوری شمار اظلمت شد
سنگ کیون لائق شریک حق ہوا | کیون نہ لائق عقل ہمراز خدا | چون نشاید عقل را جان ہمراز
مردہ مجھر تو تمھا کا ہو شریک | کیون نہ لائق زنده ہمراز ملک | چون نشاید زنده ہمراز ملک
مردہ شاید کہ تمھارا ہے بنا | زنده مچھر ہے بنا اللہ کا | پشه مرده شاید شریک
عاشق اپنی ہی صنعت کو کرے | سر کو نہ جب آپ کی جانے ہو دم | یا مگر مرده تر شهده شهاست
دولت نعمت سین وہ دم رکھے | رحمت و لذت ہین اوس سر مین ہم | عاشق خویشند صنعت کرد خویش
فی در آئندم دولتے و نعمتے | فی دران سر اتے و لذتے | فی در آئندم دولتے و نعمتے

گر دسر گردان بود آن دم بیا
لائق آمد ورنه فرمانش روا

اگر دسر گردان بود آن دم بیا
لائق آمد ورنه فرمانش روا

ابسا کتا ہے حکیم غزنوی
در الٰہی نامہ گوید حکیم غزنوی

کم فضولی کن تو ہاحکم قدر
در خور آمد شخص را گوش خر

بس مناسب جسم کے عصا بود
شد مناسب صد عصا و اژدہا

وصف ہر حالے مناسب حال کے
بیگمان جانی کہ حق تہ راہنمائش

جو گیا نزدیک جان کے صوف کو
پس مناسب آنش آنش چون چشم ورد

ہین مناسب حق حق تے لکھے
شد مناسب صد عصا و خر خرشت

بس ہین انکہین ال ای ہین ہین
دیدۂ دل ہست ہین صد چشم را

او نگلیان ہین لطف قرآن دل
اصبع لطف ست و صد اندر دلش

اے قلم کو دیکھ گر تو ہے عصا
اے قلم بنگر کہ اجلا بایستے

جنبش اب نگلیوں سے تیری ہر
جملہ قصد و جنبش ہین صنع آلہین

برے حرف عال و کے نسخے سے
این جہان حالات را نسخ آمد است

آہ و زاری کے سوا برس نہین
ہیچ زاری در جزا تضرع را نیست

یہ قلم جانے ورے مقدار خود
این قلم را اند ورے ہر قدر خود

ناتھی اور گوشت نسبت دی
آنچہ در زر گوش و پیل آویختند

لائق آمد ورنہ فرمانش روا
در الٰہی نامہ گوید حکیم غزنوی

در خور آمد شخص را گوش خر
شد مناسب صد عصا و اژدہا

بیگمان جانی کہ حق تہ راہنمائش
پس مناسب آنش آنش چون چشم ورد

شد مناسب صد عصا و خر خرشت
دیدۂ دل ہست ہین صد چشم را

چون قلم در دست کاتب ای حسین
کاتب دل را بقبض و بسط زین بنماں

کہ سیان ہمچان کہ ستے
فرق تو ہر چار را ہمچست

عزم و نسخت ہم زعزم و فسخ اوست
این چنین قلاب ہم قلم گاہ نیست

قدر خود دیپ اکند در نیک و بد
ساز دل را بر صیقل آہنمند

بیان مین اُسکے کہ ہر کسی کو مثل لانا لائق نہین خاص کر کارخانہ الٰہی مین کہ نامتناہی ہے

در بیان آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خاصۃ در کارخانہ الٰہی کہ نامتناہی ست

پیشل کہنا نہین کب چاہیے
نسبت این درگاہ و والا جاہ کے

دو مثل کہنا غلط کو ہے روا
کرد و جائے علم و فن ہر باطنا

جانے کیا کچھ تو راز چیز کو
پیش لعنا دار رخ سے کاہ تو

دیکھا موسیٰ نے عصا اژدہ تھا
اژدہا تھا کھولا لب جیسے کا

اکھلا بھید ایسے شے چوب کا
بھید دانہ دام کا تو جانے کیا

جو مثل مین دہوکا موسیٰ کو ہوا
تجھ چہے کو کب فضولی ہو روا

جو مثل کو اژدہا نہ یری کرے
کھوٹے نکمے تو چہ اوسے کرے

کسوی آن درگاہ و پاک اندر حتن
کہ بعلم و سر تو چہ دارد آگہیست

آن مثل در درون آن منعرست
تو چہ دانی ہر چیزے تا تو کل

تو چہ دانی ہر این دام و چہ دب
چون شود موسیٰ فضولی مدل

این شالت را چا اژدہا کند
تا بپاسخ جزد و جزوت بر کند

پیش لایا جو ابلیس لعین — تا ہوا ملعون حق تا یوم دین — این مثال آورد ابلیس لعین — تا کہ شد ملعون حق تا یوم دین

پیش لایا جو قارون کبر سے — تا دھسایا گنج اندر خاک کے — این مثال آورد قارون را لحاج — تا فرو شد در زمین تخت و تاج

پیش لایا جو نمرود دغا — تا کہ مچھر نے سر آ کر کھا لیا — این مثال آورد نمرود جہول — تا کہ پشہ مغز سر خورد و شد خجل

پیش لایا سوچی جو قوم عاد نے — تا کہ ریزہ کر دی ہوا کی باد نے — این مثال آورد شش صد قوم عاد — کاستخوان شان نہ ریزد بر مزار

پیش لایا جو ثمود آدیم — تا نیایمن آمد آدیم — این مثال آورد ثمود آدیم — تا کہ شد محروم از بہر دو نعیم

پیش لایا جو فرعون کبر سے — تا کہ دریا میں وہ ڈوبا بے کسے — این مثال آورد فرعون غلط — تا کہ اندر آب دریا شد سقط

پیش لایا جو ہر یہ بخت دون — تا کہ دوزخ میں گیا وہ سرنگون — این مثال آورد ہر یہ بخت دون — تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگون

ان مثالوں کو جو ان لو از راغ جان — کز خراب آمدہ ہوئے سوئے خاندان — ان مثالوں را بچوں از راغ و بوم دان — کز ایشان بابت شد صد خاندان

مثالیں دیا قوم نوح کی تمسخر کے ساتھ کشتی بنانے میں اسکو مثل زدن قوم نوح با ستہزا در کشتی ساختن او

کشتی[1] صحرا میں بناتے نوح تھے — سو مثل گواد پہ ہنستے کو گئے — نوح اندر باد و کشتی بافت — صد مثل گو از پی تسخر بتافت

ایسے جنگل میں کہ نے وہ آب ہے — ہو بنا تا کشتی فراش کے لیے — در بیابانی کہ چاہ و آب نیست — می کند کشتی چہ داند ابلہیست

ایک کہتا تھا کہ یہ کشتی چلا — ایک کہتا تھا کہ پر اسکے لگا — آن یکی میگفت این کشتی بتاز — دان یکی میگفت ترش ہم بساز

ایک کہتا تھا کہ کج دم ہی رہی — ایک کہتا پیچہ یہ تیر سی رہے — آن یکی میگفت نباشش کژ دمست — دان یکی میگفت پیشش کژ دمست

ایک کہتا اسکا پالان کس بنے — ایک کہتا مچھر ہا لانش کسے — آن یکی میگفت پالانش کجاست — دان یکی میگفت پایش کو جداست

ایک کہتا کہ یہ خالی مشک ہے — ایک کہتا پر گدھا کے لیے — آن یکی میگفت کاین مشکی بہ است — دان یکی میگفت این خر گرہ است

ایک کہتا کیسے یہ خوکھاے ہے — ورنہ بوجھا تیرا کب لیجاے ہے — آن یکی میگفت خوجو ریزہ خور — دان یکی میگفت بیجا رنج مکش

ایک کہتا کہ پس بیکار ہے — یا ہوا پورا گدھا کہ فراش کے — آن یکی میگفت بیجا کار مکن — یا شدی غرقہ بقوت و قلعت شد شکن

وہ یہی کہتے یہ حکم حق سے ہے — یہ تمسخر تمہارے کب بچے — او ہمیگفت این بفرمان خداست — ایزد ہر بیکماں خود پادشاہ است

حکایت آن درزی کہ حضرہ می کند دعوی گفت دہل مے زنم حکایت آن درزی کہ لقب پیلتھا اور کہتا تھا کہ میں جہاں بجاتا ہوں

پیش من تو کہ چو دراکات کو — بس لقب پیلوار من دیتا تھا مرد — این مثل شنو کہ شب زفتہ نمید — در بن دیوار حرفے بر درید

آدھا جاگتا کہ رہ میں بچھاڑ پڑا — ملک ملک آہستہ سوتا اوکی گا — نیم بیدارے گرا در نجور بود — طفلکی آہستہ اش می شنود

بام پر جا کر تھپکا کرتا ہے — بولا کیا کرتا ہے تو کام اسی پر — گفت با دراد بچہ کاری ہی ہے

خیر ہو کیا کرتا آدمی رات کو — بولا میں ہوں جہاں والا جان تو — تو کہ گفتا ہوں ان ہی سی

تمام کیا بولو کجا تا و ہوں ہوں ہوں | بولو ذرا آواز دھول ہیں ہیں ہیں | در چہ کاری گفت می کوبم ز دہل | گفت کو با بانگ ہل می بوسہل
بولو کل سن لیگا اُس لاز کو | نعرہ وا حسرتا وا ویلتا تو | گفت فردا شنوی ایں بانگ را | نعرہ یا حسرتا واویلتا
جا تو ہیں سن لیگا ہاگو ہوں کی | بزدگوں سے اس کو مرتی قہت ہو تو | من چہ دنم ہشتم شنوی بانگ ہل | آن زمان قہت شوی ز ہجر دہل
وہ بناوٹ کا اگرچہ ہو نہ تھا | تو نے پر جانا ہمیشہ اُس ہو نہ تھا | آن دروغ ست کز و رہا ختہ | ستر آن کز را تو ہم نشناختہ
قہر کا غلطی میں بسل ہو خیم خام | پختہ ہو آتش میں آ کی نہ اسلام | در غلط افتادہ اے نیم خام | پختہ شو در آتش دود اسلام

جواب اُس مثال کا کہ منکروں نے کہے قاصدی خرگوش سے پیغام پیل کو ماہ آسمان کی طرف سے

جواب آن مثل کہ منکران گفتند از رسالت خرگوش پیغام پیل را از جانب ماہ آسمان

بیشہ اُس مرگوش کا شیطان ہی | نفس کے پاس یا قاصد ہو ترے | تر آن خرگوش ان دو نفوس | کہ پیشوا نفس تو آمد رسول
تا کیا محروم تم ترے نفس کو | آب حیوان سے کہ پیتا خضر ہو | تا کہ نفس گول را محروم کرد | زاب حیوانی کہ از وی خضر خورد
اسکے منع آگے بس تو نے کہے | کفر ہو لائیش کے لائق تو ہے | باز گو نہ کرد ہ سنیش را | کفر گفتی مستعد شو نیش را
اضطراب ہے کہ کہاں پانی ہیں ہی | کز ڈرائے ہاتھی بے گوش ہے | اضطراب ماہ گفتند زوال | کہ بتر سانید پیلان شتال
قصۂ خرگوش پیل اب لایا تو | رہ سے پانی ہیں ڈرا نا پیل کو | قصۂ خرگوش و پیل آرمی آب | خشمگین پیلان زبہر اضطراب
کب پیل سے کیے مقابل ہیں خرگوش | کہ ہو مقابل جیسے خار عام | این چہ شد آخر اے کہ گویان خام | با سی کرشد ز بونش خاص و عام
کیا ہے فلک و کیا ہے آفتاب | کیا عقول و رکیا نفوس کیا ملک | چہ عقول و چہ نفوس چہ ملک
کیا وحوش اور کیا طیور و کیا حباب | کیا ملوک و رکیا گدا کیا بیحباب | چہ ملوک و چہ گدا چہ بیحباد
کیا بلا و اور کیا ہبا و اور کیا بجا | کیا سمہ و کیا سماک کیا لیس نما | چہ سمہ و چہ سماک چہ لیس نما
کیا عمل آب و رکیا ہوا و کیا آگ و نار | کیا خرایف و کیا خران و کیا بحار | چہ ترایف و چہ آب چہ باد و چہ نار
سب ہیں اُس کے حکم اور فرمان میں | جملہ اندر سلم و در فرمان او | جملہ اندر سلم و در فرمان او
آفتاب آفتاب آفتاب | آفتاب آفتاب آفتاب | آفتاب آفتاب آفتاب
خشم نے شاہوں کی صد ہا شہر کو | صد ہزاران شہر را خشم شہان | صد ہزاران شہر را خشم شہان
اپنے اوپر آپ کہ از غصہ پھٹے | کوہ و بر خود می تگاند صد شگاف | کوہ و بر خود می تگاند صد شگاف
خشم مردان خشک کر دے ہری | خشم مردان خشک گرداند سگاہ | خشم مردان کرد طاہا خراب
خاصہ خشم شاہ باشاہ و شہان | خاصہ خشم شاہ باشاہ و شہان | خاصہ خشم شاہ باشاہ و شہان
دیکھو تم اے بے حیا مردہ دلو | ریزہ ریزہ ہو کے اُس سے آسمان | گرد دار دے ریزہ ریزہ آسمان
اُس سیاستگہ میں قوم لوط کو | ہنگہ پیدا ہی مرگوں بے جیوط | در سیاستگاہ و شہرستان لوط

کیا اصل ہاتھی تیسیں اُن مرغ نے ہاتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے — پیل فرو دیدہ لبو کرتی مرغ پران — کو فتند آن پیلبانان را بخون

آنے ابابیلان عاجز مرغ نے پھاڑے ہاتھی کر رخوف ہو سکے — اضعف الغان ابابیل سنے او — پیل را بدرید بہ پر و پر و فد

کون ہو کہ فی سُنا طوغان نوح پاکہ جنگ لشکر فرعون و روح — کیست کو نشنید از آن طوغان نوح — یا مصاف لشکر فرعون و روح

روح نے توڑا و پانی مین دیکھا ریزہ ریزہ آنکو پانی نے کیا — روح شان شکست اندر آب یافت — فوزہ فوزہ آب شان در برسکست

کون ہے کہ نی سُنا حال ثمود عاد یون کا لیگئی صرصر وجود — کیست کو نشنید احوال ثمود — وانکہ صرصر عادیان را می بود

کھول ایسے ہاتھیون پر آنکھ تو مارتے تھے جنگ مین وہ پیل کو — چشم پارے در دہان پیلان کشا — کہ بدندے پیل کش اندر وغا

ایسے ہاتھی اور شاہ قلعکار آنچنان پیلان و شاہ را ربقلوم — خشم دل سے تھے ہمیشہ سنگسار — ذیر خشم دل ہمیشہ در رجوم

تا سد ظلمت کے اس ظلمات مین جائے ہین حامی نہ ترمت کے زمین — تا ابد از قلتست در قلتست — می روند و نیست طوفے ترحمتی

نام نیک و بد کا شاید سُنا سنے دیکھا اور تمکو فی دکھا — نام نیک و بد بگوشت رسید — جملہ دیدند و شما نا دیدہ اید

دیکھ کر انجان بنتے ہو دلیک مرگ تمکو لیگی تمھارے گھر نیک — دیدہ را تا دیدہ می ریزد نیک — چشم تان را و اکشاید مرگ نیک

دونون عالم پُر ہون صبر و نور سے گرد عالم پُر ہو نور شید و نور — شمس اندر حق تو ظلمت مین چلے — چون رسدی در ظلمتی ماند گور

بے نصیبی ہو تجھے اور نور سے بند روزن ماہ اکرم سے ہے — بے نصیب آئی ازان نور عظیم — بستہ روزن باشی از ماہ کریم

چاہ مین آیا ہو تو ایوان سے کیا تو درون چاہ و رکوخ رکے — چہ گنہ دارد و جہانہای فراخ

جان انکی ہو صفہ گر گی مین رہی کیسے دیکھے وہ یوسف اسوانی — جان کہ اندر صوف گرگے ماند — چون بہ بیند روئے یوسف آنکہ

سنگ گرنے سے سخن دانو دی سُنا کان مین اُس سنگ اسے ذکیا — سخن داؤدی بسنگے گر رسید — گوش آن سنگین دلان را کش شنید

آفرین ہو تمکو پس اے عقلوان آفرین بر عقل و بر صاحب دان — ہر گھڑی واللہ اعلم ارشاد — ہر زمان واللہ اعلم ارشاد

صد قوار سلا کر آنا یا سبا صد قوار و حاسبا نا مکس سبا — صد قوار و حاسبا نا مکس سبا

صد قوم ہم ہم شموس طالعہ یومنوکم من مجازی القارعہ — صد قوم ہم ہم شموس طالعہ — یومنوکم من مجازی القارعہ

صد قوم ہم ہم بدور زاہرہ قبل ان یاتیکم بالسیاہرہ — صد قوم ہم ہم بدور زاہرہ — قبل ان یاتیکم بالسیاہرہ

صد قوم ہم ہم مصابیح الدجیٰ اکر موہم ہم مفاتیح الرجا — صد قوم ہم ہم مصابیح الدجیٰ — اکر موہم ہم مفاتیح الرجا

صد قوامن لیس جوفیہ کم لا تصلوا لا تصدوا غیرکم — صد قوامن لیس جوفیہ کم — لا تصلوا لا تصدوا غیرکم

پارسی گویم ہین تازی سبل ہمچو آن ترکی کہ بشنود زجان دل — پارسی گویم ہین تازی سبل — ہمچو آن ترکی کہ بشنود زجان دل

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم کی

تم گواہی یاد شاہوں کی سنو
آسمان گر بیدِ و تم گردیدہ رو

یا نظر اگلوں کی ڈالو حال پر
یا طرب پچھلوں کی دیکھو دور سے

حزم کیا ہے حفظ و تدبیر اے
دوسرے دولے پاک ہے جو نیچ کے

ایک کو دیکھا ہے ان راہ میں
ذبح پانی زیر پانو طین میں

دوسرا کہے کہ جھوٹھا ہے تو جا
گر ہر اک شب دیکھے تو چشمہ روان

حزم وہ ہے کہ قولیو سو آب کو
تا تو چھوٹے دُرّے اور کھوئے خوف سے

گر ہو پانی روبرو اس کو پھینک دے
در نہ افسوس مرد تنگ پے

اے خلیفہ زادو انصاف اب کرو
حزم محشر کے لیے تم سب کرو

باپ کو لایا تمہارے وہ عدو
باغ علیین ہے پس تم جان کو

اُس شہ سطرنج دل کو مات دے
جا نسا آفت ہیں ہے جنت سے لے

چند جا اسکو چڑھا کر بیچ پے
ہا کشتی ہیں آ ہے ابن آدم ہے

سطرنج اس پہلو سے جب کیا
اسکو عاجز تم نہ ہر گز جانا

بس ہمارے اُسنے مان در باپ کو
تاج و پیراہن کو دیکھے کے لیا

کر دیا اُسنے برہنہ اور خوار
سے آدم اُس سے ہر سون ہا زار

کہ اوگا سبزہ بس اُنکو اشک سے
کہ لکھا دفتر ہیں لا کو کسلیے

اسکی چہرے پر قیاس اب تم کرو
اگر کرے عاجز وہ آنکے زور کو

اُسکے شرسے گل پہ ستم دُرد
ہر گھڑی لاجول کو اپنے پر پڑھو

اگر کمیں سے تمکو وہ ہو دیکھتا
تم نہیں ہو دیکھتے اسکو ذرا

واقعا صیاد دانے میں مدا
دانے ظاہر اور پوشیدہ دغا

دانہ دیکھو جس جگہ تو تم ڈرو
تا نہ اسکے دام میں تم جا پھنسو

اے کبوتر بھاگ دانہ دیکھ کر
گر تو کھائے دام میں اس قید ہو

مرغ وہ خوش ہو کہ چوگے پر نہ ہے
گلشن قدسی ہیں گل کھاتے ہے

بھی ہوا قانع دھوکا دام سے
جا نسا اسکو کوئی پھر دام سے

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

ہین کو آپیے شاہان بشنوید
بگردید ندا آہا سنا بگردید

یا بحال اولینان بنگرید
یا سوے آخر بحزمی بر پرید

حزم چہ بود در رود تدبیر احتیاط
از دو آن گیری کہ دور است از خطا

آن یکے گوید درین رہ ہفت سین
نیست آب ہست یک آبے سوز

آن دگر گوید دروغ است این سخن
کہ ہر شب چشمہ بینی روان

حزم آن باشد کہ بر گیرے تو آب
تا رہے از ترس باشی در عذاب

گر بود در راہ آب این را بریز
در نباشد واے بر مرد ستیز

اے خلیفہ زادگان داد کنید
حزم بہر داد و میعادی کنید

آن یکے گوید پدر مان کین کشید
سر کہ زندانش ز علیین کشید

آن شہ شطرنج دل را مات کرد
از بہشتش سخرہ آنات کرد

چند جا بندش گرفت اندر ترس
تا بکشتی در نگنجد شرسے و زرد

اینچنین کردست آن پہلوان
نیست شش شش منگر بیچ آدمیگران

مار در بایاے مار اندر حسود
تاج و پیرایہ بیچارگی را لود

کردشان آن را بر ہنہ زار خوار
سالہا گریست آدم زار زار

کز تہ تک چشمہا در دید نخت
کہ چرا اندر حریرہ لاست ثبت

تو قیاسے گیر کو آرایش را
کہ چنان سرور کند زورش را

احمد اے گل پرستان از شرش
تیغ لا حولے زید اندر سرش

کہ چہین بیند شما را از کمین
کہ شما او را مے بینید ہمین

وانما صیاد ریزد دانہ تا
دانہ پیدا باشد پنہان دغا

ہر کجا واد بدیدے احمد
تا نہ بندد دام بر قوبال و پر

چونکہ دید ے دانہ بگزید حرام
ورنہ چون خسرو دی را بیچ دام

شاد مرغی کو بہ ترک اوفتست
ور ریاض قدس جایش گشت

ہم بدان قانع شد از دام است
ہیچ دامے تر و بالش را نہ بست

نالائق حال آں مرغ کہ از حرص ہوا سے ترک حزم کرد

مرغ اک پھر بیٹھ کر دیوار پر ہے
دیکھتا تھا دانہ و دام کے
اک نظر حرص اسکی دانہ پر لے گئی
اس نظر نے اس نظر سے جنگ کی
اسکو خالی عقل سے تا گر گری
دانہ کھایا دام میں جا کر پھنسا
مار کر صیاد اسکو چید یا
چھوڑا پھر اک مرغ نے اس فکر کو
اس نظر سے چید یا صحرا کو دیا
خوش ہوا اور بال و پر وا کر چکا
تا ارام جملہ آزادان ہوا
مقتدا جو کرے اسکو چھٹا
اور مقام امن میں پر مرغ گیا
عاز یوں کا اسکا دل جوشہ ہوا
نیستاں کا اسکا منزل گہ ہوا
حزم اس سے راضی و راضی حزم
ایسا گر تو کرے تدبیر مرغ
دام میں تو حرص کے اکثر پڑا
حلق اپنا کاٹنے کو بیس دیا
کردیا آزاد پھر تو آپ نے
توبہ نصوح و شاد و خوش کر گیا
بولا ان عمت تم کنا عدنا کذا
نحن قوم جبنا افعال الجبرا
ایک کو جوڑے سے مین نر اوچ دور
جوڑا اوسکا دور تا آئے ضرور
اس عمل کا حضرت سے جو کرے
آئے اک جوڑا تو آئے دوسرا
نر کو جوڑے سے پکڑ لیوے جو تو
مادہ آئے ڈھونڈھتی اس حضرت کو
پھر وہ اس دام کے تم کئے ہو
خاک ڈالی آنکھ مین تو پھر جو
بند کھولا تو بہ لینے والے نے
بولا بھاگی وہ پھر قدم ایسی رکھے
آیا پھر دانہ نسیان کا تمین
جان تمہاری کھینچی اسنے اس مین
کم کرا ے پروانہ نسیان و گمان
اور جلا پر دیکھے اک کا عیان
جو ہمنا تو شکا اسکا بس یہ ہی
کہ نہ اس دانہ کی خواہش ہو مجھے
شکر گر کے مثل تا بخشے تجھے
ایک تن بے دام اور بے حوصلے
شکر نعمت کو دی آواز اوسی نے تجھے
نعمت حق یاد کرنا چاہیے
کب تلک ہو ہمہ یہ رنج و بلا
دام سے ہمکو رہا کرا ے خدا

وخامت حال آں مرغ کہ ترک حزم کرد از حرص ہوا

باز مرغے غرق ہوچوں اگشت
دیدہ و سوسی دانہ و دام ہی پہ ہے
یک نظر حرص اوسے مجھ کو کھینچ
یک نظر و سوسے صید ہی کشید
این نظر را آن نظر حالیش کرد
تا گریبانے از خرد خالیش کرد
رفت دانہ خورد و اندر دام تاخت
صد امد بر گشت و بخود رو گاں نہ ساخت
باز مرغی کان تردد در گماشت
زان نظر پر کند و بر صحرا گذاشت
شاد پر و بال او بنجار
تا ارام جملہ آزادان شد اد
ہر کرا در اعتقد اساز دست
در مقام امن دارد ہی ہست
زانکہ شاہ عازماں کہ مدد ش
تا گلستان در جمن باشد نیش
حزم اندر زہی و سوسہ آخر زہی
اینچنین کن کز کنی تدبیر عزم
بارہا در دام حرص افتادہ
خلق خود را در بریدن دادہ
بازت آن تو آب کلف آدکرد
توبہ پذیرفت و شعار ا شاد کرد
گفت ان عدتم کنا عدنا کذا
نحن قوم جبنا افعال الجبرا
چونکہ جفتے را بر خود آوری
آید آن جفتش در انا لازم
جفت کردی بر این عمل را باش
چون رسد جفتے بیا جفتے ذگر
چون زیاید خارے از جفت بچے
جفت می آید پے اخگر بچے
بار دیگر سوے این دام آمدہ
خاک اندر دیدہ تو پدیدہ
بازت آن تو آب بکشود آن گرہ
گفت ہین مگریز ہا ہا ہمنہ
باز چون پروانہ نسیان رسید
جان تان را جانب آتش کشید
کم کن اے پروانہ نسیان و شک
در پر سوزید بنگر تو یکے
چون رہا ہے شکر آن باشد کہ پس
ے آن دانہ مدا ہے ہیچ ہیچ
تا تر ا چون شکر گوے بخشد خدا
روز کے بے دام و بے غر غدا
شکر آن نعمت کہ جان آزاد کرد
نعمت حق را بجا یہ یاد کرد
چند اندر زر بنجاد و ذریا
گفت از و ہم ما کن ای خدا

اے ہم جہان او خدمت کردن — خاک ہم شیطان کنی اندر نگر تن — تا چنین خدمت کنم مہمان کنم — خاک اندر دیدۂ شیطان کنم

امتحان سے چھوڑا جب اللہ نے — ہوگئے پیر جیسے ہی جیسے کہ تھے — چون خلاصت داد حق از امتحان — ہمچنانستے کہ بودے پیشمان

جو کہ چھوڑا انکو تم جیسے تھے اسنے — مست و بیخود کرد جانان کز اپے — چون رہانید از رہت فرمائش کرد پیش — جان خود بر دست بہر پیش کرد پیش

حکایت عہد کردن سنگان کا جاڑون مین کہ جو گرمی آئے تو ہم گھر بنائین جاڑون کے واسطے

حکایت عہد کردن سنگان در زمستان کہ چون تابستان آید خانہ بسازیم از بہر زمستان

کرتا تھا اوسے مین سنگ اذیت گیا — جارے کی شدت نے چھوڑا کردیا — زخورد و فرد گردند ایمن خویش

کہتا وہ کہ اسقدر رتن جو رہا — سنگ سو گھر اک بنا تا بس پڑا — خانہ از سنگ باید کردنم

آئے جو گرمی تو مجکو چاہیے — واسطے جاڑون کے گھر اک سنگ کے — بہر سرما خانہ سازد ز سنگ

جبکہ گرمی آئے تو خوش ہو رہے دو — ٹہریان گھلجائین اور رتن شاد ہو — استخوانہا پس گردد پوست شاد

پھول جائے اور سبک ہوجائین مجھسے — مست و اخی او خود را پیش — کالبد بیرے ز بے خود رایہ

وہ کہے جو موتا پائے آب کو — کوں سے گھر مین سماؤن دو دستو — در کدامین خانہ گنجم اے کیا

آسکا اول کہے بنا خانہ مکو — کہوے کس گھر مین سماؤنگی کہو — گوید او در خانہ کے گنجم مکو

در دکے وقت عرض کی ہڈی کی — کہے جاڑون مین مرا کاشانہ ہے — در ہم آید خرد گردد در نورد

کہوے تو بہ سے بناؤن خانہ تک — مثل سگ گھر کا خیال مرگیا — در زمستان باشدم کاشانہ

ہوگیا سنج اور ہوئی حرص اسکی — شکر کرنے والا خواری کیچھے — چون بشنید سنج وشد بیتاب آں — شکر بار و کے سزد گفتے دو

شکر نعمت بہتر اب نعمت سے ہے — شکر سینوالا تو جانان تک مجھے — شکر نعمت جان و نعمت پوست ہے — از انکہ شکر آرد ترا تا کوے دست

شکر ہوش اور نعمت انغفلت کو دے — مسبد کر نعمت کو دام شکر سے — نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ — صید نعمت کن بدام شکر شاہ

شکر کی نعمت کرے تجکو اسیر — تاکہ لین سو نعمتین مجھسے فقیر — نعمت شکرت کند بر چشم میر — تا کنی صد نعمت ایثار کفیر

اور مفلسی سے ہو بہت بیزار مجھے — تاکہ خواہش بھوک کی جاتی رہے — پیر نوشی از طعام و نفس حق — تا ز رو واز تو شکم خوار و دقی

شکر حق کی نعمتون کا تم کرو — اپنا نیت توڑ و سر شہوس کو — نعمت و تاب را شکرے کنید — تا سر شہوس خورد ر اشکنید

شکر نعمت کو زیادہ پھر کرے — گر نعمت مرد کو کافر کرے — شکر جذب نعمت آفاقی کند — گر نعمت مرد را کافر کند

منع کرنا شکرون کا انبیا علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے اور حجت لانا بطریق جبر پر اوسکے

منع کردن شکران انبیا علیہم السلام را از نصیحت کردن و حجت آوردن بطریقہ جبریان

قوم گفتند ما بصل و عدس صبر نکنیم — چو گیاہ تخم گوئی گزدہ ہیں ہو — ایچ گفتید اندرین دہ کس بود
فضل حق سے دل ہمارے پر دیا — کون خالب ہو کے خالق پر بیا — کس نداند در خدائی سبق
نقش صورت یہ نقش اپنا کریا — گفتگو سے یہ نہو گا دور ما — این سخن را عاشقے گوید بدوست
ہر بیر تیر کہ کہ سے معل ہو — سنگ و خشت کہ کہ سے زر خوش شو — گفتہ را صدیار گوئے باش نو
خاک کو کہ سے صفات آب ہے — آب را گوئی مسل شو پاک شو — آب را گوئی صفات آبیم
نار کو کہ سے کہ بالکل نور ہو — کہ سے مچھڑ کو لے تو باد کو — پشہ را گوئے کہ سیمرغ باورد
کہ سے کھوٹے کو کہ زر اک پاک ہو — پاک ہو اکسیر اور چالاک ہو — پاک اکسیر شو در چالاک شو
کچھ بد بجائے نہ اصل و صفا ہے — شہد کے مانند کیب پانی ہے — آب کے گرد عسل ہی آمیزید
ہیچ از ان اوصاف دیگر گوں نشد — خالق افلاک و ہم افلاکیان — خالق آب تراب خاکیان
خالق افلاک اہل افلاک نے — خالق گل نے اہل خاک نے — آب و گل را تیرہ و رنگے دہما
آسمان کو صاف کر چھوڑا — آب و گل کو تیرہ کر پھیلا دیا — آسمان را داد و وران و صفا
آسمان کب تیرگی کو لے سکے — کب صفائی آب گل لے سکے — کے تواند آسمان دوری گزید
بانٹ دی ہر ایک کو اک راہ ہی — کوہ کب کوشش سے مثل کہ سکے — قسمتی کردہ است ہر یک را بہ
جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریوں کو — جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

انبیا بولے کہ سچ ہے کہ دیے — وصف پیدا کرنہ اس سے پھر سکے — انبیا گفتند کارے آفریدہ
عارضی وصفوں کو پیدا کر دیا — کبھی راضی کبھی ہے خفا — واقعہ پیدا و صفہائے عارضی
کہ سے پتھر کو کہ زر ہونا روا — کہ سے تانبے کو کہ زر ہے بجا — سنگ گوئی کہ زر سرخ پیدا ہے
گرگ کو کہ سے کہ گل ہونا روا — خاک کو کہ سے کہ گل ہو ہو بجا — ریگ گوئی کہ گل شو حاضر است
رنج بعضے ہیں کہ سہنا نکی دوا — جوں نیش اور گونگا پن نہ بھلا — رنجہا دادہ است کانرا چارہ ہست
بلکہ اکثر رنج کی ہے بس دوا — جیسے لقوہ درد سر لاحق ہوا — آن بمثل لقوہ و دردسر است
یہ دوا کر واسطے صحت کے ہی — یہ دوا اور درد ہے ذمہ جھوٹھ سے — نیست این دارو نہ سافت بہر تیلان
ڈھونڈھے کوشش سے وہ پھلا — بلکہ اغلب بیحبارا چارہ ہست — چون بجد جوئی بیابد آن بدست

دوبارہ کرنا انکا حجت جبریانہ کو — مکرر کردن آن منکران مجتہائے جبریانہ را

قوم بولی یہ نہیں دو رنج ہیں — اے گروہ انکی دوا ہو کر یکیں — قوم گفتند اے گروہ این رنج ہا — نیست ز ان رنجے کہ بندد پر دوا

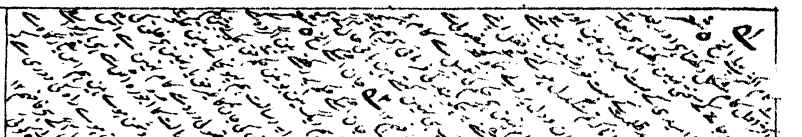

اس سخن را پند سے برسوں گیا ۔۔۔ ہر گھڑی ہوتا تھا بند اک سوا ۔۔۔ سالہا گفتند ایں نصحون و پند ۔۔۔ سخت تر میگشت آن ہر خط بند

یہ عرض قابل دوا کے ہوتا اگر ۔۔۔ کچھ ذرا بھی اس سے کم ہوتا مگر ۔۔۔ گرد دارد ایں مرض قابل بدے ۔۔۔ آفرازوے ذرہ زاہل شدے

گر جگر میں سد ہو پہ پانی بجائے ۔۔۔ گر پیے دریا تو جائے اور جائے ۔۔۔ سادہ چوں شد آبہا بدد رحلق ۔۔۔ گر خورد دریا رود دہائے گر

دست دریا کو اسلیے پڑتے ہیں دم ۔۔۔ تشنگی زو ہوئے استسقا سے کم ۔۔۔ لاجرم آماس گیرد دست و پا ۔۔۔ تشنگی آرد شمارا آن سقا

انبیا لوگے کہ نومیدی ہو بہ ۔۔۔ فضل و رحمت ہو خدا کی بے حد ۔۔۔ انبیا گفتند نومیدی بہ چیست ۔۔۔ فضل و رحمتہا بباری بیحد چیست

ایسے محسن سے نہ تو نومید ہو ۔۔۔ اور کہ پر رحمت کی اس فتراک کو ۔۔۔ از چنیں محسن نشاید ناامید ۔۔۔ دست بر فتراک این رحمت زنید

پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریوں کو ۔۔۔ باز جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

کام اگر پہلے مشکل بس دکھے ۔۔۔ بعد ہو جانے کے ذی سختی رکھے ۔۔۔ ہی بسا کاری کہ اول صعب زشت ۔۔۔ بعد ازاں کشاد و شد سنجی گذشت

بعد نومیدی بہت امید ہیں ۔۔۔ بعد ظلمت کے بہت خورشید ہیں ۔۔۔ بعد نومیدی بسے امید ہاست ۔۔۔ از پس ظلمت بسے خورشید ہاست

ہنسنے والے تم ہو گئے ۔۔۔ فضل اپنے کان و دل پر نے ۔۔۔ خود گر گفتم کہ شما سنگین شدید ۔۔۔ تقلها بر گوش و بر دل بر زدید

کچھ نہ مقبول سے ہمکو کام ہم ۔۔۔ حکم کی تعمیل سے تو کام ہم ۔۔۔ ہیچ ما را با قبولے کار نیست ۔۔۔ کار ما تسلیم و فرمان بر نیست

اسنے فرمائی یہ ہمکو بندگی ۔۔۔ ہم نہیں کہتے ہیں یہ کچھ آپ ہی ۔۔۔ او بفرمود آن ازیں بندگی ۔۔۔ نیست ما را از خدا این گونہ گی

جان ہمارے اسکے حکم پر فدا ہیں ہم ۔۔۔ رنگ میں گر گوہر و ہ تو ہیں ہم ۔۔۔ جان برائے امر او و امر ما ۔۔۔ گر بر یکے گو بیدا و کاریم ما

حکم حق ہمکو ہوا بے بیش و کم ۔۔۔ یہ رسالت تمکو پہنچاتے ہیں ہم ۔۔۔ امر حق را ما گزیدہ بیسریم ۔۔۔ ہے رسانیم این رسالت ہا بہا

غیر حق جان ہیں کا نہ ہے پاس ۔۔۔ خلق کی مقبولی ہووے خواہ کاس ۔۔۔ غیر حق جانہا بنی را نیست ۔۔۔ غیر حق جان نبی را یار نیست

اس رسالت کا ہوا ہمسے ہے ۔۔۔ یار کے ہم واسطے دشمن ہوئے ۔۔۔ مزد تبلیغ رسالت نیست ۔۔۔ مزد تبلیغ رسالت زشت و دشمن شدیم از بہر دوست

ہم طول امل یار کیسے ہو ۔۔۔ دوری رہ سے کہ ہم سیر ہو ۔۔۔ ما بریں در گاہ طولان نیستیم ۔۔۔ تا ز مقصد راہ سر جا ایستیم

وہ طول امل در تنگدل کرتی رہے ۔۔۔ جو فراق یار سے زندان ہیں ہم ۔۔۔ دل فرو بستہ طولان کے کسے بود ۔۔۔ کز فراق یار در محبس بود

دلبر و مطلوب اپنے پاس ہے ۔۔۔ شکر اللہ دلبر و مطلوب ما را حاضر است ۔۔۔ در دزر شار رحمتش جان شاکر است

لالہ زار و گلشن اپنے دل میں ہے ۔۔۔ پیری و پژمردگی کب آسکے ۔۔۔ در دل ما لالہ زار و گلشنے ست ۔۔۔ پیری و پژمردگی را راہ نیست

ہم سدا تازہ جوان ہیں اور لطیف ۔۔۔ اور شیریں اور خنداں و ظریف ۔۔۔ ما ہمہ تازہ و شیریں و خنداں ایم ۔۔۔ تازہ و شیریں و خنداں را طریف

سو برس اک ساعت ہمکو اک ہوا ۔۔۔ کہ دراز او کوتہ ہے ہمسے جدا ۔۔۔ پیش ما صد سال یک ساعت بود ۔۔۔ کہ دراز او کوتہ ما را نمود

وہ دراز و کوتہ کہتا جسم ہے ۔۔۔ تو دراز و کوتہ اندر جان ہے ۔۔۔ آن دراز و کوتہ اندر جان بجاست ۔۔۔ خود دراز و کوتہ اندر جان کجاست

تین سو نو سال بے رنج و عنا ۔۔۔ آن صحاب کہف کو اک دم گیا ۔۔۔ آن صحاب کہف را کہ در غار ۔۔۔ سنہ صد نہ سال آن بہ مہ بیعت ۔۔۔ پیش شان یک روز زیبا اند و کیف

اس گھڑی اُنکو ہُوا آمدن بھی گماں — تن میں آئی جان عدم سے پھر ذرا — واہنگے نہ غمو دشمان پاک دیم — کہ بہ تن باد آمد ارواح از عدم

رات دن ہو جو نہ سال دماہ کو — کب ملال اور بیکسی اور تنگدلی ہو — چون نباشد روز و شب یا اوصال — کے بود دیسری و بیچری ملال

جو ہو گرستان عدم میں نمودی — مطلع حق کے جام سے ہو آمی — در گلستان عدم چون نجود ست — مستی از سنرق بقصد پدید ست

لم یذق طم یدر جسنے نو چکھا — کب جمل اُس بوے گل کو پاسکا — لم یذق طم یدر رسی کس کو نخورد — کے بو ہم آرد جمل انفاسہ ی رد

فاسے سو ہوم ہو تا گر سو ہوم وہ — ہوتا چون سو ہوم کے معدوم وہ — نیست سو ہوم از کجا سو ہوم آن — ہمچو سو ہوماں شدی مدوم آن

دوزخ اندر دوزخ چون رد ہست — دوزخ و جنت چو نی رد ہست — خوب و جنت ہے خوب ز خوب است — ہیچ نا بدرد کو خوب از خوب است

مست گلا کا تو تم اپنا اب بھلا — منہ تلک جو اسے لقمہ آگیا — ہیں مگوی خود مُبر پدا ہو مہماں — انچنیں لقمہ رسید تا دہ ان

سخت رہ کو نہنے آسان کر دیا — سہل اپنے اہل پر مشکو کیا — راہ ہاے صعب پاں کر دہ ہم — رہبر اہل خویش آسان کر دہم

دوستاں حق سے ڈھونڈھو راہ کو — کیونکہ راہ چاہو اور ظلمت میں ہو — ہیں بجوئید از نجوم مسدراہ — زانکہ در ظلمت زیاد تعرجاہ

جو ہوا پیرو ہمارا راہ چھوٹا — نار و دوزخ سے وجنت کو گیا — ہر کہ مارا گشت پیرو بار رست — از عذاب نار رو در جنت شست

ہر نصیحت کو ہماری فہ سنے — وہ عذاب جاودان میں رہے — دانکہ نشنید از شقاوت پند ما — در عذاب جاودان شد مبتلا

دوبارہ کرنا قوم کا اعتراض پڑھ کے انبیا علیہ السلام پر — مکرر کردن قوم اعتراض ترجیہ بر انبیا علیہم السلام

قوم[۵۲] بولی تم ہو نیک اپنے لیے — نحس و منحوس ہو ہمارے واسطے — نحس مائید ضد بدو ہ تدید

جان ہماری فارغ اندیشوں سے ہے — غم میں ڈالا تم نے ہمکو ہو بنی — قوم گفتند از شما سد خوبد — در غم افگندید ما را بد بدا

ذوق و جمعیت تھا اور اتفاق — فال بد سے ہو گیا ہم میں نفاق — جان ما فارغ بدا ز اندیشہا — شد ز فال شر شتان مبتلا فتراق

نقل و شکر خوار طوطی ہم تو تھے — مرغ مرگ اندیش ہم تم سے ہوے — ذوق و جمعیت کہ بود دما تفلق — مرغ مرگ اندیش گشتید از شما

ہر جگہ غم کے فسانے ہوتے ہیں — ہر جلا آواز تحویز دن کے ہیں — طوطی نقل و شکر بودیم ما — ہر کجا افسانۂ غم گستری ست

فال بد کا ہر جگہ مذکور ہے — اور بد بختی کا ہر جا شور ہے — ہر کجا آوازہ مستنکری ست

فال اور قصوں میں تمکو ذوق ہے — غم کے پھیلانے میں تمکو شوق ہے — ہر کجا سمع نکالی موفد ست — ہر کجا اندر جہان فال بد ست

پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا انکو — باز گفتن انبیا علیہ السلام ایشان را

انبیا[۵۳] بولے کہ فال زشت و بد — انبیا گفتند فال زشت بد — از سیان جان تان دارد مدد

جان سے رکھتی تمھاری ہو مدد — گر تو جائے نفتہ باشی خط — اثر و ہا کا آئے تیرے قصد کو

پر خطر جا میں اگر سوتا ہے تو — اثر و ہا کا آئے تیرے قصد کو — اثر و ہا و قصد تو آید بسر

ایک شفق نے تجھے آگہ کیا — کہ تو بھاگ اب کہ آتا ہے اژدہا — کہ بجوز و دا ز اژدہا بات خور

تو کیا گا فال بد تو کیوں کہے
فال سے بہتر ہے چھوڑا ماجرا

فال کیا اختر شناسی پر مبنی ہے
اس سے بچنا ہو تو کیوں کر ہو بھلا

جو نہ آگاہ باطن سے کرے
اس کو ہے دیکھے ہوئے کوئی ہے

کہ تو ہو رہ نہ رکھا
کہ تجھے بیمار کر دے بس سما

تو کہے گا فال بد کیوں تجھ پہ ہو
کہ تا مجرم کیوں ہو اس بد کو

گر کہے تجھ سے بجوئی آج تو
قصد ہے اپنے کہ کچھ کام کرو

کیوں نہ دل اچھا یقین ہو آج کا
نہ تا آئین تو ہو نامراد اور برا

سعد و نحس ہو تو ہے اللہ کو
دو دفعہ گر سچ ہو تو ہے اللہ کو

فی ہمارے یہ نجوم ہرگز خلاف
صحت اس کی ہے تو شدید ہے

وہ بجز موہبت علیم نہیں
کہتے ہیں وہم ہیں زر دو سیم

دیکھتے ہیں کہ ہم اور بھی ہوں
حملہ کرتی ہے وہ سو سو تن کا ان

تم یہ کہتے ہو کہ رومت مقال
دے ہیں نقصان فال شوم فال

تم نصیحت ناصحوں کی دستور
خال بد ہو ہو ہو تو جیسا چہرہ

چاہے تو ہو سیاہ تیری تجھ پہ
ارے اک دیکھے اور اگر کرے

تو کہے تب تجھ کو علیت ہے
وہ کہے کہ اچھا صاحب جامے

سانپ کاٹے ڈبکے گردن پر
عیش ساری تلخ ہو جاوں تجھے

پس کہے تو اہو فلاں ایسا ہی تھا
کیوں نہ چلا کر تجھے تو نے کہا

سر سے پھر مارا بالا سے تو
وہ بلا مجھ کو دکھا تا کہ کرے تو

وہ کہے کہ تو نہ تا تھا منع
تو کہے کہ خوش مجھے تو کرتا تھا

بولے ہنسنے کی نصیحت ایسے
تا تجھ آئین تجھ پہ ہنسے

تجھے حق جانا لیسی سے نہیں
اور کیا پیدا یہ ما بفضل کمین

یہ حوادث بد نصیبوں کی اخی
جو کرے نیکی کریں تجھ سے بدی

گر تو کہ غم نفس کو اس سے
ہو لئیم اور کچھ نہیں نیکی کرے

گر کریموں سے کرے احسان تو
ایک کے دو ہوں عوض پاوے تو

جو لئیموں سے کرے قصد وفا
ہے بھلا ہو ہو بدن دو پاوے تو

تو بگوئے فال بد چون بشنوی
از سیاہی فال بد من ہو ہو ترا

چون نبی اگر کند استشہاد از نساء
گر چہ بے گو بدت غرہ نخور

تو بگوئے فال بد چون بشنوی
و رنہ گو بدت امر و زن بتیغ

از کہ شیطنت کند زامر و زنان
صدرہ دارد رہ ز دفع امر حق

این نجوم ما نشد ہرگز خلاف
آن نصیب آن نسج دان اگر دان

دود نہ چنبر آتش اگر دان
تو ہمی کوبی نخش کن زین مقال

ایکہ نصح ناصحان را نشنوی
اندہ بر پشت تو رہ رہ رو

گوش خاموش تا شوی خندان
چون زند اندہ دمان بر تو گزند

پس بد و گوئی ہمین بود از خلق
باز بالا یم تو شنے می زدے

او بگوید ذکر ے آزردہ
گفت من کردم چو تو دیدہ

از نصیحی حق آن نشنا ختے
این بود خوئے لئیمان دنی

نفس را زین جبر کن بیمش
باکرے گر کنی احسان مرا

با لئیمے چون کنی تہ رو وفا

فال چو ہر چہ ہمین رو دنے
مے رہ انم مے بر ہم سرا

گو بد بد را نچہ ند بد اہل جہان
کہ چنین بنگے برآرد شور و شر

پس تو نا صح را مشو تم سنگے
ایکنان کا رے مکن اندر ہیچ

تا نگر دے نادم و خاسر روان
یک دو بارہ راست آمد مے

صحتش چون انداز تو در خلاف
مے کند آگاہ و انور از عیان

حملہ اے آرد بسوے شکران
کز بیان بامت فال شوم فال

فال بد با تست عار چارہ روی
او ز باہے ہو مت آگہ کند

گو بد با خوش باش خود مت ہیں سخن
تیغ گر دد چہار شادی کردت

چون نہ بد ند یگر چہ ان و فغان
نام را نیک و بد شود اے آن ہے

تو بگوئے نے کہ شادم کردہ
طار انم من ترا زین خشک بند

مایۂ ابتلا و طعنہ مان ساختے
بد کند با تو تو نیکوئے کنی

کہ لئیمست و ناسزا و نیکو ئش
ہر یکے را دہد عوض بمقدر خود

بندہ گر دد ترا بس با وفا

کرتے ہیں کفار نعمت میں جفا | پھر ندا دوزخ میں انکی رہنما | کافران کا رند در نعمت جفا | آزرہ دوزخ ندہشان رہنما
ہوں لئیم اسبات جو دیکھیں جفا | اور ظالم تر ہوں جو دیکھیں وفا | گر لئیمان در جفا صافی شوند | ہوں وفا بینند خود صافی شوند

حکمت پیدا کرنے میں دوزخ کے اُس جہان میں اور زندان کے اس جہان میں تا عبادتگاہ سنگروں کی ہو کہ امتیاز طوعاً و کرہاً

حکمت در آفریدن دوزخ و زان جہان و زندان در این جہان تا معبد منکران گردد کہ امتیاز طوعاً و کرہاً آید

دوزخ انکی مسجد طاعات ہو | پائے بندی مرغ کی ہیضہ نہ ہو | سبب طاعات ایشان چون دوزخ | پای بند مرغ بچگانش مریست
ہو عبادتگاہ زندان چور کی | گر کرے آئین و وثوق کی بندگی | ہست زندان معبد دزد لئیم | کاگہ ندان زاکہ شد وثق وثیم
جو عبادت تھی غرض انسان سے | ہو گئی عبادت سقر گفتار پے | چون عبادت بود مقصود ازبشر | شد عبادتگاہ گردنکش سقر
امتیاز انسان کو ہو ہر کار میں | پر غرض آتی ہے یہی طاعات میں | آدمی را ہست ہر کار درست | لیک نہ بود مقصود این عبادت بدست
ما خلقت الجن والانس پڑھو | جز عبادت نی غرض عارے ہو | ما خلقت الجن والانس این بخوان | جز عبادت نیست مقصود از جہان
جو کتاب اوضح غرض انس فن کی ہو | گر کرے کیہ تو انکو ہو سکے | گر بقصود از کتاب آن فن بود | گر تواش بالش کنی ہم بیش نود
پر غرض انسے نہ اس تکیہ کی تھی | علم کی تھی اور خود ارشاد کی | لیک نہ بقصود این بالش نمود | علم بود و دانش و ارشاد بود
صبح تو نے گر کیا تلوار کو | بس نظر پر لیا سیا اور بار کو | گر تو بینے ساختی شمشیر را | بر گر ادے بر نظر او بیرا
گرچہ انسان سے غرض علم و ہدا | پر ہر اک انسان کا ہو معبد جدا | گر بقصود از بشر علم و ہدیست | لیک ہر یک آدمی اصنام نیست
ہو سعادت معبد مرد کریم | ہو شقاوت معبد مرد لئیم | معبد مرد کریم آمد کریم | معبد مرد لئیم آمد لئیم
دے لئیمون کو مسز آتا گھین | دے کریمون کو مسز آتا دین متین | مر کریمان را بزان تا سر کنند | مر لئیمان را بزان تا سر کنند
اسلیے خالق نے کیں دو سجدہ | دو زخین آنکو و آنکو بہشتین | لاجرم حق ہر دو سجدہ آفرید | دوزخ آنہا را و ایں ہا را مزید

بیان اس بات کا کہ حق تعالیٰ نے صورت بادشاہوں کی واسطے مطیع کرنے سرکشوں کے کہ مطیع حق کے نہیں ہیں بنائی

بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک سبب تسخیر گردن جباران کہ تسخیر حق نیندساختہ چنانکہ

جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دروازہ چھوٹا حرم بیت المقدس کا | موسیٰ علیہ السلام باب صغیر ساخت بر بیت المقدس
بنا ما دا سطے جو حکم کافر سرکشان بنی اسرائیل کے کہ وقت آوے | جثہ رکوع جباران بنی اسرائیل کہ در وقت آمدن فرو تنی کنند
عجز کریں کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ الی آخرہ | کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ الی آخرہ

قصہ عشق صوفی کا خالی دسترخوان پر کھانے سے

صوفی کو کھڑکی پر دسترخوان دیکھا ۔۔۔ ناپتا اور کپڑے اپنے بھارتا

کتنا یہ سامان ہے میرے سامان کا ۔۔۔ قحط کی اور درد کی ہے چورا

درد و سوز اس کا ہوا ہے بے شمار ۔۔۔ جو کہ صوفی تھا ہوا وہ آگیا یار

قصے اور ملے ہوئے کہتے تھے ۔۔۔ یاں تلک کہ سنتے سنتے محو ہو گئے تھے

بس کہا صوفی سے اک دانائے ۔۔۔ خالی روٹی سے یہ دسترخوان ہے

صوفی بر سنگ رہ ذری سفرہ دید ۔۔۔ چرخ نے زد جہار لے در رید

بانگ می زد تنگ نوائے بے نوا ۔۔۔ قحط و در و بار انا ک دوا

چونکہ درد و سوز او بسیار شد ۔۔۔ ہر کہ صوفی بود با او یار شد

گفتگوئے دعا ہوئے می زدند ۔۔۔ تا کہ چندیں مست و بیخود می شدند

بو الفضولے گفت صوفی را کہ چیست ۔۔۔ سفرہ او بیخته از نان نیست

بو الوجا جا نقش ہے معنی ہے تو
عشق نان ہے جان غذا عاشق کی
عاشقو نکو سیر نے ہوتا ہے کام
پر نہیں اور گرد عالم اڑتے ہیں
بوسے سنی پائی ہجو در پیش ہے
جز عدم ہیں عاشقان خیر یکھیں
ذوق کھانے کا نہ جانے شیر خوار
پائے کب بو آدمی بو آگہی سے
قہلیوں کو خواب ہا آب دلیل
بحر اسرائیلیوں کو راہ دے
عاد یوں پر تھی ہوا گر زد تیز
ہو گلستان تارا براہیم ہے
اور سمندر ہے آتش خانہ ہو
عاشقوں پر درد غم حلوا بنے

ذرہ ہے عاشق پہ خبر اپنے سے تو
قید ہستی کب ہے بلا صادق کی
عاشقو نکو سوجھے پو نہی تمام
گیند بے اعوج کو دیتے ہیں چین
بستہ تھا زنبیل وے ہاتھ کے
نفس و حرص عدم یکبارگی ہیں
اور پر یونکی غذا ہر بو اسی یار
کیونکہ خواہش سے خواہش کی ہے
سیلیوں کو آب ہا محکم جلیل
غرق کی فرعونیوں کا بس بے
ہر تھی ہود اور قوم پر آگ سے
ہو دے خرد و دیا آفات سے
دود سے مرغون پر آشفتہ نہ ہو
تا کسوں کو حلوا بس کر دے مجھے

لطف رو و نقش ہمیشی
عشق تاج جان عذا عاشق کی
عاشقان را کار نبود باد جز
ہال لے و گرد عالم اے پرند
آن نقیرے کز سنی بو سی یافت
عاشقان اندر عدم خیمہ زدند
شیر خوارہ کی شناسد دق توت
آدمی کے بو برد از بوسے او
پیش طبعی خون ہو دان آب نیل
جادہ باشد بہر زایر اسرائیلیان
با وجد بر عادیان گرد و تیز
گلستان باشد برا براہیم نار
برسمندر باشد آتش خانہ ہو
نرد عاشق در درد غم حلوا بود

بیخبر از خویش و عاشق بیخودی
بندہ ہستی نیست ہر کو صادق ست
عاشقان را ہست بلی پر شود
دست بے گو سیدان مے زند
دست بر بدرہ و ہمی زنبیل یافت
چون عدم گیرند گر نفیر اصفہ
مرہمی را آدمی باشد دوا
چونکہ خوئی او ست خود خوئی او
آب باشد پیش بسطامی سمل
غرقہ گہ باشد ز فرعونیان
لیک بر نمرود و بر قوش ظفر
لیک بر نمرود باشد زہر مار
لیک باشد بر دگر مرغان یا ں
لیک حلوا بر خسان بلوا بود

خاص ہو نا یعقوب علیہ السلام کا جام نوشی حق تعالیٰ میں
مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بہ شہید جام حق تعالیٰ
مرح یوسف علیہ السلام سے اور پاکی حق کو بجز یوسف علم سے
از رو ے یوسف علیہ السلام و کشیدن بو ے حق از بو ے
اور محروم رہنا بھائیوں غیر کا ان دونوں صفت سے
یوسف علیہ السلام و حرمان برادران غیور ازین ہر دو صفت

جو یوسف کہ بس یعقوب جیب ہے
دیکھا اور بو پائی اسکے جسم سے
واپس آوا ز آوے لاوے اندر کشید
دیکھا جو آنکھ اندر اسکے تھا
حصہ اسکا تھا نہ اخوان کو ملا
خاص اور بدآن اخوان کی
عشق سے اسکے پر خود ہیں بے
کھو دیں کینہ سے وہ اسکو کیسے
وان یکیں از بہر او جوی کند
آگے پر یعقوب کے خواہش تھی جو
این ز عشقش خویش را بہ می کشد
سفرہ او پیش ازان آں ست
پیش یعقوب است ہر کو شہ ست
لا صلوٰۃ بولا الا بالحضور
روی کعبہ نہ بیند جز بحور
عشق باشد لوت جاہوت بجا
اس سبب بہر کہ قوت جان ہے حق
جوع ازین راہ ست قوت جا ں

۱۳۴۶

بھوک یوسف کی تھی پیراہن یعقوب کا
دور سے پہنچی تھی بُو کنعان کی
جمع یوسف بود در پیراہن یعقوب را

جو کہ پیراہن کو لیکر کے چلا
بوئے یوسف کو نہاں سے پا گیا
بوئے یوسف یافت پیراہان یوسف را

جو کہ بیس کوس کے رستہ پہ تھا
برج و ماہ یعقوب کا بو سونگھتا
آنکہ بستد پیرہن را ہی شتافت

اہو بہت عالم کہ ہیں وہ عقل سے
ہیں وہ علامہ زمانے کے پرے
وانکہ صد فرسنگ مہ را نسپرد بداد

سننے والا کسنے بس پایا ہو کہ
گرچہ جنس علم سامع ہو نکو
ای بسا عالم کہ دانش بر نصیب

کیونکہ پیراہن رکھے وہ عاشقی
جیسے بائع رکھے لونڈی کی ہی
حافظ علم است لیکن نے نصیب

عارضی لونڈی فروشندہ رکھے
کر لیے ہو مشتری کے واسطے
گرچہ باشد مستمع از جنس عام

قسمت حق ہو نہ روزی خواہ کی
ایک کو وہ دوسرے کو کب لے
چون بدست آن خاسی جاریہ است

اک خیال نیک باغ آسکا ہرا
اک خیال بد نے بس گرو کیا
جاریہ پیش تفاسے سر می نہد

یہ خیال اک باغ آسے ہو گیا
وہ خیال عالم کا ہو سوا آی ہو
قسمت حق ست روزی خواہ او

اُس خیالے خاک سے گلشن کیا
اور سقر کو نکلے گلخن کیا
یک خیال نیک باغ آن شد پدید

کون جانے کس لیے گلشن کیا اس
کون جانے کس لیے گلخن کیا اس
وان خیالے شد براہ آن زدود

دیدہ بان ان کا جو رکھو کچھ خیال
جاہ کیا کس کس سے آ خیال
آن خیالے از اثر باغے شدہ

ہان وہ دل جو کہ مدبر سے ملے
ہستی انکی نیت کی اللہ نے
وز خیالے دوزخ جائی گد فتد

دیکھت اگر مطلع انکا مارے
بند کر تار و خیال بد دلے
پس کرو اندر او گلشنہائے او

سیر ہے کب جا ہو سکی کا ہے تجا قدم
کر سکو تم گاہ انکی ہر قدم
کز کہ ایمن گردد جان آ خیال

واں فضل انکا کو رانہ پکڑ
گیرد اندر حون کی ہوا ہے خیر
کون اندر نیست گردد کون حق

داں انکا حکم اور فرمان ہو
نیکخو ہو وہ کہ صافی جان ہو
بند کرے راہ ہر ناخوش خیال

ایک وہ ہو نہ رسیدہ زیاں
اک ہنسا ہو وہ عذاب ایں
کہ بود دم صاد و در بند قدم

وہ عیب ایں ہو کہ ذوق آسکو کہو
یہ عیب ایں ہو کہ تیار سیر ہو کر کن
قبض اعمی این بود دام شہیار

کیلے ہو شکیبان ایں چشیما
کیلے ہو زر دیان ہو سود وا
شیخ فخی کہ تقی جان دست

آئے تو اہو ہمنشین اس باغ میں
کہدے ہو کہ انمیں اہو جان میں
وان کے پہلو سے اوا اندر عذاب

او تو جانان فرتا یانون بند علا
کہدے تو انکتا میں تو ٹھہر جا
وین عجب بندہ کہ این در حبس کست

اک مثل یاد آی اب بات پڑ
بھید مخفی پائے تو اسید ہو
ہین چرا تشنگے کہ اینجا صد وداد

کہتا اس معنی میں ہون قصہ کہو
کان کھول اپنا کہ حصہ پائے تو
گو بیدای جان من بیارم آمدن

بوئے ناقش میرسید از دور جا
بوئے پیراہان یوسف یافت
گو پیش نے تا نم تو بایست بدو

چونکہ بدید یعقوب می بوئید لو
گرچہ باشد مستمع از جنس عام
بود کہ بابی زین سان سر شفت

چون بدست آن خاسی جاریہ است
در کعب او از برای مشتری ست
گوش بکشا تا بری زان حصہ

حکایت امیر و غلام اُسکے کی کہ نماز کا وقت تھا اور اُنسیت غلام کو نماز و مناجات سے تھی

حاضر ہے ۱۲ زمانہ مین امیر اک نیکنام
اور سنقر نام اُسکا تھا غلام

میر کو ہوئی صبح جب غسل کی
بولا سنقر کو کہ اے ملازمی اہل

تھی لگنی اور گل لونڈی سے لگی
تا جلین حمام کو ہم صبح سے

سنقر آیا لنگ در لگنی کو لے
چلدیا بہ سایقہ اپنے خواجہ کے

راہ مین مسجد مہان پر ایک تھی
بانگ کی آواز سنقر نے سُنی

تھا بہت سنقر کو جو شوق نماز
بولا خواجہ سے کہ او بندہ نواز

ٹھہر اس دکان پہ اب تو ذرا
ہم لیکن پڑھکر پھر کرینگے وضو

الغرض مسجد کو وہ سنقر گیا
منتظر بس میر بر دکان پر رہا

میر بس خاطر سے زندہ مان کے
ایک ساعت گھر لبون کان پہ

بولا ۱۳ امر اور مقتدی باہر گئے
اور نماز و دعا سے فارغ ہوے

چاشت تک سنقر وہان ٹھہرا رہا
میر بس سنقر کی رہ دیکھا کیا

بولا او سنقر تو آتا کیون نہین
بولا ذرا چھوڑے ہو مجکو او نہین

ٹھہر تو آتا ہون او آتا ہے
مین نہ غافل ہون مجھے تو یاد ہے

سات بار اسکو پکارا امیر نے
تنگ آیا اُسکے غمزہ سے مگر

تھا جواب اُسکا نہین چھوڑے مجھے
تا مین باہر آؤن اُس کمبخت سے

بولا مسجد مین نہین کوئی رہا
کون ہو جسنے پکڑ مجکو رکھا

بولا ۱۴ جسنے روکا باہر سے تجھے
اُسنے ہی روکا ہے باہر مجھے

جو نچھوڑے اندر آنے کو تجھے
وہ نچھوڑے باہر آنے کو مجھے

جو نچھوڑے کہ یہان پر آئے تو
اُسنے باندھا ہان پہ پھر جانے تو

مچھلیون کو باہر آنے دے نہ بحر
خاکیون کو اندر آنے دے نہ در

اصل کھیل آیے حیوان خاک سے
حیلہ و تدبیر باطل ہان پہ ہے

تغفل ہمارا کھونے والا خدا
اختیار اب کر تو تسلیم و رضا

حکایت امیر و غلامش کہ نماز بارہ بود و اُنس غلام در نماز و مناجات

در زمانے بود در اسپہ از کرام
بود سنقر نام اور ایک غلام

میر شد وقت نماز گرما پسیم
بانگ زد سنقر کہ اے مولا برو

طاس مشہد پر گل از لالہ بگیر
تا بگرما بہ رویم اے تا گزیر

سنقر آمد طاس مشہد پر گل نہاد
بر گرفت و رفت تا در رود بد

مسجدے در رہ بدید آباد و ساف
آمد اندر گوش سنقر بر بلا

بود سنقر وقت مولع در نماز
گفت ای میر من ای بندہ نواز

قو برین دکان زمانے صبر کن
تا گزارم فرض خوانم لم یکن

رفت سنقر میر بر دکان نشست
منتظر از بادہ تا پندار است

میر از بہر دل آن زندہ جان
گرد یک ساعت تو قف کرد بر دکان

چون امام و قوم بیرون آمدند
از نماز و درد و دا فارغ شدند

سنقر آنجا ماند تا خود یک چاشت
میر سنقر را ملامت چند گشت

گفت ای سنقر چرا نمائی بر ما
گفت ای میر من نمکدار و مرا

صبر کن تا نک مدد اے روشنے
نیست غافل کہ در گوشش نے

بانگ زد سنقر بہ آواز بلند
تا کہ عالم بر شود از تو یا شش مند

تا بیرون آید ہنوز اے محترم
گیست اسپاد و دہ مرد از تمام

بسته ساد و هم مرد از اندرون
گیست اسپاد و دہ مرد از تمام

مے نہ بانگ زد مرد از درون
او بدینسو ست اے این کیست

خاکیان را بحر نگذارد درون
ماہیان را بحر نگذارد بروں

حیلہ و تدبیر باطل ہان بہ ہیچ
اصل ہا نہ اے چیران راہ ہیچ

فضل نصت ست کیش بند خدا
دست در دست سلیمان دار و رضا

ذرہ ذرہ کہ نہان ہوریں آل ۔۔۔ ذرہ ذرہ گر شود مفتاح ہا ۔۔۔ این کشاد فتح نیست جز از کبریا

اپنی گر تند بر کرد تو بھول جائے ۔۔۔ اپنی پیری سے جوان منحنی ہو جائے ۔۔۔ یا بی آن بخت ہوا بی پیر چون

خود کو چوہر لا تجھے یاد اک رہیں ۔۔۔ تو ہو بندہ تو از اد آک رہیں ۔۔۔ بندہ گشتے آنکہ از اوست گشت

چاہے گر آزادگی دل مذگی ۔۔۔ بندگی کر بندگی کر بندگی ۔۔۔ بندگی کن بندگی کن بندگی

تو خودی کو چھوڑ تا پائے خدا ۔۔۔ چون فراموش خودی باز گشتی ۔۔۔ فانے حق شو کہ تا بابی بقا

تو اگر چاہے وصال راستین ۔۔۔ گر ترا باید وصال راستین ۔۔۔ محو شو واللہ اعلم بالیقین

نا امید ہونا انبیا علیہم السلام کا منکروں کے قبول کرنے سے قولہ تعالیٰ حتی اذا استیأس الرسل الخ

نومید شدن انبیا علیہم السلام از قبول پیرانی منکران قولہ تعالیٰ ۔ حتی اذا استیأس الرسل الخ

انبیا نے سوچا اپنے ذہن میں ۔۔۔ ابتدا گفتند با خاطر کہ چند ۔۔۔ سید ہم این را آن اوعظ پند

کب تلک ہم کو مین منت سے کہو کہ ۔۔۔ کب تلک ہم کو مین منت مین نا کہو کہ ۔۔۔ چند بود یم آہن سردی زنے ۔۔۔ در دو میدان در قفس مین تا کے

خلق کی حرکت قضا روحدہ ہے ۔۔۔ منعمی کی جنبش گرمی متعدہ ہے ۔۔۔ جنبش خلق از قضا و وحدت ست ۔۔۔ تیزی دندان ز سوز سعدت ست

عقل اول عقل دوم پر رکھی ۔۔۔ ماہی سے سڑتی فرد م سے اٹھی ۔۔۔ عقل اول راند بر عقل دوم ۔۔۔ ماہی از سر گندہ گردد نے ز دم

پر تو جان اور خرد جگا ما تا تیر ۔۔۔ حق نے جو بلیغ گما ہا نا کریر ۔۔۔ لیک ہم پیدان غریزین چو تیر ۔۔۔ چونکہ بلیغ گفت حق شد نا گزیر

تو نہ جانے کہ تو آخر کون ہے ۔۔۔ سعی کر خود سے نا بر کون ہے ۔۔۔ تو نمی دانے کہ آخر کیستی ۔۔۔ جہد کن تا بدانکہ تو انی چیستی

ہو تو کھے کشتی پہ اپنے نا بکو ۔۔۔ بس توکل پر کرے اس کار کو ۔۔۔ چون نہی بر پشت کشتی بار را ۔۔۔ بر توکل بے لنی آن کار را

تو نہ جانے کون ہو اس در کے تو ۔۔۔ ڈوبنے یا بچنے والا اب ہے تو ۔۔۔ تو نے دانی کز ابر دریا کی ۔۔۔ غرقہ اندر بحری دریا ناجی

گر کے جبتک جانون کون ہو ۔۔۔ کشتی اور دریا پہ ذہر گر ہیں ہو ۔۔۔ گر بگوئی تا نداند من کیم ۔۔۔ در نخواہد ہم ز فاخت بر کشی ریم

ناہی یا غرقہ ہون مین اس سے من ۔۔۔ کھولے ہون تو آپ فرقے مین ۔۔۔ من درین رہ نا ہیم یا غرقہ ام ۔۔۔ کشف گردان نز کہ در امین قدم

ڈبون پہ رہ گمان دوسے ۔۔۔ مثل دریا کے امید شک ہے ۔۔۔ بر امید شک بچون دیگران ۔۔۔ من نخواہم فرصت این رہ گران

کچھ تجارت اب تجھ سے ہو نکلے ۔۔۔ کیونکہ بیداب غیب مین ان کا ملے ۔۔۔ ہیچ بازرگانے نا بد ز تو ۔۔۔ تا خبر نرسندہ طبع شیشہ جان

تاجر خوف طبع اور شیشہ جان ۔۔۔ ذ طلب مین سود رکھے ذ زیان ۔۔۔ ناجر نرسندہ طبع شیشہ جان ۔۔۔ در طلب بے سود دارد نے زیان

بل زبان رکھے کہ مفلس اجر ہے ۔۔۔ نورد پائے جو شعلہ خوار ہے ۔۔۔ بل زیان دارد کہ مجبور ست خواہ ۔۔۔ تو رہ پا یا بد کہ باشد شعلہ خواہ

ہو کہ سارے کام مین اس سے بچے ۔۔۔ کار دین بہتر ز مائی تا لے ۔۔۔ چونکہ بر توکشت جملہ کار ہا ۔۔۔ کار دین اولی کزان یابی روا

ذ اجازت بان بچانے کو کئی ہے ۔۔۔ جز امید اللہ اعلم بالصواب ۔۔۔ نیست دستوری ز نجا قرع باب ۔۔۔ جز امید اللہ اعلم بالصواب

بیان میں اسکے کہ ایمان مقلد کا خوف ہمراہ رجا ہے

نقصہ مثنویہ کا امید و خوف ہی ۔۔۔ گر چہ گردن سبی سے نکلا ہے
صبح کو جو سوے دکان چلے ہے ۔۔۔ زر تا روزی کی ڈر امید رہے
خوف روزی گر نہیں تو باز کو ۔۔۔ خوف حرماں ہے تو پھر ہو ہا ہو کو
خوف حرماں نے ازل کے کیلئے ۔۔۔ کیا عاجز تلاش رزق سے
گر کہے تو خوف حرماں ہی مجھے ۔۔۔ کاہلی میں خوف یہ زیادہ ہے
ہو مجھے امید کوشش میں نہ زیاں ۔۔۔ کاہلی میں کہتا ہوں ہے رمز زیاں
کار دین میں کیسے اوپر گماں ۔۔۔ تیرا دامن بائے چوب زباں
یا نہ دیکھے اہل اس بازار کے ۔۔۔ انبیا و اولیا کے فائدے
کیا دکھی شان انکو اس دکان کے ۔۔۔ آنکو کیا بازار سے نفع ملے
آگ انکی تابع جون خلقاں ہی ۔۔۔ بحر انکا تابع جون حمال ہی
دم سے انکے مردہ زندہ ہو گیا ۔۔۔ ابر انکا سا سحاب اک بن گیا
وا انکا موم سا تابع ہوا ۔۔۔ اور ہوئی محکوم انکی بس ہوا
ہو گئی گرمی تنعم کی پرودا ۔۔۔ ہو گئی کرمی تنعم کی پرودا

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست و رجا

گر چہ گردن شان کو کوشش چہ کم ۔۔۔ راہی ہر شیشہ امید ست و بوک
بر امید و بوک روزی می دوم ۔۔۔ ہا مدادان چون سوے دکان روم
خوف حرمان ہست نے چونی توی ۔۔۔ بوک روزی نہ بود ست چون بیرون روی
چون نگردی ہست اندر جست و جو ۔۔۔ خوف حرماں زال رکے ہے
ہست اندر کاہلی ہم ہوش و ہیش ۔۔۔ گوئی از پے خوف حرماں ہست پیش
دارم اندر کاہلی افزون خطر ۔۔۔ ہست در کوشش امید بیشتر
دہشت می گیرد این جنس زیان ۔۔۔ پس چرا در کار دین ای جان جان
در چہ سود اندا نبیا و اولیا ۔۔۔ یا ندیدے کاہل این بازار را
اندرین بازار چہ بنشند سود ۔۔۔ زین دکان رفتن چو گشتی نا ودود
بحر این را رام چون حمال شد ۔۔۔ آتش آزرا رام چون خلقاں شد
ابر آن را سا سحاب آمد ۔۔۔ از دم آن مردہ زندہ شد
باد آن را بندہ و محکوم شد ۔۔۔ آہن آن را رام چون موم شد
ضد کبوتی شد مران را زیرو وا ۔۔۔ شد دیو در دفع دشمن چوب سا

بیان حدیث نبوی علیہ السلام ان اللہ تعالی اولیا تحت قبابی

جاتی پوشیدہ ہی قوم اکی دوسری ۔۔۔ خلق میں مستور ظاہر کب ہوئی
کہتے ہے کچھ میں از کچھ کون ۔۔۔ ظاہر انکی بزرگی کو کبھی
بیں کرامت بیں حمد میں از کچھ کون ۔۔۔ لام انکا کاشتے فا بد ال ہیں
یا نہ جانے تو کرمائے خدا ۔۔۔ دہ بلا تا ہو تجھے اس سمت آ
شش جہت عالم ہے کرم کا ہو ۔۔۔ جس طرف دیکھے ظہور انکا دیکھے
گر کہے تجکو کریم آتش ہیں آ ۔۔۔ مت کمو مجکو جلائے جلد جا
آگ کو وہ نرگس نسرین کرے ۔۔۔ گل غنچہ انکے اندر بس کھلے
آگ جون پانی ہے انکے رعب سے ۔۔۔ اژدہا کے دھول دستر خوان کی پر

معنی حدیث نبوی علیہ السلام ان اللہ تعالی اولیا تحت قبابی

قوم دیگر سخت پنہاں ہیروند ۔۔۔ شہرۂ خلقان ظاہر کے شوند
انیمہ دار ند در چشم ہمچکس ۔۔۔ بر نیفتد بر کسا شان تا نفس
ہم کرامت شان ہم اثبار حرم ۔۔۔ نام شان راہشتہ اند اجلال آں
یا مسدائی کر مسائے خدا ۔۔۔ کو تراے خاندان سو کہ بیا
شش جہت عالم ہے کرام اوست ۔۔۔ ہر طرف کہ بنگری اعلام اوست
گر کریمے گوید آتش زر آ ۔۔۔ اندر آ زود و مگو سوزد مرا
کو ز آتش زرکش نسرین کند ۔۔۔ وز سمائش مغز ہا سر بر زند
در حقیقت آتش از سیمبر ہے ۔۔۔ گلخنے دوستار خوان ابنیاست

حکایت انس بن مالک کا تنور میں اور بہ سلامت نکلنا

حکایت النساء دسترخوان انس بن مالک فاسقین آن

یعنی انس فرزند مالک سے سنا	کہ کوئی مہمان کھانے کو بلیا
وہ یہ کہتا جبکہ کھانا کھا چکے	دیکھا دسترخوان انسی زرد ہے
اور میدہ ہے کہ اے خادما	تو تنور اندر اسے ڈال آ شب را
اُس نے ڈالا پس تنور اندر اسے	جو وہ ہُدہُد تھا جو کہ آگ سے
سارے مہمان جمع ہیں رہتے ان سے	منتظر پس چلنے دسترخوان تھے
پھر نکالا اسکو پس تنور سے	تھا سفید اور مہمان خوش ہو رہے
قوم بولی کہ اے اصحاب نبی	کیوں نہیں اب چلتا ہے سیاہی
بولا بہتر ادب کو دسترخوان سے	مصطفےٰ نے پوچھے ایسا کیسے
اسکو دل پر خوف عذاب آ گیا	ایسے ہوتے ہے رکھو تو ادب
ایسا خلعت جب جہادی کو ملا	جان عاشق کو کرے کیا کچھ عطا
خاک کو کعبہ کی جو قبلہ کیا	خاک مردوں کا ہو اٹھنے میں مدد
بعد اسکے انس کنیز سے کہا	باوجود اسکے نہ کچھ تو نے کہا
تو نے کیوں پہنکا وہ ٹکے کہنے پر	جانا ہنسے وہ تمہارا دعوت بعید ہے
ایسا دسترخوان تو نے تھیتی	پھینکا کیوں تو انس کہ آمد ہوئی
بولی رکھتی ہوں سبھی سے امید	اور عباد اللہ سے رکھتی ہوں امید
کیا ہو دسترخوان اگر کہو ہو بچھے	آگ میں گر میں گرد سے خوش ہے
اعتقاد از بس کہ بر ان ہے مجھ کو	فکر کم سے انکے نا امید ہرگز
سر کو ڈالوں اور جو دسترخوان کا	بس کہ یوں کے بھروسے پر ہو
خود کو اس کے پہ فدا میں کروں	کم نہیں ہے صدق ان کے ہمدم
مرد کاوہ دل کہ کم عزیز ہے جہ	بس چو اوہ ہے جو کم ہمت ہے

قصۂ فریاد کو پہونچنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کی کہ بسبب نہ ملنے پانی کے پیاس سے

قصۂ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب کہ از تشنگی و بے آبی درماندہ بودند دل

مرے جاتے تھے اور شتر وغیرہ قریب ہلاکت تھے

ایک جنگل میں عرب کو اک گروہ
اُس بیاباں میں جو پیاسا اک گیا روان
ناگہاں فریاد رس کو نیند کے
دیکھا واں آکر پڑا اک کارروان
آگے اونٹوں کی زبان نکلی ہوئی
رحم آگو آیا بولے چند یار
اونٹ پر اک مشک حبشی لے چلے ہو
اُس شتربان کو مع اُس اونٹ
سمت ٹیلوں کے گئے وہ تیز جی
اونٹ پر حبشی غلام اک جائے ہے
بس کہا اُنکو بلائے لیں تو آ
بولا میں نے جانا وہ کون ہیں
سید و سرور محمد نور جان
ہر طرح تعریف کی اُنکی ولے
کر گرو عاجز کیا ہے سچ سے
کھینچکر دو لے اُنکو اُس جگہ
پاس لب حضرت کے لائے اُنکو دو
سب نے سیراب ہو اُس آب مشک سے
مشک شکنہ سے بھرا اُس مشک سے
یہ کسی نے دیکھا اک شکیرہ سے
یہ کسی نے دیکھا مشک اک آپ سے
مشک پوشیدہ تھی مع فضل سب
جوش سے پانی ہوا جو کم ہوا

خط بارش سے تمامی تشنہ آب تھے
تشنگی سے آئی آنکھے اب پہ جان
مصطفےٰ آئے مدد کے واسطے
گرم ریتی پر پڑا ہے تشنہ جان
خلق اک ریتی پہ اُس ٹیلے کی ہوئی
جلد جاؤ دوڑ کر ٹیلو کے پار
جلد میرا پانے کی جانب جائے ہو
لاؤ میرے پاس تم اس جگہ سے
بولا اُس ساعت کہ دیکھا یہ سماں
مشک پانی کی بھری پہنچا ہے
اس طرف فخر البشر خیر الورا
بولا وہ خوش خود وہاں کون ہیں
بہتر از افضل شفیع مجرمان
بولا وہ تحقیق ساحل ایک ہے
آدھا بانٹا میں نے تاکوں اُن کے
چیلکر کھسٹ بڑا وہ بر ملا
بولے تم پانی پیو اور پھر کہو
اور پیا اُنھوں نے اور ہر ایک نے
کہ ہوا حیران اُس مشک سے
اتنی دو نرخ سرکی ہیں اُنکے
اتنی شکلیں ہو بہو ہیں ایک سے
اتنی بحر اصل سے باحکم رب
وہ ہوئی سرد جسی پانی پھر ہوا

بمرگ نہادہ بار کشہای ایشان قریب بہلاکت بودند

اندران وادی گرہی از عرب
در بیاباں آن بیابان ماندہ
ناگہانی آن بمنت ہر کون
دید کاروانہا کاروانی پس بمرگ
اشتران شان زبان آویختہ
خلق اندر یک سرور بختہ
چند یاری سوی آن کشان بدید
کرسیاہی بر شتر مشک آورد
آن ستربان سیہ را باشتر
سوی من آرید یاران من
بندہ موسی شہ سیہ را اشتر
پس بدو گفتند موسی خیر اندر
گفت من نشناسم او کیست او
سید و سرور محمد نور جان
مہتر و بہتر شفیع مجرمان
نوعہا تعریف کردندش راست
کہ گرو دے راز بون گرداو سجر
گشتہا لش در بدند آن دم ز من
چون کشاید عرش پیش آن عمل
جملہ ازان مشک و سیراب گرد
رایہ پر کرد و مشک او پر شد ہنوز
این کسی دید است کو یک مشک آب
این کسی بیند کہ یک مشک آب
مشک خود در دو یش بود دی متصل
آب از جوشش ہی گردد ہوا

خشک شد از خوف بیاران شان قریب
کاروانے مرگ بر خود خواندہ
مصطفےٰ پیدا شد از درہ بشتر
بر لب ارگ رہ صعب و بشتر
خلق اندر یک سرور بختہ
چند یاری سوی آن کشان بدید
سوی میر خود بزود سے میرود
بعد یکساعت بدید ند نخیلان
راویہ پر آب چون بدیہ بہر
این طرف فخر البشر خیر الوری
گفت او آن ماد روی تن نجو
گفت انا او دگر آن عاصی است
من نیایم جانب او دیم شہر
او فغان بر داشت بر شیخ و گفت
گفت تو شد آب بر وارید نیز
اشتران دید کہ نے ان آب خورد
ابر گردون خیرہ ماند او مشک او
سر گرد دسوی چندین ماویہ
گشت چندین مشک پر آب انبساط
میرسید از احوا و از مجرا اصل
دان ہوا گر گردد از سرمی ہوا

بل علاوہ اس حکم اسباب سے | آب کو تکوین لا یا عیب سے | بلکہ یہ اسباب پیرون ز حکم | آب رد یا نیز تکوین از عدم
جو تجھے اسباب طفلی سے دکھے | جہل سے اسباب کا باندھے بھرم | تو ز طفلی چون بسبب ہا رہ نہ | در سبب ہا جہل چون رنجیدہ
اوید سبب بھو لا تو اسباب سے | مائل اس روپوش کا ہے اسبابے | باسبب از مسبب غافلے | کاین رو و پوشہا ز ان ہا ملے
جو گئے اسباب سر پیچا تو | ربنا و ربنا کہو گا تو | چون سبب ہا رفت بر سر منزلی | ربنا و ربنا ہا ے کنی
رب کے اسباب کی جانب قطعا | یاد کیون صنعت کو پیری پیا | چون ز صنعم یاد کردی اے عمو | منکرم کے سبب زان مدبر
بو لہب اسکے رہو نین تیر اہب | تو سبب کو کیون ز اُس کر کر | گفت زین پس من پرانیم ہمہ | ای تو اندر قہر و بیناے کیست
دہ کہے رد والعاد و تیر کام | او تو تو بہ عمد مین ہو گئے غلام | گو مدیش رد و الحاد و کفر | رحمتم پر است بر رحمت نہم
پیر دہ دیکھون مین ان رحمت اوان | پیر ی رحمت پر ہون رحمت پہ ہو | لیک من آن منکرم رحمت نہم | از کرم اینہم چہ بینوا ی مرا
عہد بد از دیکھون کرتا ہون عطا | تو کرم پر ے کیا چاہے بھلا | شکرم عہد بابت بد ہم عطا | ور تو بد عہدی و نسیان مو ظا
مجھ سے سب بد عہدیان ہی نسیان و خطا | مجھ سے بد عہدی نسیان و خطا | از من آید جملہ احسان و وفا | لیک معذوری ہمین را دیدہ
تو سبب ان لغزش ہی پیچسا | تو ہی معذور اب تجھے ہے یہ گلا | حاصل آنکہ در سبب پیچیدہ | ما محمد چیست این اے بحر جو
قافلہ کام انکے سے حیران ہوا | یا محمد کیا یہ ایسا خو د پسندا | قافلہ حیران شد از کار او | قافلہ حیران شد از کار او
کر دیا رو پوش مشکیزہ کو اب | غرق تو نے کر دیا روم او عرب | کردہ رو پوش مشک خر در را | غرقہ کردی ہم عرب ہم کر در را

اُس غلام کی مشک کا پُر ہونا غیب سے ببرکت معجزہ | مشک آن غلام پُر شدن از غیب بہ معجزہ
رسول خدا کے اور سپید رو ہو جانا اُس غلام حبشی کا | رسول خدا و سپید شدن آن غلام سیاہ

اسی غلام نے یکبر مشک اپنی خود | تا کسے بین کہ وی تیک ہد | تا نگوی در حکایت نیک و بد
حبشی حیرت مین ہو بر ما ن | لامکان سے آتا ضیا اُس سے | ہی وسید از لامکان ایمان او
دیکھا کہ چشمہ ہوا سے ہر دان | مشک اُسکی فیض مین تھا کہ ان | مشک ا و رو پوش فیض آن شاہ
اُس نظر نے جا ے پر کے اور ہی | چشمہ جاری نہین تک گئی | تا معین چشمہ غیبی رسید
چشم گریان وہ ہوا اسکے غلام | بہر او وہ خواجہ کو اخراز مقام | شد فراموشش خواجہ در مقام
ہاتھ پانون را چلنے سے ہے | جان مین اک ازدہ پیدا ہے | تر ک افگند در جانش آل
مصلحت کو پیش مین اُسکو کیا | کر تو آنچہ پوش مین ما رد ضیا | کہ بجوشش آ ب از رد ای متنفیر
اب نہ حیرت کے حیرت ہو سر | اب تو کر جلدی اسی سر کو فرو | زین زمان ورہ را چالاک رو
مصطفے کے ہاتھ کو منہ پر لگا | او در بوسہ عاشقانہ بس دیا | بوسہ ہا ے عاشقانہ پس بلام

مصطفےٰ گرنے ہاتھ کو اسکے ملا — تشنہ ہے اور ترشنہ آسے ہمدم کیا — مصطفےٰ دست مبارک پر خوش — از زمان مالید کرد او فربہ خوش

شد سپید آن رنگی او حبشی — روز روشن شب ہوئی اسکی لٹا — ہمچو بدر روز روشن شد حبیب

شش یوسف وہ جمال نادرہ ہوا — بولے اتبو جا بیان کر ماجرا — یوسفی شد در جمال دلال

بے سر و پا سے وہ اک ہو گیا — راہ چلنے مین نہ جانے سے پا — او ہی شہ بی سر سے پا ہست

دو بھری شکین و چشمی لجلا — سو خواجہ کاروان سے وہ گیا — پس بیا بیدار دشمک پر دلان

خواہ بیٹھا منتظر تمھارا وہ ہے — کہ غلام اسکا بس آیا دیر سے — خواہ بر در منتظر بنشستہ بود

دیکھ خواجہ دور سے حیران ہوا — اہل اس وہ کو تحیر سے کیا — خواجہ از دورش بدید و خیرہ ماند

یہ ہمارا اونٹ و شکیزہ تو ہی — کیا ہوا حبشی غلام اب تو مجھے — ارو یہ با اشتر ماہست این

دیکھنا خواجہ کا غلام اپنے کو سفید — پر اور نہ پہچاننا اور کہنا غلام کو — دیدن خواجہ غلام خود را سفید پر و دنشناختن و باغلام

کہ تو نے میرے غلام کو مارڈالا اور اسکے خون سے تجھکو پکڑا — گفتن کہ تو غلام مرا کشتہ و خون او ترا گرفتہ

ایک وہ آتا ہی بدر از راہ دور — نور دن ہے غالب اسکو سنج کافور — بیذیر فورد روز از پرتو ش نور

وہ غلام آوارہ شاید مر گیا — یا کہ اسکو گرگ نے کشتہ کیا — یا بدر گرگے رسید آشفتہ شد

یا کہ اسکو مار شاید اژدہے نے — اونٹ اسکو لایا بان تقدیر سے — اشترش آورد انجا از قدر

پاس جو آیا کہا تو کون ہے — یا من زادہ دریا ہی ترک سے — یا من زادے دیار نیستی

کیا کہا میرا غلام اس سے کہو — اسکو گر ارا ہم حیا مت کرد — گر بگشتی دانما حیلت مجو

بولا گر من مارتا پھر آتا کیون — ہون مین اپنی تو آپ ہی مین نیست این — چون بیا مد پیش گفتش کیستی

بولا ذرا کرتا ہون اب مرا — جا ہیے سچ کہنا بیدار اس شکا — کو غلام ما پر کردی ہلاک

بولا مین ہون و غلام اپنی ترا — فضل حق کے ہاتھ نے ہے شر من کیا — گفت گر گشتہ تو ہون آدم

صدر دیکھا ہدرالک مین ہو گیا — اہل فضل قدر ادراک مین ہو گیا — گفت ذ ذر نگہ دا مت

مین تو کیا اسکو ہی کہتا ہون غلام — مین نہ چھوڑون گا جکڑ کر تجھکو کام — کو غلام من بگفت اینک تم

بولا تیرے بید اسکے ساتھ کے — کہتا ہون مین یا کہ یا کہ بیٹے مجھے — دیدہ ام صد در دو بدر گشتہ ام

ان دونون سے کہ خرید مجھکو تھا — بے تاک کا کہتا ہون مین ہر جا — من نخواہی سر بسر ہا زن نخواہی

ساتو مانے جسم ہی ہے ہر ایک — گر چہ ہی راستگ صبح ہوئی — گر چہ ارشد بیزمن ہے کشور

دوسری ذات ہوئی پر جان اک — تو رنگے رنگ شد اوراکان تا — فارغ از رنگ است زار کان تا

ترجمہ شناسان اب بگو بمن بس بیہودہ نے
آب خوش آید تشنہ تم ہین چہ جوئے

تن شناسان زود ما را گم کنند
آب نوشان تن شکار تم کنند

جان شناسان آن کہ ما خالع انند
غرق ہین در دریا بچون مین گم

جان شناسان از عدد ہا خالع انند
غوطہ در دریاے بچون مینند چند

جان شنو از راہ جان جان شناس
یار بینش شو نہ فرزند قیاس

چون ملک با عقل یک سرشتہ ام
در طلب حکمت دو صورت ہوے

بر ملک او در صورت گشتہ اند

آن ملک با عقل زیرک ہمراند
آگہ از پیچیدگی مشغول ہم

در پے ہم بیجو دنبال سراند

آن ملک چون مرغ بال و پر گرفت
عقل چے پر جوئد او در فر گرفت

دین خود بلند است پرو فر گرفت

الحذر ہر دو ستانہ آمدند
دونون خو شر او بد با ہر گرہ

ہر دو خو شتر پشت بہ پشت گرفتند

ہم ملک ہم عقل حق را دو اصل
دونون آدم کو مدد ہی کرین

ہر دو آدم را سعیدی ساختند

نفس و شیطان تیز را دان اند اصل
دشمن آدم کے دو اور ہی ہین

بود آدم را عدو و حاسدے

آنکہ آدم را بدین دید او سزید
نور کا جنے اہین دیکھا تھا

دانکہ نورے بود تن دید او پلید

آن دو دیدہ و شان بود بہ زین
این دو دیدن کو نہ چیز دیگے

وین دو را دیدہ نہ بیند بہ یقین

این بیان آنون چو خود تاریخ یافت
ست ہو دو دیدن کو تو ہیچ نہ سمجھا

چون نشاید جز ہو د آہیل خو انگ

آگے بہر کے پیچے ربط ہو کچھ
کے تو ان بی شبہ گفتن از عدم

ہاے ہو جو کی ہو مین کہ بس کرے

نیک گردد و بگردد نیک کس
شرح کہنے والا کہ پاے رسنج

مستحق شرح را سنگ و کلوخ
کر گوا ہی طفل یا تین کر دکھے

این نیاز مرمی بود ہست و ورد
خفیہ گویائی رکھے ہر جز ہر ترا

جز و ادبے او برلے او گفت
سنگری مین تو ہیسا کتبہ کے

دست و پا شاید شود ہست ہی
ناطقہ چپ ہو جو تو گویا ہوا

ور نباشی مستحق شرح و گفت

آب نوشان تن شکار تم کنند
غوطہ در دریاے بچو مینند چند

یار بینش شو نہ فرزند قیاس
بر ملک او در صورت گشتہ اند

در پے ہم بیجو دنبال سراند

دین خود بلند است پرو فر گرفت
ہر دو خو شتر پشت بہ پشت گرفتند

ہر دو آدم را سعیدی ساختند
بود آدم را عدو و حاسدے

دانکہ نورے بود تن دید او پلید

چون نشاید جز ہو د آہیل خو انگ
کے تو ان بی شبہ گفتن از عدم

نیک گردد و بگردد نیک کس
ہاے ہو جو کی ہو مین کہ بس کرے

مستحق شرح را سنگ و کلوخ
شرح کہنے والا کہ پاے رسنج

یہ تو ہم کا نیاز او در و رد ہی
کر گوا ہی طفل یا تین کر دکھے

اسکے جزئے اسکی خاطر خود کہا
خفیہ گویائی رکھے ہر جز ہر ترا

تیرا دست و پا گواہی تیری دے
سنگری مین تو ہیسا کتبہ کے

تو نہین ہی مستحق اس شرح کا
ناطقہ چپ ہو جو تو گویا ہوا

بیان مین اسکے کہ حقتعالی نے جو کچھ دیا و پیدا کیا موافق حاجت کے پیدا کیا اپنے کو اور چیزون کا محتاج کر کہ تا دیوے کے

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ

ور بیان آنکہ حق تعالی ہر چہ داد و آفرید ہمہ بہ ستد عاد حاجت آفرید خود را محتاج چیزی دیگر یا ید کرد کہ تا بہ دہد کہ

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ

پیدا کل ہے واسطے محتاج کے
پائے طالب ہے کو جو تالاش ہو

آسمان اللہ نے پیدا کیے
جان لے تو رفع حاجت کے لیے

ہر چہ روید از پے محتاج رست
تا نیابد طالبے چیزی کہ جست

حق تعالی کاین سکنات آفرید
از برائے رفع حاجات آفرید

جو کوئی ڈھونڈھیگا آخر پائے گا — رحمتوں کی مڑہ ہے ہونا درد کا — ہر کہ جویاں شد یابد مایہ یافت

درد ہو جس جا دوا جائے وہاں — فقر ہو جسجا غنا جائے وہاں — ہر کجا فقرے فنا آنجا رود

جس جگہ مشکل وہاں ہے جو اب — جستجو ہستی وہاں جا ہر آب — ہر کجا مشکل جواب آنجا رود

آب کم جو تشنگی آوریست — تا کہ پانی تیرا ہو پر جوش تر — ہر کجا پستی ست آب آنجا رود

جب تلک پیدا نہ ہو آنکے ہو — چھاتیوں میں دودھ جاری ہے سدا — تا ہوشیار آب بالا آب رود

کر تلاش اور تلے تو دور کر — تا حرارت تشنگی ہو نہ بشتہ — گرد بدین بالا و بالا بیستیہا بدو

بعد اُسکے تو ہوا کی بانگ سے — بانگ آب سرد کی از بس سنے — بانگ آب چون بنوشی ای کیا

تیسری حاجت کم نہیں بھلا نہیں سے — کہ وہ لے پانی کو اور جا نہ جیسے — حاجت تو کہ نباشد آخرش

کان پانی کا پکڑ کر کھینچیے تو — خشک کھیتی کی طرف خوش بہے تو — گوش گیری می آب را در می کشی

بہ کشت جان کہ جوہر ہی چھپا — ابر رحمت آب کو غر سے بھرا — ابر رحمت پر ز آب کوثر ست

تا سقاہم ربہم آے خطاب — تشنہ ہو واللہ اعلم بالصواب — تشنہ باشی اللہ اعلم بالصواب

آنا عورت کا فرہ کا مع بچہ شیر خوار کے پاس رسول خدا علیہ السلام کے اور گویا ہونا بچہ کا معجزہ رسول خدا علیہ السلام سے

آمدن زنی کافرہ با طفل شیر خوار نزد رسول خدا علیہ السلام و ناطق شدن طفل بمعجزہ رسول خدا علیہ السلام

ایک عورت کافرہ اس گل نو ہے — امتحان کو آئی حضرت کے کنے — سوی پیغمبر دان شد امتحان

پاس پیغمبر کے آئی تم چھپا — ایک بچہ گود میں دودھ کا — ہمرہ ان در یک بغل نہ کافران

بولا بچہ سلم اللہ علیک — یا رسول اللہ قد جئنا لیک — پیش پیغمبر بیامد یا خدا

مان نے غصہ ہو کہا چپ رہ ولے — یہ گواہی کسنے سکھلائی تجھے — گفت کو اللہ سلم اللہ علیک

کہنے یہ سکھلا یا ہے بچہ ذکی — کز زبان طفل من ہوئی گویا تری — مادرش از خشم گفتش می خموش

بولا حق سکھلا کے جبرئیل سے — ہمکلام اب مجھ سے جبرئیل ہے — این کیست آوازت ای طفل نفیس

بولی کان ہو تو لا کہیں سر پے ہو — تو نہ دیکھے کز نظر اب فرق پا — گفت حق آوخت و انگہ جبرئیل

سر پے میرے ہو کھڑا یہ جبرئیل — مشورت سے ہوگیا مجکو دلیل — زر بیان با جبرئیلم من رسیل

بولی تو دیکھے کہا ہون دیکھتا — سر پے تیرے ہو کہ پستا بدرسا — گفت کو گفتا کہ بالای سرت

مجکو سکھلاتا ہو وصف نبی — اور بلندی دی مجھے پستی سبھی — می بیا موزم ترا وصف رسول

بولے حضرت کو اور طفل شیر خوار — تام تبلا ہو مطیع ای ہوشیار — پس سوئش گفت کہ طفل رضیع

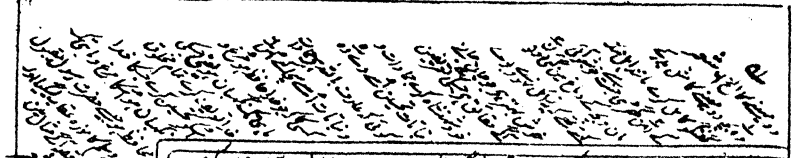

بوہ حق کے پاس دم عبد العزیز | عبد عزی کہتی ہے یہ بدتمیز | گفت ہم پیش حق عبد العزیز | عبد عزی پیش این گفت چیز
بین جون پاک عزی سے بیزار ہو گیا | ہو قسم اسکی کیا جگر نبی | من ز عزی بی پاک بیزاری مجری | حق آنکہ دادت این پیمبری
دو مہینے کا وہ پھر پیش مدہ | گفتگو کامل کرے جون اہل صدہ | کودک دو ماہہ بچون ماہ بدر | درس بالغ گفتہ چون صاحب نظر
آئی پس جب وہ شب اس گھر میں | مان دیکھے کے دماغ اندر گئی | پس خود آمد اندر زجت در رسید | تا دماغ طفل او بر گو کشید
دونون گتے تھے کہ یہ اس نور | ہوے خوش بہتیر ہو کے جان چور | ہر دو دعی گفتند کہ خوف ستوط | جان پدرون بہ بریں گو مضبوط
جسکی قعر بیضیں ہفشہ خورد کے | جاہد دنامی اسے یکسین دے | آنکہ قعر بیضش ہفشہ خورد کند | جاہد دنا میش مصدق زند
وہ کوئی کہ عارف باللہ ہو | جاہد دنامی اسے سچا کہے | آن کسی را کہ معرف حق بود | جاہد دنا میش مصدق بود
اس کسی کا جو کہ حافظ ہو خدا | مرغ واہی کی نگہبان ہو بلا | آن کسی را کش خدا حافظ بود | مرغ واہی مرد را ہا رش شود

بجانا عقاب کا موزہ رسول علیہ السلام کو ہوا پر اور الٹ دینا		ربودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام را و بردن	
موزے کا اور گرنا سانپ سیاہ کا آسین سے		بہواد نگون کردن از موزہ ماری سیاہ افتادن	
آسین سے تھے کہ آیا آواز صلا	مصطفے نے سے اعلاے سنا	اندرین بود ند کاواز صلا	مصطفے شنید از سوے علا
پانی مانگا اور وضو تازہ کیا	ہاتھ منھ کو دھویا اور زیبا کیا	خوب آبی در وضو را تازہ کرد	دست در دست از زمان آب سرد
پاؤن دھو کر قصد موزے کا کیا	موزہ اندر لیگیا موزہ رہا	ہر دو شست و بموزہ کرد رو	موزہ را بر بود یک موزہ رہا
موزہ لینے کو جھکے دو خوش خطاب	اے اسرافیل تم لے موزہ عقاب	دست سوے موزہ بر آن خوش خطاب	موزہ را بر بود از دست عقاب
لیگیا موزہ ہوا ہین جون ہوا	جو کہ بیٹھا سانپ اک آسے گرا	پس نگون کرد و از ان آمد فرا	
جو گرا موزہ سے اک مار سیاہ	ہو عقاب سیاہ بس سنگین راہ	در فشاند از موزہ یک مار سیاہ	
لایا پھر موزہ عقاب از زینہار	بولا لیجے جایئے سوے نما	ہمچو آن موزہ را آورد باز	
یہ جو گستاخی فروتر سے کری	بیٹے گستاخی ادب سے ہو کری	از فروتر رت کردم این گستاخی	
اے وہ گستاخ پاؤن کو دیکھے	بے فروتر کے ہوا نتوی ہو دے	وای کو گستاخ پائے می زند	
شکر اسکا کے حضرت نے کہا	بیٹے جانی یہ جفا و تھی وفا	پس سرش شکر کرد و گفت ہا	
لیگیا تو موزہ مین برہم ہوا	لیگیا تو غم مرا غم محکم تھا	موزہ بربودی من برہم شدم	
گرچہ مجھ پر غیظ ظاہر تھا تھا	خود سے تھا شعلہ اسلام دل	گرچہ ہر قیصے خدا را نیک خود	
بولا مجھے دو لب غفلت مجھے	غیب مینی میری تیر اعکس ہے	گفت دور از تو کہ غفلت از تو	
سانپ موزہ مین دیکھے اندر ہوا	مجھ سے فی ہو عکس تیر مصطفے	مار در موزہ بہ بینم در ہوا	

جو کوئی ڈھونڈھے گا آخر پائے گا — رحمت کی جڑ ہے ہونا دردکا — ہر کہ جویا شد یابد عاقبت — مایۂ دردست اصل مرحمت

درد ہو جس جا دوا جائے وہاں — فقر ہو جس جا غنا جائے وہاں — ہر کجا دردے دوا آنجا رود — ہر کجا فقرے غنا آنجا رود

جس جگہ مشکل وہاں ہے جواب — جستجو کر پستی وہاں جا ہے آب — ہر کجا مشکل جواب آنجا رود — ہر کجا پستی ست آب آنجا رود

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا نجوشد آبت از بالا و پست — تا زیادہ طفلکاں بر کف زنند — کے روان گردد ز دریا ہائے نیل

جب تلک پیدا نہ ہو آنسو کے جوش — تا نہ جوشد چشمۂ رحمت ز کوہ — تا شود سوی تشنہ دو رحمت اگرد — رو بدیں بالا بالا سوئے مبادو

کر تلاش اور تلے تو دور تک — تا حرارت تشنگی ہو بیشتر — تا کہ آوے تشنگی کی آگ جوش — بعد اسکے تو ہوا کی بانگ سے

بعد اسکے تو ہوا کی بانگ سے — تا نہ بانگ آب نہر کی آوے سنے — بانگ آب جو نیز شی اسی کیا — ہانگ آب جو نیز شی اسی کیا

تیر لگی حاجت کم نہیں بھلائی سے — حاجت تو کم نباشد آفرینش سے — آب را گیری سواد کشی پیش — آب را گیری سواد کشی پیش

کان پانی کا پکڑ کر کھینچیے تو — خشک کھیتی کی طرف خوش بہ کے تو — گوش گیری آب را دہی کشی — سوی زرع خشک تا یابد خوشی

بہر کشت جان کہ جوہر ہا ہے چھپا — ابر رحمت آب کو غرسے ہوا — زرع جان را شرح چند نہ محترمتا — ابر رحمت پر ز آب کوثر ست

تا سقا ہم رہبم آئے خطاب — تشنہ ہو واللہ اعلم بالصواب — تا سقا ہم رہبم آید بخطاب — تشنہ باشی اللہ اعلم بالصواب

آنا عورت کافرہ کا مع بچہ شیر خوار کے پاس رسول خدا علیہ السلام کے اور گویا ہونا بچہ کا معجزہ رسول خدا علیہ السلام سے

آمدن زنی کافرہ با طفل شیر خوار نزد رسول خدا علیہ السلام و ناطق شدن طفل بمعجزۂ رسول خدا علیہ السلام

ایک عورت کافرہ اک بچہ لے کر آئی ہے — امتحان کو آئی حضرت کے کنے — ہمدران دو یک فنی نگذاشتند — سوی پیغمبر دان شدند امتحان

پاس پیغمبر کے آئی بچہ چھپا — ایک بچہ گویا دیں دو دہ کا — پیش پیغمبر فرآمد یا خمار — گو دکے دو یا نہ زاد اور کنار

بولا یا رسول اللہ قد صدقنا ایک — یا رسول اللہ سلم اللہ علیک — گفت لو باسلم اللہ علیک — یا رسول اللہ قد صدقنا ایک

ماں نے غصہ ہو کہا چپ رہ ولے — یہ گواہی کسنے سکھلائی تجھے — مادرش از خشم گفتش میمش — گیست نگذارد این شہادت را بپا

کہنے یہ سکھلا یا ہے بچہ ذکی — کز زبان طفلی ہن ہوئی گویا تری — این کیست آیت ای طفل صغیر — کہ زبانہ گشت در طفلی حریر

بولا حق سکھلا کے جبرئیل ہے — ہمکلامی مجھ سے جبرئیل ہے — گفت حق آموخت وانگہ جبرئیل — ز ریان باجہر یکیم سن رسیل

بولی کان ہو لا کیر سر پھرے ہو — تو نہ دیکھے کز نظاب فرق پد — گفت کو گفتا کہ بالای سرت — می نہ بینی کز بما لا السفرت

سر پہ تیرے ہو کھڑا یہ جبرئیل — مستوطر ہے ہو گیا مجکو دلیل — ایستادہ بر سر تو جبرئیل — مر مرا گشتہ لعبد گونہ دلیل

بولی تو دیکھے کہا ہون دیکھتا — سر پہ تیرے ہو کہتا بدرسا — گفت می بینی تو گفتا کہ بلے — بر سر تا بان چو بدر کاملے

مجکو سکھلاتا ہو وہ ضعیف نبی — می بیارد مر ورا مصطفیٰ رسول — بر علوی سیر سا ند ز ریں عقول

اور بلندی دی مجھے پستی سے بیگ — پس سر دش گفت کہ طفل رضیع — چیست نامت تا ز تو گویم شروع طیع

بولے حضرت کہ اے طفل شیر خوار — تام تبلا ہو مطیع امر ہو شیار — چیست نامت تا ز تو گویم شروع طیع

بوہ حق کے پاس عبد العزیز — عبد عزیز اس کی ہے یہ بدنمیز — گفت ہم ہمش حق عبد العزیز — عبد عزیز اس میش این گشت چیز

مین ہون پاک عزیز اسی ہے میرا دوست — ہو قسم اسکی گیا شجاعت ہی — من زعزیزی پاک بیزاری ہی — حق آنکہ داد است این ہمہ یاری

دو مہینے کا دودھ بچہ مش بدہ — گفتگو کامل کرے جون اہل عہد — کودک دو ماہہ نہ چون ماہ بد — درس بامع گفتہ چون صاحب مدد

آتی ہی جس سے خوشبو قوس گری — امان دیکھے دماغ اندر گئی — پس خوبوا آمدہ زجنت در رسید — تا دماغ طفل او را در کشید

دونون کہتے تھے کہ یہ اس نور — ہوے خوش بہتر ہو جاجان جہ — ہر دو ہی گفتند کہ خوف سقوط — جان ہمدون پر بر آید خوب

جسکی تیر بغیش شمشہ خود کے — جامد دنامی اسے عین دے — آنکہ تیر بغش شمشہ خود کند — جامد دنا میش صدر دق زند

وہ کوئی کہ عارف باللہ ہی — جامد دنامی اسے بچا کے — آن کسی را کہ معرفت حق بود — جامد دنا میش صد صدیق بود

اس کسی کا جو کہ حافظ ہو خدا — مرغ داہن تک نگہبان ہر سدا — آن کسی را کش خدا ہی حافظ بود — مرغ و ماہی ہر دم ا حارس شود

لیجانا عقاب کا موزہ رسول علیہ السلام کو ہوا پر اور الٹ دینا موزے کا اور گرنا سانپ سیاہ کا آسین سے

ربودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام را و بیرون بیہوا و نگون کردن از موزہ ماری سیاہ افتادن

اسمعین تھے کہ آیا آواز حلا — مصطفے نے سنکے اعلاے سنا — اندرین بود کہ آواز حلا — مصطفے بشنید از سوے علا

پانی مانگا اور وضو تازہ کیا — ہاتھ منھ کو دھویا اور پیا کیا — خود بآبی در وضو را تازہ کرد — دست در شست او زان آب سرد

پاؤن دھو کر قصد موزہ کا کیا — موزہ اندم لیگیا موزہ ربا — ہر دو بشست و بموزہ کرد رو — موزہ را بر بود یک موزہ ربا

موزہ لینے کو جھکے دو ہر خطا — لے اڑا اس تک سے موزہ عقاب — دست سوے موزہ بر آن عزم شتاب — موزہ ہوا بر بود از چشم عقاب

لیگیا موزہ ہوا مین جون ہوا — جو کہ بیٹا سانپ اک اس سے گرا — پس نگون کرد و از ان مار سیاہ — جوگرا موزہ سے اک مار سیاہ

لاچار پھر موزہ عقاب از زمین — ہو لا لیجے جاتے سوے مہ نشین — در فتاد از موزہ یک مار سیاہ — گفت ہین لسان در حکم خدا

یہ جو گستاخی فرو درسے کری — بیدنے گستاخی ادب سے ہو کری — بس عقاب آن موزہ را آورد و باز — از فرو درت کردم این گستاخی

اے دو گستاخ پاؤن کو ملے — بے فرو رتکے ہوا نتوی خود دے — من ز ادب دارم شکستہ ساختی — وای گر گستاخ پاے می شدند

شکر اسکا کر کے حضرت نے کہا — بینے جانی یہ جفا و تھی دغا — بے فرو رت کش ہوا نتوی دہد — پس سوئش شکر کرد و گفت ہا

لیگیا تو موزہ مین برہم ہوا — لیگیا تو غم مرا غم محکمو تھا — موزہ بربودی و من برہم شدم — این چنین دیدیم و خود دیدہ دران

گرچہ مجھ پر غیظ باہر حق سے تھا — خود سے تھا مشغول اسلام ال — تو غم پروری و من در غم شدم — تا دماغ طفل او را در کشید

بولا لچھے دو لب غفلت مجھے — فیب بینی میری تیر اخلص سے — دل دران لحظہ بحق مشغول بود — جان ہمدون پر بر آید خوب

سانپ موزہ مین دیکھے اندر ہوا — مجھ سے ذہو عکس تیر مصطفے — دید نم آن غیب را ہم عاشقست — عید عزی میش این گشت چیز

عکس نورانی ہے روشن بس تمام — عکس ظلمانی ہو گلخن بس تمام
عکس عبداللہ با کل نور ہو — عکس بیگانہ کا با کل کور ہو
عکس ہر اک کے لائق جان تو — پاس ٹھیرے جسکے جو جاتے جنس کے

عکس نورانی ہمہ روشن بود — عکس ظلمانی ہمہ گلخن بود
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود — عکس بیگانہ ہمہ کوری بود
عکس ہر کس بر مذاق جان اوست — پہلوی جنسے کہ جویا ہاش ایں

وجہ عبرت لینے کی اس حکایت سے و معنی — اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے تحقیق ساتھ سختی کے نرمی ہے

یہ ہے تصویر تیری عبرت کے لیے — تا ہو رہبر حکم پر اللہ کے — عبرت ہوں قصہ ہائے جان فزا — تا سوئے راہی نور حق خدا
تا کہ ہو ہشیار تو نیکو گمان — واقعہ دیکھے جو تو ناگہان — تا کہ زیرک باشی نیکو گمان — چون بہ بینی واقعہ بدگمان
دوسرے ہوں زرد و ڈرے جان — تو ہنسے جوں گل جہد روز زیان — دیگراں رنجند ز بیم آن — توچو گل خندان گہ سود و زیان
کیونکہ گل کی تہی تہی توڑے تو — فی ہنسی چہرے نہ شیر مردہ رو — زانکہ گل گر برگ برگش می کنی — خندہ دلکذار دیگر دمنشی
خار کو کہتے ہیں غم من کیوں ہرون — خود ہنسی کو خار سے کیا من ہرن — گویدا ز خارے چرا ختم بغم — خندہ او ہم ز خار آورد ہ ام
جو کہ فوت ہر تجھ سے از راہ قضا — کہ یقین بگلہ بلا سے لے لیا — ہر چہ از تو یابدہ گردد قضا — تو یقین دان کہ خریت ابتلا
ما اصبت قال جبان الفرع — فی الفواد عند تیان الترع — ما اخطاک قال جبان الفرع — فی الفواد عند تیان الترع
اُس بلا کو تو عقاب پاک جان سے — لیگیا موزہ حبیب اللہ سے — در ربود آن موزہ را ز آن کیخ — ای خنک عقلی کہ شد ایں را شیخ
تا چھڑائے با کو ز خم مارسے — اہ وہ بہتر عقل نے نعرہ رسے — ہمارا ندیاش را از زخمہار — ای اقی اصابنی دہشتکم
بود لاتا مسنوا علی ما فاتکم — ان اقی اصابنی دہشتکم — گفت لاتاسوا علی ما فاتکم
فوت جو کچھ وہ ہو اندوہ و غم — اگر گیا ہو کشتہ تو بھر آئے تو — لیک بھر بہ آن فوت شد غمگین مشو — زانکہ گر شد گندہ آید باز نو
تو نہ زنجیدہ ہو گر آئے بلا — گر زیان دیکھے تو غم اسکا نہ کھا — در زیان بینی غم او ما مخور
وہ بلا دافع بلاے کر بلا — وہ زیان رافع زیان لادوا — وان زیان منع زیانہا شگرف
رحمت جان آیا ہے جان فزا — جمع ہو گر مال ہے جان ہو زیاں — رحمت جان آمد ہا مال چون جمع آمد ہمی جان شد زیاں

چاہتا ایک شخص کا موسیٰ علیہ السلام سے جانوروں کی زبان کو — استدعا نمودن شخصے از موسیٰ زبان بہائم را

بولا اک موسیٰ کلیم اللہ سے — گفت موسیٰ را یکے مرد جوان — کہ زبان حیوان کی سکھلا دو مجھے — کہ بیا موزم زبان جانوران
تا کہ ان حیوان کی آواز ہے — تا بود کز بانگ حیوانات و دد — حاصل اپنے دین میں ہو عبرتے مجھے — عبرتی حاصل کنم در دین خود
یہ زبان جو کہ نبی آدم کی ہے — چون زبانہاے نبی آدم ہمہ — در پے سامان آب و نان کے — اور بھی اہست وثان و دمدمہ
شاید میوں کا طریقہ اور ہو — بوکہ حیوانات را اورد و گر — کہ گذارد وقت کی کرتے ہیں جو — باشد از تندیہ ہنگام گذر

بولعجبی موسیٰ جاہوس کو چھوڑ دے
کہ خطرہ آگے تجھے پس رکھے

عجب اور بیداری حق ہی کر طلب
نے کہ راہ تعالیٰ سے باخبر تو اب

تیز تر وہ منع کرنے سے ہوا
مرد ہو وے منع سے تیز اور سوا

بولا چمکا نور موسیٰ سے تیرا جو
جسنے پائی چیز تجھ سے پائی ہو

کرنا محروم اس تمنا سے مجھے
لائق لطف و کرم کب ہو سکے

حق کی جا قائم مقام اب ہے جو تو
یاس ہووے گر الم نع ہو تو

بولے موسیٰ اے خدا اس مرد کو
پھانسا ملعون دیو نے شاید کہ مرد

گر سکھاوں اس کو تو نقصان ہو
نے سکھاؤں گر تو بے ایمان ہو

بولا اے موسیٰ تو اس کو دے سکھا
نے کرم سے ہنسے رو کی ہو دعا

برے یارب میں پشیمانی ہے
ہاتھ چابے چاک جامہ کو کوے

کب ہو قدرت لاکھ ہر اک بخش کے
عجز بہتر مایہ پر ہیز ہر

فقر فخر آیا ہو اس کو شد سدا
کر دا التقوی ہین دست رسا

یون غنا اور یون غنی مرتہ ہوا
صبر جو مقصد وہے جا تا رہا

عجز اور فقر آدمی کا ہن ہو
اور بلائے نفس ہون فخر رکھے

وہ ہوا ہو غم تمنائے فضول
کر رکھے عادت ہو کبھی صید غول

خوش کہل ہوتی ہو گھوڑا کو
تا پسند ہو گا شکر بیچارہ کو

وحی آنا جانب حق تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام پر
کہ سکھاؤ اسے وہ چیز کہ خواہش کرتا ہے

وحی آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام
کہ بیاموزش چیزے را کہ استدعا مے کند

بندہ وحی آئی حضرت سے کہ ہا
جو کسے وہ من بالطاف و عطا

بولا یزدان تجھکے لائق اگر دے
قدرت اگہ اختیار دون مین تو دے

اختیار آیا عبادت مین تمک
ورنہ بے خواہش کیے پرتا ہے تمک

آنکی گردش کو ثواب اور فوز عظیم
اختیار آیا ہنر وقت حساب

سارا عالم پر ستادہ تسبیح ہے
سود چہری کو نہ اس تسبیح سے

بیچ اسکو دے مگر عاجز اسے
تا کہ غازی ہووے یا رہبر بنے

بعد ازان وحی آمد از حضرت کہ تو
ہر چہ می گوید بلطف خود شنو

گفت بزدان کہ بدہ بایست او
بر گشاد اختیار آن دست او

ورنہ می گردد دنا خوان این خلک
گر دش او را شد اجر و اعتقاب

گا اختیار آید ہنر وقت حساب
جملہ عالم خود تسبیح آمدند

نیست زان تسبیح چہری سود مند
تیغ در دستش بتا از عجز بش کن

تا کہ غازی گردد او یا راہبر

گفت موسیٰ رو کند کین ہوس
عبرت و بیداری از زیزدان طلب

گرم تر شد مرد زان منعش کہ کرد
گرم تر گردد بہی از منع مرد

گفت اے موسیٰ جو نور تو بجاست
ہر کہ چیزے یافت از تو چیز یافت

مرمرا محروم کردن زین مراد
لائق لطف بنا شد ای جواد

یاس ہووے گر الم نع ہو تو
یاس باشد گر الم نع شوی

این زبان قائم مقام حق قوی
سخرہ کر دستش مگر دیو رجیم

گفت موسیٰ یارب این مر سلیم
در نیا موزم زبان کارش بود

گر بیاموزم زبان کارش بود
رد نکردیم از کرم ہرگز دعا

گفت اے موسیٰ بیاموزی کرا
دست خاید جامہ تا را برود

گفت یارب ریش جانی خورد
عجز بہتر مایہ پر ہیز گار

نیست قدرت ہر کسی را سازگار
کہ تبقوی ماند دشش جاودان

فقر زین رو فخر آمد جاودان
کز قدرت صبر با بد رود دشد

زان غنا کو زان غنی مرد رشد
الر بلای نفس پر فرمن غان

آدمی را عجز و فقر آمد امان
کہ بدان خود کرد ہا آن صید غول

آن غم آمد آرزو ہائے فضول
گشتہ شکر نگو ردان بیچارہ را

آرزوے گل بود گل خارہ را

جو ہوا کہ بنا آدم ز اختیار — آدھا ہوز نبور شد آدھا ہوا

کان موسن شد مدے ز نبور وار — کان کافر زہر کے ماند مدار

مکھی ہر سو رسے جو بہتر نبات — تھوک جون نبور ہو آب حیات

مکھا یا جو کا فرے گندہ آپ سے — قوت مکھا ز زہر ہو کہ در وے

اہل الہام خدا چشمہ حیات — اہل تاویل ہوا ز ہر مرات

یہ جہان مین مدح اور ثنا باش کہ — مختاروں سے ہوا اور ادراک سے

جاتے ہین جو ز ندیقی مہان مین — متقی و زاہد و حق جو تے ہین

ہو گئی قدرت ہوا کو ہا عمل — تا نہ پونچی میری لبا سے تو مجھ

خامہ کی پونچی قدرت ہو تری — وقت قدرت کو نگر کھواہی تھی

اب کرے نہ انسان پہ سوسی نے کری — رکھے درک اسکا عنان اختیار

یہ نصیحت آپ کو موسی نے کری — زرد رو کردے تمنا یہ تری

مت سے ذرا اور چھو ڑ اس سود اکو تو — دھوکا شیطان نے دیا انسان کو

جا طلب تو در دسراب مت کے — یہ تمنا رنج مین ڈالے تجھے

بولا گئے کی زبان بتلا مجھے — مرغ خانہ کی زبان سکھلا مجھے

قناعت کرنا اس مرد طالب کا تعلیم زبان مرغ خانگی

دگتے پر اور قبول کرنا موسی علیہ السلام کا اسکو

قانع شدن آن مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی

وسگ و اجابت کردن موسی علیہ السلام اورا

جو ہوا کہ بنا آدم ز اختیار — آدھا ہوز نبور شد آدھا ہوا

کان موسن شد مدے ز نبور وار — کان کافر زہر کے ماند مدار

مکھی ہر سو رسے جو بہتر نبات — تھوک جون نبور ہو آب حیات

مکھا یا جو کا فرے گندہ آپ سے — قوت مکھا ز زہر ہو کہ در وے

اہل الہام خدا چشمہ حیات — اہل تاویل ہوا ز ہر مرات

یہ جہان مین مدح اور ثنا باش کہ — مختاروں سے ہوا اور ادراک سے

جاتے ہین جو ز ندیقی مہان مین — متقی و زاہد و حق جو تے ہین

ہو گئی قدرت ہوا کو ہا عمل — تا نہ پونچی میری لبا سے تو مجھ

خامہ کی پونچی قدرت ہو تری — وقت قدرت کو نگر کھواہی تھی

اب کرے نہ انسان پہ سوسی نے کری — رکھے درک اسکا عنان اختیار

یہ نصیحت آپ کو موسی نے کری — زرد رو کردے تمنا یہ تری

مت سے ذرا اور چھو ڑ اس سود اکو تو — دھوکا شیطان نے دیا انسان کو

جا طلب تو در دسراب مت کے — یہ تمنا رنج مین ڈالے تجھے

بولا گئے کی زبان بتلا مجھے — مرغ خانہ کی زبان سکھلا مجھے

جواب دینا مرغ کا گئے کو

بڑے موسی اب مجھے آجائی — یہ زبان دونون کی ظاہر ہو گئی

صبح کو وہ اذان کے واسطے — منتظر رہے طرف خود ہو رہے

خادم رہے جھاڑا دستر خوان کو — ٹکڑے روٹی کے گرے گا تھے

مرغ نے ٹکڑون کو پہلے لیلیا — بولا گنا ظلم یہ تو نے کیا

تو تو بس کھا لیگا دانے کیسون کے — اور مین ما ہون کھاتے کیسون سے

گیہون اور جو اور باقی ناکب — کھا کے تو اور نہ مینا رے آواز

گھر مجھے روٹی ٹکے ہین تیس دن کے — جبکہ تو لے گنتا بس ہو کا رہے

جواب خروس سگ را

گفت موسی ہین تو دانی ہر یکی — نطق این مرد و شود در تو پدید

با مدادان آن ببرج اذان — ایستادا و منتظر بر آسمان

خادم سفره بیفشاند و فتاد — پارہ نان بیاپ آثار زاد

در ربود آزاد خود سی چون گرد — گفت سگ کردی تو بر باطل رد

دانہ گندم تو دا فی غرد دین — عاجزم در دا نہ غرد ون در وطن

گندم و جو را و باقی مرد ہ — تو تو فی خرد و من فا ہو طرب

این لبا نے کہ قسم ماست آن — ہیر ابی این قدر راز ان مگان

جواب خروس سگ را

مرغ گوید لا صبر کرا و رحم نہ کن — کہ عوض بہتر دہد حق بہ کسے سوا — گر عوض بدہد بہ خدا ازین بدتر مگر

گھوڑا اس خواجہ کا کل مر جائیگا — سیر ہوکر کھائیگا تو تو جو سا — روز فردا اسیر خورد گرگ ہوں

صید کتوں کو ہو فراب کا — کیتو کہے کو شش کے کھانا پائیگا — روزی وافر لو دے جہاں کسب

گھوڑا بجا مر دے جو پسنا — مرغ بس شہر سند گے سے ہوا — پیش سگ شد آن خروس کے تو از

دوسرا کہ دن روٹی لی پھر مرغ نے — کہا پھر جھنجھلا کے بولا مرغ سے — آن خروس سگ بر لب بگشود

اے مسلمان مرغ جھوٹ اب اسقدر — ہو تو ظالم او جیسا نا بیشتر — ظالمے وکاذبے ولے فرو ع

ہو کمان جو بکھرا مونے کا کہا — تو بخوبی اندھا اور مگر و ہوا — کو را خر تو گوی محرومی زراست

باخبر اس مرغ نے اس کو کہا — گھوڑا اسکا گر یا بیل ور حیا — گفت او را آن خروس با خبر

جلد آسنے بجیدلا اسپ دو — وہ زیان اپنا دیا ہو اور کو — اسپ را بفروخت بہت از زیان

لیکن اسکا اوٹ کل مر جائیگا — ہو نیمت خاص کو تو کی بھلا — لیک فردا اشترش گردد سقط

جلد بیچا اوٹ اسکا مر گیا — غصے اس نقصان کے اسکو دبا — زود شتر را فروشید آن مریض

تیسرے دن کتا بولا مرغ سے — اب کہو سرا جھوٹوں کی مجھے — روز ثالث گفت سگ با آن خروس

کب تلک کہے رہ و روغ اے مبتلا — تو در روغی ہین ہو اس اہل روغ — تا بکی گوئی دروغ اے بے فروغ

بولا آسنے اوٹ بیچا جلد جا — ہر غلام ایسا کل مر جائیگا — گفت دلفروخت شتر راستاب

ہو غلام اسکا مرے تو در دیان — دین گر کافروں کو اہل خاندان — چون غلام او سپید و نانما

یہ سنا تو بیچا اپنا وہ غلام — بس ہوا نقصان سے فارغ تمام — این شنید آن غلامش را فروخت

شکر کرتا اور خوش ہوتا کہ مین — تین صد مرغون سے بچا اسوقت مین — شکر ہا می کرد و شاد می شد اکمن

سیکھی جھیرے مرغ دیکھے کی زبان — بد قصا کی آنکھ مین آئی نہان — تاز بان مرغ و سگ آموختم

شرمندہ ہو ناطرع کا لالچ کے سبب جھوٹ ہر ہانے تین حد ون کے — تجمل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سہ حدوہ

دوسرا کہ دن بولا وہ کتا گران — مرغ بسیرد وہ وہ کل مرین گا — روز دیگر آن سگ مرد گفت

گھوڑا ہے ڈیا بجو جھوٹ در آ — اسیا ہے ڈیا بجو جھوٹ در آ — چند چند آخر دروغ دگر گفتو

کب تلک یہ جھوٹ مکر آخر ترا — جھوٹ مین ہی سو آخر ہم کبھی — خود نپرہ جز دروغ از دلرفو

بولا حاشا مین ہیری ہی ہون سے — گفت حاشا از مرو از جنس من — کر بگردیم از دروغ مستمن

جون مرون مرغ ہم مرین آسکو — بہتی قیب آفتاب وقت جو — ما خرسان چون مرون آسکو

پاسبان خورشید کے ہم مل سے مین — گر چھپا دین سگ کو او دیکھے گا نہین — پاسبان آفتاب ہیم از درون

۱۶۲

پاسبان خوشنما لے بین او لیا ۔۔۔ ہین بشر ہین جانتے سر خدا ۔۔۔ پاسبان آفتاب انداولیا ۔۔۔ در بشر واقف ز اسرار خدا

حق نے ہمکو دا سطے پاک نما ۔۔۔ تحفہ انسان کو دیا اندر جہا ۔۔۔ اصل ما راحق پی پاک نما ۔۔۔ داد بد یہ آدمی را در جہاز

ہمسے گر یہ وقت ہو تا کراوان ۔۔۔ سمعو سے تو قتل کر دین ہمکو ان ۔۔۔ گر بنا ہنگام سمعو از ارد و ۔۔۔ در اذان آن قتل لے شور و

بو لہے ہنگام حی علی الفلاح ۔۔۔ خون ہمارا حی کند ہر صباح ۔۔۔ گفت نا ہنگام حی علی الفلاح ۔۔۔ خون را حی کند ہر صباح

جرکہ معصوم اور غلط سے پاک ہی ۔۔۔ وحی جان کا مرغ رہ بیباک ہی ۔۔۔ انکہ معصوم آمد و پاک از غلط ۔۔۔ او خود بس حی جان آمد فقط

مشتری کے پاس جا کر وہ غلام ۔۔۔ مر گیا نقصان ہوا انکا تمام ۔۔۔ آن غلامش مژدہ پیش مشتری ۔۔۔ شاد زبان مشتری آن بکسری

مال اپنے کو بچا یا اسسے یہ ۔۔۔ کشتہ اپنو کو کیا ہر نفع پر ۔۔۔ اگر نیا نبد مالش یا دلیک ۔۔۔ خون خود را نحیت اندر مالیک

ایک نقصان دافع نقصانہا ہے ۔۔۔ اپنی جان پر مال تن قربان کر ۔۔۔ یک زیان رفتہ زیانہا شد دی ۔۔۔ جسم و مال ہست جانہا را فدی

با دشاہون کی سیاست کر ہین تو ۔۔۔ مال دیکر کے چھوڑا لے جان کو ۔۔۔ پیش شاہان در سیاست گستری ۔۔۔ می دہی تو مال مژد ابہتری

کیون قصاص ہین ہوا دان ہو گیا ۔۔۔ مال کو دا دہ سے رکھتا ہو بچا ۔۔۔ عجمی چون گشتہ اندر قضا ۔۔۔ می گریزانے زد او مال ما

خبر دینا مرغ کا مرگ خواجہ سے

خبر دادن خروس از مرگ خواجہ

پر تگیکا خواجہ کل کو کر یقین ۔۔۔ گا کہ اس غم ہین کرینگے واہ و حین ۔۔۔ لیک فردا خواہد امر مر یقین ۔۔۔ گا کہ خواہد گشت وارث جز حزین

صاحبخانہ نہ کل مر جائے گا ۔۔۔ اور بہت کھانا یہان پر آئیگا ۔۔۔ صاحب خانہ نخواہد کرد دفت ۔۔۔ روز فردا نک سیدہ اوں مرت

پارہ نان اور کھانا اور طعام ۔۔۔ ہر گلی کوچہ مین یا مین خاص عام ۔۔۔ پارہ ہای نان و لا لنگ و طعام ۔۔۔ در میان کہ سے یا بذر عام

گاؤ قربانی خیری روجہان ۔۔۔ پائینگے کتے گدا اور سائلان ۔۔۔ گاؤ قربانی زنان بے ننگ ۔۔۔ بر گمان و سائلان بر ند سبک

مرگ گھوڑا اونٹ اور مرگ غلام ۔۔۔ سبھی قضا اک لوٹنے والی ہم ۔۔۔ مرگ بے خبر و مرگ غلام ۔۔۔ بد قضا گردد ان ہای مغز خام

مال کے نقصان سے تو خود بچا ۔۔۔ مال کو زیادہ کیا جان کو دیا ۔۔۔ از زیان مال مرد آن گرخت ۔۔۔ مال فزون کرد و خون خویش ریخت

یہ ریاضت سالکون کی کیلیے ۔۔۔ کہ بلا تن پر ہو جان باقی رہے ۔۔۔ این یا نصہای رو شان بر است ۔۔۔ کان بلا بر تن رسد جا حیات

گر نہ سالک اپنی پلے ہین بقا ۔۔۔ کرتے کیون ہین تن کو لاغر اور فنا ۔۔۔ تا بقاے خود نیابد سالکے ۔۔۔ چون کند تن را یتیم و مالکے

کب ہو اسکے ہاتھ سے جود و عمل ۔۔۔ تا نہ بیند او دراجا تین دل ۔۔۔ تا نہ بیند او دراجا تین دل ۔۔۔ آن خدا ست آن خدا ست آن خدا ست

جو کرے ایسے دے اور بے چا ۔۔۔ دست کے جنبد بایثار کسی ۔۔۔ نور ہو کر روشنی مطلق کی لے ۔۔۔ نور حق گشت و تابش مطلق گرفت

یا ولی اللہ کہ عادت ہی یہی ۔۔۔ انکہ بر دہ بے ہیے سود و ما ۔۔۔ بے عوض دیتے ہین یا دون فقیر ۔۔۔ کو فقیر بے عوض گوید کہ گیر

دو غنی اسکے سوا ہین سب فقیر ۔۔۔ یا دل ہی کہ غنی حق گرفت ۔۔۔ نے پیاز و کندہ و آکندہ ۔۔۔ او پیاز کندہ را نداند ہر دست

طفل جبتک دیکھتا ذی سیب ہے ۔۔۔ او غنی سعد جزا و جملہ فقیر ۔۔۔ او پیاز کندہ را نداند ہر دست

تا نہ بیند کو دکے کہ سیب نیست ۔۔۔ تا نہ بیند کو دکے کہ سیب نیست

سب یہ بازاری فروشے کے واسطے — بہشے دکان پر فروشے کے واسطے — این ہو بازار سر ایں غرض — واندرون دل عرضہا می کند

عمدہ وہ سامان کو بیچا جائیں گے — اور تمنا عرض کریں گے امیر کی — صد متاع خوب عرضہ می کند — ہر دکانے شستہ بہر ایں پاک حرص

فی سلام اک تو سنے اے مرد حر — گر نہ وہ آخر کو پکڑے آستیں — یک سلامی شنوی یا اے حر بہ — کہ نگیرد آخرت آن آستیں

فی سنا میں نے سلام خاص عام — بے طمع کے اسی پر اور دل سلام — بے طمع نشنید ام از خاص و عام — من سلامی بے بر او در دو السلام

جز سلام حق کی آسی کو دھونڈ نہ تو — گھر بگھر اور جا بجا اور کو بکو — جز سلام حق تو ہیں آنرا بجو — خانہ خانہ جا بجا او کو بکو

آدمی کے تحفے سے جو ہیں شاد کام — بس پیام حق سنتا اور بھی سلام — از دمان آدمی خوش تر پیام — ہم پیام حق شنیدم ہم سلام

باقیوں کا پہ سلام امید ہے — سنتا ہیں یہ مومن مخلص خبر سے — دین سلام با فیان بر سر آن — من بھی نوشم بدل خوشتر زنان

کر سلام انکا سلام حق ہوا — آگ سے ہے دود مان انکا جدا — زان سلام اد سلام حق شد ذات — کاتش اندر دود کان خود زود فتد

خود سے مکروہ اور زندہ حق سے ہیں — ایسلیے راز حق کے انکم اب ہیں — تردہ ہست از خدا شد زندہ زیب — زان بود ہر اد بقش در رکیب

تن رفاہت میں مرے ہے زندگی — رنج تن ہے جان کو پائندگی — مردن تن در ریاضت زندگیست — رنج ایں تن نوع را پائندگیست

کان رکھتا تھا وہ بس مرغ بہشت — مرغ سے ستاتا تھا انپر وہ عیاش — گوش بسپارد ابا از فرش ایں عیش — می شنود ابا از فرش ایں عیش

دور نا انس شمس کا طرف موسی علیہ السلام کے واسطے پناہ کے جو خبر مرگ اپنی کی سنی

و دیدن آن شخص ببوے موسی علیہ السلام بزنہار چون نبیند مرگ خود شنید

جو سنا یہ تو کہا وہ دور کر — بس در موسی کلیم اللہ سے — پوش شنید انہار دان شنیدنیست

ناکہ پر ماتا خاشہ وہ خود سے — کر سنو فریاد و تم حق کے لیے — رو وہی مالید بر خاک او زبیم

بولے ہیچ اپنے کو جا تو بہرا — جو ہوا اُستاد چپ سے ہو جدا — گفت او بفروش خر در اد بره

تو مسلمانو نکو ہیچ اپنے یان — اور پھرے ہمیاتی انہی از تو جدا — بر مسلمانان زیان انداز تو

ایسٹ میں دیکھی ہے جو ہیچ پے قضا — کہ تو آئینہ میں دیکھے ظاہر — من درون خشت و یدم این قضا

عاقل اول دیکھتے اُفکار کا — آخری سے دیکھے جو ہی پر مخیل — عاقلان اول بینند آخر ابدل

پھر کرے زاری اوہی کہ نیکو خصال — مت مجھے طعنے دو اور مجھ پر نہ ہنسو — بازاری کرد کای نیکو خصال

مجھ سے وہ آیا کہ ناالائق ہیں ہم — نیک دے نالائقی کی تو جزا — از سن آن آمد کہ بودم ناسزا

بولے جو تو تیرا ہتو ناتھ ہے — کب ہو عادت کو وہ دیں اسکا ہے — گفت تیری حبت اندر است ای کریم

پدر میں اب پہتا ہوں اور روتا ہوں — تاکہ ایماں کس گھڑی بچتا ہے تو — لیک در خواہم ز نیکو داوری

جو کہ با ایماں گیا زندہ ہوا تو — چونکہ ایماں بردہ باشی زندہ — چونکہ با ایماں روی پایندہ

سجدہ کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اور اعتراض کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام پر

سجدہ کرد موسیٰ و بگشاد لب			
کی دعا کرد ایں چنیں پیغمبرے	کز خدا ایمان مسکا تو دے	موسیٰ آمد در دعا جات آن سحر	کای خدا ایمان ما در بوستان ہمہ
بادشاہی کرد او را ہمچو ما	اے تے کی گستاخی شوخی سوے کے	بادشاہی این بر و تخمش کہ او	سبز کرد و خیرہ کرد و بے دعا
گفت یا رب ہر کہ را دادی علم	مال سبحانہ و یہ کنے کو ہے	گفتش این علم و فر و فرزانگی	دفع ہذیان ریہ تو کم زن ادست
ہر عصا کو اژدہا آن کس نہ کرد	دست اہرمن دہا آن کس نہ کرد	کہ عصا اہرمنش اژدر ہا کند	
ہر غیب آرا سر و آموختی	کہ دہ لب کہ نہ سے، اے نو باز بھے	کہ ز لقمہ اب تواند دوختن	
لائق دریا ہمہ جو مرغ آب	تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب	
دو گیا در یا مین مرغابی نبود	دو دو باتھ اسکا پکڑ تو اے خدا	او بدریا رفت و مرغابی نبود	گشت سرگردہ بدست پیر کس کی مرد و

قبول کرنا حق تعالیٰ کا دعا موسیٰ علیہ السلام کو اجابت کردن حق تعالیٰ دعا موسیٰ علیہ السلام را

آمد دعا کو کی قبول اللہ نے	رحم فرمایا بس اسکے عجز پے	کرد اجابت آن دعا را آں زمان	رحم فرمود و شفی بخشید او را فتقا
بولا نخشا میں تجھ ایمان اسے	گر تو چاہے کر دوں زندہ جان سے	گفت بخشید یم ہر او را ایمان تمام	
بلکہ ہمیں مر دگان خاک را	زندہ کر دوں اس گھڑی پیر کے لیے	در تو گوئی ہا ایں زمان زندہ شوند	
بولے موسیٰ یہ جہان مرنے کا ہے	اس جہان میں زندہ کرنے کا ہے	زندہ سازیم ایں زمان نیز او را	
تو جگہ رہنے کی یہ جائے فنا	گفت موسیٰ ایں جہان آخر زمست	آن جہان انگہ کہ پائندہ بود	
رکھیں اپنی تو کرا سے نہاں	آ جانا عاریت ہے فانا	این فنا چوں بود جہان بود نیست	
تا تو جانے کز زیان جسم و مال	گھر لدنیا محفرن کے ہے جہان	باز گشت عاریت ہا پیش ہست	
	جان کو دے فائدہ گھر دے دال	رحمتی فشان بر ایشان ہم کنوں	در زمان فانہ لدنیا مختصر ان
	تا بدانی کز زیان جسم و مال	سود جان باشد انداز دو بال	

۱۴۶

هر ریاضت کاقوه جان بستری — سوز ریاضت جان شوشستری — چون ریاضت بیت بی‌ضیاع
گر ریاضت تا تو بی آنجا رسی — سجده و شکرانه کرامی رسی — در ریاضت آیت بی‌ضیاع
بر ریاضت حق نهاده جود خویش — کی نه تو بی گنج بجوی او رسی — چون حقیقت این ریاضت گر کنی
یک حکایت بس دراین گفتار نیست — تا مزد قصه‌ای نشنود دل جان — این حکایت بشنو و وعظی بخر

حکایت آن عورت کی کاوالاد اوکی نمی‌ماند — حکایت آن زن کی فرزندش نمی‌زیست بحق تعالی نالید

جواب آنکه این عوض ریاضت و مجاهده تست — جواب آنکه این عوض ریاضت و مجاهده تست

هر کرا حق نیکی داده بود — چند بیت او را بیامد بعد سی — پیش او مشغول بود و بی‌خودی
بعد سی سال از برای یک پسر — روی در دعا نهاد و یاد خدا — ناله کرد آن زن که فریادم بگیر
تا مرا یک بچه باشد همچو ماه — جان و تن را نعمت طاعت دهد — تا شود او نور چشم و نور راه
نو مهینه بار و نو فرحت تمام — جان و تن را نعمت طاعت دهد — نعمتم زور و توان و داد و قوس
ترقی دید فریاد اهل الله رسید — این حکایت آن غم ما را زود برد — این حکایت آن نمای زود رو
بس بچه کشکی ایسی ای مرد — زنده کی جان بی آیا سود چه — آتشی در وجان او افتاد و تفت
رحم نے دیکھا ای جنت آسا ایسے — سبز باغ اک پر خوشی بے خلل کے — باغ کے سبزے خوشی بے منتہے
نعمت بے کیف کو بیا ذائق کیا — حاصل نعمت ہو مجموع باغ کا — کاصل نعمتہا است مجموع باغها
ورنہ لاتحصوا نعمت آپ کی کتاب — بولو انو غیب کو زدان چو باغ — گفت نو غیب آید زدان چراغ
فی جوشش آکی مثال اک ایسی ہے — تاکہ حیران اکی لس آپ سے لے — تا بر دو بے آنکه او حیران بود
العرض دیکھ است عورت بے خلل — اس تجلی سے وہ عاجز ہم گی — مثل آن نور بد آمد است شد
دیکھا نام اپنا لکھا اک تصر سے — جانا مالک اپنی اسے دل نے — حاصل آن نور بد آمد است شد
بعد دو بے یہ نعمت آپکی ہے — جو کہا ہماری بین دعا ہے — دید و تصری نشسته نام خویش
چاہیے خدمت بہت کرنا مجھے — تا مجھے پھل آس عبادت سے ملے — بعد ازان گفتند کاین نعمت دراست
التجا میں بکہ تو کاہل جو ہمی — وہ مصیبت آپ پر لے حق کی — خدمت بسیاری بایست کرد
بولی یا رب تیرے بر تک بین فرون — الہا مجکو دے بہانو میرا خون — چون تو کاہل بود اندر التجا
بس بڑھی آپس یا رب عرض آکے جو ہوا — دیکھا سب بچونکی اپنے شکل کو — گفت یارب با بصد سالان فزون
بولی مجھ سے گم ہے مجھ سے گم ہوا — ذکو دی ہے جشم غیب انسان بنے — اندران باغ او چو آمد بیش بیش
تو نہ دیکھے قصہ اور رونے کے لیے — خود بہو جاری جان تن ہی سے چلے — گفت ازبس کم شد از تو نم کشد
خون افزون تا زیت چاپ رسید — تو نکردی فصد از بینی دوید — خون افزون تا زیت چاپ رسید

۱۶۷

مغز ہر سبزہ ہمہ بہر بوست ہست — مغز ہر پوستہ دوست و درتن پوست ہست — مغز ہر سبزہ پوست از پوستش — پوست تن او ان مغز تن دوستش

مغز نادر رکھے آخر آدمی — گر ہوا اس سے طلب کر اک مغز ہی — مغز نغز ہے دارد آخر آدمی — یکدمی آنرا طلب کر ان دمی

جانا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی میں بے زرہ کے — در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ

بازو شد و محمد کے چچا — جنگ میں جاتے جوانی میں سدا — در جوانی حمزہ شہ عم مصطفے — باز می شد شد مدام اندر وغا

ذکر لا تلقوا بایدیکم اسے — بے زرہ پہنے غزا میں آتے تھے — اندر آخر حمزہ چوں صف شکنی — بے زرہ شد ست در غزو ادبی

تملکہ میں کیلیے تو آپ کو — مارتے تھے صفوں خود کو ڈالکر — سینہ بازو دن بر ہنہ پیش پیش — در فگندی در صف شمشیر کش

تھا جوان اور سخت بازو دبکر تو — خلق نے پوچھا اے عم مصطفے — ای ہنر برصف شکن شاہ فحول

جب ہوا تو حاضیف از تاختن — او بالی کرتا ہو حرکت عجیان — تملکہ خواندی ز بیخان خدا

لا بالی کی طرح تیغ و سنان — لیکے بتلائے شجاعت ہاتھ ان — می در انداری چنین در صف تو

تیغ عزت از کمے کو پر ہوں — کسب تمیز ہو تیغ کو او تیز کر — تو نمیر فتی سد صف بے زرہ

کسب و اہو دکہ تجھ سے شیر کو — ابر ڈالے سخت شمن در عدو — پردہ ہائے لا و بالی میزنی

اسطرح غمخوار جو ناداں تھے — بس نصیحت کرتے باعجز اسے — زین نسق غمخوارگان بے خبر — اے بود تسمیر تیغ و تیر را

جواب دنیا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا اس مخلوق کو — جواب او ن امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ آن مخلوق

بولے حمزہ جبکہ میں غالب جوان — در کہتا تھا مرگ کو نزدیک جان — گفت حمزہ چونکہ بودم من چنان — مرگ میابدم وداع این جہان

کون جاتا مرگ کو غیب سے پکر — کب ہو سکا از دہا کے سامنے — سوے مرگ من کس رغبت کے رود — پیش اژدر در بہار ہر منہ کے شود

لیک فوج مصطفے سے ذوق تھا — شمہ فانی کا نہ میں مغلوب ہوں — نیستم این شہ فانی باز بون

حق کی لشکر گہ سے باشاہ کے — فوج سے پر سپاہ جبکو دیکھے — پر ہمی ہیم نور حق سپاہ

خیمہ خیمہ میں طناب اندر طناب — خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب — شکر آنکہ کرد پیدا رنگ خواب

جبکو فرمانا تملک ظاہر دکھے — امر لا تلقوا وہ کرتے ہاتھ سے — امر لا تلقوا بگیرد او بدست

جسکے آگے ہوئے مرنا فحمیاب — ساعتے آمد کہ آنکہ او پس طناب — ساعتے آید مرا ورا ذوطناب

الحمد را ہم مرگ بینوا وا رہو
الصلا اے لطف بینوا وا رہو
الصلا اے قہر بینوا وا رہو
الصلا اے قہر بینوا وا رہو
الصلا اے قہر

صبر تیرا خلد کا ہے آب نہر
جوے شیر خلد ہی تیری مہر

ذوق و طاعت شہد کی اک نہر ہے
شوق و مستی سے خمار اک بحر ہے

ذرہ شاہ اس اثر کے یہ سبب
یہ سبب چھے جو کرتے ہے طلب

کون جا کیوں یہ آنکی چاہے ایسے
این سببہا آن اثرہا را نماند

مبطرف چاہے تجھیں جاری کرے
چار جوئی تیری کی ہر حکم میں

وصف جتنی تو ولیسای کرے
این سببہا چون بفرمان تو بود

جو منی تیری ترے فرمان میں ہے
ہر طرف خواہی رود نش میکنی

دوڑتے ہیں حکم میں تیرے پسر
نسل تیری حکم میں تیرے رہے

وصف تجھیں حکم میں تیرے یہاں
کہ ترے ہم جزو ہیں اور تابع ہیں

وہ شجر ہیں سب تحت فرمان میں
بھی ہے فرمان میں مری جوئی دراں

یہ صفت فرمان میں جو تیرے یہاں
آن درختان مر ترا فرمانبرند

وہ جزا فرمان میں اس تیرے دہان
کہ ثمر تیری صفت کے دہ ہیں

دو درخت ہو کر قوم اک ہے نگلا
چون ز ہر ہست نیم مرد مسلوم رست

مارہ تو نار دوزخ کا ہوا
چون ز خشم آتش تو در دولت آدمی

آگ تیری ان جو آدم سوز تھی
آتش اینجا بوآدم سوز بود

آگ تیری قصد مردم کرتی ہے
آتش تو قصد مردم مے کند

تیری باتیں مثل بچھو سانپ میں
آن سخنہائی چو مار و کژدم است

جو ولی کو انتظاری میں رکھا
انتظار ہشر سانپ ہووے ترا

وعدے کل کے اور یہ سو کل ہے
انتظار حشر ہی افسوس ہے

منتظر اس حساب اندہے
آفتاب سوزیان سے تو جلے

آسمان کو منتظر رکھتا ہے تو
تخم کل چننے کا بس تو بتا ہے تو

تخم دوزخ کا ترا غصہ ہے
مار بس دوزخ کا تو بچہ ہے

ناریہ شہ نہووے جزیہ نور
فورک الطفا نار تا نخن الشکور

ہاتھ میں گر خاک لے نوری ہے
راکھ میں بس نار تیری اک ہے

وہ ہے پر وہ اور تکلف کر نہیں
کون مارے نار کو جز نور دیں

نور دیں چھپتا نہ دیکھا امن نہو
ایک ن ظاہر ہو نہاں گر دو

جان پانی نور کو مت چھوڑ ہے
آگ سے مت ڈر جو پانی تو رکھے

آب صبرت آب جوئی خلد شد
ذوق طاعت گشت جوئی انگبیں

این سببہا آن اثرہا را نماند
کس نماند چونش جا آن نشاند

این سببہا چون بفرمان تو بود
چارہ جو ہر مر ترا فرمان مود

آن صفت چون بر بنا نش میکنی
نسل تو در امر تو آید چست

چون منی تو کہ در فرمان تست
کہ منم چیزوت کہ گردیش گرد

می دود در امر تو فرزند تو
ہم در امر تست آن جوبار دان

آن صفت فرمان تو بود این چنیں
کان درختان وصفات مابرند

آن درختان مر ترا فرمانبرند
پس ز امر تست آنجا آن ثمر

چون بامر تست بنما این صفات
آن درختی گشت ازاں خود مرست

چون ز رحمت نیم مرد مسلوم رست
مایۂ نار مجنم آمدے

چون ز خشم آتش تو در دولت آدمی
انچہ از دی زاد مر او را فرو بود

آتش اینجا بوآدم سوز بود
نار کز وے زاد مر مردم زند

آتش تو قصد مردم مے کند
مار و کژدم گشت میگیرد دمت

آن سخنہائی چو مار و کژدم است
انتظار رستخیز گشت نار

انتظار ہشر سانپ ہووے ترا
انتظار حشر تست مدوا ے تو

انتظار حشر ہی افسوس ہے
در حساب آفتاب جانگداز

آفتاب سوزیان سے تو جلے
تخم فردا ہیں بس تو بتا ہے تو

منتظر مانی دران روز دراز
تخم فردا ہیں بس فردا ے تو

آسمان کو منتظر رکھتا ہے تو
تخم فردارہ روم می کاشتی

تخم دوزخ کا ترا غصہ ہے
خشم تو تخم سعیر و زخ ہست

ناریہ شہ نہووے جزیہ نور
کشتن این نار نبود جز نبود

فورک الطفا نار تا نخن الشکور
نور کرا طفا نار تا نخن الشکور

راکھ میں بس نار تیری اک ہے
گر تو بی نوری کنی خاکی بہ ست

کون مارے نار کو جز نور دیں
آن بگلخن ابلہ زر و پوش ہیں

نور دیں چھپتا نہ دیکھا امن نہو
نامہ بینی نور دیں ہم بس نباشد

ایک ن ظاہر ہو نہاں گر دو
فور تابی دان و ہم بر آب نبس

آگ سے مت ڈر جو پانی تو رکھے
چونکہ داری آب اندر آتش حرص

آگہی یابد ز حال مرغ خاص
کہ بلائے نفس فرزندون کی دو
آپ آب آتش را کشد آتش مجو
می بسوزد نفس فرزندان و

یا ہیں آن مرغابیون کے تو رہو
آپ حیوان تک تجھے پہونچا چون ہوں
گو آن مرغابیان رود زد چند
تا ترا در آب حیوانے کشند

مرغ خاکی مرغ ابی ہم مثال
پردہ ضد ہین تیل پانی کی مثال
مرغ خاکی مرغ آبی ہم تنند
لیک خدا نے آپ رد کنند

ہو دوان ہر ایک اپنی اصل پے
اضطراب ہین کہ ہر اک ہم مثل ہے
ہر یکے بر اصل خود را رندہ اند
اضطرابے کن کہ ہم ماندہ اند

جسطرح وحی است در پیغمبرے
دونون ہین معقولی ہین لیکن فرق ہے
ہمچنانکہ وحی است سوئے وحی است
ہر دو معقول انا لیکن فرق ہست

دونون ہین دلال بازار ضمیر
لیتے ہین سامان جملہ اہل ہنر
ہر دو دلالان بازار ضمیر
رفتہ را می ستانند ای امیر

گر تو ہر صاحب دل کا فکر دان
فرق کر دو فکر مین دلال سان
کہ تو نو ران ولی فکرت شناس
فرق کن سرد و فکرت چون نحاس

گر نہ یہ دو فکر جانے با گمان
لاغلا یہ کر عمل مت کر یہان
در ندانی این دو فکرت را گمان
لاغلا یہ گوی مشتاب مران

تا تفکر مین نہ تیری جان بہو
فی ہوا و کو
تا نماند در تفکر جان تو
فہن نا بدبر تو و بر خوان تو

حیلہ دفع غبن ہونے کا خرید و فروخت مین
حیلۂ دفع مغبون شدن در بیع و شری

اک صحابی نے ہبیر سے کہا
فہن بیع مین مجکو ہوتی ہے ہدا
آن یکے یار ے پیمبر آگہ ست
کہ منم در بیعہا با فہن جفت

کر ہر اک کا کہ نیچے یا کرلے
مثل جادو کے مجھے گمراہ کرے
مگر ہر کس کو فروشد باغرر
ہمچو سحر ست زرر ا ہم بسپرد

بولے بیع مین جو ڈرے تو فہن سے
کرلے لازم تین دن کو آپ پے
گفت در بیعے کہ ترسے از غرر
شرط کن تا روز روز ترا اختیار

کر تامل ہے خدا سے کر یقین
تیری جلدی فعل ابلیسہ یقین
کہ تو ای ہست از یزدان یقین
ہست تعجیلے ز شیطان یقین

آگے سگ کے پھینکے ڈالے نان تو
پہلے سو گھے بو کھائے نان کو
پیش سگ چون لقمۂ نان افگنی
تو کند دانرا خورد ای مستہی

ناک سے سو گھے سو گھے اور ہم عقل سے
سو گھے وہ سو گھے آز مود عقل سے
او بہ بینی تو کند ما نا خرد
ہم بہ بیمش بعقل متقدر

اور تامل کے سبب ہے روز مین
حق سے پیدا زمین و چرخ مین
با نانی گشت موجود از خدا
تا نباشش در زمین مہین چرخ ہا

ورنہ قادر تھا کہ بستے چرخ زمین
پیدا کرتا ایک کن سے یکبین
درنہ قادر بود کز کن بیکون
صد زمین و چرخ آوردی برون

آدمی کو تھوڑا تھوڑا وہ کرام
کرتا ہر چالیس سال اندر تمام
آدمی را اندکے اندک آن تمام
تا چہل سالش کند مرد تمام

گرچہ قادر تھا عدم پر ہے بے گمان
دو ہزار سال کے ہین عہد مین
گرچہ قادر بود کاندر یک نفس
از عدم پران کند بیجا کس

ایسا دم عیسی کو تھا کہ دعا
بود عیسی را دمی کز یک دعا
بی توقف بر حیاتی مردہ را
خالق عیسی نہ تبوا ند کرد او

خالق عیسی کرے ہے سخ تو
بے توقف مردم آرد تو تبو
این ثانی از پی تعلیم تست
کر طلب آہستہ باید کی تست

یہ تامل ہے تری تعلیم کو
بے تامل خلق پیدا آپ سے
کر طلب آہستہ کر بے رنج تو

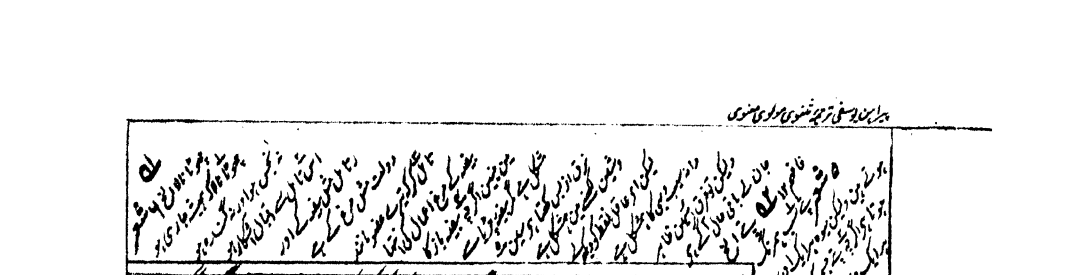

وفات یا تا بلال رضی اللہ عنہ کا ساتھ خوشی کے

وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ باشادی

بولا ذ آواز طلب کو میری جان
بس غرے آتی ہو سوئے مکان

بولی تو میری جان دل ہو مشترا
بولا ذ فی جان مری جو او دلتا

بولی وہ دیدار میں دیکھوں کہاں
بولا خلوت خاص حق کے درمیاں

حلقہ خاص سکا تجھے ہو ملا
گر نظر بالا ہے نیچے کو نہ لا

چمکے اس حلقہ میں نور الہ سے
بیسے حلقہ میں نگینہ ہو کسی

بولی اب ویران ہو خانہ یہ آہ
بولا ست دیکھ ابر تو اور دیکھ ماہ

گفت فی فی بلکہ شب جان من
میسر سد خویش ز غرب و وطن

گفت ای جان و دلم ہم خوشتر ا
گفت فی فی جان من او دلتا

گفت آن رویت کجا ایم ما
گفت اندر خلوت خاص خدا

حلقہ خاص ست حق ہو ست است
گر نظر بالا نکنی فی سوی پست

اندران حلقہ ز رب العالمین
نور می تابد بجو در حلقہ نگین

گفت ویران گشت این خانہ ز رنج
گفت اندر سہ نگر سنگر بسیج

حکمت ویران ہونے اس بدن کی بسبب موت کے — حکمت ویران شدن این بدن بسبب مرگ

گر دیو ویران کہ ہو معمور تر
قوم زیادہ اور گھر تھا مختصر

شکل تو دم تھا میں دا تیا کریں
گر زیادہ انس جان کے شرق غرب

مین گدا اس خانہ مین چین پاتا تھا
قصر شہ کو جا ہے مین شہ ہوا

بادشاہون کو محل مرغوب ہے
گور کا مردہ کہ گھر کس کو ہے

انبیا کو تنگ آیا یہ جہان
جلد بے جون شاہ اندر لامکان

چہان مردون کو دکھتا ہو ہرا
تنگ منی مین کشاد و ظاہرا

گر زمین ہو تنگ نا لے کیلے
جو زیادہ دون ہے کیر ہے

خواب مین ہو جو وقت کہ آزاد ہو
دیکھ وان پر سطح جان شاد ہو

جان ہوئی ظلم طبیعت سے رہا
قید سے فکر و تنگی قید ہی چھوٹا

بس کشادہ یہ زمین آسمان
تنگ آیا اسے وقت ویران

ہو نظر بندی سے چھوٹا اور رہ
قید و اسکار کہ اور فخر آسمانک

تشبیہ دنیا کی کہ بظاہر کشادہ ہو اور بمعنی تنگ جیسے کہ — تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ چنان کہ

تشبیہ خواب کی ساتھ موت کے کہ رہائی تنگی سے ہو — تشبیہ خواب را بموت کہ خلاصی از تنگی ست

جس طرح تمام کہ بس گرم ہو
جان تری گھبرا اور تنگ آئے دو

گرچہ طول عرض مین تمام ہی
جان تنگ ہو گری تمام سے

تا نہ نکلے وان خوش ہو سے نہ
اس بڑے گھر سے تجھے کیا فائدہ

همچو گربا پہ کہ تفسیده بود
تنگ آئی جانت بخشد و شود

گر چہ گربا پہ عریض ست و طویل
آن تپش تنگ آید جان کلیل

صابر دون نائی نہ بکشاید دلت
پس چو سود اندر فراخی منزلت

یا کہ کفش تنگ پوشی ای عموی
در بیابان فرقے میروی

آن فراخی بیابان تنگ گشت
بر تو زندان آمد آن صحرا و دشت

ہر کہ دید او مر ترا از دور گفت
کہ دران صحرا چو لالہ شرنگ گفت

او ندانند کہ تو ہمچون طالمان
از ہمہ زندانہا بدتر جان

خواب آن کفش بتر کردن گرفت
کز زبانی جانت از زندان گذشت

اولیا را خواب ملک است و علف
ہمچو آن اصحاب کہف اندر رقم

خواب بی ہنگام آنجا خواب نیست
در عدم درمی رود ندا باب نیست

خانہ تنگ و درون جنگلوک
کردہ ویران تا کند قصد ولوک

جنگلوکم چون نہ ہین اندر رحم
نہ حما گشتم شاہ نقاران ہم

گر نباشد در رحم جا در ورم
من زرین زندان بیابان آورم

مادر طبعم زور دوم گ خویش
میکند زہ تا بزاید وہ زہ ہش

تا چرد آن بچہ در صحرای سبز
ہین رحم کہ کہ گشت آن بچہ گریز

در وزہ گر بیخ آبستن شود
بر چنین افگستر نہ زندان بود

حامل گریان زہ کا ہل الخلاص
وان چنین خندان کہ پیش آمد خلاص

از جماد و از نبیمہ و ز نبات
جز کسانے کہ تبیہ دعا قتند

بلہ از خانہ خود شتی و اندر آن
تو ز حال خود ندانی اے عمو

کے بہ بینی در خود ای از خود گریز

یا کہ پہنے تنگ تو بس جو تیان
در بیابانی فراخے میروی

ہمچو تو مہرے فراخ اندر روان
تنگ گردد او بر مہا تا بر آسمان ہے

تنگ گردد او بر مہا تا بر آسمان ہے
میرہا بیرون جنین ہمچون بہ بطن

نو مہینے ہو کہ بگلون ہمچون بہ
گر نہ ہو در دزہ مان کو مہے

ہر مہین اس زندان ہین اندر آگ
طبع کی مان ہیری رد مرگ سے

در دزہ کرتی کہ تا بچہ جنے
تا وہ بچہ سبز جنگل ہین چرے

بچہ مرتا ہے رحم تو کھولے
حامل ہر در دزہ ہے گر بالا

بچہ پیر ہو کر قید سے وہ چھوٹتا
در دزہ سے حامل مانگے بنا

اور ہنسے بچہ بلاے ہین پھنسا
جسقدر اور ہین بچے مرنے کے

بس نبات اور بس جماد حیوان ہے
بچے کے ہر ایک غافل رہے

ہی سوا انسان کے اشنہ کے
جو کہ کوسہ جانے گھر سے غیر کے

ریش و الاکب غیر گھر سے بگے
اہل دل جو جانتے ہین تیر احوال

تو نہین وہ جانتا ہی تا مآل
جو نہین ہین اہل دل کہ ہین تیرے حال

کب تو دیکھے خود مین ہی جانی ترے

بیان اس امر کا کہ جو چیز غفلت و کاہلی سے باز رکھتی ہے سب بدن ہی ہے

ن سے برتر غفلت تھی جو ہن جا ہوا
دیکھے اس سردار کو تو بر بلا

جو زمین اوپر جا ہے جو ن پر نے
فی شب تارا ور فی سایہ رہے

جس جگہ پر سایہ ہو اور رات ہی
وہ زمین ہے ہو مخور تر شد سے

بس سدا لکڑی سے ہوتا ہے جو ہوا
آتش و دشت سے کب ہے دو ہیان

غفلت افتن بود جون تیرگی
بیند آن ہموار را بے پیچ و

چون زمین بر ساکن از جنبش فلک
فی شب فی سایہ نماند فولک

ہر کجا سایہ ست ثبت است ساکہ
از زمین بشناسہ از خورشید و مہ

در دہ پیشہ ہم از ہیزم بود
کے ز آتشہاے تستجیم بود

دیم آماہے خطا و شبہ مین ۔ ہوئی فی مضمہ مجی ہر عقول و فہمین ۔ دیم فہت در خطا و در غلط ۔ عقل شاہد در رہا تنہا فقط

ہر کثافت اور سستی تن سے ہی ۔ جان آئے ہے جملہ فہت مجسے ۔ ہر گرانی و کسل خود از تن ست ۔ جان خفت جملہ در پر یدن ست

شرح شہوت و زیادتی سے خون ۔ زرد چہرا بس جنبش عضلے ہر ۔ شرح تشریح از کثرت خونہا بود ۔ روی زرد از جنبش صفرا بود

شہوت سفید اب قوت بلغم سے ہی ۔ شہوت سیہ سودا کی بس لذت کری ۔ رد سفید از قوت بلغم بود ۔ باشد از سودا کہ آں ہم سود بود

و حقیقت خلق تاثر کل ہو دست ۔ پر بحر علت دیکھین اہل پست ۔ و حقیقت خلق آثار اوست ۔ لیک جز علت نبیند اہل پست

پوست جو کہ مغز کے ہمراہ ہی ۔ ذ طبیب علت کی وہ حجت ہی ۔ مغز کو از پوستہ آوا زنیست ۔ از طبیب علت ار چارہ نیست

دوسری بار آدمی پیدا ہوا ۔ سر پے علت کے قدم رکھا ۔ چون دوم بار آدمی زاد ہ بزاد ۔ پای خود بر فرق علتہا نہاد

علت اولی نہ ہو تو کیا کرین ۔ علت آخری نہ رکھو اس کے کین ۔ علت اولی نباشد دین او ۔ علت اخری ندارد کین او

رہ افق مین جاتا ہو جون آفتاب ۔ ساتھ ہر دم صبح تک اندھیرا ۔ می پرد چون آفتاب اندر افق ۔ باعث ہی صبح صفوت پر شفق

بلکہ باہر رہ افق اور چرخ سے ۔ بے مکان ہوتا ہو جون ارواح ہے ۔ بلکہ بیرون از افق و ز چرخ ہا ۔ بے مکان شد چون ارواح و نہی

بلکہ سب عقلین ہمارے یہ کہین ۔ اسکے پاؤن پر گرین ہو کر نثار ۔ بل عقول ما چو سایہ ایم و نم ۔ مے فتد از ہر طرف بر پائے او

تشبیہ کردن نفس مطلق کو بے قید ہے ساتھ قیاس کے ۔ تشبیہ کردن نفس مطلق کو بے قید بود با قیاس

ہمچو صوت فہت نفس کو جان سے ۔ ذ قیاس آں حال مین جان سی کری ۔ ہمچو صوتے کہ باشد نفس ناس ۔ اندراں صورت نبیند شد قیاس

چونہین نفس پایگاہ و خطابا ۔ تو قیاس آں حاصل مین لا سکا ۔ چون نیابد نفس ادراکے صور ۔ از قیاس آنجا نماید عبرتے

نفس کی وحی روح قدسی جان تو ۔ تابع جان آسکا قیاس عقل کو ۔ نفس وحی روح قدسی دان یقین ۔ وان قیاس عقل جزوی تحت این

عقل کو ادراک بر جان سے ہوا ۔ کب ہو جان پر نظر کے بعد لا ۔ عقل از جان گشت لا ادراک فہم ۔ روح ادراکے شود زیر نظر

عقل مین پر جان تاثیرین کے ۔ اس اثر سے عقل تدبیرین کرے ۔ لیک جان در عقل تاثیرے کند ۔ زان اثر آن عقل تدبیرے کند

نوح سان گو مدتون تجدید کی ۔ کان بہ کشتی کا ن طوفان نوح ۔ نوح دارد صدتے زور پر تو روح ۔ کو یم کشتی و کو طوفان نوح

عقل اثر کو روح جانے ہی کہ کون ۔ نور خور سا قرص خود سے در بری ۔ عقل اثر دارد روح پندارد کہ لیک ۔ نور خورد از قرص خود دور و نزدیک

قرص کے سالک ہر خوش اعتقاد ۔ قرص کی جانب گیا ہو نور سے ۔ زان بقرصے سالکے خورید شد ۔ کز نور فرش سے و قرصے فگند شد

کیونکہ یہ بستی مین ہو کہ نور ہی ۔ رات دن خالی ہو تا قائم ہے ۔ زانکہ این نوری کماند بر سماں ۔ تیست ہم روز و شب او را افول

جو کہ اندر قرص کے رکھے مقام ۔ غوق آس یا مین ہے رہ بطن کام ۔ دانکہ اندر قرص دارد واپس ما ۔ غرقہ آن بحر باشد دائما

صاحب آسکا عرب ہو فراہر ہو ۔ دہ فراقون سے مجھیا تم جان تو ۔ فی سحابش و زندہ خود عرعر ہو ۔ وا رہید او از فراق سینہ کوب

اصل ایسی کہی ہے افلاک سے ۔ یا ہوئی تبدیل گر تھا خاک سے ۔ انچنین کس عاشق از افلاک بود ۔ یا مسید گشت اگر از خاک بود

۱۷۵

کیست خاکی کو نه طاقت میخورد ... کز شعاع مهر هیشه تو لے دهد ... از انکه خاکی را نباشد تاب آن ... گر تو زندیقی بسوزد کز نهان

خاک بر گرد نور تو لے خور سدا ... بس طلب ایمنی نه پیدا هو گیا ... گر تو زندیقی بسوزد کز نهان

آب مومن مچھلی کا دائم کام ہے ... مار کب ہمراہی اسکا ہو سکے ... دائم اندر آب کا رہا لکھت ... ما ررا ہا او کجا ہمراہی ست

مار پر فن ہین و لیکن کو بہ ہین ... مچھلیان دریا بخشی کو کرے ہین ... لیک در گرد مارہاے پر فنند ... اندرین یم ہا ہیہا می کنند

اگر انکا خلق کو شیدا کرے ... بحرے بیتابی پر رسوا کرے ... مکر شان گر خلق را شید کند ... ہم زدریا تا سہ شان ہو کند

مچھلیان پر فن ہین پر مکر ہین ... سحرے دو مار کو مچھلی کرین ... واندرین یم ہا بیابان پر فنند ... مار زاراز سحر ماہی می کنند

مار گرہے پاس مچھلی کے رہے ... شش مچھلی تا روان ریا میں ہے ... گر تو ماری سوئے ماہیان ماہیان ... تا شوی چون ہا بیان ہمدم روان

بحر حق کی مچھلیون کو ہو کمال ... ہو سکھا یا بحر نے سحر حلال ... ماہیان قعر دریاے جلال ... بحر شان آموختہ سحر حلال

جنکا حال انکے پر توسے نہال ... نحس ان جاکر موا بیشک نکال ... بس محال از نامہ شان حال شد ... نحس آنجا رفت و نیکو فال شد

زہر ان جاکر ہو گویا قند ہے ... سنگ ان جاکر ہو گوہر مند ہے ... زہر آنجا رفت شکر شد در زمین ... سنگ آنجا رفت شد در ثمین

خاک زر شد سنگ گوہر ہاے کین ... جز بہ بشر دیکھے نہین چشم بشر ... خاک زر شد سنگ گوہر ہاے کین ... می نہ بیند بر بشر چشم بشر

تا قیامت کافرون مین یہ کلام ... سنو قیامت گذر بین مرد تمام ... تا قیامت گر بگویم زین کلام ... صد قیامت بگذرد دین تا تمام

آداب المستمعین والمریدین عند فصل الحکمۃ من لسان الشیخ

آداب صنفے والون مرید ون کی توصیف مین حکمت کے زبان شیخ سے

ہین قبول اسکو فضول اب جانتے ... میرے نزدیک مردار یہ ہے ... ہر قبولان این مکرر کردہ ست ... نزد من عمرے مکرر بردہ ست

شمع روشن ہو مکرر برق ہے ... تاب دربار سے مٹی زرہے ... شمع از برق مکرر میشود ... خاک از تاب مکرر زر میشود

سیکڑون طالب مین ادہر اک قبول ... باز رہتا ہے رسالت سے رسول ... گر ہزاران طالب اندر ملک ہاں ... از رسالت باز می ماند رسول

یہ رسولان ضمیر راز گو ... ڈھونڈتے ہین سنگے والے اہل خو ... این رسولان ضمیر راز گو ... مستمع خواہند اہل فہم خو

گر نہ خوت دیکھے ہین مثل شہان ... چتے ہین مذمت کرین اہل جہان ... نحوتی دارند در کبری مہین ... چاکری خواہند از اہل جہان

جب نمک آکا ادب نو تو کرے ... کب مذاقی رسالت سے تو لے ... تا او بہا شان بجا کہ نا آوری ... از رسالت شان بگو نہ خبری

کب و بہر پنجا مین امانت کو رکھے ... جب تلک آگے ذاتکے نو تو رکھے ... کے رسانند آن امانت با تمو ... تا نباشی پیش شان اکمل دو تو

سراد ب انکو پسند آتا ہر کب ... کہ بلند اکمل سے آگے ہین سب ... ہر ادب شان کو ہی آپسند ... کامذ ب شان زایون بلند

اگدا ہین کہ ہر اک مدت سے ... تجھسے اہو سکا رین جہان کو ... ز تو دار ندای مزور ستے ... از تو دار ندای مزور ستے

دل کی اب ہے فیضی سے اہی ہین ... صدقہ اب سلطان کا در ہو گہین ... لیک بابی رستہا ہے ضمیر ... صد قہ سلطان بیشمار ی اگیر

گھوڑا انبا ہے رسول کبریا ... تو ملولان نو نظر رکھ اور گدا ... اسپ خود وہای ہر سوآسمان ... در ملولان منگر و اندر جہان

وسپاہی اچھا جو اوتار ہے | آگ کے خندق میں گورا ڈالدے | آسیش اندر خندق آتش جہد
گرم کردے ہتھیار گھوڑے کو دوں | آسمان پر ستارے جاتے کاہر | کرکتہ آہنگ آفتاب آسمان
غیر و غیرت سے نظر کو لے اٹھا | خشک و تر کو شعلۂ آتش دے جلا | ہمچو آتش خشک و تر را سوختہ
عیب کے پر گر پشیمانی کرے | دود پشیمانی جلاوے بیں تو اس سے | آتش اول در پشیمانی زند
فر پشیمانی عدم سے پیدا ہے | گرمی صاحب قدم کو دیکھے جو | چون بہ بیند گرمی حضرت قدم

پہچاننا ہر حیوان کا دوسے دشمن اپنے کو اور پرہیز کرنا اور ڈرنا ہر ایک خرابی | شناختن ہر حیوانی دوی عدو خویش را و حذر کردن و بسلامت د
اس شخص کی کہ وہ دشمن اس کا ہو اس سے پرہیز کرنا ہی بھاگنا ممکن نہو | خسارت آنکس ہے کہ عدو کسی بود کہ حذر کردن و گریختن ممکن نباشد

گھوڑا جانے باگ دوے شیر کو | گر نجانے جانور نادر ہے دود | اسپ اندر باگ دوے شیر را | گر رحیوان ست الا نادر را
ہل عدو اپنے سے بھی ہر جانور | ہر نشان سے ادراڑے ہر جانور | بل عدوے خویش را ہر جانور | خود بداند از نشان و از اثر
دن کو بھاگے ڈرے نہیں اڑتی ہے جو | چور کے مانند نکلے رات کو | روز خفاشک یارد پرید | شب پرود آید چون زران حجر
سے بھاگنا ڈرسے بس مردم تر | کہ ہوائی خورشید کی دشمن تر | از ہمہ محروم تر خفاش بود | کہ عدوے آفتاب فاش بود
زخم اڑنے میں نہ اسکا کھاسکے | دم سے جدائی لا سکے | نے تواند دید مطلق نور خور | نے بنفرین تاندش معذور کرد
باعث احسان کرم کے آفتاب | تن نہ چھاڑے اسکا از راہ عتاب | اگر آن خورشید از جہان وجود | برنہ دراندز قہرش تار و پود
آفتاب ایسا کہ تم کو بھیرے | ایک بھگا دے مار غصے کر کے | آفتابے کہ بگرداند قضاش | از برائے غصہ و قہر قضاش
یہ نہایت لطف جہان اسکا ہے | ورنہ بھگا دے تو ڈنگ اسکے بیچ سکے | غایت لطف و کمال او بود | ورنہ قضاش کجا نافع شود
کرتا ہو دشمن تو لاق اپنے کر | تا ہو ممکن کہ تو غالب پر ہو سکے | دشمن از گریہ بجدی خویش گیر | تا بود ممکن کہ گردانی اسیر
ساتھ دریا کے اگر قطرہ رہے | جتن اپنی ہر طرح کو دے آپ سے | قطرہ با قلزم کہ استیزہ کند | ابا است و ریش خود می کند
چلا اسکا مونجھے ڈبو دے کے | توڑے ماہ کو کس طرح سے | میلت پرواز سیاش نگذارد | چنبر و مجمر چون بر درد
دشمن خورشید پر ہو آب | اے عدوے آفتاب آفتاب | با عدوی آفتاب این مکن بتاب | اے عدوی آفتاب آفتاب
ایسے خور کا ہو عدو کہ ڈوب سے | اسکے کانپے ماہ اور خورشید ہو | اے عدوی آفتابے کز فرش | مے بلرزد آفتاب از خرش
تو عدو اپنا ہی تو فانی اسکا ہو تو | کیا غم آتش کو کہ ہیزم ہو سے تو | تو عدوی او نہ خصم خودی | تو عدوی و آتشے کہ تو ہیزم شدی
سوزدے تیرے عجب کہ کم ہو وہ | تا کہ تیرے درد سے درہم نرود | ای عجب از سوز شعلۂ او مگر شود | باز درد و غصہ ات درہم شود
رحمت اسکی رحمت آدم میں | ہر مزاج رحم آدم غم گزین | رحمتش در رحمت آدم بود | کہ مزاج رحم آدم غم بود
رحمت خلق ہر پریشان حال | رحمت جن غم و غصہ ہر پاک | رحمت مخلوق شاید غصہ تاک | رحمت حق از غم و غصہ پاک

رحمت بیچون کو جان ایسی ہی — وہم میں آئے نہ اُس سے جز اثر — نا یداند در رہم از وے جز اثر
اسکی رحمت کا اثر ہے ظاہرا — کون جانے ماہیت اُسکے سوا — ظاہرست آثار ہر رحمت اش — ایک کہ داند جز ار ماہیتش

فرق رسیان جاننے اُس چیز کے کہ بشال و تقلید ہے ہو — فرق سیان و انستن چیزے کہ بشال و تقلید باشد
اور جاننے ماہیت اُس چیز کے کہ تحقیق سے ہو — و انستن ماہیت آن چیز کہ بہ تحقیق بود

ماہیت ہر وصف کامل کی سبھی — چیز مثال آثار فہمے جانے کوئی — ہیچ ماہیات اوصاف کمال — کس نداند جز بآثار و مثال
ماہیت لو کا جماع کی جانے کب — تو کبے وہ مثل حلوا کے ہو اب — طفل ماہیت نداند طفلرا — جز کہ گوئی ہست چون حلوا ترا
فہم جماع سے طفل کو ہووے خبر — گو تو کہ آمین مزا ہے جوز و طی زن فہم — طفل را نبود ز وطی زن فہم — جز کہ گوئی ہست آن خوش چون شکر
کب جماع کی ماہیت کا ذوق ہو — مثل ماہیات حلوا ای فلاں — کی بود ماہیت ذوق جماع — مثل ماہیات حلوا ای مطلع
ساتھ تیرے نسبت عاقل کری — تو ہمارو گاہ کہ ہو تجکو خوشی — یک نسبت کرد از روی خوشی — با قوآن عاقل کہ تو کردی کشی
اُن مثالوں سے کہ لوگ کا جانے — فہم ہے ماہیت کو حال سے — تا بداند کو رک از شال — گر نداند ماہیت اعیان حال
اگر کبے تو جانتا ہون ترے دور — اگر کبے فہ جانتا ہون فہ ہووند — پس اگر گوئی بدانم دور نیست — ور بگوئی کہ نداند فہ نیست
اگر کوئی کہوے کہ جانے نوح کو — اُس رسول حق و نور روح کو — گر کسے گوید کہ دانے نوح را — آن رسول حق و نور روح را
اگر کبے تو کیون نجانون وہ صنم — جانداور سورج سے ہے مشہور تر — گر بگوئی چون ندانم کان صنم — ہست از خورشید و مہ مشہور تر
ساے اگر کبے جبرا کتب مین ہین — اور امام الکتب مین ہین — کو دکان خرد و کتابہا — وان امامان جہاد و محرابہا
نام انکا پڑھتے ہین قرآن مین — اور گذشتہ قصہ انکا کہتے ہین — نام او خواند در قرآن صریح — قصہ اش گوید پیاز ماضی فصیح
جانے انکا بجکو وہ اوروں سے صفت — ماہیت ہو نوح سے کہ کیا صفت — رست گوداند ترا از روی صفت — گر چو ماہیت نشد ازو کی کشف
اگر کبے تو مین نہ جانون نوح کو — جانے اسکو جو کہ ہم مثل اُسکے ہو — در بگوئی من چو دانم نوح را — ہمچو ادنی داند او را ای فتی
چیونکی لشکری ہوتے جانون فیل کو — جانے کب مجھ تو اُس اُفیل کو — مور لشکم من چو دانم فیل را — پشہ کے داند اصر فیل را
اس بہت سے سچ ہو یہ کمنا ترا — تو نہ جانے ماہیت اُسکی جلا — این سخن ہم راست از روی بیان — کہ بہ ماہیت ندانش ای فلان
ماہیت کے درک سے عاجز ہین سب — عجز ما از ادراک ماہیت عمو — عالم کی حالت ہے مت بکو عمو — عالم عامہ بود مطلق بگو
کیونکہ وہ ماہیت اوسے نہان — از ادراکہا ماہیات و سیر سران — اگے چشم کا ملون کے ہو عیان — پیش چشم کاملان باشد عیان
ذات و سر حق بدن کے دیکھے کان — در وجود از سر حق ذات او — دور تر از وہم ہست ابصار کو
مجھ سون پردہ ہوا جہل عیان — چونکہ او مخفی تماند از مجرمان — ذات و صفی چیست کان نداند
کہوے عقل تجھتی یہ دور ہے — عقل بچے گو یہ این دور ست تو — بے زتا و بے محالے کم شنو

حکم کوہی قطب کز اوست حال	ہر چہ در اوصاف عقل دوا ید محال	قطب کہ برتر ز کاہ ست حال	آنچہ فوق مال ست آید محال
واشنات باگ کہ بچہ بہ رہن کھلے	ذکر اول سے نہ مشکل پھنسے رہن	واقعات کہ کنوت برکشود	نی کہ اول ہم محالت می نمود
تیر دشمن ہم چھوڑا یا جو نے	سنگ نہ یا خود دہد کز ظلم	چون رہانید ہ زندان کہم	تیہ را ہم خود کمن حبس آدم
سو بلا سے تو را جو کہ ہوا	فقر کو خود دہ نہ کز رنج و عنا	چون خلاصے یافتی از صد بلا	فقر را ہم خود کمن رنج و عنا
سہل لے مشکل نہو تا نہ مجھے	ورنہ شکر ز ہر قاتل ہو مجھے	سہل گیرش تا نگردد مشکلت	ورنہ شد شکر چو زہر ہا تلت
اپنہ قصہ کی طرف جا ہی سخن	بات یہ بے انتہا ہو جان من	ہست بحث خوش ترا کی بوالحسن	کاین سخن پایان ندارد جان من
نسبت اثبات یا نفی سے	گر بیان کرتا ہو کر خوش طور سے	نسبت اثبات یا نفی آن خست	گر بیانش میکنی بر گو درست
نفی اور اثبات اک شی کا ردا	وجہت ہا مختلف نسبت دو تا	نفی آن یک چیز و اثباتش روا	چون جہت شد مختلف نسبت روا

جمع و تفریق در میان نفی و اثبات ایک چیز کے ازروے نسبت و اختلاف جہت کے

جمع و تفریق در میان نفی و اثبات یک چیز ازروے نسبت و اختلاف جہت

ما ہیت از ہست اک نسبت ہو	نفی اور اثبات ہ دونوں رکھے	ما ہیت از ہست اثر نسبت ہو	نفی و اثبات ہر دو نسبت ہو
تو نہ پیدا میکا ہو ہر سے تھا ما تھ پے	پھینکا ذ تو ہے مگر اللہ نے	آن تو افگندی کہ ہر دست تو بود	تو نہ افگندی کہ حق قوت نمود
زور آدم زاد کا اک حد رکھے	بھاگے کب لشکر ہو کچھ خاک کے	زور آدم نور حق دان کز احد	مشت خاکی لشکر ہا را کشود
تیر ہی تھی تھی پھینکا یہ نے ہی	یہ دو نسبت نفی اور اثبات کے	مشت مشت تست چون بفگند آن	زین دو نسبت نفی و اثباتش رواست
یعنی فرق الانبیا احمد ادیم	مثل سے لا شرقیہ ادلا دیم	یعنی فرق الانبیا احمد ایم	مثل لا شرقیہ ادلا دیم
جاتے فرزند سان کھا دیں ہی	سو نشان دیو در لیکن آدمیں	ہمچو فرزندان خود در چشمشان	سنگ لا در لیکن احمد لیس در
پر سیدا در تہ کے پہان کہ ین	خود کو نا دانستگی میں ڈر کھیں	لیک از شک شد نہان اندر گمان	خویشتن را بر نداند ہے زنند
جو کہا کیونکر تو کہوں خدا دہی	بولا لا الیہ فہم غیری انی	پس چو چون گفت او ز چون جا دگر	گفت لا الیہ فہم شیری فر
انہم تحت قبائی کا مئون	جز خدا آنکو نہ جائے در دو کون	ہر چہ گیرد در تصور آن ہمان	ہر کہ گیرد آن شان خدا نداند ز ایشان
جان نبی کے بھی ہی متنوع کو	کہ تو جائے اور نہ جائے نوع کو	ہم بہ نسبت گیر این متنوع را	گر بدانی و ندانے نوع را
اکثر آیا ہے خبر میں ایسے ہی	متبر ہونا ہر نسبت سے انی	زین سبب بسیار آمد در خبر	کان بہ نسبت باشد ای جان پسر

مسئلہ فنا اور بقاے درویش کامل کا

مسئلہ فنا و بقاے درویش کامل

بولا کہ عالم ین فی درویش ہے	گر رہ ہو در درویش تو در درویش تو	گفت قائل رہ جہان در رویش ہست	ہر بود در رویش آن در رویش ہست

هست از سر تا بقا هر اسمی کی ذات
بیسے شما شمع پیش آفتاب
هست هر ذات اسمی ظاهر تو اگر
نیست هست و روشنی بس ظاهرا
ایک تو اسر کر تسعین شهد مین
نیست سر کر کا مزا هو جو چکھے
شیر کے آگے هرن بیخود هوا
یہ قیاس ناقصان مدار کار رب
بغض عاشق بے ادب کو تو نے هی
بے ادب ترے جهان مین اس سوا
جان تو پہچانے انمین دوستی
بے ادب هی جو که ظاهر دیکھے تو
دیکھے جو باطن مین دعوی ها
مات زید ز ید فاعل گر چه هی
لفظ نحوی کے سبب فاعل بنے
فاعل کیا وه تو خود مفعول هی

هر صفات حق مین لاسمی صفات
نیست هیا و هست اندر دست
رکھے نبیذ تو جلا دے وه شرر
کر دیا خورشید نے اسکو فنا
جو که ڈالین اور اسکو پس کرین
تو له وه زیاده هو جو تو نے کسے
اسکی هستی اسکی هستی مین فنا
جوش عشق هیا ادب سکھلاتا هی
کیونکه خود کوشه کا هی پار کھے
ها ادب تو نهان مین اس سوا
ها ادب وه هے ادب جو پار هی
گر هو دعوی عشق کا اس کے فنا
وه هو دعوی کے اس کے فنا
پر نهین فاعل هی بیکار کی لکھے
ورنه فاعل موت وه مقتول هی
اس سے جمله فاعلی لیتے هی رهی

هست از زردی بقا آن ذات او
چون زمانه شمع پیش آفتاب
هست باشد هست با حساب
نیست باشد ذات او تا تو اگر
کرده باشد آفتاب ایرا فنا
چون در افگندی درین شمع دل
هست تن قیه خزون چون شمع شد
پیش شیر ے آهوی بیچوش شد
این قیاس ناقصان مدار کار رب
بوش عشق مست از ترک ادب
خویش اور کفشه مے نهد
هادب تر نیست و کرس جهان
هم نیست ان خاق تیجب
که بود دعوی عشقش کیسے هی
اور دعوی چیل آن سلطان تک
ایک فاعل نیست کو طال بود
ورد او مقتول موش قابل هست
فاعلی چو کو چنان مقهور شد

نیست کشته وصف او در وصف هر
نیست باشد هست با حساب
پرتوی نبود بسوزد زان شرر
کرده باشد آفتاب ایرا فنا
چون در افگندی درین شمع دل
هست تن قیه خزون چون شمع شد
پیشش شیر ے آهوی بیچوش شد
این قیاس ناقصان مدار کار رب
بوش عشق مست از ترک ادب
خویش اور کفشه مے نهد
هادب تر نیست و کرس جهان
این وجود ضد یا ادب بی ادب
که بود دعوی عشقش کیسے هی
اور دعوی چیل آن سلطان تک
ایک فاعل نیست کو طال بود
ورد او مقتول موش قابل هست
فاعلیا جا از زدی دور شد

قصهٔ وکیل صدر جهان که متهم هو کر بسبب دهشت جان کے بخار سے بهاگا پھر عشق نے اسکو کهینچا کر کام جان کا واسطے جانان کے آسان هوتا هی

متهم هوبنده صدر جهان
دس برس تک بلبل سرگردان پھرا
دس برس تک بلبل و شیدا رهی
بولا آب تاب قوت کی رهی
خاک اس قوت سے هوتی شور هی

هو گیا وه بس بخارا سے نهان
گر خراسان کا گلستان کا هوا
هو گیا پیتاب قوت سے دے
صید کب فرقت سے آزادی
پانی گندله زرد اور گندے

در بخارا بنده صدر جهان
مدت ده سال سرگردان گشت
از پس ده سال دارا تهیاق
گفت تا خبر نتوز بن پس نماند
از فراق این خاکدان شوره بوم

متهم شد گشت از صدر جهان
گر خراسان کا گلستان کا هوا
گشت بطاقت ایام فرق
صبر کے داند ملاعت انتظار
آب زرد و گندنه و تیر بود

یاد خوش ہونا گوارا در ہوا — آگ ہو کر لا کھ دانہ ریزہ ہوے ذرا — یاد جان افزا دمِ گرد و بقا — آتش خاکستری گردد ہبا
باغ ہو جس جنت مرض کا گھر ہے — زرد ریزاں برگ واندر حرض — باغ ہو جس جنت شود دار المرض — بچھو ترا نداز آبشکستہ کمان
عقل باہر فرقت احباب سے — جون کماند اراک کمان قوتی کھے — عقل راک از فراق دوستان — بچھو ترا نداز آبشکستہ کمان
دوزخیں فرقت سے سوزاں ہو گئیں — بیہ ہیں فرقت سے ازاں جنت نشیں — دوزخ از فرقت چناں زاں شد آست — بید از فرقت چنیں لرزاں بدست
اگر کہوں فرقت سے جو اک ناتمام — تا قیامت ایک ہو سو لاکھ سے — اگر گویم از فراق چون شرار — تا قیامت یک بود از صد ہزار
اوسکی شرح سوز سے تو دم نہ مار — رب سلم رب سلم کہہ — تو یار — پس ز شرح سوز او کم زن نفس — رب سلم رب سلم گوی و بس
خوش ہو اجس چیز سے اندر جہان — اوسکی فرقت ہی ہے تو اس نشان — ہر چہ از دوی شاہ گشتہ رجہان — از فراق او ز بید یش آن نشان
خوش ہو اتو جس سے اور اکثر ہے — آخر اُنسے بھاگے مثل باد کے — ہر چہ گشتے شاد بس کس شاد شد — آخر اوی جست و ہمچون باد شد
تجھسے بھی بھاگے نہ خوباں کا مجال — جیسے آہو جاگ بھاگے تخمے دو — ار تو ہم بہمید تو دل بر وی منہ — پیش ازاں کو بہید از تو تو بہ جو
مثل مریم کہہ تو پیش از فوت ملک — نفس کو کا العوذ باالرحمن منک — ہمچو مریم گوی پیش از فوت ملک — نفس را کا العوذ باالرحمن ملک

بناء ماکتن ہون ساتھ خدا حیتے

ظاہر ہونا روح القدس کا بصورت آدمی پاس مریم کے — پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر — مریم
بوقت بر ہنہ نہانے کے اور پناہ لینا اوکا ساتھ حق تعالے کے — بوقت غسل و برسکی و پناہ گرفتن او بحق تعالے

صورت اک مریم نے دیکھی خوش نما — غسل خانہ میں کہ تھی وہ جانفزا — دید مریم صورتے بس جانفزا — جانفزائے دلربائے در خلا
نکلا اوسکے آگے آدمی رو سے زمین — جاند سورج کی طرح روح الامین — پیش او برُست آرد روی زمین — جون رہ خورشید آن روح الامین
لبس من سے نکلا خوب اک آفتاب — جسطرح مشرق سے نکلے آفتاب — از زمین برُست خوبی ز انقلاب — انچنان کز مشرق رو ید آفتاب
اعضا ہم کے لگے بس کانپنے — نہی بر ہنہ مفسدہ کے خوف سے — لرزہ بر اعضای مریم اوفتاد — کو بر ہنہ بود و ترسید از فساد
ایسی صورت کردہ یوسف دیکھتا — ہاتھ حیرت سے زنان سا کاٹتا — صورتی کہ یوسف ار دیدی عیان — دست از حیرت بدیدی چون زنان
آنکھ آگے مثل گل گل سے آگا — جیسے دل سے خطرہ پیدا ہو بھلا — ہمچو گل پیش بر و پیدا و ز گل — چون خیالے کہ بر آرد سر ز دل
بے خود و بے ہوش مریم ہو گئی — بولی التی ہون پناہ اللہ کی — گفت مریم خود و بیخویش او — گفت گیرم در پناہ لطف او
کیونکہ عادت کی تھی اُس معصوم نے — بھاگ کر کے جانا جانب غیب کے — زانکہ عادت کردہ بود آن پاک حب — در ہنر میبت رخت بردن ضوی غیب
جو جہان کو دیکھا مالک کی بنوار — مثل دانا کے کیا حق کو حصار — چون جہان را دید ملکے بیقرار — زمانہ ساخت زان حضرت حصار
آسکا قلعہ مرگ تک قائم رہے — کہ نہ دشمن اُسپہ غالب ہو سکے — تا بگاہ مرگ حصنے باشدش — کر نیاید خصم راہ مقصدش
امن حق سے قلعہ بہتر نی دکھا — پاس اُس قلعہ کے گھر اینا کیا — از پناہ حق حصارے بہ ندید — پور رنگہ نزدیک آن دز بر گزید
غمزہ عقل سوز دیکھا اُسنے جو — کہ جگر کھانا تھا خم تیر کو — چون بدید آن غمزہ ہا عقل سوز — کر ازو می شد جگر ہا تیر دوز

شاہ و لشکر اسکے سب حلقہ بگوش — خسروان عقل کو اسکے نہ ہوش — شاہ و لشکر حلقہ در گوشش ہمہ

سکروں شہر ملک اسکے اور غلام — بد ر صد یا کو کشد فٹ سے تمام — صد ہزاران شاہ مملوکش بزق

زہرہ کو طاقت نہین کہ مارے دم — عقل کل دیکھے جو اسکو ہو گم — زہرہ فی زہر راتا دم نزند

کیا کہون مین جو مجھے مائل کیا — عقل میرا حلق سے اسکے جلا — من چہ گویم چون مرا برد و نمود

مین دھوان اسکا ہون آتش نہین — سب ہوا باطل بس کہ رب جلیل — دود آن نارم و لیکم من برد

کچھ نہین خورشید کی ہر خود دلیل — بس سوائے نور خور کے اے دلیل — خود نباشد آفتاب آفتے را دلیل

شایہ کیا شے ہر کہ اسکا ہو دلیل — بس لایق ہر کہ اسکا ہو دلیل — سایہ کہ بود تا دلیل او بود

برتری اسکی دلیلون مین ہے اب — این جلالت دولت صادق است — این جلالت و دولت صادقست

کردہ پہلے مجھے مین ادراک سب — جملہ ادراکات پر خر ہای تنگ — جملہ ادراکات بر خرہای تنگ

سیر ہین ادراک اب خر پالکنے — وہ سوار بادپا چون تیر کے — وہ سوار بادپا چون تیر کے

بھاگے گر پائے نہ کوئی گرد شاہ — بھاگے گر آئے کوئی وہ در وگزاہ — گر گریزد کس نیابد گرد شاہ

جملہ ادراکون کو ہے آرام — جنگ کا ہے وقت وقت جانفشانی — جملہ ادراکات را ارام نے

دیکھ کل ہوا کے بس آئے — ایک کانے خود کو جون تیغ کے — آن یکے دیگے چو بادے پرد

دوسرا جون کشتی ہا بادبان — تیسرا ہی تو ہے مین ہر زبان — وان دگر چون کشتی ہا بادبان

جونکا رانکو دکھائین دور سے — وہ پرند حملہ کرینگے صید پر — جون شکاری می نماید شان دور

جو کرے پیدا ہو حیران ہو وہی — جانین شکل چہرہ ہر ویران کو — چونکہ ناپیدا شود حیران شود

منتظر ایک آنکھ بند اور ایک باز — تاکہ پیدا ہو وہ صید نیاز — منتظر چشمی ہم یک چشم باز

دیر ہو تو تو نہین ازرد ملال — صید جھایا وہ عجب اک خیالی — چون بماند دیر گو بندار ملال

یہ صلاح ہر اک گھڑی اور ہر پہر کے — زور اور قوت کو لین آرام سے — مصلحت آنست تا یکساعتے

شب ہوئی خلق جلد جرس سے — بس جلاتی خود کو پھر کے دور سے — گر نبودی شب ہم خلقان آزر

یعنے بس حرص ہوا سے فائدا — ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا — از ہوس و زحرص سود اندختن

گنج راحت کی طرح شب آئی ہے — اک گھڑی تا چھوٹین اپنی حرص سے — شب بدید آید چو گنج رحمتے

قبض آی سالک تجھے بس لے جو — تیری اصلاح مے نہ تو مایوس ہو — چونکہ قبضے آید ای راہرو

کیونکہ ہونے خرج مین اس بسط کے — چاہیے آمد کہ خرج جمع سے — زانکہ در خرجی ازان ابسط وکشاد

فصل گرمی کی اگر رہتی مدام — خور کی تیری پھونکتی ابستان تمام — گر بیارہ فصل تابستان بدے

پھونکتی سبزہ کو وہ جڑ پیڑ سے — کہ نہ پھر سرسبز ہوتا جان لے — بلنش را سوختی از بیخ و بن

ہیروی گرچہ ہی ترش مشفق بھی ہی
اگری خوشتر ہے تری نوشش بھی
اگر ترشروئیست آندی مشفقیست
اصعف خندانست اما محرقیست

قبض آئے دیکھو اسمین بسطکو
خوش تو رہ اور مت بنے تو تند خو
چونکہ قبض آمد تو در بسط ابن
تازہ باش و جہد میکن در سکون

طفل خوش دانا کو ہو رنجیدگی
غم مگر کو پھیپھوٹے کو ہو خوشی
کو دکان خنداں و دانا یار ترش
غم جگر را باشد و شادی ز عیش

چشم کودک جون طمع بادام میخرد
چشم عاقل کی ہی آخر بین مگر
چشم کودک ہجو خرد در آخرست
چشم عاقل در حساب آخرست

گھانس وہ دیکھے طوطے میں عیان
دیکھے ہو قصاب سے آسکا زبان
اور در آخر چرب می بیند علف
وین ز قصاب آخرش بیند تلف

گھانس ہی کر دی جو دی قصاب نے
گوشت کی خاطر ترا زوہ کھے
آن علف شد مست کان قصاب داد
بہر بچہ ترا زوئے نہاد

جاتو کھا حکمت کی گھانس اللہ نے
نے عوض او سکو دیا ہی طفت سے
روز حکمت خور علف کا نزا خدا
نے عوض داد ست داز محض عطا

روٹی بھی اور نہ حکمت ای عنی
جو کہا حق نے کلوا من رزقہ
فہم نان کردی ز حکمت ای ہمی
مرتبہ بین رزق حکمت ہی بڑا

مرتبہ بین رزق حکمت ہی بڑا
کہ کلوا کہکے نہ آخر کو ترا
رزق حکمت بہ بود در مرتبت
بندا اس منعم کو کیا وہ منعم کلا

بندا اس منعم کو کیا وہ منعم کلا
کہ وہ کھا کے رزق دلقمہ اکا
این چنین بستے دہانی بازشد
گر تھپڑائے تن کو شیر دیوے سے

گر تھپڑائے تن کو شیر دیوے سے
اس چھپڑائے دود کھر علوے سے
گر شیر دیوتن را دادا برت
ترک جوشے کرد ام من ہم خام

ترک میں نے اب کیا جوش کلام
سن حکیم غزنوی سے تو تمام
ترک جوشے کرده ام من ہم خام
در الٰہی نامہ گوید شرح این

در الٰہی نامہ کہ گوید شرح این
اسکی کرتا ہی حکیم غیب دان
غم خوردن غم افزایان مخور
غم تو کھا غمگین کی روٹی تو نکھا

طفل شکر کھا ین غافل غم مدار
قند شادی میوہ باغ غم ہوا
یہ خوشی زخم اور غم مرہم ہوا
غم بود کیمو عشق سے تو اسکو لے

غم چو بینی در کنارش کش بعشق
ٹیلے پر سے تو دمشق آپکے کھولے
دیکھے عاقل ہادہ کو انگور سے
دیکھنا سودے میں عاشق ہی شے

عاقل از انگور دے بیند ہمے
مٹ وٹھا تو ین اٹھاوں لو مجھے
جنبک میکردند حمالان پر یر
بوجھ لینا ایک کا تھا دوسرا

زانکہ در آن رنج مے دید نشو
گنج دے یہ مزدمیں وہ کو نہیں
مزد حق کو مزد آن مے مایکو
ہو نہ میرا شاد اور ترے ہو رہے

گنج زری کہ ترچو فیسی زیر ریگ
گر غربت مین ترا مونس رہے
پیش پیش آن جنازہ دات دو
عشق سرہ کا کرتا بردہ ہو تو

ہر روز مرگ اینده مرده باش
رنج مثال گل وز نفین مراد
صبر چو بینه زپرده اجتناد
کہ دیکھاتی ضدی اسمین وے ضد

غم چو ایمنه ست پیش محتد
آئنہ ساغم ہے پیش مجتہد

صد صدیع کے صد دوسری	صد دکھ کے معنے کھولے ہوئے صد تو پہلی
دیکھ یہ رد و صف اپنے ہاتھ سے	صد مٹھی بند کرنے کے کھلے
قبض کر مٹھی کو ہو وے وا ہنا	یا ہو بالکل بسط ہی وہ مبتلا
کام ان رد و صف سے پائے گا	جون پر مرجع اسکو لازم ہے رد و صال

صد صدیع آن صد دگر	رد و بدیعے شاد کن ہر دو صفت
این رد و صف بخود مشتبہ	بعد قبض مست بسط تا پدیعین
پنجہ اگر قبض ماند دائما	یا ہمہ بسط او بود جو مبتلا
این رد و صف مشکل او مکن مستعلم	چون پر مرجع این رد و صال و اسم

کہنا روح القدس کا مریم علیہا السلام کو کہ تو
رسول حق ہوں مجھسے مت ڈر و مت بھاگ

جو کہ آدم مضطرب مریم ہوئی	جیسے مچھلی خاک پر تڑپے پڑی
وحی آسے آواز جبوہ جو دنے	کہ این حق ہوں مجھسے مت ڈر دے
اور سراسر ان حق سے مت چھپے	ایسے چھپے ماہیں سے مت ترکے
یہ ہی کہتا تھا وہ شعلہ نور کا	ہو مدام منفصلے سے ملک پر ہو نچتا
تو عدم کو بھاگ میرے خوف سے	پس عدم ہیں بھی تو یہ احکم ہے
ہستی ہیں لشکر و سامان مرے	ہیں وہ ادنی نقش تیرے سامنے
دیکھ مریم نقش اک شکل ہیں ہیں	ہم ہاں وہم خیال اک دل ہیں ہیں
جون خیال اک ہیں آئے اور ہے	جس جگہ تو جائے تیرے ساتھ ہے
جز خیال عارضی نا روا	کہ مثال صبح کاذب ہو فنا
صبح صادق سا ہوں نور راست	میرے دن تو نے کوئی شب نا بکے
دختر عمران نہ کہہ لاحول کو	آیا یاں لاحول سے ہوں لا نکو
اصل میری اور غذا لاحول تھا	نور اول قول سے لاحول کا
ساتھ حق کے مجھسے تو لیوے پناہ	ہیں پناہ کو دیتا ہوں پہلے پناہ
وو بنہ ہیں ہوں کہ تیری اس گاہ	تو بنہ لائی وہ خود ہوں ہیں پناہ
ناشناسی سے نہ آفت بد سوا	یار پاس و عشق نے تو نے کیا
یار کو اغیار تو ہی جانتی	نام شادی کا تو رکھتی ہے غمی
لطف ایسا یار رکھتا ہے بھلا	بھاگتی ہے اس سے تو اے بیوفا
نخل ایسا کہ مرا ہو قد یار	چو رجب ہم ہوں تو ہو وہ نخل دار

چونکہ مریم مضطرب شد گریان	ہمچناں کہ سبزہ زیر برف پیہان
با بانگ بروے زد نمود اکرام	کہ ایمن خفتہ تم از من مریم
از سراسر ان عزت رمکش	از بہیں خوش مہ پاش و مگزر
این ہی گفت فرد بانہ نوک	از بس مشد پیاپی بر سماک
از وجود من مے گریزی در عدم	در عدم من شاہم مصاحب علم
خود بنہ و بنگاہ من در میست	کیسوا رہ تا کش من چیست سی ست
مریا نگر کہ نقش مشکلم	ہم بلا ہم ہم خیال اندر دلم
چون خیالے در دلت آمد نشست	ہر کجا کہ مے گریزی با تو ہست
جز خیالے عارضے یا طلے	کہ بدت چون صبح کاذب عاقبت
من چو صبح صادقم از نور رب	کہ نگردد گرد روزم ہیچ شب
ہین مگو لاحول عمران زادگی	من لاحول این قوت فتا
مر مرا اصل و غذا لاحول بود	نور لاحولی کہ پیش قول بود
تو ہی گیری پناہ از من بمن	من نگارندہ پناہم در سباق
آن پناہم کہ مخلصات بود	تو عوذ آری و من خود آن عوذ
آنتی بنود بتر از ناشناخت	تو بر یار و ندانی عشق بافت
یار را اغیار پندار ی بھی	شادی را نام نہادی غمی
اینچنین لطفے کہ دارد یار ما	تو گریزانی از و اے بیوفا
اینچنین نخلے کہ قد یار ماست	ہو نگہ دارد دم خویش دار راست

ایشکین کو دو زلف میرا
جوکہ ہم بے عقل دو زنجیر ہے
چون کہ بیعقلیم آن زنجیر ماست

لطف ایسا جاری مثل تیل کے
جو کہ ہم فرعون ہم چون نار ہے
چون کہ فرعونیم ما خون شود

خون کہے مین آب ہون ہم تشنگی
ہون مین یوسف اور تحت آگ کی
یہ ستم اگر از نوام ای مستعیز

تو نہین جانے کہ یار بردبار
جو تو دشمن ہو تو وہ ہوش مار
چونکہ با او ضد شوی گردد چو خار

گوشت او جبریل نہ دے کچھ ذرا
ہو وہی قائم گر جوانسان تھا
برقرار اول ست انسان کہ بد

شمع مریم کو تو بجھوا نا فروختہ
کہ بخارا جاتا ہے وہ سوختہ
کہ بخارا می رود آن سوختہ

ارادہ کرنا اس وکیل کا بسبب عشق کے کہ رجوع کرے طرف بخارا کے — عزم کردن آن وکیل از عشق کہ رجوع کند بہ بخارا

ہر بہت دے صبر آتش مین ہی
جا سوے صدر جہان تو ہان کہ
سخت بیصبر و در آتشدان تیز
رو سوے صدر جہان کن می گریز

یہ بخارا چشمہ اک دانش کا ہے
وہ بخارا ہی جو ہو ملک اوسکا
این بخارا منبع دانش بود
پس بخارا غیبت ہر کانش بود

تا بخارا مین یہ خواری دیکھے تو
مشکلون کو جز رہ کورہ نہ دے
پیش شیخے در بخارا اندری
تا بخاری در بخارا رانگری

اے وہ بہتر کہ نفس اسکا ذلیل
او وہ بہتر کہ نفس اسکا ذلیل
خر بخواری در بخارا کے دوش
راہ ندہد ہر سر رود مشکلش

فرقت صدر جہان نے جان مین
اسکے فرقے کے لیے ارکان مین
ای خنک آنرا کہ ذلت نفسے
وای آن کس را کہ بردی فرسے

بولہوس تا تھ کرے پھر ان پہ جھوٹ
ہوون کا فر گر مین مرد سے پھرون
فرقت صدر جہان در جان او
پارہ پارہ کردہ بود ارکان او

جاؤن یا اہی اسکے آگے مین مگرون
صدر کے آگے کہ ہو وہ ذوفنون
گفت بر خیزم ہمانجا دارم روم
کافرا گر کشتم دگر نہ بگروم

مین کہون جان بھی کے آگے تیرے ہی
زندہ کرمانی کہ جون مش کے
دارم آنجا بیعتیم پیش او
پیش آن صدر کہ اندیش او

گشتہ ہونا تیرے آگے خوب ہے
کہ نہون زندون کا شمار اور حیسے
گویم افگندم بہ پیشت جان خویش
زنده کن یا سر بتیر ہار اچو میش

پہلے اس سے آزمایا لاکھ بار
بے ترے شیر ین نہ پایا بنا کا
کشتہ و مردہ بہ پیشت ای تمم
بہ کہ شاہ زندگان جائے دگر

عزتی یا مہینتی یا محسن النشور
ابر کی یا نا قتی تم السرور
از سو دم صد ہزاران بار بیش
بیتو شیرین می نہ بینم کار خویش

انبیا کی یا ولی یا محسن النشور
اشرفی یا انفس و رواقد صفا
عزت ما عبدی الیہ مرجعا
ابر کی یا ناقتی تم السرور

اے ولی یا بندہ حق یا ملک
نعم ما روحت یا ریح الصبا
جانب آن صدر جہان کہ میرسد
اشرفی یا انفس و رواقد صفا

بولہوسی یا رو مین رخصت اسے ہو
عزت ما عبدی الیہ مرجعا
گفت ای یاران و دانشہا مدار
نعم ما روحت یا ریح الصبا

دہ ہم اس سوز مین جھتا ہون مین
جانب آن صدر جہان کہ میرسد
دہم ہمانجا دارم روم
سوے آن صدر کہ میرست بطاع

سنگ خارا گرچہ دل کھودے ترے
جان مری غرم بخارا رکھتی ہے
گرچہ دل چون سنگ خارا سیکند
ہر چہ بادا باد تا بخا سے روم

جان من عزم بخارا سے کند

شاہ کا ہی شہر وجائے جان من | آگے عاشق کے ہی جا ہے وطن | شکن یار ست و شہر شاہ من | پیش عاشق این بود حسابِ من

پوچھنا معشوق کا عاشق مسافر اپنے سے کہ شہروں میں سے کونسا بہتر ہی

پرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہرہا کدام بہتر ست

بولا معشوق عاشق اپنے سے کہ آپ | بس سفر میں تو نے دیکھے شہر سب | گفت معشوقے بعاشق کاہی قی | تو بگفتی دیدہ ام بس شہر ہا

کونسا بس شہر سین خوب ہی | بولا وہ جسمین مرا محبوب ہی | پس کہ ا مین شہر ہا نہا خوشتر ست | گفت آن شہرے کہ دروے دلبر ست

جس جگہ ہو فرش یہ تے شاہ کا | ہی وہ صحرا گر ہو نا کہ سوئی کا | ہر کجا باشد شہ ما را بساط | ہست صحرا گر بود سم الخیاط

ہو وے یوسف رخ جہان شاہ | ہی وہ جنت گرچہ ہووے غم چاہ | ہر کجا یوسف رخے باشد چو ماہ | جنت ست آن گرچہ باشد قعر چاہ

ساتھہ تیرے نوخ جنت ہی بیار | ساتھہ تیرے نے زندان ہی ہزار | با تو دوزخ جنت ست ای دلستان | با تو زندان گلشن ست ای دلربا

ساتھہ تیرے ہو سقر باغ نعیم | مے تیرے گلشن ہوا نار مبیم | شد جہنم با تو رضوان و نعیم | مے تو شد ریحان و کافور زمیم

جس جگہ تو ساتھہ ہو خوشتر ہی من | گر چہ منزل ہووے میری قعر چین | ہر کجا تو با شی من خوشدلم | ور بود دو قعر گور ے ستر لم

دونو عالم سے وہ خوشتر ہووے جا | ساتھہ تیرے عشق ہووے بس مرا | خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود | گر مرا با تو سر و سودا بود

بات یہ نے صدہی اندر انتظار | عاشق صد رجہان ہی اسکبار | بس دراز ست این سخن لیک انتظار | عاشق صد رجہان شد المنتظار

منع کرنا دوستون کا پھر جانے بخارا سے

منع کردن دوستان او را از مراجعت بہ بخارا

آس سے نا صح نے کہا کرنے فکر | سیر آخر کو جو رکھتا ہے نظر | گفتا ورا ناصحے کای بے خبر | عاقبت اندیش اگر داری ہنر

عقل سے دیکھہ او اخر کو تو | مثل ہو دانہ سلامت آپ کو | ور نگر پس را بعقل و پیش بیں | بیچو پروانہ مسوزان خویش را

جو بخارا جائے دیوانہ ہو تو | لائق زنجیر و زندان ہے تو | چون بخارا ای روی دیوانہ | لائق زنجیر و زندان خانہ

دانت جانے ہی وہ تجھہ خشم سے | جس کی آنکھون سے وہ ڈرتے ہیں بجھے | اور تو آہن ہی خاید خشم | آدمی جوید ترا با بیست خشم

تبکر تا ہی شیر ہی تیرے لئے | محمد کا وہ سگ تو گون کے لئے | می کند او تیز از بہر تو کارد | او سگ قحط ست و تو بیان آں سگ

تو چھٹا رستہ تجھے جس نے دیا | پھر تو زندان جائے تجھکو کیا ہوا | سوے زندان می روی چون خائنے | چون رسیدی و خدیت را مدان

عقل چاہے انسے تو چھٹا کر | بر تو کرہ کون موکل آ دے | عقل کی پیسے کو لا یزال کر دے

تجھہ پر اس گونہ موکل آ ئے نگر | چون موکل ہی نیت بر تو بیکس | از چہ بہ گشت بر تو پیش پس

جو موکل ہی کوئی بجھہ پر نہین | پیش پس پھانسے ہی کیون اپنے تئین | آن موکل طرفی دہد آن نذیر

عشق نے پوشیدہ پھانسا اسکا تھا | عشق پنہان کردہ بود او را و پیدا | ہر موکل را موکل محتفی ست

ہر موکل پر موکل ہی نہان | او رزہ قید سگ ملیح مین کیون ہیان | ہر عوانی و سیہ روئش بست

اسکی جان پر شہ شاہ عشق تھا | انکہیانی پر اسے قائم کیا | خشم شاہ عشق بر جانش نشست

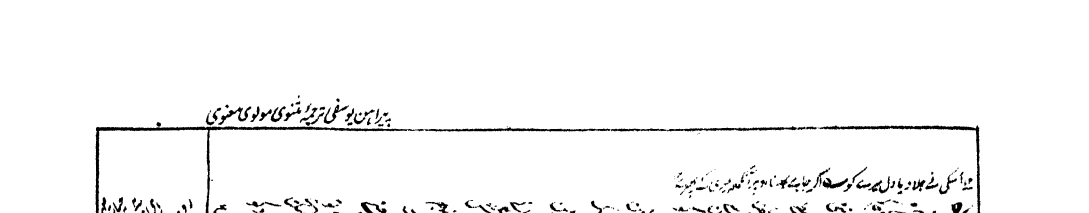

آسکو مارے ہرکہ مارا بتوانست | ناصحان غصہ سے فریاد ہی | منیند آنرا کہ ہمین این رانزن | زان خوانان نہان افغان ما
ہمسکو تو دیکھنے زیان ہین جانب ہر | ہرکہ تنہای موکل لاسے ہر | ہرکہ ہین در زیانے می رود | گرچہ تنہا با خوانے نمی رود
گرتو واقف اس سے ہو پہنچی | آگے اس شاد شہان کے ہوتی | گراز واقف نہ ے افغان رود | پیش آن سلطان سلطانان شتابے
آگے شہ کے خاک سر پر ڈالتا | تا امان اس دیو سے تو دیکھتا | رفتہ بر سر پیش شاہ فلک | تا امان دیدے ز دیو سہمناک
خود کو حاکم جانا کم چینی سے ہو | اس موکل کو نہ دیکھا اسلے | میرسیدی خویش را ای کم رسوا | زان ندیدی آن موکل تو کور
غرہ ان جینے پروں سے کرنا نہ | ایسے پر آفت ہین ہوڈالین تجھے | غرہ شتی زین درد ہین پرو بال | پر بوبالے کو کشد سوے وبال
پر سبک رکھو تا بلندی پر اڑے | جہاں مٹی ہے بجسے عاجز ہے | پر سبک کرد اورہ بالا کند | چون گل آلود شد گرانہا کند
گر تو کوشش پر کو مٹی سے نہ بھر | تو ہو ہوا جانا میری کوشش سے نہ بھر | جہد کن پر را گل آلودہ مکن | لیک کوشت کرشد و پندم کہن
چند الا قصہ بہت عاشق کوی | ناصحون نے مثل نفتیر اسطی | بند دادالا قصہ عاشق را بسے | عاذل بسیار دید بچون تفسے

لاابالی کہنا عاشق ناصحون کو از راہ عشق کے — جواب دعاشق عاذلان و نصیحت کنندگان ازراہ عشق

بول او ناصح تو چپ کبک باپند | پند کم گر کہو مکہ مین سخت بند | گفت آہی ناصح خموش کن چند پند | پند کم دہ ما نکہ بس سخت ست بند
بند میر اسخت قیری بند سے | عشق بیچارہ تیری جان نے | سخت تر شد بابن از پند تو | عشق را نشناخت دانشمند تو
اسطرف کہ عشق کو سہو و بولا | بوحنیفہ شافعی نے فی پڑھا | انطرف کہ عشق می افزود درد | بوحنیفہ شافعی درسے نکرد
مت ڈرا تو ہمارے جانے سے مجھے | مین پیاسا خون کا ہون آپ سے | تو کمن تہدید ما از کشتن کمن | تشنہ زارم خون خویشتن
عاشقون کو ہر گھڑی کی اک موت ہے | عاشقان را ہر زمانے مردنیست | عمر دون عشاق خود یک نوع نیست
اسکو دو سو جان دے تو بدلی | گر ہزار دو تو کو دو بردم فدا | ان دو صد را میکند ہر دم فدا
لیتا ہر ہر یکسان کی دس بیس | او دو صد جان دارد از نور حدیث | ہر یکے جان را ستاند صد بہا
گر تجوے خون میرا بارے رو | پر صد ان سے عشق آشنا لہا | گر بریزد خون من ان دوست رو | پاے کو بان جان بر افشانم رو
آزما یا موت میری زندگی | قص کرتا اسکو دون پر دیکھ | از نمودم مرگ من در زندگیست | چون رہیم زین زندگی پا بندگی
اقتلونی اقتلونی یا ثقات | زندگی کیون چھوڑون پیارو بچاؤ | اقتلونی اقتلونی یا ثقات | ان فی قتلی حیاتا فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقا | اجتذب قلبی جدلی بالبقا | یا منیر الخد یا روح البقا | اجتذب قلبی جدلی بالبقا
لی حبیب حبہ یشوی الحشا | لو یشا یمشی علی عینی مشا | لی حبیب حبہ یشوی الحشا | لو یشا یمشی علی عینی مشا
گرچہ تازی خوب ہو کہ فارسی | عشق کی ہین زبان جدا ہین عشق کی | پارسی گو گرچہ تازی خوشترست | عشق را خود صد زبان دیگرست
جو کہ اس گلزار کی بو مین آوے | یہ زبانین جملہ حیران ہوتی ہین | بوے آن دلبر چو پیدا می شود | این زبانہا جملہ حیران می شود

چپ ہوں مین یار کرتا ہے خطاب — سن اسے واصل خدا علم بالصواب
تو بعاشق نے کہی اب خوف ہے — کہ کہ جون عیار پڑھ تو دار پے
گرچہ وہ عاشق بخارا جاے ہی — نے سکھانے سے کسی استاد کے
خود چھوڑا و خود سے تو بیزار ہو — اور حرم مین ابد وہا کار ہو
عاشقون کا ہو درس حسن یار — آپکے پڑھنے کی کتب وے نگار
چپ مین وہ اور دمبدم بس آگاہی — جاتی ہو تاعرش و تخت بادشاہی
درس اُنکا وجد و حال و ولولہ — نے زیادات نہ باب سلسلہ
سلسلہ اس قوم کا زلف نگار — مسئلہ ہو دور کا بردور یار
تجھسے پوچھے مسئلہ گر کیس کا — کز نہ کیسہ مین بھرے گنج خدا
ذکر گر خلع و مبارا کا رہے — بند کہ ذکر سبارا ہو تا ہے
ذکر ہر اک ہنر کا دے ہدایت — کیونکہ رکھتا ہر غرض کی آیت
تو بخارا مین ہنرمندی رکھے — جبکہ خواری پاے فایح اس سے
اُس بخاری کو ذہ دانش سے اثر — شمس پیش پرہ رکھتا تھا نظر
جسکو خلوت مین ہوا ذی پیش راہ — وہ زمین دانش شیخ ہوتا ہے شاگرد
جو جمال جہان سے ہم پیالہ ہوا — مضطرب اخبار دانش سے ہا
دید جو دانش پہ غبار رکھتی ہے — عام کو دے دھو دنیا اسلئے
دیکھتے ہین کہ دنیا کو ہیچ — جانتے ہین اُس جہان کو قرص خور
اِس جہان کو دیکھتے ہین اندھا — اُس جہان کو دیکھتے ہین بینا
سوے قصہ اُس جوان کے پھر چلا — ہو غم صدر جہان سے پر جفا

گوش شو واللہ اعلم بالصواب — اے بصد لب
چونکہ عاشق تو بہر دا کنون ترس — گوچہ عیار ان کند بردار درس
گرچہ آن عاشق بخارا می رود — نے بدرس و نے باستادی و د
خلع کن نور راز خود بنیرار شو — بعد ازان اندر حرم ہر کار شو
عاشقان را شد مدرس حسن دوست — دفتر و درس سبق شان روے اوست
عاشقند و معشوگرار شان — میرود تا عرش و تخت یار شان
درس شان آنشوب و جنگ و ولولہ — نے زیادات ست و باب سلسلہ
سلسلہ این قوم جمدشکبار — مسئلہ دورست آماد و ر یار
مسئلہ کیس را پرسد کس ترا — گونگنجید گنج حق در کیسہ ہا
کردم خلع و مبارا ے رود — بنہین ذکر بخارا ے رود
ذکر ہر چیزے دہد خاصیتے — زانکہ دارد ہر غرض ہا ہیتے
در بخاری رونقی زد و فارغی — در بخاری روشنی زد و باغی
آن بخاری نصفہ دانش نقد — چشم پر خور شد بینش می گشاد
ہر کہ در خلوت پیش یافت راہ — او زد دانشمانہ جوید دستگاہ
باشد ش زاخبار و فش تاسہ — با جمال جان چو شد ہمکاسہ
دید بر دانش بود دغا لب فزا — زرین ہمی دنیا بجوید عامرا
زانکہ دنیا راہمی نہ پندند — وان جہانے راہمی اند پہا
کاین جہان را نقدی پندند فاش — وان جہان را نسیہ بپسندند لاش
باز رو سوے حدیث ان جوان — از غم صدر جہان شد ناتوان

متوجہ ہونا اُس عاشق کا طرف بخارا کے — رونہادن آن عاشق بسوے بخارا

وہ ہوا متوجہ عاشق اشک ریز — دل طپان سوے بخارا گرم تیز
ریگ آموں اُسکے آگے جون حریر — آب جیحون اُسکے آگے جون غدیر
وہ بیابان اُسکے آگے جان چمن — کز تماشا گلبن سیماوہ شد غنچہ زن
قند ہا اندر سر قند اُسکا لب — لے بخارا سے ہوا مہ جبین آراب

رونہادن آن عاشق خونبا بہ ریز — دل طپان سوے بخارا گرم تیز
ریگ آموں پیش او جیحون بہ — آب جیحون پیش او جون آبگیر
آن بیابان پیش او جون گلستان — میفتاد از خندش جون گل تتان
در سمرقندست قند ما لبش — از بخارا یافت اشد مذہبش

اے بجارا عقل افزا تو تھا | عقل دین کو جیسے لکمن نے لیا | اے بجارا عقل افزا تو تھا | لیک از من عقل و دین برہود
بدر ہو نہ ہوں اسلئے ہوں لال | اپنا مین ہو نہ ہوں انجیر مال | بدری چو یم از انم چون ہلال | صدری چو یم درین عقل غال
جو بجارا کی اُسے سر حد دکھی | تم کی ظلمت مین ضیئے اک کھلی | چون سواد آن بجارا را بدید | در سواد اعظم یا فعے شدید
ایک ساعت اسکو بیہوشی ہی | راز کے بستان مین عقل اسکی گئی | ساعتے افتاد بیہوش دراز | عقل او پرید در بستان راز
بس گلاب اُسکے چھڑکنے سے تھے | اُسکے غافل تھے گلاب صبح سے | بر سر درویش گلابے می دمند | از گلاب عشق و غافل نہ ہند
آنسے دیکھا تھا گلستان نہان | عشق نے لوٹا تھا خود سے اسکو ہی | آن گلستانے نہانی دیدہ بود | غارت منقش خود پریدہ بود
عشق کے لایق نہ افسردہ تو ہو | گرچہ خود ہی اسکو لوٹا رکھے | گر خود ولی ہی سکر کو لا رکھے | باسکر مقروان نہ گر خود نہ
تو ہے عاقل رکھے سامان عقل کا | پر جنود اُلم تر و یا جانے نیا | رفت غفلت با توہست و دعائی | در جنود اُلم تر و یا غافلی
بات یہ ہے انہا جلد ہو روان | ہا گر دہائے وہ بجارا گو جوان | این سخن پایان ندارد زین نہان | نا رود سوے بجارا آن جوان

آنا اُس عاشق لاُبالی کا بجارا مین اور ڈرانا دوستونکا اسکو ظاہر ہونے سے

در آمدن آن عاشق لاُبالی در بجارا و تہدید کردن دوستان او را از پیدا شدن

وہ بجارا مین بس آیا شاد وان | اندر آمد در بجارا شاد وان | پیش معشوق خود در دار الامان
مثل ایسے سیپ کے ہو جو پے | بس اُڑے اور دیکھ لی سکو نے | بنوان ہستے کہ چرد بر انیر | من کہ رش گیرد و گوید کہ گیر
جسنے دیکھا بس بجارا مین اسے | بولا جھاگ دل سکنے کہتے | گر بدید ش در بجارا گفت نیز | پیش از پید اشدن خشمین ز
گر تجھے پائے وہ شاہ خشمگین | دوش برس کاتہ ہو جان سے تین | آن گرامی جو بدان شہ خشمگین | ناکشادہ زجان تو دہ سار کین
اللہ اللہ خون مین اپنے مت بہے | مت بھرو سا کر تو اپنے مکر پے | اللہ اللہ در ربا در خون خرش | نکنیہ کم کن بردم و افسون خرش
سحر صدر جہان تھا یار تھا | استد تھا ہندسہ کا اوستا | گفتہ صدر جہان بود ے وراد | مستمد بود ے مہندس اوستاد
بس مشیر اُسکا تھا تو بھی محترم | اک گندسے ہو گیا تو متہم | ہم شیرش بود ی وہم محترم | گشتہ از بہر گناہے متہم
غدر کر کے تو بڑا سے تھا چھٹا | بچ گیا تھا پھر بلا مین کیون پڑا | غدر کردی و ز جزا گر بگریزی | رستہ بود ی باز چون آویختی
تو بلا سے بھاگا سر حیدر کرے | نے وقوفی یا اجل لائی تجھے | از بلا گر بگریزی یا صد حیل | البی آورد ت اینجا یا اجل
عقل تیرے زیغ عطارد کو کھے | عقل عاقل کو قضا احمق رکھے | امر کہ تقدیر بر عطارد دق کند | عقل عاقل را قضا احمق کند
شیکو ڈھونڈھے وہ حرکتون سے تیرا | عقل و چالاکی تری کان ہی تیرا | خس خر گوشے کہ باشد شیر جو | تدبیر کی و عقل و چالاکیت کو
بولا اذ جار القضا ضاق الفضا | ہست چندین فسونہا نے قضا | گفت اذ جار القضا ضاق الفضا | از قضا بستہ شود گر اژدہا ست
پر قضا پھانسے اگر ہو اژدہا | صدرہ و مخلص بود از چپ و راست | از قضا بستہ شود گر اژدہا ست

جواب دینا عاشق کا ملامت کرنے والوں و ڈرانے والوں کو

بولا مستسقی ہوں کھینچے مجھکو آب
کوں مستسقی نہ بھاگے آب سے
ہاتھ پانوں پیٹ کر سو میں مرے
میرے باطن سے جو چھلکے تن کو دھوں
مشک میرے پیٹ کی گو بھاگ آب
جس نگہ دیکھوں ہوں نار آب کا
ہاتھ جوں دف پیٹ ہی مثل دہل
خون ہووے میرا وہ روح الامیں
جوں زمیں دیکھ نہ خواری مجھے
آگ میں پرجوش شب کو شرق و غرب
ہوں میں شیطان مگر میں نے کیوں کیا
محمد فصہ میری جان پر وہ کرے
گاؤ گر سونے دیا خود کچھ دے
گاؤ موسی ہوں مجھے جان کی عطا
گاؤ موسی کا تھا بس قربان ہوا
اسکے صدقہ سے وہ گشتہ بھی احیا
اذبحوا بقرۃ
میں حماری سے مرا نامی ہوا
میں جو حیوان سے مرا آدم ہوا
پھر دوبارہ مہ شپر سے میں ملک
اور ملائک سے بھی جانوں بیشتر
پھر ملک سے جو قربان ہوں میں
پس عدم ہوں عدم مثل ارغنون

گر چہ ہیں جانوں کہ دارے مجھکو آب
گر دو صد بار اسکو تو برو کرے
عشق پانی کا نہ کم ہو کچھ مجھے
کاش ہوتا میرے در یا اندرون
گر دوں ہم گرگ میری مستطاب
رشک آتا ہی مجھے اسکی جا
دلمول کو دوں عشق پانی کا جوں
قطرہ قطرہ خون ہیں جوں زمیں
جیسے عاشق ہوں مرا یہ کام ہے
خون حق بھکھاؤں میں مانند گبک
کیوں مراد خشم سے اسکے پھرا
عید قربان وہ دو عاشق کا ہو بہو
یا لا اعبد اور ذبح کرنے کے لئے
جستہ و میرا حشر ہر آزاد کا
اسکا کہنہ زحیات کشتہ تھا
اضربوہ ببعضہا کہتا ہوا
ان اردتم حشر ارواح النظر
اور نامی سے مرا حیوان بنا
میں حیوانی سے مرا آدم ہوا
ناملائک سے بھی قربان ہوں میں
کل شیٔ ہالک الا وجہہ
ہوؤں میں وہ جو نگے دم میں
کہ مجھے انا الیہ راجعون

جواب دادن عاشق عاذلان و تہدید کنندگان را

الفت من مستقیم آہم گشد
ہیچ مستسقی نہ گردد ز آب
گر ترا مسند مرا دوست و شکم
گوہم انگور پرسند از بطون
شیک شکم کو بدر از موج آب
من بہر جائے کہ نیم آنجا بجو
دست چوں دف شکر و چوں دہل
گر بریزد خوم آن روح الامین
جوں میں و خون میں خوابد بود
شب ہمی جوشم ز آتش چو گبک
من شبیانم کہ مکر و ہیچ نیست
کو بر آن برجاں ستم خوش
گاؤ اگر خسپد و گر چیزے خورد
گاؤ موسی دان مرا جان داد او
گاؤ موسی بود قربان گشتہ
بہر جہد آن کشتہ زاسپش زجا
یا کرامی او بحیوانیدا البقر
از جمادی مردم و نامی شدم
مردم از حیوانی و آدم شدم
حملہ دیگر بمیرم از بشر
تا بر آرم از ملائک بال و پر
کل شیٔ ہالک الا وجہہ
آنچہ اندر وہم ناید آن شوم
کہ بدیم کانا الیہ راجعون

گر چہ بے دستم کہ ہم آہم کشد
گر دو صد بارش کنی بات و خراب
عشق آب از من نخواہد گشت کم
کاشکے بودم روان بے دست و رو
گر بیرم ہست مرگم مستطاب
رشکم آید بودے من جاے او
طبل عشق آب بے کو بم ہو کل
جرعہ جرعہ خون خورم چوں ہن بہن
تا کہ عاشق گشتہ ام این کار ہاست
روز تا شب خون خورم مانند بیک
از مراد خشم او نگریختم
عید قربان است عاشق گاہ و میش
ہر بعید و ذبح خود مے پرورد
جزو جزوم حشر ہر آزادہ
کمتر ین خروش حیات گشتہ
در خطاب اضربوہ ببعضہا
ان اردتم حشر ارواح النظر
ز زنامی گردم بجیوان سر زدم
پس چہ ترسم کی ز مردن کم شدم
کل شیٔ ہالک الا وجہہ
کہ بدیم کانا الیہ راجعون

اتفاقی امت کا ہونا دلیل حق ہونے کا

آب حیوان ہے کہ ظلمت میں نہان — مرگ دان کس را اتفاق امتست — کاب حیوانی نہان در ظلمتست

نیل خوش ساحل سے تو پیدا — مثل مستسقی ہو جویا آب کا — رنجور مستسقی حریص آب جو

مرگ اسکی آب وہ خواہندہ آب — مرگ او آبست دارو جویائے آب — مے خورد والله اعلم بالصواب

اک تو ہے پوس عاشق افسردہ خو — بھاگے ہے یا خوف جان جانان سے تو — گو زہیم جان جانان مے رمد

اسکی تیغ عشق کی شور ہر زمان — دیکھ دستک ان ہزارو لاکھ ہا — صد ہزاران جان نگرد تشنگان

پس ہو کوزہ جو دیکھے نہر تو — نہر سے کب ہووے نفرت کب کجو — آب دار از جوے کی باشد گریز

نہر میں جو آب کوزہ جائے — محو ہو کر نہر خود وہ اک بنے — محگردد در روے و ہو او شود

وصف فانی ذات ہو اسکی بقا — لعبدہ نے کم ہونے ہو بدنما — زیں سپس نے کم شود نے بد لقا

خود کو اسکے تخیل پر لگا دیا — عذر کی خاطر جو بھاگا اس خطا — عذر آنرا کز زنو بگریختم

سجدہ کرتا کہنہ کی صورت جلا — پس طرف اس صدر کے رو کر دیا — جانب آن صدر شد با چشم نم

زعفران سازرد رو اشک روان — وہ گیا عاشق سوے صدر جہان — رفت آن بیدل سوے صدر جہان

پہونچنا اس عاشق کا پاس معشوق کے جو ہاتھ جان سے دھو بیٹھا — رسیدن آن عاشق بمعشوق چون دست از جان بشست

وہ لئے تھا ہم کفن ہم تیغ کو — کیونکہ تھا اک عاشق سر دو — چونکہ بود او عاشق سرمست او

منتظر مخلوق تھی اسوا سطے — کہ علاے یاوہ لگائے اسے — کش بسوزد دیا بر آویزد دورا

ساتھ اس احمق کے اسم دو کے — گرز مانہ کرتا ہے بدبخت سے — آن نماید کہ زمان بدبخت را

نور دیکھا شمع کا پروانہا — حمقانہ اسپے گر جان سے گیا — احمقانہ در فتاد از جان برید

پرتو شمع عشق جوں اس شمع کے — روشنی میں روشنی روشن رکھے — روشن اندر روشن اندر روشنیست

آتشی شمعوں وہ برعکس ہم — رکھتی ہے آتش و نے حرقت رکھے — می نماید آتش و جملہ خوشست

حکایت اس مسجد کی کہ مہمان کش تھی اور اس عاشق کی — حکایت آن مسجد کہ مہمان کش بود و آن عاشق

ایک حکایت تم سنو اے نیک پے — ایک مسجد تھی کنار شہر ہے — ایک حکایت گوش کن اے نیک بخت

کوئی تھیں سو تا نے شب حرف سے — کہ یتیم اسکے پسر نے ہو گئے — کہ یتیم کس وے خفتہ شب زیم

نے خبر از صون سا جو ہمیں گیا — صبحدم در گور جوں اختر ہوا — گز فرزندش شد آن شب یتیم

خود کو اس سے خوب تر آگاہ کر — صبح آئی خواب کو کوتاہ کر — صبحدم چوں اختران رگور رفت

۱۹۱۷

یا کہ ہوتا ایک در اس شہر میں
دیکھتا اندر رحم سے تکرار میں

یا برابر ہوتا نا کے سوئی کے
گر رحم دیکھتا وہ باہر سے مجھے

ایسا غافل ہی جہان اک خلق سے
مثل جالینوس نا محرم وہی

وہ نہ جالینوس پر طوبت چنین
بس مددیا ہے عالم سے الگین

اس جہان میں چار عنصر جیسے خود
لامکان کے شہر سے رکھین مدد

آب دوانہ جو کہ چوہے میں ملے
باغ اور صحرا سے بس وہ آئے ہے

انبیا کی دیکھتی میں جان باغ
مرتے دم بچے سے جو ہووے دماغ

مین خدا عالم و جالینوس سے
مثل مدد روش میں وہ افلاک ہے

گر یہ جالینوس ملے بہتان ہے
نے جواب اب مدد اسکے واسطے

یہ جواب اسکے لئے جسنے کہا
گر نہیں پر نور دل اسکا ہوا

بد جو ہوں قوہ مدد اسکا مرغ جان
جو سنا بانی کا عذر انا یہان

اس سبب دیکھا وطن یہان اسکی نے
موش سان سوراخ مین دنیا کے کچھ

اور کی تقسیم اس سوراخ مین
لائق سوراخ لیں دانائین

ایسے پشہ کہ زیادہ بس اسے
کام اس سوراخ مین آئین بلے

جو مگر دال اگھرا نکلتے جسم سے
بند جانے کی کری رہ جسم نے

طبع عنقا رکھتی گر کوہی کبھی
کب اعابوں سے وہ خیمہ تانتی

چنگ گر نے قفس اندر کیا
تا وہ چنگل درد و سرسام کہ کیا

چنگ و قولنج و مالیخولیا
مسکتہ و سل و صداع و ماشرا

موت گر چنگ ہی بیماران
مرغ و پر اسکے بے مارے ہ مدان

کونے کونے دوڑے وہ سوئے خطا
مرگ چون قاضی دجہاری گوا

آیا قاضی کا پیادہ یہ گویا
گر بلائے جھکو تا دار القضا

چاہتا ہے ہ ملت اس سب قوت جھک
مانے گر پیچ جاے ورنہ لیجاے

چاہتا مہلت کا ہی دارو دوا
ہیضا خرقہ تن بے ہ ہو بند کا

مثل دشمن آخراک دن کے دو
کتب تلک مہلت ہو کچھ تو شرم کو

غدر اپنا نہ سے کر ای بیخبخت
اس سے پہلے کہ بلے تجھے وقت

یا درے بودے در ین شہر و چم
تا نقارہ کہ دے اندر رحم

یا چو چشم سوزنے را ہم ندے
گر ببروں آں رحم دیدہ شدے

ہمچو جالینوس او نا محرمے
ہمچو جالینوس اونا محرمے

آن مدد از عالم بیرونی ست
آن مدد از عالم بیرونی ست

صد مدد دارد ز شہر لامکان
صد مدد دارد ز شہر لامکان

آن ز باغ و عرصہ دریافتہ ست
آن ز باغ و عرصہ دریافتہ ست

زیر قبض وقت نقلان و فراغ
جانہائے انبیا ہمسند باغ

ہمچو ماہ انہ فلکہا یا فتند
پس جز ایں سہ جالینوس و عالم یافتند

پس جز ایں سہ جالینوس نیست
ور ز جالینوس ایں قول قصر ست

گر بنوشد دے مالیخولیا وجعفت
این جواب آنکس آمد کا بن گفت

چون شغب از گرگان و خرگوشان جو
مرغ جانش ہوش شد سوراخ جو

اندرین سوراخ دنیا ہوش دار
ز اں سبب جانش وطن بد و قرار

در خور سوراخ دانائی گرفت
ہمدرین سوراخ بنائی گرفت

اندرین سوراخ کا مرا و را در دہد
پیشہ ہائے کہ مراد آید گزید

ز انکہ دل بر کند از ہر دو جہان
بستہ شد راہ ر بیدن از بدن

عنکبوت از طبع عنقا دانستے
از اعادی خیمہ کے اندر شتے

گر بہ کرد و چنگ خود اندر قفس
نام چنگش درد و سرسام نفس

قصبہ و قولنج و مالیخولیا
سکتہ و سل و صداع و ماشرا

گر بگفت وہ مض چنگال او
می زند بر مرغ دیرہ بال او

گوشہ گوشہ می رود سوئے وا
مرگ چون قاضی رہجوری گوا

چون پیادہ قاضی آمد اس گام
گر بے خوانہ تو اتا حکم گاہ

مہلتے خواہی تو از دے در گریز
گر نہ پرہ شد و گر نہ گفت غیر

جستن مہلت دوا دو چارہ ہا
گر ز نی بر فرق تن پارہ ہا

عاقبت آید صاے خصم دلم
چند باشد نصلت آخر شرم دار

عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد
پیش ازاں کا ایں جہان زو در رسد

۱۹۵

ملامت کردن نااہل مسجد کا مہمان را کہ تا کہ اُس مسجد مہمان را ندہند در مسجد نہ خسپد

قوم بولی مت کرے تجرات تو جا	قبہ تا جاہد نہ ہو جان کا ترا
دُور ہے آسان کہی تو غور کر	کردہ آخر راہ ہووے سخت تر
پہلے اکثر خود تو کردیدہ ہووے	وقت پہنچنے کے برہت ذہو ندہ
واقعہ سے پہلے تو آسان ہو	دل میں مردم کے خیال ذہو
جب واقعاتی کے وہ اندر جا پھنسے	اس گھڑی اس تنگی محل پر
تو نہیں ہوتا ہے گے مت بڑھے	کرتی جان تب اصل اگر گہی
گر تعاہد ال اور تری برشہر ہو	آتوے ذرگرگ تیز زیر ہی
جون ہو ابدال کہ مبدل جو تجو	سر کرہو تبدیل حق سے اسکی ہی
پر تو نست دشیر گیر اور دہم سے	شیر جانے خود کو ہر گز رست چلے
بولا حق ہر نفاق نا سعید	یا سمع ما ینہیم یا شش شدید
اپنے آپس میں تو ہیں مردانہ وہ	او بغزا میں جون زنان خانہ وہ
بولے پیغمبر کہ ہیں شاہ غیوب	لاشجاعت ما جوان قبل الحروب
وقت دعوی غزو کے شرطین ہیں	عین وقت جنگ عاجزوہ ہیں
وقت ذکر غزو تیغ انکی دراز	سعر کہ میں تیغ انکی جون پیاز
وقتہا ندیشہ دل انکا زخم خواہ	مشک انکی سوئی سے خالی ہو کاہ
اس سخیاں ہوں جگ خود مندے ہی	او جہاد سے بھاگے وہ وقت بلا
عشق جون دعوی جہاد ایماں گواہ	جو گواہ تیرا ہیں دعوی تباہ
تجھ سے قاضی نے گواہت کر قبول	بوسہ دے تو سانپ بر پا سے گنج
وہ جہاد تجھ میں نہیں ہی جان لے	بلکہ وصف بد ہے جو کہ تجھ میں ہی

جبکہ ظلمت میں بھگائے اپ کو	نور کو بس چھوڑ دے آپ اور رو
ہو دہ متصد سے گوا کے بھاگتا	کر بلا تا ہی اُسے سوے قضا
ناگہاں بگیر میں اُسے زار و خوار	پیش قاضی کھینچ لاویں تم سرا
چھوڑ اسکو اُس جہان کی سمت جا	میدان سجد میں اُس شب کو سرا

فوم بولی مت کرے تجرات تو جا	قبہ تا جاہد نہ ہو جان کا ترا
دُور ہے آسان کہی تو غور کر	کردہ آخر راہ ہووے سخت تر
پہلے اکثر خود تو کردیدہ ہووے	وقت پہنچنے کے برہت ذہو ندہ
واقعہ سے پہلے تو آسان ہو	دل میں مردم کے خیال ذہو
جب واقعاتی کے وہ اندر جا پھنسے	اس گھڑی اس تنگی محل پر
تو نہیں ہوتا ہے گے مت بڑھے	کرتی جان تب اصل اگر گہی
گر تعاہد ال اور تری برشہر ہو	آتوے ذرگرگ تیز زیر ہی
جون ہو ابدال کہ مبدل جو تجو	سر کرہو تبدیل حق سے اسکی ہی
پر تو نست دشیر گیر اور دہم سے	شیر جانے خود کو ہر گز رست چلے
بولا حق ہر نفاق نا سعید	یا سمع ما ینہیم یا شش شدید
اپنے آپس میں تو ہیں مردانہ وہ	او بغزا میں جون زنان خانہ وہ
بولے پیغمبر کہ ہیں شاہ غیوب	لاشجاعت ما جوان قبل الحروب
وقت دعوی غزو کے شرطین ہیں	عین وقت جنگ عاجزوہ ہیں
وقت ذکر غزو تیغ انکی دراز	سعر کہ میں تیغ انکی جون پیاز
وقتہا ندیشہ دل انکا زخم خواہ	مشک انکی سوئی سے خالی ہو کاہ
اس سخیاں ہوں جگ خود مندے ہی	او جہاد سے بھاگے وہ وقت بلا
عشق جون دعوی جہاد ایماں گواہ	جو گواہ تیرا ہیں دعوی تباہ
تجھ سے قاضی نے گواہت کر قبول	بوسہ دے تو سانپ بر پا سے گنج
وہ جہاد تجھ میں نہیں ہی جان لے	بلکہ وصف بد ہے جو کہ تجھ میں ہی

ملامت کردن اہل مسجد کا مہمان کو تا کہ اُس مسجد میں نہ سوئے

واتکہ در ظلمت برانند بارگی	آن زرد در آسمان نمایند یگر
می گریزد از گواہ و متصدش	بس کسا کا وکیت خود دار انگخت
تا مہمان گیرند او را خوار و زار	پیشتر از واقعہ آسان بود
کرش کشان تا پیش قاضی سرا	چون در آید اندرون کا زار
کہ بسجد آمد آں شب یہمان	چون زشیری ہیں منہ تو پائے پیچ
	وز زبادلی و میشت شیر رشت
	کیست ابدال آنکہ او مبدل نبود
	ایک سے ستر گیرے و ز گران
	گفت حق زابدال نفاق ما سعید
	در میان ہمگر مردانہ زنانہ
	گفت پیغمبر سپہدار غیوب
	وقت لاف غزو ستان کہ شند
	وقت ذکر غزو تشیر دراز
	وقت اندیشہ دل او زخم جو
	من عجب دارم ز جو بائے صفا
	عشق چون دعوی جہاد ایماں گواہ
	چون گواہت خواہد ابن قاضی کہ
	آن جہاد تو نباشد ای پسر

برکند زان نور دل بکبار گی	نور کو بس چھوڑ دے آپ اور رو
کان گوا سوے قضای خواند	کر بلا تا ہی اُسے سوے قضا
کرش کشان تا پیش قاضی سرا	پیش قاضی کھینچ لاویں تم سرا
کہ بسجد آمد آں شب یہمان	میدان سجد میں اُس شب کو سرا

ملامت کردن اہل مسجد مہمان را کہ تا کہ اُس مسجد میں نہ سوئے

تا گیرد جامہ جانت گرد	قوم کفتند ے مکن تجرات برو
آں تاز رسمت باشد ریگذر	آن زرد در آسمان نمایند یگر
وقت پیچیدہم دستا دیر خست	بس کسا کا وکیت خود دار انگخت
در دل مردم خیال نیک و بد	پیشتر از واقعہ آسان بود
آزمایان گرد در انگس کا زار	چون در آید اندرون کا زار
کان اگر گشت جاں تست پیچ	چون زشیری ہیں منہ تو پائے پیچ
ایں اگر گرگ تو شہ زیر شد	وز زبادلی و میشت شیر رشت
خمر ش زبدیل زیزدان خلق تو	کیست ابدال آنکہ او مبدل نبود
شیر یداری تو خود را ہیں مران	ایک سے ستر گیرے و ز گران
یا سمع ما ینہیم یا شش شدید	گفت حق زابدال نفاق ما سعید
در غزا جوان عورتان خانہ اند	در میان ہمگر مردانہ زنانہ
لاشجاعت یا فتی قبل الحروب	گفت پیغمبر سپہدار غیوب
وقت جوش جنگ جوان کمتر نے	وقت لاف غزو ستان کہ شند
وقت کر و فر پیش جون پیاز	وقت ذکر غزو تشیر دراز
پس بیک سوزن ہی شد دیگ تو	وقت اندیشہ دل او زخم جو
کو بر مدد وقت صیقل از جہت	من عجب دارم ز جو بائے صفا
جون گواہت نیست دعوی شد تباہ	عشق جون دعوی جہاد ایماں گواہ
بوسہ دے بر مار تا یابی تو گنج	جون گواہت خواہد ابن قاضی کہ
بلکہ وصف بد ہے جو کہ تجھ میں ہی	آن جہاد تو نباشد ای پسر

مارے را حق کوئی تندے پر اگر ۔۔۔ مارے نے تندے پہ مارے گر دبیر
گر کوئی غصے سے مارے اسپ کو ۔۔۔ مارے اسکے عیب کو نے اسپ کو
تا چہ چیزست عیب خوش ایں قرار ۔۔۔ قید سے شیر ہی گلخن رہو
مار تنا اک تھا یتیم اک کو بقہر ۔۔۔ قند تھا وہ چاٹ کے تھا مشتہر
مرد نے دیکھا جو اسکو در بلا ۔۔۔ دور اگر گودی میں جلدی سے لیا
بولا اتا قوتہ یتیمون کو نہ مار ۔۔۔ قہر حق سے کیوں نہیں ڈرتا ہے یار
بولا اُسکو میں نے کب مارا ہے ہاں ۔۔۔ دیو کو مارا جو اسمیں ہے نہان
گر کسے مان موت تجھکو ہو جیو ۔۔۔ جا ہی ہے موت خولے بدکی وو
وہ کرو وہ بھاگا جو ہے آداب سے ۔۔۔ آبرد مردی دمردان کھوئی ہے
غازیون نے اُنکو خارج کر دیا ۔۔۔ جنگ سے کہ ہون مخنث پست پا
سن نہ ہیبت دون کی تو شجعی ذرا ۔۔۔ جنگ میں نے ساتھ مردون کے رہا
کیونکر ذرا دو کم خیالا حق کہے ۔۔۔ کر رفیق سست سے منھ پھیرلے
کہ ہمارے وہ اگر ہمراہ ہون ۔۔۔ غازی سب دلے منغرش گاہ ہون
خود تمہارے ساتھ ہیبت ہون ۔۔۔ بروہ بھاگین کی لکو ہیبت کے تودہ
پس سپہ تھوڑی بغیر ان تیر کے ۔۔۔ بہتر اُس سے کہ وہ بھاگین ہو تمہ
تھوڑے بادام بہتر ہیں جنے ۔۔۔ اُن بہت سے جو کہ ہون کڑوے تلے
مثلے کڑوے ایک سے موقوف ہیں ۔۔۔ جو نہیں اُن دل ہیں منہ ہم گھن ہیں
گر ڈرا ہے گمان سے زندہ ہو ۔۔۔ شک میں اُس عالم کے وہ احوال سے
راہ چلتا ہو نہ منزل جانتا ۔۔۔ اور قدم ڈر کے رکھے مثل عمر
جو نہ جانے راہ وہ کیونکر چلے ۔۔۔ ہو پریشان اور دل پُرخون رہے
جو کسے ہائے اور سر رستہ نہیں ۔۔۔ ٹھہر جائے ڈر سے واں کہ لعین
جو دا پر ہوش جائے راہ کو ۔۔۔ کب سے ہر ایک ہائے ہو کو دو
اُن سے کر کینون کے تو ہو رہ نما ۔۔۔ کیونکہ وقت خوف وہ ہو دیں بہا
پر وہ بھاگین گر چہ دعوی ہیں کریں ۔۔۔ سحر بابل گر چہ اُن میں ہیں
خشک بانگون سے تو سے کانڑا ۔۔۔ اور نہ طاؤسون سے ہو تم شکار

بر بخد آنرا نہ زد بر گرد لرد ۔۔۔ بر بخد چوبے کہ آن را مرد زد
آن نہ زد بر سیب را آن کہ بکش ۔۔۔ گر نزد بر سیب را زد بر سکسکش
شیر را زندان کنی تا می شود ۔۔۔ تا سکسک ارباد خوش می شود
قند بود آن لیک ہنودی چو بکار ۔۔۔ آن یکے می زد یتیمے را بقہر
آمد و بگرفت رود و دش در کنار ۔۔۔ دید مردے آن چنانش زار زار
چون ترسیدی ز قہر ایزدی ۔۔۔ گفت چندان آن بتیمک نزدمی
من بران دیوے نہ زدم کو اندرست ۔۔۔ گفت او را کی زدم ای جان دوست
مرگ آن خو خواہد و مرگ فساد ۔۔۔ مادر اگر کو بد ترا مرگ تو باد
آب مردی دم مردان ریختند ۔۔۔ آن گرو ہے کز ادب بگریختند
تا چنین جزو مخنث ما ندند ۔۔۔ غازیان شان از رو غا لا ندند
یا چنہا در صف بیجا مرو ۔۔۔ لاف غزا تا از حسارا کم شود
گر رفیق سست برگردان ورق ۔۔۔ تا نگردد کم خیالا گفت حق
غازیان ہمچو رہ چون کہ شوند ۔۔۔ گر گریشان باشما ہمرہ شوند
پس گریزند دل صف بشکنند ۔۔۔ خویشتن را باشما ہم صف کنند
تا کہ ہا اہل نفاق اند حشر ۔۔۔ پس سپاہے اند کے بے این نفر
بو زسیاری بتبع آمیختہ ۔۔۔ بست بادام کم خوش ریختہ
نقص او آن افتاد کہ ہم این چنند ۔۔۔ تلخ و شیرین گر بصورت یک شکل
می زید در شک حال آن جہان ۔۔۔ گیرد ترسان دل بود کو از گمان
گام ترسان می نہد آہی دلے ۔۔۔ می رود دو رہ نداند منزلے
باز دو تا دو دل پر خون شود ۔۔۔ چون ندا ندرہ مسافر چون رود
او کند ناریم آہی وقت وزیت ۔۔۔ ہر کہ گو بد ہائے این سو را بیت
کی رود رہ ہائے ہود گوش او ۔۔۔ در بداند رہ دل پر ہوش او
از کہ وقت امنی دیم ندا ۔۔۔ پس مشو ہمراہ این ما شتر دلان
گر چہ اند رلاف سحر بابل اند ۔۔۔ پس گریزندہ ترا تنہا بلند
تو نہ طاؤسان محو صید شکار ۔۔۔ قند عنا پان محو ہین کار زار

طبع ظاہر سی ترے حرف کو کرے ۔ دھوکا دے کر مجھ کو گمراہ جہاں سے ۔ اطمینان سے اپنی قوم کو ۔ اور نہ ہمارا نقصان برسے

کہنا شیطان کا قریش کو کہ تم محمد علیہ السلام اور دین محمدی کو نہ مٹا سکو گے اور اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلاؤ اور بھاگنا اسکا عین مقابلہ میں

آفت شیطان قریش کہ بسنگ محمد علیہ السلام آمد کہ من رہا کنم ترا بیار خود را بد خوانند و گریختن او در ملاقات صفین

جو قریش کو دیا شیطان نے دم ۔ اکر سے بولا کہ ہوں تمہارا حمی ۔ آج ہمارا کوئی نہیں مقابل ۔ ارم سے دیکھ کر یہ زیبا شیں

تا کرا محمد کو شکست بد بوین ہم ۔ اور زمین سے جڑ اور نخل کو ہوں بیخ کم ۔ تا محمد کو نہ ملے کوئی مدد ۔ پیچ سے زیبا و زمیں کنیم

جو ہوا رستم سپہ میں مرکزی دم ۔ دو دیا کہ اے عرب ہم تمہارے ۔ خواہد السون کہ اتی جار لکم ۔ خوار ہوا سون کہ اتی جار لکم

ہیں لشکر کے کہنے سے ہوا ۔ مکر و حیلہ سے ہیں اور سے کہا ۔ کرد با ایشان بحیلت گفتگو

کہ بلا تا ہوں میں اپنی قوم کو ۔ تا مدد لاؤں میں اور قبیلے تمکو ہو ۔ تا کہ در ہیجا بود دشت ہمش

اور مدد گاری تمہاری میں کروں ۔ تا شکست آشکار دشمن دوں ۔ تماسیا دشمنان تان بشکنم

ہیچ کہنے سے قریش کے سکے ہوئے ۔ دو نوں لشکر آمقابل ہو گئے ۔ ہر دو لشکر در ملاقات آمدہ

دیکھا انبوہ ملک شیطان نے ۔ نور ملکوتی صف کی جانب دیکھی ۔ سو موصف موسنان اندر رزم

دھبوہ الم تر و ہا صف زدہ ۔ اوسے اوسکی جان قشر میں ہلی ۔ گشت جان او زبیم آشکدہ

جانوں نہ پایا چھپنے کا اور بنا ۔ کہیں دیکھوں ہوں سپاہ در سپاہ ۔ ہے منیم سپاہ جبرئیل شکفت

کہ اخاف اللہ مالی منہ عون ۔ او منبوانی اری مالا ترون ۔ او منبوانی اری مالا ترون

بولا حارث جو سراقہ شکل ان ۔ کیوں نہ کل ایسا کیا ہمدیگر ۔ وی جبرئیل تو مرا گفتی انچنین

بولا دیکھوں ہوں مالا دیکھتے ۔ بولا دیکھے تو گدایان عرب ۔ گفت ایزدم من ہمہ منیم حرب

تو نہ دیکھے ان سوا اسی شی کو ۔ اس گھڑی دعوی تھا اور سو جھوٹ ۔ وی بمی گفتی کہ یا میدان شدم

کل یہ کہتا تھا کہ ہوں ثابت قدم ۔ کہ تمہیں ہو شکست و نصرت دہم ۔ تا بخورد یم آن دم تو دا میدم

کل تو تھا سردار لشکر کا لعین ۔ آج ہمارا پیر نا مرد حزین ۔ چونکہ حارث با سراقہ گفت این

تیرا دھوکا کھا کر ہم یاں آ دیئے ۔ ہم ہوں ہیزم تو کیا خام ہے ۔ دست خشمین زود ست او گزید

جو یہ حارث نے سراقہ سے کہا ۔ اسکی غفلی سے لعین غصہ ہوا ۔ سینہ اش اکوفت شیطان بر سینہ

دیکھیا اپنا ہاتھ اسکے ہات سے ۔ در دول پہونچا جو اسکی بات سے ۔ چون او بیچارگان زان کر دخیت

سینہ اوسکا شیطان جلد یا ۔ مکر سے ان عاجزوں کا کھل گیا ۔ پس بگفت انی بری منکم

ویران اک عالم کیا ہے اوسنے جو ۔ پس کہا انی بری منکم

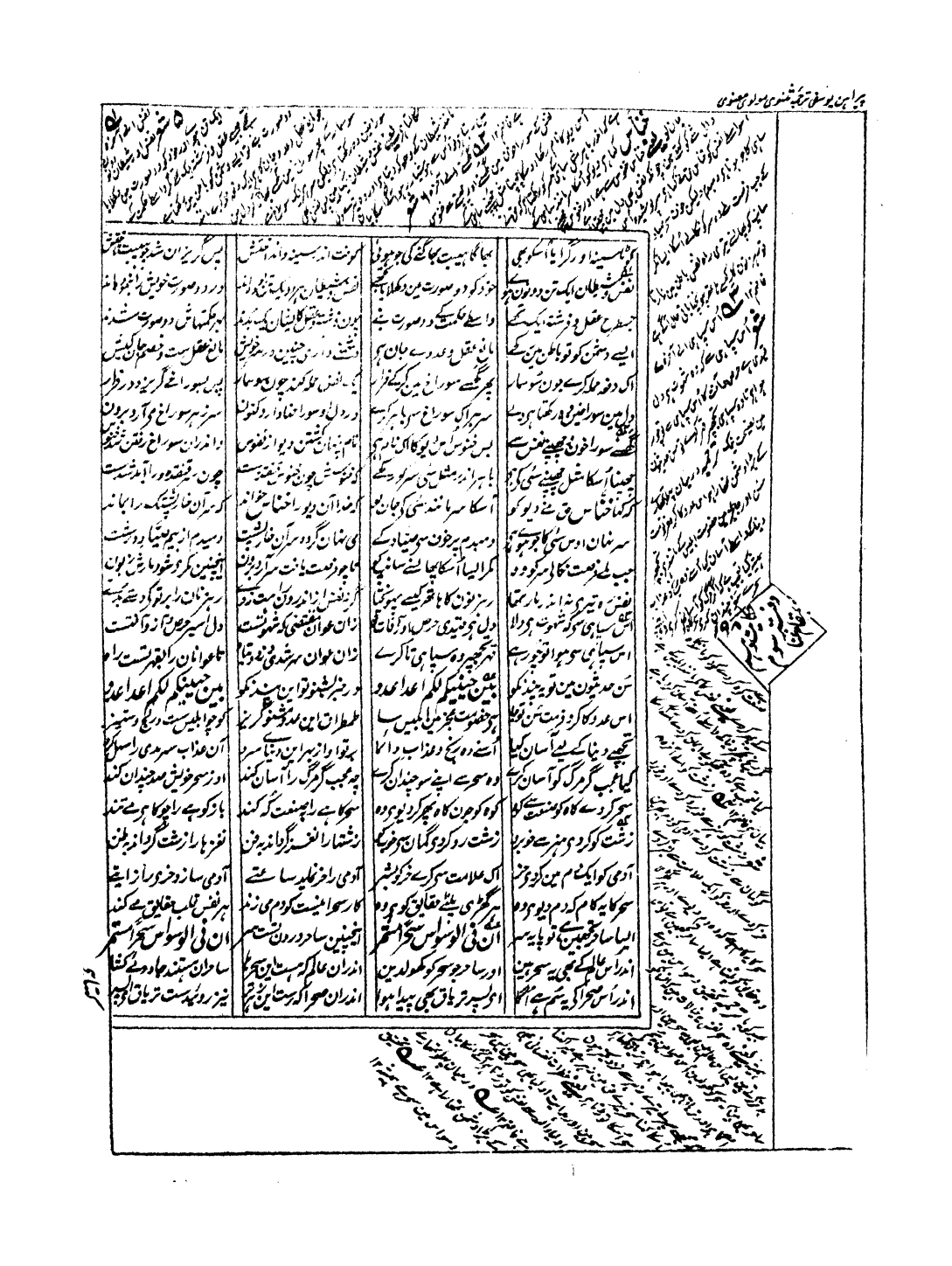

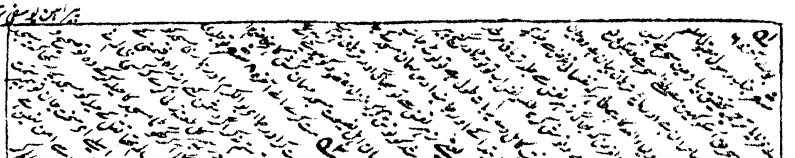

کہتا ہو تریاق مجھ سے سیر — از پئے سحر ہیں تریاق زہریہ — گفت تریاق از من بجو سیر — از پئے زہر ہم من جو زہر مخور
کہنا اسکا سحر تیرا وہم ہیں — کہنا میرا سحر تو اسکا سحر — گفت او سحرست و ویرانی تو — آفت من سحرست رو رفع سحر کن
بولے پیغمبر کہ آن فی البیان — سحر حق اسکو کہے دروغ بیان — گفت پیغمبر کہ ان فی البیان — سحر حق گفت آن بود کش پیروان
سحر ہے پر رفع سحر ساحران — ہیں تریاق ہوا در میان — لیک سحر او رفع سحر ساحران — ہست تریاک باشد در میان
وہ بیان ہے اولیا کا یہ بلا — آن بیان اولیا و اصفیاست — گر وہ نفسانی غرض سوے ہوا — گر ہمہ اغراض نفسانی جداست
الغرض کہ بھاگ زہر نفس سے — فوش کر تریاق مرشد جلد کے — فوش کن تریاق مرشد بت پرست
یلسم سحر نفس اب توڑ تو — ثعلب کا مل پیر کے دم گنج کو — سوے گنج پیر کامل نقب زن
عمل ہے یہ لوث سوا ابتدا — جانب مہمان و مسجد کے قوجا — جانب مہمان و مسجد باز راں

تحریر کردن عاذلان پند را بہ مہمان مسجد مہمان کش

گفت کہ جلدی تو جا اے بوالکرم — تو نہ کر مسجد ہماری متہم — مسجد ما را مکن زین متہم
گر کھے دشمن زراہ دشمنی — ور رہے پھر کل کرد طعنہ زنی — آتشے در ما زند در فرادنی
گر گلا گھونٹا کسی ظالم لئے آ — گر بگوید دو شخے از دشمنی — بر بہانہ مسجد او بد رسالے
قتل کے حیلہ کو مسجد پر رکھے — گر بتاساید اور اطفالے — جز بہانہ قتل بر مسجد نہند
سنت ہے پھر تو نہ رکھ او سخت جا — ہے نہ یکجا کار دشمن سے امان — گر نہ آیم این زمان دشمنان
جا نہ کر جلدی و مت سنو ایجا — لئے سکے تو کر سوے عالم نا ایمنا — کہ نہ نان بیمود گمان را بہ گرو
تجھ سے شیخی کر نیوالے سخت نے — ڈاٹھی نوبی اپنی آخر آپ سے — ریش خود بر کندہ یکمک سخت لخت
اب تو جا کر تاہ کر پیغام و قال — خویش و مار او سیگفن در رو بال — خویش و مار او سیگفن در رو بال

جواب دینا مہمان کا انکو در شال الانا ساتھ من کر ذکر حکیت والے کی کہ جسے اونٹ کو آواز دو تو وہ آکر روبرو کھڑا ہو جاتا تھا

جواب گفتن مہمان ایشان را و مثل آوردن بہ دفع حارث کشت بیانگ — ون از کشت آنتر ہر اکہ کوس محمودی ہر پشت او زدندے

بر لا یار و مین بہتیں مثل دیسے — گفت او یاران ندانی دیوان نیم — گر زلا حولے منیف آید بیم
تھا کنعان ایک لڑکا حکیت کا — ون بجا کر مرغ رفع کرتا تھا — گر دے کو حارث کشتے بدے
بھاگتے تھے مرغ ون سے حکیت کے — حکمت رہتا تھا سلاتے مرغ سے — تا رسید مرغ ازان ملک کشت
جو کہ سلطان رتبہ محمود نے — آس طرف سیتہ کے کیا بس ہاتھ لے — چو کہ سلطان شاہ محمود کریم

ہدیہ جناب سلطان محمد خان صاحب ۱۹۶۰ء

مثل تا روئے سپاہ ہمراہ رحم
ملک گیرد صف شکن باجاہ رحم

تھا شتر نقارہ اسپے لادتے
بیشتر وہ اونٹ تھا جون نخ سکے

اور نقارہ بجاتے ایسے تھے
رات دن کوچ مقام نہ فرصلے

اونٹ کو دیکھا اگر بجانے بس لگا
اونٹ نقارہ وہ ہے شاہ کا

ایک عطا تیسے کہا دت مت بجا
تو مت شاہی اونٹ نہیں!

اوسکے آگے ڈالکی کیا شے ہمیا
اجان ہو تو بیگ مری سبل ہے

ین ہون عاشق کشتہ قربان لا
دیکھا فرون ایسے ہو کھلا

یہ ڈرانا ڈانڈ گدگی ہے خود بھلا
کر خیالون سر ہون اس تریے

اور جو نفیر ہون نفیس ہی ہے تیرے
سر سے آسیب سا آزار دیتے

مثل سیمیسے ڈرین گھون
قل تعالوا بولا یہ ہی جان کو آ

کر ڈرنے رکھتا ہون اور رہے
بالعطیین تیقین بالخلف

بوسے پیغمبر کہ جازی السلف
اس عرض سو وہ عطا جو دیکھ لے

ہر عطا کی سو عوض کو دیکھ لے
دیتے ہین مال اپنا جو کہ سود ہے

اسلیے بازار مین سب پیشتے
تاکہ ہو ہم سود جلدی حرص کر

متشر ہیچا ہر ہمیانی مین زر
سر د ہو عشق اپنے سر سامان کا

دیکھے سامان نفع کا جو دوسرا
اپنے سامان کا زد دیکھا فائدہ

گرم بازارا اسلیے اوسکے رہے
جو نہ دیکھا اونے زیادہ اس مکو

اس طرح پیشہ ہنر اور مسلم کو
بانا جو بہتر سے جان ہمرہ شیر

تا نہ بیتہ جان سو ہو جان ہو غریق
نے جوان جھٹک ہو اور پوچھے

مرد و گر بادو نیتہ وہ کی جان ہو
جھٹک حاجت ہر کچھ تو طفل ہے

ان بنا لو کہ تو گر یا جان لے
نے رہا جس تصویر دیتا ل

جو گئی طفلی ہو جوان کو وصال
چھپ رہون واللہ اعلم بالصواب

نے کوئی محرم کہون تا دے جواب
حق خریدار اسکا اللہ اشتری

مال و تن ہم ہیرت فانی لابق
کہ تو شک مین ہو الیقین تم کھو ہوا

برن اس باعث ہر بنت سر
برہمارا ان از قرض الست

انہ و نیہ و نہ صفر ملک گیر
یا سپاہے بیحد اکستارہ اشیہ

بختی پیشتر و ہمچون خرد س
اشتری کو بہ کہ مال کوس

میبرد ہمدرد رجوع و طلب
بانگ کوس و طبل سے پرور شی

کہو وکہ اون طبلک ہزد حفظ بر
اندران مرتع و آمد آن شتر

بختی بہل ست با آن شست خو
ماتم گفتش تن طبلک کرا

کہ کشد و بہل سلطان بیت کہل
پیش او پر بود تو راک تو طفل

جان من تو بیگ طبل بلا
عاشقم من کشتہ قربان لا

پیش کہ بدہ ست این تہمتہ
خود تو راست این تہمتہ

کر خیالات در ین رہ مبتلم
اہم خیالان من از انعام ہستم

بل چو آسیبیلیا نم بے حذر
من چو آسیبیلیا نم بے حذر

قل تعالوا گفت حاتم را بیا
فارغم از طعم اتراق و از ریا

بالعطیین تیقین بالخلف
گفت پیغمبر جازی السلف

زود در بازار زد عطار ازین غرض
ہر کہ بدہد در عوض اندر الصدقہ خلف

تا چو سود آید بہ بذل آید مص
ہمچو در بازار از ان گشتہ منتظ

تا کہ سود آید بہ بذل آید مص
زر در انجا نہا نہا نگشتہ منتظ

سر د گر عشقش از کالا خوش
چون بہ بینہ کالا در ریگ پیش

کالا بہا خوش ایع و مزید
گر مزا ان ما درست با او کو ندید

چون مزید افزون از اسعار فرت
ہمچنین علم و ہنر ہا در حرف

چون بہ آمد نام جان شد پیر مت
تا بہ از جان نیست جان ہا شد عزیز

تا نگشت اورد بزرگی طفل را
لعبت مردہ بود جان طفل را

تا تو طفلی پس نہ محاجست
این تصور دون تخیل لعبت ست

فارغ از جنس ست و تصویر خیال
چون ز طفلی ست جان شد وصال

تن زدم و اللہ اعلم بالوفاق
نیست محرم تا بگویم بر اتفاق

حق خریدار ست کہ اللہ اشتری
مال و تن بر فند ریزان فنا

کہ تو در شک یقینے نیستت
برہمارا ان از قرض الست

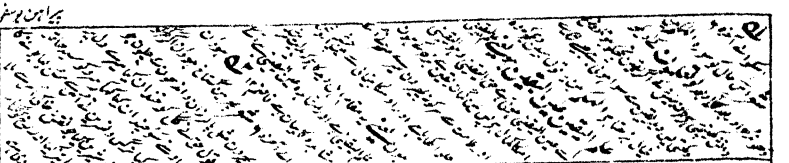

مجھے شک ہو تجھے اس احوال میں
کہ یقین اڑتا ہے اس کے ساتھ یقین

ہر گمان شکستہ یقین ہے اس سبب
ار راز دونی میں کھو دال پر

ہو پہنچے اور علم کے قایم رہے
او یقین کی سمت علما سکا بحث

کیونکہ ہو اندر طریق عشق کے
کم یقین سو علم او افزوں تشکک سے

علم ہو عشق کا ہو یقین کو تو جان
او یقین عشق لو ہر یقین میدان

اسکو الشک کہو عشق لو معلوم اندرون
اور پس کالپس لو تعلمون

یعنے دانش سو بیشک اے علیم
اگر یقین ہو تجھے راکتی مجھیم

یہ ہو یقین تو ہو یقین سو پس فزون
جیسے شک سو ہر ہتا ہو خیال ہو ظنون

کہ کہ الشک ہیں یہ قول مبین
کردہ ہو علم الیقین عین الیقین

ہیں گمان ہو کہ یقین ہے شک کی ہوں
اور علامت ہے نہ سر کو پھیر لوں

میرے منہ نے کہا یا علما اسکا ہو
چشم روشن او سکی ہو دیدہ بینائی سو

ہو دلیل پر گمستان ہیں گھر کو پھر لوں
مثل بازار ان اندھوں ہاتھ چلوں

کل کو قول حق نے ہو خندان کیا
میرے دل پر آتے سو پیدا کیا

سر کو کہہ کر کے سیدھا قد کیا
نگر کل لشکر نے آس پاس لیا

جو کہ شیریں جان و دل نے ڈھا کیا
نقش خوش خاکی جو اس سے طرا

جو کہ ایسا تیز ابرو کو کیا
رخ کو کس گلنار و گلگوں کر دیا

او ربا ہر کان کو زر جعفری
عزہ تیر انداز آنکھوں کا ہوا

عاشق لشکر و شکر خا کیا
عقل و جان جانداز اسکی جان ہے

نے مجھے عاشق کشی میں ہیچ اب
سخت رو ہوں کر دو ہی پیشہ

سخت رو ہو کے نہ فوت اسکو کرے
اسکا کار و ہر ضم سوز و پرور

آسنے حملہ تنہا شاہوں پہ کیا
ہر پیمبر سخت رو عالمین صفا

ہیں عجب عشق بیت در تو امین
ہر گمان شکستہ یقین ہے اس سبب

چون سد در علم پس بر پشتہ
ز انکہ ہست اندر طریقت مقتضی

علم کم کتر از یقین و فوق ظن
علم ہو ما سے الیقین باشد بدان

اندر العلم بجو این را کہ ہوں
می کشد دانش بہ بیش اے علیم

دیدہ نا دیدہ یقین بے استعمال
اندر العلم بیان این ببین

از گمان و از یقین بالا ترم
چون دو ہا ہم خوز در محلوے او

باز گستاخ چون خانہ روم
اپنچو گل را گفت حق خندانش کرد

اپنچہ زور بر سر و قدش راست کرد
اپنچہ ز اکرو شیرین جان و دل

اپنچہ ابر در اپنان طراز است
مرزبان را داد صد گونہ گری

چون در رزاد خانہ بار شد
بر دلہ زد تیر و سودا پیش کرد

عاشق آنرا کہ ہر آن آن است
من ندانم در بہ لائم در بہ جو آب

چون بدیدم چون حفیظ محسن است
ہر کہ از خود رشتہ باشد پشت کرم

بچو رو ے آفتاب بے حذر
ہر پیمبر سخت رو بر در جہان

اسنے پرو بستان یقین
اے ز نادان در تحیر مایل و پر

مر یقین را علما و پویا شود
علم کمتر از یقین و فوق ظن

ہوان یقین جو یا بد ست دیدان
از پس کالپس لو تعلمون

اگر یقین بود وحی چہ ہ مذہب مجیم
انچنان کز ظن ہمی زاید خیال

کہ شود علم الیقین عین الیقین
ہو ز علامت برنی گرد و سرم

چشم روشن گشتم و بینای او
یا دلبر زانم نہ کو رانہ روم

برلب سن گفت صد فند انش کرد
او انچہ از دو مرگس و نسرین بکو

او انچہ خاکی یافت زان نقش جمال
چہرہ را گلگونہ و گلنار سانست

او انچہ کان را داد و زر جعفری
غمزہ ہا ے چشم تیر انداز است

عاشق شکر و شکر خا کیش کرد
عقل و جان جانداز یک جان است

منت و رآتش کشی ام اضطراب
چون نہ اشم سخت رو پیشہ من است

سخت رو با شد نہ بیم او را نہ شرم
گشت رویش مضمر سود پرو در

یکسو رہ کو نست بر عیش شان

منفعہ نہ پھیرو غم سوار نے خوب سے — ایک تن تنہا رہ عالم پر گرے — رونہ گردانیدہ از تیر بلے — ایک تنہ تنہا نہ بود بر عالمے
سنگ ثابت جو ہو سخت سے — ہو جہان پر ٹوٹے سو خوف جو — سخت رہ شد سنگ تہا سوخ — اور نہ ترسد از جہان پر گلوخ
خشت پزے جو کہ صیلا لگیں — صنع حق ہو سنگ تت آگ دہد — کان کلوخ خام آخشت زن یک خشت — سنگ صنع خدائے سخن شد
گر بان گر بوہین از مد بحساب — آنکہ انبوہے نہ زنا ہا تصاب — گو سفند ان گر بران مذبح ساب — زان بہ شان کہ تیر سد آن بصاب
کلکم راع نبی چون راعی ست — خلق مثل گلہ او رہ وسا می ہے — کلکم راع نبی چون راعی ست — خلق ما مذبحہ او سا می ست
جنگ گلہ سے نہ پرد گلہ او — ہوگا جہان او نکا گرم و سرسے — از رمہ چوپان نہ رسد رنجرو — لیک شان حافظ بود از گرم و سرو
پیش گلہ پر از گروہ قہر سے — مہربت وہ ہو کہ جو سب پر رکھے — گر نہ بلنگے رمہ او بر رمہ — وان زدست آن کہ دار د بر رمہ
کہتا ہر دم کان مین ہر گہت لو — گر تجھے غمگین کرون غمگین نہ ہو — ہر زمان گوید بگوشم گہت لو — گر ترا غمگین کنم غمگین مشو
مین تجھے کرتا ہون غمگین لیے — تا کہ تو پیشہ بدون سوہیں پھیے — من ترا غمگین و گریان ان کنم — تا کہ گردد چشم بران پنہان کنہ
تیغ کرتا ہون مین تم سو خوتری — پیشم بد ہو تا کہ تو ہو سے بری — تیغ کر دم تم رہ منعما خوے تو — تا بگردد چشم ہا ز رہ روے تو
تو نہ تھا صیاد اور جو یا مرا — بندہ و عاجز تو میری راے کا — بندہ وا لگندہ راے منی
لیے کرتا تھا گہ تہ سیو تجھے تو — تھا طلب فرقت مین عاجز بنی تو — اور فراق پستن مین جکیسی
ورد و تیر امیری خاطر چارہ جو — منتا کل شب تھا مین تیری آرزو — می شنودم رو کش آہ سرد تو
سکتا ہون اس انتظاری کو نہ پھیر — رو تا تا جھکاب مین ہو دلیر — رو و ہم ہنا مت ساو گذار
تا کہ اس گرداب دوران سو بچے — میرے گنج وصل پر دانون کے — بر سر گنج وصالم پا منی
شہر نے کی آشنی لذت ہو بشہ — صبر کر رہ زاد ہ تکلیف سفر — ہست برا مازہ رنج سفر
آسدہ ہیون تو رہ شنج سر کہیل کھانے تو — کہ سفر سے رنج و محنت پائے تو — کر خبر ہی رنج و محنتہا بری
رگ مین تو رہ دیکھ کہ کیونکہ مکہ مین — ہو ش آتش سوا بل باہر گرینہ — می جہد بالا چو شد زا آتش زبان
جو کہ آسان پائے تو اسان نبود — در تحوذ جنگر کہ اندر دیگ بون — در روشکل یا ب سا بر جان منی
سن تو تمثیل و اپنی قدر جان — ہر جہ آسان یا فتی آسان ہی — در بلا ہا در مگردان اہ جوان
اور بلا سو خوہ پھیرا اہ جوان — بشنو این تمثیل و قدر خود بدان — در بلا با صبر کن ای نوجوان

تمثیل یہ کہ انسان مون کا دو بے صبر ہونا بلا مین انتظار ای سو اپنے قرار — تمثیل گر نکتہ مومن ب بے صبری در بلا با منتظاب
ہونا نخود کا جوش سو تا با ہر نکلے او منع کرنا کا نیوا لی کا — و بیقراری نخود کو جوش تا پیر نہ جہند منع کد با نو

ہر گہری نکلے ہی با ہر وقت جوش — دیگ سا در کرتا ہو دا سو خروش — ہر سر دیگ و بر آرد صد خروش
کہ چھے آتش مین ڈالا کس لیے — جو عزیدہ کیون کرے عاجز مجھے — کہ چرا آتش مین درے زنی — چون عزیدی چون نگویم ہو کنی

گھر کی بنی مار کو چھیڑ کیے
خوب پکڑ دست کہ نر آل ست

دشمنی سہل پکالی مجو
بلکہ ذوق پاشی تجمل مجو

تا نخورد اہو کرشت تو جان سے
امتحان تیہ انہ خوار ہی کیجیے

سیر نشد تا نہ تو پینا آب نخا
آب دہ او مرد کہ بی آب طرب

اس سبب رحمت ہمہ اول قہر سے
تا کہ اہل امتحان رحمت کوے

اسلیے رحمت ہم پہلے قہر سے
تا کہ سرمایہ وجود آخر ملے

گر نہ بودے لذت نان گرسنگی
جوہ او رگ کے کھلے عشق دوست

اس تقاضا گر نہ آتے قہر سے
تا کہ او کس مایہ کو قربان کرے

لطف بھر آتے بس کسے عذر کو
گر کرے تو سہل جھوٹے ہر نہر تو

وہ نخود سو کہوے ہو اندر بہار
تو ترا اب بیچ ہر مہمان دیار

تا کہ مہمان جلے واپس شکر گو
شہ کے آگے کہ مویز ہر جو کو

تا کہ بنعم آئے نعمت کی جگہ
جلد نعمت بس حسد تجھ پر کھے

ین خلیل اور تو پسر منجنیق تلک
سر کرو لا الٰہ الا اللہ ارانی اذبحک

سر کرو آگے قہ کے دل کھو قرار
تا ترا سر کاٹوں لیکے وار

سر مین کاٹوں لیک ہے یہ سر مرا
کوئی پچھتا ہو نہ کٹتا ہے پسر

آپ سے مقصد پر تری تعلیم سے
اے مسلمان چاہیے تسلیم سے

ای نخود والے امتحان مین یک ذرا
تا نہ ہستی در نخود ریزد ترا

اندر آ اس بستان کہ گر تو ہے کھلا
تو گل گلزار جان ہر خوش لقا

باغ آب و گل سے گر باہر گیا
تو نخود اہو کرک بس زندہ ہوا

ہو نخود اور قوت اندیشہ کا ہم
شیر تھا تو شیر پس بیشہ کا ہو

تو صفات اسکی سراول تھا اگا
پھر صفات اسکی مین تو مجلدی جا

آیا کہ ابر و شمس اور گردون سے تھا
صحان ہو کر چرخ سی بالا ہوا

شکل باران آب مین آیا ہو تو
پھر صفات پاک مین جاتا ہو تو

جزو ابر و شمس و باران کا تھا
نقش و فعل اور قول فکر اب ہوا

مرگی ناسی سے تو بن حیوان ہوا
اقتلونی راست آیا اجو لا

می زند کہ دید کہ بالو گرانے
خوش بجوش و بر نجہ آرنے کے

زان نہ جوشد تا نہ کار و ہونے
بلکہ تا آپی تو ذوق و بچاشنی

تا نخورد اگر دمی ہما سیری کجا
بہر خوار ی نیست این امتحان

آب می خورد ہی بچشمان سبز تر
ہجر این آتش بدست آن آبجو

رحمتش سابق بدست از قہر زان
تا نہ رحمت گرد اہل امتحان

رحمتش بر قہر از زان سابق محدث
تا کہ سرمایہ وجود آید بدست

تا کہ بے لذت نزاید جوہر بوست
چون نزاید جوہر گدار عشق دوست

زان قضا قہر اگر بیاید بہر نفع
تا کہ اعلی ایثار آرد سرمایہ ہا

با لطف آید برہاند عذر او
گر بکردی غسل جستی زخمہ

با نخود گوید پسر بہر دی در بہا
بیع مہمان تو شد نیکوش دار

تا کہ مہمان باد گرد و شکر ت
پیش شہ گوید ز ایثار تو با

تا بجائے نعمت منعم رسد
جملہ نعمتہا بر و بر تو سد

سن خلیلا تو پسر پیش بچک
سر نہ انی ارانی اذبحک

سر پیش قہر تو دل بر قرار
تا بزنم صلابت تسلیم وار

سر ہم بر لیک بین سر ان سر ست
گز بریدہ گشتن بہتر ز بست

لیک مقصود م ازان تسلیم تست
ای مسلمان بایدت تسلیم و دست

ای نخود مے ہوش ماند ز ابتلا
تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا

اندران بستان اگر خندیدہ
تو گل بستان جان و دیدہ

گر چہ از نباغ آب و گل شدی
اے قشر گشتی اندر احیا آمدی

شو نخود او قوت اندیشہ ہا
شیر بودی شیر شور ریشہ ہا

از صفاتش رشک بالد نخست
و صفاتش پاک رز جا لاک رست

ز ابر و خورشید و رز گردون آمدی
پیش شاہی صفات زگردون برتری

آب ہی و صورت باران گرفت
می روی از صفات مستطاب

جزو شمس ابر باران ما شدی
نقش فعل و قول فکر تا شدی

ہستی حیوان شد از مرگ نباتی
راست آمد اقتلونی یا ثقاتی

خوش بجوش و بر نجہ آرنے کے
بلکہ تا آپی تو ذوق و بچاشنی

بہر خوار ی نیست این امتحان
ہجر این آتش بدست آن آبجو

تا نہ رحمت گرد اہل امتحان
تا کہ سرمایہ وجود آید بدست

چون نزاید جوہر گدار عشق دوست
تا آرد ایثار آرد سرمایہ ہا

گر بکردی غسل جستی زخمہ
بیع مہمان تو شد نیکوش دار

پیش شہ گوید ز ایثار تو با
جملہ نعمتہا بر و بر تو سد

سر نہ انی ارانی اذبحک
تا بزنم صلابت تسلیم وار

گز بریدہ گشتن بہتر ز بست
ای مسلمان بایدت تسلیم و دست

تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا
تو گل بستان جان و دیدہ

اے قشر گشتی اندر احیا آمدی
شیر بودی شیر شور ریشہ ہا

و صفاتش پاک رز جا لاک رست
پیش شاہی صفات زگردون برتری

می روی از صفات مستطاب
نقش فعل و قول فکر تا شدی

راست آمد اقتلونی یا ثقاتی
ہستی حیوان شد از مرگ نباتی

بر دو ایسی ہمکو ہی جو بعد مات
راست آیا اُن فی فتنی حیات
چون نبین بر است ایمہات

قول و فعل صدق ہی قوت ملک
پہونچا اس معراج سے وہ تا فلک
قول و فعل صدق شد قوت ملک

قوۃ غذا جیسے ہوئی قوت بشر
ہوئی جہادی سے نکلکر جانور
آنچنان کان بلع شد قوت بشر

تر جمہ اس بات کا یوں حول ہی
دوسری جا پہ یہ کہنا چاہیے
این ہمن بیا ترجمہ بنہاد وے

کاروان اک آسمان سے آئے ہی
اور تجارت کرکے واپس جائے ہی
کاروان دائم نگردون بپس

خوش و شیرین لقمہا انیے سے جا
مثل فیل کے نہ کڑوا ہے کے جا
پس برو شیرین خوش باتمنیا

تلخ بات اسواسطے بھیجکو گمون
پاک نبی سو تجھے تا کہ کروں
زان مدیث تلخ گو یم ترا

پیدا ہوا انگور آب سرد سے
سرد مئی افسردگی یا ہر کھے
زاب سرد انگور افسردہ روند

تو جو تلخی سے دل پر خون ہو
تلخیوں سے دور کردے آپ کو
تلخی چو کہ دل پر خون شوی

مثل شد اسد م تو ہو شیرین تر
اوالین گر سر کہ نبود تحمین اثر
آنچنان شیرین شوی چون پیش رسل

جو بلا میں ہے کوئی صابر بلا
وہ نہ اس درگاہ کا مقبل ہوا
ہر کرا او اندر بلا صابر بشد

نے شکاری سگ ہے فی اسکو نہ توفیق
نے بچا جو خاص نے اسکو ہو زوق
سگ شکاری نیست او روح سیست

تمثیل صابر ہونا مومن کا جو بلا پر واقف ہوا

تمثیل صابر شدن مومن چون بر سر بلا واقف شد

روہ نخود و بولا اے بی بی گریہ ہے
لب بکا اور راستی تو مجکو دے
خوش بچو خشم یا ریم وہ راستی

تو مری اس جوش میں ہمسایہ ہے
مار تو پہچہ کہ بہت کا ہی ہے
تو درین کوشش چو ہمسایہ منی

پیل سا ہوں تو سرکہ دو تو زخود دفع
تا نہ دیکھوں خواب ہندوستان و باغ
کفشگیرم زن کہ ایں خوش نیست نی

تاکہ نخود کو لوں میں اس جوش میں
تا یہ سبزہ پاؤں اس آغوش میں
ہمچو سلیم بر سہم زن دست دراغ

جو شنا میں آدمی عاصی بنے
خواب دیکھے پیل سا باغی بنے
تا کہ حق رادر وہم ہم رہبر شوش من

خواب میں جو پیل دیکھے ہند کا
پیلبان کی نے سے سرکش ہو ذرا
زانکہ انسان در رضا عاصی شود

کھو دی بی اگر پہلے اس کی بجی
مثل تیری من بین کی جزو تھی
پیل چون در خواب بیند ہند را

عذر گفتن کدبانو با نخود و حکمت در جوش داشتن او

عذر کرنا کاینوالی کا نخود سے اور حکمت اُسکے پکنے نہ دینے میں

پہنا تھے جو لباس آتشی
مین خورش مین وقت آمیزش ہی
پس بذیر اگشتم و اندر خوری

ایک مدت میں خانہ مین رہی
ایک مدت دیگ تن مین مین رہی
چون بپوشیدم ہمہ از آدمی

بدتے دیگر در و مین دیگ تن
بدتے جوشیدہ ام اندر زمن

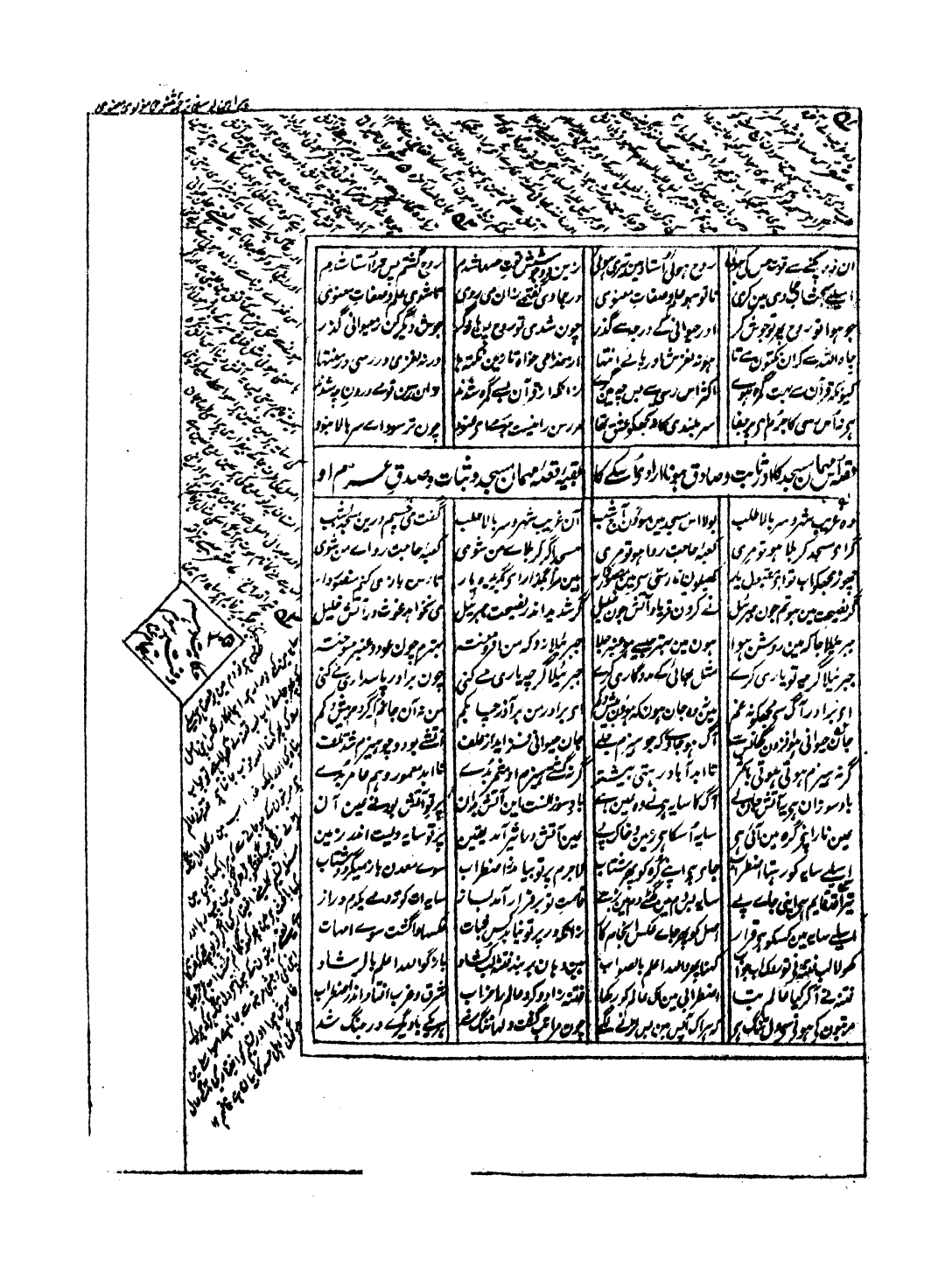

گفتگو جو بڑھ گئی میں چپ ہوا | مسئلہ تسلیم کا میں نے کہا | گفتگو بس یار شہ خاموش شدم | مسئلہ تسلیم کردم من ز ذم
گر تو پوچھے فتنہ کا باعث ہے کیا | پھر کہو تو گا سنا تم اب ذرا بڑھا | ور تو گوئی موجب فتنہ چہ بود | باز گویم گوش کن چون گم نمود

ذکر برائی سوچنا کم فہموں و طعنہ زنون کا | ذکر بد اندیشیدن قاصر نہمان و طاعنان

پہلے اس سے کہ فقہ ہو بیان | گندگی کا آیا حاسد سے دھیان | پیش ازان کاین قصہ نہ خلق شنید | رو دو گندے آمد از اہل حسد
ہین نہ بخیدہ ہون اس سے یہ تیرہ | کو بگین کانے دل کی چمک گئی گر | من نہی رنجم ازین لیک ہین لکد | قاطر سادہ رہے را پا کند
خوب کہتا ہے حکیم غزنوی | ناظرا نہ ہو تمکی سنا ایمنوی | خوش بیان گردان مثال معنوی | بہر محبوبان مثال معنوی
دیکھے کر قرآن کرنے جزو قال کے | کہ نہ قرآن گرنہ بیند غیر قال | این عجب بنود ز اصحاب ضلال
لے تعجب ہو دے یہ گر اوسے | کہ شعاع آفتاب چرخ نور | غیر گری می نیابد چشم کور
نے بجز گری کے اندھا یا سکے | تا کہ مرغانہ سے اک نادان نے | سر برون آورد چون طعانہ
سر نکالا لعنہ زن کے طور سے | کہ یہ پرچ حیات یعنی مثنوی | قصہ پیغمبرست و چیدہ وی
ترلے ناگاہ از مرغابہ | نے یہ بحث و ذکر ہوا سرار کا | گردد انند ارقیاسان سخیف
کاین سخن بست ست یعنی مثنوی | کہ اودھر گھوڑا کدامین اولیا | پایہ پایہ تا طلاقات مند
نیست قوت ذکر اسرار بلند | ور بہ ور بہ تا وصال کرہ | کہ بپرز بر بر پرد صاحبدلے
از مقامات قبل تا قف | گر آویں آں پہ پیوں صاحبدلان | کہو کہ تا قصہ پیرون رود ز
شرح وحید ہر مقام مندرے | بس حکایت اور قصے جملہ ہین | ہین حقیقین طعنہ زن دندان کلان
ہمچو ان کتاب اللہ بیا ہم بہر بان | کیسے قرآن آیا یون ہی مثل مان | قیمت تحقیق و تحقیق بلند
کو اساطیر الاولین ہین ذلیل | کہ اساطیر ست، افسانہ نغز مند | نیست جز امر پسند و ناپسند
ہمچو ما گر ہمی سمجھ مین آئے ہے | کو کان مزد نمش مے کنند | ذکر گیہون آدم اور ابلیس و مار
نے ہمین نکتے اور نہ تحقیق جلیل | ذکر آدم گندم و ابلیس و مار | ذکر طوفان کشتی اور طوفان کا
جز پسند و ناپسند اک امر کے | ذکر طوفان و کشتی و طوفان نوح | ذکر یوسف ذکر اندھی زلیخا کی جفا
ذکر یعقوب اور زلیخا کی جفا | ذکر یوسف و ذکر زلف پرخمش | ذکر اصحیل و ذبح و جبرئیل
ذکر قصہ گبیہ و اصحاب فیل | ذکر اسمٰعیل ذبح و جبرئیل | ذکر بلقیس و سلیمان و سبا
ذکر داؤد و زبور و ذکر یا | ذکر بلقیس و سلیمان و سبا | ذکر طالوت و شعیب اور احکام
ذکر یونس ذکر لوط اور انکی قوم | ذکر طالوت و شعیب صوم او | ذکر مریم و زکریا و یحیٰی
ذکر مریم و صوم عمل و تخمل کا | ذکر یحیٰی و زکریا کی جفا | ذکر کیحیٰی و زکریا و یا عض

ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب | ذکر ادریس و نجات و صعود او | ذکر اصحاب الرس و نجات و عروج او
ذکر الیاس و عزیر و موت او | ذکر قارون و زمین فرو بردن او | ذکر الیاس و عزیر و موت او
ذکر ایوب و صبور اندر بلا | ذکر اسرائیلیان و مدد یدن ملا | ذکر ایوب و صبوری در بلا
ذکر موسے و شجر خضر و عصا | ترک مخلفین و خطابات و عطا | ذکر موسے و شجر طور و عصا
ذکر عیسے آنکہ جانا چرخ را | ذکر ذوالقرنین خضروار رسیا | ذکر عیسے و عروجش بر سما
ذکر فضل احمد و خلق عظیم | معجزہ ہے ہر نبی جنکے وجود | ذکر فضل احمد و خلق عظیم
ہر نبی ظاہر کہ ہر اک بجے تست | کہ بہ شکل عقل جزو دیں شدست | ہر نبی ظاہر ہر اک بجے تست
بود لاگر آسان نمودن اقتضا | ایسی آسان ایک سورہ تم کرو | ظاہرست و ہر کسے پارے بعد
جن و انسان را ہل کار کرد | کہ کہ آسان اسکے آیت لایمس | گفت اگر آسان نمایند این جنود
حرف قرآن کونہ ظاہر جان کو | جیسے اس ظاہر کے باطن ہیں نہ کم | بنیان و انسیان و اہل کار
 | حرف قرآن را مدان کہ ظاہرست | زیر ظاہر باطنے ہم قاہرست

تفسیر اس حدیث کی ان للقرآن ظہرا و بطنا و لبطنہ بطنا الے سبعۃ ابطن وفی روایۃ الے سبعین بطنا

تفسیر این حدیث - ان للقرآن ظہرا و بطنا و لبطنہ بطنا الے سبعۃ ابطن وفی روایۃ الے سبعین بطنا

جیسے اس باطن کے باطن در سلہ | فکر میرا ان ہوئے اسمین ہی دلا | زیر آن باطن ہے باطن دگر
جیسے اس باطن کے باطن ہیں نہ کم | ہیں مزوگر اسمین از سر تا بپا | زیر آن باطن یکے باطن سوم
دیکھا چہ تھا ابطن قرآن کے شیر | لے کسی کو نہیں مذاہی بے نظیر | ابطن چارم از نبی خود کس ندید
سات باطن تک تو گن مطلب سے ہم | اس حدیث معتبر سے اے حق | ہمچنین تا ہفت ابطن او رواق
ظاہر است دیکھ قرآن سے لپسر | دیکھا ہو دیو ہی سے لشکر | ہفت ابطن قرآن ہے ظاہر چنین
ظاہر قرآن جون جسم آدمی | کہ نقوش ہیں ظاہر و جان خفی | ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست
سو برس تک مردکا ماسون بچا | حال سے آسکے نہ واقف ہو ذرا | سر و راصد سال عمر و وصال او
اولیا گر ہیں رہیں یوں کتنے حین | ہیں چشم مردم سے وہ تا پنہان چنین | آنکہ گویند اولیا در گور و رفت
خلق میں سو کو سو وہ طرح حجب ہیں | سا توین افلاک پر یا ذوالمنن | چشم خلق ایشان فراز مد کنند
 | | کام خود بر پیش ہفتم مے نہند

بیان آنکہ رفتن انبیا و اولیا علیہم السلام کو پہاڑوں و غاروں میں اسطے پوشیدہ کرنا ذکر کے نہیں بلکہ بسبب خوف و تشویش | بیان آنکہ رفتن انبیا و اولیا علیہم السلام کو پہاڑوں و غاروں میں بسبب خوف و تشویش نیست و بجہت خوف

۲۰۰۷

خلق کے سنین بلکہ تعلیم خلق ہر واسطے ترک دنیا کے و تشویش خلق نہ بلکہ بار شاد خلق ست بقطع از دنیا

کیلئے ہوتے ہیں پنہان کوہ میں — گر وہ سنور یا وگر کے بار میں — میں چرا پنہان شوند کہ جو برد
کہ کے جا نیکی نہ انگیزد حجتیں — آنکہ چھپے چرخ کو سنوگر دشمن — چرخ چشمش بنود بسہر مگر گریست
چرخ گھومے نہ گردانی علی — ماتمی پوشش فلک نے پہن لی — چرخ گردید وزمیا وگر دشان
گرچہ ظاہر ہیں ہمہ پوشیدہ پری — پر پری سے زیادہ پنہان ادی — گر بطاہر آن بری پنہان بود
ہمچو پری نزدیک عاقل کے نہاں — آدمی سنو بار تر اس سے نہاں — نزد عاقل آن پری کہ مقہرست
آدمی نزدیک عاقل ہم خفی — کب کھلے ہم عینہ ہیں ہو وہ صفی — آدمی نزدیک عاقل چون خفیست

تشبیہ اولیا کا کلام اولیا کی ساتھ عصا موسیٰ اور احیی الموتی عیسیٰ علیہم السلام کے تشبیہ اولیا و کلام اولیا و عصا موسیٰ و فسون عیسیٰ

آدمی مثل عصا موسیٰ کے ہے — آدمی مثل دم عیسیٰ کے ہے — آدمی ہمچون فسون عیسیٰ ست
قلب مومن ہم کرے تالیں دمیں — ہاتھ میں حق کرد فین الاصبعین — قلب مومن بین اصبعین الرحمٰن
ظاہر الا تحمی وا و سکے روبرد — یہ جہان اک لقمہ ہو کھوئے گلو — گون یک لقمہ چو بنہد بکلو
دیکھ مت جیسے کہ دم کو مردن ہوش — دیکھ وہ کہ بھاگتی ہر آس سے سوت — آن سبین گردے گر بزد آگنش ست
دیکھ مت آہستہ دم کو وہ پڑھے — دیکھ وہ کہ مردہ زندہ وہ کرے — آن نگر کہ مردہ چست و نشست
دیکھ مت اب اس عطا کو سہل تو — دیکھ وہ کہ پھاڑ ہی بچر نیل کو — آن سبین کہ بچر اخضر اشقاقست
تونے دیکھی دو سے نوں سیاہ — دیکھ بڑھ کے اک قدم اگے سیاہ — تو نہ زودی دیدہ چہ سیاہ
تونے دیکھا دو سے ہے گرد کو — دیکھ بڑھ کے گرد میں قدمہ کو — تو نہ دوری می نہ بینی غیر گرد
آنکھ کو گرد اسکی روشن کرتی ہے — مردی اسکی کہ کو جا سکو تھامتی ہے — آنکھ کو اسکی روشن کرتی ہے

تفسیر قولہ تعالےٰ یا جبال اوّبی معہ والطیر تفسیر قولہ تعالےٰ یا جبال اوّبی معہ والطیر

موسیٰ آئے سمت سے جو بہشت کے — جا چلیں گم طور آنے آنکے سے — کوہ طور از مقدمش رقاص گشت
فرشے داؤد اسکے روشن رو ہوا — کوہ نے انکے لیے تا کہ کیا — چون بر آمد موسیٰ از اقصائے دشت
کوہ لوں داؤد کے ہمرہ ہوا — دونوں مطرب عشق شہ میں متبلا — کوہ ہا اندر پریش نالاں شدہ
تکم کیا یا جبال اوّبی — ہم صدا دونوں ہوئے ہم راز بھی — کوہ بادا و گشتہ ہمرہے
یا جبال و الطیر امر آمد — ہمرہ و ہم آواز ہم پروردہ شد — ہمرہ و ہم رقص و خوش نغمہ شد

بولا اے داؤد تو میرے لیے
تو مسافر تشنہ سوئے ہوا
چاہے تو مطرب و قوّال و نے
تاکہ گھاؤ اور بجھانا وہ کریں
تا تو جانے کوہ کا نالہ روا
اوس اس صدائی کے نغمے معنوے
ہمنشین نے سُنتے ہیں اور روتے
دیکھے اپنے قصد میں سو گفتگو
دل میں تیرے سو سوال اور سو جواب

اپنے ہمراہ جو ہوئے بے رفت رہے
دل سے تیرے ہی شوق کا شعلہ اٹھا
کوہ تیرے پاس بھیجے وہ قدیم
اور ترے دم سازِ زدہ ہم دم ہیں
لیے دہان نالہ روں کو ہی صدا
ہر شب اُسکا گوش حق ظاہر سنے
جان دو ہیزم آشنا ہو غیب سے
ہنسیں پئے لیگا یا کچھ اُس سے بُو
لامکاں سے آئے ہیں تلقی بر لب

لفت راکو دا تو عبرت دیدہ
اہو غریب فرد بے مونس شدہ
سطر باں خواہی رفوّال و نے
تاکہ قوالی و دستہ نالی کنند
تا برائی نالہ چون گہرا راست
تنزا جزاے آن صدائی جید
ہنشینان نشنوند او بشنوند
بنگرد در نفس خود صد گفتگو
صد سوال و صد جواب اندر طرح

عبرت من از سر ہان ہر بدہ
آتش شوق از دلت شعلہ زدہ
کو ہمارا پشت آر رفان قدیم
تا بہ پشت بادپیمائی کنند
بے لب و دندان و لی نالہ ہست
ہر شب در گوش حق سنتش میرسد
او خنک جان کو بغیبش بگرود
ہمنشین او بنزہ ہیچ بود
ہی رسد از لامکان تا مستمع

جواب طعنہ زنون مثنوی کا اوپر قصور سمجھ اپنی کے

تو نے اور نے نشین وہ کان سے
ما نا ہو ہرے نہ تو دا سکو سنے
طعنہ زن اہو سنگ تو ذکیون بھاگتا
شیر بچہ زو جہ تو اس سے جان بچے
تا قیامت کرتا ہے قرآن ندا
تھکو اک قصہ ہو تم بس جانتے
دیکھا تھے اہو خسیسانِ زمان
جیسے دیکھا تم نے طعنے مارتے
ہین کلام حق جون اوتار ہیں
تو خود خرشید اکی ہو دار تجھ پر پڑا
آب حیوان کا ہین شیدہ ہون وے
گندم گی سنھو سے نگر تم ڈالتے
تے سنون وہ قول اور چند حکیم
وہ سو میرا اس سے تا پائے دوا

لائین گروہ کان کو نزدیک سے
جو شال اُسکی انکی کیون پہونچے
اگر تا ہی قرآن پے طعنے تو جب
اور نہ پنجہ قہر سے ایمان بچے
کہ ہوے تم جہل پر لوگو فدا
کفر و طعنہ کی ہو جڑ تم گاڑتے
کہ ہو ہو تم مجھے اکی قصہ جہان
کہ کہانی اور فانی تم ہے
قوت جانِ جان ہون ماقوتِ طعا
پر نہین خرشید سی مین ہون بُدا
عاشقو نکو ہون بی آ مو سے
ڈالتا حق نور رحمت کو رپے
تے کلام برسے دل پیر زن کلیم
ہو ون ہر طعنے سے فارغ اور بدا

بشنوی تو نشنود زان گوشہا
گیر ہمراہی کر خود تو آنرا نشنوی
اہو سگ طاعن تو گو عو کی کنی
این نہ آن شیر ست کز دو جہان بری
تا قیامت می زند قرآن ندا
ہر مرا انسانہ می پندا شنید
خود بدیدہ اہو خسیسانِ سخن
تا بدیدا کہ طعنہ سے زدید
سن کلام حق و تا یم بدات
نور خرشید م نتا وہ پر شا
تا کہ نہم منبوع آن آب حیات
گر جہان گندم از زبان نگفتے
نے بگیرم گفت و پند آن حکیم
تا بیابد بر رو من از او دوا

اگر بہ نزدیک تو آرد گوش را
چون شالش دید و چون بفنوی
طعن قرآن را بران شوے کنی
باز پنجہ قہر او ایمان بری
گاہ گرد بے جہل آگشتہ فدا
تخم طعن و کافری می کاشتید
کہ شما بودید انسانہ زمن
کہ شما فانی و انسانہ بُدید
قوت جان جان و قوتِ رکات
لیک زخرخورشید تا گشتہ جدا
تا رہا نم عاشقان را از ممات
ہر عدا بر گو رتان حق ریختے
دل نگردانم ز پند حق حکیم
تا فارغ آیم من ز طعنے جدا

اے تو فریبا ہر ہوا اندر خطاب | گر بچہ شیر ہے نہ پیا وزبان بتہ آب | آنکہ فرمود دست او اندر خطاب | آنکہ دماور بھے خورد مذاب آب

مثال دنیا بھاگنے مین بچہ اسپ کے پانی پینے سے | مثل زن دن در زیدن کرہ اسپ مخوردن آب

سیکھی دیتے تھے دور سے دھوم لگتے | ہما پینن پانی وہ گھوڑے سے بچہ | ہمی خوند لعبہ ند ہر دم آن نفسہ | ہمرا سپان کہ ہلا زین آب خور
یو بچہ پرے کو دوسیتی ہو گئی | سر اٹھاتا ہوئی تہشت اس کی | آن شنو کہ لیدن بہ کرہ می رسید | سہر ہمی بر داشت و جرخہ مر سید
ماں سے پوچھا اور کھچیر کر لیے | بھاگتا ہر دم ہر کہ تو آب سے | مادرش پرسید چاہی کرہ مرا | می رہی ہر سلسلے زین آستا
بولا بچہ سیتی جو دیتے ہین دو | اتفاق بانگ سوس خوت مین | گفت کرہ می شنو ند ان گروہ | از اتفاق بانگ شان ارام شکم
کاپتا اور بھاگتا ہو دل مرا | اتفاق بانگ سوئر مو سوا | پس ہمی لرزد از بہا می رود | ہر اتفاق نورہ خوف دے رسد
بولی ماں جیسے جہان ہر ایسے ہی | کام کرتے ہین ز بیدسبا کوئی | گفت مادر تا جہان بود ہست چنین | کار ہر فرد ابان ہند اندر زمین
کام انیا کر تو جلد اہی ہو شیار | تو پہین والون کی اپنی پہچان کر | ہین تو کہ خویش کن ہم از بیند | زود کہ عرشان ریش خود ریش کنند
وقت تنگ اسر جائے از پانی سوا | پیسے اسع کہ فراق ہو دو بلا | وقت تنگ سیر و آب فراخ | پیش ازان کز جگر ہی شاخ شاخ
ہو عیان کہ ریز آب حیات | آبہلے تا کہ اگے تجسے نبات | شنہ کا ریزیست ہر آب حیات | آب کش تا برد مار و تو نبات
آب حیوان اولیا کے نطق سے | ہم ہین پیتے اور تشنہ تو بھی لے | آب قفر از دہے نطق اولیا | ہی خور ہر ہر اس تشنہ غافل مبا

مثل اندھونک ند دیکھے آب تو | گر تشنہ مین آب کو راہ نہ مین | سوے بچہ آر دسبو در جوے زنہ

ہو سنا اس شہر مین کہ آب ہو | چون شنیدی ہی کاندر مین آب ہے | کور را القلید باید کار رست
شہر مین تو تشنگ اگر تشنہ تو ہو | ہو فرو بر مشک آب اندیشہ را | ہمگران بین تو تشنگی مرد را
بھاری ہی جو پالے تو برے تیر اجل | چون گران بینی مشی ہی تو مشک | رست از تقلید مشک آگاہ دل
گر تو طاہر دیکھے اندھا آب کو | گر نہ بینہ کو آب ہو عیان | لیک بینہ چین ہو گرد و گران
کر سہد مین نہر سے پانی بھرا | کر نجو اندر سبو آب بر نت | کاین سبک بود و گران شد گفت
گیہ وکہ لیجاتی تھی مجکو بہر ہوا | زانکہ بہ باد ہو مرا در می ربود | باد ہی تر باید مقسم فرد را
لیکے لوگو کو اٹھاتی ہے ہوا | ہر سلیمان را رباید بہر ہوا | زانکہ ہنود ستان گرانی تو کسے
کشتی بے لنگر کے ہی مرد شویر | کشتی بے لنگر آمد در شت | کر زباد اکثر شتابد او عذر
لنگر عقل ست عاقل را امان | عاقلون کی بھاری ہین بانگ ہوا | تنگ و دیوزہ کر یاز عاقلان
ایسی امداد سے عقل کے | ہوتی دریا کر کم سکے گنجے سے | از فرشتہ دریا سے بود
لیگیا امداد سے جو دل پر نور | دل سی کو دو کر دو سوتن آنجہ کو | بجہد از دیشم ہم دوغن شود

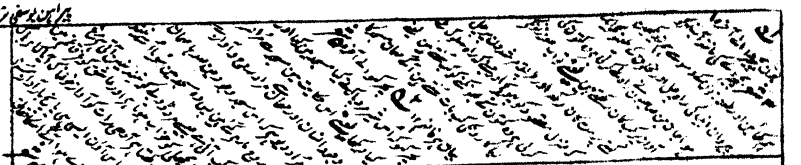

چونکہ دل شد نور بینا آنگہ بپائے	چونکہ گیا دل آنکھ بس بیکار ہے
دل کیا پُر نور عقل پیر نے	آنکھ ہے حصہ دو نون آنکھ کو کھوٹ
پرتو سے آپ سہارکہ کو نوجوان	ہو دلوں کو نور سے اور صدق ایمان
جوان کو بھیر آپ سہارا کہ میرے	حصہ زن کے دوسرے نے دیکھیں ہم
پیرو راہِ انبیا کی راہ وہ جا	حصہ خلق کو جان آہ ہوا
کر خطا ہیں صاحبِ راہ ملے	گمان نے رکھیں سنگ کی مار ہے

باقی قصہ مہمانِ مسجد مہمان کش کا

بقیہ قصہ مہمانِ مسجد مہمان کش

پھر ہوا اس شیر پر وہ پاک نے	کیا کیا مسجد میں کیا دیکھا وے
جو یا مسجد میں سے کب لے نوالہ	مردہ دیے کو نہیں ہوتا ہے خواب
مرغ اور مچھلی کو ہوتا خواب ہے	جاگتے کو غرق غم میں بس کہے
غیب آواز آیا خوفناک	زین آواں پاس تیرا ہے اجل
پانچ بار آواز الٰہی ہی سُنا	پارہ پارہ خون سے ہی دل ہو

تفسیر آیۃ واجلب علیہم برجلک وخیلک

تفسیر آیۃ واجلب علیہم برجلک وخیلک

تو اراوہ دین کی کو شستن کا کرے	تو کہ عزم من کنی با اجتہاد
کرہ جاں پاس سمت اور تو چڑھے	کہ مرو رز السنو بیند لخی (؟) شوی
کر ہو غلس اور سیاہ دل آ چھٹے	مینو اگر دی زیاران دابری
خون سے اس دیو کی آواز کے	تو زبیم بانگ آن دیو لعین
کہ یہ آج دل پر پسون مجھکو ہی	کہ ہلا فرو اپس فرو امراست
موت کو دیکھے کر گرو اگر دے سے	مرگ بینی باز گو از پیچ و راست
خون جاں کم مم دین تو پھر کرے	باد عزم دین کنی او پر ہم ہان
تو صلح ماندے حکم اور علم کے	بیک سلح بر نہی او علم و حکم
پھر سنجھے آواز دیو ہے کہ سے	یا زبانگ بر زند بر تو ز مک
راہ روشن سے تو جا گا اور پھر کے	یا زیگریزی ز راہِ روشنی

نہ انکہ نور از دل بریں دیدہ نشست	تا بود دل مند دیدہ کہ تو عاطل
دل چو پُر انوار عقل پیر زد	زان نصیبے ہم بود دیدہ بہ
پس بدان کا پہ سہارک ذ آسمان	وحی دلہا با شد و صدق بیان
تا بجوآن کز ہم آب جو خوریم	سوے آں وحی حاطن بنگریم
پیرو پیغمبر انے زدہ سپر	لقمۂ خلقان بہ باسے شمر
آن خدا و خدان کہ رہ طرکرد ما	آرزش وا بانگ سگان کم کرد وا

بانہ گر کان پاکبا زان شیر مرد	اندران مسجد پہ بنود و دیعہ کرد
خفتہ در مسجد خود او را خواب کہ	مردہ زفر گشتہ چون خشید نکو
خواب مرغ و ماہیان باشد بہی	جاں شتنان را زیر قاب عمی
غیب آواز ما ہوے شنیند	تا یم آیم بر سرت استفید
پنج کرت اے چنین آواز سخت	میر سید و دل پریشد سخت لخت

تو کہ عزم من کنی با اجتہاد	دیو بانگت بر زند اندر نہاد
کر مرو رز السنو بیند لخی (؟) شوی	کہ اسیر بیخ درویشی شوی
مینو اگر دی زیاران دابری	خوار ہو تو ہو پشیمانی بخچے
تو زبیم بانگ آن دیو لعین	اگر یزی در ضلالت ایقین
کہ ہلا فرو اپس فرو امراست	راہ دین یو یم کہ صلت پیش راست
مرگ بینی باز گو از پیچ و راست	لیکنت ہمسایہ تا بانگ موات
باد عزم دین کنی او پر ہم ہان	زرہ سازی خویشتن را کیز راہ
بیک سلح بر نہی او علم و حکم	کہ بتر بس و باز گرد از تیغ فقر
یا زبانگ بر زند بر تو ز مک	کہ من ارمخوفے نیارم پائے کم
یا زیگریزی ز راہِ روشنی	آن سلاح علم و دین را بفگنی

برسون اس آواز کا بندہ ہو تو | ابلیس ظلمت میں تو ڈالے آپ کو | سامعا اور ایما بانگے بندہ
بانگ شیطان کو نکی چھوڑنے خلق کو | کر دیا بندہ و پکڑ احمق کو | ہیبت بانگ شیاطین خلق را
جان ہوئی نومید آنکی نور سے | جیسے جان کفار کی مرقد میں ہے | تا چنان نومید شد جانش ز نور
بانگ شیطان کا جب ہوتی ہے زور | بانگ حق کا خوف ہو پھر کس طرح | آن شکوہ بانگ آن ملعون پرور
ہاں کبھی ہوتی ہے ہیبت کبک کب | اور نہ کبھی اس سے ہیبت کچھ رکے | ہیبتے دارست بر لیک نجیب
کبک کو کرتے کبھی کرکٹ تبا رہے | کرگدن پکڑیں ہن کبھی جان کے | و انکہ ہنر دارد نہ مناو تمکس
دیو جون کرتی ہے کبھی تجسس بے | وبد بہ رکھے نہ اور پر کبک بے | عنکبوت دیو بر چون تو ذباب
بانگ شیطان شقیا کی نگہبان | بانگ سلطان اولیا کی نگہبان | بانگ دیوان گلہ بان شقیات
سانہ اس دو بانگ سے باہم شے | قطرہ بحر شیرین بحر شور سے | ہا نیا میزد بدین دو بانگ را

پوچھنا بانگ طلسم آدھی رات کا مہمان مسجد سے — پرسیدن بانگ طلسم نیمشب مہمان مسجد را

آپ سنو وہ قصہ بانگ سخت کا | کہ نہ مگر یاد وہ مرد باصفا | اکنون آن قصہ آن بانگ سخت را
بولا کب تک تا ہوں طبل عید سے | طبل کو توڑ رہو سدا چوکے رہے | گفت چون ترسم ز مسجد آن طبل عید
آدھی رات طبل نے کیوں بانگ سنائی | عید کو تم میں کیوں کہا سناٹا | ای پدر طبلہا ستی پر نکوب
ہوئی قیامت عید اور بدتر ہی طبل | ہم مثال عید خندان مثل گل | شد قیامت عید و بینیان آن طبل
اب سنو اس طبل نے کیوں بانگ دی | دیگ پکے کیسے دولت آش کی | بشنو اکنون این سبب چون بانگ زد
جو سنا اس طبل کو اس مرد نے | پر نکو بشنود آن دل آن مرد نے | پر نکو بشنو و آن دل آن مرد دید
بولا اڑ رکھیں عید کہ ہو طبل عید | گفت چون ترسم ز طبل عید | گفت چون ترسد ز نم از طبل عید
ہر گنیں جان اوکی ہو تم یقین | مرد جان بد دلان بے یقین | مرد جان بد دلان بے یقین
وقت وہ آیا کہ حیدر کی شاک | ملک لون یا جان تن سودن گرفت | ملک گیرم یا بپردازم بدین
اٹھ کہ دی آواز اژدہائے دہل | این بود حامۂ اگر تو مردے | حاضرم اینک اگر مردی ببا
تو ٹا اسدم وہ طلسم آواز سے | ز زبر سے بس لگے ہر قسم کے | ز زبر ہی ریز مذہر ہر قسم تست
اسقدر برصاوہ زر کر دو گیا | تا ہو در بند او نہ جا نیکی ہو جا | تا بگیرد ز زر ز بیری راہ در
زر سے مسجد پر ہوئی ہر ہر طبق | مرد حیران ہو گیا تقدیر سے | مرد حیران شد بلقد پر اگر
لعبدہ وہ مرد آ تھا تا سحر | پھر کے لیی تا تھا با ہر اس زر | تا سحر گہ زر بہ بیرون کے کشید
دون کر تا تھا وہ لے جا کر زر | تو بڑہ خندی میرو با یو دگر | با جوال و تو بپرہ با یہ دگر

گنج رکھا اسمیں جانباز نے ۔۔۔ تاکہ اندھا بن دوڑ بھاگا رہے

دل میں اسکو جانباز نظاہر کیا ۔۔۔ ہر پرست و بیرو دل ہر ایک نے

فکروں کے ذرکے بس گئے کرین ۔۔۔ نام رکھا رکھ سکے دہن میں ہر ین

کر تو اس بازی میں رکھا مے ۔۔۔ وہ اثر لوگوں کے دل میں کے ہی

بلکہ جس نے پے ہی سکا تے دی ۔۔۔ وہ نہ ہو مکھو ناکہ ہو وہ سیر دی

ایسا وہ زر کہ تاب نہ لی ۔۔۔ او تاب و کو ہری تا ب نہ گی

ایسا وہ زر کہ ہو دل اس سے غنی ۔۔۔ چاند پر غالب ہو اسکی روشنی

شمع وہ سمجھ تھی اور پروانہ دو ۔۔۔ فالا اس پر دانہ خوے آ ہو

پر جلا اسکا و لیکن بچ گیا ۔۔۔ بس مبارک گر وہ اسکو ہوا

مثل موسے کے وہ تھا لیکن جلا ۔۔۔ دیکھی اسے آتش اک موسے در جت

جو عنایت آپ سے تھی حد سوا ۔۔۔ جانتا تھا نار اور وہ نور تھا

مرد حق کو دیکھ جو لو ا ہی پسر ۔۔۔ ہو گمان اسپر کہ نجے نار بشر

تو نے خود سے دیکھا اور وہ تھی بیخبر ۔۔۔ وہ گمان نار ہی اس ست سے

وہ درخت موسے کا اک ہی پر جنیا ۔۔۔ نور کہ اور نار مت کہ اسکو آ

تیک دیتا نار انکو نے دکھی ۔۔۔ آگ سے سا لک ہیں وہ خو نور تھی

شمع دین کی انسے روشن ہو ای ۔۔۔ وہ نہیں مانند دیگر نار کے

یہ دکھے نور اور جلائے یار کو ۔۔۔ وہ بشکل نار و گل زوار کو

یہ ہے ساز ندہ دلے پر سوز کا ۔۔۔ وہ بوقت وصل دل روشن کرے

نور پاک اک شکل شعلہ آ شکا ۔۔۔ حاضرون کو نور اور دوران کو نار

حاضر اب غائب کی ہیں خوشحال تر ۔۔۔ غائبون کو ہے نہ تو فیق خبر

انتہا اس بات کی ہو ہے عیان ۔۔۔ عاشق اور صدر جہان کا کہ بیان

ملاقات عاشق کی صدر جہان سے

وہ بخاری بھی گرا تھا شمع پے ۔۔۔ ریخ وہ آسان ہوا تھا عشق سے

اسکی آہ سوز گردون پر گئی ۔۔۔ دل میں جب صدر جہان کی آگئی

انبھا نہاد آن جانباز ان ۔۔۔ گوری ترسائی واپس خران

این زر رظ ہر نباط امد ست ۔۔۔ در دل ہر کور و دون پر چست

گو دکان اسفا مہار الشکنند ۔۔۔ بام زر ہنند و در در ہن کنند

اندران بازی چو گوئی نام زر ۔۔۔ آن کند در خاط کو دک گذر

دل زر مضروب ضرب ایزدی ۔۔۔ گو گذرد کا سد آمد سر دی

آن زرے کا ین نزد آن کاب یافت ۔۔۔ گو ہر تا بندگی و آپ یافت

آن زرے کہ دل از و گز د غنی ۔۔۔ غالب آمد بر تمر در و شنی

شمع بود آن مسجد و پر وانہ زاد ۔۔۔ عو شیش نداخت آن پر وانہ فر

سوخت ہر تش او لیکن ساکنش ۔۔۔ پس مبارک آمد آن اندا ختش

چو موسے بود آن مسعود گبت ۔۔۔ آتشے دید او بسوے آمد رخت

چون عنایتہا براو موفور بود ۔۔۔ تا ری پند اشت و آن خود نور بود

مرد حق را چون بینی اے پسر ۔۔۔ تو گمان داری برا و نار بشر

تو ز خود می آئی و او در تو ست ۔۔۔ نار د خا رظن در باطل ز ا لسوست

آن درخت موسی ست و پر جنیا ۔۔۔ نور خوان نار ش مخوان تا رہے سا

نے نظام این جہان نار ی نمود ۔۔۔ سالکان رقتند آن خود نور بود

پس بدانک شمع دین بہے شود ۔۔۔ آن نہ چون دیگر آتشہا بود

این عنایہ نور و شو زو یار را ۔۔۔ وان بصورت نار و گل زوار را

این چو ساز ندہ دلے سوز ندہ ۔۔۔ چون گر د صلت دل افروز ندہ

شکل شعلہ نور پاک سازوار ۔۔۔ حاضران را نور د وران را چو نار

حاضران از غائبان خوشحال تر ۔۔۔ غائبان را منیت تو فیق خبر

این سخن را منیت پایانے پدید ۔۔۔ کو حدیث عاشق و صدر مجید

ملاقات عاشق باصدر جہان

آن بخاری نیز خود بر شمع زد ۔۔۔ گشتہ بود از عشق آسان آن کید

آہ سوزانش سوے گردون شتہ ۔۔۔ در دل صدر جہان مہر آمدہ

بولا عمر سے صبح کو کرای خدا — حال کیا آوارہ میرے کا ہوا
مین نے دیکھا جو گئے اسنے کہا — میری رحمت کو نہین دیکھا ہوا
تجھسے مجرم کا اگرچہ دل ڈرے — پردہ سوا امید کے رحمین بس رکھے
مین ڈراون جیسا گمراہ کو — اور ڈرے کو کیون ڈراون مین
جائے آتش سرد ہا نمرود کے لئے — اسکی خاطر نے کروہ پرجوش ہی
مین ڈراون خشم سے پرخوف کو — ڈر ٹھکانون علم سے خائف ہو ہی
جاے پرہیزندکی بس مین ہیون — شربت ہر اک کو مین کالی اسکے تین
جون ثمر کی بیخ راز مرد ہی — ویسے ہی ہر گدا کے تکلین شاخ ہے
لائق اس جڑکے نکلتے جبک ہین — نخل ہین اور انمین ہین اور حاصل ہین
بیخ پہل ہی وفا کے نخل کا — اصلہا ثابت و فرعہا فی السما
جو کیا پہل عشق سے افلاک پے — کیون نہ دل صدر جہان مین لے گئے
موج دل مین غموا سکی مارتا — کہ ہو دل سے دل تلک راہ نظر کھلا
دل سے دل تک راہ ہی نظر کی یقین — گر ہو دونون مین جدا لیکن نہین
دو چراغون کے سکے ہو دو مین نور — گھر مین ملکر ایک ہو دے اگھا نور
نے فقط عاشق ہی ہونے سے حصول — کہ یہ معشوق اسکا جویا اسکا ہو
عاشقون کو عشق خود بلا کرے — عشق معشوقون کو بس مولا کرے
جو محبت پیدا انکے دل مین ہو — انکے دل مین بھی ہو پیدا جان لو
مہر حق دونون طرف تیرے دل مین ہو — مہر ہے شمک تیری ہی اللہ کو
نے تعلق ہے صدا ایک ہاتھ سے — نال کی نے دوسرے بس ہاتھ سے
تشنہ روتا ہے کہ آب خوش کہان — آپ روئے تشنہ دلکش کہان
جذب آب ایک تشنگی ہے جان کو — ملک ہم اسکی ہماری ملک کو
حق کی حکمت ہے قضا مین بس نہان — کردیا آپس مین ہے کو عاشقان
حملہ اخوانے جہان اس حکم سے — جنت جذبت مین عاشق اپنے جنت کے
جنت ہر عالم سے چنتا جنت ہے — برگ کہ کو کہربا جس طور سے
آسمان کہوے زمین کو مین ترے — ساتھ ہون جون لوہا مقناطیس کے

حال آن آوارہ ما چون بود — گفت با خود در سحر گہ کای احد
رحمت ما را امید است نیک — او گنہ بیند کرد و ما دیم بیک
لیک خود امید در ترسش بود — قاطر جرم نر ما ترسان شود
وانکہ ترسد من تبر سانم و تیغ یا مرورا — من تبر سانم چہ ترسانم ورا
نے بدان کہ جوشش از سری بود — بہر دیگ سرد آذر ہے رود
خائفان را ترس بردارم مکلم — ایمنان را من تبر سانم بسلم
ہر کسے را شربت اندر خور دہم — پارہ دوزم پارہ بر موضع نہم
زان بر دید ہر گھاش چوب سخت — ہست سترو مر جہان بیخ درخت
در درخت و در نفوس و در نہا — در درخت آن بیخ رستہ بر گہا
اصلہا ثابت و فرعہا فی السما — بر فلک بر ہاست اشجار وفا
چون نہ سد دل صدر جہان — چون پرست از عشق بر آسمان
کز زمہ دل تا دل آمد رہ زنہ — موج مے خزد در دلش عشق کہ
نے جہا دو دو چون و چن بود — کز دل تا دل التقین حلان بود
نور شان مزموج باشد در سباغ — متصل چون دو مسفال و دو چراغ
کز نہ مشوش بود جویا نے او — ہیچ عاشق خود نباشد مثل ہیچ
عشق عاشقان ترکنند — لیک عشق عاشقان من کنند
اندران دل دو ستی می دان کہ چست — چون بر دل برق مہر دوست جست
ہست حق با بیکما نے مہر تو — در دل تو مہر حق چون شد دو تو
از یکے دست تو نے دست دگر — ہیچ بانگ کف زدن آید بدر
آب ہم نالد کہ کو آن آبخوار — تشنہ نے نالد کہ کو آب گوار
ما ازان او و او ہم زان ما — جذب آب ایں عطش جان ما
کردہ ما را عاشقان یکدگر — حکمت حق در قضا و در قدر
عشق جنت جنت عاشقان — حملہ اخوانے جہان زان حکم ہش
راست ہمچون کہربا و برگ کاہ — ہست ہر جنتے ز عالم جنت خواہ
تا توام چون آہن و آہن رہا — آسمان کہ بد زمین را مرحبا

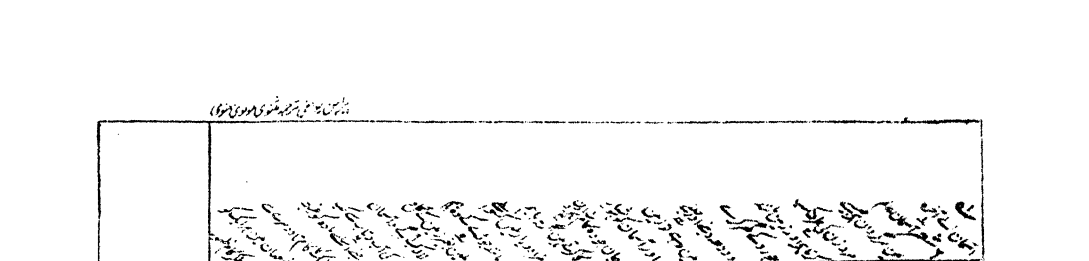

آسمان مرد و زمین زن زفعل سے
ہو کرہ ڈالے یہ پالے اسکو ہی
آسمان مرد و زمین زن در نبرد
ہر چہ آن انداخت این می پرورد

جو گرمی آہن ہووے تو وہ دے
تو ترے آہن ہووے تو وہ دے
چون نماند گرمش بفشرد او
چون نماند ترشش نم بداد او

برج خاکی بس زمین کو دے مدد
برج آبی دے تری اسکو رصد
خرد خاکی جذبہ و ارضی راند
برج آبی تریش اندر دہد

برج بادی ابر لاوے اسکے سو
تا رکھو دے وہ بخار خشک کو
برج بادی بار بر سوے دہد
تا بخارات و نم را بر برد

برج آتش دیوے گرمی شمس کو
جون تواند برج آگ سے ہو بیش تو
برج تابش گرمی خورشید را
ہمچو تابہ برج زآتش پشت و پر

آسمان غائم میں سرگردان ہو
مردکرتا کسب جون زرگے لے
ہست سرگردان فلک اندر طرب
ہمچو مردان کہ دکسب مہرزن

اور زمین ٹھہر کر نا جو رو پن کرے
دو دھ دیتے اور نہ شیر میں لے
ہیں زمین کد بانو بنیاد کن
برولادات و رضاعش مے تنند

جان ہشیار اب زمین دہ نوع کو
کام ہشیاری رون کاہون کرتے ہیں
پس مرں و چرخ را دان ہشمند
چونکہ کارہا ہمہ خشمند ان مے کنند

گر نزادو یا ریہ باہم نہ لین
کسلے جون جفت باہم اہمین
گر نہ زہر ہم این دو دلبرے زند
پس چرا چون جفت درہم مے تنند

مے زمین کے کب عمل و لا لاوے گے
آب و تاب آسمان سے کب جنے
شد زمین محفل پرورید ہ مادر عوان
پس چنانکہ آب تاب آسمان

اسلئے مادہ کو رغبت نر سے ہی
کام اک کا دوسرے سے ناتے
ہر آن اصل ست و مادہ زر
تا بود تکمیل کار ہمہ گر

فرق نہ رغبت مرد و زن میں اسلئے
رکھی باقی جہان اس سے سبب
میل و اند رمرد و زن جان آن زنان
تا بقا یابد جہان زین آن جان

رغبت ہر اک کی جو سے بھی دکھی
وصل سے دونوں کی پیدائش ہی
میل ہر جزوے بکجزوے ہم ہے
زانجا دہر دو تولید ے جمد

راتہم خوشی کھتی ان سے ہی
مختلف صورت مین شرکت کے لئے
شب چنین با روز اند رانضاق
مختلف در صورت اما اتفاق

رات دن ظاہر میں وضد میں ملے
ہین حقیقت میں دونوں ایک ہے
روز و شب ظاہر دو ضد دو دشمن اند
ایک ہی دو سے کو جون طلبے

ایک جا ہی دوسے کو جون طلبے
تا ہو پورا کام اپنا یا تبسز
ہر یکی خواہان دگر را ہمچو خویش
از پئے تکمیل کار و فعل خویش

گیہ نکرنے آمد ہوے شب طلیع کو
روز مین پھر کیا کرے کی خرچ ہو
تا نگوئے شب دخل نبود طلیع را
پس چراند رچرخ آرد روز ہا

جذب کرنا ہر عنصر کا جنس اپنی کو کہ وجود مین آدمی کے ہے

جذب ہر عنصرے جنس خود را کہ در ترکیب آدمی مجتمع ست

خاک گھوے خاک تن کو لوٹ جا
پھوٹ رجان جون گل تو میری ست
خاک گوید خاک تن را بار گرد
ترک جان گوسوی ما آ ہمچو رد

جنس میری سے پاس اپنی تو ہی
جان تو آہن ہی وہ تن پھوڑ دے
جنس مائی پیش ما اولے تری
پیکران تن را بری دین سو تری

وہ کہ سیج ہم دلے پابستہ ہون
مثل تیہ ہجر سے دل خستہ ہن
گوید ار ے لیک من پابستہ ام
گریہ ہجون تو ز ہجران خستہ ام

دھوئے دھے پانی بس عرض سی کو جسم کی
اور سے پاس عنصر سے اے تری
تری تن را بجویند آبہا
کای تری باز از آ رغبت پیش ما

گرمی تن کو یہ کہتی نار ہی
گر اب اپنی اصل کو آنار ے
گرمی تن را ہمی خواند اثیر
کز زنارے راہ اصل خویش گیر

پس بہتر عنصرین اس جسم مین
عنصرون کے جذب پر رہتے ہی
ہست ہفتاد و دو علت در بدن
از کشش ہائے عناصر اے رسن

علت آمد تا جان کو تو رہے
چار مرغ عنصر کے بس پایہ ہیں
موت علت پانوں اُنکا کھولدیں
چار مرغ اندایں عناصر بستہ پا
مرغ ہر عنصر کا جانو نیس اُڑا
پائے شان از بہر گر چوں بارگرد
جذبۂ این الصلوٰۃ و فرعہا
مرغ ہر جزوے کہ اصلوں کو اڑیں
تا کہ این ترکیبہا را بر درد
نا اصل دو مرغ صحت میں رکھے
حکمت حق مانع آید در زمن عمل
گوید ای اجزا اصل خود نیست
پرزدن پیش از اصل ان نیست بود
چونکہ ہر جزوے بجوید اتفاق
جان جان جان را بجوید جزبجان
چونکہ جان را این ندا آید بگوش

علت آمد تا بدق را بگسلد
مرغ و رخوری و علت آگہی
مرغ ہر عنصر چین پرواز کرد
ہر دے کہ بندد و سیم ما
مرغ ہر جزوے باصل خود پرد
جمع شان دارد بصحت تا اجل
پرزدن پیش از اجل ان نیست بود
چون بود جان غریز اندر فراق
کہ بسا بان بند و زین سو نہ قدم
تراشیتاقی حق بذیر عقل و ہش

بعض صبر ہمچو گرسا وار بند
مرغ ہر جزوے باصل خود پرد
جمع شان دارد بصحت تا اجل
پرزدن پیش از اجل ان نیست بود
چون بود جان غریز اندر فراق
کہ بسا بان بند و زین سو نہ قدم
تراشیتاقی حق بذیر عقل و ہش

کھینچنا جان کا بھی طرف عالم ارواح کی راغب ہونا اسکا
جانے فراق اپنی کے اور چھٹنا اجزا جسم سے کو قید اسکی ہی

منجذب شدن جان غریب عالم ارواح و قرقاضا و میل او
بمقر خود و منقطع شدن از اجزا اجسام کہ گذاردند

جان کہ سوے اصل خود فرشی مرے
میل تن آب روان و سبز ہے
میل جان ہر زندگی و زیستے
میل جان ہے حکمتوں اور علم سے
میل جان افزونی اعلا پر ہے
میل عشق پرتری رکھتی ہے جان
شرح اسکی گر کہوں تو ہو بڑی
آدمی حیوان نبات اور ہے جماد
مرے مراد الفت مراد ون پر ہیں
لیک سب عاشقان لاعرکے
عشق نے معشوق کو خود شرد کیا
کہربا عاشق ہے مشکل مے نیاز

ہوں میں عرشی ہیری عرش ملک
اسلیے کہ اصل اسکی اس سے ہی
کیونکہ جان کی لامکاں ہیں اصل ای
سیل تن مانع اور نمود سے ہی
سیل تن اسباب کے ہر کسب ہے
پس کسب و یہوں اس سے جان
ہووے مشتہر کاغذ شنوی
ہر مراد عاشق کی ہی پورے مراد
وہ مراد ین جذب اسکو پس کریں
میل معشوقوں کا بس خوشتر کرے
کاہ کو کشش سے پہلے وہ رہ دراز

گو یدای اجزاے پست فرشیم
میل تن در سبزہ و آب روان
میل جان اندر حیات و دوستی
میل جان در معرفت مشغول ہم
میل جان اندر ترقی و شرف
میل عشق آن شرف ہم سے جوان
گر نگویم شرح این بحر شود
آدمی حیوان نباتی و جماد
ہمراد ان ہر مراد سے تند
لیک میل عاشقان لاغر کند
عشق معشوقان دو رخ افروختہ
کہربا عاشق بمشکل مے نیاز

غربت من تلخ تر من ز حشیم
زان بود کہ اصل او عالم زان
تا کہ جان لامکاں اصل و بست
میل تن در کسب اسباب علف
زیرکسب کو چون مرا جان
شنوی ہفتاد من کاغذ شود
ہر مرادے عاشق ہر مطلوب
وان مرادان جذب یشان می کنند
میل معشوقان خوش مے راکند
عشق عاشق جان او را سوختہ
کاہ مے کو شد دران راہ دراز

۲۱۶۰

چو نوا را سیکو عشق عاشق کاو ہان
چرکہ از اندر سینہ صد جہان
این نہ آن عشق آن بستہ جان
تا نہ آتش اندر سینہ صد جہان

پس چون آتش عشق دہم آگ کا
جو گیا خود دم مین مشغق ہوا
دود آن عشق و غم آتشکدہ
رشتہ در قعر دم تو عشق شدہ

لیکن آسکو نکہ دہ ناموس سے
لیکن شاہ موس و پوست آن بود
شرم آتی ہی کہ وہ خود مے کے
شرم ہے آید کہ دا جوید ازو

رہتا ہی خوابان آسکان کی ہی
جستہ مشتاق آن ساکن شدہ
سلطنت اس لطف کی مانع ہوئی
سلطنت این لطف مانع آمدہ

عقل حیران کسے کیسنجا ہی اُسے
قتل حیران کاین عجب ابد آلی رشید
یا کشش جان پر وہ جاتے آلی بر
یا کشش ہا سوی جانب رسید

جلدی مت کر اس سے ہی دا فہمی
ترک عجلت کن کزین نادانہی
چپ بہ بود الحمد اعلم با لخفی
لب بہ بند اللہ اعلم با لخفی

ہر قدمی چپ ہون ہی الی بات چین
لب بہ بندم چون بہ دیدی دیدہ بان
تو بہ ہر دم کہتا ہون سو بار مین
تو سہ آرم ہر زمان صد بار من

بعد اسباب کو مین چھوڑ دون
کاین سخن را بعد ازین ہم نہ فنون کنم
کھینچنے والا ہی کھینچے کیا کرون
آن کشندہ ہی کشد من چون کنم

کون ہی کہ جبکو پس ہی کھینچتا
کیست کت آن می کشد می نشنفی
او نہ جھوٹے کو دم ملے را
آنکہ مے نگذارد ت کہ در مزنی

سو را دے تو سفر کے جو رے
صد عزیمت ہے کنی بہر سفر
دوسری جا کھینچتا ہی وہ تجھے
نے کشاند مر ترا جائے دگر

اسلے پھیرے ہے وہ ہر سو لگام
زان گزاند مہر سو آن لگام
جان لے اسوار کو تا اسپ خام
تا نہ بر بابد زفارس اسپ خام

اسپ پر کر تیک بڑی کر اسلے
اسپ پرکرک سوار ان نیکو بود
جانتا ہی کہ سوار ادراک مجھے ہر
کو نہی داند کہ فارس بر دیست

تیرے دل کو اُسے سو سودا دیا
اودات ابرد و صد سودا بست
نے مرا دا در دل اسکے کہ دیا
ہمرہ دت کرد و لیس دل اُسکست

تو زبان ارادے کا واسطے
چون زیان و سود ہا آمد پدید
کیون نہ ہو بار و شکستہ بی روا
چون نشد مرتو قضا ئے اودرست

تو زبان ارادے کا واسطے
چون زیان و سود ہا آمد پدید
کیون نہ ہو تجھپر قضا ئے کم اتی
چون نشد مر تو قضا ئے اودرست

فسخ عزائم و نقض قصد ہا بعد باخبر کردن آدمی ست
از انکہ مالک و قاہر ارادت و نگاہ گاہ عزم اوراست
تا کردن تابع او را بر عزم کردن دار تا او را تنبیہ شبہ

جملہ عزم و قصد اندر ما جرا
عزم ہا و قصد ہا در ما جرا
گاہ ہے گاہ ہے راست تا ہی ترا
گاہ گاہ ہے راست می آید ترا

تابع آن دلت نیت کند
پھیرو وہ نیت کو بھی تیری تو رے
ہارد یگر نیت را شکند
دل شدے نو امید اہل گاہ شے

ور بکل بیمرادت داشتے
کرتا مایوسی سے کب امید کو
در نگاریدے اہل باز عورشش
مر شدے پیدا پر و معمورشش

عاقلان از بیمرادی بہ ہمائے خویش
کرائی کب متھوری اسکی بہ خلل
باخبر گشتند از مولائے خویش
باخبر شو از مولائے خویش

جفت البختہ خشنودی خوش سرست
یا نہ بو لا سے اپنے جان لے
جفت البخت کو شن اے خوش لقا
جفت البختہ خشنودی خوش سرست

جو مرادین ہون شکستہ پا تری
کام جاری اسکا ہی کہتی کوئی

چون فرادانت ہمہ شکستہ بات
جس سے باشد کارہا او راست

بس شکستہ وضع ہین یہ عاقلان
پیکمان ہی وہ شکست بیدلان

پس شدند شکستہ وش این عاقلان
لیک کو خود آن شکست بیدلان

ہین شکستہ عاقلان با اضطرار
ہین شکستہ عاشقان با انتشار

عاقلان انشکستہ اش از اضطرار
عاشقان انشکستہ باصد اختیار

عاشقی اسکے بندگان محبسی
عاشق اسکے قندی او ہر شکری

عاقل انکش بندگان بندی نمند
عاشقانش شکری وقندی اند

امتیا کر ماہی عاقل کی مہار
امتیا طوعا ہی بیدل کی مہار

امتیا کر ماہ عاقلان کی مہار
امتیا طوعا مہار بیدلان

دیکھا پیغمبر علیہ السلام کا قیدیون کو اور تبسم کرنا اور یہ فرمانا کہ عجبت من قوم یجرون الی الجنۃ بالسلاسل والاغلال

نظر کردن پیغمبر علیہ السلام بااسیران و تبسم نمودن او از حدیث عشق کہ عجبت من قوم یجرون الی الجنۃ بالسلاسل والاغلال

دیکھا حضرت نے گروہ قیدیان
کہ لیے جاتے تھے وہ تھے با اقتران

دید پیغمبر یکے جوق اسیر
کہ ہمی بردند واشان در نفیر

دیکھا انکو قید مین جو اپنے
قرین انکھون سے تھے انکو دیکھتے

دیدشان در بندان آنگاہ شیر
مے نظر کرد ند وے زیر زیر

آر سول پاک بے ار غضب
جا بجا ہر اک تھا اپنے دانت دبے

ماہی خایید بر یک از غضب
بر رسول صدق مے ندانہا ولب

کیا مجال اس غصے کچھ کہہ سکین
کہ بکند در خشم قہر آورد نہند

غصہ پینے انکو سپاہی ہوے شہر
ز انکہ در خشم قہر آورد نہند

نے زرو نے فدیہ لیتا ہی کوئی
می برد از کافرستان مشان بقہر

نے شفاعت آلے ہی سردار کی
نے شفاعت مے رساند مے سردے

رحمت عالم بو نہین کہتے ہین وہ
رحمت عالم ہے گویند او

کاٹتے ہین اک جہان کی ملک کو
عالمے را مے بردحلق وگلو

جاتے تھے وہ ہا ہزار انکار کے
ہا ہزار انکار رفتند راہ

طعنہ زن ہوتھون مین اشکے کے
زیر لب طعنہ زنان بر کار شاہ

کر کیا چارہ یہان چارہ نہین
چارہ ہا کردیم وایں چارہ نیست

سنگ دل پیر و جہل ہی ہمنشین
خود دل مرد کم از خار مست

ہم ہزار و مرد جنگی شیر ہین
ہا ہزاران مرد شیر لب رسلان

چند مفلس کی پڑے ہیں قید مین
باد سودہ یاں ستیم جان

ایسے عاجز کجروی سے ہم ہوے
ایں نہ شیون در زمانہ اہم از کجروی ست

یا کہ قسمت سے وہ کج سحر سے
یا ز قسمتہا ست یا خود جادویست

بخت ہمارا پھاڑا انکے بخت نے
بخت ما را بر درید آن بخت او

تخت ہمارا الٹا انکے تخت نے
تخت با شد سرنگون از تخت او

کار گر جادو سے کام انکا ہوا
کار او از جادوی گردشت و رفت

نے چلا جادو ہمارا جو کیا
جادوی کز دیم باہم چون رفت

کی ثبوت اسے اور خدا سے دیکھا
از بتان ہاز خدا و خود ستیم

کہ اگر ہیکو اگر ہین کج ادا
کہ بکن ما را کز نار استیم بد

تفسیر آیۃ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طعنہ زن کہتے تھے کہ ہمسے و محمد سے جو کہ حق پر فتح و نصرت دے اور

تفسیر آیۃ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طاعنان می گفتند کہ از ما و محمد آنکہ حق ست فتح و نصرتش دہد

یہ لیلیٰ کہتے تھے کہ گمان رکھتے تھے کہ ہم حق پر ہیں | واین بدان می گفتند کہ گمان داشتند خود برحق اند
اور طالب حق کے نے غرض ہیں اب محمد منصور ہے | و طالب حق نے غرض اکنون محمد منصور شد

ہے دل اس سے جو کوئی حق سے ہی | فتح اسکی جاہ و نصرت اسکو دے
پہ بہت ہمی دعا کی یا اور صلوٰۃ | آلے صلوت او ورا نعم المنتاۃ
اگر گروہ حق ہے غالب اسکو کر | گر زحق ہی اُو مکو مغلوب ایتو کر
دیکھا ظاہر ہے وہ منصور تھا | ہم تھے ظلمت باکل اور وہ نور تھا
ہی جواب یہ کہ تم تھے چاہتے | ہو گیا ظاہر کہ تم نے راہ تھے
پھر اس اندیشہ کو اپنی فکر سے | تھے خلاتے ذکر کرتے ذکر سے
یہ بھی ایا فکر ہی اد بار سے | کہ صواب اسکا در اب یقین ہی
کیا ہوا کہ غالب آیا چند بار | کرنا غالب ہر ہر اک کو روزگار
ہم بھی بخت اور زمانے ہوئے | بار ہا ان پے نظفر ہم سے ہوئے
پھر وہ کہتے کہ رحم کو دی شکست | وہ شکست اندر ہو پھر جو ان ست
بیچ میں نے شکست اندر اُفیون | شادیان ہمان بہت بس کن ہمین
کہ شکستوں سے نو وہ عاجز ہوئے | کہ نہ ہم نے فکر انکو آسین ہمے
جو ہو مغلوبی نشان مومنان | خوبی مومن ہی شکست اندر جہاں
شکست شہر کو اگر تو رے جو تو | اک جہان خوشدیے پر کوئے جو
گر تو توے ناگہان سر کین خر | گر بہ روے تو بصرف سر بسر
شکست کو گر بہ سے جانے کون | آب کو پیشاب اطلس ثات سے

بیان اُسکا کہ نے مراد رسول علیہ السلام حدیبیہ سے لوٹے فتحقالے | بیان آنکہ ہمیرا بار گشتن رسول علیہ السلام از حدیبیہ تعالے
نے لقب کا فتح رکھا کہ انا فتحنا لک فتحا صورت مین نہ تھی فتح کی | لقب آن فتح کرد انا فتحنا لک فتحا بصورت خلق نبود
مین فتح تھا جیسے کہ ٹوٹنا ناقہ کا معنی مین درستی اُسکی ہی | و بمعنے فتح چنانچہ شکستن ناقہ بمعنے درستی اوست

جو حدیبیہ سے پھرتے دم رسول | فکر مین تھے اور غمگین و ملول | بود گشت حدیبیہ رسول | تو فکر بود و غمگین و ملول

۲۱۹

حق سے جبریل آئے ناگہان — دولت انا فتحنا کی بیان — ناگہاں آمد حق شمع رسل — دولت اناً فتحنا زد دہل

حق سے پیغام آیا آنکو کہ تو جا — آمدش پیغام از دولت کہ رو — تو زمنع این لفظ غمگین مشو

نقد فتحین اش شکست اندر تحمین — اندر ین خواری مفتہا ست — جیب فلان قلعہ فلان قلعہ ہاست

بلکہ آخر کو بھرے جیب مصطفےٰ — بنگر آخر چون کرد او گرد پہ فتوت — بر قبر بطیہ و بر نصیر ہے چہ رفت

قلعہ بھی اور گرد اوسکے شہر بھی — قلعہا ہم کرد آن و نفعہا — شد مسلم و رغنا غم نفعہا

گو نہیں ہے وہ تو دیکھ اس قوم کو — در نہاشتدان تو بنگر کین غرق — بر غم و رنج اندفتون و کشیق

زیر ہر شکل شکر کھاتے ہیں وہ — زہر خواری را چو شکرہا خورند — خار ہا را چون شتر ہا چرند

واسطے غم کے یہ عشرت کے لئے — ہر عدم کہ ہست نہ از بہر فرح — این تساقل پیش ایشان چون دہی

ہیں بہت وہ شاد اندر چاہ کے — ایچنان شاد اند اندر قعر چاہ — کہ ہمی ترسند از تخت و کلاہ

ہیں فقیری میں جو وہ شہریار — فقیری ہر یکے صد شہریار — در خزان فاقہ صد ہا چون بہار

جو کہ ہیں ہمراہ دلبر ہمنشین — ہر کہ با دلبر بود او ہمنشین — فوق گردون ہست ہے زیریں

تفسیر حدیث لا افضلونی علی یونس بن متی الے آخرہ — تفسیر خبر لا تفضلونی علی یونس بن متی آلے آخرہ

بولے پیغمبر کہ معراج اب مری — ہی نہیں معراج یونس سے بری — نیست از معراج یونس ایچ با

میری اوپر آنکی نیچے ملک ہی — وہ نکتہ قرب حق فرزان اعداد ہی — آن من بالا و آن او نشیب

جانا آسمان سے علا پر قرب نے — چھوڑنا ہستی کو اپنی قرب ہے — قرب حق را جز عدم ہستی نہ ستد ہست

نیست کونے جا نہ ہی کی زیر — نیست اچہ جاے بالا پست و زیر — نبست رانے زرد و نے در رد و نے در

کارگاہ صنع حق کی نیستی — کارگاہ صنع حق در نیستی ہست — غرفہ ہستی چہ دوانی نیست چ ہیچ

رکھتی وہ حامل ہر اسکا نکی — کسب مقابل ہے نکی ہو اپنی شکست — حاصل این شکست انسان نکی ہ

اسطرح پر خوش ہیں ملت میں شاد — جیسے ہم ہنگام اقبال اور داد — می نماید ہیچ با شکست ما

مفلسی کی نکی ہر کمبختی اور غلو — فقر و خواری نکی ہی جاہ و علو — ہمچو مادر وقت اقبال و شرف

ایک بولا اسطرح پر گروہ ہیں — کیوں ہے وہ جو بد ہا و بکھا ہیں — زانکہ قرب آورد حق را سوے پست

کیونکر وہ بدلا گیا اور شاد ہی — پر نہیں آزاد اس زندان سے — نیست این زندان کنونش آرزوش

دشمنوں کے قہر کیوں شاد ہی — اور کیوں اس فتح سے آباد ہی — ہمچون از فتح ظفر یابد شد

جان شیروں پر چہ بکنی خوش ہی — فتح و نصرت اسکو بس آسان ہی — یافت آسان نصرت فتح ظفر

جانا ہے وہ نہیں آزاد ہی
نے ہی دنیا میں سوا اول شاد کے

د۔ نہ کیوں ہنستا کہ اہل مکان
ہیں ہوں نکیوں پہ شمشیر اہرمن

آگاہ ہونا پیغمبر کا اوپر طعن زنوں کے و بدگوئی انکی کے — آگاہ شدن پیغمبر بر طعن طاعنان و شماتت ایشان

پس ہوا تبسم کہ آنا دست
بر بد نیا دار خوش وانشا دست

ور نہ چون خندد کہ اہل آن جہان
بر بد و نیک اندمشغول مہربان

پھینکے تھے پتھر بدی سب کہتے تھے
بات پس میں اندر بحر شک کے

ان نہ سکید ند در زیر زبان
آن اسیران باہم اندر بخشان

تا سبا ہی سنکے بس غصہ نہ ہو
اور کہے یہ بات وہ سلطان کو

نامہ کل نشنود بر ما جہد
خود سخن در گوش آن سلطان نہد

نے سخن سے چہ سپاہی نے سخن
پر سنا آتے کہ وہ تھا من سلد

گرچہ بشنید آن مکل ایں سخن
رفت در گوشے کہ آن پر سد لدن

نے فلک یوسف کی پیراہن سے بو
لانے والے کو مل یعقوب کو

بوے پیراہان یوسف را ندید
آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید

آسمان پر نے شیاطین نے سنا
بھید لوح غیب دان کا بر ملا

آن شیاطین پر عنان آسمان
بشنوند آن ستر وح غیب ان

شوت تھے بستہ پے اپنے مصطفے
بھیجے انکو بھگا یا کر دے

کھالے وہ جلوہ کر وزمی اسکی طرف
ہو نہ اسکو جو دہ از انکل رسے

آن خورد جلوہ کہ وزیش ست بار
آن نہ کا نگاشتان و باشد دراز

نجم ثاقب ہی گلستان دیو کا
کہ پر لے وہ رستہ مصطفے

نجم ثاقب گشتہ حارس دیوان
کہ بھل در دی نہ احمد ستان

جانے والے مسجد سے وکان اپنے پے
دھوندھ مسجد سوے دکان از بیگاہ

ایں بدید و سوے دکان از بیگاہ
امین سجد و بجور زق الہ

جواب رسول علیہ السلام مکاشفین کو دل کی بات کا — جواب رسول علیہ السلام ضمیر آن اسیران را

بولے احمد کہ بھید انکا جان کے
وہ نہ تھا میرا تبسم جنگ سے

پس سوال آن گفت شان اکہ چہ بود
گفت آن خندہ بنود م از بہر

وہ ہیں مردہ اور بوسیدہ فنا
کب ہے مردی وہ مے کو مارنا

مردہ دانند ایشان و پوسیدہ وفنا
مردہ کشتن نیست موی تیز را

وہ ہیں کیا میں نہ کو ملک پھاڑ دیں
ہیں لڑائی میں جو پانوں گاڑ دیں

خود کنند ایشان کہ مرگرد شکاف
چونکہ من پا بفشرم اندر مصاف

جبکہ تم آزاد تھے اور خود رہا
دیکھتا تھا ایسے ہی تمکو بندھا

من شمارا بستہ می دیدم چنین
اونٹ کو بھے پر سے عاقل باندھے

آنکے کا زاد بود دیدہ و مکین
آنے والی شکو دیکھا ظاہرا

فرد عاقل باشد اے زردہ بان
دیکھتا ہوں نیستی میں ہست عیان

اے بنا زیدہ بملک و خانمان
آدم و خانمے اسد م عیان

نقش تن را نا فتا دار بام بشت
دیکھا ہی پا بند اور شکوس و بست

پیش چشم کل آب آن گشت
جو کہ جاتا تھا نہ افزوں اس آہی

ایں بشنید ند در زیر زبان
آن اسیران باہم اندر بخشان

تا مہ کل نشنود بر ما جہد
خود سخن در گوش آن سلطان نہد

گرچہ بشنید آن مکل ایں سخن
رفت در گوشے کہ آن پر سد لدن

بوے پیراہان یوسف را ندید
آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید

آن شیاطین پر عنان آسمان
بشنوند آن ستر وح غیب ان

آن نجم جست بر دنکہ زدہ
آمدہ سر گرد او گردان شدہ

آن خورد جلوہ کہ وزیش ست بار
آن نہ کا نگاشتان و باشد دراز

نجم ثاقب گشتہ حارس دیوان
کہ بھل در دی نہ احمد ستان

اے دیدہ سوے دکان از بیگاہ
امین سجد و بجور زق الہ

میں نے حکم سر نگوں کیا جو کہا
اس سے پہلے کہ ہوں پیدا خاک سے

من شمارا سرنگون بے دیدہ ام
پیش ازاں کز آب و گل مایہ دہم

تے نیاد دیکھا کہ اب خوش نیچ تو ں
یہ تمہارے دیکھا بس اقبال ہیں

تو ندیدہ تا کنم شادی عیان
این ہمی دیدم دراں قبال آں

قہر منی میں تجھے اسدم قہر کو
قند بیا کھاتے وہ کھٹا زہر کو

بستۂ قہر منی انگبد چو قہر
قندی خورد دید و دگر چو زہر

ہو کے خوش تم جسکو حسد کیا ایسے کو
جون چنین قندے بیاز د بہر او

خوش نخوشد چشت حسد آید بدرد
کھاتے تھے خوش ہو کے تم اس کو

بانشاط آں زہر می کرد ید تو ں
مرگ تان جیمہ گرفتہ ہر دو گوش

میں نہیں کرتا غرا تھا اسلئے
من نے کردم غرا از بہر آں

تا جہان لون او رفع ہووے تجھے
تا ظفر یابیم فراگیریم جہاں

یہ جہان مردار و نے قیمت کھے
این جہاں جیفہ ست ما مردار وریم

سگ نہیں تا رجم مردہ کرو ں
سگ نیم تا بر جم مردہ کنم

اسلئے میں صف شکن ہو ں جنگ میں
تزان میکردم صفوف جنگ چاک

اسلئے نے ذبح کرتا ہو ں بشر
تزان نمی برتم گلوہائے بشر

اسلئے کاٹو ں تمہارا میں گلو
تزان ہے برتم گلوے چند تا

کہ تم اپنے جہل سے پروانہ وار
کہ شما پروانہ وار از جہل خویش

اسلئے میں انکو ں نکو شمل دست
اگر بیں گر نے سے اپنے باز دست

اپنی نعمتیں جو کہ تم سے جانتے
تحم منحوسی کہ تم تھے کاشتے

باپ دادا کو نہ کہتے تھے تم
از دپا کے سمت بس جانے تھے تم

بیان اسکا کہ باغی اسود کی سے تھوڑی میں ہے بیان انکہ طاغی در غیر قاہری در مقہوری ست

لقمہ تم ہوتے واندر قہر کے
قہر سے تم حق کے خود مقہور سے

ریزہ یا قہر خواجہ پر کیا
وہ چرا تا تھا کہ مالک آگیا

وہ اگر خواجہ سے اسدم بھاگتا
مالک اسے چشم کرب رکھتا روا

قاہری مقہوری بس تجھی کی
قہر نے اسکے بس اسکی جان لی

غالبی خواجہ پے ہووے اسکے دام
تا کہ مالک آ کے لیوے انتقام

اے تو مخلوق پر غالب ہوا
اور جنگ و غالبی میں تو فنا

آ تنے بس قصد آ بھگا یا تا نکو ہی
تا تمہیں حلقہ میں لا ئیں میں کے

تھر تو پہ پیچے ان بھاگو ں کی جا
تا نہ ہو حلقہ بگوشی آکا سا

پنجهٔ ایشان چو آید سوی خصم ... دیگ تن را بشکند بر حلق و شکم
عقل کی ماند غالب از شهوت بجاست ... دیو کی ماند که یزدان با تو راست
چون نباشد عقل را بر نفس دست ... عقل را بر نفس فرمان کی جهد
عقل را بر نفس نبود هیچ راه ... نفس را بر عقل صد گونه گواه
نفس را بر عقل نبود هیچ حجت ... عقل را بر نفس صد برهان و مثبت
عقل را بر نفس نبود هیچ راه ... نفس را بر عقل صد گونه گواه
عقل را بر نفس نبود هیچ حجت ... نفس را بر عقل صد برهان و مثبت
عقل را بر نفس نبود هیچ راه ... نفس را بر عقل صد گونه گواه
عقل را بر نفس نبود هیچ حجت ... نفس را بر عقل صد برهان و مثبت

بود مرد کے خاطر دوائی دوست ہی | دوسرا عاشق ہی بی بی کے لئے
طفل کے حسن سے آگاہ نہیں | اور سوا دودھ کے وہ دلخواہ نہیں
بود سراعاشق ہر خود اس دائی کا | نے غرض ہی عشق میں اک تنگ کا
پس محب حق کا ہی بانجوف دوجا | نوفر تقلید پر مبتا ہی سدا
وہ محب حق کا کہاں حق کے لئے | کہ غرض علت سے بالکل مبرا ہی
گر یہ بیادہ ہی طالب بس اسے | جذب حق کا سوے حق تیجا ہی
گر محب حق کا ہی وہ لغیرہ | کہ سیال دائما من خیرہ
یا محب حق بود لغیرہ | لاسواہ خائفا من غیرہ

جذب معشوق کا عاشق کو

من حیث لا یعلم العاشق ولا یخطر ببالہ ولا نظیر

من ذالک الجذب الا شرفی العاشق الا الخوف المزعوج

بالیاس مع دوام الطلب

این محب دایہ نیک از بہر شیر | طفل را از حسن او آگاہ نے
وان دگر دل دادہ بہر کان و سیم | غیر شیر او را ازو دلخواہ نے
بیغرض در عشق بگریا بود | وز فسر تقلید ہا ایمن بود
پس محب حق باسد تبریس | وز غرض علت ہا بکل مبرس
کز اغراض و علتہا جد است | جذب حق او از سوے حق جاذب است
گر چنین و گر چنان چون طالب است | کی زیال دائما من خیرہ
گر محب حق بود لغیرہ | لاسواہ خائفا من غیرہ

یہ تلاش ان کی بس اس لو سے ہی | کشش دل کی بس اس لو سے ہی
آیا جن اس جگہ وہ صدر جہان | گر نہ کہتا جذب عاشق کا نہان
ہر تاکب بے صبر ہو ری ہے | تا کب پھر دو کر بازار کو
سیل عشق قوں کا ہی یہ نہان | سیل عشق قوں کا ہی بادل فغان
اک تکاپو اس جگہ ہی منتظر | لیکن از بس ہی بیقراری مستطر
پھر اگر میں نے نہ ہی اسکو جستجو | دیکھے تا مرنے سے پہلے یار کو
یا وہ چھوٹے موت سے پائے بقا | کیونکہ دید یار ہی آب حیات
جسکو دیدار اسکی نہ ہو وے فی حکم | نے وہ یار اسکو نہ ہو وے وہ نہ رکم
کام ہی وہ کام اسی شائق تعین | موت آنا ہو وے خوش اس کام میں
صدق جویان کی نشانی اسکو جان | جو مجھے خوش آئے مرگ ہی یہ سان
گر ز حاصل تجھکو یہ ایمان ہر | نوٹہ کامل ہی مکمل دھو نہ تو

ہر دو راہین جستجو باد رسرست | این گرفتاری ز ان دلبر دست
آمدیم آنجا کہ در صدر جہان | گر خود سے جذب آن عاشق نہان
ناشکیبا کی پدے سے اواز فراق | کہ دوان بازآمدے سوے وثاق
سیل عاشق باد و صدمل و نفیر | سیل معشوقان نہان ست و سیر
یک حکایت ہست بشنو از ضیا | تا کہ پیش مرگ بیند روے دوست
ترک آن کردیم کو در جستجوست | تا کہ دید دوست ست حیات
یک عاجز شد بخاری ز انتظار | ہر دو یا بد از مرگ و یا بد از حیات
ہر کہ دیدار او نباشد دفع مرگ | دوست ہر کز نہ بیند روے مرگ
کاندر ان کار ست صد گونہ خطر | کاندر ان کار ست صد گونہ خطر
آنکہ او خوش تر از مرگ اندر ان | شد نشان صدق ایمان ایں بیان
نیست کامل آن و بیرو کمال این | گر نشد ایمان تو ایں جان چنین

کام من تجھکو ہوئی جب مرگ یار — یا رہ ہووے پسند او رہ ہو نہ یار — ہر کہ آمد کار تو شد مرگ دوست — مرد دل تو نے کرا ہست دوست آدمی

نا پسندی جو کئی نے مرگ ہجر — مرگ کی صورت ہوا رو بند کھجے — چون کراہت فرصت آن خود دہد — صورت مرگست انقلاب کرد نیست

دوست حق ہے وہ کوئی کر دیکھے — گر مین تیرے ملک و ہستی تو بہے — دوست حق ہست کہ کشتہ غلبۂ او — پس درست آمد کہ مردن رفع شد

پہونچنا عاشق بخاری کا خدمت مین صمد جہان سے — رسیدن بخاری عاشق در حضرت صمد جہان

تن تو عاشق آئے ہے مرگ معشوق نے — باندھا جہل مین مرگ کو عشق نے — گوش دار اکنون کہ عاشق مرگ چیست — بستہ عشق اور اجل مرگ مبست

آئے دیکھا جو صمد جہان — گویا آگیا ہے مرغ جان — چون بدید او جہہ صمد جہان — گو یا تیر ہے مرغ جان

جان دی چاہا کہ خود سے چھوٹ کر — بیٹھا ملک جاودان کی تخت پر — بیان بخاریان او راز نمود بار راست — بر سریر ملک جاودانی نشست

خشک لکڑی کی طرح وہ تن گرا — سبز دست پانون تک سوکھ گیا — ہمچو چوب خشک افتاد آن تنش — سبز شد از فرق سر تا ناخنش

پھر اسی خوشبو سے ہر چند اور کلاب — نے کرے کچھ حرکت آئے نے خطاب — ہر چہ کرد انداز بخور و از گلاب — نے بجنبید و نہ آمد در خطاب

کام نے آیا بخاروں نے بخور — بوئے شہ کردہ ہوا فرنور — کار نامد از بخار و از بخور — جز کہ بوے آن شہ با فر و نور

دردو دوا کا جو دیکھا شاہ نے — پس کیا پاس اسکے آب ہے — پس فرود آمد ز مرکب سوے او — بنجبید و نہ آمد در خطاب

بولا عاشق یار کو ہے جو دستا — جبکہ معشوق آیا وہ عاشق کیا — چونکہ معشوق آمد آن عاشق بر فت

حق کا تو عاشق ہو دبس حق ہے تو — جو وہ آئے نے خودی تھہرے ہے تو — چون بیابد او ز خود بگذرد تو

جون ترے سو فانی آسکے روبرو — نفی پر عاشق ہے اثبات خواجہ تو — عاشقی بر نفی خود خواجہ مگر

سایہ اور عاشق ہے تو خورشید کا — شمس آئے جلد سایہ ہو فنا — سایہ و عاشق بر آفتاب

نکلے جو خورشید باہر شوی سے — نے ستارہ اور نہ شب باقی ہے — چونکہ سر زد زآفتاب مشرق قرص خور

عشق اندر وز سے ال کے لائے جو — عقل باہر لائے بس سامان کو — از درون چونکہ عشق آید بروں

جسطرح شہ آگے آہو سے ملا — نے خبر آہو ہو اے خود کیا — ہمچو شیرے خورد او آہو دوچار

جیسے مچھر نے ہوا گی لائے تاب — تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب — ہمچو زر در رشہ پیش تند باد

انصاف چاہنا مچھر کا سلیمان علیہ السلام سے بسبب ظلم ہونے کے — دادخواستن پشہ از بادبحضرت سلیمان علیہ السلام

مچھر آیا باغ سے حال تباہ — اور سلیمان سے ہوا وہ داد خواہ — پشہ آمد از حدیقہ واز گیاہ — در سلیمان نہی شد داد خواہ

اے سلیمان جاری تیرا عدل ہر — شیطان اور انسان اور جنات پر — کاے سلیمان معدلت می پروری — بر شیاطین و آدمی زاد و پری

مرغ و ماهی ہیں پناہ عدل میں — عنصر نے دھومہ مچائی کرہ نور میں
داد دے ہمکو کہ ہم لاچار ہیں — نے نصیب باغ اور نے کار ہیں
ضعیفوں کی ہمیشہ کچھ عمل — اور ضعیفی میں ہی مجھ سا خود مثل
ضعف و کم مائے میں ہے بیچارگی — ہو نہ پوری لطف میں شرمندگی
ہو تو قدرت زیادتی میں فتنہ ہے — آہ کمی اور کمزوری میں فتنہ ہے
داد دے اس نعمت کرکے جدا — قوت تیرا جگ ہو دست خدا
پس سلیماں بولے انصاف آہ — کس کی چاہتا داد ہے تجھ سے کہو
کون ظالم ہے کہ تجھ سے نہ خوف — ظلم کرکے ہو گیا وہ بیدار سا
اب کہاں ظالم ہمارے عہد میں — کہ ہمارے وہ نہیں زمان میں تنگ
جو ہوا میں پید ظالم آسمان — ظلم کیسے عہد میرے میں کیا
نور نکلا غیبت ظلمت ہو گئی — ظلم کی ظلمت ہوا صبح امل
اب شیاطین میری خدمت کرتے ہیں — دو سو پابند ہیں زنجیر میں
ظالموں کے ظلم کی جڑ دل تھا — دیو قیدی ظلم اب کیوں کر کیا
ملک اس باعث دیا حق نے مجھے — تا نہ روئے خلق جانب تیرے کے
آسمان پر تا نہ جائے دود آہ — تا نہ ہووے مضطرب افلاک واہ
نے یتیموں کی بلائے عرش آہ — ظلم سے نے ہو کوئی حال تباہ
مذہب اک کھا خدا سے اسلے — تا نہ یارب جائے بس افلاک پے
دیکھ یہ مظلوم سوئے آسمان — آسمانی شہ کو تو رکھتا ہو یاں
بولا مجھکو داد مجھکو دے شہا — کر ہوائے مجھسے ظالم ایں کیا
ظالم ہے ہم اک اداس تنگ ہیں — اس سے خون کھائیں ہم ہوئی ہیں
ظلم اسکا ہے ظاہر ہی عیاں — نے علاج ہمکو تو کرتا نے بیاں
لے جاری داد و انصاف اس سے تو — اے کہ ہو عادل اکرام خو

حکم دینا سلیمان کا مجھر مظلوم کو واسطے حاضر کرنے دیو شریر کے جس نے اس کی مگس کو مارا تھا

پس سلیمان بولے اے زیبا صدا — جان سے سننا چاہیے حکم خدا

اے سلیمان گفت اے زیبا مراد — امر حق باید کہ از جان شنود

بولا کہ جسے حق کہ اک دشمن سے تو
دوست سنے دوسرے دشمن کے تو
حق بن کہ تمہارے ہاں اسی داد دو
فیصلہ منصفے تو نے منصف کر

آنہ حاضر ہو بن کر دونوں تو
حق نہ ظاہر ہوتا ہے حکام کو
تا نیا پیش حاکم دظلموم
حق یا دیا پیش حاکم دظلموم

مگر اگیلا دشمن تم اگر سنو کہے
دوسرے دشمن سوا تو سنے
خصم تو نہاں گر بیار صد نفیر
بیان و بانے خصم قول اوگیر

میں نہیں تم سے پھر سکتا حاکم سے
اپنے دشمن کو تو لا جانب سے
من نیارم رو زفرمان تافتن
خصم خود را رو بیار و رنہ تو

بولا تم کرتے ہو یہ حجت بجا
ہو تمہارے حکم میں شرع ہدا
گفت فرمان تست بر ہاں درست
خصم من بادست و بود حاکمست

آپ نے آواز دی کہ او جھا
ظاہر ہے پھر شرع اچھے ہوا
پاسخ خصم و بگیر و دفع عار
پیشہ دفعان کردار ظلمت بیا

جھا مقابل اپنے دشمن کے کہو
دفع دشمن کر جو الزام سے کرو
ہاں مقابل شو تو با خصم بگو
پاسخ خصم و بگیر و دفع عار

جو ہوا نے یہ سنا تیر آئی دو
ہاتک زد آں شکر کہ ہی پا بھا
با دو چوں شنید آمد تیز
پیشہ بگرفت آں زیاں راہ گریز

برے پھر کر کیوں تو جاتا ہی ڈرا
پھر دونوں پر کروں میں فیصلہ
پس بخندید جہاں گفت کاں شہ کجا
باش تا بریم دو را نم من قضا

بولا میری سمت آئے اسکے سے
دن میرا دھوپ سے اسکے ہے
گفت او شہ کہ من از بود او ست
خود سیاہ این و زین از رود او ست

وہ جو آئے کسے قرار ہوئے مجھے
کہ نہ خالے معتبر میرا جسم ہے
او چو آمد من کجا یا ہم فرار
کہ بر آرد از تنم دمن ہمہ

ایسے ہی اس طالب ذات خدا
جب خدا آئے تو طالب ہو فنا
پنجمیں جویائے درگاہ خدا
چوں خدا آید شود جوینده لا

وصل ہو کر چہ بقا اندر بقا
بر سر اول سے بقا اندر فنا
گرچہ آن وصلت بقا اندر بقاست
ایک از اول بقا اندر فناست

جسطرح سایہ تلاشی نور
نیست ہو جو نور کا ہو دے ظہور
سایہ بائے کز پئے نور ست نور
نیست گردد چوں کند نورش ظہور

مقبل کہ جب وہ دیکھے مجھے ہم
کل شیٔ ہالک الا وجہہ
عشق کے ماند چو باشد سر دراز
کل شیٔ ہالک الا وجہہ

پیش مجھ پر ہالک یا ہست ہو
ہی عجب کہ کہتا ہی ہستی کو نیست
ہالک آید پیش حق ہستی نیست
ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

عقل کے اس فکر میں گم ہی ہے
او قدر ٹوٹا ہوا آیا اس جگہ
اندریں بحثند فرد ماندند درست
چوں قلم اندر بنان ریسہ بہ دست

پھر پھرا میں جانب صدر جہاں
آسے عاشق کو نوازا بس جہاں
باگرد م جانب صدر جہاں
در نوازش عاشق خود را نہاں

لاتا ہوشی سے اسکو کر یاں
اشہود اتھو را وجود سے صدر جہاں
اے کشیدہ از ہیبتی اش در بیاں
اندک اندک اے کہ در صدر جہاں

نوازنا معشوق کا عاشق بیہوش اپنے کو تا ہوش میں آنے

سر اٹھایا کو دمیں اسکا رکھا
خ پر اسکے اشک کو قربان کیا
برگرفتش سر نہاد اندر کنار
بر رخش بے کرد اشک خویشتن

کمان میں پہنچا وہ شہ کہ اہی گدا
لایا زر قربان کو میں اس تو لا
ہاتک نے در گوش او شہ کاہی گدا
زر نثار آور دست در اس کشا

میری قربت میں تھی تنہائیاں تک
آیا میں اسکی پہ کیوں وہ گھی
جان تو کاندر فراقم گم شود
چونکہ زر نثارش سیدم چوں رسید

دیکھے رنج و غم میں فرقت میں مرے
بیہوشی سے ہوش میں آوے کے
اے دیدہ در فراقم گم شود
با خود آ از نیخودی و با ما رگرد

۲۲۸

مرغ خانہ دوست کو اپنے یہاں ۔۔۔ تیغ کیا مہمان کی جاں پر گماں
مرغ کے گھر پیشتر پالا پڑا ۔۔۔ گھر ہوا ویران اور بالا پڑا
عقل و ہوش آب مرغ کا گھر ہوا ۔۔۔ جوش جاں یا آب ہی تھا وہ بلا
آب و گل نے ماتھے سے تابانی لی ۔۔۔ ننھ جان کل سے نہ جان آبی لی
مشک کستوری ہے انسان فطرت ۔۔۔ اس سے ظلم و زور سے ہے دور دور
جاں اس کل کا کاروں میں دو ۔۔۔ کو دیں رخوش سے ہو شیر کو
گو دیں کب اپنا وہ رشک کو ۔۔۔ جانتا ورنہ یکایک کر شیر کو
ظالم اپنی جان پر لو زور دے ۔۔۔ ظلم دیکھو عدل پر غالب کئے
جہل کا علم کاہی ہو ستا ۔۔۔ ظلم آکا عدل کا ہو زیست شاہا
باتھ آیا کہ یہ دم از خود کشا ۔۔۔ آئے اسد مرکہ بین دم خوش دلی
عزو تن زندہ ہو میرے ساتھ ہو ۔۔۔ جان میری ہو فدا راحت پر ہو
مغتنم شمرو کہ دوراں جاں دہیست ۔۔۔ جان چو جنبوں میرود آنگہ رسید
جان محرم زندہ دیکھے وے یار ۔۔۔ اُس ہوا جاں کے آرام جی پر
ہو لوگوں ہو قصاب بن اس دو شیر کو ۔۔۔ تاکہ ہو پورا خواب کا پورا سکو
بولا اے جان میرے دو پھیرو ۔۔۔ تو مل کاہ کھولا میں نے آو لو
اے خود دی میری تیغ تھکنے نو کیا ۔۔۔ اے دمی ہستی سے ہستی پر دی
نے رہائی سے تئے اسد دیکھے ۔۔۔ زار کہنہ تماشا ہوں تو ہنسی ہے
کیونکہ اسد سے یاب ہیں جالے ۔۔۔ اور اب جو دیدہ پہ ہیں نہ لگتے
گوش نے کوشی کو کر اسد بن دا ۔۔۔ ہر را بفعل اللہ ما یشا
جوہ مدائے وصل کو سننے لگا ۔۔۔ تھوڑا تھوڑا مردہ وہ بننے لگا
خاک سے نے کم کہ عشوہ باد سے ۔۔۔ سر نکالے سبز جامہ پہن کے
آب نطفے سے نہ کم کہ رشک سے ۔۔۔ یوسفان ماہ رخ پیدا کرے
نے ہوا سے کم کہ امر کن سے وہ ۔۔۔ اک رحم ہر مرغ خوش حال سے وہ
کم نہ آتش سے کہ بامر سلام ۔۔۔ باغ ہوئی اور پر خلیل خوش کلام
کم نہ لاغی سے کہ حکم حق سے وہ ۔۔۔ دفع دشمن میں ہوئی آزر دہ رو

رسم معاشش بجا نہ سے برد ۔۔۔ خانہ ویران مختصر و تنہا و فتاد
بخشش سمائع طالب ما قصد ۔۔۔ نے گہر آبی بجا نہ دے جان و تش
زیں فزوں جوں ظلوم و جہول ۔۔۔ مسکتہ دگر گوش شنید و دگر سار
گر بدانستے و دیدے شیر را ۔۔۔ ظلم بیں کز خفہ اہا گوئے بدر
ظلم او در عدل با پائندہ شاد ۔۔۔ آنکہ او کین دم بخشش
جان چو باشد کہ دہد آرد بجب ۔۔۔ جان کہ کس نشم بہ باید بخشش
از جہان جان کا کال وا کر دست ۔۔۔ تا بداں تغ تغر پوست را
جمل را داد گشادہ الصلا ۔۔۔ از ہر بست ما ہمار کا ہیت
راز ہا کے گفتہ نے گویم شنو ۔۔۔ بر لب جوئے زمان بہ دے مونہ
ہر را بفعل اللہ ما یشا ۔۔۔ گوش نے کوشی در دیں کر کشا
چوں ملائے سوال شنید کر گفت ۔۔۔ تک اندک مرد خبید کر گفت
کم زباد سے کہ شد از امر کن ۔۔۔ سبز و بید سر بر آورد از قبا
کم زنار سے نیست کز امر سلام ۔۔۔ یوسفان زایند مرغ چوں فتاب
کم زچونے نیست در دفع عدو ۔۔۔ در جہم طاؤس مرغ خوش سخن
گشت آزر دہائے لشکر ز امراو ۔۔۔ گلستان شد خلیل خوش کلام

گم بتهیرت کرچنینے ناقه سے	ناقه سے ناقه جا کاک اسنے ہو	گفت کوه و سنگ نبود گزو اثر	ناقه کان ناقه زاد ناقه زاد
چھوڑاں سکونه وه مایه عدم	آں جہان صفتها ہیچ گوه و دم	زیں ہمہ گذر زنه آں مایه عدم	عالمے زاد و نزاید مبدم
بس وه نکو دار و نزیا خوش ہوا	آں وه چکر کما کے سجی بیگانه را	بر جہید و بر طپید او شاد شاد	یکدو چرخے زد سجود اندر فتاد

ہوش میں آنا عاشق ہوش کا اور جواب فرمانا شکر دینا

باخویش آمدن عاشق بیہوش و آوردن بشارت شکر

آنکه ح ـــ شکار اور خموش وا	فصل میں بس قید حیوان مے جہد	بشگفید از روے او وے شاد شد	در وصال از ہند ہجر آزاد شد
بولو اسی منعقاد لے پاک کے	شکر کہ بعد آیا تو کہ قاف سے	گفت ہر عنقاے حق را لاف زن	شکر کہ بازارہ ہی زان کوه قاف
اسی تو عشق عشق عشق اور دل بر عشق کا	اسی تو عشق عشق و دل بر عشق کا	ہر سر افیلے قیامت گاہ عشق	اسی تو عشق عشق عشق اور خواہ عشق
جلاؤ لعلت دیا یا ہے جھکو تو	چاہتا ہوں کہ تو سن اس بات کو	اول این نعمت کہ خواہی داد دم	گوش خواہی کہ سنی بر گو زنم
گر چہ تو باکی سے جانے سر اعمال	بندہ بر دراب تو سن نے تراوش	کہ چہ سیدانی بصفوت حال من	پند دہ پر دو کہ گوش من تراوش من
پس ہزاروں یار اس صدر علا	خاصتے شتے سے ہوش اباد اترا	صد ہزاران یار ہا ی صدر فرید	ور آرزوے کہ گوش تو ہوش پرید
وہ تبسم جلد جان افزا ترا	آں سیہ تو وآں اصفاے تو	آں ہزاراں جان بدر اندیش مرا	وآں تبسمہاے جاں افزاے تو
اور جان بدبین کا عشوہ وا	آں ہزاراں جان کہ وہ پیش مرا	عشوہ جان بدر اندیش مرا	عشوہ جان بدر اندیش مرا
کہونی باتیں کہ وہی ہو جانت	نقد ہتے سا قبول انگ کیا	قلبہاے من کہ آں معلوم تست	پس پذیرفتی تو چوں نقد درست
شوق میں گفتگو نی شرح کے لئے	علم و زبت انگ کے تیرے علم کے	ہر گستاخی و شوق عشرہ	علما در پیش حلت ذرہ
پہلے سن جو تیرے جوتے سے مجھا	اولی آخر ہے تیرے انگ سے گیا	اولاً بشنو کہ چوں ماندم حیرت	اول و آخر پیش من بحست
دوست سن تو کہ ایک صدر علا	ہیں بھی ابس نے تر انی ملا	ثانیاً بشنو تو ای صدر ودود	کہ بسے شتر تر ثانی نبود
فیصلہ جیت کہ میں جھت گیا	گویا یہ ثالث ثلاثہ ہی کہا	تا نتاز تو ہیروں رفتہ ام	گویا ثالث ثلاثہ گفتہ ام
جو ہم کہیتی لو جلا یا میری جو	میں نہ جانوں چار سے ایں چار ہم	رابعاً چوں سوخت ما را فرصہ	مے نداند خامسہ از رابعہ
ہم چوں فرقت میں ہی صد جہان	تھا حواس خمسہ سے انار بان	خامساً در حیرت ای صدر جہان	از حواس خمسہ بودم در زیان
اور جیتے اس کشش حیت نے دے	گو یا یا رش غم کی بری مجھ پہ ہو	ساد ساً از شش جہت بے وے	گو بیا یار بدید بر سن غم دو تو
سا تویں او میں نہ جانوں آسے	آسمان و ما ہیر دونے پر سر	سابعاً از سامن ندانم ضالہ ام	خون ہی گر بینا لک از نالہ ام
جس جگہ تو خون پائے خاک پے	یہ سراغ اب جان میری چشم سے	ہر کجا یابی تو خون بر خاک ما	پی بری باشد یقین از چشم ما
کہنا میرا رعد اور نالہ مرا	ابر سے چاہے زمیں پر برسنا	گفت من رعد آمد و این ہا چنین	تا بر خواہد تا بیارد برز مین
بین پھنسا کہتے میں اور روتے میں ہم	پار روں ہا کہوں میں کیا کیا اوں	من میان گفت و گریے تم	یا کریم یا کجو یم چوں کنم

۱۲۲۹

کہتا ہوں تو جاتا ہو کہ یہ برا
روتا ہوں تو کیسے ہو خنی دشتا
گر کہو یم فوت ہے گرد و دکھا
اور مگر ہر چون کنم وحی و تنا

خون دل بہکے ہر دیدہ سے ٹپکا
دیکھ یہ ہی آنکھ سے کہتا ہو کیا
ہی فتنہ از دیدہ خون دل شہا
ماہن چہ افتاد ست از دیدہ ما

یہ کہا اور بسکہ وہ رونے لگا
کہ بس اُسیر و یا ہیر چہ نا برا
این ہمہ فت و گریہ در شد آن حیف
گر برد و گر بریست ہم دون ہم شریف

اُستقدر وہ ہائے ہو کرنے لگا
حلقہ گرد اہل سخن را کے گیا
ازدش چندان بر آہ ہائے ہو
حلقہ کرد اہل سخن را گرد او

اور بدکہتے و ہنستے و بدر دتے
جمع آے و دزن جھوٹے ہرجے
خیرہ گویان خیرہ گریان تیرہ بختے
مرد و زن خرد و کلان جمع آیے

شہر کل اُسکی طرح رونے لگا
مرد و زن کا حشر سا جمع ہوا
شہر ہم ہمرنگ و شد اشکستہ
مرد و زن در ہم شد و چون تیرہ

آسمان کہتا تھا اُسدم خاک سے
کرنہ دیکھا حشر ہو تو دیکھ لے
آسمان ہفت آدم ہا زمین
مو قیامت را ندید ہیچ چنین

عقل و حیران کہ یہ کیسا عشق و حال
یا وراق اُسکا عجب تر یا وصال
عقل حیران کہ چہ عشق ست و چہ حال
یا فراق او عجب تر یا وصال

آسمان نے حشر نامہ کو پڑھا
گہ نشان نے چاک جامہ کو کیا
چرخ بر خواندہ قیامت نامہ را
تا محمد بر دریا نامہ را

وہ جہان سے عشق کو بیگانگی
او بہتر اُس مین مین دیوانگی
یا دو عالم عشق را بیگانگی ست
یا دو عالم عشق را دیوانگی

حیرت اُسکی سخت ظاہر اور نہان
حسرت اُسکی مین ہی جان شاہجان
سخت پنہانست و پیدا حیرتش
سخت شاہان تخته بندی تختش

ہی بہتر ملتون سے وہ جدا
غیر ہفتا دو دو ملت کیش راہ
نخته بند اسکے ہو گے تخت شاہ
تخت شاہان تخته بندی تیش راہ

کہاے مطرب عشق وقت سماع
بندگی قید اور خاوندی صداع
مطرب عشق این زمان وقت سماع
بندگی بند و خداوندی صداع

عشق کیا ہو ایک دریاے عدم
عقل کا تو ذرا ہی اُس جا پر قدم
پس چہ باشد عشق دریاے عدم
ورشناسد عقل لا انجا قدم

بندگی اور صاحبی ظاہر ہوئی
عاشقی ان دونون پر سے ہے چھوئی
بندگی و سلطنت معلوم شد
زین دو پردہ عاشقی ملکتو مشد

کاسکے ہستی اگر لکھتی زبان
کھولتی نا پردہ ہستون کا عیان
کا تک ہستی زر باتے دا شتے
تا زستان پردہ ما بر دا شتے

جو کہے تو اس سے ہستی ہو عیان
پردہ اک پردہ مین اور ہے دو نہان
پردہ دیگر بر دبستے میدان

حال کے ادراک کا آفت ہو قال
خون سے خون دھونا حال اہل حال
آفت ادراک آن حال ست قال
خون بخون شستن محال محال

اُسکے لیلا نون کا جو محرم ہون
رات دن شغول ہون ہم ہم مین
من چو با سودا و انا نش محرم م
روز و شب اندر قفس میدم

سخت مستی و بیخودی ہی لو
مل کی شب سو تا تھا کس بہلے تو
سخت مست و بیخود و آشفتہ
دوش اسی خان پر چہ پہلو خفتہ

آگہی پر کھا یک دم تو ہوش کو
پہلے ہستی چھوڑ محرم ہو سوہم تو
ہان و ہان ہشدار بر نارے دمے
اولاً بہ طلب کن محرمے

عاشقی و مستی اور کرنا کلام
اللہ اللہ اونٹ ہی بالاے بام
اللہ اعلم اشتر ے بر نا و دان
یا جمیل الستر خواند آسمان

راز جو کرتا زبان سے وہ عیان
یا جمیل الستر پڑھتا آسمان
یا جمیل الستر ہے ہتا آسمان
چون زراز و نازا و گوید زبان

ترکیا ہر روئی مین اک آگ ہی
وہ ہی سوا اور تو نہان کرے
ستر چہ و پشم و پنبہ آذر ست
گو ہی پوشیش اور سوا ترست

جو کرون کوشش کہ ہو راز نہان
سر نکالے جون علم کہ مین نہان
چون بکوشم تا سرش پنہان کنم
سر بر آرد چون علم کا نیک منم

کان کرے وہ لیکس شم مرا — آ وہ مشک کیسے چھپتا ہار چھپا
ہین کہون اسکو تو جاگر ہے خفا — مثل جان کے تو ہے ظاہر و پیدا
وہ مکے تو فیصلہ پشم مرا — بزم ہین ہون باد ہون ہون شکستہ
ہین کہون کیسے کرسکے کیا — تا نہ آئے آپسے مستی کی بلا
وہ کہے جو ہاں تو نہی ہے ہین — یارون ہون تا نماز شام ہین
شام ہوئے جرأت سے یہ اجام — ہین کہون واہ ہے نے آئی ہے
اسلئے تھے عرب مے کو حرام — کیونکہ نے سبزی ہے فرخ رکو حرام
شیخ جانے بادہ تحقیق کو — از نمازا ہمدان کا ساقی ہے رہ
جو تو ہو شد سے ساتھ خیر تو فیق کو — عشق جوشد بادہ تحقیق را
جو کرے بادہ مے تو فیق کو — جون بجوئی تو تو فیق حسن
ب ہو ساقی وہی ہو شراب — چون بیند رایہ مو تو فیق را
پر نو ساقی کا نشہ ہے مین پور — آب کرد و ساقی و مے مست کا
جو ہو اس معنی مین تو اس خیر کو — اندریں معنی بپرس آن خبیر را
نے تامل جانے غافل یہ ہے بات — پھیرنے والا ہے پھیرے ہے حالات

حکایت اس عاشق و راز ہجران و وہب امتحان کی

اک جوان عورت سے کرتا عشق اور — رات دن نے فتنہ تا او ہوش تھا
ہوئے دانی مجنون و آوارہ ہوا — نے زمانہ وصل کا اسکو ملا
عشق نے کھینچا شکنجہ مین اسے — ابتدا مین عشق کیون کر نہ کھے
عشق اول سرکش و خونی ہے — تا کہ بھاگے ملبوس اس کام سے
بھیجتا قاصد کو جو نزدیک آن — رشک سے وہ ہوتا قاصد اہرمن
کاتبا سکا ستو سے زن لکھتا اگر — پر ستانا نامہ کو بد کر نامہ بر
گر صبا کو بھیجتا اندر رضا — تیرہ ہوئی وہ غبار دل سے صبا
پھر پے ترقعہ بانہ جتا گرمع کے — جلتا پر ترقعہ کی شوخ گرم سے
راہ چارہ گرنے کی گر بند و کر — فکر کے لشکر کا تو ڑا بس علم

حکایت آن عاشق و راز ہجران و وہب امتحان بسیار

یک جوان پر زنے عاشق شد — روز و شب بیخواب و بیخوراندہ ست
بیدل و شوریدہ و مجنون و مست — می ندانش روز کار وصل دست
بس شکنجہ کرد عشقش بر زمین — خود چہ دارد اول عشق این چنین
عشق از اول سرکش و خونی بود — تا گریزد آنکہ بیرونی بود
چون فرستاد بے رسول آن نگار — ان رسول از رشک گشتے ہمچان
در لبوسے زن نبشتے کاغذش — تا نبرد تصحیف خواند بے کمش
در صبا را بیک کرد بے درد فا — از غبار اندے تیرہ گشتے آن صبا
رفعہ گر بر پر مرغے دوختے — بر فروغ از لفت رقعہ سوختے
راہہا نے چارہ را غیرت سپہ — لشکر اندیشہ را رایت شکست

جرمانہ کی رقم ۱۰ روپیہ ہے

انتظار اول تھا عمر کا یار غار — آخر اسنے تو نہ آکر تک انتظار — بود اول و نوش عمر نہ انتظار

یہ بار ہے دو آدمیت کبھی — وہ حیات جاودان کہتا کبھی — گاہ زیست اس سے بار بر قرار

گاہ ہستی اس سے بار بر قرار — گاہ کہتا تھا یہ ہستی سے وہ شر — گاہ ہستی سے بار بر قرار

گاہ فریاد اسکی جاتی رہی — گر خیال یار ہمدم تھا اسے — گاہ و یاد ش ہمدمان برشد

سر و آپ سر چکا ہوتا یہ بدن — جوش گریہ چشمہ الفت کا من — جوش گریہ چشمہ الفت کا من

یار نے ہر گی غربت کا ہوا — جگر نے ہر گی کا اس کے گلہ ملا — جگر نے ہر گی کا اس کے گلہ ملا

خوشہ اسکی فکر کا اہر ہوا — نسل مہ چہروں کا اس پر ہے ہوا — خوشہ ہائے فکر نسرین بیگ پیچ

اگر بہت طوطی ہیں گویا خوش — ہائے شیریں ہیں جاں ہر ہر سخن — اے طوطیان شیریں گفتار

چینی و تورستان میں اگر ہے شکر — اور سخن گویان خاموشان کو دیکھ — اے شکر ستان چینی و تورستان

گر چہ دیکھے خاک انکی ایک رنگ — کیسے ہیں انکا مال اک سان ایک دست — گر چہ دیکھے خاک انکی ایک رنگ

گوشت جبریل ایک سان مدد کی کیا — ایک نگین دو سہ اشاری ملے — گوشت جبریل ایک سان مدد کی کیا

تو نہ جانے فنے تا انتظام حال — کیونکہ پوشیدہ ہر نہ سمجھے انکا حال — تو نہ جانے فنے تا انتظام حال

ہائے کہ تو قال سے تو نے سنا — اور نہ دیکھا حال اہل گور کا — ہائے کہ تو قال سے تو نے سنا

ایکسان ہیں نفس ضعیف متصف — خاک اکسان جان انکی مختلف — ایکسان ہیں نفس ضعیف متصف

ایسے ہی آواز یکسان ہوتی ہیں — نازنین خاک دو سر البرس ہیں — ایسے ہی آواز یکسان ہوتی ہیں

بانگ گھوڑوں کی سنے لڑنے ہیں تو — بانگ مرغوں کی سنے چونکے ہیں تو — بانگ گھوڑوں کی سنے لڑنے ہیں تو

گیہ اک سے دوسرے سے ارتباط — یخ اک سے دوسرے سے ہے نشاط — گیہ اک سے دوسرے سے ارتباط

دور ہوئے جو کہ انکے حال سے — اگلے اسکے ایکسان آواز ہو — دور ہوئے جو کہ انکے حال سے

اک شجر ہلتا ہے جس کے مرب سے — دوسرا ہلتا ہوا سے صبح کے — اک شجر ہلتا ہے جس کے مرب سے

دیکھ مفلس سے مجھے تھوکا ہوا — کیونکہ سر پوشیدہ اسکو ہوش تھا — دیکھ مفلس سے مجھے تھوکا ہوا

جوش نوش ہر اک کا کہتا ہو آ — جوش صدق اور جوش حیلہ دل — جوش نوش ہر اک کا کہتا ہو آ

گر نہ کھے نور جان تو روشناس — جاوے اک کر تو حاصل ہو شناس — گر نہ کھے نور جان تو روشناس

وہ دماغ ایسا کہ گلشن ہو سکے — دیدہ یعقوب وہ روشن کرے — وہ دماغ ایسا کہ گلشن ہو سکے

حال پاس خستہ جگر کا اب کہوں — کہ بخاری سے رہا میں دور ہوں — حال پاس خستہ جگر کا اب کہوں

پانا عاشق کا معشوق کو اور بیان اسکا کہ جو مدعو ہوئے — یافتن عاشق معشوق را و بیان آنکہ چو ہندہ

گاہ وہ نشستہ کا بن حیات جاں آ — گاہ وہ نشستہ کا بن بلائے نہ رہا — گاہ وہ نشستہ کا بن حیات جاں آ

گاہ او آ زیستی خورد رے سرے — گاہ بن سرو بر آورد رے سرے — گاہ او آ زیستی خورد رے سرے

گاہ وہ یاد ش ہمدمان برشد — گر خیال یار ہمدم تھا اسے — گاہ وہ یاد ش ہمدمان برشد

چونکہ بر ہے سر گشت بیخار — جوش گریہ چشمہ الفت کا من — جوش گریہ چشمہ الفت کا من

چونکہ بانے برگ گشت بست — برگ نے برگی کا اس کے گلہ ملا — برگ نے برگی کا اس کے گلہ ملا

خوشہ ہائے فکر نسرین بیگ پیچ — نسل مہ چہروں کا اس پر ہے ہوا — خوشہ ہائے فکر نسرین بیگ پیچ

اے طوطیان شیریں گفتار — ہائے شیریں ہیں جاں ہر ہر سخن — اے طوطیان شیریں گفتار

اے شکر ستان چینی و تورستان — اور سخن گویان خاموشان کو دیکھ — اے شکر ستان چینی و تورستان

گر چہ دیکھے خاک انکی ایک رنگ — کیسے ہیں انکا مال اک سان ایک دست — گر چہ دیکھے خاک انکی ایک رنگ

گوشت جبریل ایک سان مدد کی کیا — ایک نگین دو سہ اشاری ملے — گوشت جبریل ایک سان مدد کی کیا

تو نہ جانے فنے تا انتظام حال — کیونکہ پوشیدہ ہر نہ سمجھے انکا حال — تو نہ جانے فنے تا انتظام حال

ہائے کہ تو قال سے تو نے سنا — اور نہ دیکھا حال اہل گور کا — ہائے کہ تو قال سے تو نے سنا

ایکسان ہیں نفس ضعیف متصف — خاک اکسان جان انکی مختلف — ایکسان ہیں نفس ضعیف متصف

ایسے ہی آواز یکسان ہوتی ہیں — نازنین خاک دو سر البرس ہیں — ایسے ہی آواز یکسان ہوتی ہیں

بانگ گھوڑوں کی سنے لڑنے ہیں تو — بانگ مرغوں کی سنے چونکے ہیں تو — بانگ گھوڑوں کی سنے لڑنے ہیں تو

گیہ اک سے دوسرے سے ارتباط — یخ اک سے دوسرے سے ہے نشاط — گیہ اک سے دوسرے سے ارتباط

دور ہوئے جو کہ انکے حال سے — اگلے اسکے ایکسان آواز ہو — دور ہوئے جو کہ انکے حال سے

اک شجر ہلتا ہے جس کے مرب سے — دوسرا ہلتا ہوا سے صبح کے — اک شجر ہلتا ہے جس کے مرب سے

دیکھ مفلس سے مجھے تھوکا ہوا — کیونکہ سر پوشیدہ اسکو ہوش تھا — دیکھ مفلس سے مجھے تھوکا ہوا

جوش نوش ہر اک کا کہتا ہو آ — جوش صدق اور جوش حیلہ دل — جوش نوش ہر اک کا کہتا ہو آ

گر نہ کھے نور جان تو روشناس — جاوے اک کر تو حاصل ہو شناس — گر نہ کھے نور جان تو روشناس

وہ دماغ ایسا کہ گلشن ہو سکے — دیدہ یعقوب وہ روشن کرے — وہ دماغ ایسا کہ گلشن ہو سکے

حال پاس خستہ جگر کا اب کہوں — کہ بخاری سے رہا میں دور ہوں — حال پاس خستہ جگر کا اب کہوں

سوائے من طلب شیئاً وجدّ وجد صدق سوال الله صلی الله علیه وآله وسلم من یعمل مثقال ذرة خیراً یره

یا بنده بود کہ من طلب شیئاً وجدّ وجد صدق سوال الله صلی الله علیه وآله وسلم من یعمل مثقال ذرة خیراً یره

تا هست بود هر دو جهان تا همه سال — تا هست خیال وصل ات شاد خیال
هرجا هوسی هست پر و بس سایه بدو اند — کاین جان جوان در خور جاویدت سال
بوی نبود هیچ گلی را چو نه پیوند — پایندهٔ آخر کو جوید دمی ناپیوسته
جوئی نبود هیچ گوئی را چو نه گوئی در — آخر اس در سے کوئی نکلے گا شب
جو کسی کی بیٹھے اگر راہ پر — شمہ کسی کا دیکھے آخری شب
جو گوئین سے کاندر سے نو هزار خاک — پہونچے آخر کا راند آب پاک
جانت سب بین نگرے نے جانتا — جو کہ تو ہوگا آخر پانیگا
بارے آہن سنگ پرانش چنین — ہوتا یہ ہر کہ نمونا دردہ آد
جسکی قسمت میں نہیں بخت کا — عقل نے دیکھے پر اند نادان
دکان نے بوبانے پایا ثمر — وہ صدف لایا نہ تھا انمیں گہر
بلعم باعور و ابلیس لعین — نے ہوئی نافع عبادت ہائے دین
او ہزاروں انبیا او رسالتان — نے شمار انکا کہ وہ بدگمان
جیسے ان دو کو کہ تیرہ دل کر — اس سوا دو بار سکو کون سے
دنی کھا کر آدمی بس شاد ہین — موت ہوا سکی ہوا تک خلق مین
بس تو ای بخت دنی بھی کھا — مثل آنکے تو ہے پھس اندر بلا
دنی کھانی سیکروں مخلوق کا — زور پائے زندگانی بس کرے
بس تو اس نادیدنی سا کیون ہے — گر نہ محروم اور تو احمق ہوا
یہ جہان پر آفتاب و نور ماہ — تو ہے اک اندھا اندر تہ چاہ
گر اگر حق ہے کسے وہ روشنی — تو نکلکر چاہ سے دیکھ اسی غنی
سارے عالم مین وہ چمکے نور سے — چہ مین تو بند کیے بیٹھے ہو مجھے
چاہ کو تو چھوڑ اور جا باہر بے — یان پے ست اگر کہ کالج صحرا ہے
ست کہو کہ مین فلان سے ہے غنی — کاین میری نے فلانے سال مین
کسلئے لبو فلان کہ جہان پر خوش — کسلئے گیہون کو ڈالون ہاتھ سے

۲۳۳

ست کہے شکر رجا کام اپنا کر | بو توکل پر تو من لے ای پسر | بین کہ استیزہ در روزگار کن | با توکل کشت کن پاشو سخن
جسکے کی شکر انتہ کے بل کرا | اسطرح کرنے ابتک وہ اٹھا | ہر کہ استیزہ کند بر وفتد | آن چنان کو بر نخیزد تا ابد
جسے لکھیتی کی وکام اپنا کیا | کو خیون کو غلہ نو سے بھرا | وانکہ او تخمے نداشت کشت کجا | پکسند کو ربی نوا نبار را
یہ بیان چھوڑو اور جا تو سکی طرف | کریان احوال اُس عاشق کا تو | زین بیان بگذر بسوئے کار آ | جانب احوال آن عاشق بیا
کھو تا دے بے غمی سے تھا مجود | پایا اکدن آخر اسے وصل کو | چون دوے می کرد شاہ از آسمان | عاقبت دریافت روزے مطلوب
دوسے شوہ کے گیں شب کو بیانو | جستا زیم عسل و شب بیانو | یار خود را یافت با شمع و چراغ
شب سب کے کرنے والے سے کہا | رحم تو اس شخص پے کر تو ای خدا | گفت سازندہ سبب آن نفس | ای خدا تو مغفرت کن بر عسس
کر سبب تو نے چاہا کہ بنے | لیکن یا دوزخ سے جنت کو مجھے | ناشتا ساتو سبب ہا کردہ | از در دوغ بہشم پردہ
اسلے تو یہ سبب لایا بکار | تا نہ رکھوں خوار اپنا ایک خار | بہر آن کردی سبب این کار را | تا ندارم خوار من یک خار را
پانوں ہوئے تو حق بخشت ہی | قعر چہ سے کھولتا ہی بھی وہ در | در شکست پائے بخشے حق چے | ہم ز قعر چاہ بکشاید درے
تجھیے جو کچھ کہ کرایت ہووہ | جو حقیقت دیکھے تو رحمت ہووہ | ہر چہ آن بر تو گرایت بود | چون حقیقت بنگری رحمت بود
دیکھ رحمت کز عمل بر بوں یا سچا | دیکھ مجھکو کہ مین ہوں مفتاح راہ | تو مبین کہ بر درشتے یا بجاہ | تو مرا مبین کہ منم منش و
باقی اس قصہ کو چھوڑ کر تو ہی | چھے دفتر ہا ہی بھائی اُصو سے | گر تو خواہی باقی باین گفت گو | اے اخی در دفتر چارم بجو

ختم مترجم

سر خمہ کا تو شکر مین یا سکے قلم | مرغ چوتھے پر تر اپہونچا قدم | روشنائی کیوں نہ پیدا تجھسے ہو
کوے روشن باتوز معنوی | پیر ہن سے آلے ہوے یوسفی | مصطفے کی چار پیر ہے پر فا
چار سے جو کر بنایا ہی تجھے | چار یاروں کی محبت چاہیے | تو کمل مدت سے سب شر مین آ
کر شروع چوتھی تو جلد مثنوی | بول بالا ہو تمالای یوسفی | ختم بانام رسول آل رسول

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم وصل علیہ